فہرست سورتہاے تفسیر فتح العزیز سیپارہ تبارک

فہرست فواید تفسیر فتح العزیز سیپارہ تبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا وشفیعنا ونبینا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین بعد حمد
اور نعت کے فقیر سراپا تقصیر قلیل البضاعہ عدیم الاستطاعہ خادم علماء زمان احقر العباد محمد حسن خان مصطفی
بادی عفی اللہ عنہ برادران دیندار اور محبان تقوی شعار کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ قبل اسکے سنہ ۱۲۶۱ ہجریہ
مقدسہ مین تفسیر فتح العزیز کے عم کے سیپارہ کا ترجمہ بموجب حکم منہل جود وسخا منبع فیض وعطا محسن دوران
فیاض زمان قدردان علماء وشرفا جناب ناخدا محمد علی بن محمد حسین صاحب مرحوم روحہی دامت
حسناتہم کے ہندی زبان مین ہوکر چھاپا گیا تہا اور حقتعالی کے کرم اور فضل سے مرغوب طبع ہر عام اور خاص
کے ہوا بلکہ اسکو دیکھہ کے ہر شخص کو تبارک کے سیپارہ کی تفسیر کا اشتیاق پیدا ہوا کہ اسطرح یہہ بہی
ہندی مین ہوکر چھپے سو انکی خواہش کے سبب سے جناب ناخدا صاحب ممدوح کو منظور نظر ہوا کہ تبارک کے
سیپارہ کی تفسیر بہی ہندی مین ترجمہ ہوکر چھپے الحمد للہ کہ جناب ممدوح کے اشارہ اور حسن نیت کے بموجب اس
سیپارہ کی تفسیر نے بہی لباس اردو کا پہنا اور سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ مقدسہ مین مطبع محمدی مین چھپ کر اختتام کو پہنچا
حقتعالی جمیع مسلمانون کو توفیق عمل کی عطا کرے **فائدہ** معلوم کیا جائے کہ اس ترجمہ مین بہی کئی چیزونکی
رعایت کی گئی ہے سو اسکا دریافت کرنا مطالعہ کرنے والونکے واسطے ضرور ہے اول یہہ کہ یہہ ترجمہ لفظاً بلفظ نہین
ہے بلکہ ہندی محاورے کے موافق ہے تاکہ مطلب آسانی سے سمجہا جاوے دوسری یہہ کہ اصل مضمون مین زیادتی اور
کمتی نہین ہوئی ہے تاکہ اعتبار سے خارج نہووے لیکن کسی مجمل مضمونکی توضیح مین ایک دو کلمے بڑہ گئے ہین تیسری یہہ کہ
جہان کوئی مطلب دقیق اور مشکل آگیا ہے جسکا سمجہنا کسی دوسرے علم پر موقوف ہے جیسے کوئی قاعدہ علم ریاضی
یا حکمت کا تو اسکا فقط ترجمہ کر دیا ہے اسواسطے کہ اسکا سمجہنا بغیر اس علم کے مصطلحات دریافت کرنیکے ہو نہین
سکتا اور اسکی تشریح فیما نحن فیہ سے خارج ہے اسواسطے کہ یہان پر قرآن شریف کی تفسیر عوام فہم منظور ہے نہ حکما کے
قاعدونکی تحقیق چوتہی یہہ کہ یہہ ترجمہ کلکتے کی چہپی ہوئی فارسی تفسیر عزیزیہ کی عبارت کے موافق ہے
اسواسطے کہ وہانکے علمانے اسکو بہت تصحیح سے چہاپا ہے فقط آب دیندار بہائیونکی خدمت مین ایک عرض ہے کہ
اسکو ملاحظہ فرمانے کیوقت اگر کوئی بہول چوک نظر مین آوے تو اپنی والا ہمتی سے اسکی اصلاح مین دریغ نفرماوین

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

بستان تفاسیر

مطبع محمدی مین بندہ عبد الملک کے اہتمام
سے سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین چھپ کر اختتام کو پہنچا
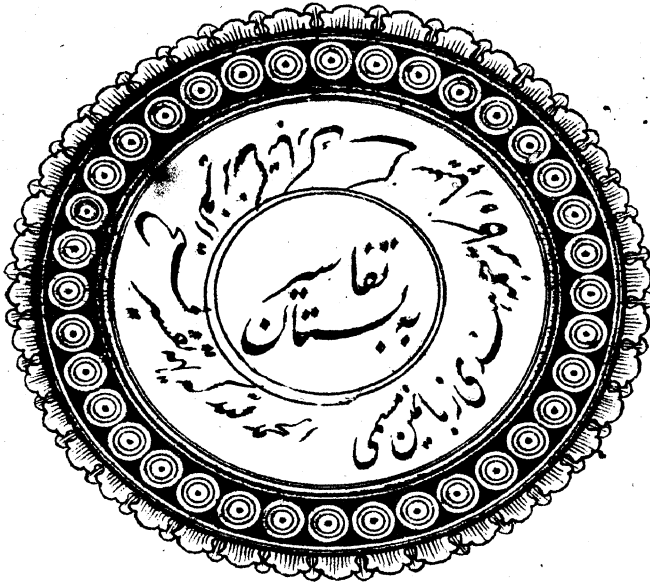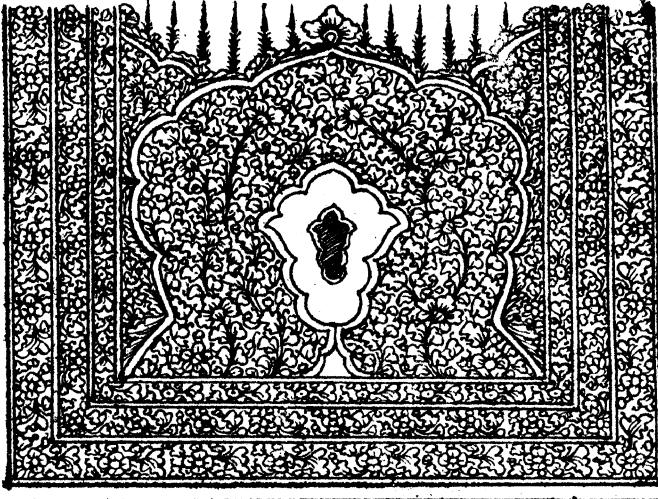
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورت الملک اسمین تیس ۳۰ آیتین اور تین سو تینتیس ۳۳۳ کلمے اور ایک ہزار تین سو تیرہ ۱۳۱۳ حرف ہین اور اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے مین اختلاف ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے کہ یہہ سورت مکی ہے اور الم تنزیل السجدہ کے بعد مکے مین نازل ہوئی ہے اور اسکے بعد سورۂ حاقہ اور سورۂ معارج نازل ہوئی ہین اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابیونکی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سورت مدنی ہے اور اسمین تیس آیتین ہین موافق صحیح حدیث کے جو صحاح مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سورت ہے حق تعالی کی کتاب سے جسکی کل تیس آیتین ہین ایک شخص گنہگار کی شفاعت میں سقدر اصرار اور ہٹ کیا کہ اسکو جہنم کے گڑھے سے نکال کے بہشت مین داخل کیا اور وہ سورت تبارک الملک ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین دوست رکھتا ہون اس بات کو کہ یہہ سورت ہر مسلمان کے دل مین ہووے یعنے اس سورت کو چاہیے کہ ہر مسلمان یاد کرے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ مردیکو جب قبر مین رکھتے ہین اور عذاب کے فرشتے آتے ہین تو یہہ سورت اس مردکی حمایت کرتی ہے اور ان فرشتونکو منع کرتی ہے اگر وے پاؤن کیطرف سے ارادہ آنیکا کرتے ہین تو اودہر سے انکو منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ

من

مین ابد ہرسے تمکو آنے ندونگی اسواسطے کہ اس شخص نے کہڑے ہو کر مجھکو نماز مین پڑہا تہا پہر اگر وے سرکیطرف سے ارادہ آنیکا کرتے ہین تو اودہرسے بہی منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس شخص نے مجھکو اس منہہ سے پڑہا ہے سو مین تمکو اسطرف سے بہی آنے ندونگی اور اسیطرح داہنے اور بائین سے بہی منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ان دونون طرف سے بہی تمکو آنے ندونگی اسواسطے کہ اس شخص نے اپنے سینے مین مجھکو یاد رکہا ہے اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ عشا کی نماز کے بعد اس سورتکو دو رکعت نفل مین بیٹہہ کے پڑہا کرتے تہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شبکو سونیکے پہلے اس سورتکو ضرور پڑہتے تہے اسیواسطے اس سورتکا نام حدیث شریف مین مانعہ اور منجیہ اور واقیہ آیا ہے اسواسطے کہ اپنے پڑہنے والیکو قبر کے عذاب سے بچاتی ہے اور نجات بخشتی ہے اور قیامت کے ہول اور صدمونسے محفوظ رکہتی ہے اور اس سورتکے ربط کی وجہہ سورۂ تحریم سے یہہ ہے کہ سورۂ تحریم مین گہر کے انتظام اور بندوبست کی شرطین بیان ہین کہ آدمی کو اپنی عورتون اور گہر والونکے ساتہہ کسطرح گذران کرنا چاہئے اور اگر اسکے اہل و عیال کسی گناہ مین مبتلا ہون اور دوزخ والونکے کام کرنا شروع کرین تو اس شخص پر لازم ہے کہ انکو اس بدراہ سے روکے اور اس راہ پر چلنے نہ دے اور اس سورتمین خدائی اور شاہنشاہی کے دستور اور آئین مذکور ہین اُس سورتمین ایک گہر کی ریاستکا انتظام مذکور ہے اور اس سورتمین تمام جہانکی ریاستکا انتظام مذکور ہے اور ادنی سے اعلی کیطرف ترقی کرنیکا قاعدہ اسی باتکو چاہتا ہے کہ وہ سورت پہلے ہو اور یہہ اسکے بعد ہو اور یہہ بہی ہے کہ اُس سورتمین دوزخ کی آگ کی صفت اس مضمونسے بیان فرمائی ہے کہ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنے ایندہن دوزخ کا آدمی ہین اور پتہر اور عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ یعنے اُس دوزخ پر مقرر ہین بے رحم اور سخت فرشتے بیحکمی نہین کرتے اللہ تعالی کی جو حکم کرے انکو اور اس سورتمین اس مضمونکو اسطور سے بیان فرمایا ہے کہ اِذَا أُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ یعنے جب ڈالے جاوینگے اسی دوزخ مین سنینگے اُسکی آواز اور وہ جوش مین ہوگی اور یہہ بہی مذکور ہے کہ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ یعنے پوچہینگے نگہبان دوزخ کے کیا نہین آیا تہا تم پاس کوئی ڈرانیوالا اور یہہ دونو مضمون

اسمین بہت قریب ہین اور اُس سورت مین مذکور ہے کہ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ یعنے جب چہپا کر کہی نبی نے کسی اپنی بی بی سے ایک بات پہر جب خبر کر دی اُسکی اور جتا دیا اللہ نے نبی کو اور اِس سورت مین مذکور ہے کہ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے چہپا کر کہو اپنی بات یا ظاہر کر کے کہو مقرر وہ جانتا ہے سینونکی باتکو اور اُس سورت مین مذکور ہے کہ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ یعنے اگر غلبہ کروگے تم دونون اسپر تو اُسکا مولا یعنے کام بنانیوالا اللہ تعالی ہے اور اِس سورت مین مذکور ہے کہ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا یعنے تو کہہ وہ معبود رحمن ہے اُسیکا ایمان لائے ہم اور اُسی پر بہروسا کیا ہمنے اور یہہ بہی اُس سورت مین مذکور ہے کہ اپنی جورونکی خاطر داری کیواسطے اللہ تعالی کی حلال کی ہوئی چیز کو کیون اپنے اوپر حرام کیا تو نے اور اِس سورت مین مذکور ہے کہ سلطنت اور حکومت سچی اللہ تعالی کیواسطے ہے پہر اسکے حکمون کے بدلنے مین دوسرونکی پیروی کرنا نہیں چاہیے اسواسطے کہ حکم کرنا بادشاہون کیواسطے خاص ہے کسیکی خاطر کیواسطے بادشاہون کے حکم کے خلاف کرنا ہرگز درست نہین ہے اب اسی پر قیاس کرکے اگر مناسبت کی وجہونکو ڈہونڈہئے تو بہت نکل سکتے ہین اور اِس سورت کا نام سورۃ الملک اسواسطے رکہا ہے کہ اسمین جو جو چیزین حقیقی بادشاہت کیواسطے لائق ہین انکو اس مالک الملک علی الاطلاق کیواسطے ثابت کیا ہے اور وہ بہت سی چیزین ہین چنانچہ خیر انکی کثرت اور انعام اور احسانکی زیادتی سو یہہ تبارک کی لفظ سے بوجہی جاتی ہے اور دوسری قدرت کا عام ہونا سب یعنے چیز کو شامل ہونا یہانتک کہ مارنا اور جلانا بہی اختیار مین ہو جو کسی بادشاہ کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے سو یہہ مضمون وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی لفظ سے اور خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ کی لفظ سے بوجہا جاتا ہے اور تیسری اپنی رعایا اور منصب دارون اور ملک کے حاکمون کے کامون سے باخبر رہنا کہ یہہ بہی سلطنت کے لوازم مین سے ہے سو یہہ بات لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی لفظ سے اور اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کی لفظ سے بوجہی جاتی ہے اور چوتہی غلبہ اور عزت اور مرتبہ ہونا سو عزیز کی لفظ اسپر دلالت کرتی ہے پانچوین بخشش اور گناہونکا معاف کرنا جو غفور کی لفظ سے بوجہا جاتا ہے چہٹی اپنے اہل کارون اور غلامون اور نوکرون کیواسطے بڑے بڑے عالیشان مکان تیار کرنا سو یہہ مضمون خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مین پایا جاتا ہے

ساتوین اپنے رعایا مین کسیطرح کی کمی بیشی اور تفاوت نکرنا جو مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ
کے مضمون سے بوجہا جاتا ہی آٹھوین اپنے مملکت کے شہرونکو آراستہ کرنا اور شیشے بندی اور روشنی کرکے
زینت دینا سو یہہ بات اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ کے مضمون سے بوجہی جاتی ہی نوین دشمنون کے
مقابلے کیواسطے لڑائی کا سامان جیسے توپ بندوق گولہ باروت قید خانہ بیاوے تیار رکہنا سو یہہ مضمون وَجَعَلْنٰهَا
رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ اور وَسَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ مین
پایا جاتا ہی دسوین بہت سے اسباب سرفرازی اور رحمت کے اپنے دوستون اور فرمان بردارون کے
واسطے تیار رکہنا جو اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ کی آیت سے بوجہا جاتا ہی
اور ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ مین پے درپے تین آیتون تک یہی دونون مضمون تاکید
کے طور پر بوجہے جاتے ہین گیارہوین وحشی اور پالو جانور ونکو توشخانہ مین رکہنا سو یہہ مضمون اَوَلَمْ یَرَوْا
اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ سے بوجہا جاتا ہی بارہوین ملک مین امن اور غلہ کی ارزانی اور رزق اور
روزینے اور درماہے اور سالیانے کی وسعت اور کشادگی کرنا سو یہہ مضمون ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ
مین اور بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ تک ان سب آیتون مین یہی مضمون بوجہا جاتا ہی تیرہوین یہہ بات
کہ کسیکو اسقدر نبڑہانا جو اُس درگاہ کے مردودون اور نکالے ہوؤنکو ٹہہاوے یا حمایت اور طرفداری
کرے یا اُس بارگاہ کے محروم اور بے نصیب کو کچہہ روزی پہنچاوے یا کچہہ دیوے کہ اُسکا کوئی
کام نکل جاوے یا کسیطرح سے اُسکو نفع پہنچاوے سو یہہ مضمون اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ
یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ کی آیت مین اور بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ تک بوجہا جاتا ہی اور یہہ سورت
رحمانیات کی سورتون سے ہی یعنے جنمین اسم ذات کے مقام پر رحمن کی لفظ کو لائے ہین جیسے
سورۂ انبیا اور سورۂ یٰسین اور سورۂ مریم اور سورۂ طٰهٰ اور سورۂ حآقّہ اور سوا اِنکے بہی اور سورتین ہین
اسیطرح بعضی سورتین ربانیات ہین یعنے اُنمین اِسم ذات کے مقام پر رب کے نام کو لائے ہین جیسے
سورۂ ہود اور سورۂ یوسف بڑی سورتون مین اور سورۂ والفجر وغیرہ چہوٹی سورتون مین ہین واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ بڑی برکت والا ہی نام پاک اُسکا جسکے قبضۂ قدرت مین ہی سلطنت آسمان
و زمین کی اور جو ان دونونکے درمیان مین ہی اب یہان پر جاننا چاہئے کہ اذکار عشرہ یعنے دس ذکر
جیسے تسبیح یعنے سُبحان اللہ اور تحمید یعنے الحمد للہ اور تکبیر یعنے اللہ اکبر اور تہلیل یعنے لا الہ الا اللہ اور
توحید یعنے وحدہٗ لا شریک لہ اور حوقلہ یعنے لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور حسبلہ یعنے حسبی اللہ اور بسملہ
یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور استعانت اور تبارک یہ دسو ذکر ہر شریعت مین مختلف لفظونسے
رایج اور معمول رہے ہین چنانچہ قرآن شریف مین یہہ ذکر یعنے تبارک کا دو سورتونکی ابتدا مین واقع ہوا ہی
ایک یہہ سورت اور دوسری سورۂ فرقان اور تحمید کا ذکر پانچ سورتونکی ابتدا مین ہی اوّل سورۂ فاتحہ دوسری
سورۂ انعام تیسری سورۂ کہف چوتھی سورۂ سبا پانچوین سورۂ فاطر اور تسبیح کا ذکر سات سورتونکی
ابتدا مین ہی اوّل سورۂ بنی اسرائیل دوسری سورۂ حدید تیسری سورۂ حشر چوتھی سورۂ صف پانچوین
سورۂ جمعہ چھٹین سورۂ تغابن ساتوین سورۂ سبح اسم اور اس ذکر کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے انعامات اور
احسانات کی کثرت کا ملاحظہ کرنا ہی جو ہر ہر ذرہ مین ذرات عالم سے جلوہ گر ہین اور یہہ بات ہمیشگی کے ساتہہ
پائی جاتی ہی کبھی جدا نہین ہوتی اسواسطے کہ برکت کے مفہوم مین دونون چیزین داخل ہین ایک خیر کا پایا جانا
اور دوسری ہمیشہ اسمین رہنا اسیواسطے جسمین خیر پائی جاے اُسکو مبارک نہین کہتے ہین اور جس سے
ایک بار یا دو بار خیر پائی جاے اُسکو بھی مبارک نہین کہتے ہین بلکہ مبارک اُسیکو کہتے ہین جسمین ہمیشہ
خیر کا صدور پایا جاے اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ تمام ان بے انتہا عالمونکے اُصول یعنے جڑ دو عالم ہین ایک کا
نام مُلک ہی جسکو عالم اجسام کہتے ہین وُہ عرش سے فرش تک ہی اور دوسریکا نام مَلکوت جسکو عالم ارواح
کہتے ہین سو وُہ قلم اعلی سے نفس ناطقہ انسانیہ تک ہی اور اُس مالک علی الاطلاق کا حکم ان دونون عالمونمین
بادشاہون اور مالکونکے مانند جاری ہی سو اس مالکیت اور تصرف کے اعتبار سے عالم مُلک اُس اپنے
مالک کا وصف تبارک کی لفظ سے بیان کرتے ہین اسواسطے کہ یہہ لفظ ہمیشہ کی کثرت خیر پر دلالت کرتی ہی

اور یہہ بات ظاہر ہی کہ یہہ عالم روز بروز زیادتی اور ترقی پر ہی اور ہر ساعت اور ہر لمحہ مین ترکیبین عجیب
اور صفتین غریب اور نادر جو علم الہی مین پوشیدہ ہین ظاہر ہوا کرتی ہین اور تسخیر اور گھیر لینے کے اعتبار سے
عالم ملکوت اپنے ارادے کے خواہش سے اُس مالک الملک کا وصف تسبیح کی لفظ سے کرتے ہین جو
تنزیہ اور تقدیس کے معنون مین ہی یعنے ہر عیب سے اُسکی ذات پاک ہی چنانچہ سورۂ یٰسٓ کے آخر
مین فرمایا ہی فَسُبْحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ذات ہی اُسکی جسکی قبضۂ
قدرت مین ہی حکومت ہر چیز کی اور یہہ تسبیح کی لفظ سے ذکر کرنا اسواسطے ہی کہ تنزّہ اور تقدس عالم ارواح
کے مناسب ہی اور جب تبارک الّذی کے جملے کے بیان کرنے سے قدرتون الہی کے عجائبات کیطرف جو
عالمِ ملک مین ظاہر اور محسوس ہین اور امکان کے پردے سے نکل کر وجود کے میدان مین جلوہ گر ہورہے ہین اور وے
اسقدر ہین کہ شمار اور گنتی کی حد سے باہر ہین تمام اشارہ ہوچکا تو اب بیان فرماتے ہین کہ تصرف اور تدبیر اللہ تعالے
کی اس عالم مین جو چیز کہ موجود اور محسوس ہی اسی پر منحصر نہین ہی بلکہ جسپر صفت امکان کی صادق آسکتی ہی
اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ ممکن ہی اگرچہ وُہ چیز امکان کے پردے مین چھپی ہو لیکن قدرت اللہ تعالی کی اُسکے ساتھہ
متعلق ہی یعنے یہہ کہہ سکتے ہین کہ وُہ اُسپر قادر ہی چاہے تو ظاہر کر دے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور وُہ یعنے اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہی وُہ چیز موجود ہو یا نہو معتاد ہو یا نہو اور یہی وجہ ہی کہ موجوداتکی امکانیہ
صورتونکی انتہا نہین ہی اور اُسکی قدرت کے خزانے اسقدر معمور اور پُر ہین کہ انکی گنتی اور شمار کوئی نہین کرسکتا
چنانچہ دوسری جگہہ خود فرمایا ہی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا
بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے جو چیز ہی اُسکے خزانے ہمارے پاس بہر سے پڑے ہین اور نہین اتارتے ہین ہم
اُسمین سے مگر ایک اندازہ کے ساتھہ جو معلوم ہی یہان خوب غور کر کے دیکھا چاہئے کہ یہہ کثرت ہر چیز کے
خزانونکی کسی بادشاہ کیواسطے متصور نہین ہوسکتی چنانچہ یہان پر کتنے کارخانے اسکی قدرت کاملہ کے
بیان کئے جاتے ہین اُنکو خوب غور اور تامل سے دیکھا چاہئے کہ کیا کیا اُسکی قدرت کی عجایب اور
غرایب نشانیان ظاہر ہورہی ہین تاکہ اُنکو دیکھہ اور سمجھہ کے اسکی بادشاہت کی وسعت تمہارے ذہنون مین
کچھہ در آوے اور ایک تہوڑی سی معرفت جو اُس جناب پاک کیطرف رجوع اور متوجہہ ہونے کا سبب

ہوسکے تمکو حاصل ہووے اب ان کارخانون سے پہلے اپنی نوع اور قسم کے کارخانے کو جو خاص سرکار کے چیلے ہین خوب غور اور فکر سے دیکہا چاہئے کہ اللہ تعالی کی برکت نے اِس باتکو چاہا کہ ایک قسم کو اپنی مخلوقات سے اپنی قدرت اور اختیار کا ظل اور نمونہ بناوے اور خاص اپنے علم اور شعور کی روشنی سے کچہہ اُسکو عنایت کرے تاکہ اپنے اختیار سے ہمیشہ نیک بات کرنے مین اللہ تعالی کے خُلق کی صفت کے ساتہہ مشابہت پیدا کرے اسواسطے کہ سواے انسان کے جتنے اور مخلوقات الہی ہین وے سب نیک بات کے کرنے مین اِس قسم کا اختیار نہین رکہتے بلکہ اُنسے نیک بات جو ہوتی ہی یا تو وے اسمین بے اختیار محض ہوتے ہین جیسے آسمانون کی گردش اور ستارے اور عناصر اور معادن اور نباتات کی تاثیر کہ یہہ بات یعنے تاثیر اُنکے اختیار مین نہین ہی یا کچہہ ضعیف اختیار رکہتے ہین لیکن وہ اختیار طبعت اور عادت کے طور پر ہوتا ہی اِسی سبب سے وے بہلائی اور بُرائی کے سزاوار نہین ہوتے ہین اور نیکوئیان اُنکی ہمیشہ نہین ہوسکتین جیسے حیوان یا اختیار رکہتے ہین لیکن اُسمین مجبور ہین اور اپنے خاوند کے سامنے بے اختیارونکی طرح سے مقہور جیسے فرشتے اور کام کرنیوالی روحین اس سبب سے انسانی قسم کو حق تعالی نے پیدا کیا اور قدرت اور اختیار اور شعور اور بوجہہ جیسے چاہئے ویسے اسکو دی تا وہ انسان ایسے کام کرے جنکے تاثیر ہمیشہ رہے اور عالم کی ابادی کا سبب ہو پہر ایسی نادر قسم کو پیدا کرکے اپنا خلیفہ کیا اور اسکو اسیکے طور پر مختار کرکے چہوڑ دیا پہر اب اسلیے واسطے کوئی چیز ایسی چاہئے جو اسکو نیک بات کیطرف رغبت دلاوے اور بُری خواہشون اور برائیونسے اسکو باز رکہے سو اللہ تعالی اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ ایسا قدرت والا بادشاہ ہی جسنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ زندگی کے سبب سے تم اختیاری کامون پر قدرت پاؤ اور موت کے سبب سے ان کامونکے نیک اثار ظاہر ہووین پس یون بوجہا چاہئے کہ زندگی گویا بیج اور کام کے درخت کی پیدایش کا سبب ہی اور موت اُس درخت مین پہل لگنے اور اسکے اثار ظاہر ہونیکا سبب ہی اور یہہ تدبیر عجیب اور غریب حق تعالی نے اسواسطے کی ہی لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ تم سبکو جانچے کہ کون تم مین سے بہتر اور اچہا ہی کام کرنے مین اور نیک عمل کے درجونکے تفاوت کے سبب سے تمہاری مشابہت کے مرتبے بہی اپنے خالق کے ساتہہ گہٹ یا بڑہہ جاتے ہین جسقدر خلوص نیت اور للہیت نیک کام مین زیادہ ہوگی اُسیقدر اللہ تعالی کی برکت کا ظہور تم مین زیادہ ہوویگا پس اِس تدبیر سے

نوع انسان کے کارخانے کی ایجاد کا بیان ہی

برکت کے بیج کو اللہ تعالی نے بویا ہی تاکہ حاصل اُسکا ایک عالم کی آبادی کا سبب ہووے اور اس عالم کا
نام آخرت ہی اور یہہ تدبیر بلاشبہ اُن بڑے خزانیوالونکی تدبیر کے مانند ہی جو چاہتے ہین کہ اپنے خزانے کو
کہیتی یا تجارت سے بڑہاوین تاکہ ایک رنگ دوسرا پیدا ہووے اور صورت دوسری حاصل ہووے لیکن اِن
دونون تدبیرونمین فرق اتنا ہی کہ خزانیوالے اپنے خزانے کے بڑہانے مین دوسرونکی طرف محتاج ہوتے ہین
اور وُہ مالک علی الاطلاق کسی کام مین دوسرے کیطرف احتیاج نہین رکہتا بلکہ اپنے بعضے مخلوقات کو بعضے ترکیب
دیکر اُس نقش کی صورت ظاہر کردیتا ہی یہی سبب ہی کہ باوجود اسباب کے کہ اپنے بندے بڑی قدرت
اور اختیار والونکو اُس نقش کے حاصل کرنے مین واسطہ گردانا ہی اور اُس کام کو اُنہین کے طور پر چہوڑ دیا ہی چنانچہ
حدیث قدسی مین آیا ہی اِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا عَلَيْكُمْ یعنے سوا اُسکے نہین کہ یہہ تمہارے عمل ہین
جو گنتے ہین ہم تم پر لیکن اُسکے غلبے اور عزت مین ہرگز خلل نہین آیا اسواسطے کہ ہر چیز کے اختیار کی
باگہہ اپنے ہی قبضۂ قدرت مین رکہی ہی وَهُوَ الْعَزِيزُ اور وہی ہی ایسی عزت والا کہ ویسی عزت کسی
دوسرے مین متصور نہین ہوسکتی اور اگر ایسی عزت اسکی نہوتی تو نافرمانی اور عدول حکمی پر اِس مخلوق کو یعنے انسانکو
کہ اپنا خلیفہ بناکر تصرف مین مختار کیا ہی مُواخذہ اور تنبیہ نکرسکتا جیسے دنیا کے بادشاہ کہ اگر کسیکو اپنا نایب بناکر
اور نیابت کی خلعت پہنا کر بالکل اختیار دیتے ہین پہر اُس سے اُس منصب کا لینا دشوار ہوجاتا ہی اور ہرگز اُسکو
موقوف نہین کرسکتے بلکہ اگر اُس سے کوئی خلاف یا اپنی نامرضی بات ظاہر ہوتی ہی تو اُسپر اُسکو مواخذہ
اور غصہ اور عذاب بہی نہین کرسکتے سو اللہ تعالی کی ذات اِس نقصان سے پاک ہی اور باوجود اس عزت
اور غلبے کے کہ اُس مالک الملک مین پایا جاتا ہی ایک صفت اور بہی ہی کہ الْغَفُورُ بخشنے والا اور عیب ڈہانکنے
والا ہی یعنے اپنے بندونکو نافرمانی اور تقصیرون پر جہٹ پٹ نہین پکڑتا بلکہ مُہلت دیتا ہی پہر اگر اُنہون نے
اُسی تقصیر پر ہٹ کی اور نافرمانی کو اپنا پیشہ ٹہرالیا یہان تک کہ لایق مغفرت کے نرہے تو البتہ اُنکو سزا دیتا
ہی اب یہان پر دو سوال ہین جواب طلب پہلا سوال یہہ ہی کہ موت کو حیوۃ پر کیون مقدم لائے اسواسطے کہ ظاہر
مین پہلے زندگی ہی اُسکے بعد موت ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ عمل نیک ظاہر ہونیکا سبب حقیقت مین موت ہی
اور اسجگہہ پر منظور نیک عمل کا امتحان ہی نہ اصل عمل پر مطلع کرنا تو اصل مقصود موت ہوئی اسواسطے کہ مقصد کا سبب ہی

اور زندگی اُسکا وسیلہ ہی اسواسطے کہ زندگی اُسکام کا سبب ہی جو وسیلہ ہی وَالْمَقَاصِدِ تَقَدُّمٌ رُتْبِيٌّ عَلَى الْوَسَائِلِ وَاِنْكَانَ لِلْوَسَائِلِ تَقَدُّمٌ زَمَانِيٌّ عَلَى الْمَقَاصِدِ یعنے مقصد کا رتبہ مقدم ہی وسیلہ کے رتبے پر اگرچہ وسیلہ کا وجود مقدم ہوتا ہی مقصد پر اور دوسرا جواب یہہ ہی کہ موت عالم ملک مین ذاتی ہی یعنے قایم بالذات ہی اور حیات عرضی یعنے قایم بالغیر اور ذاتی مقدم ہوتی ہی عرضی پر اور تیسرا جواب یہہ ہی کہ موت کو حیات پر اسواسطے مقدم کیا کہ موت ہر وقت آدمیکے سامنے رہتی ہی اور وہ کبہی اُس سے غافل نہین ہوتا چنانچہ حدیث شریف مین بہی وارد ہی کہ اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ یعنے بہت یاد کرو اور پیش نظر رکہو نیست کر دینے والی لذتونکو یعنے موت کو اور دوسری حدیث مین بہی ہی کہ بِئْسَ الْعَبْدُ نَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى یعنے بہت بُرا وہ بندہ ہی جو بہول گیا قبرونکو اور اسمین جو آدمی پر گذرتا ہی یعنے سڑ گل جانا اور نیست و نابود ہو جانا اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہی کہ موت سے دُنیا کی موت مراد ہی اور حیوۃ سے آخرت کی حیات اور دنیا کی موت پہلے ہی آخرت کی زندگی سے اور بعضے مفسرون سے یون منقول ہی کہ موت سے مراد نطفے کی حالت ہی اور حیات سے مراد دنیا کی زندگی اور نطفے کی حالت زندگی کے پہلے ہوتی ہی اب اِس تفسیر پر لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے ساتہہ مناسبت اسطرح پر بوجہا چاہئے کہ پہلے تمکو مردہ کیا پہر زندہ کیا تو تمکو لازم ہی کہ اسبابکو بوجہہ لو کہ تمکو ہر موت کے بعد زندگی ہی اور اپنے نیک عملونکا فائدہ اُس زندگی مین تمکو پہنچتا ہی اور بدعملو نکی سزا مین گرفتار ہوتا ہی سو تمکو چاہئے کہ اسبات کو سوچ کے نیک عمل کے کرنے مین کوشش کرو اور بدعملون سے اپنے تئین دور رکہو اور دوسرا سوال یہہ ہی کہ موت کے پیدا کرنے کے کیا معنے اسواسطے کہ موت نام ہی زندگی کے جانیکا اور جانا ہر چیز کا نیست ہو جانا اُس چیز کا ہی اور یہہ مخلوق نہین ہی پس پیدا کرنا ایک چیز کا یہی اسکے نیستے کے بیا مین کافی ہی اِسکا جواب یہہ ہی کہ موت اور حیات کے درمیان مین نسبت عدم اور ملکے کی پاے جاتی ہی اسواسطے کہ اپنی خواہش اور ارادیسے حرکت کرنیکا نام حیات ہی اگرچہ وہ حرکت اُسکی بیقراریسے ہو جیسے دم کہ خود بخود بہتر جاتا ہی اور اوپر آتا ہی اور جو چیز کہ لیاقت حرکت کی رکہتی ہو پہر اس سے حرکت اپنے ارادیسے نہو سکے اُسکا نام موت ہی اسواسطے کہ گڑی

اور

اور پتہر کو مردہ نہین کہتے ہین اور انکے کا عدم ہونا اسطور سے ہی کہ بالکل عدم ہو نہین سکتا بلکہ کچہہ وجود کا شائبہ
اور بو اُسمین باقی ہوتی ہی یہی سبب ہی کہ جو محل اُسکی قبولیت کی لیاقت نہین رکہتا اسمین موت نہین پائی
جاتی پہر جب اسمین ایک شائبہ وجود کا پایا گیا تو قابلیت مخلوق ہونیکی بہی اسمین پائی گئی جیسے حیات
مین اور دوسرا جواب حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ موت اور حیات کی خلقت
سے ان دونونکی صورت مثالیہ مراد ہی اسواسطے کہ عالم مثال مین موت کو چتکبری بکریکی صورت پر
پیدا کیا ہی کہ جب کسی چیز پر اُسکا گذر ہوتا ہی اور اسکی بو اُسکے دماغ مین پہنچتی ہی اسوقت وُہ مرجاتی
ہی اور حیات کو ابلق گہوڑے کی صورت پر پیدا کیا ہی کہ جب کسی چیز پر اسکا گذر ہوا اور اسکی بو اُسکے
دماغ مین پہنچی تہی وُہ چیز زندہ ہوگئی اور یہی وجہ ہی کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ قیامت کے دن بعد داخل
ہونے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین موت کو بکریکی صورت پر لاکر ذبح کر ڈالین گے
تاکہ دوزخ والونکو غم دونا ہووے اور بہشتیونکو بے انتہا خوشی حاصل ہووے اور سامری کے قصے
مین بہی واقع ہی کہ اُسنے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ابلق گہوڑی پر سوار دیکہا اور اُسکے سُم کے نیچے
سے ایک مُٹہی خاک اوٹہالی تہی اور اسکو بچہڑے مین جو قبطیونکے زیور سے بنایا تہا ڈال دی تہی اور اُسکو
ایک طلسم بناکر اپنا معبود قرار دیا تہا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب اس آیت کو پڑہا اور اس لفظ تک پہنچے کہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تو آپ نے اسکے تفسیر مین ارشاد فرمایا کہ
اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا وَاَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَاَسْرَعُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ یعنے کون تم مین سے نیک ہی
عقل کا اور بہت ڈرنیوالا اللہ تعالی کے محارم سے اور جلد ہی کرنیوالا اللہ تعالی کی بندگی مین یعنے نیک عمل سے
نفلون کی کثرت مراد نہین ہی بلکہ اداب کی رعایت کرنا اور اپنے نفس کو ممنوعات سے باز رکہنا مراد ہی
اسواسطے کہ گناہ جب عبادتمین پایا جاتا ہی تو اُس عبادت کے اثر کو ضعیف کر دیتا ہی پہر اب اُس سلطنت
کی عمارتون کو اور عالی بناؤن کے کارخانیکو غور سے دیکہا چاہیئے اور وُہ ظاہر ہی کہ عالم مُلک مین نہایت
کمال درجیکی پیدایش آسمان ہی اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی مضبوط اور سُڈول اور آراستہ سب قرینے سے
برابر دُنیا مین پائی نہین جاتی سو وُہ اللہ تعالی اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ایسا بادشاہ قدرت والا ہی

جسنے پیدا کئے سات آسمان تاکہ ہر آسمان سے ایک فیض خاص عالم پر نازل فرماوے اور اُس فیض کو آدمی
مین اُس آسمانکی طرف یا ستارونکی طرف یا اُن روحون کیطرف جو اُس آسمان سے تعلق رکہتی ہین نسبت
کرین اور ما لک الملک علی الاطلاق کا فعل اِس پردہ مین چہپا ہوا ہے جسطرح ظاہری بادشاہونکی عادت ہوتی
ہی کہ اپنے کامونکو اہل کارونسے لیا کرتے ہین اور اپنے فعل کو انکے پردہ مین چہپا رکہتے ہین اور جاننا چاہئے
کہ جو نعمت دنیا مین پائی جاتی ہی اُسکا اصل اور مبدا کسی آسمان سے علاقہ رکہتا ہی اور اُس آسمان
کے رہنے والے اُس نعمت کے پہنچانیکے واسطہ پڑے ہین اور اِن آسمانونکو جدا جدا بنایا تاکہ لوگون پر
فیض پہنچنے مین اختلاف نزدیکی اور دوریکا واقع ہو بلکہ کیا ان ساتون آسمانونکو طِبَاقًا طبقے طبقے
یعنے ہر آسمان اپنے نیچے والے آسمانکو محیط اور گہیرے ہوئے ہی اور جو فیض کہ اوپر کے آسمان سے نازل
ہوتا ہی وہ اُس آسمان پر جو اُسکے نیچے ہی اوّل نازل ہوتا ہی پہر جو اُسکے نیچے ہی اسیطرح ہر نیچیکے
آسمانون پر نازل ہوتا ہوا بلکہ ہر آسمانکے فیض کو شامل ہوتا ہوا زمین پر نازل ہوتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ ساتون
آسمانونکو آپسمین مطابق ایک دوسریکے بنایا تاکہ اس آپس کی موافقت کے سبب سے کسیطرح کا خلل اور
فساد دنیا کے حکمونمین راہ نپاوے اور یہہ تدبیر عجیب کائنات کے نیک عملونکی تمامی کا سبب ہووے
یہی سبب ہی کہ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ نہین دیکہتا ہی تو اللہ تعالی کی پیدایش مین نہ عالم علوی مین
اور نہ عالم کون و فساد مین یعنے دنیا مین مِنْ تَفٰوُتٍ کسیطرح کا تفاوت اور نقصان نہ حکمت کی رعایت
مین اور نہ آراستگی مین اور نہ کسی چیز سے تاثیرونکے صادر ہونے مین جو مطلوب ہین مگر جو تفاوت کہ ظاہر مین پایا جاتا
ہی سو وہ صُوَر نوعیہ کی طبیعتونکے مختلف ہونیکے سبب سے اور اختیار والونکے ارادے اور خواہش
مختلف ہونیکے سبب سے ہی اور یہہ تفاوت عین حکمت اور جہانداری کا مقتضا ہی اگر یہہ تفاوت نہوتا تو
عجیب عجیب آثار اور نادر نادر ترکیبین ظاہر نہوتین سو اے سُننے والے اگر اِس امر مین تجہکو کچہہ بہی شک اور
شبہ ہووے اور اِس تفاوت کو اسکی حکمت کی رعایت کے نقصان کا تو سبب سمجہے تو فَارْجِعِ الْبَصَرَ
پس پہیر اپنی آنکہہ کو عالم علوی کیطرف اسواسطے کہ اصل اور مبدا ہونیوالی اور فاسد ہونیوالی چیز کا وہی ہی
اور جب تک چیز کی اصل مین خلل نہین آتا ہی تبتک اس چیز مین کسیطرح کا نقصان متصور نہین ہوسکتا

هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ کیا دیکہتا ہی تون عالم علوی مین کوئی شگاف یا دراڑ جو اسکی حکمت کے نقصان پر دلالت
کرے اور اگر ایک مرتبے کے دیکہنے مین تجہکو تشفی اور خاطر جمع حاصل نہو اور تون کہے کہ پہلی نظر کا اعتبار نہین تو
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پہر پہرا اپنی عقل کی انکہہ کو اور اس عالم کے احوال کو دیکہہ كَرَّتَيْنِ دوہرا کر یعنے مکرر دیکہہ
يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا پہر آویگی نظر تیری تیری طرف ناکام ہوئی اور کہدیری گئی گویا اللہ تعالی کی
حکمتون کی دلیلومین نقصان تلاش کرنیوالیکو ہانکتی ہین وَهُوَ حَسِيرٌ اور وہ نظر تہک گئی اور عاجز ہوئی
بس یہہ امر صریح دلیل ہی اسبات پر کہ اللہ تعالی ہر چیز مین حکمت کو دوست رکہتا ہی تو تمہارے
اختیاری کامونمین بہی اسی بات کو دوست رکہتا ہی کہ اچہی وجہ سے جسقدر کہ ممکن ہی واقع ہووین اور
پائے جاوین اور کسیطرح کا نقصان اور رخنہ جو حکمت کے خلاف ہو پایا نجاوے تاکہ اپنے خالق سے
حتی المقدور مشابہت حاصل کرو اور اس آیت مین اسم ذات کی جگہہ رحمان کی لفظ کو اسواسطے لائے
ہین کہ عالم کی پیدایش مین حکمت کی رعایت کرنا سب نعمتونکا مبدء ہی اور یہہ انعام کا عام ہونا رحمانیت کی صفت
کا اثر ہی جو عموم رحمت کے معنونمین ہی اور اسجگہہ پر جاننا چاہیئے کہ آسمانکا جوہر بسیط ہی یعنے مرکب
نہین ہی عناصر اور مرکبات عنصریہ کے جوہرونکے سوائے سو جسطرح پانی اور آگ اور ہوا اور خاک کو نہین
کہہ سکتے ہین کہ فلانی چیز سے مرکب ہین اسیطرح آسمانکو بہی نہین کہہ سکتے کہ فلانے جوہر سے مرکب
ہی اور جو روایتین کہ حضرت کعب الاحبار وغیرہ سے آئی ہین کہ دنیا کا آسمان پانی کی موج ہی کہ بے لگاؤ
کہڑا ہی اور دوسرا آسمان سفید موتی کا ہی اور تیسرا آسمان لوہے کا ہی اور چوتہا آسمان تانبے کا
ہی اور پانچوان آسمان چاندیکا ہی اور چہٹا آسمان سونے کا ہی اور ساتوان آسمان یاقوت
سرخ کا ہی سو یہہ سب مشابہت اور تمثیل کے طور پر ہین یعنے اگر آسمانی جوہرونکو دنیاکے جواہر
معلومہ سے تطبیق اور تمثیل دوین تو یہہ جوہر فلانے آسمانکے ساتہہ مشابہ ہوگا اور یہہ فلانے کے ساتہہ چنانچہ
اسیطور کی تطبیق اور تشبیہ کے سبب سے آفتاب کو زرین یعنے سنہرا اور چاندکو سیمین یعنے روپہرا خیال
کرتے ہین اور دن کو اشعب یعنے سفید اور رات کو ادہم یعنے سیاہ کہتے ہین اور جب حکمت کی رعایت
کے بیان سے اور عالم علوی اور عالم سفلی کی عمارت کے کارخانیکی عمل کی مضبوطی کے بیان سے فراغت

پاسی اور اتنا معلوم کر لینا ضرور ہے کہ عالم علوی کی بنائین بادشاہی ارگ کے قایم مقام ہین اور عالم سفلی
کی بنائین جو کائنات اور فاسدات کو شامل ہین سو عالم علوی کی نسبت سے شہر کے رعایا کی گہرون کے
قایم مقام ہین تو اب ان سب بیانونکے بعد فرماتے ہین کہ اس عمارت کے حسن ذاتی کی تکمیل مین اور ہر کام
کو اسکے پوری حکمت کے ساتہہ ادا کرنے مین کوئی نقصان باقی نہین رہا خصوصًا عارضی بہلائیون اور زینتونکو بہی
کمال کو پہنچایا ہی ہمنے اور انہین زینتون اور نکوئیون کو دشمنون پر عذاب کا سبب اور چورون کیواسطے
نگاہ بانیکا سبب کیا ہی کہ اس سببسے چور اور ٹہلیہر گز اس محل خاص کے نزدیک نہین ہو سکے
اور یہہ ایک عجیب تدبیر ہی جو کسی بادشاہ کو میسر نہین ہوی یعنے ایک ہی چیز ہی کہ اسکو سلطنت
کی زینت اور رونق گردانا ہی اور اسیکو دشمنون پر قہر اور عذاب اور چورون اور مفسدون پر سیاست
اور نگاہ بانیکا سبب کر دیا ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا اور تحقیق زینت دی ہمنے
دنیا کے آسمانکو جو زمین کے نزدیک ہی اور چاند اسمین پایا جاتا ہی بِمَصَابِيحَ بہت چراغون سے جو اس
آسمانکے اوپر درجہ بدرجہ اپنے اپنے مقام مناسب پر لٹکے ہوسے ہین چنانچہ ثوابت یعنے وے ستارے
جنکو حرکت نہین ہی وے سب کرسی مین معلق ہین اور زحل ساتوین آسمان مین اور مشتری چہٹے مین
اور مریخ پانچوین مین اور سورج چوتہے مین اور زہرا تیسرے مین اور عطارد دوسرے مین اور چاند پہلے مین اور
ان سبکی روشنی نے پہلے آسمانکو یعنے جو دنیا کے قریب اور سبکے نیچے ہی روشن کر رکہا ہی اور زینت
دے رکہی ہی یہان پر جاننا چاہئے کہ کسی مکانکو چراغونسے زینت دینا اسبات پر موقوف نہین ہی
کہ سب چراغ اسی مکان مین رکہے ہووین بلکہ اوپر سے رسیون اور زنجیرونکو لگا کر قندیلونکو لٹکا دینا اسطور
کہ اسکی روشنی سے وہ سب مکان روشن ہو جاوے اسیکا نام زینت ہی اور اگر بہت سے چراغ
اس مکانمین رکہہ دیئے جاوین تو انکی روشنی اکثر باہر جاویگی اس مکانکی چندان زینت نہو ویگی تو اب
اس آیت سے سب ستارونکا دنیا ہی کے آسمان پر پایا جانا سمجہنا عرف کے خلاف ہی اور حقیقت مین
سب ستارونکے سببسے زینت اسی دنیا کے آسمانکو ہی اسواسطے کہ یہہ سب کے نیچے ہی اور سبکی
چمک اسی پر پڑتی ہی خصوصًا زمین والونکے دیکہنے مین کہ سب آسمانونکی شفافیت اور صفائی کے سببسے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب ستارے اِسی آسمان مین ہین اور زینت مین وہی امر معتبر ہے جو سب آدمیونکے
دیکہنے مین آوے نہ وُہ جو واقعی امر ہو جیسے چاندی پر سونیکا ملمع کردیتے ہین تاکہ دیکہنے مین اچہا معلوم ہووے
اور ایک چراغ کو ہزار ہین کے شیشے مین رکہتے ہین تاکہ بہت چراغ معلوم ہووین اور زینت حاصل ہووے
اور دنیا کے آسمانکو اسواسطے خاص کرکے ذکر فرمایا کہ یہہ آسمان عالم عُلوی کے دروازیکے قایم مقام ہے جو
بادشاہی ارک کا حکم رکہتا ہے اور دروازیکو زیب اور زینت دیکر آراستہ کرنا اور نگاہبان اور چوکیدارونکو
دروازے پر مقرر کرنا بادشاہی توزک کے موافق ہے اور اِس زینت کے بیانمین یہہ بہی اشارہ ہے
کہ آدمیکو بہی ایسے مرتبے دیکر ہم زینت دیتے ہین جو اُسوقت اُسکی قدر سے زیادہ ہوتے ہین لیکن
حقیقت مین وے مرتبے اُسکے اوپر والونکے مرتبے ہین جو اسمین ظاہر ہوتے ہین تاکہ جو کُچہ اسمین استعداد
سپرد کی گئی ہے آخر حال مین ظاہر ہووے وَجَعَلْنَاهَا اور کردیا ہمنے اُن چراغونکو توپ کے گولے کیطرح
رُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ سنگسار کرنیکو شیطانونکے جو خبرونکے سُننے کے لئے اور عالم علوی کی تدبیرونکی
جاسوسی کیواسطے جاتے ہین تاکہ ان خبرون اور تدبیرونکو زمین والون پر پہنچاوین اور اس سبب سے اُنکے
عملونکو فاسد کرین اور اپنے تئین اُن آدمیونکے نزدیک تدبیر الٰہیہ کا شریک اور غیب کا جاننے والا
ظاہر کرین اور اُن لوگونسے اپنی پرستش کراوین اور نذر نیاز اپنی اور اپنے پجاریونکی اُنسے لیوین اور ستارونسے
شیطانونکو سنگسار کرنیکا طریقہ یہہ ہے کہ دنیا کے آسمانکے ستارونکی روشنی سے فرشتے انگار سُلگا
لیتے ہین اور جو شیطان خبر دریافت کرنیکو آسمانکے قریب پہنچتا ہے اسکو اس انگار سے مارتے ہین اور
آسمان دنیا کی خصوصیت اسکام کے واسطے اس سبب سے ہے کہ اوپر کے آسمانونمین ایسا جسم کوئی نہین
پایا جاتا جو اس کیفیت کو قبول کرے اور ستارونکی روشنی اُس جسم مین تاثیر کرکے اُسکو روشن کردے
اور اس جسم کو مثل انگارے کے کردے اسواسطے کہ کوئی فاعل بدون قابل کے تاثیر نہین کرتا بخلاف دنیا کے
آسمانکے کہ یہان ہوا لطیف اور پاکیزہ اور بخارات اوپر چڑہتے ہوئے جو اُس کیفیت کو قبول کرین اور
ستارونکی روشنی اُنمین تاثیر کرکے اُنکو انگارا سا بناوے بہت سے موجود ہین اور یہی باعث ہے کہ
آفتاب کی شعاع اور تابش زمین اور پتہر پر زیادہ تاثیر کرتی ہے اور گرم کردیتی ہے بخلاف آسمانونکے جسمونکے

بیان طریقہ رجم شیاطین

بلکہ ہوا کے کرے کے طبقو نمین بہی اتنی تاثیر نہین کرتی اور اسکی گرمی ظاہر نہین ہوتی اسواسطے کہ وے جسم یہہ
قابلیت نہین رکہتے تو اب اگر کہا جاوے کہ زمین اور پتہر کو استعداد اور قابلیت اسکی دی ہی کہ آفتاب
کی تابش سے گرم ہو جاوین باوجود آفتاب کے دور ہونیکے تو صحیح ہوویگا اور جو حکیمون نے کہا ہی کہ
اصل اُن انگارونکی جو آسمان پر گرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین یہی بخارات زمین کے ہین جو اوپر جا کے اسطرح
کے معلوم ہوتے ہین سو اُسکے معنے یے ہین کہ تاثیر کے قابل یہی بخارات ہین کہ ستارونکی روشنی سے
فرشتے انکو روشن کر دیتے ہین یے معنے اس کلام کے نہین کہ ستارونکی روشنی کو یا فرشتونکو اُنکے
روشن کرنے مین کچہہ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگر وے بخارات آگ کے کرے مین داخل ہو کر خود بخود
روشن ہو جاتے تو اوپر چڑہنے مین انکو اور قوت حاصل ہوتی اور خط مستقیم سے یہی گذر جاتے اسواسطے
کہ اُس حالت مین انکی حرکت محیط طبعی کیطرف ہوتی یعنے کرہ ناری کیطرف اور حال یہہ ہی کہ اکثر دیکہا جاتا ہی
کہ وے بخارات بعد روشن ہونیکے کبہی نیچے اور کبہی بائین اور کبہی داہنے جاتے ہین اور حرکت عارضی
انمین صریح دریافت ہوتی ہی اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بات کسی دوسری چیز کے سبب سے انمین پائی
جاتی ہی چنانچہ جنکو اس امر مین کچہہ دخل ہی اور انہون نے تجربہ بہی کیا ہی اُنپر یہہ بات خوب طرح سے
ظاہر ہی وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ اور تیار کیا ہی ہمنے ان شیطانونکی دوسری نافرمانیوں پر جو اس چوریکے سوا ہین
اسواسطے کہ مقصود انکا اُسسے گمراہ کرنا بنی آدم کا ہی عَذَابَ السَّعِیْرِ عذاب دوزخ کی آگ مین جلنے کا اگرچہ
یے بہی آگ سے پیدا کئے گئے ہین لیکن اُنکے مادّیکو یعنے اصل کو جو آگ ہی انکی صورت پر یعنے ترکیب پر مسلط
اور غالب کر کے عذاب کرینگے اسواسطے کہ جب تک صورت مادّے پر غالب ہی تبہی تک بہتری ہی اور
طبیعت کے موافق ہی اور جب مادہ صورت پر غالب ہوا تو بنیاد اور سب کامونمین خلل واقع ہوا چنانچہ یہہ امر
مرض کے پیدا ہونے مین تجربے اور امتحانمین آچکا ہی کہ خون یا بلغم یا سودا یا صفرا کے غلبے سے آدمی کا مزاج
بدل جاتا ہی اور مرض پیدا ہوتا ہی اور سب کامونمین خلل آجاتا ہی باوجود اس امر کے کہ اصل آدمی کے بدن
کی یہی چار خلط ہین باقی رہے یہان پر کتنے سوال جنکا جواب ضروری ہی پہلا سوال یہہ ہی کہ اس سورت کے
شروع سے یہان تک حق تعالی نے اپنی ذات پاک کو غایب کے صیغے سے یاد فرمایا یعنے

وُہ اللہ ایسا اور ایسا ہی اور اِس آیت مین غائب سے متکلم کیطرف التفات فرمایا اور یون ارشاد ہوا کہ ہمنے
ایسا اور ایسا کیا اس عبارت کے اُسلوب کے تغیر اور پہیرنے مین کیا نکتہ ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ اس سورت
کے شروع سے ایسے وصف بیان فرمائے ہین جنکا ظاہر ہونا مخلوقات سے کسیطور پر متصور نہین ہی جیسے
زندگی اور موت کا پیدا کرنا اور آسمانونکا بنانا تو وہان پر متکلم کے صیغے سے بیان کرنیکی کچہہ حاجت نتہی
اسواسطے کہ سب دانا اور عقلمند اس بات کو جانتے ہین کہ یے کام سوائے اُس ذات پاک کے کوئی نہین
کرسکتا اور اس آیت مین ایسے کام ذکر کئے ہین کہ جنمین آدمی کو بہی دخل ہی اور وے کام آدمی بہی ظاہر مین
کرسکتا ہی جیسے قندیلون اور چراغون سے مکانونکو آراستہ کرنا اور دشمنونکو سنگسار کرنا اور دشمنونکی
خرابی کا اسباب موجود کرنا کہ یے سب کام آدمی بہی کرتے ہین تو یہان پر متکلم کا صیغہ جو معرفہ کی قسمون مین
انتہا درجکی تعریف کو پہنچا ہی ذکر کرنا ضرور ہوا تاکسیطرح کا شبہہ باقی نرہے اور سب تفسیرونسے عجائب
اور غرایب ایک تفسیر اس آیت کی ہی جو بعضے بڑے فقیہونسے ذکر کی گئی ہی اُسکا حاصل یہہ ہی کہ
رجوماً واہی گمانونکے معنے مین ہی جیسے بولتے ہین کہ فلانا رجماً بالغیب کہتا ہی یعنے بے اصل بات کہتا ہی
اور اُسکا گمان فاسد ہی اور شیاطین سے مراد نجومی ہین کہ اپنی جہونٹہی باتونسے آدمیونکے دلونمین وہم
اور وسواس ڈالتے ہین اور جسکی تقدیم لازم ہی اُسکی تاخیر اور جسکی تاخیر لازم ہی اُسکی تقدیم مین آدمیونکو
گرفتار کرتے ہین تو معنے اس آیت کے اِس تفسیر کی رو سے یون ہونگے کہ ہمنے ان ستارونکو بنایا ہی نجومیونکے
جہونٹہہ بولنیکا اسباب اور اُنکے غیب دانی کے دعوی پر اور ستارونکی تاثیرونکے معتقد ہونے پر جلنے
کا عذاب اُنکے واسطے تیار کیا ہی ہمنے وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اور ان لوگون کیواسطے جو ان شیطانونکے
بہکانے سے اپنے رب سے منکر اور کافر ہوئے ہین ایک دوسرا عذاب ہی جسمین طرح طرح کی مصیبت اور
تکلیف بہری ہوئی ہی اسواسطے کہ اِن لوگون نے بہی اپنے پروردگار کے انکار اور کفر سے قسم قسم کی
بُرائیان اپنے مین جمع کی تہین اور وُہ عذاب عَذَابُ جَهَنَّمَ دوزخ کا عذاب ہی جسمین ہر قسم کا عذاب
موجود ہی چنانچہ آگ کی سوزش اور زمہریر کی سردی اور سانپ بچہونکا کاٹنا اور زنجیر اور طوقونکا پہنا
اور سیہنڈ اور پیپ کا کہانا اور گرم پانی اور زخمونکا زرد پانی بہا ہوا پینا اور آگ کے پہاڑ پر جسکا نام صعود

ہی چڑھا اور سواے اِسکے بہت قسم کے عذاب ہین وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وُہ دوزخ بُری جگہہ ہی
پہر جائیگی اسواسطے کہ مکان کی بُرائی دو قِسم سے ہوتی ہی یا اُس مکان ہی کے سبب سے ہوتی ہی جیسے
تنگ مکان جسمین ہوا نہ آوے کہ یہہ برائی اُس مکان کی ذاتمین پائی جاتی ہی یا اُس مکان کے رہنے والون
اور مالکون کے سبب سے ہوتی ہی جیسے ایک مکان کُہلا ہوا اور کشادہ ہو لیکن دیو یا بہوت وہان رہتا
ہو کہ جو اُس مکانمین جاوے اُسکو ایذا دیوے سو دوزخ مین دونون قسم کی بُرائیان پائی جاتی ہین یعنے دوزخ
کی ذات وہانکے جانیوالون کے ساتہہ اسطرح سے پیش آویگی کہ اِذَا اُلْقُوا فِيهَا جب یہہ کافر اُس دوزخ
کے سامنے لائیے جاوینگے اُسمین ڈالنے کیواسطے تو مرحبا اور استقبال اور تعظیم کی جگہہ سَمِعُوا لَهَا
شَهِيقًا سُنینگے اس دوزخ سے ایک آواز بہت بُری جیسے گدہے کی آواز لیکن اِس آواز اور اُس آواز
مین یہہ فرق ہوگا کہ گدہا بول کر چُپ رہتا ہی وَهِيَ تَفُورُ اور وُہ دوزخ اور زیادہ جوش مین آویگی جیسے
دیگ کا جوش کہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اور اِس آواز کرنے اور جوش مارنے سے غُصّہ اور غضب اُسکا کچہہ کم نہوگا
بلکہ ان کافرونکے دیکہنے سے اِسقدر اُسکو غُصّے کی زیادتی ہوگی کہ تَكَادُ تَمَيَّزُ نزدیک ہوگی کہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاوے اور کافرون پر آ پڑے مِنَ الْغَيْظِ نہایت غُصّے سے اسواسطے کہ یے کافر ہی اُس دوزخ کے پروردگار
کو غُصّے مین لائے تہے اور رسولونکی زبانی اللہ تعالی نے جو پیغام اِنکے پاس بہیجا تہا سو اُسکے سُننے سے اُنکو بہی
نہایت غُصّہ آیا تہا اور اپنے بتون پر اور اپنی رسم ورآئین پر نہایت گہمنڈ کرکے جوش اور خروش مین آتے تہے
اور جوش خروش کی حالت مین غُصّے کے زیادہ ہونیکا سبب یہہ ہی کہ غُصّے مین دل کا خون جوش مین آتا
ہی اور یہہ دستور ہی کہ جب خون جوش کرتا ہی تو حجم اُسکا بڑہ جاتا ہی اور اُسکی مقدار زیادہ ہو جاتی ہی اور
ہر عضو پہول جاتا ہی یہان تک کہ قریب پہٹنے اور ترقنے کے ہو جاتا ہی چنانچہ خون کی زیادتی سے جو ورم ہوتے
ہین اُنمین یہہ بات بخوبی بوجہی جاتی ہی اور اُس دوزخ کے نگاہبان اسطرح کے بدخلق اور طعنہ مارنے والے ہین
کہ ایک مرتبے کے طعنہ دینے اور سرزنش کرنے پر اکتفا کرینگے بلکہ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ جب ڈالے جاوینگے
دوزخ مین کوئی گروہ جو ایک گناہ مین شریک تہے یا ایک شہر مین رہتے تہے یا ایک زمانے مین پائے جاتے
تہے یا اپنے کو ایک نبی کی اُمّت کہتے تہے اور اُس نبی کی فرمانبرداری مین قصور اور اُسکے دین کے دستور اور

اُنہین کے خلاف کرتے تہے اور اگرچہ اِس قسم کے گروہ دوزخ مین بہت جمع ہونگے لیکن ڈالنے مین دوزخ کے اندر
آگے پیچہے ہونگے اِسواسطے کہ بعضے تقدیم کے مستحق ہونگے اور بعضے تاخیر کے اور بعضے نیچے کے طبقے کے اور بعضے
اوپر کے طبقے کے سزاوار ہونگے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ دوزخ کے نگاہبان بمجرد انکے گرینگے دوزخ مین بدون
اسباب کے کہ اِنکو مہلت اور فرصت دیوین طعن تشنیع سے پیش آوینگے اور سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ
نَذِيْرٌ پوچہین گے اُنسے محافظ اور نگاہبان دوزخ کے کیا دنیا مین کوئی ڈرانیوالا اور نصیحت کرنیوالا تمہارے
پاس نہ آیا تہا جو اِس بلا سے تمکو خبردار کر دیتا اور تم اپنے بچاؤ کی فکر کر لیتے اِسواسطے کہ عاقل اور دانا لوگ کوئی
خوف کی بات اگر عوام بلکہ ادنے کے مُنہہ سے جو سنتے ہین تو اُس سے بچاؤ کی تدبیر حتی المقدور کر رکہتے ہین
اور اگر کوئی معتبر شخص سے ایسی بات سُنتے ہین پہر تو ضرور اُسکی تدبیر کرتے ہین اور اُن نگاہبانونکا قصد اِس
پوچہنے سے یہہ ہوگا کہ اگر یہے لوگ رسولونکے آنے کی اِنکار کرین تو ہمارا غصّہ اور زیادہ ہوا اور اِنکو خوب مار ڈالا کرین
اور کافر بہی یہہ بات قرینے سے دریافت کرینگے کہ پوچہنے سے غرض اِنکی یہہ ہی لاچار ہوکر سچ بول دینگے
قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ کہینگے کہ ہان آیا تہا ڈرانیوالا ہمارے پاس اور بہت لوگ ہم مین سے اُسکی بات
سچی جانکر اُسکے ساتہہ ہو لئے تہے اور ہمکو بہی وے لوگ ڈراتے اور سمجہاتے تہے اور اُنکا نام ہمنے مُلّان
اور واعظ اور ناصح رکہا تہا فَكَذَّبْنَا پہر جہوٹہلایا ہمنے اُن سبکو باوجود اسبابت کے کہ اُنکے ساتہہ دلیلین اور
معجزے بہی تہے اور ایک کلام یعنے کتاب بہی ہمکو بتلاتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ کلام اللہ تعالیٰ نے اوتارا ہی
اور اسمین دوزخ کے عذاب سے تم سبکو ڈرایا ہی لیکن ہمنے اُنکی بات کو نمانا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
مِنْ شَيْءٍ اور کہا ہمنے کہ اللہ تعالیٰ نے کچہہ بہی نہین اُتارا ہی نہ کسی کام کرنے کا حکم کیا ہی
اور نہ کسی کام سے منع کیا ہی اور نہ کسی اچہی بات پر ثواب کا وعدہ دیا ہی اور نہ کسی بری بات پر
عذاب کا اور نہ کچہہ پند اور نصیحت کی ہی اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ تم لوگ نہین ہو مگر بڑی گمراہی
مین پہنسے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر جہوٹہہ باندہتے ہو اِسواسطے کہ آدمی حق تعالیٰ کیطرف جہکین اور اُسکی عبادت
مین مشغول ہووین اور دنیا مین بُرائی نرہے اور فتنہ اور فساد اور لڑائی اور جہگڑے سب جاتے رہین اور
اِس جہوٹہہ باندہنے کو تم سمجہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اسمین ہمسے راضی ہوگا اسواسطے کہ یہہ بات ہم اُسیکے واسطے

کرتے ہین اور اسکی طرف لوگونکو بلاتے ہین اور یہہ نہین پوچہتے کہ جہوٹہہ باندھنا بہت بُری چیز ہی جس نیت سے ہو اور اب ہمکو معلوم ہوا کہ ہمارا گمان غلط تہا اور ہم ہی گمراہی مین پہنسے تہے جو سچون کو جہوٹہا جانا اور نصیحت کرنیوالون اور دوستون پر بدگمانی کی اور وے لوگ جو ہماری بہتری کی بات کہتے تہے اُسکو ہمنے نہ سُنا اور کچہہ بہی اپنی عقل کو دخل ندیا اور اُن لوگونکے حال مین ہمنے کچہہ غور اور فکر نکی کہ وے لوگ جہوٹہہ سے بہت دور تہے وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اور کہین گے کہ اگر ہم لوگ اُنکی بات سُنتے اور جو معجزے اُنکی سچائی پر گواہی دیتے تہے اُنکو مانتے اور خوشخبریان اور خوف کی باتین اور شرع کے حکم جو وے کہتے تہے اُنکو سچا جانتے اَوْ نَعْقِلُ یا پوچہتے ہم کہ پیغمبرون نے اللہ تعالی کیطرف سے اچہی اور سچی باتین ہمکو پہنچائی ہین مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ نہوتے ہم دوزخ کے رہنے والونمین جو ہم پر تُم ایسے ظلم کرتے اور جو اللہ تعالی کی تکلیفون اور حکمونکی دلیلین بہی دو قسم کی ہین یعنے سَمْعِی یا عَقْلی یعنے جو کان سے سنی جاتی ہی یا عقل سے دریافت کی جاتی ہی اِسی سبب سے ان دونون چیزونمین یعنے سَمْعِیات اور عقلیات مین تامّل اور فکر نہ کرنے سے افسوس کرینگے اور بعضے مفسرون نے نَسْمَعُ کو تقلید اور نَعْقِلُ کو تحقیق اور اجتہاد پر حمل کیا ہی کہ ان دونون لفظونسے یہی مراد ہی اسواسطے کہ یے دونون نجات کی راہین ہین اور صاحب کشاف نے کہا ہی وَمِنْ بِدَعِ التَّفَاسِيرِ اَنَّ الْمُرَادَ لَوْ كُنَّا عَلَى مَذْهَبِ اَهْلِ الْحَدِيثِ اَوْ مَذْهَبِ اَصْحَابِ الرَّأْيِ مَا كُنَّا فِي جَهَنَّمَ یعنے نادر ہی اِس آیت کی یون تفسیر کرنا کہ مراد اِس آیت سے یہہ ہی کہ اگر ہوتے ہم محدّثونکے مذہب پر یا عقل والونکے یعنے فقیہونکے مذہب پر تو نہوتے ہم دوزخ مین پہر اِسکے بعد اعتزال کے تعصب سے یعنے معتزلی مذہب کی جانب داریکے سبب سے اِس تفسیر کے باطل کرنے مین بہت سے ہاتہہ پاؤن مارے ہین اور بڑی لنبی چوڑی تقریر کی ہی لیکن وُہ سب جانب داری اور ناانصافی سے بہری ہوی ہی قابل اِسکے نہین ہی کہ عُلما اُسکی طرف دیکہین یعنے ایسی پوچ تقریر ہی کہ عُلما کے دیکہنے اور جواب دینے کے قابل نہین ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ وے کافر دوزخ مین پڑنیکے بعد پیغمبرون کی سچائی اور اپنی گمراہی کا اقرار کرینگے فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ پہر قایل ہوے اپنے گناہ پر اور اقرار کیا کہ ہمنے پیغمبرون اور واعظونکو ناحق جہوٹہلایا اور بڑے بڑے معجزے جنمین

کچھہ شک اور شبہ تہا اُنسے بے وجہ انکار کی اور عقل کی بات سے بہی دور رہے اور جو بات کی عقل سے
خلاف کی لیکن اُسوقت اُن لوگونکا ڈرنا اور قایل ہونا کچھہ اُنکے کام نہ آویگا فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ پہر اب
بہت دور ہی آگ والونکو نجات اور خلاصی سے اور اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت اس قرار کرنے اور ڈرنے سے
ہرگز اُنکے حال پر متوجہ نہوگی اور اُنکے گناہونکی ہرگز بخشش نہوگی البتہ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ
بے شک جو لوگ ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے غائبانہ بن دیکھے دوزخ کے عذاب کے اور بدون سُننے اُسکے
جوش اور خروش کے اور بے دیکھے گرفتاری اور دہر پکر دوزخ کے موکلونکی اور ابتدا اِس دیکھنے کی موت کے
وقت سے شروع ہوتی ہی اور ہرچند کہ خواہش اور غصے نفسانیکے غلبے سے بُرے کام اُنسے ہوے
ہونگے لیکن اُس ڈرنے کے سبب سے جو ڈر کے وقت یعنے دنیا مین رکہتے تہے اور وہی ڈر اُس بُرے کام کرنیکے
بعد ندامت اور شرمندگی کا سبب پڑتا تہا اور اُنکو ندامت کے دریا مین ڈبو دیتا تہا لَهُم مَّغْفِرَةٌ اُنکے واسطے
بخشش ہی اُن گناہونسے جو خواہش اور غصّے کے غلبے سے اُنسے ہو گئے تہے وَأَجْرٌ كَبِيرٌ اور ثواب
ہی بہت بڑا اُس اُنکے ڈرنے پر اور برائی سے شرمندہ ہونے پر چنانچہ دوسری جگہہ پر فرمایا ہی وَلِمَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ یعنے اور جو شخص ڈرا کہڑے ہونے سے سامنے اپنے پروردگار کے اُسکے
واسطے دو باغ ہونگے اور حقیقت مین ذات پاک پروردگار کی اِسی لایق ہی کہ بن دیکھے اُس سے ڈرا جاے
اِسواسطے کہ پوشیدہ ہونا کسی شخص سے اُسوقت اَمن اور بیخوفی کا سبب ہوتا ہی کہ اُس شخص کو اِسکے
قول اور فعل پر پوشیدگی کی حالت مین خبر نہو اور اللہ تعالیٰ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ہی کوئی چیز چہپی ہو یا کہلی اُس سے
غائب نہین ہی اُسکا علم سبکو گہیرے ہوئے ہی وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ اور پوشیدہ کرو اپنی بات کو
أَوِ اجْهَرُوا بِهِ یا پکار کر کہو اُس بات کو اللہ تعالیٰ دونونکو جانتا ہی اور سُنتا إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ بے شک وُہ اللہ جانتا ہی سینے کی باتونکو بہت مفسرونے روایت کی ہی کہ قریش کے کافر
بُرائیان اور بدگوئیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اسلام اور قرآن کی اپنی مجلسون اور محفلونمین طعن کے
طور پر بیان کیا کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی یا الہام سے وے سب باتین معلوم ہوتی تہین
اور جب ان کافرون سے ملاقات ہوتی تہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے کہتے کہ تمنے فلانے روز فلانی

مجلس مین ایسی بُری بات ہمکو کہی تہی یہہ بات تمکو مناسب نتہی ایسی باتین سُنکر کافر حیران ہوتے تہے
پہر آپسمین تعقید کیا کہ جب کچہہ ذکر اِس قِسم کلام منظور ہو تو پکار کر مت کہا کرو بلکہ آہستہ آپسمین کہا کرو اُن کافرون
کو گمان اسبات کا تہا کہ کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستدارون مین سے ہماری مجلس مین
ہوتا ہی اور وُہ اُسبات کو اُن تک پہنچا دیتا ہی حق تعالی جلشانہ نے یہہ آیت بہیجی اور ارشاد فرمایا کہ
یہہ حقتعالی کا علم ہی کہ چہپا اور کہلا آہستہ اور پکار کر کہنا سب اُسکے نزدیک برابر ہی بلکہ جو تم دلمین کچہہ
منصوبہ کرتے ہو وُہ بہی حقتعالی جانتا ہی اور اگر اسبات کو تم اچنبہا جانتے ہو اور یہہ خیال آتا ہی کہ بے نزدیک
اور حاضر ہونیکے کسطرح کوئی ہمارے قول اور فعل کو معلوم کریگا خصوصًا وے چیزین جو ہم دلمین سوچتے ہین اور
ہرگز انکو زبان پر نہین لاتے وے باتین کسطرح کسیکو معلوم ہونگی تو ہم کہتے ہین اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کیا نہین جانتا
ہی وُہ جسنے اِس سوچ اور فکر کو تمہارے دلونمین پیدا کیا اور باتونکو تمہاری زبان سے نکلوایا اور اُٹہنا بیٹہنا چلنا
تمہارے ہاتہہ پیرکو سکہلایا بلکہ وُہ جانتا ہی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ پیدا کرنا کسی چیز کا بدون اسکے
احوال کی تفصیل جانے ہوئی ممکن نہین ہی اور اگر وے یہہ کہین کہ اِن چیزونکو ہمنے آپ پیدا کیا ہی نہ خدانے
جیسا معتزلیون اور حکمائونکا مذہب ہی تو اُسکے جواب مین ہم کہینگے کہ اسباتکے تو خود معتزلہ اور حکما
بہی قایل ہین کہ جو چیزین واقع اور ظاہر ہونیوالی ہین اُنکا علم مجردات کو ضروری ہی وَهُوَ اللَّطِيفُ اور اللہ
تعالی سب مجردات سے زیادہ لطیف ہی کہ کسطرح مادّے سے علاقہ نہین رکہتا پہر اس قسم کے مجرد کو
نفس الامر اور واقع ہونیوالی حقیقتونکا نہ معلوم ہونا کسطرح متصور نہین البتّہ اتنا ہی کہ متوجہ ہونا اور التفات
کرنا ان حقیقتونکی طرف اُنکے حاضر کرنیکے واسطے ضروری اور شرط ہی سو وُہ اللہ تعالی اَلْخَبِيرُ بڑا خبردار
ہی کہ ہر ذرّہ کے احوال کیطرف متوجہ ہوتا ہی اور کسیوقت کسی ذرّہ کے احوال سے اُسکو غفلت نہین ہوتی
پہر دوسرے اُسکے کارخانے کیطرف جو اُسکی بادشاہت کے کارخانونمین سے ہی نظر اور غور کرو کہ هُوَ الَّذِي جَعَلَ
لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا وُہ اللہ تعالی ایسا فیاض اور فیض بخش ہی کہ کردیا تمہارے واسطے زمین کو تابعدار اور
تمکو زمیندارون اور جاگیردارونکے مانند اس زمین پر آباد کیا اور جو کچہہ زمین مین ہی جیسے کانین جواہرات کی
اور چشمے اور بڑہانیوالی قوتین اور جانور جو تمہارے کام آوین جیسے گاے بیل اونٹ گہوڑا گدہا ان سبکو تمہارے

قبضے مین کر دیا تاکہ تم ان جانورونکو اپنے کام مین لاؤ اور زمین کی کانین کہود و اور اُنہر لادلاؤ اور کہیتی اور باغ
اُنکے سبب سے تیار کرو اور کوئے اور چشمے کہود و اور بناؤ اور پانی اُنسے نکالو اور عمارتونکو آراستہ کرو فَامْشُوا
فِي مَنَاكِبِهَا پہر چلو اُس زمین کے کندہونپر سوداگری کیواسطے اور ایک مُلک کی چیز دوسرے ملک مین لیجانیکے
واسطے اور سیر اور تماشے اور ہر ملک کے خواص اور پانی اور ہوا پہچانیکے واسطے وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ اور کہاؤ
اللہ تعالیٰ کے رزق دئے ہوئیسے جو زمین سے تمکو نکال دیتا ہے سو تم سب اس معاملے مین کسانون اور
عمل دارون اور ٹہیلونکے قایم مقام ہوئے کہ تمہاری تنخواہ تمہارے ہی ہاتہہ کے کام سے نکلتی ہے لیکن باوجود
ان سب باتونکے تم لوگونسے مطلوب یہہ ہے کہ بادشاہ کا حق بہی ادا کرتے رہو اور مسکینون اور محتاجون
اور یتیمون اور اپاہجونکو بہی دیتے رہو کہ یہ لوگ بہی تنخواہ دارونکے مانند ہین اور بادشاہی سند کے
وسیلے سے تمسے اپنی تنخواہ مانگتے ہین سو تم کو چاہئے کہ اُنکو محروم اور بے نصیب مت رکہو اسواسطے کہ
عملداریکی مُدت تمام ہونیکے بعد آخر تمکو بہی اس زمین کو چہوڑ جانا ہے اور اسکے حاصل اور نفع سے ہاتہہ اٹہانا
ہے وَإِلَيْهِ النُّشُورُ اور اُسیکی طرف زندہ ہوکر اُٹہہ جانا ہے پہر ایک ایک جَو کا تمسے حساب سمجہیگا
اور جو جو کہ حق تلفیان تمسے ہوئی ہونگی اُنپر تمکو پکڑیگا اور اسپر غرور مت کرنا اور یہو کہا مت کہنا کہ تمکو زمین
کا مالک اور مختار کردیا ہے اور زمین کو تمہارے طور پر چہوڑ دیا ہے کہ جو چاہو سو کرو اور یہہ بہی مت سمجہنا
کہ لشکر اُسکا یعنے تدبیر کرنیوالی روحین اور فرشتے آسمانون پر ہین اور آسمان ہمسے ہزارون برس کی
راہ دور ہین اگر وے فرشتے اور روحین ارادہ کرین کہ ہمارے گناہ پر ہمکو تنبیہ کرین اور کچہہ سزا دیوین تو بسبب
دوری کے ایسا نکر سکینگے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا حُکم بہی ہماری تنبیہ کے واسطے صادر ہووے ءَأَمِنتُم کیا
نڈر ہوگئے تم مَن فِي السَّمَاءِ اُس شاہنشاہ سے جسکی سلطنت کا ظہور اور اُسکے فرمانبردار خادم آسمان
پر ہین اور تم لوگ زمین پر اور اتنی دور سے کسطرح تمہارا انتظام کرسکینگے سو یہہ خیال تمہارا فاسد ہے نڈر
مت ہو أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ اس بات سے کہ دہنسا دے تمکو زمین مین جسطرح اب زمین پر حاکم سنے
پہرتے ہو اور نہین بوجہتے کہ جسنے تمکو زمین پر سوار کیا ہے وہ چاہے تو زمین کو تم پر سوار کردے فَإِذَا هِيَ تَمُورُ پہر یکایک
وہ زمین ہلنے اور دریا کیطرح موج مارنے لگے اور تمکو اپنے اندر لیکر موج کے تہپیڑونسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے پہر بالکل

نیست اور نابود ہو جاؤ اور اگر باوجود ایسی دلیل روشن کے پہر بہی تم اپنی نادانی سے آسمانکی دورکے
سبب سے زمین پر اُسکے حکم جاری ہونے مین کچہہ شک اور شبہ رکہتے ہو تو ہم تمسے پوچہتے ہین کہ
اَمْ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ کیا نڈر ہو گئے تم اُس شاہنشاہ سے جسکی سلطنت کا ظہور آسمان پر ہے
اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا اِس بات سے کہ بہیجے تم پر بدلی پتہر برسانیوالی یعنے جسطرح اب بدلی سے
پانی برستا ہے اور اُسکے سبب سے تمہارے واسطے زمین سے رزق کی پیدایش ہوتی ہے اسیطرح وہ
چاہے تو پانی کی جگہہ پتہر برساوے جو تمہاری ہلاکت کا سبب بنے اور اگر فرض کیا ہمنے کہ اُس شاہنشاہ نے
تمکو دنیا مین چہوڑ دیا فَسَتَعْلَمُوْنَ پہر نزدیک ہے کہ جان لوگے یعنے مرنے کے وقت جو پہلی منزل آخرت
کے سفر کی ہے کہ كَيْفَ نَذِيْرِ کیسے سچے تہے ہمارے ڈرانیوالے اور اگر یے کافر اِس ڈرانیکی خبر تمسے
سُنکر یقین نلاوین اور کہین کہ زمین کا دہسنا اور آسمانونسے پتہرونکا برسنا عادت کے خلاف ہے کبہی
ایسا نہین ہوا تو تم یقین جان لو کہ یے کافر تمہارے جہوٹہا کرنے پر اڑ گئے ہین وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ اور البتہ جہوٹہلایا تہا اُن لوگون نے جو اِنسے پہلے تہے ایسی عذاب کو جو عادت کے خلاف ہے
جیسے قارون اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پہر کیسی ہوی انکار ہماری
کہ قارون کو ہمنے زمین مین دہنسا دیا اور قیامت تک دہنستا چلا جاویگا اور زمین نے اُسکے واسطے دریا کا
حکم پایا ہے یعنے اُسکو غرق بہی کر دیا اور موج کے تہپیڑون سے اُسکو ادہر سے اُودہر اور اُودہر سے
ادہر کرتی جاتی ہے اور حضرت لوط کی قوم پر کہنگر کی قسم کے پتہر برسے کہ جسکے سر پر گرتے تہے تو اُسکے
نیچے سے نکل جاتے تہے اور اُسکو ہلاک کرتے تہے اور اگر یے لوگ باوجود ان قصّونکے سُننے کے نڈر ہین اور
تمہارے خوف دلانیکو باور نکرین اور کہین کہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ تو تم یقین جان لو کہ یے بسبب نہایت نادانی
اور غفلت مین پہنسے ہوے ہین اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ کیا نہین دیکہتے ہین اُڑنے والی چڑیون کیطرف ہوا
مین جو بہاری پن مین پتہر سی ہین اِسواسطے کہ اصل اُنکی بہی مٹی ہے اور جو چیز مٹی سے پیدا ہوتی ہے وہ
ثقل اور بہاری پنے کے سبب سے حرکت کے وقت نیچے ہی گرنیکو چاہتی ہے لیکن یے چڑیان اللہ تعالیٰ کے
حکم سے فَوْقَهُمْ اِنکے سرون پر رہتی ہین اور وے چڑیان کچہہ ایک ایک دو دو نہین ہوتین تاکہ اُنکے

دلمین شبہ گذرے کہ شاید ہوا کے زور سے چہوٹی پتہریون کیطرح اور گئی ہونگی بلکہ صٰٓفّٰتٍ صف باندہے سیکڑون اور ہزارون اُوڑا کرتی ہین جیسے کبوتر اور مرغابی اور کلنگ کہ اُنکا صف باندہ کر اوڑنا سب دیکہتے ہین اور اگر ایسے لوگ پہر کہین کہ یہہ چڑیونکے پرونکی خاصیت ہی کہ ہوا مین ٹہرتی اور تیرتی ہین جیسے دوسرے جانور پانی مین تیرتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ اوڑنے کی حالت مین کبہی پرونکو کہولتی بہی ہین وَّيَقْبِضْنَ اور کبہی پرونکو بند بہی کرلیتی ہین پہر اُس حالت مین بہی زمین پر نہین گرتی ہین تو معلوم ہوا کہ انکا ہوا پر ٹہرنا جو انکی طبیعت کے خلاف ہی فقط اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہی مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ نہین تہام سکتا ہی انکو ہوا پر مگر وہ ذات جو رحمانیت کی صفت سے موصوف ہی اور یہی صفت چاہتی ہی کہ انکے نفع کی چیزین انکو پہنچین سو وے نفع ہوا کے طبقو نمین میسر ہین تو جبتک انکو ہوا مین نرکہین وے نفع انکو کسطرح سے پہنچین سو حق تعالیٰ انکی حاجتونکو دیکہتا ہی اور ایک غیبی تدبیر سے اُن نفعونکو ہوا مین اُنکو پہنچا کر نگاہ رکہتا ہی اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ بے شک وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکہتا ہی اور نفع اور ضرر ہر چیز کا جانتا ہی اور نفع لینے اور نقصان دور کرنیکی تدبیرین انکو سکہلاتا ہی بس ان چڑیونکو جنکی اصل خاک ہی ہوا پر تہامبے رکہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہی دونون چیزون پر یعنے دہنسنے اور پتہر کے برسنے پر اسواسطے کہ دہنسنے کی حقیقت یہی ہی کہ ہوا زمین کے ٹکڑونمین در آتی ہی اور انکو ہلا کر دبا دیتی ہی اور آسمانسے پتہر برسنا بہی موقوف ہی اسبات پر کہ پہلے زمین سے اُن چڑیونکو جو پتہر ہو جانیکی صلاحیت رکہتی ہین ہوا کے زور سے اوپر لیجانا پہر اُنکو اُسجگہہ تہامبے رکہنا یہانتک کہ بہاری بن مین پتہر کے مانند ہو جاوین پہر اُنکو اُنکی اصل طبیعت کیطرف پہیرنا تا کہ اپنی طبیعت کی خواہش سے زمین پر گرین بلکہ اگر تامل اور غور کیا جاوے چڑیونکے احوال مین تو معلوم ہو جاوے کہ انکا حال اُن دونو نسے عجیب تر ہی اسواسطے کہ اگر کوئی شخص اپنی تئین ہوا کے کرہ مین خیال کرے اور ہوا مین جانورونکے اوڑنیکو غول باندہ کر اور علیحدہ علیحدہ ایک کے بعد ایک کو ملاحظہ کرے تو یہی اُسکو یقین ہوگا کہ زمین سے بدلی اوٹہتی ہی اور پتہر برساتی ہی اور زمین کے ٹکڑے آسمان کیطرف دوڑے آتے ہین اور اسطرح کے عجایب اور غرایب زمین کے دہنسنے اور آسمان سے پتہر برسنے مین نہین پائے جاتے اسواسطے کہ ان دونون

صورتو نہین دیکہی جو نیچے کیطرف حرکت کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اس زمین اور آسمان کے شاہنشاہ کی پکڑ سے انکا بیخوف اور بے دہشت ہونا کچہہ اُسکی عاجزیکے وہم سے نہین ہے بلکہ انکو اسباب کا وہم سما یا ہے کہ ہم اُسکا مقابلہ کرسکتے ہین سو اب اُنسے پوچہا چاہئیے کہ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ بہلا ایسا شخص کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر ہو سکے اور نوکرون کیطرح تمہارے دشمن کے مقابلے مین ہروقت حاضر ہوکر یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ مدد کرے تمہاری رحمن کے مقابلہ مین اگر اور اگر یے لوگ اپنی بیوقوفی اور نادانی سے کہہ بیٹہین کہ ہان ہمارے معبودون اور شیطانونکا ایک لشکر ہے کہ جب کام آپڑیگا تو حق تعالیٰ کے عذاب کو ہم تک آنے نہ دیگا اور اس عذاب کو ہمسے دفع کردیگا تو یقین جان لیا کہ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ نہین ہین یے کافر مگر فریفتگی مین پہنسے ہوے کہ حقیقت کو چہوڑکر ظاہر پر فریفتہ ہوے ہین اور اسباب کو مسبب کے مقابلہ مین کرتے ہین اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ بہلا کون ہے ایسا شخص جو روزی دے تمکو اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ اگر بند کردے حق تعالیٰ اپنے رزق کو یا رزق کے اسباب کو جیسے پانی کا برسنا اور ہوا کا چلنا اور سورج کی گرمی اور چاند کی خنکی اور بیج اور جانور جنسے کہیت کو جوتتے اور سینچتے ہو اور یہہ بات ظاہر اور سب جانتے ہین کہ اگر ایک بہی سبب رزق کا ان اسبابون سے بند ہوجاتا ہے جیسے پانی اگر نبرسے تو ہرگز انکے بت اور معبود اُسکو برسا نہین سکتے اور انکی مصیبت مین کام نہین آسکتے اور انکی فریادرسی نہین کرسکتے پہر اور اسباب کب ہو سکتے ہین پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے مقابلہ کا جو انکو وہم ہے وہ باطل ہے کوئی اُس درگاہ کے مردود کو مقبول نہین کرسکتا لیکن یے احمق اپنی بے اصل باتونکو جہوٹہہ نہین جانتے اور اپنی بیہودہ گوئی کو نہین بوجہتے بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ بلکہ اڑرہے ہین شرارت اور سرکشی مین اور نفرت کرتے ہین حق بات کے قبول کرنے سے اور اصل اس بات کی یہہ ہے کہ سیدہی راہ یے لوگ بہول گئے ہین اور سفلی اسباب پر اپنی نظر و نکو روک رکہا ہے اور مسبب الاسباب سے بالکل غافل ہوگئے ہین تو اب اُنسے پوچہا چاہئیے کہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ کیا پہر وہ شخص جو اوندہا اپنے مُنہہ کے بہل چلتا ہے اور نیچے کی چیزین جیسے زمین اور جو زمین پر ہے اسکے سوا کچہہ نہین دیکہتا اَهْدٰۤی بڑا راہ

پانیوالا

پانیوالا ہی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا یا وہ شخص جو سیدہی راہ چلتا ہی کہڑے ہوکر اور آسمان اور
ستارے اور نشان اور منارے سب اُسکی نظر مین ہین چنانچہ یہہ بات مُوحّد کو حاصل ہی کہ ہر چیزکو
مسبب الاسباب سے جانتا ہی سو وہ اِس سبب سے عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ثابت ہی سیدہی راہ
پر اور اسباب کو اسماء الٰہیہ کا مظاہر یعنی جاے ظہور جانتا ہی اور حق تعالیٰ کو بے اسباب کے
موثر جانتا ہی اور اُسکی تاثیر کو اسباب کے ہونے پر موقوف نہین رکہتا اسیواسطے سب کامونکی
تدبیر مین حکمت کی رعایت کرتا ہی اور اُنکے اسباب کی تلاش کرتا ہی لیکن تدبیر اور اسباب پر
اعتماد نہین کرتا ہی بخلاف اُس شخص کے کہ فقط سبب پر بہروسا کرکے تدبیر اور اسباب کو بیکار
محض جانکر چہوڑ بیٹہا ہی تو گویا وہ شخص اُسکی حکمت کے کارخانے کو نہین بوجہا ہی اور راہ متوسط
چہوڑ دی ہی پہر اگر یے کافر ایسی واضح دلیلونکے بیان کرنے سے بہی راہ پر نہ آوین اور اپنی کج
فہمی سے اصل مطلب کو نہ سمجہین تو دوسری طرح سے انکو سمجہاؤ اور قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ
کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ ایسا مسبب الاسباب ہی جسنے پیدا کیا تمکو اور نیستی کے پردیسے نکال کر اس
عالم مین لاکر موجود کیا اُس نیستی کے عالم مین کوئی چیز ایسی نتہی جو تمہارے وجود کے ظہور کی خواہش
کرتی اسواسطے کہ دنیا مین لڑکے کی پیدایش کیلئے بڑے اسباب ماباپ کا وجود ہی اور انکا آپسمین صحبت
کرنا اور یہہ بات سبکو معلوم ہی کہ لڑکے کی پیدایش مین ماباپ کی صحبت کو کچہہ تاثیر نہین ہی بہت
لوگ برسون صحبت کیا کرتے ہین اور اولاد کی آرزو مین رہتے ہین لیکن یہہ آرزو میسر نہین ہوتی اور لڑکے
کے سب اعضا درست کرنے مین اور ہر ایک عضو کو اُسکے مناسب قوت دینے مین اور اُسکی شکل اور
صورت ٹہیک کر دینے مین ماباپ کی صحبت کو کچہہ بہی دخل نہین ہی بس وہی خالق ہی کہ جسنے اپنی قدرت
کاملہ سے تمکو پیدا کیا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ اور کر دئے تمہارے واسطے کان
سُننے کو اور انکہہ دیکہنے کو اور دل بوجہنے کو سو انہی تینون چیزونسے تمنے تمام دنیا کی چیزونکا دریافت کرنا
شروع کیا اور ہر چیز کے سبب کو پہچانا اگر یے تینون چیزین نہوتین تو ہرگز تم کسی سبب کو معلوم نکر سکتے
بس حقیقت مین ان سببونکو تمنے سبب گردانا ہی والا حق تعالیٰ کے کام ایک کے بعد ایک ہوتے

چلے جاتے ہین کوئی سبب وہان درکار نہین ہی قَلِیْلاً مَّا تَشْکُرُوْنَ بہت تہوڑا تم شکر کرتے ہو
اسواسطے کہ یے دونون حاسّے یعنے آنکہہ اور کان اور دل جو عقل اور شعور کا مکان ہی اسواسطے تمکو دیے
تہے کہ اسکی توحید کا حق ادا کرو اور مؤثر حقیقی فقط اسیکو جانو اور اسباب کو اُسکی حکمت کے ظہور کا
مقام معلوم کرلو لیکن تمنے اپنی نافہمی سے ایسی عمدہ چیزونکو یعنے آنکہہ کان دلکو اسباب ہی کے دریافت
کرنے مین گنوایا اور اسقدر اسباب کے دریافت مین زیادتی کی کہ اُسکی توحید سے بہی محروم رہے
اور اسکو تاثیر مین منفرد نجانا اور اگر اِسطور کے سمجہانے سے بہی یے لوگ راہ پر نآوین اور اپنی بداعتقادی
اسباب ہی کو مؤثر حقیقی جانین اور اِس اعتقاد سے نپہرین تو دوسرے طور سے انکو سمجہاؤ اور جو انکی باتسے
انپر لازم ہوتا ہی اُسکو اختیار کروا ور انکو الزام دو اور قُلْ کہو کہ اگر جو تم کہتے ہو وہ صحیح ہی تو تمہارے
کام بہی تمہاری جزا کا سبب پڑینگے اسواسطے کہ هُوَ الَّذِیْ ذَرَأَكُمْ وہ اللہ تعالی ایسا قدرت والا
ہی کہ تمکو پیدا کرکے بکہیر دیا ہی فِی الْاَرْضِ زمین مین تا کہ طرح طرح کے کام تمسے زمین پر صادر ہووین
وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اور اسیکی طرف جمع کئے جاوگے تاکہ اپنے اپنے کئے کا عوض پاؤ تو اس سے
معلوم ہوا کہ تمہارے کام بہی اُنہی اسباب مین سے ہین پہر انکو کیون بیکار اور بیفائدہ چہوڑتے ہو
اور بُرے کامونسے ڈرتے نہین ہو وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہین اِس الزام کے جواب مین کہ اسواسطے
ہم اِن اپنے عملونکو معطل اور بیکار چہوڑتے ہین اور انکے سبب ہونیکا اعتقاد ہمکو نہین آتا کہ ہزارون برس
اور قرن گذر گئے اور ان عملونکی تاثیرین کچہہ بہی ظاہر نہوین لیکن تم لوگ ان عملونکی تاثیر ونکے ظہور کا
وعدہ بہت دور اور دراز کرتے ہو سو جبتک اِس اپنے وعدیکا ایک وقت مقرر نکروگے تو ہم کب ایسے
وعدیکو یقین کرینگے مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کب ہوگا یہہ وعدہ اگر تم لوگ سچے ہو اسواسطے
کہ اگر حشر اور جزا اُس وعدیکے موافق واقع ہووے تو تمکو سچا جانینگے اور اگر تمہارے کہنے کے
موافق نہوئی تو تمہارا جہوٹہہ ظاہر ہوجاویگا سو انکی اس بات کے جواب مین قُلْ تو کہہ کہ ہم اُس وعدیکو
معین نہین کرسکتے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہمکو اُسکا علم نہین دیا بلکہ اُس وعدیکو مبہم اور پوشیدہ
رکہا ہی اور اُسکے مبہم اور پوشیدہ رکہنے مین ایک بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہی کہ اگر اُسکے پہلے آنیوالی

چیزون پر نگاہ کرکے جو بعد مرنیکے ہر شخص کو پیش آوین گی اسکو نزدیک بیان کرتے اور ہر شخص کو
اسکی موت کا ایک نشان مقرر کرکے بتلا دیتے تو دنیا کا کارخانہ نچلتا اور سب کام معطل ہوجاتے اور
موت کے خوف سے ہر شخص اپنے ہوش وحواس بجا نپاتا اور اگر اس وعدکی انتہا یعنے خاص
قیامت کے دن پر نظر کرکے اُسکے آنیکو دور بیان کرتے تو آدمی بے دہشت اور نڈر ہوجاتے اور بُرے
کامونپر جرأت اور دلیری کرتے اسواسطے کہ انکی جبلی اور پیدائشی یہہ خصلت ہی کہ اپنے زمانے سے
دور والی چیز پر التفات نہین کرتا اور اُسکا ڈر اُسکے دلمین اثر نہین کرتا سواسیواسطے اُسکا علم کسی
مخلوقات کو عنایت نہین ہوا بلکہ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ نہین ہی اُس واقعہ کا علم مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بلکہ ہر شخص کی موت کا علم بہی اُسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا وَاِنَّمَا اَنَا
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور نہین ہون مین مگر ایک ڈرانیوالا کہول کر یعنے قطعی دلیلون اور سچے معجزون سے اُسکے
واقع ہونیکو ثابت کرتا ہون مین پہر باوجود ایسی دلیلون اور ایسے معجزونکے دیکہنے کے مجہے سچا نجاننا بلکہ
میری سچائی کو اُسکے وقت کے بیان کرنے پر موقوف رکہنا بڑی نادانی اور حماقت ہی سوائے
اِسکے اُسوقت کا دریافت کرنا اور جاننا کافرونکے حقمین بہت بُرا ہی چنانچہ جب اُس وعدیکا وقت
آویگا اور کافر بہی اُسوقت زندہ کئے جاوینگے فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پہر جب دیکہینگے کہ وہ وعدہ نزدیک
آپہنچا سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بدشکل کردئے جائینگے چہرے اُن لوگونکے جنہون نے کفر کیا تہا
اور سیاہی اور تاریکی اور غبار آلودگی اُنپر چہا جائیگی وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ اور کہا جائیگا
یہہ وہ چیز ہی جسکو تم بڑی خواہش سے طلب کرتے تہے اور اگر یے کافر کہین کہ یہہ واقعہ جسکی تم خبر دیتے
ہو اگر جسطرح تم کہتے ہو اُسیطرح ہوا تو ہم اور تم سبکے سب اُسدن گرفتار اور ہلاک ہونگے اور سبکی
روحین قبض ہونگی تو قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ کیا دیکہا اور فکر کیا تمنے اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ کہ اگر ہلاک
کرے مجہکو اللہ تعالیٰ اور اُن لوگونکو جو میرے ساتہہ ہین موت سے یا پہلی بار کے صور پہونکنے سے
یا ہمارے گناہونکی شامت سے آخرت مین اَوْ رَحِمَنَا یا رحم کرے ہم پر اور اپنی مہربانی سے بعد موتکے
راحت نصیب کرے اور پہلی بار کے صور پہونکنے تک زندہ رکہے اور آخرت مین سب تقصیرین ہماری

چلے جاتے ہین کوئی سبب وہان درکار نہین ہی قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ بہت تہوڑا تم شکر کرتے ہو
اسواسطے کہ یے دونون حاسّے یعنے آنکہہ اور کان اور دل جو عقل اور شعور کا مکان ہی اسواسطے تمکو دیے
تہے کہ اسکی توحید کا حق ادا کرو اور مؤثّرِ حقیقی فقط اسیکو جانو اور اسباب کو اُسکی حکمت کے ظہور کا
مقام معلوم کرلو لیکن تمنے اپنی نافہمی سے ایسی عمدہ چیزونکو یعنے آنکہہ کان دلکو اسباب ہی کے دریافت
کرنے مین گنوایا اور اسقدر اسباب کے دریافت مین زیادتی کی کہ اُسکی توحید سے بہی محروم رہے
اور اسکو تاثیر مین منفرد نجانا اور اگر اسطور کے سمجہانے سے بہی یے لوگ راہ پر نہ آوین اور اپنی بداعتقاد
اسبابہی کو مؤثّرِ حقیقی جانین اور اس اعتقاد سے نہ پہرین تو دوسرے طور سے انکو سمجہاؤ اور جو انکی باتسے
انپر لازم ہوتا ہی اُسکو اختیار کرو اور انکو الزام دو اور قُلۡ کہو کہ اگر جو تم کہتے ہو وہ صحیح ہی تو تمہارے
کام بہی تمہارے ہی جزا کا سبب پڑینگے اسواسطے کہ هُوَ الَّذِیۡ ذَرَءَکُمۡ وہ اللہ تعالی ایسا قدرت والا
ہی کہ تمکو پیدا کرکے بکہیر دیا ہی فِی الۡاَرۡضِ زمین مین تاکہ طرح طرح کے کام تمسے زمین پر صادر ہووین
وَاِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ اور اسیکی طرف جمع کئے جاؤگے تاکہ اپنے اپنے کئے کا عوض پاؤ تو اس سے
معلوم ہوا کہ تمہارے کام بہی اُنہی اسباب مین سے ہین پہر انکو کیون بیکار اور بیفائدہ چہوڑتے ہو
اور بُرے کامونسے ڈرتے نہین ہو وَیَقُوۡلُوۡنَ اور کہتے ہین اس الزام کے جواب مین کہ اسواسطے
ہم ان اپنے عملونکو معطل اور بیکار چہوڑتے ہین اور انکے سبب ہونیکا اعتقاد ہمکو نہین آتا کہ ہزارون برس
اور قرن گذر گئے اور ان عملونکی تاثیرین کچہہ بہی ظاہر نہوین لیکن تم لوگ ان عملونکی تاثیرونکے ظہور کا
وعدہ بہت دور اور دراز کرتے ہو سو جبتک اس اپنے وعدیکا ایک وقت مقرر نکروگے تو ہم کب ایسے
وعدیکو یقین کرینگے مَتٰی هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ کب ہوگا یہہ وعدہ اگر تم لوگ سچے ہو اسواسطے
کہ اگر حشر اور جزا اُس وعدیکے موافق واقع ہووے تو تمکو سچا جانینگے اور اگر تمہارے کہنے کے
موافق نہوئی تو تمہارا جہوٹہہ ظاہر ہوجاویگا سو اُنکی اس بات کے جواب مین قُلۡ تو کہہ کہ ہم اُس وعدیکو
معین نہین کرسکتے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہمکو اُسکا علم نہین دیا بلکہ اُس وعدیکو مبہم اور پوشیدہ
رکہا ہی اور اُسکے مبہم اور پوشیدہ رکہنے مین ایک بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہی کہ اگر اُسکے پہلے آنیوالی

چیزون پر نگاہ کرکے جو بعد مرنیکے ہر شخص کو پیش آوین گی اسکو نزدیک بیان کرتے اور ہر شخص کو اسکی موت کا ایک نشان مقرر کرکے بتلا دیتے تو دنیا کا کارخانہ نچلتا اور سب کام معطل ہو جاتے اور موت کے خوف سے ہر شخص اپنے ہوش وحواس بجا نپاتا اور اگر اس وعدیکی انتہا یعنے خاص قیامت کے دن پر نظر کرکے اُسکے آنیکو دور بیان کرتے تو آدمی بے دہشت اور نڈر ہو جاتے اور بُرے کامو پر جرأت اور دلیری کرتے اسواسطے کہ انکی جبلّی اور پیدایشی یہہ خصلت ہے کہ اپنے زمانے سے دور والی چیز پر التفات نہین کرتا اور اُسکا ڈر اُسکے دلمین اثر نہین کرتا سواسیواسطے اُسکا علم کسی مخلوقات کو غایت نہین ہوا بلکہ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ نہین ہے اُس واقعہ کا علم مگر اللہ تعالی کے نزدیک بلکہ ہر شخص کی موت کا علم بہی اُسی اللہ تعالی کے پاس ہے سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور نہین ہون مین مگر ایک ڈرانیوالا کہول کر یعنے قطعی دلیلون اور سچے معجزون سے اُسکے واقع ہونیکو ثابت کرتا ہونمین پہر باوجود ایسی دلیلون اور ایسے معجزونکے دیکہنے کے مجہے سچا نجاننا بلکہ میری سچائی کو اُسکے وقت کے بیان کرنے پر موقوف رکہنا بڑی نادانی اور حماقت ہے سوائے اِسکے اُسوقت کا دریافت کرنا اور جاننا کافرونکے حقمین بہت بُرا ہے چنانچہ جب اُس وعدیکا وقت آویگا اور کافر بہی اُسوقت زندہ کئے جاوینگے فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پہر جب دیکہینگے کہ وہ وعدہ نزدیک اُپہنچا سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بدشکل کردئے جائینگے چہرے اُن لوگونکے جنہون نے کفر کیا تہا اور سیاہی اور تاریکی اور غبار آلودگی اُنپر چہا جائیگی وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ اور کہا جائیگا یہہ وہ چیز ہے جسکو تم بڑی خواہش سے طلب کرتے تہے اور اگر یے کافر کہین کہ یہہ واقعہ جسکی تم خبر دیتے ہو اگر جسطرح تم کہتے ہو اُسیطرح ہوا تو ہم اور تم سبکے سب اُسدن گرفتار اور ہلاک ہونگے اور سبکی روحین قبض ہونگی تو قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ کیا دیکہا اور فکر کیا تمنے اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ کہ اگر ہلاک کرے مجہکو اللہ تعالی اور اُن لوگونکو جو میرے ساتہہ ہین موت سے یا پہلی بار کے صور پہونکنے سے یا ہمارے گناہونکی شامت سے آخرت مین اَوْ رَحِمَنَا یا رحم کرے ہم پر اور اپنی مہربانی سے بعد موتکے راحت نصیب کرے اور پہلی بار کے صور پہونکنے تک زندہ رکہے اور آخرت مین سب تقصیرین ہماری

معاف کر دے اور ہمارے گناہون پر ہمکو نپکڑے پہر تمکو اس سے کیا فائدہ تمہارا ڈران چیزون سے جانیکا
نہین تمکو چاہیے کہ اپنے بچاؤ کی فکر کرو اسواسطے کہ فَمَن يُّجِيرُ الكَافِرِينَ پہر کون ہی جو بناہ دیگا کافرونکو
مِنْ عَذَابٍ اَلِيمٍ دُکہہ والے عذاب سے قُلْ کہہ توکہ یے سب باتین جو مین نے بیان کی ہین سو
فقط تمہارے انکار کرنیکے لحاظ سے نہین تو مجہکو اُسکی درگاہ سے نجات اور ثواب کی بڑی اُمّید
ہی اسواسطے کہ هُوَ الرَّحْمٰنُ وُہ ذات پاک بڑی رحم والی ہی ہرگز اُسکی طرف سے وہ بات جو رحمت کے
خلاف ہی ظاہر نہوگی ہان البتہ اگر ہماری طرف سے کفر اور سرکشی پائی جائے اور اُسکی رحمت کو ہم
غضب سے بدل ڈالین یا اُسکی توحید اور موثر حقیقی ہونیکے ہم قایل نہون اور بتونکی شفاعت پر یا دوسرے
وہمی سببون پر اعتماد کرکے اُسکی نامرضی باتونکو بے باک ہوکے کرنے لگین ہم تو البتہ اُسکے غضب کے
سزاوار ہونگے سو ان چیزونمین سے ہم مین ایک بہی پائی نہین جاتی بلکہ اٰمَنَّا بِهٖ ہمتو ایمان لائے ہین
اُسپر وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا اور اُسی پر اعتماد اور بہروسا کیا ہی ہمنے اور اسبابونمین سے کسی سبب
پر ہم اعتماد نہین کرتے فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ سو اب قریب ہی کہ جان لوگے
کہ کون ہی ظاہر گمراہی مین پہنسا ہوا ہم یا تم اور اگر یے کافر کہین کہ گمراہی ظاہر یہی ہی کہ تم مسلمان لوگ
اسباب کو بیکار جانتے ہو اور ہم لوگ اسباب کی تاثیر کے قایل ہین تو قُلْ اَرَاَيْتُمْ کہہ کیا تم فکر کرچکے
ہو اور سوچ چکے ہو کہ کوئی سبب آسمانی ہو یا زمین کا وقت پر کچہہ کام آتا ہی سو اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا
اگر صبح کرے پانی تمہارے چشمو اور کوؤن اور دریاؤنکا زمین مین دہنسا ہوا یعنے اگر سب پانی زمین مین
غایب ہو جاے اور کوئی چیز اُس پانی کو زمین سے کہود کر نکال نسکے فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ پہر کون
لا دیگا تمکو پانی جاری جو چشمے کے ملنے سے ملتا ہی اور حال یہہ ہی کہ پانی ایسی چیز ہی کہ ہر وقت کار
ہی اور جب کوئی سبب عالم اسباب سے خواہ وُہ سبب آسمانی ہو یا زمین کا ایسے ضروری کام کے حاصل
کرنے مین کام نہ آیا اور بیکار محض ہوا تو پہر کسطرح ہم اسباب پر اعتماد کرین اور کیونکر اسباب کے معطل اور
بیکار ہونیکے ہم قایل نہون بعضے لوگونسے یہہ حکایت منقول ہی کہ ایک نادان حکیم نے یہہ آیت سُنے
اور کہا کہ اگر ایسا اتفاق ہووے تو ہم پہاوڑے اور کُداری کے زور سے پانی زمین سے نکال لیوین

یہہ بات اُسکے مُنہہ سے نکلتے ہی نزلے کا پانی کالا اُسکی آنکہونمین اُتر آیا اور دونون آنکہین اُسکی اندھی ہوگئین اور ایک غیب سے آواز آئی کہ پہلے یہہ کالا پانی اپنی انکہہ سے دور کرا ور بینائی کا سفید پانی اُسکی جگہہ لے آ وُ پہر زمین سے کوان یا چشمہ کہود کر پانی نکالنا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اِس اخیر کے آیت کو پڑہے اُسکو چاہئے کہ بعد اِسکے یہہ کلمہ کہے اَللّٰہُ یَاْتِیْنَا بِہٖ وَھُوَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے اللہ تعالیٰ لا دیگا ہمکو پانی اور وُہ پرورش کرنیوالا ہے تمام عالم کا اب اس سورت کی تفسیر مین کئی سوال جو عربی کے دقیق اور باریک مطلبونکے دریافت کرنیوالے عالمون نے کئے ہین باقی رہگئے اُنمین سے پہلا سوال یہہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جو کلمہ کہ فرشتونکی زبان سے نکلا اُسکو یون بیان فرمایا کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ اور اُسکے جواب مین دوزخ والون نے جو کہا اُسکو یون بیان فرمایا کہ قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ اور اِیتان اور مجی دونون لفظین آپسمین مرادف ہین یعنے دونونکے ایک ہی معنے ہین پہر فرشتونکے کلام کو اِیتان سے اور دوزخیونکے کلام کو مجی سے بیان کرنے مین کیا نکتہ ہے جواب اس سوال کا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مین جسکا نام اِتقان ہے بیان کیا ہے اور اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یے دونون لفظین اگرچہ اصل معنونمین مُتّحِد ہین لیکن استعمال مین ان دونون لفظونکے فرق ہے اور وُہ فرق کئی وجہون سے ہے سو اُن آیتونکی مطابقت ہرایک وجہہ کے ساتہہ بیان کرنیکو بڑی تفصیل اور طول طویل عبارت چاہئے اور وُہ عبارت اس تفسیر مین کہ ابتدا سے اِسکی بُنیاد اختصار پر ہوئی ہے گنجایش نہین رکہتی لیکن تہوڑا سا مضمون جو اس تفسیر کے لایق ہے اور مطلب سمجہہ لینے کو کفایت کرتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اِیتان کی لفظ ہر چیز مین مستعمل ہو سکتی وُہ چیز محسوس ہو خواہ غیر محسوس حقیقت مین پائی جاتی ہو خواہ فرض کرلیا ہو بخلاف مجی کی لفظ کے کہ اکثر اِسکا استعمال اُن چیزونمین ہوتا ہے جو محسوس ہوتی ہین اور خارج مین پائی جاتی ہین اور یہی سبب ہے کہ حقتعالیٰ کی تجلی دنیا مین جو عزت کے پردمین چہپی ہوئی ہے اِیتان کی لفظ سے تعبیر کی جاتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ یعنے کیا منتظر ہین کہ آوے اُنکے پاس اللہ تعالیٰ پردونمین بدلیونکے اور حقتعالیٰ کی تجلی قہری کو جو آخرت مین بے پردہ ہوگی مجی کی لفظ سے بیان فرمایا ہے قال تعالیٰ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ

ح

علماء کے سوال و جواب

صَفًّا صَفًّا یعنے اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف کی صف باندہے اور اکثر مقدر عذاب کو ایتان کی لفظ سے بیان فرمایا ہی جیسے اَتیٰ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ یعنے آپہنچا حکم اللہ کا پہر اُسکی جلدی مت کرو اور جو عذاب کہ حقیقت مین آیا اور ظاہر ہوا ہی اُسکو اکثر مجی کی لفظ سے بیان فرمایا ہی جیسے فَلَمَّا جَآءَھُمْ اَمْرُنَا وَجَآءَھُمْ بَاْسُنَا یعنے جب آیا اُن پاس حکم ہمارا آیا اُن پاس عذاب ہمارا سو ان آیتون مین ملائکہ کے کلام کو عام لفظ سے ارشاد فرمایا یعنے کیا تم پاس کوئی ڈرانیوالا محسوس یا غیر محسوس حقیقت مین یا فرضی نہ آیا تہا اسواسطے کہ اِسقدر مین الزام حجت کا ہوجاتا ہی اور مطلب دلیل سے ثابت ہوجاتا ہی اور بے خبری اور نادانی کا عذر دور ہوجاتا ہی اور دوزخیونکے کلام کو مجی کی لفظ سے جو نہایت حسرت اور بڑے گناہ اور انتہا درجے کی خطا کے ظہور پر دلالت کرتی ہی بیان فرمایا یعنے ڈرانیوالا ظاہر مین ہم پاس پہنچا تہا لیکن ہمنے اُسکو دیکہہ سُنکے نمانا اور اس فرق کی تائید کرتا ہی جو سورۂ مریم مین ان دونون لفظونکا استعمال آیا ہی اور حقتعالی نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے کلام کو اُس سورت مین حکایت کے طور پر نقل فرمایا ہی یَا اَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ ای باپ میرے مجہکو آئی ہی خبر ایک چیز کی جو تجہکو نہین آئی اور اسیطرح سورۂ مومنون مین واقع ہوا ہی قال اللّٰہ تعالی اَمْ جَآءَھُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَھُمُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے کیا آئی ہی اُن پاس خبر جو نہین آئی تہی اُنکے باپ دادونکے پاس جو پہلے گذر گئے ہین اور ایک احتمال یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ جا بجا اسطور کے استعمال کو اختیار کرنا لفظ کے سلامت رہنے کے واسطے ہو اسواسطے کہ ہمزہ متحرک ابتداء کلام مین اور ہمزہ ساکن انتہا کلام مین ثقیل ہوتا ہی چنانچہ جنکے ذہن صحیح اور سلامت ہین اُنپر یہہ بات پوشیدہ نہین ہی اور دوسرا سوال یہہ ہی کہ سورۂ انعام مین حقتعالی نے فوقانی عذاب کو تحتانی عذاب پر مقدم کیا ہی اور فرمایا کہ قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ یعنے وہ اللہ تعالے غالب ہی اسپر کہ بہیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یعنے آسمان سے یا تمہارے پیرونکے نیچے سے یعنے زمین سے اور اس سورت مین تحتانی عذاب کو فوقانی عذاب پر مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ اور پہر اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ

اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا اِن دونون سورتونمین اس تقدیم اور تاخیر مین فرق ہونیکی کیا وجہ ہی اس سوال کا جواب یہہ ہی کہ سورۂ انعام مین اُس آیت کے پہلے حقتعالی فرماتا ہی کہ وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً یعنے وُہ اللہ غالب ہی اپنے بندون پر اور بہیجتا ہی تم پر اپنے نگاہبان سو اُس آیت کے مضمون کی رعایت سے فوقانی عذاب کا مقدم لانا وہان مناسب ہوا اور اِس سورتمین اِس آیت کے پہلے حقتعالی فرماتا ہی کہ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ اور اس ایت کے مضمونکی رعایت سے تحتانی عذاب جو زمین سے علاقہ رکہتا ہی اُسکا مقدم لانا بہت مناسب ہوا اور تیسرا سوال یہہ ہی کہ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ یے دونون لفظین ترکیب مین طیر کی لفظ سے حال پڑی ہین پہر ایک حال کو اسم فاعل کے صیغے سے مفرد لانا اور دوسرے حال کو مضارع کے صیغے سے جملہ فعلیہ لانے کی کیا وجہہ ہی یَصْفُفْنَ وَیَقْبِضْنَ کیون نہ ارشاد ہوا یا صٰٓفّٰتٍ وَقَابِضَاتٍ کیون نفرمایا تا کہ دونون مین مطابقت پائی جاتی اِس فرق کی کیا وجہ ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ ہوا مین اُڑنا پانی مین تیرنے کے مشابہ ہی اور ان دونون کا مونین ہاتہہ پیر اور بازو کا کہولنا ہوتا ہی تا کہ چیرنا اور جدا کرنا پانی اور ہوا کا آسان ہو جاوے اور اِس حالت مین سمیٹ لینا ہاتہہ پیر یا بازو کا ضرورت کیواسطے ہو تا جاتا ہی تا کہ طبیعت کو ہر وقت آرام حاصل ہوتا رہے اور نئی قوت پیدا ہوتی جاوے جسطرح لومڑی یا بلّی یا دوسرے جانور جست کرنے اور کودنے کیوقت سمٹ جاتے ہین اور اِسم فاعل کا صیغہ ہمیشگی اور ثبوت پر دلالت کرتا ہی اور جملہ فعلیہ مضارع کے صیغہ سے تجدّد اور حدوث پر تو گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ چڑیان ہوا مین صف باندہی اوڑا کرتی ہین اور پر اپنے کہولے رہتی ہین اور کبہی کبہی پر سکوڑ بہی لیتی ہین تا کہ پر کہولنے اور اوڑنیکی اور زیادہ قوت حاصل ہووے جیسے پانی کے تیرنے والے کہ اُنکا بہی یہی حال رہتا ہی سو یہہ فرق بغیر دونون حال کے صیغے متغیر کئے ہوے بوجہا نجاتا چوتہا سوال یہہ ہی کہ قبر کے عذاب سے نجات حاصل ہونے کیواسطے اس سورت کے تخصیص کی کیا وجہ ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ قبر کا عذاب اکثر بداعتقادیکے سبب سے ہوتا ہی خصوصًا قبر کے سوال اور اپنے بدعملونکی پرسش سے غافل ہونا اور دن رات نفس کی خواہش مین پہنسے رہنا اور نجاستون سے اپنے کو نہ بچانا کہ یے چیزین قبر کے عذاب کی سبب پڑتی

ہین اور جو شخص کہ اس سورتکو معنے سمجھ کر پڑہتا ہے اُسکو پورا یقین ہوتا ہے کہ موت کے بعد جو دنیا
مین کیا ہے اُسکا حساب ہوتا ہے اسواسطے کہ حقتعالی کا قول خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا اسی بات پر دلالت کرتا ہے اور اسبات کی بہی اُسکو یقین ہوتی ہے کہ حقتعالی
سینے کے بہیر کے بہید اور دل کے پوشیدہ خیالات سے واقف ہے کچھہ اُسپر چہپا نہین ہے اسواسطے
کہ اس آیت سے وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْہَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یہی بات پوجہی جاتی
ہے سو جس شخص کو ان چیزونکا یقین ہو جاتا ہے تو البتہ اُسکے جوہر نفس کو بُرے خیالونکی تاثیر کم ہوتی
ہے اور بالکل اسکو خراب نہین کر سکتی اور یہہ بہی ہے کہ قبر مین جاتے ہی پہلا صدمہ جو آدمی کو پہنچتا ہے وہ
ضغطہ قبر کا ہے اور اُسکا دبانا یعنے مردیکے قبر مین پہنچتے ہی زمین مین حرکت پیدا ہوتی ہے جیسے دریا مین موج
اور اس حرکت اور موج کے تہپیڑون سے مردیکا حال تباہ ہو جاتا ہے سو جب اس آیت کا مضمون یعنے ءَاَمِنْتُمْ
مَنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا ھِیَ تَمُوْرُ آدمی کے خیال مین رہتا ہے اور تلاوت
اُسکی کیا کرتا ہے تو یہہ خوف ہمیشہ اُسکے سامنے رہتا ہے اور حقتعالی کے قول کے بموجب جو دوسری جگہہ
فرمایا ہے اور اُسکے سچے وعدیکے بموجب کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَیْبِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ
کَبِیْرٌ یعنے تحقیق جو لوگ ڈرتے ہین اپنے رب سے بن دیکہے اُنکو بخشش ہے اور ثواب بڑا وہ شخص
مستحق بخشش اور معافی کا ہوتا ہے اور آخر کی آیت یعنے اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ
اور درمیان کی آیت یعنے اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْہِہٖٓ اَھْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ یے دونون آیتین اس مضمونسے خوب مناسبت رکہتی ہین چنانچہ یہہ بات تامل اور فکر کرنے
سے پوشیدہ نرہےگی اور آیت ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا بہی قبر کی راحت پر دلالت
کرتی ہے بعضے معنون سے اور اس سورت مین عذاب قبر کے دفع ہونیکے مقدمے مین دوسرے بہید
بہی ہین سو وے توضیح اور تشریح پر موقوف ہین اس مختصر مین اُسکا بیان گنجایش نہین رکہتا لیکن اتنا
بطور اشاریکے کہا جاتا ہے کہ تبارک کی لفظ مین تامل اور غور کرنا چاہئے کہ اسمین ہمیشگی کی خیر کا اور
انعام اور احسان کا معاملہ بعد موتکے بہی جاری رکہنے کا اشارہ بوجہا جاتا ہے اور آسمانکا ستارونکی

قندیلوں سے روشن کرنا اور اسکی روشنی کے سبب گرد نواح آسمان سے شیطانونکو ہانکنا صاف اشارہ اسبات کیطرف ہی کہ آسمانی کیفیتین اور اُسکے احوال قبر کی تاریکی کو روشن کرینگے اور شیطانونکی شرارت سے بچالینگے اور اس تشویش کو دور کرینگے بلکہ اگر ان مضمونمین خوب غور و تامل کیا جاوے تو بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ قبر کے داخل ہونیکے بعد زمین کا اوپر کا طبقہ قبر والیکے حقمین دنیا کے آسمانکا حکم پیدا کریگا اسواسطے کہ وہ طبقہ ہدایت کے چراغوں سے روشن اور آراستہ ہو رہا ہی اور وہ چراغ انبیا اور اولیا کی نورانی روحین ہین جنکی روشنی کی چمک سے زمین منوّر ہو رہی ہی اور شیطانونکے دفع کیواسطے نیچے کے آدمیون سے مدد پہنچاتے ہین

سورۂ نون

اِسمین باون آیتین اور دو ہزار دو سو کلمے اور ایک ہزار دو سو چھپن حرف ہین اور پہلی آیتین اس سورتکی بلا شبہ مکی ہین لیکن بعضی آیتونمین اختلاف ہی کہ مکی ہین یا مدنی اور شمار مین اسکی آیتین پچاس ہین بلا خلاف اور باون ہونے مین اختلاف ہی اور اس سورت کے نازل ہونے کا سبب یہہ تھا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور آپ پر وحی آنا شروع ہوا اور وضو اور نماز کا طور آپکو غیب سے سکھلایا گیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کا ظاہر کرنا شروع کیا اسوقت حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور حضرت زید آپکے متبنّٰی جسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین اور حضرت اُم ایمن آپ کی خادمہ رضی اللہ عنہم یہ سب ایمان لائے اور نماز پڑہنا آپکے اہلبیت مین رایج ہوا اور یہ باتین نئی نئی جو مکے والون نے کبھی نہ دیکھین تہین ہر مکان اور ہر مجلس مین نقل ہونے لگین اور اسبات کا چرچا پھیلا بعضے بے ادب کافرون نے کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہو گیا ہی اور تمام اپنے گہر والونکو بھی دیوانہ کر ڈالا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتونکے سننے سے نہایت رنج اور ملال ہوتا تہا اللہ تعالی نے آپ کی خاطر مبارک کی تسلی کیواسطے یہہ سورت نازل فرمائی اور دو مرتبے قسم یاد فرما کے ارشاد کیا کہ تو ہرگز دیوانہ نہین ہی بلکہ تیری عقل تمام مخلوقات کی عقلونکے

ترجیح رکہتی ہی کسیکی عقل تمہاری عقل کے پاسنگ کو بہی نہین پہنچتی اور اس سورت کے ربط کی وجہ سورۂ
ملک سے یہہ ہی کہ سورۂ ملک مین اُس شاہنشاہ حقیقی کے اکثر کارخانونکا ذکر جو سلطنت سے تعلق
رکہتے ہین بیان فرمایا چنانچہ اوّل خیرات کی کثرت دوسرے قادر ہونا سب چیز پر یہانتک کہ مارنے اور
جلانے پر بہی تیسرے ہر شخص کے کامونسے خبردار ہونا یہانتک کہ پوشیدہ بات سے بہی سو چہپی ہوئی
دلکی بات بہی اُس درگاہ مین پوشیدہ نہین ہی چوتہے غالب ہونا سب پر پانچوین بخشنا اور معاف
کرنا باوجود قدرت کے چہٹے بڑے بڑے مکان عالیشان اپنے خادمونکے واسطے تیار کر دینا ساتوین
رعایا مین تفاوت اور جانب داری نکرنا آٹہوین اپنے ممالک محروسہ کے ملکونکو زیب اور زینت سے
آباد اور معمور رکہنا نوین دشمنون کے ذلیل اور خوار کرنیکے اسباب تیار رکہنا دسوین فرمانبردارون کے
واسطے بخشش اور انعام کے اسباب موجود رکہنا گیارہوین امن اور چین کا ہونا یعنے ایسا انتظام ملک
مین کرنا کہ سب رعایا امن اور چین سے رہین بارہوین سب چیزونکا نرخ سستا رکہنا تیرہوین اپنے مخالفونکو
کمزور کر رکہنا تاکہ دشمنونکی حمایت نکر سکین اور اُس درگاہ کے محرومونکو رزق نہ پہنچا سکین سو یے سب
کارخانے عمدہ ہین کہ انکے جمع ہونے سے سلطنت رونق اور قوّت پکڑتی ہی باقی رہا یہان پر بیان ایک
بڑے کارخانیکا کہ یے سب کارخانے اُسی سے تعلق رکہتے ہین سو اُس کارخانے کا ذکر اُس سورت مین نہوا
اسواسطے تتمہ کے طور پر اِس سورتمین اُسکو بیان فرمایا سو وہ کارخانہ دفتر والون اور متصدیون اور اہل قلم کا
ہی بس یہہ سورت گویا مملکت کے خطی وجود کا بیان ہی سب کارخانونکے ساتہہ اور خطی وجو خارجی وجود
کا ظل ہی اور ان دونونکے درمیانمین حکایت اور محکی عنہ کا علاقہ ثابت ہی سو اسواسطے کہ ظل کا مرتبہ اصل
کے مرتبے سے متاخر ہی اس کارخانے کو اس سورت مین یعنے سورہ نون مین جو سورۂ ملک کے
پیچہے ہی بیان فرمایا تاکہ اس بیانمین ظل اور اصل کے مرتبونکے تفاوت کیطرف بہی اشارہ ہو یعنے ظل کا
مرتبہ اصل کے بعد ہی اسیواسطے اہل قلم کے کارخانیکو دوسرے کارخانون کے بیانکے ساتہہ پہلی سورتمین
بیان نفرمایا اور سوا اسکے ان دونون سورتونکے مضمونمین بہی جابجا مناسبت ثابت ہی چنانچہ پہلی سورت
مین فرمایا ہی لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا اور اِس سورت مین فرمایا إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

اصحاب الجنۃ اور اس سورتمین کافرونکا عذاب دوزخ مین اور اُسکے موکلونکی جہڑکی حکومت اور بادشاہت کے طور پر مذکور ہی اور اس سورت مین وے سب مضمون متصدی گری کے طور پر بیان فرمائی ہین جیسے اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ یعنے کیا کرینگے ہم مسلمانونکو مثل گنہگارونکے کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہی جسمین پڑہ لیتے ہو کیا تمنے ہمسے قسمین لین ہین پوری پہنچی پس یہ مضمون صریح سوال مین لکہا پڑہی اور قول وقرار کی دستاویز طلب کرنے سے اور یہہ طور دفتر کے متصدیونکا ہی اور اس سورتمین ضروان کے باغ والونکا حال بہی مذکور ہی اور وہ بہی متصدی گری کے قاعدے سے تعلق رکہتا ہی اسواسطے کہ جب کسی گانونکے زمیدار یا کہیتے والے اپنے معمول کے خلاف کرتے ہین اور حاکم کے تنخواہ دارونکو واجبی حق نہین دیتے تب وہ گانون اُنکے قبضے سے نکال کر سرکار مین ضبط کرتے ہین اور بالکل اُنکے مالکو قرق کرتے ہین اور اُس سورتمین بہی اسی قسم کے قصّے عبرت اور ڈر کے خوف دلانیکے واسطے سلطنت اور حکومت کے طور پر بیان فرمائے ہین جیسے هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا اور ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ اور اَمْ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا یعنے وہ رب ایسا ہی جسنے کر دیا تمہارے واسطے زمین کو پست اور کیا نڈر ہوگئے تم اُس سے جو آسمانمین ہی کہ دہنسا دے تمکو زمین مین اور کیا نڈر ہوگئے تم اُس سے جو آسمانمین ہی کہ ڈالے تم پر پتہر اور اس سورتمین ایک دریا کی مچہلی کا مذکور جو سب مخلوقات کے طبقونکے نیچے تہ نشین ہی اور حکم الہی کی ایسی فرمان بردار ہی کہ ایک پیغمبر جلیل القدر کو اپنے پیٹ کے قیدخانے مین لیکر ایسی احتیاط سے رکہا کہ اُنکے بدن پر کچہہ آسیب نہ پہنچا اور اُس سورتمین بہی پرندجانورونکا مذکور ہی کہ حقتعالی کے حکم سے ہوا مین ٹہرے ہوے ہین یے سب گویا اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ مرغ سے ماہی تک ہمارا تابعدار اور فرمانبردار اور عاجز اور سرنگون ہین اور اسی پر قیاس کرکے اگر آدمی غور کرے تو مناسبت کی وجہین ان دونون سورتونمین بہت پائی جاتی ہین اور اس سورتکا نام سورۂ نون رکہنے کی وجہ یہہ ہی کہ نون کے عدد جمل کے حساب سے پچاس ہین اور اس سورتکی آیتین جنپر اتفاق ہی وے بہی پچاس ہین

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ بہی پچاس برس کامل ہوا اسطور سے کہ بعد نبی ہونیکے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیئیس برس زندہ رہے اور مسند نبوت آپکی ذات پاک سے مزین رہی پہر
بعد آپ کے ستائیس برس تک خلفاء راشدین اُسی قانون اور آئین پر اسطور سے عمل کرتے رہے
کہ ایک بال کی برابر بہی شریعت کے احکام مین تفاوت نے راہ نپائی اور سب فرمانبردار اور تابعدار رہے
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ستائیسوین سال مین وقت کے خلیفہ کو حکومت سے
باز رکہنے کے سبب سے فتنہ برپا ہوا اور نافرمانی شروع ہوئی اور وقت کے خلیفہ کو معزول سمجہا اِس سبب
سے گویا نبوت کا دور منقطع ہوا اور زمانہ سلطنت اور بادشاہت کا قریب آپہنچا کہ پیغمبر کے خلیفہ کی
تابعداری مین قصور ہوا اور اُسکا حُکم جاری نہوا اگرچہ خلیفہ برحق کے موجود ہونیکے سبب سے اصل
خلافت کا نام تیس برس تک باقی رہا لیکن جو پیغمبر کے خلیفہ کا حُکم جاری نہوا تو گویا نبی کا حُکم جاری نہوا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا نشان ہی مٹ گیا اسواسطے کہ نبوت کا حُکم اُسوقت اُسی خلیفہ
کی ذات مین منحصر تہا اور یہہ بہی ہے کہ اس سورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور
دیوانگی کی نفی آپکی ذات ستودہ صفات سے بہت واضح کرکے بیان فرمائی ہے اور حرف نون نبوت کی
لفظ کا پہلا حرف ہے اور یہہ بہی ہے کہ جتنے عمدہ مطلب اس سورت مین بیان ہے اُنمین نون کے حرف
کو بڑا دخل ہے اسواسطے کہ اول اس سورت مین اپنی نعمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرماکے
دیوانگی کی نفی کی ہے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور آپ کے
دشمنونکو مفتون فرمایا یعنے راہ سے بچلے ہوئے پہر دین کی باتمین کافرونسے سُستی کرنیکو منع فرمایا
علی الخصوص اس کافر سے جسکے دلمین اللہ جل شانہ کی اہانت بس گئی ہے اور چُغل خوری اور نیک
چیز سے ہر شخص کو روکنا اُسکی عادت ہوگئی ہے اور باوجود اِن سب باتونکے وُہ ولد الزنا بہی
ہے اور اپنے مال اور اولاد کی زیادتی پر مغرور بہی ہے پہر اُسکے بعد اُن باغ والونکا قصہ بیان فرمایا
جو اپنی نیت کے بدلنے سے اور مسکینونکو حق ندینے سے اور انشاء اللہ تعالیٰ کے نہ کہنے کے
سبب سے خرابی مین پڑے اور رات کو وے سوتے ہی رہے اور باغ جل گیا اور پچہلی رات کو خوشی

خوشی اُٹھہ کر باغ کو گئے تا کہ کسی مسکین کو خبر نہو اور وہان جاکر دیکھا تو باغ سب جلا ہوا پایا پھر اپنی تئین
آپ ندامت کرنے لگے پھر اُسکے بعد کافرون سے سند طلب کرنیکا بیان ہی کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی سند
اُنکے پاس ہی جس سے کہتے ہین کہ جیسا ہم چاہینگے ویسا ہی اللہ تعالیٰ ہمکو دیگا یا اللہ تعالیٰ نے اُنسے
قسم کہائی ہی کہ جو تم چاہوگے وہی ملیگا پھر اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ میرا داؤ بڑا زبردست
ہی کہ کوئی اُس سے بچ نہین سکتا پھر اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بیان
فرمایا کہ اِسطور سے مچھلی کے پیٹ مین اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اُس قادر علی الاطلاق نے اُنکی فریاد رسی
کی اور اُس دُعا کے سبب سے اُنکو اُس بلا سے نجات دی اور اِس حرف نونکی تفسیر مین جو اِس سورت
کے اول مین واقع ہی اور اِس سورت کا نام بہی وہی ہی مفسرون نے بہت سا اختلاف کیا ہی حضرت
عبداللہ ابن عباس اور قتادہ اور سُدی اور مقاتل اور کلبی رضی اللہ عنہم سے اور اِنکے سواے دوسرو نسے
بہی ایسا نقل کیا گیا ہی کہ اِس نون سے مراد وُہ مچھلی ہی جسکی پیٹھہ پر ساری زمین ہی اور اُسکا نام
یہموت یا لیوتا یا بلہوت یا لوتیا ہی اور اِن بزرگونسے ایسی روایت آئی ہی کہ حقتعالیٰ نے جب
آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو اُسوقت اپنے عرش معلّی کے نیچے سے ایک فرشتے کو حکم فرمایا کہ
ساتون تہ زمین کے نیچے جاکر ساری زمین کو اپنے کندہے پر رکہہ لے سو اُس فرشتے نے آکر سب
زمین کو اپنے اوپر اُٹھا لیا دونون ہاتہہ اُسکے کہلے ہین ایک مغرب مین ہی اور دوسرا ہاتہہ مشرق
مین پھر اُس فرشتے کو دونون پاؤن رکہنے کی جگہہ نتہی تب حقتعالیٰ نے جنۃ الفردوس سے ایک
بیل کو بہیجا جسکی چالیس ہزار سینگہ ہین اور چالیس ہزار پاؤن اُس بیل کے کوہان پر اُس فرشتے نے
دونون پانون اپنے رکہی لیکن اُسکے پانون ٹہرتے نتہے تب فرشتونکو حکم ہوا تو ایک ٹکڑا زمرد سبز کا
جنۃ الفردوس سے لاکر اُس بیل کے کوہان سے اُسکے کان تک رکہہ دیا پھر اُس فرشتے کے
پانون اُس پتھر پر ٹہر گئے اور اُس بیل کے سینگ زمین کے چارون طرف سے نکل آئے ہین اور
دونون نتہنے اُس بیل کے کہارے دریا کے اندر ہین جسوقت وُہ بیل دم باہر کو نکالتا ہی تو دریا مین
مَد ہوتا ہی جسکو بنگالے مین جُوار اور بمبئی مین پہرتی کہتے ہین اور اسوقت دریا مین کف یعنے

ف بیان بیان ہی اس حرف نون کا جو اس سورۃ کے اول مین آیا ہی

ف دریا کے پانی کا اُبلنا جسکا سبب

پہین بہت نکلتا ہی اور جسوقت وُہ بیل دم بہیتر کو کہینچتا ہی تو اُسوقت دریا مین جزر ہوتا ہی جسکو بنگالے
مین بہاٹہا اور منبئی مین اُوٹ کہتے ہین پہر اُس بیل کے پانون کے ٹہرنے کیواسطے حقتعالی نے ایک پتہر
پیدا کیا جسکا مُٹاپا ساتون آسمان اور ساتون زمین کے برابر ہی اُس پتہر پر وُہ بیل کہڑا ہی اور یہہ
وہی پتہر ہی جسکو حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی نصیحت مین سواے آسمان اور زمین کے
ذکر کیا ہی چنانچہ بطور حکایت کے حقتعالی فرماتا ہی کہ یَا بُنَیَّ اِنَّہَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِہَا اللّٰہُ یعنے ای بیٹے میرے
اگر کوئی چیز ہوگی برابر رائی کے دانے کے پہر وُہ پتہر مین ہو یا آسمانون مین یا زمین مین لاویگا اُسکو اللہ تعالی
اور اُس پتہر کے ٹہراوکیواسطے ایک بڑی مچہلی حقتعالی نے پیدا کی ہی سو یہہ پتہر اُسکی پیٹہہ پر دہرا ہی اور
باقی بدن اُس مچہلی کا خالی ہی اور وُہ مچہلی دریا پر ہی اور دریا ہوا پر اور ہوا اللہ کی قدرت سے تہنبی
ہوئی ہی تاکہ سبکو معلوم ہوجاوے کہ اس عالم کی بنیاد بر باد تہے اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ ایک روز ابلیس لعین تحت الثری کو پہنچ کر اُس مچہلی تک پہنچا اور اُسکے دلمین یہہ وسوسہ
ڈالا کہ کسواسطے اتنا بوجہہ اپنے اوپر لادی ہوئی رنج مین گرفتار ہی ذرا اپنے بدنکو جنبش دے کہ تمام آسمان
اور زمین اور پہاڑ تیری پیٹہہ پر سے گر پڑین اور تو اس بوجہہ سے خلاصی پاوے اُس مچہلی نے چاہا کہ
حرکت کرے بمجرد اِس قصد کے حقتعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک جانور کو بہیجا وُہ جانور اُس
مچہلی کی ناک سے پیٹہہ کر دماغ کو پہنچا مچہلی کی حالت تباہ ہوئی اور بیقرار ہوکر جناب باری مین اُسکی
شکایت کی حقتعالی جل شانہ نے فرمایا کہ یہہ سزا اس شیطانی وسوسہ کی ہی جسکو تو نے قبول کیا تہا
پہر اُس جانور کو حکم ہوا کہ اُس مچہلی کے کان کی راہ سے نکل کر اُسکے مُنہہ کے سامنے حاضر رہ تاکہ اگر دوسری
مرتبے پہر وُہ مچہلی ایسا ارادہ کرے تو پہر تو اُسکے دماغ مین گہس جانا اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ اِس
نون سے مراد وُہ مچہلی ہی جسنے حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالے کے حکم سے نگل لیا تہا اور تین روز یا چالیس روز
اپنے پیٹ مین رکہا تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد وُہ مچہلی ہی کہ جسکے خون مین نمرود مردود کا تیر ڈوب کر
آیا تہا اسواسطے کہ یے دونون مچہلیان اپنی جنس مین ایسی بزرگی رکہتی ہین جو اور مچہلیون مین نہین پائی جاتی

ایک مچھلی ایسے پیغمبر جلیل القدر کے قید کرنے پر مسلط ہوئی تھی اور اتنی ادب کی رعایت کی کہ پیغمبر کے
بدن پر کسیطرح کی ایذا اور تکلیف نہ پہنچی اور اس دوسری مچھلی نے آپ کو اللہ تعالی کیواسطے فدا کیا
اور اپنی جانکو اُس مالک پروردگار کے دشمن کے تیر کے مقابلے مین نشانہ بنایا جسطرح کوئی شخص لڑائی
مین اپنی تئین سردار کے سامنے کرکے دشمن کے تیر گولی کا نشانہ بن جاوے اور سردار پر کسیطرح کا
آسیب نہ آنے دے تو وہ شخص تمام فوج مین ممتاز ہوتا ہے اور سردار کے نزدیک سرفراز اور ضحاک اور
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نون سے مراد دوات ہے چنانچہ ایک شاعر قدیم نے
کہا ہے ؎ اِذَا مَا الشَّوْقُ بَرَّحَ بِی اِلَیْہِمْ اَلِفْتُ النُّوْنَ بِالدَّمْعِ السَّجُوْمِ یعنے جسوقت کہ غلبہ
کرتا ہے اشتیاق انکا مجھپر الفت دیتا ہون مین دوات کو آنسو بہنے والے کے ساتھہ یعنے بہر دیتا ہون مین
دواتکو اور یہہ تفسیر قلم کی لفظ کے ساتھہ بہت مناسبت رکھتی ہے اور تائید دینے والی اس تفسیر کی
ایک حدیث مرفوع ہے یعنے اَوَّلُ شَیْءٍ خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ ثُمَّ خَلَقَ النُّوْنَ یعنے الدَّوَاۃَ ثُمَّ
قَالَ اُکْتُبْ مَا ھُوَ کَائِنٌ مِنْ عَمَلٍ اَوْ اَثَرٍ اَوْ رِزْقٍ اَوْ اَجَلٍ فَکَتَبَ مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی
یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ خُتِمَ عَلَی الْقَلَمِ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے جو چیز اللہ تعالی نے
پیدا کی وہ قلم ہے پہر پیدا کیا نون کو یعنے دوات کو پہر حکم ہوا قلم کو کہ لکھہ جو چیز ہونیوالی ہے عمل اور
نشان اور رزق اور اجل سے پہر لکھا قلم نے جو چیز تہی اور جو ہونیوالی ہے قیامت تک پہر مہر کردی گئی
قلم پر اور معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت آئی ہے کہ اَلنُّوْنُ لَوْحٌ مِنْ نُوْرٍ یَکْتُبُ
فِیْہِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مَا یُؤْمَرُوْنَ بِہٖ یعنے نون ایک تختہ ہے نور کا لکہتے ہین اسمین فرشتے جو انکو حکم
ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ نون ایک نہر کا نام ہے لیکن ان تفسیرون پر ایک اعتراض جو علم نحو سے
علاقہ رکہتی ہے وارد ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ تمام قاریون کے نزدیک اس حرف پر وقف لازم ہے
اور جب یہہ تفسیر ہوئی تو وقف نہین ہوسکتا اسواسطے کہ نون کا لفظ اگر اسم جنس ہے تو جر اور
تنوین اُسکا حرف قسم اور لام کی تقدیر سے ہوتا اور اگر علم منصرف ہوتا تو جر اور تنوین اسپر آتا
اور اگر غیر منصرف ہوتا تو حرف قسم کی تقدیر اُسکے فتحے کیواسطے ضرور ہوتی اور جواب اس اشکال کا

یہہ ہی کہ اس لفظ کا ذکر اس مقام پر کنایہ ہی قسم سے صریح قسم نہین ہی اور حرف قسم کی تقدیر اور اُسکا
عمل دینا اس لفظ مین صریح قسم کو لازم ہی کنایہ کو لازم نہین اور عطا اور بعضے دوسری مفسرون سے
منقول ہی کہ یہہ نون اشارہ ہی حقتعالی کے نامونسے دو نامونکے پہلے حرف کیطرف یعنے نور
اور ناصر اور محمد بن کعب قُرظی نے کہا ہی کہ نون اشارہ ہی مومنین کی نُصرت کیطرف اور حضرت امام
محمد باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ اس نون سے یہی دریا کی مچھلی مراد ہی اور اِسکو عارفون اور کاملون سے
بہت مناسبت ہی اسواسطے کہ تمام عمر پانی مین رہتی ہی اور کبھی اِسکا جی پانی سے نہین بھرتا اور اِسکو
پانی سے سیری حاصل نہین ہوتی اور اگر ایک دم بھر پانی سے علیحدہ ہوتی ہی تو بیقراری سے اپنی جان
دیتی ہی اسیطرح عارف لوگ عمر بھر حقیقت کے دریا مین غوّاصی کرتے ہین اور غوطہ لگاتے ہین لیکن
سیر فی اللہ کے مرتبونسے کبھی سیر نہین ہوتے اور اگر کبھی ایک لمحہ اُسکی یاد سے دور ہوے تو وہی
سبب ہلاکی کا ہوتا ہی اور کیا اچھی بات کہی ہی مولانا روم علیہ الرحمہ نے ع هر که جز ماهی
ز آبش سیر شد ؛ وانکه بے روزیست روزش دیر شد ؛ یعنے عشق حقیقی ایک دریا ہی جسکی انتہا نہین ہی
سو جو عاشق کامل کہ اس دریا کی مچھلی بنا اسکو چاہئے کہ سیری سے ہاتھ دہووے اور ہمیشہ پیاسا رہے
اور اسی حالت مین مرے اور جو متوسط الحال ہی وُہ اپنی پیاس کو بجھاوے اور کمال سے باز رہے
اور جو شخص بے رو یعنے بے عشق کی لذّت کے زندگانی کرتا ہی اُسکو غم اور اندوہ مین گذرتا ہی اور رنج
کے دن دیر مین کٹتے ہین سو حرف نون کا لانا شروع مین اس سورت کے سب مطلب سے پہلے اس بات
کیطرف اشارہ ہی کہ تم جو نہایت اشتیاق ہماری طرف رکہتے ہو اور ہر دم اور ہر لحظہ وہی بات کرتے
ہو جسمین ہمارا ذکر ہو اور ہر کام مین یعنے اُٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے اور بات چیت مین ہمارا ہی
دہیان رکہتے ہو اور نادانون کی عادت کے خلاف کر کے ہمارے واسطے اپنی تئین ہارتے
ہو اور بے ہمارے شغل اور بے ہماری یاد کے تم رہ نہین سکتے سو اسواسطے یے کافر تمہاری تئین مجنون
اور دیوانہ کہتے ہین چنانچہ صحیح حدیث مین آیا ہی کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُقَالَ مَجْنُوْنٌ یعنے یاد کرو
اللہ تعالی کو یہان تک کہ لوگ تمکو مجنون کہنے لگین اور یے احمق یہہ نہین سمجھتے کہ مچھلی کو دریا سے بہی یہی

ع

مناسبت ہی کہ ایک دم بے پانی نہین رہ سکتی پہر اگر تمکو بہی اپنے محبوب سے یہی حالت بہم پہنچی ہو
کہ بے یاد اُسکی ایکدم قرار نہو تو کچہہ جگہہ تعجب کی نہین اسحالت کو جنون اور دیوانہ پن کہنا اِنکی نادانی ہی اور
حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے یہی فرمایا ہی کہ نون سے مراد نفس کلیہ ہی جسکو لوح محفوظ
اور وحی کا مبدأ کہتے ہین اور قلم سے مراد قلم اعلی ہی یعنے عقل اوّل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوّت کا مبدا ہی لوح محفوظ مین اور بعضے صوفیہ نے فرمایا ہی کہ نون سے مراد نفس رحمانی
ہی جو جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت کا مبدء ہی اور قلم سے مراد قلم اعلی
ہی جو اس روحانیت کے وجود کا مبدء ہی اور بعضون نے نون سے ولایت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے
نور کو مراد لیا ہی کہ ظہور اُسکا قیامت تک باقی ہی واللہ عالم بالصّواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ یعنے تیری نبوّت بے شک اور شبہ ثابت ہی اور تیرا نور تمام عالم مین پہیلے گا اور تیری ہی فتح
ہوگی اور پچاس برس تک تیرا نفع روز بروز ترقی اور زیادتی مین رہیگا اِسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ نون کا حرف
اُن حرفونمین سے ہی جو اپنی شکل کے اعتبار سے اصل ہین دوسرے حرفونکی جیسے الف اور بے اسواسطے
کہ شکل کے اعتبار سے یے حروف اور حرفونکی شکل کے اصل ہین یعنے دوسرے حرفونکی شکل انہی حرفونکی
شکل سے نکلی ہی جیسے الف ایک کہڑے خط کا نام ہی اور جب اِسکے ساتہہ تین نقطے نیچے کیطرف
ملا دیئے اسطور سے ا ؞ تو لام ہوگیا اور بے ایک خط ہی مُسطّح یعنے بچہا ہوا کہ تے اور ثے اور فے ایک
یا دو نقطونکی زیادتی کے سبب سے اِستے علیحدہ ہوکے دوسرا نام پیدا کیا ہی اور نون بہی ایک خط ہی
ٹیڑہا کمان کے طور پر کہ ص اور ض اور سین اور شین اور قاف اسکی شاخین ہین اور تہوڑے تہوڑے ٹیڑہے خط کے
ملنے سے یا ایک دو نقطے کے بڑہانے سے دوسرا نام اور دوسری شکل ہوجاتی ہی سو اس نون کے
حرف کو نبوّت سے بہت مناسبت ہی اور وسے حروف جو اِس سے نکلتے ہین وسے اشارہ
اور علامت ہین اُن چیزونکی جو نبوت کے لوازمات مین سے ہین جیسے قاف کہ اشارہ ہی قُربت

بندونکی حقتعالی کی جناب سے اور صاد اشارہ ہی انکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت کیطرف اور سین سے اشارہ ہی سیاست الہیۃ کیطرف خلافت کے طور پر اور شین اشارہ ہی اچھے اور برے عملون کی شہادت پر اور ضاد اشارہ ہی پہونچنے اور بری باتونکی ضد پر سو یے سب حرف اسی نون کے ظہور اور علامات سے ہین اور یہہ بہی ہی کہ نون کا حرف اُن تین حرفونمین سے ہی جنکو دوابر کہتے ہین یعنے جب اُن حرفونکا نام لیا جاوے تو آخر مین وہی حرف خود آوے جیسے واو اور میم لیکن واو کے شروع مین زبر ہی اور میم کے شروع مین زیر اور نون کے شروع مین پیش ہی اور مدے کے حرف یعنے الف اور یے اور واؤ ان تینون حرفونکے درمیانمین اسی ترتیب سے آے ہین سو یے تینون حرف ایسی چیز پر دلالت کرتے ہین جسکی ابتدا انتہا کے ساتہہ ملی ہوئی ہو اور ابتدا اور انتہا کے جو درمیان مین ہی وہ ثبت اور نابود کا حکم رکہتی ہو اسواسطے کہ مدے کے حرفونکا گویا وجود نہین ہی فقط حرکت کے ظاہر کرنے کو یعنے زیر زبر پیش کے ظاہر کرنیکو آتے ہین اسکے سوائے اور کچہہ فایدہ نہین لیکن واؤ ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو کہلی اور کشادہ ہو اور میم ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو مرتبے مین کم ہو اور بلندی سے پستی کیطرف آوے اور نون ایسی چیز پر دلالت کرتا ہی جو بلند اور اونچی ہو اور حرف تہجی مین کوئی حرف ایسا نہین ہی کہ اُسکا اول مضموم ہو یعنے شروع مین پیش ہو سوا نون کے تو اس حرف کو بڑی مناسبت نبوت کے مرتبے کے ساتہہ پیدا ہوئی کہ سلوک الہی کے طریق کا مبدا بہی یہی حرف ہی اور منتہا بہی یہی ہی اور سب ولائتین اسی مرتبے سے شروع ہوئی ہین اور اسی مرتبے پر رجوع بہی کیا ہی بلکہ ابتدا ہدایت مطلق کی بغیر کسی قید کے انبیا کی ذات سے ہی اور انتہا ہدایت کی یعنے جنت مین اپنے اپنے مرتبے لایق مکانونمین پہنچنا بہی انبیا کے وسیلے سے ہوگا اور یہہ نون ایسا حرف ہی کہ عرب کی لغت مین ہر متمکن اسم کے ساتہہ ملتا ہی اور جب تک یہہ اُسکو نملے تب تک اُسکی اعراب تمام نہین ہوتی اور یہی حال ہی نبی کا کہ بنی آدم کے فرقے مین بادشاہ اور ولی اور حکیم سے لیکر دہقانے جولاہی بہنگی تک کوئی ہو جبتک کسی ایک نبی کیطرف انبیاؤنسے رجوع نکریگا تبتک اُسکا دین دنیا کا کام بن نہ پڑیگا اور کسیطرح کا کمال تمام نہوگا اور عرب کی لغت مین اس حرف نون کے عجیب اور غریب خواص ہین فعل کے آخر مین تاکید

کیواسطے آتا ہی اور حرف کے آخر مین ترنم اور آواز کی تحسین بڑہانے کیواسطے آتا ہی اور اِسم کے آخرین اِعراب کے ظاہر کرنے کیواسطے جیسے انبیا کہ انکی نبوّت کے سبب سے فرشتونکو جو افعال الٰہی کے قایم مقام ہین قربت کے مرتبونکی تاکید حاصل ہوتی ہی اور جنّون اور آدمیونکو کہ اسماے متصرفہ کے قایم مقام ہین اپنے کمال کے مرتبے حاصل ہوتے ہین جو نمونے ہین اعراب کے اور دوسری مخلوقات کو جیسے حیوان اور اُگنی والی چیزین اور کان مین پیدا ہونیوالی چیزین کہ بجاے حروف کے ہین انبیا کا وجود انکے واسطے فخر اور زینت کا سبب ہوتا ہی اسیواسطے انبیاؤنکا وسیلہ ڈہونڈہنے مین سبقت کرتے ہین اور انکے کہنے کو قبول کرتے ہین اور اُنکی تعظیم اور تکریم مین قصور نہین کرتے اور یہہ بہی ہی کہ عِلْم حروف کے جاننے والے جو آسمانون اور عناصر پر حرفونکو قسمت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ افلاک اور عناصر کے کارکن حرفونکے حقایق ہین اور کہتے ہین کہ آسمان گیارہ ہین سات ساتون ستارونکے واسطے اور آٹہوان آسمان کرسی اور نوان آسمان عرش اور دسوان آسمان لوح اور گیارہوان آسمان قلم ہے اور ایسا مقرر ہی کہ نون فلک قمر کا حرف ہی جو عالم وحی اور تنزیل سے عبارت ہی اور اسکو سفلیات مین کوئی حرف نہی ہی چنانچہ فلک لوح کو بہی کہ عالم حیات سے عبارت ہی سفلیات مین کوئی حرف نہی ہی اور باقی آسمانون اور عناصر کو کہ تیرہ ہین علویات مین بہی حرف ہین اور سفلیات مین بہی سو نون کو نبوّت کے ثابت کرنے کے مقام پر لانا بہت مناسب رکہتا ہی اسواسطے کہ نبوّت کی حقیقت وحی اور تنزیل کے سوا کوئی دوسری چیز نہی ہی وَالْقَلَمِ اور قسم کہاتا ہون مین قلم کی جو انسان کے غیب کے عالم کی پوشیدہ باتین ظاہر کرتا ہی تاکہ جتنے لوگ دور پڑے ہوے ہین خواہ زمانے کے سبب سے دوری ہو خواہ مکان کے سبب سے اُس بات پر مطلع اور خبردار ہو جاوین اور یہی معنے ہین نبوّت اور پیغمبری کے کہ حقتعالیٰ کے حکم کرنے اور نکرنے کے اُسکے بندونکو جو بشریت کے جالین پہنے ہوے دور پڑے ہین پہنچاتے ہین اور حقتعالیٰ کے کلام کو اُسکے سب بندونپر پڑہتے ہین اور یہہ بہی ہی کہ اگر ایک شخص قلم کی حرکت اور اسکی غرض سے واقف اور خبردار نہو اور اچانک اسکو کسی لکہنیوالے کے ہاتہہ مین دیکہے کہ سفید کاغذکو بے سبب لکیرین کرکے سیاہ کر رہا ہی اور خود بخود کبہی ٹیڑہا ہوتا ہی اور کبہی دوات کیطرف متوجہ

ہوتا ہی اور کبھی پہر کاغذ کیطرف پہرتا ہی تو یقیناً اُسکو مجنون اور دیوانہ جانیگا کہ اسطرح کا بیفایدہ کام
کر رہا ہی اور حقیقت مین اُسکی ہر حرکت اور ہر تیڑہے پن مین عجیب اور غریب نکتے اور دقیقے لپٹے ہوے
نکلتے ہین اسیواسطے کہا ہی کہ اَلْخَطُّ هَنْدَسَةٌ رُوْحَانِيَّةٌ ظَهَرَتْ بِاٰلَةٍ جِسْمَانِيَّةٍ
یعنے خط ایک روحانی رقم ہی جو آلۂ جسمانی سے ظاہر ہوئی ہی اور یہہ بھی کہا ہی کہ اَلْقَلَمُ لِسَانُ
الْيَدِ وَسَفِيْرُ الضَّمِيْرِ وَمُسْتَوْدَعُ الْاَسْرَارِ وَمُنْبَسِطُ الْاَخْبَارِ وَحَافِظُ الْاٰثَارِ یعنے
قلم ہاتہہ کی زبان ہی اور دل کا درمیانی اور مترجم ہی اور بہیدونکا خزانہ ہی اور خبرونکا ظاہر کرنیوالا ہی
اور نشانیونکا یاد رکہنے والا ہی اور قلم کے عجائبات سے ایک یہہ بھی ہی کہ دوات سے سیاہی کو لیتا ہی
اور کاغذ پر لکہتا ہی اور آدمی کے دلمین اُسکو نور اور روشنائی کرکے پہنچاتا ہی اور ایک یہہ بھی ہی کہ قلم
کو نہایت مشابہت پیغمبرونکے ساتہہ ہی اسبات مین کہ حرکت اور سکون اُسکا یعنے ہلنا اور ٹہرنا
بولنا اور چپ رہنا قلم کا اُسکے خاوند کے ہاتہہ مین ہی یہہ آپسے نہ حرکت کرے نہ دم مارے اور یہی
حال ہی پیغمبرونکا جیسا کہ حقتعالی فرماتا ہی يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنے اللہ تعالی کا ہاتہہ قدرت کا اُنکے
ہاتہوں پر ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنے نہین بولتا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے خواہش سے نہین ہی وہ بولتا مگر وحی سے جو وحی کی جاتی ہی اور یہہ بھی ہی کہ قلم کو اپنی حرکتونمین
جیسے رکوع اور سجدہ اور قیام اور بار بار اپنے مونہہ کو دوات کے چشمے سے دہونا اور پاکی حاصل کرنا اور
پانچ انگلیونکے درمیان مین ہمیشہ رہنا ان سب چیزونمین پانچو وقت کی نماز پڑہنیوالونکے ساتہہ مشابہت تمام
پائی جاتی ہی اسیواسطے بعضے شاعرون نے اُسکی تعریف مین دو بیتین کہی ہین عربی زبان مین پہیلی
کے طور پر وہ یہ ہین وَذِيْ اصْطِبَارٍ رَاكِعٍ سَاجِدٍ اَخِيْ نُحُوْلٍ دَمْعُهٗ جَارِيْ مُلَازِمِ الْخَمْسِ
لِاَوْقَاتِهَا مُعْتَكِفٌ فِيْ خِدْمَةِ الْبَارِيْ یعنے صاحب صبر کا رکوع اور سجدہ کرنیوالا بہائی لاغری کا
آنسو اُسکے جاری ہین لازم پکڑنیوالا پانچونکو یعنے پانچو انگلیونکو اپنے وقتون پر یعنے لکہنے کیوقت قایم ہونیوالا
خدمت مین اپنے مالک کی اور یہہ بھی ہی کہ قلم کو چار مرتبے زخم کہینچنا ضروری ہی تاکہ اپنے خاوند کے ہاتہہ
چومنے کے قابل ہو اور اُسکی روح پاک کی ترجمانی کا مرتبہ حاصل کرے اور اُن چارونکو لکہنے والونکی اصطلاح

مین فتح اور تحت اور شق اور قط کہتے ہین یعنے اوپر سے تراشنا اور نیچے سے اور شگاف کرنا اور قط لگانا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چار مرتبے رنج سینۂ مبارک کے شق ہونیکا حاصل ہوا یہان تک کہ معراج کی ملاقات کی قابلیت حاصل ہوئی اور حق جل وعلی کی ترجمانی مطلق کے منصب سے مشرف ہوے اور یہہ بھی ہے کہ بنی آدم کی دین و دنیا کی بہتری قلم ہی سے علاقہ رکہتی ہے اسواسطے کہ دین کے جتنے حکم ہین سب قلم ہی کے سبب سے محفوظ رہتے ہین اور آدمیونکے حق جیسے قرض وغیرہ سب اُسیکے سبب سے لکہے جاتے ہین اور بہولنے سے بچتے ہین اور اسیطرح اگلے زمانے کی خبرین اور پہلی امتونکے احوال اسیکے وسیلے سے دریافت ہوتے ہین اسیواسطے کہا ہے کہ قِوَامُ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا بِشَیْئَیْنِ اَلْقَلَمِ وَالسَّیْفِ وَالسَّیْفُ تَحْتَ حُکْمِ الْقَلَمِ یعنے دین اور دنیا کے کامونکی مضبوطی اور ٹُہراو دو چیزونکے سبب سے ہے ایک قلم اور دوسری تلوار لیکن تلوار قلم کے حکم کے نیچے ہے اور اس مضمون کو بعضے عرب کے شاعرون نے کئی بیتون مین بہت اچہی طرح سے باندہا ہے اور وے بیتین یے ہین اِنْ یَخْدِمِ الْقَلَمُ السَّیْفَ الَّذِیْ خَضَعَتْ ٭ لَہُ الرِّقَابُ وَدَانَتْ حِذْرَہُ الْاُمَمُ ٭ فَالْمَوْتُ وَالْمَوْتُ لَاشَیْئٌ یُغَالِبُہُ مَازَالَ تَتْبَعُ مَا یَجْرِیْ بِہِ الْقَلَمُ ٭ لِذَا قَضَی اللّٰہُ لِلْاَقْلَامِ اِذْ بُرِیَتْ ٭ اِنَّ السُّیُوْفَ لَہَا مُذْ اُرْہِفَتْ خَدَمُ یعنے اگر کاٹتا ہے قلم تلوار کو جسکے سامنے جہک گئی ہین گردنین اور پرہیز کرتے ہین اُسکی نزدیکی سے خلق اللہ بس موت اور موت ایسی چیز ہے کہ اُس پر کوئی چیز غالب نہین ہے لیکن ہمیشہ تابعداری کرتی ہے جو لکہتا ہے قلم اسیواسطے حکم جاری ہے اللہ تعالی کا قلمونکو جب تراشے گئے کہ بے شک تلوارین جب تنگ ہوجاتی ہین تو خادم ہوجاتی ہین قلم کی یعنے اسیطرح سے آدمیونکی دنیا اور آخرت کی بہتری پیغمبرونکی ذات پر موقوف ہے اسواسطے کہ تمام دین کے حکم انہی پیغمبرونسے معلوم ہوتے ہین اور حشر اور نشر کے احوال انہی کے زبان سے سُنے جاتے ہین اور نیک اور بد کامونکے مرتبے انہی کے بیان کرنے سے دریافت ہوتے ہین اور تمام فرقے بنے آدم کے اعلی سے ادنی تک یعنے بادشاہ سے حاکروب تک انہی کے فرمان بردار رہتے ہین وَمَا یَسْطُرُوْنَ اور قسم کہاتا ہون مین اُسکی جو لکہنے والے قلم سے لکہتے ہین کہ نہایت عجایب اور غرایب اس تحریر مین پاے جاتے ہے اسواسطے کہ قلم کی کئی قسمین ہین

ایک قلم اعلام کا ہی اور ایک قلم احکام کا پہر اعلام یا تکوین اور ایجاد سے متعلق ہی یا تشریع اور ارشاد
سے اور احکام بہی اسیطرح یا تکوین اور ایجاد سے علاقہ رکہتے ہین یا تشریع اور ارشاد سے اور ہر قلم
کیواسطے لکہنے والے ہین علوی یا سفلی علوی جیسے فرشتے اور سفلی جیسے آدمی اور جن اور ہر مقدمے مین قلم
علوی اصل ہی اور قلم سفلی اُسکا ظل اور فرع ہی پہر اگر سفلی علوی کے مطابق ہوا تو صواب اور بہتر ہوا اور
اگر مطابق ہوا تو خطا کی اور یہہ اختلاف صواب اور خطا کا اِن چارون قسمون سے تین قسم مین متصور ہی چوتہی قسم
مین یعنے اُن احکام مین جو تکوین اور ایجاد کے متعلق ہین ہرگز متصور نہین ہی اسواسطے کہ وہان سوا مطابقت
کے اختلاف نہین ہوسکتا اور اگر ان چارون قلمونکی شرح تفصیل سے اِس مختصر مین بیان کی جاوے تو یہہ
مختصر مختصر نرہے اور منظور اسمین اختصار ہی ابتدا سے لیکن نمونے کے طور پر تہوڑا ہم بیان کرتے ہین تاکہ
قلم کی عظمت اور بزرگی ہر شخص کے دلمین ثابت ہوجاوے سو جاننا چاہیئے کہ قلم اعلام کا جو تکوین اور
ایجاد سے متعلق ہی وُہ عالم علوی مین ایک قلم ہی جسنے خلق کی پیدایش کے پہلے تمام مخلوقات کا
احوال لکہا ہی اور علم الٰہی کے مرتبے کے ظہور کا سبب بڑا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جَفَّ الْقَلَمُ
عَلَىٰ عِلْمِ اللّٰهِ یعنے خشک ہوا قلم علم الٰہی پر یعنے قلم نے معلومات الٰہی کو لکہا اور وُہ قلم خشک ہوا
اب وُہ لکہا متبدل نہین ہوسکتا اور اس عالم سفلی مین نجومیونکا قلم ہی جو ہر سال اور ہر قِران مین
اُس برس اور اس قِران کے حکم تقویمون مین لکہتے ہین اور رمالون اور جفر والونکا قلم بہی اِسی مین
داخل ہی اور اخبار نویس اور خفیہ نویس اور تاریخ اور سیر نبیون اور اگلے بادشاہونکی لکہنے والے
اور ملک اور راہ اور پہاڑ اور دریا اور چشمے اور کوین اور بستی اور اُجاڑ زمین کے حال لکہنے والونکا قلم
بہی اسی قلم کا ایک شعبہ یعنے شاخ ہی اور کان اور جہاڑ اور جانور اور مفرد دوائی اور مرکب اِن سبکے
خواص اور تاثیر لکہنے والونکا قلم بہی اِسی قلم کی ایک شاخ ہی اور اسی سے پہل پایا ہی اور فیض کو
پہنچا ہی بلکہ زمین اور آسمانکے درمیانکی مخلوقات سے بحث کرنیوالے اور عناصر کے طبقے اور آسمانکی
شکلین اور رصد کا حال اور ستارونکی صورت کے لکہنے والے یہ سب اپنے علم کو اسی قلم سے نکالتے
ہین اور آنے والونکے واسطے لکہتے ہین اور قلم اعلام کا جو تشریع اور ارشاد سے علاقہ رکہتا ہی سو عالم

علویین ملاء اعلی کا قلم ہی یعنے اُن فرشتونکا جنہون نے ہر زمانے اور ہر قوم کی استعداد کے بموجب ایک شریعت لکہہ رکہی ہی اور شرایع خمسہ کو اُسکے تمام حکمونکے ساتہہ جو ہر شریعت مین تفصیل سے بیان ہوتے ہین اور اُس شریعت کے مجتہدونکے حکم نکالے ہوئے سبکے سب تفصیل سے لکہہ رکہے ہین اور عالم سفلی مین چارو مذہبونکے فقیہونکا اور اولیا اللہ کے مختلف طریقونکے شغل اور وظیفے جمع کرنیوالونکا قلم ہی اور قلم احکام کا جو تکوین اور ایجاد سے متعلق ہی وہ عالم علویین رزق اور قوت لکہنے والونکا قلم ہی یعنے حضرت میکائیل علیہ السلام کا دفتر جسمین تمام مخلوقات کا رزق لکہا جاتا ہی اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا دفتر جسمین ہر ایک کی اجل اور مصیبت لکہی جاتی ہی وہ قلم بہی اسی مین داخل ہی اور عالم سفلی مین ان دونون قلمونکے شعبے بہت ہین ایک انمین سے بخشیگر کا قلم ہی کہ لشکر والونکا رزق سوار ہون یا پیادے اُس سے متعلق ہی اور ایک اُنمین سے صدارت کا قلم ہی کہ مستحقون اور محتاجونکا رزق اُس سے متعلق ہی اور ایک اُنمین سے استیفے کا قلم ہی کہ زمین کا محصول اور خراج لینا اُس سے علاقہ رکہتا ہی اور ایک انمین سے طبیبونکا قلم ہی کہ بیماریونسے صحت اور شفا کا حاصل ہونا اُسسے علاقہ رکہتا ہی اور ایک اُنمین سے کوتوالی اور سیاست والونکا قلم ہی کہ ہر ایک مجرم اور گنہگار پر عذاب کرنا جیسے قتل کرنا اور قید کرنا اور مارنا اور باندہنا یے سب اُسیسے علاقہ رکہتے ہین اور اسیطرح دوسرے بہی قلم ہین اور قلم احکام کا جو تشریع اور ارشاد سے متعلق ہی وہ عالم علویین ملاء اعلی کا قلم ہی یعنے دفتر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جو تازہ بتازہ حقتعالی کے حکم لکہہ لکہہ کر بہیجتے رہتے ہین اور یہہ وہ قلم ہی جسکی آواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو سدرۃ المنتہی کے اوپر سُنی تہی چنانچہ معراج کی حدیث مین واقع ہی کہ فَظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْاَقْلَامِ یعنے پہر ظاہر ہوا ایک میدان سُنی مین نے اسمین قلمونکی آواز اور عالم سفلی مین قاضیونکا قلم ہی سجل اور حکم نامے لکہنے مین اور مفتیونکا قلم ہی ہر واقعہ کی روایت نکال کر فتوی لکہنے مین اور فرایض لکہنے والونکا قلم ہی وارثون کے حصے مقرر کرنے مین یے سب اسی قلم کے شعبے ہین سو جو شخص ان سب لکہنے والونکی تحریر کو ایک نظر اجمالی سے دیکہے اور اپنے خیال مین لاوے اُسکو پوری یقین اسبات مین حاصل ہو جاوے کہ علم اور معرفت کا نزول

ہر وقت اور ہر لحظہ حقتعالی کیطرف سے جہان والون پر ہو رہا ہی اور نئے نئے حکم اُس جناب اقدس سے
ہر ہر فرد پر عالم کے ادنی سے اعلی تک دمبدم پہنچ رہے ہین پہر نبوت کی حقیقت اور سچائی مین اُسکو
کچہہ شک اور شبہہ نرہے اور نبیونکے قول اور فعل کو جنہین بالکل انہی حکمونکی تبلیغ اور انہی علمون کی القاہی جنون
اور دیوانگی کیطرف نسبت نکرے اسیواسطے اسکے بعد دو قسمونکو ارشاد فرماتے ہین کہ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ نہین ہی تون ای محمد اپنے پروردگار کے فضل اور کرم سے نادان اور دیوانہ جیساکہ
یے کافر تجہکو کہتے ہین اور اس سورت کے آخر مین اس کلام کو کافرونکی زبانی بہی نقل فرمایا ہی اب
یہان ایک سوال ہی جسکا جواب دینا ضروری ہی اور وہ سوال یہہ ہی کہ کافرونکے کلام کو جسمین جنون کی
نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کیطرف بوجہی جاتی ہی حقتعالی نے اِس سورت کے آخر مین نقل فرمایا ہی اور
جنونکی نفی کو جو اُس کلام کی رد ہی اسکو اِس جگہہ اول سورت مین بیان فرمایا اور عرف مین مشہور یون
ہی کہ پہلے مخالف کے کلام کو نقل کرتے ہین پہر اُسکو رد کرتے ہین سو اس ترتیب متعارف کے متغیر کرنے
مین کیا نکتہ ہی اس سوال کا جواب یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون کی زبانسے اس کلام
کے سُننے کے سبب سے بہت رنج اور ملال حاصل ہوا تہا اسواسطے پہلے جنونکی نفی کرنا اور جنونکے نقصانونکو بیان
کرنا ضرور ہوا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو تسلی حاصل ہو پہر اِس گمان کے رد کرنیکے
بعد تفصیل سے جو تمام اس سورتمین بیان ہی اُس کلام رد کئے ہوے کو آخر سورت مین نقل فرمایا تاکہ عاقلونکے
مضحکہ (یعنے مسخری) کا سبب ہووے اور اسطور سے دشمن کے کلام کو رد کرنا عاقل اور دانشمندونکے نزدیک بہت دل چسپ
اور ذہن نشین ہوتا ہی اور اسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنونکی نفی کرنے مین ایک
اجمالی دلیل کیطرف اشارہ فرمایا ہی اور اُس دلیل سے ہزارون تفصیلی دلیلین نکل سکتی ہین اور وہ دلیل اجمالی
حقتعالی کی ظاہری اور باطنی نعمتونکو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوئی ہین ملاحظہ کرنا ہی جیسے فصیح ہونا
اور عقل مین کامل ہونا اور ذہن تیز ہونا اور ولایت کا رتبہ ملنا اور نبی ہونا اور سب خلق اللہ کا ہادی ہونا اور سب اچہے
خلقونکا جامع ہونا سو گویا اسطرف اشارہ ہوا کہ ان کافرونکے اس گمانکے باطل کرنیکی دلیلین تیری ذاتمین اسقدر
موجود ہین کہ اُسکا شمار ممکن نہین ہی مگر اسی اجمال کے طور سے اور حقیقت مین جو شخص آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے انتہا درجیکی عقلمندیکو آپکی سیرتون اور خصلتون مین دیکہے اور عرب کے وحشیون اور جنگلیون
کے دلہا تہہ مین لانیکو اور اُنکی خاطرداری اور تسلی کیواسطے جو جو تدبیرین آپ نے کی ہین اُنکو تامل اور غور سے
ملاحظہ کرے کہ کسطرح سے اِن جنگلیونکو اپنا مطیع اور تابعدار کرلیا تہا کہ اپنے خویش اور اقربا سے آپکی حمایت
اور طرفداری مین لڑائیان کین اور اُنکو مارا اور آپ مرگئے اور اپنے وطن اور دوستونکو آپکی محبت مین چہوڑدیا
بدون اسباب کے کہ کچہہ پہلے سے تعرف یا پہچان یا کچہہ بہی علاقہ آپ سے رکہتے ہون تو اُس شخص کو
اسبات کا یقین حاصل ہوگا کہ آپکی برابر عاقل کوئی دنیا مین پیدا نہین ہوا اور جو حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ
عنہ نے کہا ہے اسمین کچہہ شک اور شبہ نہین ہے اور وہ بات یہہ ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین نے
اکہتر کتابین اگلے نبیون کی پڑہی ہین اُن سب مین یہہ مضمون پایا کہ ابتداء دنیا کی پیدایش سے قیامت تک
جو کچہہ حقتعالی نے اپنے کارخانہ بے انتہا سے عقل کی نعمت دوسرے عاقلونکو عنایت کی ہے وہ سب آپکی
عقل کے مقابلے مین ایک ذرّیکے برابر ہے تمام دنیا کے ریگستان کی نسبت سے چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ مین
اور ابن عساکر نے بہی اُسی سے روایت کی ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی کتاب مین جسکا نام عوارف المعارف ہے ایک بزرگ سے روایت کی ہے کہ حقتعالی نے عقل کے سَو
حصے کئے نناوے حصے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر تقسیم فرمایا
اور جس شخص کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی دانائی کے باتین اور حکایتین دریافت کرنا منظور ہو اُسکو چاہئے کہ
سیر اور تاریخ کی کتابونکو خوب غور اور تامل سے مطالعہ کرے تاکہ آپکی دانائی کا کمال اُسپر ظاہر ہوجاوے
اور اُن سب دانائی کی باتون اور قصونکا بیان تفصیل سے اِس کتاب مین ہو نہین سکتا لیکن نمونیکے طور پر کئی
قصے یہان بیان کئے جاتے ہین اِسی پر اور باتونکو قیاس کرلینا چاہئے پہلا قصہ یہہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت

صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجہہ مین چار خصلتین بہت بُری ہین ایک تو زنا کرنا دوسرے
چوری تیسرے شراب پینا چوتہے جہوٹہہ بولنا سو اِن چارون چیزونکا ایکبارگی مجہسے چہوٹنا ممکن نہین ہے ان چارون مین
سے ایک جو چیز آپ فرماوین اُسکو مین چہوڑدون رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو
جہوٹہہ بولنا چہوڑدے اُسنے اُسکو آسان سمجہہ کر مان لیا اور اپنے گہر مین گیا جب رات ہوئی تو ارادہ کیا کہ شراب

ئے اور زنا کرے لیکن اُسکے دلمین یہہ خیال آیا کہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونگا اگر آپ مجھسے پوچھینگے کہ آج کی رات تونے شراب پیا یا زنا کیا پھر اگر سچ کہونگا تو فضیحت ہونگا اور حد شراب اور زنا کی مجھہ پر جاری ہوگی اور اگر انکار کرونگا تو جھوٹھہ ہوگا اور جھوٹھہ سے مین نے توبہ کی ہی آخران دونون چیزونکو چھوڑا پھر جب رات بہت آئی اور سب لوگ شہر کے سونے مین مشغول ہوئے اُسوقت اُسنے ارادہ چوری کا کیا لیکن اُسکے ساتھہ ہی دلمین وہی خیال پھر آیا کہ اگر اس چوری کا حال مجھسے پوچھین گے پھر مین نے اگر اقرار کیا تو فضیحت ہوا اور ہاتھہ کاٹا گیا اور اگر جھوٹھہ بولا اور انکار کیا تو توبہ کے خلاف ہوگا حاصل کلام کا اس سے بھی ہاتھہ اُٹھایا اور صبح کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین مشرف ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسی چیز کی مجھسے توبہ لی کہ جتنی بُری خصلتین مجھہ مین تہین خود بخود مجھسے چُہٹ گئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت خوش ہوئے اور دوسرا قصہ آپ کی دانائی کا یہہ ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک دوسرے شخص کو گرفتار کئے ہوئے لایا اور عرض کیا کہ اس شخص نے میرے بھائیکو مار ڈالا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون بہا اس سے لیلے اُسنے عرض کیا کہ یہہ بات مجھے قبول نہین ہی پھر آپ نے فرمایا کہ بخش دے تا کہ تجھکو آخرت مین بہت ثواب ملے اُسنے کہا کہ مجھکو یہہ بھی منظور نہین ہی پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی عوض مین اسکو مار ڈال اسواسطے کہ یہہ شخص خود قتل کا اقرار کرتا ہی پھر وہ اُسکو مارنیکو لے چلا تب آپ نے اور اصحاب جو وہان حاضر تھے اُنسے فرمایا کہ اگر یہہ شخص اسکو مار ڈالیگا تو یہہ بھی اُسیکے مانند ہو جاویگا لوگون نے اُسیوقت اس شخص سے جاکر کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح کا کلام تیرے حقمین فرمایا ہی اُسنے اس بات کے سُنتے ہی خون بخش دیا اور اُسکو چھوڑ دیا لوگون نے آپکی خدمت مین حاضر ہوکر یہہ ماجرا عرض کیا تب سبکو معلوم ہوا کہ آپ کی غرض اس کلام سے یہہ تھی کہ اگر وہ اُسکوماریگا تو وہ بھی ایک جان کا قتل کرنیوالا ہوگا نہ یہہ کہ گنہگار ہوگا اور تیسرا قصہ یہہ ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا ہمسایہ نہایت موذی اور شریر ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور اپنے گھر کا اسباب نکال کر راستے مین ڈال دے اور اگر لوگ راستے والے تجھسے پوچھین کہ تو یہہ کیا کرتا ہی

تو اُسنے کہا کہ میرا ہمسایہ بہت موذی تہا مین نے اسکی شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تہی آپنے
مجہکو ایسا ارشاد فرمایا ہے الغرض وہ شخص اپنے گہر مین گیا اور گہر کا اسباب نکال کر راستے مین ڈال دیا
لوگ وہان جمع ہوگئے اور پوچہنے لگے کہ تجہکو یہہ کیا ہوا اُسنے وہی کلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تہا کہا کہ اِس سبب سے مین نے یہہ کام کیا تب لوگون نے اُسکے ہمسایہ کو لعنت ملامت کرنا شروع
کیا اور تمام گلی اور کوچے اور بازار مین یہہ خبر مشہور ہوگئی آخر کو اُسکا ہمسایہ اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ خدا کیواسطے
مجہکو اسقدر فضیحت اور رسوامت کر اور اپنا اسباب اپنے گہر مین لیجا اور عہد کیا کہ پہر کبہی تجہکو ایذا نہ دونگا اور چوتہا
قصہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکے پہلے ایک مرتبے مکہ معظمہ مین ایک سیل یعنے
ریل آئی تہی کہ تمام دیوارین بیت اللہ شریف کی جنبش کر گئی تہین اور حجر اسود اپنی جگہہ سے اوکہڑ گیا تہا اُس
سیل کے جانیکے بعد قریش کے سب سردار جمع ہوکر بیت اللہ شریف کو بنانا شروع کیا جب حجر اسود کے
رکہنے کی نوبت آئی تب آپسمین جہگڑا شروع ہوا اسواسطے کہ ہر سردار یہہ کہتا تہا کہ حجر اسود کو مین اپنے ہاتہہ
سے رکہونگا اور یہہ جہگڑا بہت طول ہوا آخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہگڑے کے فیصلے کیواسطے
حَکَم مقرر کیا اور کہا کہ ایسا جوان عاقل تمام قریش کے قبیلے مین کبہی پیدا نہین ہوا اس مقدمہ مین جو یے
فیصلہ کردین وہ ہم سبکو قبول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اُسوقت مین پچیس برس
کی تہی آپ نے یہہ حکم کیا کہ حجر اسود کو ایک بڑی چادر مین رکہو اور اس چادر کے کونونکو ہر ایک سردار
اپنے ہاتہہ سے پکڑ کر اُسکے رکہنے کی جگہہ پر لاؤ اور سب ملکے مجہکو اپنا وکیل کرو تاکہ مین وکالت کے طور پر
اُسکو اُٹہا کر اُسکی جگہہ پر رکہہ دون تو میرا رکہنا گویا تم سب کا رکہنا ہوگا سب سردار اس فیصلے سے
راضی ہوے اور حجر اسود آپ کے دست مبارک سے رکہا گیا پانچوان قصہ یہہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ مین جب
کافرون سے صلح کا اتفاق ہوا تو ظاہر مین مغلوبیت مسلمانونکی معلوم ہوتی تہی اسواسطے کہ کافرون نے یہہ شرط
کی تہی کہ اگر کوئی مسلمان تمہاری طرف سے بہاگ کر ہم مین آملے گا تو ہم اُسکو پہیر نہ دینگے اور اگر کوئی ہماری طرف
سے جاکر تم مین ملیگا تو ہم اسکو پہیر لینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو قبول کر لیا صحابہ
نے جو یہہ حال سُنا تو انکو نہایت رنج ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ

آپ کسطرح اِس شرط کو قبول فرماتے ہین کہ اِسمین دونون طرح سے ہماری ذلّت ہے اگر وے کافر اپنا آیا ہوا ہمسے پہیر لین گے تو ہم بہی اپنا گیا ہوا اُنسے پہیر لین کے تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اِسبات کو سوچو اور غور کرو اسواسطے کہ جو ہم مین سے بہاگ کر اُنمین جا ملیگا وُہ نہو گا مگر منافق جسکے دلمین کفر کی محبت اور کافرونکی رفاقت بہری ہوگی سو ایسے شخص کا ہمین نہونا بہتر ہے بلکہ ہمکو چاہیے کہ اسکو اپنے مین سے نکال دین پہر اگر ایسا شخص آپ ہی خود بخود چلا جاوے تو اُسکو پہر پہیر لینا کیا فایدہ ہے اصحاب نے جو یہہ نکتہ سُنا تو نہایت خوش ہوے اور آپ کی عقل اور دانائی پر صدہا تحسین اور آفرین کی اور چہٹا قصّہ یہہ ہے کہ غزوہ احزاب مین یعنے جنگ خندق مین جب کافرون نے چار طرف سے آکر مسلمانونکو گہیر لیا اور آنے جانے کی راہ بند کی اور کئی دن تک اِسیطرح گہیرے پڑے رہے آخر ایک دن سب نے ملکر یہہ صلاح کی کہ فجر کو دہاوا کر کر مسلمانون پر جا گرئے اور کافر قریب بارہ ہزار کے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتہہ اوّل تین ہزار آدمی ہوئے تہے لیکن کہانے اور پانی کی قلت کے سبب اور بہت دنون تک گہیرے رہنے کے باعث سے بہت سے چلے گئے تہے اور تہوڑے سے لوگ آپکے ہمراہ رہ گئے تہے اور طاقت مقابلہ کی اُس انبوہ کثیر کے ساتہہ نرکہتے تہے بس جسدن یہہ بات ٹہری کہ کل صبح کو سب ملکر حملہ کیجیے اُس راتکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حُذیفہ بن یمانکو جاسوسی کے طور پر کافرونکے لشکر مین بہیجا اور فرمایا کہ قریش کے ہر ایک سردارون سے علیحدہ علیحدہ ملکر یون سمجہانا کہ صبح کو دہاوا ہوگا لیکن سب نے یہہ صلاح کی ہے کہ تمکو سب کے آگے کرین اسواسطے اِس قصّہ اور فساد کی اصل تمہین لوگ ہو اور دوسرے گروہ جتنے ہین وے سب تمہارے پیچہے رہین اور مسلمان بہی اپنی جان دینے پر مستعد ہین حتی المقدور لڑنے مین کسی طرح قصور نکرینگے اور جو اُنسے بن پڑیگی اُسمین کسیطرح پہلو تہی نکرینگے پہر یہہ سوچ لو کہ دونون طرف سے جو آفت آویگی سو اسی قریش کے قبیلے پر اور جتنے مارے جاوینگے یا زخمی ہونگے سو اِسی قبیلے سے اور دوسرے قبیلے جتنے ہین سب بچ جاینگے اور محفوظ رہینگے پہر بعد اُسکے دونون صورت مین یعنے تمہاری فتح ہو یا شکست سستی اور ضعف تمہارے ہی قبیلے مین ہوگا اور اسی قبیلے کے لوگ تہوڑے رہ جاوینگے پہر تم سب سے کمزور ہو جاوگے اسباتکو

خوب سوچ کر کام کرنا تاکہ آیندہ کو ندامت نہو حذیفہ نے آپ کے ارشاد کے بموجب سبکو سمجھایا وے سب
اِس بات کے سُنتے ہی گھبرائے اور فکرمند ہوے اور حملہ کرنیکو موقوف رکھا آخر یہان تک نوبت
پہونچی کہ سب لشکر والونکے دلونمین نفاق ظاہر ہوا اور بدون کسی سبب ظاہری کے سب اپنے اپنے گھرونکو
کوچ کر گئے اور اسطرح کا فتنہ اُٹھا ہوا ایک بات مین اُڑ گیا حاصل کلام کا یہہ ہے کہ جو شخص اسطرح کا عاقل
اور دانا ہو اُسکو دیوانہ اور سودائی گمان کرنا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے بلکہ آفتاب کو باوجود اِس روشنی
کے تاریک گمان کرنا ہے اور یہہ انکا کہنا کسطرح ہو سکتا ہے کہ تو دیوانہ ہو وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا
غَیْرَ مَمْنُوْنٍ اور بے شک تیرے واسطے ایسا ثواب ہے کہ قیامت تک منقطع اور موقوف ہونیوالا نہین ہے
اسواسطے کہ تیرے ہاتھہ سے پرلے درجےکی ہدایت تمام عالم کو ہوگی اور وہ ہدایت قیامت تک باقی
رہے گی اور دیوانیکو اپنے کامونکی آپ ہی خبر نہین ہوتی ہے دوسرےکو ہدایت کیا کریگا اور دیوانے کا
کوئی کام ثواب کی لیاقت نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ بےعقلی کے سبب سے ہر کام اسکا نیت سے خالی
ہوتا ہے اور بے نیت ثواب نہین ملتا پھر بے انتہا ثواب ملنے کا کیا ذکر ہے اور جب غیر منقطع ثواب
کے معنے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کیواسطے اس مقام پر وعدہ کیا گیا ہے معلوم ہو چکے کہ آپ کی
اُمت کے عملونکا ثواب مراد ہے جو قیامت تک منقطع ہونیوالا نہین ہے تو وہ اعتراض جو اِس مقام پر
وارد ہوتی تھی خود بخود اُٹھہ گئی اور اُس اعتراض کا حاصل یہہ ہے کہ سورۂ انشقاق اور سورۂ تین مین اجر
غیر ممنون ہر مومن کیواسطے وعدہ کیا گیا ہے پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات کے مقام پر اِسکے
ذکر کرنیکی کیا وجہ ہے اور اِس اعتراض کے دور ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ جو ہر مومن کیواسطے وعدہ کیا گیا ہے
وُہ ثواب ہے جو بہشت مین ملیگا اور ہمیشہ رہیگا اور جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کیواسطے خاص ہے وُہ
قیامت تک عملونکے ثواب کا منقطع نہونا ہے جسکا منشا ہدایت عامہ کلیہ ہے جو قیامت تک منسوخ ہونیوالی نہین
ہے اور یہہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصوصیات سے ہے اور ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے اور حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہر نبی کو اُسکی اُمت کے ایمان والونکے نیک عملونکا
ثواب ملتا ہے اسواسطے کہ جو وہ نیک عمل کرتا ہے وُہ اُسی نبی کی دلالت اور ارشاد سے کرتا ہے

٢٢٠٩٥

اور آپ نے فرمایا ہی کہ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنے نیک بات بتلانیوالے کو ثواب اُسکے کرنیوالے
کی برابر ہوتا ہی اور یہہ بات ثابت ہے کہ جتنے اگلے انبیا گذرے ہین انکا دین اُنکے بعد کے نبی کے دین سے
منسوخ ہوتا چلا آیا یہان تک کہ آخر سبکے حضرت عیسی علیہ الصلواۃ والسلام کا دین تہا سو خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے منسوخ ہو گیا اور منسوخ دین پر عمل کرنیکا کچھہ ثواب نہین ہی بس یہہ بات
بلا شبہہ ثابت ہوئی کہ اجر اور ثواب اگلے نبیونکا منقطع ہو چکا اور قیامت تک نرہا بخلاف خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کے اجر اور ثواب کے کہ وُہ قیامت تک باقی ہی اور ہرگز منقطع ہونیوالا نہین ہی اور
دوسرے یہہ ہی کہ کسطرح سے یے لوگ تجھکو دیوانہ گمان کرتے ہین وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک
تو ہر آئینہ بڑے خُلق پر ثابت ہی اور دیوانیکو کچھہ بہی خلق نہین ہوتا ہی کہ جسپر اعتماد کیا جاوے اسواسطے
کہ رنگ برنگ ہونا احوال کا اور وہمون اور خیالونکا متبدل ہونا دیوانگی کو لازم ہی اور جب اسطرح کا تغیر
اور تبدل ہوا تو خلق کا ثابت رہنا کسیطور سے متصور نہین ہو سکتا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت
ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگون نے پوچہا تہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خلق تہا
جسکی حقتعالی نے قران شریف مین تعریف کی ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپکا خلق
قران تہا یعنے جس چیز کو حقتعالی نے اچہا فرمایا ہی وہی آپ کی طبیعت چاہتی تہی اور جس چیز کو حقتعالی نے
قرآن شریف مین برائی سے یاد کیا ہی اس سے آپ کی طبیعت کو نفرت تہی اور بعضے عالمون نے کہا
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم وُہ ہی جو حقتعالی نے اِس آیت مین تعلیم فرمایا ہی کہ
خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ یعنے لازم پکڑ معاف کرنیکو اور حکم کر نیک
کام کا اور کنارہ کر جاہلون سے اور حقیقت مین اللہ کیطرف لوگونکو بلانے مین اور دین حق کی تائید کرنے
مین اِس سے سخت تر کوئی چیز نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق
عظیم یہہ تہا کہ ظاہر مین خلق سے ملے رہتے تہے اور دین کی تعلیم کیا کرتے تہے اور باطن سے حقتعالی
کی یاد مین چین سے مشغول رہتے تہے اور ہمیشہ ظاہر اور باطن کی کشش مین اوقات کو گذرانتے تہے اور یہہ بات
بہت مشکل اور سخت ہی اِسواسطے کہ جب ظاہر اور باطن ایک طرف متوجہ ہوتا ہی تو کام سہل ہو جاتا

ح

ہے بخلاف دونون طرف کے مشغول ہونیکے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ
مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنے مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ اگلے تمام پیغمبرونکی بزرگی اور اچھائیونکو تمام
اور پورا کرون جیسے صفوت حضرت آدم علیہ السلام کی اور فہم حضرت ادریس علیہ السلام کا اور شکر
حضرت نوح علیہ السلام کا اور جود حضرت ہود علیہ السلام کا اور عبادت حضرت صالح علیہ السلام کی اور
خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور عزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام
کا اور عدل حضرت داؤد علیہ السلام کا اور تمکین حضرت سلیمان علیہ السلام کی اور امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر جو حضرت یحیی علیہ السلام رکہتے تہے اور زہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور یہی سبب ہے کہ
حقتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خلق عظیم کرکے فرمایا اسواسطے کہ ان سب بزرگونکے
اوصاف آپ مین پائے جاتے تہے ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری اور یہہ بہی حدیث شریف
آیا ہے کہ جب آیت خُذِ الْعَفْوَ کی نازل ہوئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے اسکی تفسیر پوچہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اُوتِیتَ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ
اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِیَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ یعنے یہہ آیت سب بزرگ
خلق تجہکو تعلیم کرتی ہے سو انہی مکارم اخلاق مین سے یہہ ہے کہ مل اُسسے جو تجہسے کاٹے اور دے
اُسکو جو تجہکو محروم رکہے اور نہ دے اور درگذر کر اُس سے جو تجہہ پر ظلم کرے سو جو شخص کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے خوب طرح سے واقف ہو جاوے اسکو اسبات کی یقین ہو جاویگی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب مرتبونکو اُس انتہا کے درجہ کو پہنچایا تہا کہ اُس سے زیادہ کسی بشر
کی طاقت نہین ہے کہ کر سکے اور آپ کے معاملات جو دشمن کافرونکے ساتہہ ہوئے ہین اُن مین سے
ایک یہہ ہے کہ جب جنگ اُحد مین کافرون نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے چچا تہے شہید کیا اور اُنکے جگر کو نکال کر چبا کر پہینک دیا اور دوسرے ستر عمدہ عمدہ آپ
کے صحابیونکو شہید کیا اور اُن سبکو مثلہ کر ڈالا یعنے اُنکے کان اور ناک کاٹ ڈالے اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو زخمی کیا اور دندان مبارک کو شہید کیا یہان تک کہ خون آپ کے

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بیان

سر اور منہہ پر جاری تہا اصحاب اِس حالت کو دیکھہ کر بہت ہی مضطرب اور بیتاب ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ ان کافرونکا ظلم اور ستم اور بے ادبی حد سے گذر گئی اب اِنکے واسطے آپ بددعا کیجیٔے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالی نے مجہکو بددعا کرنیکے واسطے نہین بہیجا ہی بلکہ رحمت اور ہدایت کیواسطے بہیجا ہی اور یہہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ وَاھْدِ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے یا اللہ بخش دے میری قوم کو اور ہدایت کر میری قوم کو بس بیشک یے لوگ نہین جانتے ہین اور نادانی سے یے باتین کرتے ہین اِس قصہ کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح مین معتبر سند سے ذکر کیا ہی اور دوسرے محدثون نے بہی اس قصہ کو روایت کیا ہی اور طبرانی اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی اور دوسرے محدثون معتبرون نے ایک یہود کے عالم کی زبانی روایت کی ہی جسکا نام زید بن سعنہ تہا کہ وہ کہتا تہا کہ مین نے اگلے کتابون مین رسول آخر الزمان کی تعریف دیکہی تہی اور وے سب وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین پائے جاتے تہے مگر دو وصفونکا حال مجہے معلوم نتہا ایک یہہ کہ غصے پر حلم غالب ہوا اور دوسرا یہہ کہ سخت بات سُننے سے غُصہ نہ آوے بلکہ اور نرمی زیادہ ہو سو مین چاہتا تہا کہ ان دونون باتونکو کسیطرح سے آزماؤن مدت تک اسکی انتظار مین رہا اتفاقات سے ایک مرتبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے خُرمے قرض مول لئے اور اُسکے ادا کرنیکی ایک مدت مُقرر کی مین اُس مدت سے دو تین دن پہلے آپکے پاس گیا اور تقاضا اپنے روپیونکا شروع کیا پہر دیکہا مین نے کہ آپ سُنکے چپ ہو رہے اور یہہ بہی نہین کہتے ہین کہ ابہی تمہارا وعدہ نہین ہوا تم تقاضا کیون کرتے ہو پہر مین نے سخت تقاضا کیا اور مین نے دیکہا کہ لوگ آپ کے اصحاب بہت سے جمع ہین اسواسطے اور بہی سخت باتین مین نے کہین کہ شاید ان لوگونکو دیکہہ کے کُچہہ حیا سے غصہ آوے اور کوئی سخت بات مجہسے کہین لیکن آپ کو ہرگز غصہ نہ آیا یہان تک کہ مین نے یہہ بہی کہا کہ تمہارے خاندان مین اسیطرح قرض ادا کرنے مین حیلہ حوالہ کیا کرتے ہین کسی قرض خواہ نے تُمسے اپنا قرض آسانی سے نہ پایا ہوگا اِس بات کے سُننے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو غُصہ آیا اور مین اُٹہہ کے آپ کا پیراہن شریف اور چادر مبارک ہاتہہ سے پکڑ کے اپنی طرف کہینچنے لگا اور غصے کی آنکہون سے مین نے آپ کی طرف

دیکہا

دیکہا اور کہا کہ ابہی اُٹہو اور میرا قرض ادا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹہہ کہڑے ہوئے اور حضرت
عمر بیقرار ہوکے تلوار لیکر میرے سر پر آ پہنچے اور کہنے لگے کہ ای دشمن خدا کے تو باز نہین آتا ہے
ابہی تیرا سر اُڑائے دیتا ہون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر حضرت عمر کی طرف دیکہا اور فرمایا
کہ مجہکو تمسے یہہ توقع نتہی تمکو چاہئے تہا کہ مجہکو سمجہاتے کہ اسکا قرض اچہی طرح آسانی سے ادا
کیجئے اور اسکو سمجہاتے کہ آہستگی سے تقاضا کرو سو اُسکے خلاف یہہ کیا بات ہے جو تم کہتے ہو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بہت شرمندہ ہوے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اس سے زیادہ مجہہ مین صبر
نہین ہے اگر آپ فرمائی تو مین اسکا قرض ادا کردون آپ نے فرمایا کہ جاؤ اُسکا جتنا قرض ہے وہ دو
اور بیس صاع اُس سے اور زیادہ اُسکو دو تاکہ اس تمہاری بدسلوکی اور سخت گوئی کا عوض ہو جائے
وہ شخص کہتا ہے کہ مین اسبات کے سُنتے ہی ایمان لایا اور آپ کی پیغمبری کا قایل ہوا اور صحیح روایت
مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتہہ
بیٹہے ہوے کچہہ باتین کر رہے تہے پہر وہان سے اُٹہہ کے گہر کو تشریف لیچلے مین بہی آپ کے
ساتہہ ہو لیا راستے مین ایک بدو یعنے گنوار جنگل کا رہنے والا ملا اور اُسنے آپ کی چادر آپکے سر سے
زور سے کہینچی یہان تک کہ آپکی گردن مبارک سرخ ہو گئی اور قریب تہا کہ آپ کا سر مبارک دیوار
سے جا لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس گنوار کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے تو
کہہ اُسنے کہا کہ یے دونون میرے اُونٹ غلّہ سے بہر دے اسواسطے کہ جو تیرے پاس مال ہے
وہ مال خدا کا ہے کچہہ تیرا اور تیرے باپ کا نہین ہے آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہہ مال
حقتعالی کا ہے میرا اور میرے باپ کا نہین ہے لیکن یہہ جو تو نے میری چادر زور سے کہینچی اور مجہکو
رنج پہنچایا یہہ تو میرا حق ہے اسکا عوض تو مین تجہسے لونگا اُسنے کہا مین ہرگز اسکا عوض ندونگا آپ
یہہ کلمہ فرماتے تہے اور نہایت خوشی سے مسکراتے جاتے تہے اور وہ بہی جواب دیتا جاتا تہا جب
اسی گفتگو مین تہوڑی دیر گذری تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ
کہ اسکے ایک اُونٹ پر خرمے اور دوسرے اُونٹ پر جو بہر کر اسکے حوالے کرو اس حدیث کو

ابوداؤد نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے اور تمام تاریخ والے اسبات پر متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانیکے منافقونکے ساتھہ اسقدر سلوک کرتے تہے کہ ہرگز کوئی شخص اپنے دشمنونکے ساتھہ اسقدر سلوک نہین کرسکتا یہان تک کہ حقتعالی جلشانہ نے باوجود اسکے کہ ارحم الراحمین ہے آنکو کافرون اور منافقونکے ساتھہ سختی کرنیکی تاکید فرمائی اور یہہ آیت نازل کی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ یعنے اے نبی جہاد کر کافرون اور منافقونسے اور سختی کر اُن پر اور یہہ بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بارہا فرمایا ہے کہ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنے نہ حد سے بڑہاؤ مجہکو تعریف کرنے مین جیسا کہ نصاری نے حضرت عیسی کی تعریف مین مبالغہ کر کے بشریت کی حد سے نکال دیا سو میری تعریف مین اسی قدر کہا کرو کہ بندہ خدا کا اور رسول اُسکا ہے اسواسطے کہ حقتعالی کی بندگی کی بزرگی میرے واسطے بس ہے اور صحیح مسلم مین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی اپنی عمر بہر مین اپنے غلامونکو یا لونڈیونکو یا خدمتگارونکو نہین مارا اور ترمذی مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اپنے خادم کو سخت آواز سے نہین جہڑکا اور اپنے بدلا لینے کیواسطے کسی کو ایذا نہین پہنچائی اور یہہ بہی صحاح مین روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی مجلس مین اصحاب کے سامنے پانؤن مبارک کو نہین پہیلایا اور اگر کوئی آپکی ملاقات کو آتا تہا جبتک وہ بیٹہا رہتا تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے نہین اُٹہہ کہڑے ہوتے تہے اور کبہی آپکے دونون زانو بیٹہنے مین کسیکے زانو سے مقدم نہین ہوتے تہے اور جو کوئی آپ کے اہل بیت یا آپ کے اصحابونسے آپکو یا رسول اللہ کر کے پکارتا تہا تو آپ اُسکے جواب مین لبیک کی لفظ کو فرماتے تہے اور تاریخ طبری مین مذکور ہے کہ ایک روز سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج ایک بکر یکے کباب بنایا چاہتا ہون مین سب نے عرض کی کہ بہت بہتر پہر ایک نے اُنمین سے کہا کہ مین ذبح کرتا ہون اور دوسرے نے کہا کہ مین کہال کہینچتا ہون اور تیسرے نے کہا کہ گوشت کا درست کرنا اور کوٹنا میرا ذمہ ہے اور چوتہے نے کہا کہ اسکا پکانا میرا ذمہ

یہی حاصل کلام کا سبنے ایک ایک کام اپنے ذمہ پر کرلیا تاکہ جلد کباب تیار ہوجاوین اصحاب سب
اسکام مین مشغول ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے اُٹھے اور جنگل سے ایک گٹھا لکڑیونکا تہوڑی
دیر مین لے آئے صحابہ نے جو دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے کیون اتنی تکلیف کی یہہ بہی ہم مین سے کوئی کرلیتا آپنے فرمایا کہ حقتعالی اسبا تکو مکروہ جانتا ہے کہ کوئی شخص اپنے یارونمین ممتاز ہوکر
بیٹہے اور یارونمین شریک نہوا اور بخاری مین مذکور ہے کہ کوئی لونڈی مدینہ کی لونڈیونمین سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان چاہتی تہی اپنے کام کیواسطے لیجاتی تہی آپ انکار نہین کرتے تہے اور اسکا کام
کردیتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک عورت تہی کہ اُسکی عقل مین کچہہ خلل ہوگیا تہا
اکثر وہم اور خیالات فاسد اُسکو آیا کرتے تہے اور اُن خیالونکو لوگونکے سامنے ظاہر کرنے مین
شرم کرتی تہی سو بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تہی اور اکیلی آپکے پاس بیٹہہ کے وسے
واہیات باتین کہا کرتی تہی اور جب کسیکو دور سے آتے ہوے دیکہتی تو وہم اُسپر غالب ہوتا اور آپسے
کہتی تہی کہ اب یہان سے اُٹہو دوسری جگہہ پر چل کے بیٹہو پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی اُن سب
واہیات باتونکی برداشت کرتے تہے اور کچہہ نکہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور
یون تہا کہ جب آپ فجر کی نماز سے فراغت پاتے تہے تو اُسوقت لونڈیان اور غلام مدینے والونکے
برتن مین پانی لیکر آتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس پانی کو اپنے دست مبارک سے
چہولیوین تاکہ وہ پانی متبرک ہوجاے اور اسکو اپنے کہانے اور پینے کی چیزونمین ڈالین اور کبہی سردی کا
موسم بہی ہوتا تہا اور برتن بہت سے ہوتے تہے سب مین ہاتہہ ڈالنے سے آپکو تکلیف بہی ہوتی
تہی لیکن باوجود اس رنج اور تکلیف کے آپ کسیکی خاطر شکنی نہین کرتے تہے اور سب برتنونمین اپنا دست مبارک
ڈالتے تہے اور خوش خلقی آپ کی اس درجہ کو پہنچی تہی کہ چہوٹے چہوٹے لڑکونسے بہی آپ انکی خوشی
کی بات فرماتے تہے چنانچہ ایک لڑکا تہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بہائی اُسنے ایک چڑیا
پالی تہی جسکو عربی زبان مین نُغَیر اور ہندی [illegible] مین لال کہتے ہین اتفاق سے وہ چڑیا مرگئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گویا تعزیت کیطور پر اُس بچے کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا یَا اَبَا عُمَیْر مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنے

ای ابوعمیر کیا کیا لال نے یہہ اسواسطے فرمایا کہ اس کلمے مقفّا کے سننے سے وہ بچہ خوش ہو اور رنج نکرے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے کہا ہے کہ مین نے دس برس آپکی خدمت کی اس دس برس مین کبھی آپ نے یہہ نہین فرمایا کہ یہہ کام کیون نکیا تو نے اور یہہ کام کیون کیا تو نے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ قیامت کے دن میزان مین ایماندارونکے عمل نیک جو تولے جاوینگے تو سب سے بھاری عمل نیک خلق ہوگا اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تمکو کچھہ معلوم ہے کہ دوزخمین بہت لوگ کس سبب سے جاوینگے سب نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول اسکا تمکو خوب جانتا ہے تب آپ نے فرمایا کہ دو چیز کشادہ کی سبب سے ایک موہنہ اور دوسری شرمگاہ کہ یہی دونو چیزین دوزخمین جانیکی زیادہ سبب پڑینگی پھر آپ نے فرمایا کہ تمکو کچھہ معلوم ہے کہ بہشت مین کس سبب سے بہت لوگ جاوینگے سب نے عرض کی کہ اللہ اور اسکا رسول خوب اسبات کو جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک تو تقوے کے سبب سے یعنے پرہیزگاری سے اور دوسرے نیک خلق سے اور یہہ بھی آیا ہے کہ ایماندار آدمی نیک خلق کے سبب سے صَائِمُ الدَّهْرِ اور قَائِمُ اللَّيْلِ کے درجکو پہنچیگا یعنے جو لوگ ہمیشہ روزہ رکھتے ہین اور رات بھر نماز پڑہتے رہتے ہین انکا سا ثواب نیک خلق والیکو ملیگا پھر جب جنونکے گمانکے باطل کرنے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف کافر کرتے تھے فراغت پائی اسطور سے کہ باوجود ایسے نیک عملون اور انتہا درجکی ہدایت کے دیکھنے سے جو ثواب بے انتہا اور اجر غیر منقطع کا سبب ہے اور باوجود آپکے اخلاق کریمہ پر واقف ہونیکے جو عقل کے کامل ہونے پر دلالت کرتے ہین پھر آپ کیطرف دیوانگی کی نسبت کرنا سراسر باطل اور نامسموع ہے اب ارشاد ہوتا ہے کہ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ سو قریب ہے کہ تو بھی دیکھہ لیگا اور وے بھی دیکھہ لینگے جسوقت تیرے نیک خلقونکی کشش اور ہدایت کی نشانیان دنیامین انکو راہ پر لاوینگی اور تیرا کمال انکی نظرونکے سامنے جلوہ گر اور ظاہر ہوگا اور موت کے بعد اچھی طرح سے دیکھہ لینگے اسواسطے کہ اسوقت یہہ غفلت کا پردہ اٹھہ جائیگا اور ہر ایک کی دانائی اور عقل کا مرتبہ ظاہر ہو جائیگا کہ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ اور کون تم مین سے مجنون اور بچل رہا ہے تو مجنون ہی جو عالم ملک اور ملکوت کے چھپے بھید جوامع الکلم کے ضمن مین انکو بتاتا ہے یا وے مجنون ہین جو اپنی ذاتکی

حقیقت اور حقتعالی کی نشانیوں سے جو انکی ذات مین روشن اور ظاہر ہین نادان اور ناواقف ہوکے
دیوانے اور باؤلون کیطرح تہرا اور لکڑیونکی عبادت مین فریفتہ اور مجنون ہو رہے ہین اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنْ تحقیق رب تیرا وہی خوب جانتا ہے اُسکو جو حقیقت مین مجنون اور دیوانہ ہے اور اُسکی عقل
غفلت کے پردونمین چہپی پڑی ہے یہانتک کہ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهٖ گمراہ ہوا اور بہکا اپنے خاوند اور
مالک کی راہ سے اور جانور سے بہی کمتر ہوگیا ہے تب مین جو اپنے مالک اُسکے گہر کو پہچانتا ہے وَهُوَ اَعْلَمُ اور وہی
خوب جانتا ہے دانا اور صحیح عقل والونکو جنکے حقمین کہا جاتا ہے بِالْمُهْتَدِيْنَ راہ پانیوالے
جنہون نے اپنے مالک کی راہ پہچانی ہے اور اُسکی طرف متوجہ ہوئے ہین اور جو اِن دونون فرقومین جدائی
اور دوری پڑ لے درجےکی ہے تو چاہیے کہ ظاہر مین بہی تو اُنسے اپنے نیک خلق کے سبب سے موافقت اور
میل نکر جسطرح تو باطن مین اُنسے علیحدہ ہے اور موافقت نہین رکہتا ہے اسواسطے کہ ظاہری موافقت اور
ملنا باطنی موافقت کا نشان اور علامت ہے فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ سو تو کہا نمان جہٹلانیوالونکا اور انکی
تابعداری مت کر کہتے ہین کہ ولید ابن مغیرہ اور ابوجہل اور اسود بن عبد یغوث اور اخنس بن شریق رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا کہ اگر تجہکو سودا کی خلط ان حرکتون اور ان باتونکا باعث
ہوتا ہے تو ہمسے کہہ دے اسواسطے کہ ہم بہی تمہارے خویش اور اقربا ؤنمین سے ہین اور اگر عیش اور
عشرت کی خواہش ہو تو بہی کہہ دے تاکہ اچہی خوبصورت عورتین اور خاطرخواہ پوشاکین اور مزیدار
کہانے اور بہت مال و اسباب تمہارے واسطے ہم موجود کردین اور اگر حکومت و ریاست کی خواہش ہے
تو بہی ہمکو خبر کرو کہ ہم سب سردار تمہارے فرمانبردار اور تابعدار ہین تم حکومت کی مسند پر بیٹہو اور اپنا
حکم جاری کرو اسواسطے کہ تم عقل اور دانائی اور حسب اور نسب مین ہم سب سے زیادہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ان باتومین ایک بہی بات مجہے منظور نہین ہے مجہکو فقط حقتعالی کی بندگی اور اسکی فرمانبرداری
منظور ہے تب اُن سب نے کہا کہ اگر یہہ تمکو منظور ہے تو بہت خوب ہے ہمارے سر اور آنکہون پر لیکن ایک
بات ہم تمکو کہتے ہین وہ بات ہماری مانلو کہ ہمارے بتونکو برا مت کہو اور انکی عبادت سے ہمکو منع
مت کرو اور تم آپ حقتعالی کی عبادت مین مشغول رہو ہم تمکو اللہ تعالی کی عبادت کرنے سے منع

نہین کرتے اور تمپر طعن اور تشنیع بہی نکرینگے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا اور یے اٰیتین
نازل ہوین اور حکم ہوا کہ بتونکی برائی اور انکی عبادتکی برائی کے بیان کرنے مین چپ مت رہو اور اس مقدمے
مین انکی باتونکو مت سنو وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ وے چاہتے ہین کہ کاشکے تو اپنے
اٰئین اور وضع سے سستی کرے پہر وے تو سستا اور بے حمیت ہین غرض اس کلام سے یہہ ہے کہ
حقّانی آدمی کو مخالفونکی بات ہرگز سُنا نچاہئے اور انکی رضامندیکو منظور نرکہنا اسواسطے کہ آخرکو
یہہ بات دین کی سستی کا سبب پڑتی ہے لیکن مدارات یعنے تواضع اور خلق نیک ہرشخص سے بہتر ہے
مگر اسقدر کہ اپنی وضع اور آئین مین فتور نپڑے اور دین مین سستی نہو پاوے اور یہہ مقام نہایت
مشکل ہے اور مُدارات اور مُداہنت مین فرق کرنا بہت دشوار ہے اکثر لوگ اسجگہہ پر لغزش
کہاجاتے ہین بعضے خُلق اور چاپلوسی اور خاطرداری مین اسطرح ڈوب گئے ہین کہ دین کی باتونمین صراحۃً
سستی اور ڈہیل کرنے لگے اور بعضے تعصب اور دین کی جانبداری مین اسقدر بڑہ چلے کہ سختگوئی
اور گالی اور بدخلقی کو عین عبادت سمجہے اور سیدہی راہ شریعت کی پہچاننا موقوف ہے مُدارات اور
مُداہنت کے بوجہنے پر سو اپنے حق کو چہوڑ دینا جیسے تعظیم اور بزرگی اور احسان کسی سے نچاہنا
اور جسقدر ہوسکے ہاتہہ اور زبان سے عیب سبکے چہپانا اور خلق اللہ کی خیرخواہی کرنا اسکو مُدارات کہتے ہین اور
یہہ بات بہتر ہے اور دین کے حق لینے مین سستی کرنا جیسے اچہی باتکو نکہنا اور بُری بات سے منع نکرنا
اور شرع کی حد جاری کرنے مین سستی کرنا اور حق بات کے بیان کردینے مین اگرچہ کسیکو بہی بُری معلوم ہووے
غفلت کرنا اسکو مُداہنت کہتے ہین اور یہہ بات بہت بُری ہے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ منکرون کے ساتہہ موافقت
رکہنا اگرچہ ظاہر مین ہو ہدایت عامہ کلیہ مین خلل ڈالتا ہے اور اجر غیر مقطوع کے مستحق ہونے سے باز رکہتا ہے
چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِذَا لَقِيْتَ الْفَاجِرَ فَالْقَهُ بِوَجْهٍ خَشِنٍ یعنے جب ملاقات
کرے تو فاجر کی یعنے مشرک یا بدعتی کی تو ملاقات کر ترش روئی سے اور حقایق التنزیل مین مذکور ہے کہ سہل
بن عبداللہ تستری کہاکرتے تہے کہ مَنْ صَحَّ اِيْمَانُهُ وَاَخْلَصَ تَوْحِيْدَهُ فَاِنَّهُ لَا يَاْنِسُ اِلٰى
مُبْتَدِعٍ وَلَا يُجَالِسُهُ وَلَا يُؤَاكِلُهُ وَلَا يُشَارِبُهُ وَيُظْهِرُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ

مدارات اور مداہنت کے معنونکا بیان

مبتدع

بِمُبْتَدِعٍ سَلَبَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ یُحِبُّ اِلیٰ مُبْتَدِعٍ نُزِعَ نُوْرُ الْاِیْمَانِ مِنْ قَلْبِہٖ یعنے مرد صحیح الایمانکو چاہئے کہ بدعتی لوگو نسے محبت اور الفت نرکہے اور اُنکے ساتہہ بیٹہنا اور کہانے اور پینے کی عادت نڈالے اور دل سے اُنکے ساتہہ عداوت رکہے اور جو شخص بدعتی لوگونسے ملتا ہی اور اُنکی خاطر سے دین کی بات مین سستی کرتا ہی تو اس سے ایمانکی حلاوت اللہ تعالیٰ لے لیتا ہی اور جو بدعتی لوگو نسے دل سے دوستی رکہتا ہی تو اُسکے دل سے ایمان کا نور نکال لیا جاتا ہی علی الخصوص ایسے منکرو نسے جنکے نفس رذیل ہین یعنے شریر اور بدخلق ہین اُنسے ہرگز موافقت نرکہے اگرچہ ظاہری ہی موافقت ہو اسواسطے کہ اُنسے ظاہری بہی موافقت رکہنا نیک خلق کے کمال کے نقصان کا سبب پڑتا ہی پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق نیک عنایت کرے اس شخص کو ایسے لوگونسے احتراز کرنا اور بچنا ضرور ہی تاکہ بہت ہمنشینی اور مصاحبت ایسے بدبختون اور رذیل نفسونکی اِسکے نیک اخلاق مین نقصان نڈالدے پہلا حکم ہوتا ہی وَلَا تُطِعْ اور کہا نمان اور تابعداری مت کر اِن سب منکرونمین سے کُلَّ حَلَّافٍ ہر بڑے قسم کہانیوالے کی جو ہر بات مین خدا کی قسم کہاتا ہی اسواسطے کہ بہت قسم کہانا نفس کے رذالت کی دلیل ہی دو وجہ سے اوّل یہہ کہ اپنے مالک کی عظمت اور بزرگی کی قدر نہین جانتا ہی جو اُسکے نام پاک کو ایسا ذلیل کرتا ہی اور اُسکے ربوبیت کے بہید سے غافل ہی اور نفس کی عزت اپنے بزرگونکے حق بوجہنے سے ہی اور نفس کی رذالت اور کمینہ پن اُنکے حقونکی غفلت سے اور یہی سبب ہی کہ رذیل قوم والے یعنے کمینے ماباپ کا نام تعظیم سے نہین لیتے ہین اور کوئی شخص دنیا مین اِسقدر حقوق کسی بندیکی نسبت سے نہین رکہتا جتنے اپنے خالق اور مالک کے رکہتا ہی اور جب اِسطرح کے حقونکو نپہچانا اور اُسکی قدر نجانی تو یہہ انتہا درجیکی رذالت اور کمینہ پن کی دلیل ہی اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ جو شخص قسم بہت کہاتا ہی وہ اکثر جہوٹہا ہوتا ہی اور جہوٹہہ بولنا بڑی حقارت کا سبب ہی لوگون کے نزدیک پہر ایسی حقارت کو جان بوجہہ کے ہر وقت اپنے اوپر گوارا رکہنا نفس کے رذالت کی دلیل ہی اور بالکل کمینہ پن ہی اور اِس مقام پر ایک اعتراض بہت زبردست ہی اور اُسکا حاصل یہہ ہی کہ اگر بہت قسم کہانا بُرائی اور عیب ہی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین کسواسطے بہت قسم آئی ہی

اور اکثر باتون مین آپ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ فرماتے تہے یعنے قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے دست قدرت
مین جان میری ہی اور جواب اُسکا یہہ ہی کہ قسم کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین آپکی
قدر اور مرتبے کی زیادتی کا سبب ہی کئی وجہون سے اوّل تو یہہ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر بات مین
اللہ تعالی کی یاد کو نہین بہولتے تہے اور یہہ پرلے درجیکی محبت کی علامت ہی بموجب اِس قول کے مَنْ اَحَبَّ
شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ یعنے جو شخص دوست رکہتا ہی کسی چیز کو تو زیادہ کرتا ہی ذکر اُسکا اور دوسری وجہ
یہہ ہی کہ جسطرح بانسری بجانیوالے کے اختیار مین ہوتی ہی اسیطرح سے آپ اپنی تئین ہر وقت ہر بات مین
حقتعالیٰ کے اختیار مین سمجہتے تہے اسیواسطے قسم کے مقام پر اکثر نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کی لفظ کو فرماتے تہے
سو یہہ بات عبودیت کے صحیح اور ثابت کرنیکے واسطے انتہا درجیکے مرتبو نمین ہی تیسری وجہ یہہ ہی کہ وے
مضمون جنکو آپ قسم یاد فرماتے رہتے وے اکثر ایسے مضمون ہوتے تہے کہ عوام کی عقل اور فکر مین نہین
آسکتے تہے اسواسطے تاکید کی احتیاج پرتی تہی تو قسم کے لانے مین دعوت الی اللہ کی تاکید حاصل ہوتی تہی
اسی سبب سے دنیا کے کامو نمین آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قسم کہانیکا اتفاق نہین ہوا اور جو قسم
آپ نے کہائی ہی سو یا شرعی حکمونکے بیانمین ہی یا حقتعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کیواسطے ہی
بخلاف دوسرے لوگونکے جو قسمین بہت کہاتے ہین کہ یے دونون باتین اُنکے کلام مین نہین پائی جاتی ہین اور
بعضے عالمون نے لکہا ہی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین قسم کے کثرت کی وجہ یہہ تہی کہ آپکے
نبی ہونے سے پہلے لوگونکی زبانون پر ایسی قسمین جو شرع مین درست نہین ہین جاری تہین جیسے باپ
کی قسم بیٹے کی قسم فلانی بزرگ کی قسم فلانے پیشوا کی قسم اپنی انکہہ کی قسم اپنے کانکی قسم لات
اور عزی اور دوسرے بتونکی قسم اِن سب قسمونکی دہانکے لوگونکی عادت پرگئی تہی سو اس عادتکے چہڑانیکے
واسطے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ضرور ہوا کہ اپنے کلام مین بار بار ایسی قسمین جو شریعت مین درست
ہین استعمال کرین اور لوگونکو طریقہ قسم کہانے کا سکہلاوین اور اُنکی بری قسمونکی عادت کو چہڑاوین
اور اسبات کے واسطے فقط آپ کا منع کر دینا کفایت نہین کرتا تہا اِسواسطے کہ پڑی ہوی عادت کا
چہوٹنا بہت مشکل ہوتا ہی یہہ وجہ ہی آپکے کلام مین قسم کے کثرت کی حاصل کلام یہہ ہی کہ بہت قسم

کہنا اس شخص کا بہت معیوب ہے جو یہہ صفت بہی رکہتا ہو مَهِینٍ پست ہمت اور رذیل طبع ادنے مطلب اور نکمی چیز کیواسطے قسمین کہاتا ہے اور یہہ نہین سمجہتا کہ کیسے بزرگ نام کو کس خسیس چیز کا وسیلہ کرتا ہے بلکہ یہہ اسکی قسمونکی کثرت اسکے نفس کی رذالت اور ذلت کی دلیل ہے اسواسطے کہ اشراف آدمی بزرگ کی قدر پہچانتا ہے اور ہر عزت والیکی عزت اور ادب کی رعایت کرتا ہے اور ذلیل شخص ہر چیز کو اپنے اوپر قیاس کرکے ذلیل سمجہتا ہے ہرچند کہ اسطرح رذیل النفس جو حقتعالی کے نام کی عزت نکرے جو کوئی ہو اُس سے کنارہ کشی اور احتراز بہتر ہے لیکن اکثر مفسرون نے کہا ہے کہ اس جگہہ ولید بن مغیرہ کے حال سے اشارہ ہے کہ مالدار بہی تہا اور بہت اولاد والا چنانچہ اُسکے مال اور اولاد کی تہوڑی تفصیل سورۂ مدثر مین مذکور ہے پہر باوجود اسکے وہ رذالت اُسکے نفس کی نہین جاتی تہی اور اپنے پروردگار کے نام کی عزت اور ادب نہین کرتا تہا کاش اسے اپنے کمینہ پن پر اکتفا کرتا لیکن باوجود اس کمینہ پن کے یہہ صفت بہی رکہتا تہا کہ هَمَّازٍ طعنہ کرنیوالا اور خلق اللہ کو عیب لگانیوالا کہ لوگونکے مونہہ پر بہی طعن اور تشنیع کرتا اور پیٹہہ پیچہے بہی اُنکو برا کہتا اور لوگونکے حسب اور نسب اور خلق اور عادت مین عیب لگاتا گویا ایک کُتا تہا بَورہا کہ لوگ اُسکی صورت سے بیزار تہے اور یہہ بہی نہایت کمینہ پن کی دلیل ہے اسواسطے کہ جو سبکی آبرو گنواویگا وہ اپنی آبرو پہلے کہوویگا تو گویا اُسکو اپنی آبرو کی کچہہ پروا نہین اور پہر طرفہ یہہ ہے کہ لوگونکی آبرو لینے مین فقط طعن اور تشنیع پر اکتفا نہین کرتا تہا بلکہ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ اپنے پانٔوونسے چل کر چغلی کہاتا تہا یعنے ایک کی بات دوسریکو پہنچاتا تاکہ آپسمین رنج کہاکر لڑپڑین اور ایک دوسریکی آبرو لے اور آپ بہی ایسی حرکتون سے خفیف اور رسوا ہوتا اسواسطے کہ داناؤنکے نزدیک چغل خوری کرنا بڑی حقارت کی بات ہے چنانچہ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہین ؎ ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ؞ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ؞ یعنے جو لوگونکے عیب تیرے پاس لاویگا تو تیرے عیب بہی لوگونکو پہچاویگا یے جو بیان ہوین وے اذیتین ہین جسمین حقتعالی کی بے ادبی اور لوگونکی ہتک حرمت اور آبرو گنوانا ثابت ہوتا ہے اور وے اذیتین جنمین لوگونکا مال تلف ہو جاوے اور دین دنیا کے فائدے اور حق لوگونکے نیست اور نابود ہو جاوین وے آگے

ہین چنانچہ مَنَّاعٍ لِلْخَیْرِ بہت منع کرنیوالا نیک چیز کا یعنے ہرگز اسبات کا روادار نہین کہ کوئی کسی سے
بہلائی کرے یہان تک کہ اپنے لڑکون اور غلامون اور نوکرون سے کہا کرتا تہا کہ اگر تم مین سے کوئی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اُنکی باتین سُنی تو اُسکا جو مقرر ہی روزینہ یا درماہہ وُہ موقوف
کر دونگا اور اُسکے خویش و اقربا مین سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا
اُسکے ساتہہ برادری کے راہ سے جو سلوک کرتا تہا وہ موقوف کر دیتا تہا مُعْتَدٍ ظلم اور تعدی کرتا اور
لوگونکے حق جو لازم ہین وُہ ندیتا جیسے نوکر کی نوکری اور مزدور کی مزدوری اور کسی معاملہ والیکا حق ادا نکرتا
اَثِیْمٍ بڑا گنہگار کہ شراب بہی پیتا ہی اور زنا اور لونڈے بازی بہی کرتا ہی تو اپنی جان پر بہی ظلم کرتا ہی
کہ اُسکو ہمیشہ کی ہلاکت مین ڈالتا ہی اور باوجود اِن باتونکے ایک وصف اور بہی رکہتا ہی کہ عُتُلٍّ
گردن کش اور طبیعت کا سخت اور بدخو کہ کسی کی نصیحت اور سمجہانے سے وُہ راہ پر نہین آتا اور خود
پسندی کے جال مین گرفتار ہی اگر کسی کی بات سُنتا تو اُمید ہوتی کہ شاید اُسکی اِن سخت بیماریونکو
کوئی دوا یعنے کسیکی بات مفید ہوجاتی سو وُہ کسیکی بات نہین سُنتا تو اُسکا علاج سے اچہا ہونا بہی ممکن
نہین ہی بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اِن سب عیبونکے جو اُسمین پائے جاتے ہین زَنِیْمٍ ولد الزنا ہی یعنے حرام
زادہ ہی کہ اٹہارہ برس تک کوئی اُسکا باپ مقرر نتہا بعد اٹہارہ برس کے مُغیرہ نے کہا کہ یہہ میرے نطفے سے
پیدا ہوا ہی اُسکی ماں نے بُرا کام کیا تہا اور بَعْدَ ذٰلِكَ کی لفظ مین اشارہ ہی اسبات کا کہ یہہ صفت
بُرائی مین دوسری سب بُرائیونسے بڑہکے ہی کہ ترقی کرکے سب صفتونکے بعد اسطرف عقل انتقال
کرتی ہی والا اُسکا ولد الزنا ہونا خارج مین سب صفتونسے مقدم تہا اِس وجہہ سے کہ جب نطفہ
خبیث ہوتا ہی اور خلاف شرع حرام طور سے نکلتا اور حرام جگہہ مین جا ٹہرتا ہی تو سب خبیث ہی خُلق
پیدا کرتا ہی بس گویا یہہ صفت جتنے خُلق بد ہین سبکو جامع ہی جیسے جہاڑو کا بندھن کہ سب سینکون
اور کاریونکا جامع ہی اور بعد شمار کرنے ان سب بدخلقونکے یہہ خاطر مین آتا ہی سو کا شکے باوجود
ان سب بدخلقون اور کینہ پن کے کچہہ تہوڑی سی عقل بہی رکہتا کہ اُسکے سبب سے یے سب عیب اِسکے
چہپتے اور اسقدر فضیحت نہوتا سو عقل ایسا بے نصیب ہی کہ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ اس سبب سے

کہ ہی بہت مال والا اور بہت اولاد والا سو اُسپر نازان اور مغرور ہو کے جھٹلانے اور انکار کرنے مین اسقدر
بڑہ چلا کہ جسنے یہہ مال اور اولاد دی ہی اُسکا مقابلہ کر بیٹہا اور اُسکی آیتونکو جہٹلانا شروع کیا یہانتک
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ آيَاتُنَا جب پڑہی جاتی ہین اُسپر آیتین ہماری تو باوجود اسبات کے جاننے کے کہ اسطرح کا
کلام مخلوقات کے مقدور سے خارج ہی اور بے شبہہ یہہ کلام خالق کا ہی اور وہ ایسا خالق ہی کہ مجہہ سے
بے حقیقت شخص کو جسکا نسب درست ہی نہ تب پہر بدخلقی اور بد خصلتین علاوہ اُسکے اُسکو کس طرح کی نعمتون
سے یعنے بے انتہا مال و اولاد کی کثرت اور سردار یسے سرفراز کیا ہی تو مجکو لازم ہی کہ ایسے خالق کی شکر
گذاری دل اور جان سے کرون سو ان سب باتونکو جان بوجہہ کے ایک طرف رکہہ دیا اور ناشکری کر بیٹہا یہانتک
تک کہ قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ کہتا ہی کہ یے جہوٹے قصے ہین پہلونکے جو لکہہ کر رکہہ گئے ہین یہہ اللہ
تعالیٰ کا کلام نہین ہی سو ایسے موذی بدبخت نافرمان ناشکر سے کیواسطے قیامت کے آنے کا بہی انتظار کرینگے
جو ہر نیک اور بد کے جزا اور سزا دینے کا دن مقرر ہی بلکہ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ قریب ہی کہ داغ دینگے
ہم اُسکی سونڈ پر یعنے ناک پر جو آدمی کے فخر اور تکبر کرنیکا عضو ہی اور عزت اور آبرو کا جاے ظہور ہی وہی ناک
ہی تاکہ بُرے گنہگارونکے مانند نکٹا پہرے حضرت عبداللہ بن عباس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم
اجمعین سے روایت آئی ہی کہ جنگ بدر کے دن کسی ایک انصار کی تلوار اُسکی ناک پر لگی اور اُسکی
ناک زخمی ہوئی پہر جب لوٹ کر مکہ مین آیا تو کتنی ہی اُس زخم کی دوا کی لیکن وہ اچہا نہوا اور اُسمین خارشت
ہو گئی یہانتک کہ اُسی مرض مین جہنم واصل ہوا علما نے کہا ہی کہ ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک
طعن کی تہی یعنے مجنون کہا تہا سو حقتعالیٰ نے دس طعنین اُسپر کین یعنے دس عیب اُسکے بیان فرمائے
اب اسجگہہ سے دریافت کیا چاہئے کہ حقتعالیٰ عدل اور انصاف کی راہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ایذا دینے والونکو ایک ایذا کی عوض مین دس سزا دین پہر جو لوگ کہ آپکی محبت اور خدمت اور جان نثاری مین
عمر بہر مصروف رہے ہین انکو کم سے کم ایک نیکی کی عوض مین دس انعام سے تو سرفراز کریگا اسیواسطے
حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص ایک مرتبے مجہہ پر درود بہیجیگا تو حقتعالیٰ دس مرتبے اُسکو اپنی رحمت سے

نوازیگا اور خرطوم کی لفظ لانے مین جو لغت مین ہاتہی اور سور کی ناک کو کہتے ہین کمال حقارت اُسکی منظور ہی گویا وہ شخص انسانیت سے نکل کر خسیس ہونے مین مثل سور کے اور تکبر اور غرور مین مثل ہاتہی کے ہوگیا ہی اور اصحاب فیل کا قصہ بہی اسنے دیکہا اور سنا تہا اس قصے کی طرف بہی اشارہ منظور ہی یعنے ہم وہ ہین کہ ہاتہیونکی سونڈہونکو کاٹ ڈالتے ہین باریک بین عالمون نے لکہا ہی کہ ہر جانور کی ناک اوپر کیطرف اُٹہی ہوتی ہی لیکن ہاتہی اور سور کی ناک کہ نیچے کیطرف جہکی اور لٹکی رہتی ہی سو خرطوم کے ذکر مین اسطرف اشارہ ہی کہ اُسکی تمام ہمت پستی کیطرف رجوع تہی گویا ترقی معکوس یعنے اُلٹے ترقی کی تہی اور مرغ کے مانند کہ جتنا بڑا اور موٹا ہوتا ہی اسیقدر اُسکی غلان تنگ ہوجاتی ہی یہی حال اس پست ہمت کا تہا کہ جسقدر اسکے مال اور اولاد کی کثرت ہوتی جاتی تہی اسیقدر یہہ خساست اور رذالت مین زیادہ بڑہتا جاتا تہا اور یہی خاصہ ہی رذیل اور پاجیونکا اور اگر کسی شخص کو اس ولید پلید اور دوسرے اُسکے ساتہیونکا قصہ سنے کہ اُس پاک زمین مکہ معظمہ کو اپنی نجس ریاست سے آلودہ کر رکہا تہا اور وہانکی حکومت اور فرمانروائی کا منصب حاصل کیا تہا یہہ خاطر مین گذرے کہ اسطرح کے کافرون اور پاجیونکو کسواسطے بڑہاتا تہا اور ایسی متبرک جگہہ کی ریاست اور حکومت کیون دیتا تہی تاکہ وے اس قسم کی برائیان اور قباحتین ظاہر کرین اور لوگ چارناچار اُنکے طریقے کی پیروی مین گرفتار ہوکے گمراہی کے بہنور مین ڈوب کر ہلاک ہووین اور ایسے پیغمبر جلیل القدر کو انکے سبب سے ایذا پہنچے اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اِنَّا بَلَوْنَاهُمْ بے شک ہم جانچتے ہین ان مکہ کے بد اخلاق لوگونکو مال اور ریاست دیکے تاکہ ہم دیکہین کہ یے لوگ ظاہری مال اور مرتبے کی پیروی کرتے ہین اور اُنہی پاجی کافرونکے حکم اور مشورے پر چلتے ہین اور رسول کے حق کو یعنے اُسکی تعظیم اور تابعداری کو چہوڑتے ہین تاکہ اِسکی سزا مین قحط اور سردارونکے قتل اور مال کے نقصان اور فوجونکی دہشت مین گرفتار ہووین یا حق کو پہچانتے ہین اور حق اللہ اور حق الرسول کو اپنے سردارون اور مالدارونکی تابعداری پر مقدم کرکے ادا کرتے ہین تاکہ اس حق شناسی کے وسیلے سے دارین کی سعادت کو پہنچین اور سب ملکون اور شہرونپر غالب ہوکے فتح کرین اور بے گنتی خزانون کے مالک ہووین کَمَا بَلَوْنَا جیساکہ جانچا تہا ہمنے اسطرح اَصْحَابَ الْجَنَّةِ باغ والونکو جو باغ ضروان کرکے مشہور تہا اور وہ ایک باغ تہا صنعا شہر کے متصل جو دار السلطنت یمن کا

ہی اُس شہر سے تین کوس پر سر راہ اس باغ کا مالک تہا ایک شخص بنی ثقیف مین سے اُس باغ مین میوہ
دار درخت لگائے تہے اور وہ کہیتی جسکا محصول بہت ہووہان کرتا تہا اور اُسکو اس باغ سے ہر فصل مین
بہت کچہہ حاصل ہوتا تہا اور اُسنے اپنے اوپر اپنے مقرر کیا تہا کہ میوہ چننے اور کہیت کاٹنے سے جو کچہہ باقی
رہتا تہا وہ فقیرونکو دیتا تہا اور کہر ہان اُٹہانیکے وقت جو کچہہ ہوا سے ادہر ادہر ہوجاتا تہا وہ بہی فقیرون کو
دیتا تہا اور میوہ جہاڑنے مین جو کچہہ فرش سے باہر گرے وہ بہی فقیرونکو دیتا تہا اور اُس باغ کے حاصل کو جب
گہر مین لاتا تہا تو دسوان حصہ اُسکا بہی فقیرونکو دیتا اور اسی طرح جب اُس آٹے کی روٹی پکتی تو دس روٹیون مین سے
ایک روٹی فقیرونکو دیتا تہا جب وہ شخص مرا تو اُسکے تین بیٹے تہے وے وارث ہوے اور اُنہون نے
آپسمین یہہ مشورہ کیا کہ ہم سب اہل و عیال والے ہین جورو اور بچے رکہتے ہین ہمارے باپ کے ایک گہر تہا
اب ہمارے تین گہر ہوئے تو جتنا ہمارا باپ فقیرونکو دیتا تہا ہم نہین اتنا دے سکتے ہین اسکی کیا تدبیر کیا
چاہئیے مجہلے بہائی نے کہا کہ کچہہ تدبیر مت کرو اور اپنے باپ کے طریقہ پر چلے جاؤ حقتعالی اسی مین برکت
دیگا اُن دونون بہائیون نے اُسکی بات نہ سُنی اور آپسمین یہہ صلاح کی کہ میوہ توڑنے اور کہیت کاٹنے
کیوقت فقیرونکو آنے نہ دینگے بلکہ بے خبر باغ مین جاکر میوہ توڑکر اور کہیت کاٹ کر گہر مین لے آوینگے اور فقیرونکا
حصہ جدا نکرینگے ہان اگر کوئی فقیر ہمارے کہانے کیوقت آجائیگا تو کوئی ٹکڑا روٹی کا اُسکو بہی دے دین گے
اور اُس مجہلے بہائیکو بہی کچہہ ملامت کرکے اور دہمکا کے چپ کیا اِذْ اَقْسَمُوْا جب آپسمین اُن تینون بہائیون
نے قسمین کہائین اس مضمونکی کہ لَیَصْرِمُنَّهَا مقرر کاٹین کے میوہ اور کہیتی اُس باغ کی مُصْبِحِیْنَ صبح ہوتے
تاکہ کسی فقیر اور مسکین کو خبر نہو اور اُنکا باپ دن چڑہے میوہ اور کہیت کاٹتا تہا تاکہ سب فقیر جمع ہوکے
اپنا حق لے لین وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ اور ہرگز کسی نے انشاء اللہ نکہا تاکہ اُنپر قسم نکرنے کا بہی احتمال ہوسکتا
اسواسطے کہ شرع کا حکم ایسا ہی کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کہاوے اور اُسکے ساتہی انشاء اللہ بہی کہے تو
وہ قسم اُسکے ذمہ پر لازم نہیں ہوتی چاہے اُس قسم کے موافق کرے چاہے نکرے اور اُنہون نے اسواسطے
انشاء اللہ نکہا کہ مجہلے بہائی کا کہنا جو اس بات پر راضی نتہا کسیطرح متصوّر نہوسکے اور خواہ مخواہ قسم کے
موافق کرنا پڑے اور جس رات کو اُنہون نے یہہ ارادہ کیا اور آپسمین اِس ارادے پر عہد و پیمان مضبوط کرکے

سوئے اس رات کو حکم الہی دوسرے رنگ پر نازل ہوا یعنے فَطَافَ عَلَیْھَا پہر گرد پہر گیا اُس باغ اور
کہیت کے طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّکَ پہرنیوالا تیرے رب کیطرف سے اور وُہ ایک آگ تہی آسمان سے
گری اور اُس باغ کے درخت اور مکان اور بیل اور مالی اور کسانونکو بالکل جلا دیا وَھُمْ نَآئِمُوْنَ اور وے
سوتے تہے جسطرح مکہ والے قحط کے آنے اور بدر کی شکست اور دوسری لڑائیونسے غافل ہین اور تیرا حق یعنے
تجہکو پیغمبر سمجہہ کے تعظیم اور تابعداری کرنا اور حقتعالی کی آیتون کا حق یعنے اُسپر ایمان لانا اور اُنکو سچا جاننا
ادا نہین کرتے فَاَصْبَحَتْ پہر صبح کو ہوگیا اُنکا باغ کَالصَّرِیْمِ جیسے کہیت کٹا ہوا کہ کچہہ بہی کہیتی اور درختونکا
نشان اُسمین باقی نرہا اور وے صبح ہوتے اُس غفلت کی نیند سے اُٹہے تہے اور اپنے باغ کے حال سے بے خبر
فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ پہر آپسمین پکارا اُن تینون بہائیون نے صبح ہوتے اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِکُمْ کہ سویرے
چلو اپنے کہیت پر اِنْ کُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ اگر ہو تم آج کہیتی کاٹنے والے اِسواسطے کہ اگر دیر کروگے تو فقیرونکے
ہجوم سے کہیتی کا کاٹنا آج نہو سکے گا پہر کل پر رہے گا اور یہہ نہین جانتے تہے کہ ہمارے جانے سے پہلے کہیتی کٹ
کے دونوچے مالک کی سرکار مین ضبطی ہوگئے فَانْطَلَقُوْا پہر چلے وے تینو بہائی نوکرون اور مزدورونکو لیکر وَھُمْ
یَتَخَافَتُوْنَ اور وے آپسمین چپکے چپکے کہتے تہے اور چہپے چہپے کوچے اور گلیونسے جاتے تہے اور مطلب اُنکا اَنْ لَّا
یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ عَلَیْکُمْ مِّسْکِیْنٌ یہہ تہا کہ آنے نپاوے اُس باغ مین آج تمہارے پاس کوئی فقیر اور مسکین
اِسواسطے کہ اگر کوئی فقیر اُس باغ مین آجائیگا تو شرماشرمی کچہہ نکچہہ دینا پڑیگا سو اِسکی تدبیر یہہ ہے کہ دروازے پر
آدمیونکو بٹہا دیا چاہئے تاکہ کسی فقیر کو باغ کے اندر آنے ندے چنانچہ مکہ والے بہی یہی کرتے تہے کہ شہر کے غریبون
اور ضعیفونکو اِسلام مین داخل ہونے ندیتے تہے وَغَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ اور صبح کو سویرے پہنچے
فقیرونکے منع کرنے پر مستعد اور ہٹ کرنیوالے ہوکر فَلَمَّا رَاَوْھَا پہر جب دیکہا اُس باغ کو جلا ہوا اور اُسکے مکان
ڈہے پڑے اور درخت اور کہیتی سب نیست و نابود ہوئی تو نہ پہچانا کہ یہہ ہمارا باغ ہے اور قَالُوْا کہنے لگے آپسمین کہ
ہم کہان آگئے یہہ تو ہمارا باغ نہین ہے اِنَّا لَضَآلُّوْنَ مقرر ہم راہ بہولے ہین اور پہلی صبح کے اندہیرے کے سبب سے کہین
دوسری طرف آگئے پہر جب داہنے بائین خوب غور کرکے دیکہا اور اپنے باغ کی نشانیان پہچانین تب کہنے لگے کہ ہم راہ
نہین بہولے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم حقتعالی کی درگاہ سے محروم کئے گئے اور نصیب ہمارے پہوٹے کہ بدون

کسی ظاہری سبب کے ایسا ہمارا باغ پہلا ہوا جو ہماری گذران کی پونجی تہی سو خاک سیاہ ہو گیا اسی طرح کفار
قحط اور بدر کی لڑائی کو دیکہہ کر پہلے کہیں گے کہ یہہ قحط نہیں ہے تہوڑی دنون پانی برسنا تہم گیا ہے آگے چلکے
برسیگا اور یہہ شکست بدر کی کچہہ عذاب الہی کی علامت نہیں ہے اگر ابکی شکست ہوئی ہے پہر آگے چلکے ہماری
فتح ہوگی مگر جب دیکہین گے کہ قحط پر قحط اور شکست پر شکست ہوتی چلی جاتی ہے تب جانین گے کہ ہمارے نصیب
پہوٹے اور اللہ تعالی کی درگاہ سے بدنصیب ہوئے جیسا کہ اُن باغ والون نے اُسوقت جانا پہر ہاتہہ ملنے
لگے اور افسوس کرنے لگے تب قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا اُنکے مجہلے بہائی نے جب دیکہا کہ اپنی بے نصیبی پر افسوس کر رہے
ہین اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ کیا نکہا تہا مینے تمکو اسکے پہلے کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ کیون نہین پاک جانتے ہو اللہ تعالی کو
اِس سے کہ اپنے وعدہ مین خلاف کرے اور فقیرونکو زکوۃ اور خیرات دینے سے مال مین برکت نہ کرے اور
کیون بدگمانی کی اللہ تعالی پر کہ فقیرونکے دینے سے ہمکو فقر مین گرفتار کریگا اور ہم محتاج ہوجاوینگے اس سے سمجہہ
معلوم ہوا کہ بخیل ضرور اللہ تعالی سے بدگمان رہتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ
مِنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ یعنے بخیل دور ہے اللہ تعالی کی درگاہ سے
دور ہے لوگونسے دور ہے بہشت سے نزدیک ہے دوزخ سے اور سخی کو اللہ تعالی کے کرم اور بخشش پر
اعتماد کرنا اور اُسکے وعدہ کو سچا جاننا لازم ہے اسیواسطے حدیث شریف مین فرمایا ہے کہ اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰهِ
قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ یعنے سخی نزدیک ہے اللہ تعالی کی درگاہ سے نزدیک
ہے لوگونسے نزدیک ہے بہشت سے دور ہے دوزخ سے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزونپر مین قسم کہا کر کہتا ہون اِسواسطے کہ ظاہر مین عقل سے دور معلوم ہوتی ہین
اوّل یہہ کہ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ یعنے ہرگز کم نہین کرتا ہے صدقہ دینا مال کو اگرچہ ظاہر مین تمہاری سمجہہ
مین نقصان معلوم ہوتا ہے اور دوسری یہہ کہ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنے ہرگز اللہ تعالی
کیواسطے کوئی جہکتا نہین مگر اللہ تعالی اسکے مرتبہ کو بلند کرتا ہے یعنے اللہ تعالی کیواسطے جو جہکتا ہے اُسکی قدر
اللہ تعالی بلند کرتا ہے اور اللہ تعالی کیواسطے تواضع کرنا اسکے معنے دوسری حدیث مین اسطرح ارشاد ہوئے
ہین کہ تین شخص کی تعظیم کرنا یہہ اللہ تعالی کیواسطے جہکنا ہے اوّل قرآن کے حافظ کی تعظیم کرنا اور اُسکے معنے بتانے والیکی

ح

اور اُسپر عمل کرنیوالیکی دوسرے بڈہے مسلمان کی تعظیم کرنا تیسرے ماباپ کی تعظیم کرنا اور تیسری یہہ کہ ما ازداد
عَبْدٌ بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا یعنے نہین زیادہ ہوتی ہے بندیکو درگذر نےسے مگر عزت یعنے جو شخص باوجود قدرت کے
اپنا عوض دوسرے سے نلے اور اُسکو معاف کردے تو البتہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو عزت بخشتا ہے اگرچہ ظاہر مین
بدلا نہ لینا ذلت معلوم ہوتا ہے پہر جب وے دونون بہائی اور اُنکے صلاح دینے والے مجہلے بہائی کی نصیحت سے
خبردار ہوئے تو اُس سب خرابی کے بعد قَالُوْا بولے کہ اب ہم بہی معتقد ہوئے کہ سُبْحَانَ رَبِّنَا پاک ہے ہمارا
پروردگار اسبات سے کہ اپنے وعدیکے خلاف کرے اور اُن سخی جوانمردونکو جو اُسکی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے
ہین برکت ندے اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ بے شک ہم تہے ظلم کرنیوالے کہ فقیرونکے حق مین نیت بد کی اور اپنے باپ کے
طریقہ کو چہوڑ دیا اور اعتماد اور بہروسا اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے پر نکیا اور جب اپنے تقصیر اور گناہونکا اقرار کیا
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ پہر متوجہ ہوے اور مُنہہ پہیرا ایک نے دوسرے کی طرف آپسمین ملامت
کرنے اور اولاھنا دینے کو چنانچہ ایک بہائی نے دوسرے بہائی سے کہا کہ پہلے تو نے یہہ مشورہ دیا تہا کہ فقیرونکو
نہ آنے دیا چاہیے اور صبح کو سویرے چلیے اُسنے اُسکو ملامت کی کہ پہلے تو نے مجہکو مفلسی سے ڈروایا تہا اور کہا تہا
کہ ہمارے اہل وعیال جورو لڑکے بہت ہین اور مجہسے اُسکی تدبیر پوچہی تہی پہر وے دونون بہائی اپنے صلاح کارکی
طرف پہرے اور اُنکو ملامت کرنے لگے آخر بعد اس نہکا فضیحتی کے جب دیکہا کہ اب ملامت کرنے سے کچہہ
فایدہ نہین ہے جو کچہہ ہونا تہا سو ہو چکا تب مُضطر اور حیران ہو کر قَالُوْا بولے سب ملکر يٰوَيْلَنَا اے خرابی
ہے ہماری اِنَّا كُنَّا طَاغِيْنَ بے شک ہم سب تہے سرکش حد سے بڑہنیوالے اسواسطے کہ ہمکو اس بات
مین مشورہ لینا کیا ضرور تہا اس لئے کہ نیک بات مین مشورہ لینا نچاہیے اور ہمارے مشورہ دینے والونکو یہہ کیا
مناسب تہا کہ حق اللہ کو بالکل موقوف کرنیکی صلاح دی اور اب ہم کہ اپنی اس ظلم اور نافرمانی پر نادم اور شرمندہ
ہوے ہین عَسٰى رَبُّنَا امید رکہتے ہین اپنے پروردگار سے اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اسکی کہ بدلے مین
دے ہمکو اس سے بہتر باغ اور دوسری طرح سے اس سال کی روزی ہم پر کشادہ کرے اسواسطے
کہ ہمنے پہلے اگرچہ اُسکے کرم پر بہروسا نکیا لیکن اب باوجود اس بلا کے دیکہنے کے اُسکی مہربانی سے نا امید نہین
ہین اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ بے شک ہم اپنے پروردگار کیطرف بڑی آرزو رکہتے ہین حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ حق تعالی نے اِس اخلاص کے کلمہ کو اُنسے پسند کیا اور جب وے تینون
بہائی افسوس کرتے ہوئے شہر کو پہنچے اُس شہر کے بادشاہ نے یہہ اُنکا حال سنا تو اپنے باغون مین سے
ایک باغ بہت خوب جسکا نام حیوان تہا انکو عنایت کیا اُس باغ مین انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوتا تہا کہ ایک
خوشہ ایک خچر کا بوجہہ ہوتا تہا اِسیطرح بہت لوگ مکے کے اپنے ماباپ اور خویش واقربا کے مارے جانیکے
بعد اور مال اور اسباب لڑائیو مین لٹ جانیکے بعد اور سات برس قحط مین مبتلا ہونے کے بعد جسمین مردونکی
ھڈیان جوش کر کے اور مردار چمڑا بہون کر کہایا اور اُونٹ کے اُوجہہ کا پانی پیا آخر کو نادم اور پشیمان ہوکر
چارناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جو بہت بڑی نعمت تہی اللہ تعالی کی طرف سے اُسکی قدر اور
قران مجید پر ایمان لانیکی نعمت کو پہچانا اور راہ پر آئے اور اپنے سرکشی کے قایل ہوئے اور ایمان لائے پہر اللہ تعالی
نے اُنکو نوازا اور چہہ سو چھپن برس تک تمام روے زمین کی خلافت اور سلطنت سے سرفراز کیا اور ہر طرف
کی فتحین اور خزانے بے شمار اور ہزارون شہر اباد اور فضا والے اور باغات عمدہ بہار دار دل لگن انکو عنایت فرمایے
آخر کو چہہ سو چھپن برس کے بعد چنگیز خانیون کے ہاتہہ سے اُنکی ریاست برباد ہوئی اور پہر آج تک اُن پاس نہ آئی
اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب حقتعالی اِس بیان کے بعد یعنے مکے والونکا حال باغ ضَروان کے مالکون کے مطابق ہے فرماتا
ہے کہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ اِسیطرح آتا ہے عذاب یعنے مکہ والونکا اِن آفتون مین مبتلا ہونا یہہ دنیا کا عذاب ہے
جیسے باغ ضَروان کے مالک ایک دنیا کی آفت مین مبتلا ہوے تہے لیکن اِس عذاب کے بعد بہتری کی اُمید باقی رہتی
ہے اور توبہ کرنا اور شرمندہ ہونا اور اپنے گناہونکا اقرار کرنا ایسے عذاب کے دفع کرنیکے واسطے بہت مفید ہوتا
ہے وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور البتہ عذاب آخرت کا بہت سخت ہے اُسکو دنیا کے عذاب پر قیاس کرنا نچاہیے
اِسواسطے کہ حقتعالی کا غضب اُسوقت مین نہایت شدت پر ہوگا اِسقدر کہ اُس عذاب کے بعد اُمید نرہے گی اور
توبہ اور استغفار اور شرمندگی اور گناہ کا اقرار اُس عذاب کے دفع کرنے مین کچہہ کام نہ آویگا لیکن اتنا البتہ ہوگا کہ ایماندار
گناہ گارونکو اُنکے گناہ کے موافق تنبیہ کے بعد بہشت مین داخل کرین گے اور وہ اُنکی تنبیہ حقیقت مین عذاب نہین ہے
بلکہ گناہونکی گندگی سے اُنکو پاک کرنیکے واسطے ہے تاکہ بہشت کے جانیکے لائق ہووین جسطرح کسی غریب گو دری

بہنے ہوئے گرد وغبار مین آلودہ سفر کے مارے ہوئے کو جب بادشاہ کے سامنے لیجانیکا ارادہ کرتے ہین
تو پہلے اُسکو گرم حمام مین لیجاکر حجامت بنواکر حمامی کہیسے والونسے اُسکے بدن کو ملواکر گرم پانی سے خوب
غسل کرواتے ہین تاکہ حمام کی گرمی اور گرم پانی سے اُسکے بدنکا میل اور بدبو بالکل جاتی رہے اور بادشاہ
کی مجلس کے حاضر ہونیکے قابل ہووے لیکن ان باتونکو وے سمجھتے ہین جو ہر چیز کی حقیقت کو پہچانتے ہین اور
آخرت کی حقیقت کو دنیا کی حقیقت پر بڑہ کر جانتے ہین اور یے کافر بہی ان چیزونکو بوجہتے تہے لَوْ کَانُوْا
یَعْلَمُوْنَ اگر ان چیزونکی حقیقت کو جانتے اور آخرت کے معاملات کو دنیا کے احوال پر قیاس نکرتے لیکن یے
ایسے نادان اور بے تمیز ہین کہ کہتے ہین جسطرح باغ ضَروان کے قصہ مین مجہلا بہائی اُنکا باوجود منع کرنے اور راضی
نہونیکے بہی اسی آفت مین گرفتار ہوا اور باغ مین سے اُسکا بہی حصہ جل گیا اور اِسیطرح مکہ کے ایماندار بہی ہمارے
ساتہہ قحط مین شریک ہوے اور بہونکہہ اور پیاس کی بلا مین گرفتار ہوے تو اسیطرح آخرت کے عذاب مین
بہی سب نیک اور بد شریک ہونگے اور وہان بہی کچہہ فرق نہوگا سو یہہ قیاس کرنا اِنکا غلط ہے اور دنیا
اور آخرت کے احوال مین بڑا فرق ہے اِسواسطے کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ بے شک پرہیزگارونکے واسطے اگرچہ دنیا مین
رنج اور تکلیف بہت پہنچی جیسے باغ کا جل جانا اور مال اور اسباب کا برباد ہو جانا اور قحط مین مبتلا ہونا لیکن
اُنکو عِنْدَ رَبِّهِمْ اُنکے پروردگار کے نزدیک اِس دنیا کی تکلیف اور رنج کے بدلے مین جَنّٰتِ النَّعِيْمِ باغ
ہین نعمت سے بہرے ہوئے تو دنیا کی مصیبتونمین اِن لوگونکا کافرون اور گنہگارونکے ساتہہ شریک ہونا گویا
اُنکے واسطے عبادت اور ریاضت کی قسم سے ہوا اِسواسطے کہ اِنکا دنیا کے رنج مین شریک ہونا اللہ تعالی کے
نزدیک انکے مرتبونکی ترقی کا سبب ہوتا ہے اور یہہ فرق ظاہر ہے اِسواسطے کہ متقی پرہیزگار ہمیشہ اپنے
مالک کے حکم کے تابعدار ہین اور کافر بدکار ہمیشہ اپنے مالک کے حکم سے سرکش اور نافرمانبردار اَفَنَجْعَلُ
الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ کیا پہر کرینگے ہم مسلمانون اور تابعدارونکو جو ہر حکم کو ہمارے مانتے رہے ہین گنہگار
اور بدکارونکے مانند جو ہمیشہ ہمارے حکم کی انکار ہی کرتے رہے مَا لَكُمْ کیا ہوا ہے تمکو باوجود عقل اور دانائی
کے كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ کیسا حکم کرتے ہو کہ ہمارے اور مسلمانونکے درمیانمین کچہہ فرق نہین ہے اور حال یہہ ہے
کہ ہر ایک تم مین سے لونڈی اور غلام اور خدمت کار رکہتا ہے پہر اُنمین سے جو تابعدار اور حکم بردار ہوتا ہے

اسکو سرکشی حکم نہ ماننے والے کی برابر نہین کرتے ہو بلکہ تم اپنی بزرگی اور بڑائی پر مغرور ہوکے یہہ دعوے کرتے
ہو کہ اگر قیامت کے دن مسلمانون پر عنایت اور بخشش ہوگی تو ہم پر اُس سے بہتر اور بڑھکر ہوگی چنانچہ مقاتل سے
روایت آئی ہے کہ مکے کے کافرون نے اِس آیت اترنے کے بعد مسلمانون سے کہا تہا کہ حقتعالی نے دنیا مین
تمپر ہمکو بزرگی دی ہے تو آخرت مین بہی ضرور ہمکو تم پر بزرگ کریگا تب حقتعالی نے اِنکے اِس فاسد خیال کو باطل
کرکے فرمایا کہ برابری درمیان تابعدار اور گنہگار کے آدمی کی پیدایشی دانست اور بوجہ کے خلاف ہے پہر تابعدار
پر گنہگار کی ترجیح کا کیا ذکر ہے اسواسطے کہ یہہ بات عقل کے بالکل خلاف ہے اور اگر یے کافر کہین کہ آخرت کے کامونکو
عقل پورا قیاس نہین کرسکتی اسواسطے کہ وے کام محض توقیفی ہین یعنے شارع کے بتانے پر موقوف ہین
انکی وجہہ عقل مین نہین آسکتی تو اُسکے جواب مین ہم کہین گے کہ اس صورت مین ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اَمْ لَكُمْ
كِتَابٌ کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے کہ فِيهِ تَدْرُسُونَ اُس کتاب مین تم پڑہتے ہو کوئی
دلیل ظاہر کو اسواسطے کہ خفی یعنے پوشیدہ چیز پڑہی نہین جاتی بلکہ کلام سے بوجہہ لی جاتی ہے اور اُس ظاہر
دلیل کا مضمون یہہ ہے کہ اِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ مقرر تمہارے واسطے اُس کتاب مین وعدہ دیا ہے کہ
جو کچہہ بہتر اور اچہا جان کر تم اپنے واسطے پسند کرکے مانگو گے وہ تمکو ہم دینگے اور اگر تم کہو کہ ہمارے پاس اگرچہ
اِسطرح کی کوئی کتاب نہین ہے لیکن حقتعالی کا معاملہ ہم لوگونسے ابتداء پیدایش سے ابتک اِسی قسم کا رہا ہے
اور حقتعالی اپنے معمول کے خلاف نکریگا تو ہم کہین گے کہ بہلا ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا
کیا تمہارے لئے ہمارے ذمہ پر قسمین ہین یعنے ہمنے کیا تمسے قسمین کہائین ہین اور وے قسمین بَالِغَةٌ
اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پہنچنے والے ہین قیامت تک یعنے تمہاری ابتداء پیدایش سے قیامت کے دن تک
ہم تمہارے ساتہہ یکسان معاملہ کرین گے اور ہرگز کچہہ بہی تغیّر اور تبدّل اُس معاملہ مین نہونے پاویگا اسواسطے
کہ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ اور اُن قسمونکا مضمون یہہ ہے کہ بے شک تمکو ہم دینگے جو تم حکم کروگے اور یہہ بات
ظاہر ہے کہ جب دونوںکا معمول جب تک اُسپر عہد وپیمان درمیان مین نہو تبتک اُسپر اعتماد اور بہروسا کرنا
نچاہیے اور اگر تعنّت کی راہ سے یعنے تمکو ذلت دینے کیواسطے یے کافر کہین کہ ہان اسطرح کا عہد وپیمان
حقتعالی کیطرف سے ہمارے پاس ہے تو سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ پوچہہ اِنسے کہ کون اِنمین سے

اِسطرح کی قسم ثابت کرنیکا ذمہ کرتا ہی اور ضامن ہوتا ہی اور اگر یے کافر کہین کہ ہمارا اعتماد حقتعالی کے کرم پر نہین ہی اور نہ اُسکی طرف سے کوئی سند اِس عہد کی ہمارے پاس ہی لیکن ہمارا اعتماد اور بہروسا اُن لوگون پر ہی جنکی ہمنے عمر بہر عبادت کی ہی اور اُنہین کی فرمانبرداری مین اپنی عمر گذاری ہی اور وے لوگ حقتعالی کی درگاہ مین اسطرح کے مقرّب اور رتبے والے ہین کہ کوئی کام بدون انکی صلاح اور مشورہ لئے ہوئے اور انکو شریک اور شامل کئے ہوئے نہین کرتے ہین اگر کبہی حقتعالی ہمپر غصہ بہی کریگا تو وے معبود اور پیشوا کچہہ عرض معروض کرکے سمجہا لینگے اور ہمارا معاملہ جسطرح دنیا مین ہی اِسیطرح برقرار رہیگا اور ہمین کسیطرح سے نقصان اور خرابی آنے نہ دینگے تو ہم کہتے ہین کہ اب اِنسے پوچہا چاہئے کہ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ کیا اُنکے واسطے اِسطرح کے شریک ہین فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ پہر چاہیے کہ لے آوین اپنے اپنے شریکونکو حقتعالی کے مقابلہ مین خصوصًا جسوقت اُنپر قحط پڑتا ہی اور مسلمانونکی لڑائیونکیوقت کہ پے در پے ہوتی جاتی ہین اور اُنکی شکست پر شکست ہوتی جاتی ہی اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ اگر یے لوگ ہین سچ بولنے والے کہ ہمارے معبودونکو حقتعالی کے کارخانونمین دخل ہی اور بدون اُنکے مشورے کے دنیا مین کچہہ نہین ہوتا اور کشاف والے نے اِس آیت کے ایک عجیب معنے کہے ہین کہ وے بہی لطافت سے خالی نہین ہین یعنے اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ اَىْ نَاسٌ يُشَارِكُوْنَهُمْ فِىْ هٰذَا الْقَوْلِ یعنے کوئی اور بہی لوگ اِس باتمین اُنکے شریک ہین اور اِس تفسیر پر اِس آیت کے معنے یون ہونگے کہ اگر اِن کافرونکو اپنے وعدے پر یعنے تابعدار اور گنہگار کی برابری پر یا گنہگار کی فضیلت مسلمانپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی میسّر نہین ہوتی ہی تو اب اُنسے پوچہا چاہئے کہ کوئی عاقل جہانمین اِس بات اور اِس مذہب مین اِنکے ساتہہ شریک ہی اِسواسطے کہ دانا کی بات کے ساتہہ بات کا ملنا بہی ایک دلیل ہی سو اگر کوئی دانا اِس باتمین اِنکے ساتہہ شریک ہو تو اِنکو چاہئے کہ اُس اپنے شریک کو بحث اور مناظرے کیوقت مقابلے مین لے آوین اور جو نہین لاتے ہین تو معلوم ہوا کہ کوئی دانا اور عاقل اِس باتمین اِنکے ساتہہ شریک نہین ہی اور اِس واہی مذہب کو کسی نے قبول نہین کیا ہی سب عاقلونسے یے علیحدہ ہین اور جب کوئی دلیل عقلی یا نقلی اِس وعدے پر انکو نملی اور کسی عاقل کا قول اِنکے قول کے ساتہہ نملا تو معلوم ہوا کہ انکا یہہ قول بے اصل اور جہوٹہا ہی لیکن مشہور معنے شرکاء کی لفظ کے تمام قران مجید مین جہوٹہے معبودونکے ہین اور مشہور کے خلاف قران شریف کے لفظونکی تفسیر کرنا اچہا نہین ہے

اور اگر یے کافر کہین کہ ہمارے معبود حقتعالی کی صفات کاملہ کے مظاہر ہین یعنے جاے ظہور ہین اور اُسکے ساتہہ
اتحاد رکہتے ہین اور جو نسبت مظہر کو ساتہہ ظاہر کے ہے وہی انکو حاصل ہے کچہہ اِنکے اور حقتعالی کے بیچ عداوت
نہین ہے اور نہ مقابلہ تاکہ اُنکو اِس جہگڑے اور اپنے غلبے کیواسطے حقتعالی کی جناب مین مقابلہ کو لاوین اور
ہماری عبادت اپنے معبودونکو عین خدا کی عبادت ہے اور ہمارا دیکہنا اور نظر کرنا اپنے معبودونکی طرف
عین خدا کی طرف نظر کرنا ہے ہمتو انکو اپنی عبادت مین واسطہ جانتے ہین اور دیکہنے مین عینک کیطرح
انکو جانتے ہین اسواسطے کہ تنزیہ صرف کے مرتبے کی عبادت کرنا اور اُس مرتبے کا دیکہنا نہ ظاہری آنکہہ سے
ہمکو حاصل ہوسکتا ہے اور نہ عقل کی آنکہہ سے ان دونو طرح سے عجز ہمکو حاصل ہے تو ہم کہین گے کہ یہہ بہی خیال
تمہارا باطل اور جہوٹہا ہے اِسواسطے کہ اگر تمہارے معبود عبادت مین واسطہ اور دیکہنے مین عینک کی مانند ہوتے
تو تمہاری سب عبادت اور نظر کرنا حقتعالی کی ذات پاک تک پہنچتا اور اُس عبادت اور توجہہ کا اثر عملونکے
اثار ظاہر ہونیکے دن یعنے قیامت کے دن ظاہر ہوتا لیکن تمکو یہہ عبادت ہرگز فائدہ نہ بخشے گی اور اِس توجہہ
اور نظر کا اثر کچہہ بہی ظاہر نہو گا یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ جسدن ظاہر کیا جائگا اور پردہ کہولا جائگا اُس حقیقت
سے جسکا نام ساق یعنے پنڈلی ہے اور اُسکی نسبت تمام الہیہ حقیقتونکے ساتہہ ایسی ہے جیسے پنڈلی کی نسبت
آدمی کے سب اعضاونکے ساتہہ ہے اِسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ حقایق الہیہ عبارت ہین کمال الہی کے جہات سے جو
عالم مین ظہور کرتے ہین اور یے حقایق صفات کے سواے ہین اِسواسطے کہ کمال کے صفتین بالکل اِن حقایق مین
مجتمع ہین اِس لئے کہ جو کمال الہی ہے وہ سب صفات کمال کو لئے ہوے ہے صفتونکو جدا جدا عالم مین ظہور نہین جیسے
جیسے علم بے قدرت کے اور قدرت بے ارادیکے اور یے تینون بیحیات کے ظہور نہین کرتی ہین بخلاف جہات
کمال کے کہ وہان ہر جہت ظہور مین مستقل او منفرد ہے اور جو یے حقایق صفات اور ذات کے درمیان ہین
برزخ واقع ہوئے ہین اور صفات کو استقلال نہین ہے تابع محض ہین اور ذات ۴ اصل الاصول ہے یعنے
اصل ہے سب اصلونکی اور ہر وجہہ سے استقلال کامل رکہتی ہے اسواسطے اُن حقایق کو تشبیہ اور استعارہ کے
طور پر اعضاونکے نام سے مسمی کیا ہے اور واقع مین بہی یہی ہے کہ جہان مین ایسی کوئی نسبت جو بہت مشابہت
رکہتی ہو اُس نسبت سے جو حقایق الہیہ کو ذات کے ساتہہ ہے سواے اِس نسبت کے جو ہر ایک

عضو کو ذات کے ساتھ ہی پائی نہین جاتی اِسواسطے کہ ہر ہر عضو ذات کے کمال کی جہتونکے مظاہر ہین جیسے صفات
کیطرح بالکل تابع اور غیر مستقل ہین اور نہ ذات کے مانند متوحد اور مستقل سو جو کچھ شریعت مُطہّرہ مین ان حقیقتونکی
تفصیل اور توضیح مین آیا ہی سو وے کئی چیزین ہین جیسے وجہ یعنے مونہہ اور عین یعنے ذات اور ید یعنے
ہاتہہ اور یمین یعنے داہنا ہاتہہ اور اصابع یعنے انگلیان اور حقو یعنے کمر اور ساق یعنے پنڈلی اور قدم یعنے
پانون اور دو وصف دوسرے انہی حقیقتونکے ساتہہ لاحق ہین اِس طور سے کہ ان صفتونکے جمع ہونیکے سبب سے
ایک شکل علیحدہ بکڑکے ظہور کرتے ہین اگرچہ اصل مین اعضا کا حکم نہین رکہتے ہین سو اُنمین سے ایک دور ہے
اور دوسرا دراز ہی اور ان حقیقتون کے سمجہنے مین لوگون نے بہت سی افراط اور تفریط کی ہی اور اونچ نیچ
مین پڑگئے ہین ایک گروہ نے نادانی سے بدون سمجہے بوجہے اس کام کی حقیقت کو گمراہی کے بہنور مین یعنے تشبیہ
ظاہری مین پرگئے اور ان حقیقتونکو اعضا اور جوارح پر قیاس کر کے حقتعالی کی ذات پاک کی صورت اور شکل کے
معتقد ہوے یعنے حقتعالی کے جسم ہونیکے قایل ہوے تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا یعنے
برتر ہی اللہ تعالی اس چیز سے جو کہتے ہین ظالم بہت بڑی اور برتری کر کے اور ایک جماعت نے تنزیہ کے قاعدہکو
ایسا کہہ کے پکڑا کہ ان حقیقتونکے ثابت کرنے کو اُس قاعدہ کے منافی سمجہکے ایسی تاویل کی ہی جو مقصد سے بہت
دور ہی بلکہ نفی اور انکار کا حکم رکہتی ہی تو گویا حقیقت مین ان حقایق کی دریافت اور سمجہہ مین تشبیہ والون کے
شریک ہوے فرق ان دونون مین اتنا ہوا کہ پہلے فرقے نے ثابت کیا ہی اور اُنہون نے نفی کی ہی تو انکو
بہی سواے اُن معنونکے جو انکی ظاہر لفظون مین پاے جاتے ہین دوسرا مطلب کچہہ بہی حاصل نہوا اور اہل سنت اور
جماعت کے محققین رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى مقصد کی حقیقت کو پہنچے اور کہا کہ ہر چیز کی ذات کو دریافت کرنیکے بعد اُسکے
اعضا کا حال معلوم ہوتا ہی چنانچہ صفات مین بہی یہی حال ہی چنانچہ حیوانکا علم اور طرح کا ہی اور انسان کا علم
اور طرح کا اور اوڑنیوالی چیز کی اور طرح کی قدرت ہی اور دوڑنیوالی چیز کی دوسری طرح کی طاقت بس جسطرح حقتعالی
کی صفات کے تصور اور خیال کرنے سے ہم عاجز ہین اُسکی ذات کی نزاہت اور پاکی کے سبب سے جو کسیطرح سے
ہماری عقل مین اور وہم و خیال مین نہین آسکتی سو اسیطرح ان عضا کے تصور سے بہی ہم عاجز ہین اسواسطے
کہ ان اعضا کی حقیقت کی بوجہہ اُسوقت ہین حاصل ہوتی کہ اعضا والیکی ذات کو کما ینبغی یعنے جیسا چاہیئے ویسا

ہم جانتے ہوتے اور یہہ محال ہی تو وُہ بہی نہین ہو سکتا اور واقع مین اگر فقط ہاتہہ مین کوئی تامل کرے تو معلوم ہووے
کہ کسقدر فرق اور تفاوت ہی آدمی کا ہاتہہ جدا ہی اور گہوڑیکا ہاتہہ جدا اور گاے کا ہاتہہ اور طرح کا اور جن اور پریکا ہاتہہ
اور طرح کا اور فرشتے کا ہاتہہ دوسری طرح کا پہر اگر صورت انہی چیزونکی آئینہ اور پانی مین خوب تامل اور غور کرکے
دیکہے تو وہ اعضا اور جوارح رکہتی ہی لیکن جو عضو اُس شخص کی ذات مین داہنے ہی وُہ اُس صورتمین جو آئینہ
اور پانی مین معلوم ہوتی ہی بائین طرف ہو جاتا ہی اور بائین طرف والا داہنی طرف ہو جاتا ہی اور حال یہہ ہے
کہ اعضا اور جوارح اُس صورت کے جو بربت مین اُس شخص کے اعضا اور جوارح کے ساتہہ ہرگز مشارکت نہین
رکہتے پہر دوسری سافل کی جنسونمین شریک ہونیکا کیا ذکر ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ان حقایق کا دریافت کرنا
بہی ویسا ہی محال ہی جیسا کہ اُس ذات پاک کی کنہہ کا دریافت کرنا ہان اِتنا البتہ ہو سکتا ہی کہ خواص اور وجوہ
عرضیہ اور لوازم سے خواہ سلبیہ ہون یا ثبوتیہ اُنسے نشان دے سکتے ہین چنانچہ ان سب حقیقتونکی شرح اُس علم
مین جو اُنکے واسطے موضوع ہی خوب شرح اور بسط سے بیان ہی اور جو کچہہ اشاعرہ سے منقول ہی کہ اُنہون نے
بعضی ان حقیقتونکو صفتونمین داخل کیا ہی جیسے وجہہ اور عین سو اسواسطے ہی کہ اُنہونے صفت کے معنے سوا
ذات کے لئے ہین وَلَا مُشَاحَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ یعنے اصطلاح کے تغیر اور تبدل مین کچہہ جہگڑا نہین ہی لیکن
شارع کی اصطلاح اولی اور انسب ہی اعتبار کیواسطے حاصل کلام کا دو حقیقتین ان حقایق الہیہ مین سے دوزخیونپر
بہی منکشف اور ظاہر ہونگی مَوْقَف مین ساق اور دوزخ مین قدم لیکن وے لوگ استعداد کے بالکل باطل ہونیکے
سبب سے ہرگز ان حقیقتونکو دریافت نکر سکینگے کہ انکو تیزی نظر سے معلوم کرلین اور انکا حق ادا کرین چنانچہ
فرماتے ہین کہ ساق کے کشف کے بعد جو بہت عالی حقیقت نہی ہی وجہ اور یمین کی نسبت سے اُن لوگون کو
اُنکی عبادتون اور توجہونکی آزمایش اور امتحان کے واسطے جو مظاہر کے پردےمین اُس حقیقت کو کی تہی سامنے لاوینگے
وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ اور بلائے جاوینگے سجدہ کے واسطے تاکہ اگر انکی عبادت تنزیہ اور پاکی کے مقام پر پہنچی
ہی اور مقبول ہوئی ہی تو اسوقت بہی اُسکے موافق سجدہ ہو سکے گا اور اگر مظاہر ہی کی قید مین پہنسکے تنزیہ کے
مقام کو نہین پہونچی ہی تو اُسوقت بہی اُنسے اِس مقام پر توجہہ ممکن نہوگا اسواسطے کہ وُہ وقت نئی بات
حاصل کرنیکا نہین ہی بلکہ پہلے حاصل کی ہوئی چیز دینے کے آثار کے ظہور کا وقت ہی اور بس اور ابو سعید خدری

رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مقام پر کہا ہی کہ سَاقُ الشَّئِ اَصْلُہُ الَّذِی بِہٖ قِوَامُہٗ کَسَاقِ الشَّجَرَۃِ وَسَاقِ
الْاِنْسَانِ فَمَعْنَی الْاٰیَۃِ یَوْمَ یُظْهَرُ حَقَائِقُ الْاَشْیَاءِ وَاُصُوْلُهَا الَّتِیْ کَانَتْ مُثْبِتَۃً عَلَیْهِ
فَیَتَمَیَّزُ عِبَادَتُهُمُ الَّتِیْ کَانَتْ عَلٰی غَیْرِ اَصْلٍ عَنْ عِبَادَۃِ الْمُؤْمِنِ الَّتِیْ کَانَتْ عَلٰی اَصْلٍ صَحِیْحٍ یعنے
ساق ہر چیز کی اُس چیز کی جڑ کو کہتے ہین جسکی سبب سے اُس چیز کا قیام اور ٹہراو ہوتا ہی جیسے تنہ درخت کا
اور پنڈلی آدمی کی پس اِس آیت کے معنے یون ہونگے کہ جدن ظاہر کی جاویگی ہر چیز کی حقیقت اور اُسکی اصل
جسکی سبب سے وُہ چیز ثابت تہی پس جدا ہو جائیگی ان لوگونکی عبادت جو غیر اصل پر تہی ایماندارونکی عبادت سے
جو ثابت تہی اصل صحیح پر یعنے پکی جڑ پر اور جب اُسدن بلانیکی وجہہ معلوم ہوئی کہ امتحان اور آزمایش منظور ہے
نہ تکلیف تو ابو مسلم اصفہانی کا بعید جاننا اسبات کا زایل اور دور ہوگیا جسجگہہ پر اُسنے کہا ہی کہ لَا رَیْبَ اَنَّ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَیْسَ فِیْهِ تَعَبُّدٌ وَتَکْلِیْفٌ فَالْمُرَادُ زَمَانُ الْهَرَمِ وَالشَّیْخُوْخَۃِ یعنے بے شک مقرر
دن قیامت کا نہی ہی اُسمین عبادت کرنا اور نہ تکلیف پس مراد اُسدن سے بڑہاپے اور موت کے قریب کا زمانہ
ہی فقط حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ہر صورت سے یے لوگ بہی سجدیکا قصد کرینگے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پہر ہرگز نکر
سکینگے سجدہ اسواسطے کہ اُنکی پیٹہہ ایک تختہ ہو جائیگی پہر جہکنا اور سر کو نیچا کرنا اُنسے نہو سکیگا چنانچہ صحیح
بخاری مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہی کہ وے کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچہا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہمارا پروردگار ایک ساق ظاہر کریگا اور ہر ایک ایماندار مرد ہو یا عورت
سجدہ مین گر پڑیگا اور جو شخص دنیا مین دیکہلانے یا سنانے کیواسطے سجدہ کرتا تہا وُہ بہی قصد کریگا کہ سجدہ کرے
لیکن اُسکی پیٹہہ ایک تانبے کے تختے کے مانند ہو جائیگی کہ اُسکا ٹیڑہا ہونا ممکن نہوگا اور صحیح مسلم مین آیا ہے
کہ اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کو
دیکہینگے آپنے فرمایا کہ ہان بے شبہ اور بے پردے جیسے بے بدلی کا آفتاب اور چودہین رات کا چاند بدون مزاحمت
اور مماقعت کے دیکہوگے اُسکی تفصیل یہہ ہی کہ پہلے ایک فرشتہ پکاریگا کہ جو شخص دنیا مین جسکی عبادت کرتا
تہا اُسکے ساتہہ جاوے اور بت اور درخت اور جو چیز کہ دنیا مین پوجی گئے ہی اُسکو وہان حاضر کرینگے بت پرست
بتونکے ساتہہ اور درخت پوجنے والے درخت کے ساتہہ اور چاند سورج پوجنے والے چاند سورج کے ساتہہ جائینگے اور

ح

ح

بت پوجنے والونکا حال قیامت کے دن

جو لوگ محض حقتعالی کو پوجتے تھے وے رہ جاوینگے پہر ایک آواز ہوگی کہ تم کسکو پوجتے تھے وے کہینگے
کہ ہم عزیر کو جو خدا کا بیٹا تہا پوجتے تھے حکم ہوگا کہ تم جہوٹھہ کہتے ہو حقتعالی جورو لڑکے نہین رکہتا مگر تم کہو کہ
تمہاری غرض اسوقت کیا ہے عرض کرینگے کہ ہم پیاسے ہین کوئی قطرہ پانیکا ہمکو ملے حکم ہوگا کہ جاؤ اور پانی
پیو اور دوزخ کو انکی آنکہوںمین ریگ رواں کرکے یعنے ریت کا میدان جسمین دور سے پانی کا دہوکہا ہوتا ہے
دکہلاوینگے اور ایک فرشتہ حضرت عزیر علیہ السلام کی شکل کا انکے ساتہہ ہوگا وہ انکو لیکے دوزخ مین جا ڈالیگا
اور اسیطرح نصاری کے ساتہہ کیا جاویگا اور ایک فرشتہ حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل کا انکے ساتہہ ہوکے انکو
بہی انکے ٹہکانے پر جا پہنچاویگا پہر جب خالص موحد رہ جائینگے تو پہر آواز ہوگی کہ تمکو کس کا انتظار ہے اور کیکے
ساتہہ جاؤگے تب یہ عرض کرینگے کہ یا الہی ہم دنیا مین طرح طرح کی احتیاج رکہتے تہے اور قسم قسم کے تعلق
لیکن باوجود ایسی محتاجگی کے ہمنے مشرکون سے موافقت نکی اور انکے ساتہہ نہوئے اب ہمکو کسواسطے انکے ساتہہ
جانیکا حکم ہوتا ہے پہر اسطرف سے ایک صورت ظاہر ہوگی اور کہیگی کہ مین تمہارا پروردگار ہون یے عرض کرینگے
کہ ہم ہرگز حقتعالی کے ساتہہ کسی کو شریک نکرینگے اس صورت سے ہمکو کچھہ غرض نہین ہے جب ہمارا پروردگار
پردہ اٹہاویگا اور ظاہر ہوگا تو ہم اسکو پہچان لینگے تب حکم ہوگا کہ تم کچھہ علامت اور نشان اپنے پروردگار کا
اپنے پاس رکہتے ہو کہ اس علامت سے اسکو پہچان لوگے یے عرض کرینگے کہ ہان تب اسوقت ایک ساق یعنے
پنڈلی ظاہر ہوگی اسکو دیکہتے ہی جتنے ایماندار موحد ہین سب سجدے مین گر پڑینگے اور کہینگے کہ اب ہم راضی ہوئے
تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور جو لوگ دلمین ایمان نرکہتے تہے وے بہی سجدہ کا قصد کرینگے لیکن انکی پیٹہہ تانبے
تختے کے مانند سخت ہو جائیگی اور سجدہ انسے کسیطرح نہو سکیگا اس حدیث کی تمامی بہت ہے لیکن اس مقام کے
مناسب اتنا ہی ہے اور جب سجدہ انسے نہو سکیگا تو یہہ سجدہ کا نہونا انکے عبادت کے باطل ہونیکی دلیل ہوگی
پہر باوجود اسکے اس ساق نورانی چمکتی ہوی کیطرف دیکہہ بہی نسکینگے اسواسطے کہ انکی عقلی نظر کا توجہہ مظاہر
کی قید مین پہنس رہا تہا تنزیہ صرف کے مقام کو نہ پہنچا تہا اسواسطے خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ جوندہلا جاوینگی
انکی آنکہین اسسے کہ اس تجلی کیطرف دیکہین بلکہ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ڈہانک لیگی انکے تمام بدنکو سر سے قدم تک ذلت
اور رسوائی اسواسطے کہ انہون نے بہی مظاہر کی عبادت مین حقتعالی کی ذات پاک کو ذلیل کیا تہا اور اسکے

ظہور کو اپنے شریکونمین حقیقی کمال حقتعالی کا جانا تہا اور حال یہہ ہی کہ مظاہر حقیقیہ کسیطرح کے کہ ہون ناقص اور ذلیل ہین اور اُنسے سجدہ نہو سکنا اُسوقت مین اُنکے پیدایشی استعداد کے باطل ہونیکی دلیل ہی کہ حقتعالی کی عبادت چہوڑکے اور اُسکی انکار کرکے اس استعداد کو برباد اور خراب کیا وَقَدْ كَانُوْا اور تحقیق یے تہی دنیا مین يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ بلائے جاتے خاص حقتعالی کی عبادت کیواسطے وَهُمْ سَالِمُوْنَ اور اُسوقت مین یے سالم تھے استعداد سے اور صحیح الفطرة تہے اگر اسوقت حقتعالی کی خالص عبادت کے خوگر ہوتے تو انکو اسطرح کا تغیر اور مقدمہ ظاہر نہوتا اور جب ثابت ہوا کہ یے کافر اسواسطے تمکو مجنون کہتے ہین کہ تم اُنسے قیامت کے عذاب کی بات کہتے ہوا اور وہ بات انکی عقل ناقص مین نہین آتی اسکو اپنی عقل ناقص سے بعید جانتے ہین اور یہہ بہی ہی کہ تم انکو قرآن سُناتے ہوا اور اُسکے مضمون کے بموجب خالص اللہ تعالی کی عبادت اور سجدیکو حکم کرتے ہوا اور مظاہر اور صور تونکی عبادت سے منع کرتے ہو سو یہہ بات انکی بوجہہ مین نہین آتی بلکہ اسکو موہوم کیواسطے موجود کو چہوڑنا جانتے ہین اور ایسی اُلٹی بوجہہ ہونا اُنکے جنون کا نشان ہی فَذَرْنِي وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سو چہوڑ دے مجھکو اور انکو جو اِس بات کو جہٹلاتا ہی اسواسطے کہ یہہ بات ہماری ہی نہ تمہاری سو تم اُنکے عذاب کے جلدیکی دعا مت مانگو اور رنجیدہ مت ہو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ قریب ہی کہ انکو آہستہ آہستہ ہم کہینچینے ہین بڑی گمراہی مین گرفتار کرکے تاکہ انکی فاسد استعداد کا پیمانہ لبریز ہو جاوے اور سخت عذاب کے مستحق ہو جاوین مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ اسطرح سے انکو معلوم نہو کہ یہہ راہ گمراہی کی ہی اور انتہا درجیکے عذاب کی حد کو پہنچاتی ہی بلکہ اپنے خیال مین اُس راہ کو ہدایت اور بہتری جانین بلکہ اجر اور ثواب اُسمین سمجہین وَاُمْلِيْ لَهُمْ اور مہلت اور ڈہیل دینگے ہم انکو اور فی الفور مواخذہ نکرینگے تاکہ یے دہو کہا کہاوین کہ اگر ہم گمراہی اور بُرائی پر ہوتے تو حقتعالی ہمکو فرصت ندیتا اور جہٹ پٹ پکڑتا اسواسطے کہ اُنسے ہمکو فریب منظور ہی اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ بے شک ہمارا مکر اور داؤ بہت مضبوط اور محکم ہی ہرگز کسیکو اسکی خبر نہین ہوتی اسواسطے کہ دوسرونکے مکر کو دریافت کرنا اس سبب سے ہوتا ہی کہ اپنے مکر سے ایک دریافت کرنیکی قوت کو فریب دیتے ہین اور دوسری قوت اپنے حال پر رہتی ہی تو اُس مکر کا انجام پہچان لیتے ہین اور ہمارا مکر ایسا ہوتا ہی کہ جتنے قوتین دریافت کرنیکی ہین سبکو گہیرے ہوے ہوتا ہی اور خبرداری اور آگاہی اُسمین بالکل نیست و نابود ہو تی ہی کسی قوت سے اُسکا انجام معلوم نہین ہو سکتا اور اگر ہمارا مکر

ایسا مضبوط اور پکا ہوتا تو ان لوگونپر تمہاری خوبی اور تمہارے احسان جو انپر ہین کیون نہ ظاہر ہوتے جیسے نیک نصیحت کرنا اور ایسے فائدے کے علم پہچانا اور تمہارے جُھٹلانے اور انکار مین کیون دمبدم زیادہ ہوتے جاتے اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا کیا تو مانگتا ہے کُچھ مزدوری اُس نصیحت کرنے اور فائدے کے علم پہچانے پر فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ پھر وے اُس ڈانڈ مین مزدوری دینگے دبے جاتے ہین اسواسطے تمسے سیکھتے نہین اور فائدہ نہین لیتے اَمْ عِنْدَهُمُ کیا انکے پاس ہے الْغَيْبُ غیب کا علم جس سے کشف کے طور پر حقتعالی کے چھپے حکم اور آخرت مین نفع اور ضرر دینے والی چیزین انکو معلوم ہوتی ہین فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ پھر وے اس اپنے معلومات اور مکشوفات کو لکھتے ہین اور اُس کشفی علم کو کھلی عبارت سے بیان کرتے ہین تاکہ اپنے متوسلون اور اپنے پس ماندونکو بھی اُس علم سے فایدہ پہچاوین اور تجھسے بے پروا ہین تیرے احسان کا بوجھہ کسواسطے اُوٹھاوین سو جب اُن دونو باتونسے ایک بھی نہین پائی جاتی ہے تو جان لے کہ یہہ انکا جُھٹلانے اور انکار کرنے پر اصرار اور ہٹ کرنا فقط حقتعالی کے مکر اور داؤ کی نشانی ہے جو انکو بات مین تامل کرنے اور بوجھنے نہین دیتا اور کسیطرح سے حق بات انکے ذہن مین آنے نہین دیتا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پھر صبر کر انکی ایذا پر اور اپنے پروردگار کے حکم کا منتظر رہ دیکھہ کہ انسے کیا معاملہ کرتا ہے کسکو انمین سے اس عذاب کی تاخیر مین شرمندگی اور توبہ اور حق کی طرف رجوع ہونے سے سرفراز کرتا ہے اور کسکو اس تاخیر کے سبب سے برائیون اور شرارت مین انتہا درجیکو پہنچاکے گمراہی اور بدنصیبی کے دریا مین ڈبوتا ہے وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اور نہو اُس پیغمبر کے مانند جو مچھلی کے پیٹ مین قید ہوا اور حقتعالی کے حکم کی انتظار نکی اور غیرت الہی کے غلبے کے سبب سے اپنی قوم پر عذاب طلب کرنے مین جلدی اور شتابی کی سو وے پیغمبر حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھے اور انکا قصہ اسطور سے ہے کہ اُنکے زمانے مین اولوالامر پیغمبر بنی اسرائیل مین حضرت شعیا علیہ السلام تھے اور حذقیا بادشاہ اُسوقت کا انکا مطیع اور تابعدار تھا اور اُن دنونمین بنی اسرائیل فلسطین اور اُردن مین جو شام کے ملک مین بہت بہتر بستیان ہین رہتے تھے اتفاق سے نینوا اور موصل کے لوگ جو عراق اور شام کے درمیان بستیان ہین بنی اسرائیل پر چڑھہ آئے اور انکا مال اور اسباب لوٹ لے گئے اور آدمی بھی بہت اُنکے پکڑ لے گئے حذقیا بادشاہ نے یہہ ماجرا حضرت شعیا علیہ السلام سے عرض کیا اور کہا کہ

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ

بندیونکے چہڑانیکی کیا تدبیر کیا جائے اسواسطے کہ جبتک ہمارے قیدی وہانسے چہوٹ کر نہ آوین گے تبتک
ہمسے فوج کے زور سے انکی اس زیادتی کی تدبیر کچہہ نہین ہوسکتی ہے حضرت شعیا علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری
مملکت مین پانچ آدمی پیغمبر ہین ایک کو انمین سے اُن لوگون پاس بہیجو تاکہ وے لوگ اُسکے سمجہانے اور
نصیحت کرنے سے راہ پر آجاوین اور تمہارے قیدیونکو چہوڑ دین حذقیا نے عرض کی کہ آپ ہی اُنمین سے ایک
کا نام مقرر کر دیجئے تاکہ مین اُنکو روانہ کرون حضرت شعیا نے فرمایا کہ یونس بن متی کو اسکام کیواسطے مقرر کرو
کہ وے محنت کش اور امانت دار آدمی ہین اور حقتعالے کی درگاہ مین اُنکا بڑا مرتبہ ہے اور اِس زمانیکے پیغمبرونسے
عبادت اور ریاضت کی زیادتی مین بہی ممتاز ہین اگر وہانکے لوگ اُنکی نصیحت نہ مانینگے تو ہوسکتا ہے کہ
وے بڑے بڑے معجزے اور غیبی کرشمے انکو دکہلا کے راہ پر لاوینگے بادشاہ وہانسے اُٹہا اور حضرت
یونس علیہ السلام کو اُنکے گھر سے بلوایا اور کہا کہ اِسکام کیواسطے آپ تشریف لیجائیے حضرت یونس
علیہ السلام نے کہا کہ اگر حضرت شعیا علیہ السلام نے حکم الہی کے بموجب مجھکو مقرر کیا ہے تو مجہکو جانا ضرور ہے
اور اگر ایسا نہین ہے تو اِس جانے مین میری اوقات مین خلل پڑیگا اور مین بے چین ہونگا بادشاہ نے کہا
کہ تمہارا مقرر کرنا حقتعالی کی وحی کے بموجب نہین ہے لیکن حضرت شعیا علیہ السلام نے اسیطرح فرمایا ہے سو
آپکو جانا اُسطرف ضرور ہے حضرت یونس علیہ السلام رنجیدہ ہوکر نینوا کیطرف روانہ ہوئے اور اپنے گہروالونکو
بہی اپنے ساتہہ لے لیا پہر اِس شہر مین پہنچکر پہلے وہانکے بادشاہ سے ملاقات کی اور اُس سے کہا کہ حقتعالے
نے مجہے تیری طرف بہیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے چہوڑ دے اور بنی اسرائیل سے ہرگز دشمنی مت کر
اُسنے کہا کہ اگر تم اسبات مین سچے ہوتے تو حقتعالی ہمکو اتنی قدرت کسواسطے دیتا کہ ہم تمہارے ملک پر چڑہ جاتے
اور جورو لڑکے پکڑ کے لاتے کیا اُسوقت حقتعالی کو اتنی قدرت نتہی کہ بنی اسرائیل کی حمایت کرتا اور ہمکو منع کرتا جواب
تمکو بہیجا ہے غرض کہ حضرت یونس علیہ السلام تین روز تک اُسکے دربار مین آتے جاتے رہے لیکن اُسنے ہرگز انکی بات
نمانی تب انکو غصہ آیا اور حقتعالی کی درگاہ مین عرض کیا کہ یاالہی یے لوگ میری بات نہین سُنتے اور میری نصیحت
نہین مانتے اور بنی اسرائیل کو قید سے نہین چہوڑتے حقتعالی کی طرف سے وحی آئی کہ انکو ہمارے عذاب سے
ڈراؤ اگر تمہاری بات کو نمانینگے اور ایمان نلاوینگے تو انپر ہمارا عذاب آویگا حضرت یونس علیہ السلام اُس شہر کے

تمام کوچے اور بازار مین پہرے اور کہا کہ ہم تمکو خبر کئے دیتے ہین تم لوگ اپنے بادشاہ کو یہہ خبر پہنچاؤ کہ اگر میری بات
مانے گا اور میرے کہے پر ایمان نلاویگا تو حقتعالی کا عذاب اُسپر آویگا لوگونے کہا کہ کچہہ مدت مقرر کرو حضرت
یونس ؑ نے فرمایا کہ چالیس دنکا ہمارے تمہارے درمیانمین قرار ہی اگر تم اس چالیس دنمین ایمان لائے تو بہت بہتر
ہی اور نہین تو سب ہلاک ہوگے آخر ہوتے ہوتے یہہ بات پہیلی اور بادشاہ اور اُسکے مصاحبون نے ہنسی اور
مسخری شروع کی اور کہنے لگے کہ یہہ فقیر دیوانہ ہی ایک بات اِسکے جی پر بیٹہہ گئی ہی اور حضرت یونس علیہ السلام
نے حقتعالی کی درگاہ مین عرض کیا کہ یاالہی مینے اِنسے چالیس دنکا وعدہ کیا ہی اس وعدہ کو میرے سچا کر اور نہین تو
مین ذلیل ہونگا اور مجہکو مار ڈالینگے اسواسطے کہ ان لوگون کی عادت یہی تہی کہ جو شخص اسطرح کا جہوٹہہ
بولے اُسکو مار ڈالتے تہے حقتعالی کا حکم ہوا کہ تمنے کسواسطے ایسی جلدی کی اور چالیس دنکا وعدہ کیا ہی تمکو
چاہئے صبر کرنا کہ تقدیر مین انکا ایمان لکہا ہی آخر کو راہ پر آوینگے اور ایمان لاوینگے حضرت یونس علیہ السلام
کو اسبات کا بڑا رنج ہوا اور جب ایک مہینا اس وعدے سے گذرا تب حضرت یونس علیہ السلام اُس شہر سے مع
اپنے گہر والونکے نکل کے بارہ کوس اس شہر سے دور جاکر ڈیرہ کیا تاکہ دیکہین اُسکا انجام کیا ہوتا ہی اور ہمیشہ اس
دعا مین رہتے تہے کہ یاالہی یہہ وعدہ میرا سچا کر اور نہین تو مین خفیف اور ذلیل ہونگا آخر جب مین ۳۸ تیسوان دن ہوا
اور صبح کو جو لوگ اُٹہے تو دیکہا کہ کچہہ علامت عذاب کی شروع ہوئی ہی اور دہوان اور آگ آسمانسے برستا ہے
ہوا دہوان اور آگ گہر ونکے کوٹہونکی چہت کے قریب پہنچا بادشاہ اور اُسکے تمام ارکان دولت گہبرا کر باہر نکلے
اور کہا کہ اُس فقیر گودڑی والیکو ڈہونڈہو دیکہو کہان گیا جلدی اُسکو لاؤ تاکہ اُسکے ہاتہہ پر ہم توبہ کرین اور جتنے
قیدی ہین سب اُسکو سپرد کردین اور شہر کے دروازونکو بند کیا اور ہر گلی اور کوچے اور گہر ونمین ڈہونڈہنا شروع
کیا کہین انکا پتا نپایا لاچار ہوکے سب ننگے سر ننگے پانٔون میدانمین نکلے اور بچونکو انکی ماؤنسے جدا کیا اور گائے بکریکے
بہی بچونکو انکی ماؤنسے جدا کیا اور سب نے اپنا اپنا گریبان چاک کیا اور سر کو سجدہ مین رکہا اور رونا اور چیخنا اور فریاد
اور عاجزی کرنا شروع کیا اور جناب الہی مین عرض کیا کہ ہمنے کفر سے توبہ کی اور حضرت یونس علیہ السلام جو تیرے
بہیجے ہوئے ہین اُنکے قول پر ہم ایمان لائے اور قصد مصمم ہمنے کیا اور دل پر ٹہانا کہ جتنے بنی اسرائیل کے قیدی ہین
اُن سبکو حضرت یونس علیہ السلام کے حوالے کرینگے حقتعالی نے اُنکے گریہ وزاری پر رحم کیا اور عصر کیوقت اُس عذاب کو

اُنسے اُٹھا لیا اور ہوا صاف ہو گئی اور یہہ قصہ عاشورےکے دن یعنے محرم کی دسوین تاریخ کو ہوا تھا اس عذابکے دفع ہونیکے بعد بادشاہ اور سب ارکان اور رعایا خوش ہو کے شہر مین داخل ہوئے اور ہرکارونکو اور جاسوسونکو چارون طرف دوڑایا تاکہ خبر حضرت یونس علیہ السلام کی لاوین بلکہ بادشاہ نے اپنی زبان سے یہہ بہی کہا کہ جو شخص حضرت یونس علیہ السلام کی خبر میرے پاس لاوے اُسکو ایک روز اپنے سلطنت کے تخت پر بٹھلاکے سب حکم اُسکے اختیار مین دون تاکہ اُسدن جو کچھہ چاہے مال اور اسباب اور کارخانے مین سے لے لے بہت لوگ اِس طمع پر ہر طرف دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام کو بہی گنوارونکی زبانی یہہ خبر معلوم ہوئی تہی کہ تمہاری قوم سے عذاب اُٹھہ گیا اور وے لوگ تمکو ڈہونڈہتے پہرتے ہین یے عذابکے پھر جانیکی خبر سُنکے بہت رنجیدہ ہوے اور جانا کہ مین اپنی قوم مین جہوٹھا ہوا اب انکے پاس کیا موںہہ لیکے جاؤن اسواسطے کہ میرا وعدہ سچا نہوا اور اگر حضرت شعیا علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے پاس جاؤن تو بہی خفیف ہونگا اسواسطے کہ مجہسے کچھہ کام بن نہ آیا یہہ سوچ کے ان دونون طرفونکا ارادہ موقوف کیا اور جو اِس امر سے بہت رنج حاصل ہوا تہا بدون انتظار وحی اور بغیر اجازت الہی کے روم کیطرف چل کہڑے ہوے اور حقتعالے کے عتابمین گرفتار ہوئے اب یہان سے اُنکے ساتہہ دوسری طور کا معاملہ عتاب آمیز شروع ہوا پہلے اُنکے نوکر اور خادم اور رفیق اُنسے علیحدہ ہوے سواے ایک بی بی اور دو بچونکے کوئی اُنکے ساتہہ نرہا ایک بچے کو اپنے کندہے پر اور دوسرے کو بی بی کے کندہے پر سوار کرکے منزل بمنزل راہ طے کرنا شروع کیا ایک روز راہ کے درمیان مین ایک درخت کے نیچے سائے مین ٹہرے اور آپ اپنی بی بی اور دونون بچونکو وہان ٹہراکے جنگل کیطرف پایخانہ کو گئے اتفاق سے اُسوقت وہانکے بادشاہ کے بیٹے کی سواری جو شکار کیواسطے گیا تہا اسطرف درخت کے قریب ہو کے نکلی شاہزادے نے دیکہا کہ ایک عورت جوان نہایت خوب صورت دو بچونکو لئے بیٹھی ہے اپنے ساتہہ کے لوگونسے کہا کہ اس عورتکو لے آؤ اُن بی بی نے کتنا ہی شور اور غل کیا اور کہا کہ مین ایک شخص نیک بخت کی جو پیغمبر ہے خدا کا اسکی جورو ہون مجہکو مت لیجاؤ لیکن شاہزادے نے شراب کی مستی اور جوانی کے نشے مین کچھہ نسنا اور اپنے ساتہہ اپنے مکان پر لے گیا حضرت یونس علیہ السلام جو پایخانے سے فراغت کرکے آئے دیکہا کہ بی بی نہین ہین لڑکونسے پوچہا اُنہونے جو کچھہ گذرا تہا سب کہہ سنایا

آپ نے دریافت کیا کہ درگاہ الہی سے عتاب کا معاملہ شروع ہوا لاچار دونون بچون کو ساتھہ لیکر چلے
اور نوبت بنوبت ایک کے بعد ایک کو کندھے پر چڑہاتے اُتارتے لیچلے راہ مین ایک نالہ بہتا ہوا ملا ایک
بچیکو کنارے پر چھوڑا اور دوسرے کو کندہے پر چڑہا کر چاہا کہ پار اُتارون جسوقت اس نالے کے بیچ مین پہنچے تو
اتفاق سے کنارے پر ایک بھیڑیا آیا اور بچیکو اُٹہا لے گیا آپ گہبرا کر لوٹے تا کہ بھیڑئے سے اُس بچے کو چہڑاوین
اِس گہبراہٹ مین دوسرا بچہ جو آپ کے کندہے پر تہا پانی مین گر پڑا اور زور سے پانی کی ریل جو آئی تو اُسکو بہی
بہا لے گئی آپ نے کتنی ہی کوشش کی لیکن نہ بہہ ہاتہہ آیا نہ وُہ لاچار مایوس ہو کے آپ اکیلے تن تنہا روانہ ہوئے
اور دریاے روم کے کنارے پر جا پہنچے دیکہا کہ ایک جہاز پر سوداگرون نے اپنا مال چڑہایا ہی اور لنگر اُٹہا کر روانہ
ہوا چاہتے ہین آپ نے اُنسے کہا کہ مین بہی فقیر ہون اگر بدون نول لئے تمسے ہو سکے تو مجھکو بہی جہاز پر چڑہا لو
ناخدا اور سوداگرون نے کہا کہ تم ہمارے سر اور انکہون پر بیٹھو تمہارے قدم کی برکت سے حقتعالی ہمارا بہی بیڑا
پار کریگا اور ہمارا جہاز سلامتی سے پہنچے گا اسواسطے کہ تم بہت نیک بخت معلوم ہوتے ہو اور تمہارا چہرا بہت نورانی
ہی غرض کہ آپ کو سوار کر کے روانہ ہوئے جب بیچ دریا کے جہاز پہنچا یکایک ایک بڑا طوفان اُٹہا اور موجین آنا
شروع ہوین اور جہاز ٹہر گیا کتنی ہی تدبیرین چلنے کی کین لیکن جہاز آگے نہین بڑہتا تہا معلم اور ناخدا وغیرہ نے آپسمین
مشورہ کیا کہ جہاز کے نہ چلنے کی کیا وجہہ ہمنے عمر بہر ایسا معاملہ نہین دیکہا کہ طوفان مین جہاز تہم جاے پہر ناخدا نے
کہا کہ مینے کئی مرتبے تجربہ کیا ہی کہ اگر کسیکا غلام بے اپنے مالک کی رضا کے بہاگ کر کشتی یا جہاز مین سوار ہوتا ہے
تو اسی قسم کا معاملہ درپیش ہوتا ہی جہاز مین سب سے پکار کر کہدو کہ جو کوئی اپنے مالک سے بہاگ کر آیا ہو
تو صاف کہہ دے کہ اُسکے ہاتہہ پانون باندہ کے ہم دریا مین ڈال دین تا کہ اور سب جہاز والونکی جان بچے ایک
کی ہلاکی سے اگر صدہا آدمیونکی جان بچے تو کچہہ مضایقہ نہین ہی پہر جب جہاز مین آواز دی تو حضرت یونس علیہ السلام
بولے کہ وُہ غلام بہاگا ہوا مین ہون کہ بدون حکم حقتعالی کے جاتا ہون پہر جہاز والونسے کہا کہ وُہ غلام مین ہون
اپنے مالک سے بہاگا ہوا جاتا ہون میرے ہاتہہ پانون باندہ کے دریا مین ڈال دو تا کہ سب جہاز والونکی جان
بچے اور اِس بلا سے نجات پاوین ناخدا اور دوسرے تاجرون نے کہا سبحان اللہ ایسا بُرا گمان ہم لوگ
ہرگز آپ کیطرف نہین کر سکتے آپ بزرگ ہین اپنی بزرگی سے یہہ بات فرماتے ہین تا کہ ہم سب لوگون کی

عوض آپ اپنی جان دین سو یہہ حرکت ہمسے ہرگز نہین ہونیوالی ہے ہم ایک اور تدبیر کرتے ہین یعنے قرعہ ڈالتے ہین دیکھین کس کے نام پر نکلتا ہے پہر قرعہ ڈالا حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا سب نے کہا کہ اس قرعہ سے خطا کی یے بزرگ اِس لایق نہین ہین کہ اِس قسم کا بُرا گمان اِنکی طرف کیا جائے پہر دوسرے مرتبے قرعہ ڈالا پہر آپ ہی کے نام پر نکلا پہر تیسرے مرتبے ڈالا پہر بہی آپ ہی کے نام پر نکلا آخر جہاز والے لاچار ہوکر آپ کو دریا مین ڈال دیا آپکے گرنے کے ساتہی جہاز چل نکلا اتفاق سے دریا مین وہان ایک بڑی مچھلی بہونکہی لقمے کے انتظار مین بیٹھی تہی جو ہین آپ دریا مین گرے وہین وُہ مچھلی آپکو نگل گئی لیکن آپکو مونہہ کے اندر لیتے ہی حقتعالی کا حکم اُس مچھلی کو پہنچا کہ خبردار ہو جا اِس شخص کو تیری غذا کیواسطے ہمنے تیرے پیٹ مین داخل نہین کیا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اِسکا قیدخانہ مقرر کیا ہے خبردار ایک بال برابر نقصان اس شخص کو نہ پہنچے پہر وُہ مچھلی آپ کو اپنے پیٹ مین لئے ہوے دریا کی سیر کرتی پہرتی تہی یہان تک کہ روم کے دریا سے بطایح مین پہنچی پہر وہانسے دجلہ مین آئی اُسوقت اُس مچھلی کو حکم ہوا کہ اب اس قیدیکو دجلہ کے اس کنارے پر جو شام کیطرف ہے اُگل دے اُس مچہلی نے چالیس دن کے بعد آپکو اُس کنارے پر اُگل دیا اور خلاصی کا سبب یہہ ہوا کہ جب حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ مین قید ہوے آپکا دم بند ہونے لگا آپ نے جانا کہ اب دم آخر ہے حق کی یاد مین اسکو گذارئے یہہ تسبیح آپ نے شروع کی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یعنے کوئی حاکم نہین سوا تیرے تو بے عیب ہے مقرر مین تہا گنہگارون سے حقتعالی کو یہہ اِنکا اقرار کرنا پسند آیا اور انکو اپنی رحمت سے سرفراز کیا یعنے مچھلی کے پیٹ سے جو آپ نکلے تو آپ کا بدن اسطرح کا نرم ہوگیا تہا کہ مکہی یا مچھر کے بیٹھنے کی تاب آپکو نتہی حقتعالی نے اسوقت ایک جہاڑ کدو کا اُگایا اسکی بون آپکے تمام بدن پر اسطور سے لپٹی کہ اُسکے پتون نے پوشاک کیطور پر آپکے تمام بدن کو ڈہانک لیا اور جو اِتنی طاقت آپ مین نتہی کہ اُٹھہ کر کہانیکی تلاش کرین حقتعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ہرنی کو حکم فرمایا کہ اپنی چھاتی آپکے مونہہ مین دیکر کھڑی رہے یہان تک کہ وے دودہ سے آسودہ ہو جائین صبح اور شام کو وُہ ہرنی آپ کے پاس آتی اور اپنے چھاتی آپ کے مونہہ مین دیکر کھڑی رہتی جب آپ سیر ہو جاتے چلی جاتی چالیس دن اسطور سے گذرے اور آپکے بدن مین کچھہ قوت آئی اور اُٹہنے بیٹھنے کی طاقت ہوی اور ہرنی کا دودہ اتنے دنون پینے کے سبب سے

آپ کا ضعف جاتا رہا پہر چالیس دن کے بعد اُس ہرنی کو حکم ہوا کہ آج آنکے پاس مت جا اور دودہ مت
دے پہر جب وُہ ہرنی نہ آئی تب آپ نے درگاہ الٰہی مین عرض کی کہ بار خدایا آج ہرنی نہین آئی حکم ہوا کہ
اتنا عادت کا بدلنا تمکو اپنے واسطے اچہا نہ معلوم ہوا اور ہمسے ایک ہی عادت کا خلاف چاہتے تہے
کہ ایک ہی مرتبے مین ہم اپنے بندے پالے ہوونکو نیست اور نابود کردین آپ نے پہر توبہ اور استغفار کیا اور
بہت شرمندہ ہوکر عرض کی کہ اب جو حکم ہو اُسکو بجالاؤن ارشاد ہوا کہ پہر اپنی قوم مین جاؤ اور اُنہی مین رہو
آپ وہانسے روانہ ہوئے راستے مین ایک شہر ملا اسمین ایک کلال یعنی متی کے برتن بنانیوالیکو دیکہا کہ
آوہ برتنونکا بہرا ہوا پکاکر درست کرچکا ہے اور برتنونکے نکالنے کیواسطے مستعد بیٹہا ہے حکم ہوا کہ اُس کلال
کے پاس جاؤ اور کہو کہ ایک بہاری لکڑی لیکر ان سب برتنونکو بہوڑ ڈال پہر جو جواب وُہ دے وُہ ہمسے
عرض کرو حضرت یونس علیہ السلام اُس کلال کے پاس گئے اور وُہ بات کہی وُہ کلال سنتے ہی غصّے مین آیا
اور کہا کہ عجب طرحکا تو دیوانہ آدمی ہے جو مجہسے ایسی بات کہتا ہے کیا مینے اسیواسطے اتنی محنت انکے بنانے
مین کہینچی تہی کہ لکڑی سے توڑ ڈالون مجہکو توان برتنوںسے بہت نفع لینا ہے حضرت یونس علیہ السّلام نے عرض
کیا کہ یا الٰہی اِس کلال نے ایسا جواب مجہکو دیا پہر حکم ہوا کہ دیکہہ کہ متّی ہمنے پیدا کی اور پانی ہمنے پیدا کیا اُو
کلال کے ہاتہہ بہی ہماری مخلوقاتسے ہین پہر اُس کلال نے اپنے ہاتون سے متی پانی ملاکر یہہ شکل اور صورت
برتنونکی بناکر تیار کی ہے اُسپر اسقدر انکو دوست اور عزیز رکہتا ہے کہ انکو توڑ نہین سکتا بلکہ انکے توڑنے کو
دشوار جانتا ہے اور تو چاہتا تہا کہ ہم ایک لاکہہ سے اوپر آدمیونکو اپنی مخلوقات سے ایکدم مین ہلاک کردالین
پہر وہانسے روانہ ہوئے راستے مین ایک باغ ملا نہایت سرسبز اسطرح کا پیغام اُس باغ کے مالک سے
حکم الٰہی کے بموجب کیا اور اُس سے بہی سخت جواب سنا پہر دوسرے شہر مین پہنچے وہان ایک بہت عمدہ
مکان دیکہا کہ وہانکے کسی امیر نے بنایا تہا اسی قسم کا پیغام ارشاد الٰہی کے بموجب اُسکے مالک سے بہی کیا
اور اُس سے بہی زیادہ سخت جواب سُنا جب حقتعالی کا عتاب اس قسم کا بہت ہوا تب حضرت یونس
علیہ السّلام نے نہایت گریہ وزاری حق تعالی کی درگاہ مین کی اور اپنے گناہونکی مغفرت چاہی پہر حق تعالی نے
اپنی رحمت سے آپکو سرفراز کیا اور اپنا رسول کیا پہر تو ہر طرف سے رحمت اور مہربانی کی نشانیان

ظاہر ہونے لگین یہان تک کہ اُس نالے پر جہانسے آپکے دونو بچے جاتے رہے تہے پہنچے اُس گانونکے لوگونکو
دیکھا کہ دونون بچے ساتھہ لئے کھڑے ہین اُنسے حال پوچھا لوگون نے کہا کہ ایک بزرگ ادہر سے
جاتے تہے انکا ایک بچہ پانی مین بہ گیا تہا سو ہمارے گانونکے دہوبیون نے اسکو پانی سے نکالا اور انکا
دوسرا بچہ کنارے سے بھیڑیا اُٹھا لے گیا تہا سو اسکو ہمارے گانونکے چرواہون نے بھیڑیے سے زخمی
چھڑا لیا تہا اسکی علاج کرکے اچھا کیا پھر ان دونون بچونکی ہم لوگ پرورش کرتے ہین کہ اگر انکا باپ ادہر سے
تو اُسکے حوالے کرین اِسمین بچونکی نگاہ اُنپر پڑی اور انکو پہچانا اور کہا کہ ہمارا باپ یہی ہے غرض کہ اُن لوگون نے
دونون بچونکو آپکے حوالے کیا اور آپکو بخوبی تمام اُس نالے کے پار اُتار دیا آپ حقتعالی کا شکر ادا کرکے
آگے بڑھے جب اُس درخت کے قریب پہنچے جہانسے آپ کی بی بی سے مفارقت ہوئی تہی دیکھا کہ کچھہ لوگ
چوکی کے طور پر اُس درخت کے نیچے بیٹھے ہین آپ نے اُنسے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے یہان بیٹھے
ہو اُن لوگون نے کہا کہ ہمارے شاہزادے کی سواری ایکروز ادہر سے نکلی تہی کسی فقیر کی ایک عورت
یہان بیٹھی تہی اُس عورت کو شاہزادہ زبردستی پکڑ لے گیا اُس روز سے آج تک پیٹ کے درد مین
شاہزادہ مبتلا ہے بادشاہ نے یہہ حال سنکر ہم لوگونکو یہان بٹھایا ہے کہ اگر اُن بزرگ کا کبھی ادہر سے
پھر گذر ہو تو انکو ہمارے پاس لے آؤ تاکہ شاہزادیکی تقصیر اُنسے معاف کروادین اور اُنکی عورت جو آج
تک پردیمین بہت احتیاط سے بیٹھی ہین اُنکے حوالے کرین آپ نے فرمایا کہ وہ فقیر مین ہون اسبات کے سنتے ہی
وے لوگ بہت خوش ہوے اور آپکو بڑی قدر اور منزلت سے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ بہی
بہت تعظیم سے پیش آیا آپ سے دعا کی التجا کی حقتعالی نے آپکی دعا سے اس شاہزادیکو شفا بخشی پھر
بادشاہ نے آپکی بی بی کو آپکے حوالے کیا اور بہت کچھہ مال اور اسباب آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا پھر
وہانسے آگے چلے اور شہر نینوا اور موصل کی سرحد کے متصل پہنچے پھر ایک شخص کو آگے سے اُن بستیونکے لوگون
پاس روانہ کیا تاکہ آپ کے آنے کی اُن لوگونکو خبر رہے بادشاہ اور اُسکے ارکان اور وہانکے لوگ آپکے
آنے کی خبر سنکے بہت خوش ہوے اور کئی منزل تک آپکے لینے کو آئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے آپکو شہر
مین لے گئے اور مدت تک آپکی تابعداری اور فرمانبرداری مین سرخروئی دونون جہانکی حاصل کی یہان تک کہ

حضرت یونس علیہ السلام نے وہین وفات پائی آج تک مزار پر انوار آپکا اس شہر مین مشہور ہے سو حقتعالے
اس آیت مین ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کیواسطے عذاب طلب کرنے مین جلدی اور
شتابی کرنے سے جسطرح حضرت یونس علیہ السلام سے ہوا تہا منع فرماتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے
کہ تم ایسا کام مت کرو اسواسطے کہ اسکا انجام اچہا نہین ہے اور اس مچہلی والے پیغمبر کا حال یاد کرو
اِذْ نَادٰی وَھُوَ مَکْظُوْمٌ جب پکارا اپنی قوم پر عذاب طلب کرنے کیواسطے درگاہ الہی مین اور اسوقت
وُہ غصّے مین بہرا تہا اور غصے کے سبب سے اتنی جلدی کی کہ حقتعالی کے حکم کی انتظار نکی آخر کو اس اپنی
جلدی کی سزا پائی کہ مچہلی کے پیٹ مین قید ہوا اور پہر دوسرے مرتبہ پکارا اپنے گناہ کے ظاہر کرنے اور
قایل ہونے اور اپنی تقصیر کی معافی طلب کرنے کیواسطے اسوقت مین بہی مکظوم تہا یعنے دم اُسکا بند ہوا
تہا اور عرب کی لغت مین مکظوم اس شخص کو کہتے ہین جسکا دم غم یا غصّے کی زیادتی کے سبب سے رک
جاوے سو وُہ پہلے مرتبے کا اُنکا غصہ کہانا یہہ پہل لایا کہ مچہلی کے پیٹ مین قید ہونا اور غم کہانا پڑا سو چاہئے کہ
تم مین ایسی نفسانیت اور غصہ کی بو بہی نپائی جاوے تاکہ تمہارے کمال مین کچہہ بہی نقصان نپایا جاے
اسواسطے کہ اس جلدی کے سبب سے حضرت یونس عم قریب تہا کہ اس کمال بزرگی کے رتبے سے
گر پڑین اور حقتعالی کے ہمیشہ کی عذاب اور عتاب کے سزاوار ہو جاوین اسقدر کہ لَوْلَآ اَنْ تَدَارَکَہٗ نِعْمَۃٌ
مِّنْ رَّبِّہٖ اگر تدارک اسکے حال کا نکرتا یعنے اگر نسنبہالتا اُسکو احسان تیرے پروردگار کا ایسی ذلت
مین اسکے کمالونکے باقی رکہنے سے لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ توالبتہ پہینکا گیا ہی تہا چٹیل میدان مین یعنے ایسے میدان
مین جہان نہ پہاڑ تہا نہ گہاس نہ سایہ نہ پانی وَھُوَ مَذْمُوْمٌ اور وُہ بُرے حال سے تہا اور کسیطرح کی
کرامت اُنکے واسطے ظاہر نہوتی نہ کدو کے درخت اگنے سے اور نہ ہرن کے تابعدار ہونے سے لیکن حقتعالے
نے انکو سنبہال لیا اور یے سب چیزین موجود کردین اس مقام پر جاننا چاہیے کہ تسبیح کا اثر مچہلی کے پیٹ
مین اسیقدر تہا کہ اُس قید سے خلاصی پائی چنانچہ سورہ صافات مین مذکور ہے فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ یعنے پہر اگر نہوتا یہہ کہ وُہ یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اُسکے
پیٹ مین جسدن تک مردے جیوین اور مچہلی کے پیٹ سے نکلنے کے سوا اور دوسری کرامتین جیسے

کدو کے درخت کا اگنا اور ہرن کی مادہ کا تابع ہونا جو حضرت یونس علیہ السلام کیواسطے واقع اور ظاہر ہوئین
یہہ حقتعالی کی ازلی عنایت فقط تہی کہ ان کمالونکو جو انکو عنایت ہوئے تہے باقی رکہا اور اس ذلت
اور گناہونکی شامت سے انسے لے نلیا اور یہہ بہی جان لیا چاہئیے کہ مدار اس شرط اور جزا کا یعنے لَوْلَا
اَنْ تَدَارَكَهُ الخ اسی حال پر ہے یعنی وَهُوَ مَذْمُومٌ اور لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ کو اسمین کچہہ دخل نہین ہے
تو وہ آیت جو سورہ صافات مین ہے یعنے فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ یعنے پہر ڈال دیا ہمنے اسکو
چٹیل میدانمین اور وُہ بیمار تہا اس آیت کے مناقض اور خلاف نہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو عاجز
اور کسی مصیبت مین پہنسا ہوا اس آیت کو پڑہتا ہے تو حقتعالی اُسکو اُس رنج اور مصیبت سے نجات دیتا ہے
اور معتبر مشایخون سے بہی سند آئی ہے کہ ہر رنج اور مصیبت کے واسطے اِس آیت کا پڑہنا تریاق مجرّب ہے
یعنے آزمودہ بات ہے کچہہ شک اور شبہ نہین ہے اور اِس آیت کے پڑہنے کا طریقہ دو طور سے ہے اوّل
یہہ کہ ایک لاکہہ پچیس ہزار مرتبے ایک طور اور شکل سے ایک جلسے یا تین جلسے مین پڑہنا اور دوسرا طور یہہ
کہ ایک شخص اکیلا اندہیرے گہر مین طہارت سے قبلہ کیطرف مونہہ کرکے بعد نماز عشا کے بیٹہہ کر تین سو
مرتبے اس آیت کو پڑہے اور ایک پیالہ پانی سے بہرا ہوا اپنے پاس رکہہ لے اور دمبدم اپنا ہاتہہ اُس
پانی مین ڈالکر اپنے مونہہ اور بدن پر ملتا جاوے تین دن یا سات دن یا چالیس دن تک اسی طور اور ترتیب
سے پڑہے اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کے سالن کو بہت دوست
رکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ هِيَ شَجَرَةُ أَخِي يُونُسَ یعنے یہہ جہاڑ ہمارے بہائی یونس کا ہے پہر جب
حقتعالی کی نعمت نے حضرت یونس علیہ السلام کو سنبہالا اور اُس ذلت اور عتاب کے سبب سے اُنکے
واسطے مرتبہ بلند حاصل ہوا فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ پہر پسند کیا اور نوازا اُسکو اُسکے رب نے اپنی رسالت کے لئے
بیواسطہ جسطرح پہلے حضرت شعیا علیہ السلام نے اُنکو اپنی رسالت کیواسطے پسند کیا تہا فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ
پہر کر دیا اسکو نیکو نسے اور اس منصب کی لیاقت والونسے کہ اُن احکام کو بخوبی سرانجام دیا اور ایک لاکہہ کئی ہزار
آدمی اُنکے ہاتہہ سے ایمان لائے اور پرہیزگاری کی دولت سے فیض یاب ہوئے اور پہلے اِسکے اِس
رسالت کے منصب کی لیاقت نرکہتے تہے بلکہ نبی عبادت کرنیوالے تہے اس عتاب اور خطاب کے بعد

اس رسالت کے منصب کی لیاقت جسکی استعداد انکو تہی سواب ظاہر ہوئی اور جو یونس علیہ السلام کے
قصہ سے معلوم کیا تمنے کہ کافر بہی اپنے مکر اور فریب سے رسولون اور نبیو نسے بعضے کام مین جلدی کروا کے
انکو بہی لغزش دے دیتے ہین اور حقتعالی کے عتاب مین گرفتار کر دیتے ہین اور طعن اور تشنیع کا ایک مضمون
باندھتے ہین کہ انبیاؤنکو بہی بشریت کے تقاضے سے غصہ اجاتا ہے اور حقتعالی کے حکم کی انتظار نکر کے
کوئی کام کر بیٹھے ہین پہر اُسکے سبب سے اپنے کمال کے درجے سے نیچے آجاتے ہین سو تمکو چاہئے
کہ اپنے قوم کے اس قسم کے مکر اور فریب سے ہوشیار رہو کہ یے لوگ بہی اس کام مین بڑے اُستاد
ہین وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور بے شک یے کافر نزدیک اور در پے ہین لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ
اسکے کہ ڈگا دین تجھکو صبر اور تحمل کے مقام سے اپنے گہور گہور دیکہنے سے تاکہ تم غصہ مین آؤ اور بیقرار ہو کے
حقتعالی سے ٹہرے ہوئے وقت کے پہلے انکے واسطے عذاب طلب کر بیٹہو اور یے کافر مکر اور فریب نہین
کرتے ہین مگر لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ جب سنتے ہین اس قرانکو کہ تمام حقتعالی کے ذکر سے بہرا ہوا ہے کوئی اسکی
آیت حقتعالی کے ذکر سے خالی نہین ہے اور اسیواسطے اس کلام کا نام ذکر ہوا تاکہ زیادہ تیرے غصے کا سبب ہو
اور حقتعالی کی اور اُسکے ذکر کی محبت مین انسے تون اُلجہہ پڑے اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب سن سکتا ہے
لیکن اپنے محبوب کا عیب نہین سن سکتا اور اپنی حقارت گوارا کرسکتا ہے مگر اپنے محبوب کی حقارت
گوارا نہین کرسکتا اور یے کافر فقط اس گہورنے اور آنکہہ مارنے پر کفایت نہین کرتے بلکہ زبان سے بہی
ایذا دیتے ہین وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ اور کہتے ہین کہ بے شک یہہ شخص دیوانہ ہے اسواسطے کہ ہر بات مین
اسی ایک ہی چیز کا ذکر کرتا ہے اور یہہ نشان دیوانہ پن کا ہے اور اتنا نہین بوجہتے کہ ہر کلام مین ایک
چیز کا ذکر کرنا اسوقت مین جنون کی علامت ہوتا ہے کہ جب وُہ کلام کسی دوسری چیز کیواسطے لایا گیا
ہو اور اگر وُہ کلام اسی ایک ہی چیز کے یاد کرنے کیواسطے لایا گیا ہے تو تمام اس کلام مین اس ایک چیز کا
ذکر کرنا واجب اور لازم ہوجاتا ہے جیسے وے ذکر اور وظیفے جو نبیو نسے منقول ہین وَمَا هُوَ اِلَّا
ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ اور وُہ کلام نہین ہے مگر حقتعالی کا ذکر جو مقرر کیا گیا ہے تمام جہان والونکے واسطے
بخلاف ذکر اور وظیفے نبیونکے اور ولیونکے کہ فقط اپنی امت والونکے واسطے یا اپنے سلسلہ کے مریدون

اور مشایخونکے واسطے مقرر کر دئیے ہین سو اس ذکر کو فرشتے لذت لینے کیواسطے پڑہتے ہین اور
مزا اُٹہاتے ہین اور جنات اور انسان ثواب کی امید کیواسطے اور دوریکے پردے اُٹہہ جانے اور نزدیکی
اور قربت حاصل ہونے کیواسطے پڑہتے ہین اور معنے بوجہنے اور اس سے حکم نکالنے کیواسطے بہی پڑہتے
ہین اور پرندے اور جانور اپنی آواز کو ان کلمون کے مطابق کرنے کیواسطے تاکہ جہان تک ہوسکے اسکی حکایت
اور اسی سے مشابہت پیدا کرین سو اس کلام مین حقتعالی کا ذکر بار بار کرنا عین مقصود اور مطلوب ہے
اسکو جنون پر کسطرح حمل کیا جاے اکثر مفسرون نے اس آیت کے نازل ہونیکے سبب مین ایسی روایت
کی ہے کہ جب قریش کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دفع کرنے مین جو جو حیلے اور فریب

اُنسے ہوسکے سب کرکے عاجز ہوے آخر ایک شخص کو جو بنی اسد کے قبیلے کا تہا اور یہہ قبیلہ پہلے تمام عرب
کے ملک مین چشم زخم پہنچانے مین یعنے نظر لگانے مین مشہور اور معروف تہا بلکہ اسبات مین اس قبیلے کے
لوگ مثال دیتے تہے پہر اُس قبیلے مین یہہ شخص اسبات مین اپنے سب لوگونسے بڑا تہا اُسکو بلا لائے
اور اسکو بہت سی طمع دیکر کہا کہ اگر تو فلانے شخص کو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر لگا کے ہلاک
کردے تو تجہکو اتنا کچہہ دین کہ کسی نے ندیا ہو اور اس شخص کی عادت اسطرح کی تہی کہ جب کسیکو نظر لگانا
منظور ہوتا تو پہلے تین دن کچہہ نکہاتا بعد اس تین دن کے اس شخص پر جاکر نظر لگاتا اور اسکو ہلاک کر ڈالتا سو
اُسنے اپنے عادت کے موافق تین دن کہانا نکہایا پہر تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ
اُسوقت قران شریف کی تلاوت مین مشغول تہے اُسنے تہوڑی دیر گہور گہور کے آپکو دیکہا اور کہا کہ مینے
آج تک اسطرح کا خوش آواز اور خوش لہجہ کسیکو نہین دیکہا اور اس کلمہ کو کئی مرتبے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے کسیکو کچہہ
قوت نہین مگر اللہ کی مدد سے حقتعالی نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کو اسکے شر سے محفوظ رکہا اور حضرت حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص کو نظر کا خوف ہو یا اسکی کچہہ علامت اپنے پر یا اپنے مال اور
اولاد پر دیکہے تو اُسکا علاج یہی ہے کہ اس آیت کو پڑہے خدا کے فضل سے دفع ہوجایگا اور اس آیت کے
پڑہنے کا طریقہ یہہ ہے کہ تین مرتبے اس آیت کو پڑہ کر جسپر نظر کا شبہ ہوا ہے پر یا اپنی اولاد اور مال پر اسپر

پہونک

ح

پہونک دے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلْعَیْنُ حَقٌّ یعنے نظر کی تاثیر حق ہے وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْہُ الْعَیْنُ یعنے دنیا مین اگر کوئی چیز ایسی ہوتی جو تقدیر الہی سے سبقت کرتی تو البتہ نظر ہوتی اسواسطے کہ اسکی تاثیر بہت زبردست ہے اور جس شخص کو کوئی چیز اچہی معلوم ہو تو اُسکو چاہئے کہ یہہ دعا پڑہے یعنے مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تا کہ نظر سے وُہ چیز بچ جا اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو اسطور سے تعویذ کرتے تہے اور فرماتے تہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلواۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق علیہما السلام کو بہی انہی کلمون سے تعویذ کرتے تہے یعنے پڑہکر پہونکتے تہے اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ هَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ یعنے پناہ مین دیتا ہون مین تم دونو کو اللہ تعالی کے کامل کلمونکی ہر شیطان سے اور ہر حشرات سے اور ہر آنکہہ بد لگانے والے سے اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ مین ایکروز دن نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے گیا دیکہا مینے کہ آپ درد کے سبب سے بہت بیتاب ہین پہر اُسیدن تہوڑا دن رہے آپکی خبر کو گیا تو دیکہا مینے کہ آپ کو صحت حاصل ہوئی عرض کیا مینے کہ ایسی جلدی صحت حاصل ہونے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہہ افسون یعنے یہہ منتر پڑہ کے میرے اوپر پہونکا بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْكَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْكَ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْكَ یعنے ساتہہ نام اللہ کے پہونکتا ہون مین تجہکو ہر چیز ایذا دینی والی سے اور ہر آنکہہ حسد کرنیوالی سے اللہ شفا دے تجہکو اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن اپنی بی بی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین داخل ہوئے ایک چہوٹی لڑکی کو دیکہا کہ بیمار ہے آپ نے فرمایا کہ اِسپر نظر کا منتر کرو اسواسطے کہ اسکے مونہہ پر نظر کے آثار معلوم ہوتے ہین اور یہہ بہی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو نظر کی علامت معلوم ہووے تو چاہئے کہ جسکی نظر لگی ہے اُسکو کہے کہ وضو کے اعضا اور اپنے استنجے کی جگہہ پانی سے دہوکر دیوے اور اس پانی سے جسپر نظر لگی ہے وُہ نہا ڈالے تو شفا حاصل ہوگی اور عائن کو یعنے نظر لگانیوالے کو چاہئے کہ اپنے اعضا پانی سے دہو دینے مین کچہہ تکرار اور ننگ اور عار نکرے اِس مقام پر جاننا چاہئے کہ اس تاثیر کی حقیقت مین

جسکو نظر لگ جانا کہتے ہین علما کو بڑا اختلاف ہے اور ابتک اس تاثیر کی وجہہ صاف کسیکو معلوم نہین ہوئی
جاحظ نے کہا ہی کہ نظر لگانیوالے کی آنکھہ سے زہر کی تاثیر کے اجزا شعاع کے طور پر نکلتے ہین اور دوسرے
بدن مین مسام کی راہ سے در آکر زہر کی سی تاثیر پیدا کرتے ہین جیسے سانپ کا یا بچھو کا یا بھڑ کا زہر
اور جبائی اور دوسرے معتزلہ کے عالمون نے اس مین گرفت کی ہی کہ اگر نظر کی تاثیر کی وجہہ یہی ہوتی تو
لازم تہا کہ جس شخص کو عاین دیکہتا اُسمین یہی بات پائی جاتی اُس عاین کو اچہی معلوم ہونیکی خصوصیت کی
کیا وجہہ ہی پھر جاحظ کیطرف سے دوسرے عالمون نے اِسکے کئی جواب دئیے ہین کہ مستحسن یعنے
جو عاین کو اچہا معلوم ہو اُسکی خصوصیت کے وجہہ یہہ ہی کہ اچہا معلوم ہونیوالا عاین کا دوست ہی یا دشمن اگر دوست
ہی تو اُسکی اچہائی دیکہہ کے اُس عاین کو بڑا خوف پیدا ہوتا ہی اُس اچہائی کے جاتے رہنے کا اور اگر
اُسکا دشمن ہی تو اپنے دشمن پاس ایسی نعمت دیکہہ کے اُس عاین کو بہت غم اور رنج ہوتا ہی اور خوف اور
غم دونون ملکر روح کو دل کے بہیتر گہیر لیتے ہین اور تشنجین کے یعنے گرمی سے گھٹنے کے سبب پڑتے ہین اور
باصرے مین یعنے بینائی کی روح مین بہی ایک حالت گرم زہر کی سی پیدا کرتے ہین اور جسوقت عاین کی آنکھہ
مین وُہ چیز اچہی نہ معلوم ہوئی تو اسوقت یے دونون چیزین یعنے غم اور خوف اُسمین پائے نہین جاتے
پہر جب یے دونون چیزین نپائی گئین تو تاثیر بہی نہوگی لیکن جاحظ کے اصل کلام مین خلل ہی اسواسطے کہ عاین
کی تاثیر جسطرح سامنے دیکہنے سے ہوتی ہی اسیطرح غیبت مین سُننے سے بہی ہوتی ہی اور جسطور سے جانور
اور انسان کے جسمونمین عاین کی تاثیر ہوتی ہی اسیطرح اُگنی والی اور زمین سے پیدا ہونیوالی چیزونمین جیسے
جہاڑ اور پتہر مین بہی ہوتی ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ تاثیر زہر والے جز بدنمین در آنے اور گُہس جانے کے سبب سے
نہین ہی بلکہ یہہ کُچہہ اور ہی چیز ہی اور جنہون نے جاحظ کے مذہب کو عاین کے اچہا جاننے سے تائید کی ہے
وُہ بہی بیجا ہی اسواسطے کہ زہر کے اجزا نظر والے کے بدن سے دفع کرنے مین اُس پانی کو جو عاین کے
بدن کا دہوون ہی کیا دخل ہی اور کسطرح سے وُہ پانی تاثیر کرتا ہی اور ابو ہاشم اور ابو القاسم بلخ
والون نے ایسا کہا ہی کہ نظر لگانیوالا جب کسی چیز کو دیکہتا ہی یا سُنتا ہی تو اُس چیز کا فریفتہ ہو جاتا ہے
اور علم الٰہی مین اُسکے واسطے بہتر یہہ بات ہوتی ہی کہ وُہ چیز اپنے حال پر نرہے بلکہ متغیر ہو جائے تاکہ عاین کا

دل اُسپر فریفتہ نہ ہے اس سبب سے وُہ چیز متغیر اور درہم برہم ہوجاتی ہے اور ظاہر میں لوگ ایسا جانتے ہین
کہ اس شخص کے پسند کرنے کے سبب سے اسمین خلل واقع ہوا ہے اور اِس کلام مین بہی خلل ہے اسواسطے کہ اگر
اِسطرح کی مصلحت اور حمایت یعنے آدمیونکے دلونکو کسی چیز پر فریفتہ ہونے کیواسطے اس چیز کو متغیر کر دینا منظور ہوتا تو خوب
صورت لڑکون اور حسین عورتونکو زندہ نرکہتے تاکہ عاشقونکے دل اسطرف فریفتہ نہونے پاوین اور یہہ بہی ہے
کہ اگر یہہ بات سچ ہوتی تو جس چیز کیطرف کسی کا دل رغبت کرتا اور وُہ اُسکا عاشق اور فریفتہ ہوتا تو یہہ فریفتگی
اُس چیز کے زوال اور نیستی کا سبب پڑتی اور یہہ بات خلاف واقع اور ظاہر کی ہے اور حکما اس مقام پر دوسری
راہ چلے ہین جو قیاس کے کچھہ قریب ہے اور سچ معلوم ہوتی ہے سو اُنہون نے کہا ہے کہ انسان کے نفس
کی تاثیر دو قسم کی ہے ایک قسم وُہ ہے جو ظاہری احوال کے واسطے سے ہوتی ہے اور دوسری قسم
بیواسطے ظاہری کیفیت کے ہوتی ہے جیسے وہم کی تاثیر کہ جب بہت بلند مکان پر کوئی کہڑا ہوتا ہے یا بہت باریک
اور پتلا راستہ چلنا پڑتا ہے تو اسوقت وہم کے غلبے سے بدنمین رعشہ پڑجاتا ہے یعنے کنپنے لگتا ہے اور گر پڑتا ہے
اور حال یہہ ہے کہ برابر جگہہ مین ہمیشہ ایسے راستے پر چلا پہرا کرتے ہین اور کچھہ بہی وہم کا اثر نہین ہوتا اور جیسے
تصور اور خیال کی تاثیر چنانچہ اُن احوالونمین جو انسان کے نفس پر کبہی کبہی اجاتے ہین اور انکو عوارض نفسانیہ کہتے
ہین یہہ بات ظاہر ہے جیسے خوف کے سبب سے رنگ زرد یعنے پیلا ہوجاتا ہے اور بدن ٹہنڈا اور آنکہون مین
تاریکی آجاتی ہے اور غصے کی حالت مین اِسکے برعکس ہوجاتا ہے یعنے رنگ سرخ ہوجاتا ہے اور بدن گرم اور
سب اعضا مین قوت آجاتی ہے سو جسطرح نفس پر ایک حالت آجانے سے اس قسم کی تاثیر اپنے بدنمین ہوجاتی
ہے اسیطرح اپنے غیر کے بدن مین بہی ہوجاتی ہے چنانچہ نظر کی تاثیر بہی اسی قسم سے ہے اور ایک قسم کا جادُو
جسکو تعلیق ہمت اور وہم کہتے اور ہند کے جوگیونکا معمول ہے وُہ اسی قبیل سے ہے اور جو تاثیر مین نفس مختلف ہین
بعضے قوی ہین اور بعضے ضعیف اسی سبب سے تاثیر بہی مختلف ہوتی ہے اور کم زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور بعضی جگہہ
اس قسم کی تاثیرین موروثی ہوتی ہین یعنے باپ سے بیٹے مین اور بیٹے سے پوتے مین اتی ہین او کم کہانے سے
اور گوشہ مین بیٹہنے سے اور اپنے خواہش اور رغبت کی چیزین چہوڑ دینے سے بہی یہہ چیزین حاصل ہوسکتی
ہین بلکہ جو لوگ اس قسم کی تاثیر مین کمال کے درجہ کو پہنچے ہین دے دوسرے کو بہی یہہ تاثیر اسکے دلمین ڈال کے

فائدہ نفس انسانی کی تاثیر دو قسم کی ہے

اپنی مانند کر سکتے ہین چنانچہ ڈائن کے قصون مین جسکو جہاڑ پہونک والون کی اصطلاح مین گفتار کہتے ہین یہہ بات مشہور اور تواتر کو پہنچی ہے یعنے اتنے لوگون نے ذکر اسکا کیا ہی کہ انکو جہوٹہا نہین کہہ سکتے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سورۂ الحاقۃ

یہہ سورت مکی ہی اسمین باون آیتین اور دوسو باون کلمے اور ایکہزار چار سو اسی حرف ہین اور اس سورت کے ربط کی وجہہ سورۂ نون سے ایک مقدمے کے بیان پر موقوف ہی اور وہ مقدمہ یہہ ہی کہ حقتعالی کے عذاب عالم مین دو قسم کے ہین اُن دونون مین سے ایک قسم کو ابتلا کہتے ہین کہ بندونکو آزمایش کیواسطے اللہ تعالی ایسے عذاب مین مبتلا کرتا ہی تاکہ دیکہے کہ بندے خبردار ہوکے حق کی راہ قبول کرتے ہین اور بری بات کو چہوڑتے ہین یا نہین اور اس قسم کے عذاب کا خاصہ یہہ ہی کہ تہوڑے دنونکے بعد موقوف ہوجاتا ہی اور سورۂ انعام اور سورۂ اعراف مین اسکا مفصل بیان آیا ہی چنانچہ حقتعالی سورۂ انعام مین فرماتا ہی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ آخر آیت تک یعنے اور مقرر ہمنے بہیجے تہے رسول بہت امتون پر تجہسے پہلے پہر انکو پکڑا سختی مین اور تکلیف مین شاید وے عاجزی کرین اور گڑگڑاوین اور سورۂ اعراف مین حقتعالی فرماتا ہی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِىٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ اور نہین بہیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی نبی کو پکڑا وہانکے لوگونکو سختی اور تکلیف مین شاید وے عاجزی کرین اور گڑگڑاوین اور پہر اسی سورت مین حقتعالی فرماتا ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ اور بتحقیق ہمنے پکڑا فرعون والونکو قحطو مین اور میوونکے نقصان مین شاید وے دہیان کرین اور دوسری سورتون مین بہی اس قسم کا ذکر بہت آیا ہی اور کتنے دوسرے احوال اس قسم کے حقتعالی نے بیان فرمائے ہین چنانچہ بنی اسرائیل مین اس قسم کے معاملے بہت واقع ہوے ہین اور اس امت مین بہی اس قسم کے معاملے بہت واقع ہوے ہین اور اس قسم کی ایک خاصیت یہہ بہی ہی کہ نیک اور بد سب اس بلا مین شریک ہوتے ہین کچہہ فرق اور امتیاز

اُنسمین نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ نیکونکو ایسی بلا مین مبتلا کرنے سے انکے مرتبونکو بڑہانا اور انکے گناہونکو گہٹانا اور انکے صبر اور شکر کا امتحان کرنا منظور ہوتا ہے اسی سبب سے حق بات کا کہل جانا اسطور پر کہ شبہہ بالکل جاتا رہے نہین ہوسکتا اور ظاہر مین منکرون پر الزام حجت کا اہل حق اور اہل باطل کے شریک ہونے کے سبب سے اس عذاب مین میسر نہین ہوتا ہے اور حقیقت مین ایماندار گنہگارونکا عذاب قیامت مین اسی قسم سے ہے کہ اس عذاب سے گنہگارونکا گناہوں سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ وُہ عذاب ہمیشہ نرہے گا اور دوسری قسم کو حاقہ کہتے ہین جو حق بات کے ظاہر کرنے اور سچ اور اور جہوٹہہ مین فرق کرنے کیواسطے منکرون پر عذاب کرتے ہین اور اس قسم سے بدلا لینا منظور ہوتا ہے نہ امتحان اور ایسا عذاب کبہی نہین جاتا اگر دنیا مین کسی پر ہوتا ہے تو تا لب گور رہتا ہے اور بعد مرنے کے بہی اُس سے جدا نہین ہوتا اور اگر آخرت مین یہہ عذاب کسی پر ہوگا تو ہمیشہ اُس پر رہیگا کبہی موقوف نہوگا لیکن دنیا مین اس قسم کا عذاب آکر پہر ایسے عذاب سے بچنا کسیکے واسطے نہین ہوا مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کیواسطے کہ عذاب ظاہر ہوکر پہر گیا چنانچہ سورہ یونس مین یہہ قصہ تفصیل سے مذکور ہے لیکن حقیقت مین وُہ عذاب حاق نتہا بلکہ قسم اول سے یعنے ابتلا اور آزمایش کی قسم سے تہا چنانچہ اُسکا مفصل بیان اپنے مقام پر ہوگا پہر جب یہہ مقدمہ بیان ہوچکا تو اب جاننا چاہئے کہ سورہ نون مین مذکور ہے کہ مکے والونکو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بے ادبی کے سبب سے کہ جنون کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف کرتے تہے سات برس تک قحط مین مبتلا کیا جیسا ضروان کے باغ والونکو فقیرون اور مسکینون کے حق ندینے کے سبب سے ایک بلا مین گرفتار کیا تہا یعنے اُس باغ کو جلا دیا تہا تاکہ وے لوگ یعنے مکے والے خوب جان لیوین کہ عذاب حقیقی بہی اسی طرح یکایک آجاتا ہے یہہ سمجہہ کے خبردار ہوجاوین اور برے کامونکو یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن اور تشنیع کرنیکو چہوڑ دین اور انکی نبوت کا اقرار کرین پہر جب وے لوگ اُس بلا سے متنبہ نہوے اور اُس قحط سے جو سب نیک اور بد مسلمان اور کافر اسمین شریک تہے کچہہ بہی عبرت اور پند پذیر نہوئے تو انکو اسقدر خبردار کردینا ضرور ہوا کہ یہہ قحط ایک آزمایش تہی اور وے عذاب جنکو حاقہ کہتے ہین یعنے جنسے حق اور باطل جدا ہوجاتا ہے اُسکا طور

اور ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے اس قسم کا عذاب قیامت پر موقوف ہی دنیا
مین اس امت پر جو عذاب ہی سو آزمایش کیطور پر ہی کہ کچھہ دنون رہا پہر منقطع ہو گیا سو اس سورتمین
اِس قسم کے عذاب کو یعنی جو حق اور باطل کو جدا کریگا بہت شرح اور تفصیل سے بیان فرمایا ہی اور انکی
تمثیلونمین پہلی امتونکے قصّے جو دنیا مین عذاب حاقہ مین گرفتار ہوی تہین بیان فرمائے تاکہ اس امّت کے
کافر آخرتکے عذابکو جو حاقہ ہی پہلی امتونکے عذاب حاقہ پر قیاس کرکے ڈرین اور قیامت کے عذاب حاقہ
کو آزمایش کا عذاب جو انپر اکثر ہوتا رہتا ہی سمجھہ کر خاطر جمع سے نہ بیٹھہ رہین اور باوجود اسباتکے ان دونون
سورتونمین متفرق مضمونکے اعتبار سے بہی بہت مناسبت پائی جاتی ہی چنانچہ اُس سورتمین بیان فرمایا
ہی کہ یہہ رسول مجنون اور دیوانہ نہین ہی اور کافر جو جنونکی نسبت اُسکی طرف کرتے ہین سو جہوٹھے ہین اور
اِس سورتمین یہہ فرمایا کہ یہہ نبی نہ شاعر ہی اور نہ کاہن اور اُس سورتمین بیان فرمایا ہی کہ دنیا مین اپنے
مال اور اولاد پر کافر مغرور ہوکے قرآن سے بے ادبی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یے قصّے ہین پہلونکے اور اِس سورتمین
مذکور ہی کہ قیامت کے دن کافر افسوس کرینگے اور کہینگے مَآ اَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ یعنے کچھہ میرے کام نہ آیا
یہان پر میرا مال جو دنیا مین مینے جمع کیا تہا اور اُس سورتمین مذکور ہی کہ ضروانکے باغ والونکو مسکینونکے حق ندینے کے
سبب سے آفت پہنچی تہی اور اِس سورتمین فرمایا کہ کافرونکو آگ کی زنجیرون اور طوقونمین گرفتار کرینگے اسواسطے کہ دنیا مین
مسکینونکو ندیتے تہے اور دوسری بہی اِسکے سوا بہت سی مناسبتین ہین کہ تامّل کرنے سے ظاہر ہوتی ہین اور اِس
سورت کے حاقہ نام رکہنے کی وجہہ بہی اسی مقدمے کے بیان سے ظاہر ہو گئی اسواسطے کہ حاقہ اس عذاب کا
نام ہی جو حق کو باطل سے جدا کرے اسطور پر کہ کچھہ بہی شبہ باقی نرہے اور اس سورتمین کتنے احوال اسی قسم کے
بیان فرمائے ہین جو دنیا مین ہوے یا آخرت مین ہونگے اور اِس بیان سے پہر رسالت کی ثبوت اور وحی
اور قرآن کے نزول کیطرف انتقال فرمایا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ وہ حادثہ جو حق کو باطل سے جدا کرے اسطور سے کہ ہرگز شبہ حق اور باطل مین باقی نرہے نہایت
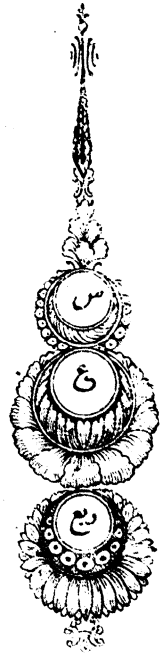
عجیب ہوتا ہی اور بڑی بزرگی رکہتا ہی کہ اُسکی بطور عظمت اور تعجب کے پوچہا جاتا ہی اور اسکے حق مین کہا
جاتا ہی کہ مَا الْحَاقَّةُ کیا ہی وُہ حادثہ حق دکہلانے والا اور اس حادثے کی بزرگی اسقدر ہی کہ اسکی
حقیقت کما حقہ نہ جاننے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی کہ عمدہ اور اعلی تمام مخلوقات کے ہین سب
آدمیون مین شریک کرکے خطاب فرمایا ہی کہ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ اور تو کیا جانتا ہی کہ کیا ہی
وُہ حادثہ حق دکہلانیوالا اور جو اس حادثے کی حقیقت اور اسکے کنہہ کی شرح کہلی کہلی بیان کرنا دشوار ہی تو
اسواسطے اسکی نظیرین اور مثالین بیان کرنا منظور ہوا اور اسکی نظیرین اور مثالین کمی اور زیادتی اور سختی
اور خفت عذاب مین مختلف اور متفاوت ہین اور اسکی کامل فرد جو اس امت کیواسطے موعود ہی سو
حق کے ثابت کرنے مین اور باطل کے باطل کرنے مین اعلی مرتبے کو پہنچی ہی اسطور پر کہ حاقہ نام گویا
اسی فرد کا ہوگیا ہی اور دوسرے حاقے اور عذابون کو بوجہانے اور سمجہانے اور ذہن مین
اجانے کیواسطے توطیہ اور تمہید کے طور پر ذکر کرنا ضرور پڑتا ہی كَذَّبَتْ ثَمُودُ انکار کیا اور جہٹلانا
ثمود کے فرقے نے جو ارفخشد بن سالم بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین تہے اور شام اور حجاز کے درمیان
مین رہتے تہے اور پتہر کے تراشنے اور عمارت کے بنانے کہیتیان کرنے اور باغ کے لگانے مین بہت رغبت
رکہتے تہے اور شام اور حجاز کے درمیانین وَادِی الْقُرٰی سے حجر تک سات سو بستیان اُسمین کتنے
شہر اور قصبے اور گانون آباد کئے تہے اور ہر جگہہ پر چشمے جاری کرکے کہیتیان اور باغ سرسبز کر رکہے
تہے اور عیش اور مزیداریان کرتے تہے اور سبکے سب بت پرستی مین مشغول رہتے تہے یہان تک
کہ حقتعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کو جو اس قوم کے شریفونمین اور پیدایش اور لڑکپن سے
امانت اور دیانت اور تقوی اور صلاحیت مین معروف اور مشہور تہے اپنی طرف سے رسول کرکے
بہیجا اور بت پرستی سے اور سنگ تراشی اور عمارتون اور زراعتونمین بہت مشغول رہنے سے منع فرمایا
وَعَادٌ اور عاد کے فرقے نے جو ارم بن سالم بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین تہے اور یمن کی احقاف
مین یعنے ریگستان مین کہ نہایت بڑا ملک ہی رہتے تہے اور دوسرے آدمیونکی نسبت سے انکے جسمونمین
قوت اور زور بہت تہا بڑے بڑے قد اور ہاتہہ اور پانون اور دوسرے اعضا بہت قوی اور زبردست رکہتے

اور لوٹنے مین سب جہان والون پر غالب آتے تہے آخر رفتہ رفتہ ان لوگونکو اپنی قوت اور زور پر گہمنڈ اور
تکبر بہت ہوا اور حقتعالی کی عبادت سے بالکل غافل ہو گئے اور اپنے گرد و نواح کے رہنے والون پر
بہت ظلم اور زبردستی کیا کرتے تہے اور عمارتین اور حوض اور تالاب بنانے پر انکو بہی رغبت بہت تہی
یہان تک کہ حقتعالی نے حضرت ہود علیہ السلام کو جو اسی گروہ سے تہے رسالت اور پیغامبری کی طور پر
انکے پاس بہیجا تا کہ انکو غفلت اور تکبر سے اور اپنی قوت اور زور پر گہمنڈ کرنے سے منع کرین اور اللہ تعالی
کی عبادت کیطرف رغبت دلاوین اور اُسکے عذاب سے ڈراوین حضرت ہود علیہ السلام نے انکو سمجہایا لیکن
ان دونون فرقون نے یعنی عاد اور ثمود نے اپنے رسولونکا کہا نمانا بلکہ انکی رسالت سے منکر ہوے
اور جہٹلایا بِالْقَارِعَۃِ اُس حادثہ ٹہوکنے والے کو جو انکے بدنونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور انکی روحونکو
برزخ کے عذاب مین گرفتار کریگا اور کہنے لگے کہ ایسی آفت کبہی نہین آئی ہی جو تمام خلقت کو ایک ہی
مرتبے غارت کر دے کہ اُسکا نام و نشان بہی باقی نرہے اور ظاہر مین فوج اور سپاہ کچہہ بہی نہو سو یہہ
ڈرانا نہین ہی مگر اسواسطے کہ یے لوگ ہماری ریاست لیا چاہتے ہین اور اگرچہ ابتدا مین گنا وان دونون
فرقونکا یہی تہا کہ پیغمبرونکو جہوٹہلاتے تہے اور عذاب الہی کو جو پیغمبرونکی زبانی سنتے تہے یقین نہ جانتے تہے
اور بت پرستی اور عمارت بنانیکو نجہورتے تہے اور اللہ تعالی کی عبادت کیطرف مشغول نہوتے تہے اور دونون
فرقے اس امر مین شریک تہے لیکن آخر کو یے دونون فرقے بعضے بعضے عملونکے سبب سے علیحدہ علیحدہ عذاب کے
مستحق ہوے اور اسی عذاب مین گرفتار ہوکر ہلاک اور غارت ہوے فَاَمَّا ثَمُوْدُ پہر لیکن ثمود کے
فرقے نے اپنے پیغمبر کے جہوٹہلانے مین اور بہی کتنے کی خصلت پیدا کی تہی اور اللہ تعالی کے ناقہ کے ساتہہ
نہایت بے ادبی کی یعنے اُسکی کوچین کاٹ ڈالین اور حضرت صالح علیہ السلام کے بہی مار ڈالنے کی تدبیر کی اور
اللہ تعالی کے ناقے کا گوشت کتونکے مانند کہایا اور اُسکی ھڈیونکو توڑا اور مارنے کیوقت اس اونٹنی
کی آواز اور چلانے پر رحم نکیا اور اس اونٹنی کے بچے کو بہت ڈرایا یہان تک کہ وہ بہاگ کے پتہر مین گہس گیا
اور تین آوازین کر کے غایب ہوگیا چنانچہ یہہ قصہ والشمس کی سورت کی تفسیر مین مفصل بیان کیا گیا ہی تب
اللہ تعالی کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ انپر عذاب بہی کتنے کی طہر کی اور ڈنکار کی قسم کا ہووے

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا پہر انہون نے ایک آواز بہت سخت کی فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ
پہر وے سب ہلاک کئے گئے ایسی آواز سخت سے جو سب دنیا کی آوازون سے سخت تہی اسواسطے کہ دنیا
مین شیر کی آواز اور بڑی توپ کی آواز بہت سخت ہوتی ہی جس سے جوڑ اور پٹہے ڈہیلے ہوجاتے ہین
اور عمارتین اور عورتونکے حمل گر پڑتے ہین اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہی کہ پتا پہٹ جاتا ہی اور آدمی مرجاتا ہے
لیکن ایسی آواز جس سے ہزارون آدمی ایک آن مین مرجاوین اور کانونکے سوراخ بند کرنا اور تہخانون مین
چہپنا اُس آواز کو نروکے معتاد آواز کی اندازے سے خارج ہی اور اس آفت سے ثمود کے فرقے
کے سواے کسی کو کچہہ اذیت نہ پہنچی اور ثمود کے فرقے مین سے کوئی باقی نرہا اور مسلمانونکو حضرت صالح
علیہ السلام کی رفاقت کی برکت سے نجات ملی یہہ ظاہر اور کہلی دلیل ہی اسبات پر کہ یہہ عذاب حاقہ
تہا ابتلا کی قسم سے نتہا والاسبکو شامل ہوتا اور مسلمان بہی نہ بچتے اور کافر اور مسلمان مین کچہہ فرق
نہوتا اور برزخ کے عذاب سے متصل بہی نہوتا اب باقی رہا یہان پر ایک سوال جسکا جواب دینا
ضروری ہی اور وُہ سوال یہہ ہی کہ قرآن شریف مین جسجگہہ ان قصونکا ذکر آیا ہی تو عاد کا قصہ
ثمود کے قصے سے پہلے بیان فرمایا ہی اور زمانے کی ترتیب بہی اسی باتکو چاہتی ہی اسواسطے کہ عاد
کی قوم ثمود کی قوم سے پہلے گذرے ہین اور ثمود سے پہلے ہلاک بہی ہوے ہین اور یہان پر ثمود کے
قصے کو عاد کے قصے پر کیون مقدم کیا اسکا جواب یہہ ہی کہ اسجگہہ زمانیکی ترتیب یعنے پہلونکو پہلے
اور پچہلونکو پیچہے بیان کرنا منظور نہین ہی اسواسطے کہ یہہ مقام اسبات کو نہین چاہتا بلکہ اسجگہہ
عذابونکی زیادتی اور کمتی اور آفتونکی سختی اور خفت کا بیان کرنا منظور ہی سو جس فرقے پر عذاب تہوڑی
دیر تک رہا یعنے ایک ہی دن مین تمام ہوا اور سختی مین بہی کم تہا کہ فقط ایک آواز سخت تہی جسنے
سبکو خراب کردیا اسکو پہلے بیان فرمایا اور جس فرقے پر عذاب کئی دن تک رہا یعنے سات
راتین اور آٹہہ دن تک اور شدت اور سختی مین بہی بہت زیادہ تہا کہ ہوا کے موکلون نے چارون طرف
سے ہوا کو لاکر عاد کی قوم پر جہکا دیا تہا سو ہوا انکو اوڑا اوڑا کر اوپر لیجاتی تہی اور پہر وہانسے زمین پر
پٹک دیتی تہی کہ انکے بدن پاش پاش ہوجاتے تہے اور اگر کسیکو اس ترتیب کا بیان جو ان قصون مین

رعایت کی گئی ہے مفصل سُننا منظور ہو تو اب کان دہر کے سنئے کہ ثمود کے فرقے کو محض ہوا کی کیفیت سے جسکو آواز کہتے ہین غارت کیا اور جو ہوا کی کیفیت ہوا کے جوہر کے تابع ہے اور صفت کا مرتبہ ذات کے مرتبے سے کمتر ہوتا ہے اور یہہ مقام اسی بات کو چاہتا تھا کہ کمتر کو پہلے بیان کرین اور اسکے بعد بزرگتر کو اسواسطے ثمود کے قصے کو عاد کے قصے سے پہلے بیان کرنا ضرور پڑا اور عاد کے فرقے کو ہوا کی ذات کے جہوکے سے جسکو ریح کہتے ہین غارت کیا اور ہوا ایک عنصر ہے چار عنصروں مین سے پانی اور خاک سے لطیف زیادہ ہے مگر فعل اور تاثیر مین آگ سے کم ہے سو عاد کے قصے کو دوسرے قصوں پر جنمین کئی عنصر کا جمع ہونا اور پانی اور آگ اور خاک کو اکٹھا کرنا ضرور ہوا تھا مقدم کیا اسواسطے کہ بسیط مرکب پر مقدم ہوتا ہے اور اسان سخت پڑا اور فرعون اور اسکے لشکر پر جو عذاب واقع ہوا تھا سو دریاے قلزم مین ڈوبنے کا تھا اور اُسکا ڈوبنا اسبات پر موقوف تھا کہ اُسکے پہنچنے کے پہلے کنارے پر دریا کے بنی اسرائیل کی نجات کیواسطے دریا پھٹ جاوے اور فرعون اور اُسکا لشکر جرات کرکے اُسمین درآوین اور غارت ہو جاوین اور حاقہ ہونیکے معنے ظاہر ہو جاوین اور دریا کا پھٹنا بدون اس تدبیر کے کہ ہوا تند جسکو اندہی اور طوفان کہتے ہین زور سے بہے اور دیر تک دریا کے پانی کو ملنے سے باز رکھے اور پانی علیحدہ علیحدہ کہڑا ہو جاوے دوسری تدبیر سے متصور اور ممکن نتہا سو اُسکے غارت کرنے مین ان دونون عنصرون کا یعنے پانی اور ہوا کا مرکب ہونا ضرور ہوا اور جنکے غارت کرنے مین دو عنصروں سے زیادہ مرکب کرنیکی احتیاج تہی اُسکو اِسکے بعد ذکر فرمایا جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عذاب لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کے قصے کو حضرت لوط علیہ السلام کے قصے کے بعد بیان کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم دو عذاب سے غارت ہوی مدین والے ایک تند آواز سے غارت ہوے تہے جو بڑے بہونچال کے ساتہہ ہوی تہی اور بہونچال کی حقیقت یہہ ہے کہ بڑے زور کی ہوا زمین کے مسام مین داخل ہوتی ہے اور غیر مسام کیطرف سے نکلتی ہے بس ہوا اور خاک مین ترکیب لازم ہوی اور یے دونون یعنے ہوا اور خاک جب اپسمین ملتے ہین تو سواے برائی کے اچہائی نہین ہوتی اور ملنا ان چیزونکا جو اپسمین مخالف ہون رتبے مین مؤخر ہے یعنے پیچہے ہے اُن چیزونکے ملنے سے جو اپسمین موافق ہین اور ایکہ والے

اگ کے سائبان سے ہلاک ہوے یعنے ایک سیاہ بدلی ظاہر ہوی اور اُس سے اگ برسی اور وے سب
غارت ہوے ہرچند کہ اِس عذاب مین بہی دو موافقون کا ملنا ثابت ہوتا ہے لیکن ہوا اور پانی موافقت
مین انسان کی طبیعت کے ساتہہ بلکہ حیوان اور ہر اُگنے والی کی طبیعت کے ساتہہ بالکل شراکت رکہتے ہین بخلاف
اگ کے کہ ہر بڑہنے والی چیز کی طبیعت سے پرلے درجے کی جدائی رکہتی ہے عنصر ہوا کی نسبت سے چیز کی دوری
سے بہی زیادہ تو یہ ترکیب بہت غریب اور نادر ہوی اور نادر چیز پیچہے ہوتی ہے معتاد چیز سے اور جو حضرت لوط
علیہ السلام کے قوم کا عذاب مرکب تہا ناری اور ارضی جزؤنسے جو مٹی کے غلبے کے سبب سے پتہر ہوکے گر
اور اُن جزؤنکو ہوا ہی نے اوپر چڑہایا اور نیچے اتارا تہا اور یہہ بہی ہے کہ زمین کے جزؤنکو لوٹ پوٹ کرنا
یعنے اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کرنا بدون داخل کرنے تیز اور تند ہوا کے اُنکے مکانونکی جڑ مین ممکن
نتہا تو حقیقت مین یہہ عذاب ان تینو عنصر سے ترکیب پایا تہا بلکہ گویا معدنی صورتکو پہنچا تہا اور فقط بسیط یعنے غیر
مرکب نرہا تہا موالید ثلثہ سے ایک کی شکل ہوگیا تہا اور مرکب کا مرتبہ موخر ہے بسیط کے مرتبے سے اور جو
مرکب ہے تین چیز سے وہ موخر ہے اُس سے جو مرکب ہے دو چیز سے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے
عذاب مین چارون عنصر نے خدمت کی تہی پانی کو حاکم کیا تہا اور ہوا کو استحالہ مین یعنے پانی ہوجانے مین اُسکا
تابع کیا تہا اور زمین کو پانی کے جاری کرنے مین مُعین اور مددگار پانی کا کیا تہا اور آگ کو اپنی قوت یبوست
اور حرارت کے روکنے اور اپنی کیفیتونکے پوشیدہ کرنے پر پوشیدگی کے عالم مین مامور کیا تہا تاکہ اِس احالہ اور
استحالہ کا معارضہ نکرے پہر اِس عذاب کے حاقہ ہونے مین کشتی بنانا اور معادن اور نباتات سے مدد
لینا یعنی لکڑی اور لوہی سے اور خشکی اور تری کے جانورونکو تابع کرنا اور ایماندارون کیواسطے اُنکے منافع باقی
رکہنا بہی ضرور پڑا اسیواسطے یہہ عذاب تمام روے زمین کے رہنے والونکو شامل اور گہیر لینے والا ہوا اور
حقیقی حاقہ سے یعنے قیامت سے بہت مشابہت پیدا کی سو اسواسطے اسکا بیان کرنا سبکے پیچہے بہت مناسب
ہوا تاکہ حاقہ حقیقی کے بیان سے متصل ہو اور احوال حاقونکے ظہور کا آہستہ آہستہ انسان کے فہم مین نہایت
توضیح اور تشریح سے جلوہ گر ہووے اور دوسری جگہو نپر اس قرآن مین جہان کہین مقام ترتیب زمانی کو مقتضی
ہوا ہے یعنے جسکا زمانہ اول ہے اُسی کے قصے کو پہلے بیان کرنا تو وہان سے قصے اُسی ترتیب سے بیان ہوے ہین

اسطرح پر کہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سب سے پہلے بیان فرمایا ہے پہر بعد اُسکے عاد کا قصہ پہر اسکے بعد
ثمود کا قصہ پہر اسکے بعد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ پہر اسکے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم
کا قصہ پہر اسکے بعد فرعون کا قصہ چنانچہ سورۂ اعراف اور سورۂ ہود اور سورۂ شعرا اور سورۂ قمر اور دوسری
سورتوں مین اسیطور سے بیان ہوا ہے حاصل کلام کا ثمود کے فرقہ کو جو انکار مین اسقدر بڑہ چلے تہے کہ حقتعالی کی
نشانیونکو مٹا دینے پر کمر باندہی تہی چنانچہ حقتعالی کی اُنٹنی کی کوچین کاٹین اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر مستعد
ہوے تہے تو انکو کتونکی طرح ایک سخت اور تند آواز سے جہڑک دیا اور اسی ایک جہڑکی مین اُنکے جسم
بیجان ہو گئے اور انکے روح کے کتے نے اپنی گہر کی راہ لی وَأَمَّا عَادٌ لیکن عاد کا فرقہ سو اپنے وقت کے
پیغمبر کو جہٹلانے اور انکار کرنے مین اسقدر بڑہ گیا تہا جیسے پہلوان کشتی کہیلنے والے مستعد ہوکر اکہاڑے مین خم ٹہونک
کر اکہڑے ہوتے ہین اسیطرح وے بہی اپنے پیغمبر کے مقابلے پر مستعد ہو گئے تہے اور کہتے تہے کہ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا
قُوَّةً یعنے کون ہے سخت زبردست ہمسے قوت مین یہانتک کہ حقتعالی نے تین سال برابر قحط ڈالا تب اُن لوگون
نے گہبرا کر اپنے ستر آدمیونکو مکہ معظمہ مین بہیجا تاکہ وہان جاکر دعا کرین اور پانی حقتعالی سے مانگین لیکن تکبر اور غرور
نے یہہ قبول نکیا کہ حضرت ہود علیہ السلام سے التجا کرین اور ان سے پانی کی دعا طلب کرین اور مکہ مین اُسوقت
عمالقہ کی قوم غالب تہی جب وے لوگ عمالقہ پاس پہنچے اور اپنا حال ظاہر کیا ایک شخص نے جسکا نام مرثد
تہا اُسنے کہا کہ اس مقام کی دعا تمکو فائدہ نکرے گی تمکو لازم ہے کہ اپنے پیغمبر کی بات قبول کرو اور دین حق کو مانو
تاکہ اس بلا سے خلاصی پاؤ اسواسطے کہ تمہارے کہنے سے معلوم ہوا کہ یہہ قحط وہ قحط نہین ہے جو دعا سے
جاتا رہے بلکہ یہہ قحط حقتعالی کی طرف سے آزمایش اور امتحان کیواسطے ہے جب اُن لوگون نے یہہ مرثد کی
بات سُنی کہنے لگے کہ اگر ہم یہان سے بدون حاصل ہوے مطلب کے پہر جاوینگے تو ہماری قوم ہمکو بہت
ذلیل اور خفیف کرینگے جسطرح سے ہو سکے یہہ کام یہان سے کر کے جانا چاہئے اور اسکام کی تدبیر مرثد سے
پوچہی اُسنے کہا کہ تم سب ننگے سر اور ننگے پاؤن حاجیونکی شکل سے صفا پہاڑ پر جو بیت اللہ کے سامنے ہے
چڑہو اور جسوقت بیت اللہ تمکو نظر آوے تو اُسوقت اسطور سے دعا مانگو کہ ای ہود کے خدا اگر ہود اسبات
مین سچے ہین کہ تیرے پیغمبر ہین تو ہمکو پانی دے کہ ہم لوگ فقط پانی کیواسطے آئے ہین اُن لوگون نے اسیطرح

کیا اور انکی دعا قبول ہوئی اور حقتعالی نے تین ٹکڑے بدلی کے بہیجے ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ اور ایک آواز آئی کہ ان تینون بدلیون کے ٹکڑونمین سے ایک اپنے واسطے تجویز کر لو اُن لوگون نے آپسمین مشورہ کر کے سیاہ ٹکڑے کو قبول کیا اسواسطے کہ سیاہ بدلی مین پانی بہت برستا ہے اور اپنے شہر کو روانہ ہوے وہ کالی بدلی بہی اُنکے ساتہہ اوپر اوپر چلی جاتی تہی جب اپنے شہر کے قریب پہنچے کئی آدمیونکو جلد سے آگے بہیجا کہ ہم بدلی اپنے ساتہہ لائے ہین تم اپنے سب تالاب اور حوضونکو جہاڑ کر صاف کر رکہو اور کہیتی کا سامان جیسے بیج اور ہل وغیرہ بہی سب درست کر دو اور خوش ہو کہ یہہ بدلی تمہاری خواہش کے موافق برسیگی شہر کے لوگ سب اس خوشخبری کے سُننے سے بہت خوش ہوے کہ ہمارے بہیجے ہوونکی دعا مقبول ہوی اور بہت بدلی آئی اور حضرت ہود علیہ السلام پر زبان طعن اور تشنیع کی کہولی اور کہا کہ دیکہو ہمارے بہیجے ہوؤنکی دُعا مقبول ہوی اور بدلی آئی تم کہتے تہے کہ بلا آویگی حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہہ بدلی نہین ہے یہہ حقتعالی کی بلا ہے اس سے ڈرتے رہو اور ابہی کچہہ نہین گیا ہے میرا کہا مانو اور ایمان لاؤ اور بت پرستی کو چہوڑو اُن لوگون نے کہا کہ بدلی مین کیا بلا آویگی حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ آندہی یعنے طوفان کی ہوا چلے گی کہ تمکو اور تمہارے سب مکانونکو نیست و نابود کر دیگی اُن لوگون نے جواب دیا کہ تم ہمارا زور اور قوت جانتے ہو پہر ہمکو ہوا کی شدت اور تندی سے خوف دلاتے ہو اسی گفتگو مین تہے کہ وہ بدلی اُنکے شہر کے کنارے آپہنچی اور طوفانی ہوا چلنا شروع ہوا اور حقتعالی کا حکم ہوا کہ باد عقیم کو جسکا ٹہکانا چوتہا طبقہ زمین کا ہے بیل کے ناک کی سوراخ کے برابر چہوڑ دو اور عاد کی قوم پر مسلط اور معین کر دو پہر وے فرشتے جو ہوا پر معین ہین اِس لحاظ سے کہ یہہ ہوا کہین بے گنا ہونکو نہ ہلاک کر ڈالے کتنا ہی اُس ہوا کو روکتے تہے لیکن ہوا اِنکے روکنے سے کب رُک سکتی تہی پہر اِس قسم کی ہوا کی تندی اور زور دیکہہ کر عاد کی قوم مضبوط اور مستحکم مکانونمین جا گہسے تہے اور مضبوط رسیون سے آپسمین ایک نے دوسرے کو باندہا تہا اور اپنے جانورونکو بہی زنجیرونسے جکڑ دیا تہا اور اپنے گہر والونکو اونٹونکے کجاوونمین بٹہا کر ہوا سے جو حقتعالی کی مخلوقات مین سے ایک ضعیف جز ہے مقابلے اور کشتی کیواسطے مستعد ہوے اور اس ضعیف مخلوق نے بہی اُنکے ساتہہ اِس قسم کی کُشتی کی کہ انکے عورتونکو جو لوگونکی عماریونمین بڑی بڑی مضبوط سانڈنیونپر بٹہلا کے لوہے کی زنجیرونسے

اُن عماریونکو سانڈنیو نپر کس دیا تہا سو ہوا انکو معہ سانڈنیون زمین سے اوڑالیجاتی تہی اتنی دور
سانڈنی معہ عماری ٹیڑی سی معلوم ہوتی تہی پہر وہانسے زمین پر وے مارتی تہی یہان تک کہ اُس قوم
بالکل ہلاک کیا اور حضرت ہود علیہ السلام ایماندارونکو لیکر ایک ٹاپو مین ہو گئے تہے اور ایک خط
کرد کہیچ دیا تہا حقتعالی کی قدرت کاملہ سے وُہ ہوا جب اس خط کے اندر آتی تہی تو آہستگی سے چلتی
جو بدنکو اچہی معلوم ہوا اور اس خط کے باہر جسپر پہنچتی تہی اُسکو جلا خاک سیاہ کر دیتی تہی سو حقتعالی نے
لوگونکو ایسے عذاب مین مبتلا کیا جو انکی پہلوانی کے مناسب تہا اور ہواکو جو مونہہ کی پہونک سے
ہو جاتی ہے انکی کشتی کیواسطے بہیجا تاکہ وے بہی اُس درگاہ الہی کے پہلوان کی قوت کا تماشا کر
فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ پہر ہلاک کئے گئے زور کی ہوا سے جو چلنے کیوقت آواز زور سے کرتی تہی ع
بہت سخت اور تند بہنے والی جو نگاہبانون اور موکلونکے اختیار سے نکل گئی تہی چنانچہ حدیث شریف
آیا ہے کہ حقتعالی کبہی ہواکو دنیا مین نہین بہیجتا مگر انداز سے اور پانی کو بہی نہین بہیجتا مگر انداز سے لیکن جو
نوح علیہ السلام کے طوفان کے دن اور عاد کی قوم پر عذاب کے دن کہ طوفانکے دن اس ریلے پانی بہا تہا
محافظ فرشتونکے اختیار مین نرہا تہا اور عاد کی قوم پر اُنکے عذابکے روز ہوا بہی موکل فرشتونکے اختیار سے
باہر ہو گئی تہی اور یہہ ہوا کا اس زور سے بہنا کچہہ آسمانکی گردش سے نتہا والا عاد کے کافرونکی تخصیص
عذاب مین نہوتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام اور دوسرے ایماندارونکو بہی اس سے ایذا پہچتی بلکہ حقتعالی
سَخَّرَھَا مسلط کیا تہا اُس ہواکو نہایت غصے اور بدلا لینے کے ارادے سے عَلَیْھِمْ اُنپر یعنے فقط عاد کی قوم
پر مسلمانونپر اور نہ حضرت ہود علیہ السلام پر اور یہہ ہوا کا اُنپر مسلط کرنا گہڑی دو گہڑی نتہا بلکہ سَبْعَ لَیَالٍ
وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ سات رات آٹہہ دن تک تہا شوال کی بائیسوین تاریخ بدہ کی صبح سے یہہ تسلط اور ہوا کی
شروع ہوئی تہی اور انتیسوین تاریخ اُسی مہینے کی بدہ کے آخر دن تک یعنے آفتاب کے غروب تک
شدت تمام ہوئی اور سات رات اور آٹہہ دن اس عذاب رہنے کی وجہہ یہہ تہی کہ عاد کی قوم اپنے تکبر اور غ
اسطرح کی زبان درازیان کرتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ قحط کیا چیز ہے ہم اتنی قوت رکہتے ہین کہ اگر س
برس اسطرح کا قحط رہے تو بہی ہم اُسکی برداشت کر سکتے ہین سو حقتعالی نے ہر برس کے مقابلہ مین

ہوا کے عذاب کا ایک دورہ دن اور رات کا اُنپر مسلط کیا اور آٹھوین دنکو اسواسطے زیادہ کیا تاکہ اُسمین ہر شخص ضعف اور بے طاقتی اور کمزوری ایک دوسریکی دیکھین اور ہر شخص کو دوسریکی ہلاکی کا رنج اور غم ہووے چنانچہ ابن جریج اور دوسرے مفسرون نے روایت کی ہے کہ وُہ قوم باوجود اُس ہوا کی شدت کے کہ اُنکو اُٹھا کر دے پٹکتی تھی لیکن وے لوگ سات دن تک زندہ رہے آخر کو آٹھوین دن بد کو سب مردہ اور بیجان ہوے پھر ہوا نے انکی لاشونکو اُڑا کے کھارے دریا مین ڈال دیا اور اُن آٹھہ دن اور سات راتونمین کچھہ بیچ مین فاصلہ نتھا تاکہ بیچ مین تھوڑی آرام لیکے پھر عذاب اُٹھانیکی قوت پیدا کرین بلکہ حُسُومًا سپے درپے تھے یعنے لگاتار تھے چنانچہ اوپر ذکر ہوچکا ہے اور اُن دنونکو عرب کے لوگ عجوز کہتے ہین جو آخر جاڑونمین مشہور اور معروف ہین اور بَرْدُ الْعَجُوْز ایک مثل ہے مشہور عرب مین اور اُن دنونکے نام علیحدہ علیحدہ عرب کے نزدیک مقرر ہین چنانچہ پہلے دنکو صَنّ اور دوسرے دنکو صُنَبرا اور تیسرے دنکو وَبَرا اور چوتھے دنکو اٰمر اور پانچوین دنکو موتم اور چھٹھین دنکو مُطْفِی الْجَمْر اور ساتوین دنکو مکفی الظعن کہتے ہین اور اُن دنونکی عجوز کیطرف نسبت کرنیکی وجہ مین عوام لوگ یون کہتے ہین کہ ایک بڈھی عورت عاد کے قوم کی اُن دنونمین ایک تہ خانہ مین گھس کر چھپ رہی تھی آٹھوین دن ہوا نے اسکو بھی تہ خانہ سے نکال کر زمین پر دے پٹکا اور ہلاک کیا لیکن صحیح یہہ ہے کہ عجوز کی لفظ غلط العام ہے یعنے عوام کی غلطی سے ہے اصل مین عَجُز ہے اور عجز جانور کے آخر کو کہتے ہین یعنے اُس جسم کو جو دُم سے ملا ہوا ہوتا ہے اور اُن دونونکو ایام عجز اسواسطے کہتے ہین کہ یہ دن بہی جاڑونکے آخر مین ہوتے ہین حاصل کلام کا یہہ ہے کہ قوت اور زور عاد کی قوم کا اُس ہوا کی مصیبت دفع کرنے مین کچھہ کام نہ آیا اور اُس ہوا کے ہاتھہ سے ایسے عاجز لاچار ہوگئے جسطرح کشتی گر پہلوانونکے ہاتھہ مین گرے فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ پھر دیکھتا تو ای دیکھنے والے اگر اسوقت موجود ہوتا اُس قوم گراں ڈیل زبردست کو اُن تھوڑے راتون اور دنونمین کہ بے جان پڑے تھے اور ہوا نے انکی روحونکو نکال کر اُنکے جسمونکو مردہ کرکے ڈال دیا تھا كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ گویا کہ وے کھجور کے ڈنڈ تھے قد کی لنبائی اور بدنکی مُٹائی مین لیکن کھوکھلا پڑے ہوے چنانچہ ہوا اُنکے مسامونمین اور حلقونمین ایکطرف سے گھستی تھی اور دوسری طرف سے نکل جاتی تھی اور آواز کرتی تھی گویا کہ اُنکے بدنونمین رطوبت یعنے تری کا نام نرہا تھا

بلکہ سبکو ملاکر خشک کر دیا تہا فَهَل تَریٰ لَهُم مِن بَاقِيَة پہر کیا دیکہتا ہے تو اِن دونون فِرقونکا کوئی بہی باقی رہا جوان فرقونکی نسل سے کہے اور اپنی تئین اُنکی طرف منسوب کرے اسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ جو عذاب حاق ہوتا ہے وہ جب آتا ہے اُسکا نام اور نشان بہی نہین رکہتا ہے اور آدمی کی نسل کو قطع کر دیتا ہے بخلاف اُس عذاب کے جو ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیواسطے آتا ہے کہ وہ سبکو شامل نہین ہوتا ہے اور جڑ سے کہو د کر نہین پہینکتا وَجَاءَ فِرعَونُ اور آیا فرعون یعنے پیدا ہوا اور غلبہ کیا اور فرعون اصل مین لقب ہے مصر کے بادشاہ کا جو قبطیون سے ہوتا تہا جسطرح روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور فارس کے بادشاہ کا کسریٰ اور ترک کے بادشاہ کا لقب خاقان اور یمن کے بادشاہ کا لقب تُبّع اور ہند کے بادشاہ کا لقب راجہ ہوتا ہے اور یہان پر فرعون سے ایک شخص معین مراد ہے جو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین مصر کا بادشاہ تہا یہود اور نصاریٰ ایسا کہتے ہین کہ اُسکا نام قابوس تہا اور قبط کی قوم سے تہا اور بعضون نے کہا ہے کہ اُسکا نام مُصعب بن ریّان تہا اور اُسکا باپ ریّان بن الولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے مین مصر کی بادشاہت کرتا تہا وَمَن قَبلَهُ اور وے جو لوگ فرعون کے پہلے تہے یعنے وے بہی دنیا مین آئے اور اُن لوگون سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے اور اُنکے دو فرقے تہے ایک مدین والے جو بیچ شہر مین رہتے تہے اور حضرت ابراہیم کے بیٹے جنکا نام مدین ہے انکی اولاد سے تہے اور دوسرے ایکہ والے جو شہر کے باہر جنگلون مین رہتے تہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کو حقتعالیٰ نے اُن دونون فرقونکی طرف رسول کر کے بہیجا تہا اور دین اور مذہب اور بت پرستی مین ان دونون فرقونکا ایک ہی طریقہ تہا وَالمُؤتَفِكَاتُ اور اُلٹی بستیان اور وے چہہ یا پانچ بستیان تہین اور انمین جو بڑی بستی تہی اُسکا نام سدوم تہا جسمین چار لاکہہ آدمی تہا حقتعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہانجے ہوتے ہین انکی طرف رسول کر کے بہیجا اور حضرت لوط علیہ السلام بیس برس انمین رہے اور انکو ایمان کی طرف بلایا لیکن وے ایمان نہ لاے بِالخَاطِئَةِ بڑے بڑے گناہون کے ساتہہ جنکا بُرا ہونا سبکے نزدیک ثابت تہا سو فرعون کے گناہ یے تہے کہ پہلے پیغمبر کی اولاد سے دشمنی شروع کی یعنے بنی اسرائیل سے اور اس عداوت کا سبب یہہ تہا کہ جسوقت حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ کیطرف سے جسکا نام ریان تہا

بیان بادشاہون کے لقب کا

مدین نام ہے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

مصر کی سلطنت کے مختار ہوے اور بنی اسرائیل اسواسطے سے مصر مین گئے اور وہانکی سکونت اختیار کی تو
حضرت یوسف علیہ السلام کے غلبے اور شوکت کی سبب سے سب مصر والے بنی اسرائیل کی بہت تعظیم اور
بزرگی کرتے تہے پہر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے وفات پائی اور فرعون مصر کا بادشاہ ہوا تو بنی اسرائیل
کی بزرگی اور عزت جو مصر والے کرتے تہے اُسکے دلکو نہایتی بلکہ گران معلوم ہوئی چاہا کہ کسی تدبیر سے بنی اسرائیل
کو مصر والونکی نظرونمین ذلیل اور خوار کر دے تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ریاست کا خیال بنی اسرائیل کے
دل مین نرہے اور اس سبب سے ریاست کے کامونمین دخل کی خواہش نکرین آخر ہوتے ہوتے اسقدر ظلم اُنپر
کرنے لگا کہ کوری اور چمارونکی طرح اُسکی بیگار مین ہمیشہ گرفتار رہتے تہے کسی سے عمارت اپنی بنواتا تہا اور
کسی سے کہیتی اور کسی سے باغبانی اور کسی سے اینٹ بنواتا تہا اور کسی سے اینٹ پکواتا تہا غرض کہ
سب ذلیل کام انہین سے لیتا تہا اور سخت بے رحم پیادے اُنپر مقرر کئے تہے اور اپنی تئین سب مصر والونکا
معبود ٹہراکر سب سے اپنی تئین سجدہ کرواتا تہا اور بنی اسرائیل یہہ بات اُسکی نہین مانتے تہے اسواسطے
اور اُنپر غصے مین آتا تہا اور ایذا پہنچاتا تہا یہانتک کہ کاہنون اور نجومیون نے فرعون کو خبر دی کہ اِس
بنی اسرائیل کی قوم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا اسطرح کا کہ تیری بادشاہت اُسکے ہاتہہ سے جائیگی یہہ
بات سُنتے ہی اس بدبخت نے ایسا حکم کیا کہ دائیان بنی اسرائیل کے گہر گہر ہمیشہ پہرتی رہین اور دیکہا کرین
جس عورتکو اُنمین سے حاملہ دیکہین اُسکا نام اور پتا کوتوال کے دفتر مین لکہوا دین پہر جب جننے کا وقت ہو تو کوتوال
کے پیادے اُسکے دروازے پر جاکر کہڑے رہین اور دائیان جنواکر اُس لڑکے پیدا ہوئیکو باہر لاکر ان پیادونکو
دیکہلا دین اگر وہ بیٹا ہو تو پیادے اسیوقت اُسکو مار ڈالین اور اگر وہ بیٹی ہو تو اُسکو چہوڑ دین غرض کہ
برسون یہہ ظلم اُسکا اُنپر جاری رہا اور سواے اِسکے دوسرے طرح طرح کے ظلم جو بنی اسرائیل پر کرتا تہا سو
تمام عالم مین مشہور ہین اور باوجود اِن ظلمونکے لوگونپر بت پرستی اور شرک کرنے کیواسطے زبردستی کرتا
تہا اور جو منع کرتے آدمیونکو مار ڈالتا اُسکی ایجاد ہی آخر ہوتے ہوتے اُسکا کفر اُس درجے پہونچا کہ بیخوف اور
خطر پکار کر کہتا تہا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ یعنے مین ہون تمہارا رب سب سے بڑا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم
کے گناہ بعضے وے تہے کہ مدین اور ایکہ والے دونون اُنمین شامل تہے جیسے بت پرستی اور ماپ اور تول مین کمی کرنا

کہ یہ دونون چیزین اُن سب لوگونمین بے انتہا رواج پائی تہین لیکن قزاقی اور رہزنی کرنا خاص مدین والونکا
عمل تہا کہ شام اور مصر کی راہونپر گذرگاہیان بنا کر چہپے بیٹہے رہتے تہے اور قافلے لوٹتے تہے اور بہت مال لاتے تہے اور حضرت لوط
علیہ السلام کی قوم گناہونمین سب سے بڑا گناہ لونڈے بازی تہی یعنے مرد مرد کے ساتہہ بُرا کام کرتا تہا اور سوا
اس بُرے فعل کے اور بہت سی بُرائیان اور بدعتین اُنمین رایج تہین جیسے کبوتربازی اور مینڈہے لڑانا اور
پتہرونسے آپسمین لڑنا اور مہمانکو اپنے گہر اُترنے ندینا اور اگر کوئی دور سے اُنکے شہر مین غلہ خریدنے کو آوے
تو اُسکو خرید کرنے ندینا اور آپس کی ہنسی کہیل مین گالیان دینا اور فحش بکنا اور راہ چلتے سے مسخری کرنا
اور عورتونکی طرح مسی لگانا اور ہاتہہ پانون عورتونکی طرح مہندی سے رنگنا اور بیحیائی مین انتہا درجہ کو پہنچے تہے
یعنے سبکے سامنے ننگے ہوکر ایک دوسرے کے مونہہ پر گوز مارتا تہا پہر حقتعالی نے ان سبکی ہدایت کیواسطے حضرت
موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کیطرف اور حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین اور ایکہ والون
کیطرف اور حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم وغیرہ کیطرف رسول کرکے بہیجا اور ان بُرائیونسے ان سبکو منع فرمایا
فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ پہر نافرمانی کی ہرایک نے اُنمین سے اپنے اپنے رسولونکی جو اُنکے پروردگار کے بہیجے ہوے
تہے اور حکم نمانا اور اپنی بُرائیونکو نچہوڑا بلکہ اپنے اپنے وقت کے رسولونسے مقابلہ کر بیٹہے اور لڑائی اور جہگڑا
شروع کیا فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً پہر پکڑا اُنکو اُنکے رب نے بڑی پکڑ یعنے پیغمبرونکی نبوت کے انکار سے
جس گرفتاری کے لوگ لایق ہوتے ہین اس سے زیادہ گرفتاری اُن لوگون کیواسطے ہوئی تاکہ وہ زیادہ گرفتاری
اُن گناہونکے مقابلہ مین واقع ہووے سو فرعونکو اُسیکے کہنے کے موافق دریا مین ڈبویا اسواسطے کہ ایک روز
حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک فریادی کی شکل بنا کر اُسکے دربار مین آکر اُس سے پوچہا کہ اگر کسیکا غلام اُسکی غلامی سے
منکر ہوکر اپنے خاوند کے مقابلہ مین آپ ہی اپنی صاحبی کا دعوے کرے تو ایسے غلام کیواسطے بادشاہ کا کیا حکم
ہے اور کیسی سزا اسکو دی جاوے فرعون نے کہا کہ ایسے غلام کو جو اپنے خاوند کی نعمتونکا منکر ہے دریامین
ڈبویا چاہیئے اور یہہ بہی ہے کہ اکثر فرعون اپنی فخر اور بڑائی مین حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلے مین بیان کیا کرتا
تہا کہ مین ایسا ہون کہ مصر کے ملک مین نہرین جاری کی ہین اور اُن نہرونکو اپنے مکانونکے نیچے سے بہا نکالا ہے
سو ایسے شخص کو کہ نہرونکے جاری کرنیکو بڑا اپنا فخر سمجہتا تہا اور اس بات سے اُسکو نہایت لذت حاصل ہوتی تہی

دریا مین ڈبو کر ہلاک کرنا بہت مناسب ہوا کہ ان چہوٹی چہوٹی نہرونسے کیا ہوتا ہی توں تو مصر کا بادشاہ
ہی تجھکو بڑے دریا کی سیر کرنا چاہیئے اور جیسا کہ توں ان نہرونکو اپنے مکانونکے نیچے سے جاری کر کے
مزے اور عیش کرتا تہا ویسا ہی اب ہم ایسے بڑے دریا کو تیرے سر اور تمام بدن پر جاری کرینگے تاکہ تیری لذت
کے اسباب چارون طرف سے تجھکو گہیر لیوین اور فرعون کے عذاب کی زیادتی اسطرح سے ہوی کہ تمام اسکی
سلطنت اور مکانات اور باغات اور اچہے اچہے محل فرش فروش سے آراستہ اور خزانے بے انتہا ایک پل
مین اسکے ہاتہہ سے نکال کے اسکے دشمنونکو جو بہت حقیر اور ذلیل اسکی نظرونمین تہے عنایت ہوئے
اور عادت یون ہی کہ بادشاہونپر اسطرحکی شدت عذابکی نہین ہوتی ہی اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم
پر جو دو فرقے تہے کئی طرح کا عذاب ہوا مدین والونپر صیحہ یعنے سخت آواز ہی ہوئی جیسی ثمود کی قوم پر
ہوی تہی اور بہونچال نے بہی انکو ہلاک کیا اور ایک قسم کے عذاب کا دوسری قسم کے عذاب کے ساتہہ
ملنے سے عذاب کی زیادتی ہوتی ہی حضرت شعیب علیہ السلام کے جہوٹہلانے اور حقیر جاننے کے عوض مین
سخت آواز سے جہڑکے گئے اور ماپ اور تول مین جو کمی کرتے تہے اور ڈنڈی یا پیمانہ ہلا دیتے تہے تاکہ ماپی اور
تولی چیز برابر نہ اترے اسکی عوض مین بہونچال مین مبتلا ہوکر ہلاک ہوے اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پہلے
نیچے سے اوپر لے گئے پہر وہانسے الٹا کر پہینک دیا اسواسطے کہ انکا کام لونڈے بازی اور بیحیائی تہی جسمین
موضوع کا قلب لازم آتا ہی یعنے جو چیز جسواسطے مقرر کی ہی اسکو الٹا کرنا جیسے مرد کو کہ حقتعالی نے
اسواسطے نہین پیدا کیا کہ اوندہا پڑے اور اپنی تئین ذلیل کرے بلکہ اسکو عزت والا پیدا کیا ہی کہ یہہ عورت پر
سوار ہو اور اسکے بعد انپر پتہر جلے ہوئے برسائے اسواسطے کہ لونڈے بازیمین زنا کا مزا انکو ملتا تہا اور زنا کی
حد رجم ہی یعنی پتہر مارنا اور اس مقام پر بعضے لوگونکے دلمین شبہ آتا ہی کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے
شہرونکو الٹا کر دیا تو وے لوگ ہلاک ہوگئے اور انکے لاشین زمین کی تہ مین چہپ گئین پہر انپر پتہر برسانے
سے کیا فائدہ اسواسطے کہ پتہر زمین پر گرے ہونگے اور انکے لاشین بہت دور زمین کی تہ مین چہپی ہونگی جواب اسکا
یہہ ہی کہ ان پتہرون نے اپنے مادیکی تیزی سے گندہک کی خاصیت پیدا کی تہی اور کچہہ ان پتہرونکا بہاری پن
اور کچہہ پہینکنے والے کا زور ان دونون چیزونکے اسمین جمع ہونے کے سبب سے وے پتہر اسقدر زور سے گرتے تہے

کہ زمین کو پہاڑ کر گہس جاتے تہے اور انکی لاشون تک پہنچ کر اُنکے جسمونمین آگ لگا دیتے تہے اور اُلٹا کر پہینکے کے وقت مین اگرچہ احتمال اسبات کا ہے کہ اُنکی روحین اُنکے بدنونسے جدا نہوی ہووین لیکن روح کو جو اپنے بدنکے ساتہہ ایک طرح کا علاقہ باقی رہتا ہے وہی علاقہ روح کی عذاب کا سبب پڑتا ہے اسیواسطے مردیکی ہڈی توڑنے سے اور کسی دوسری طرح کی اذیت اور سختی پہونچانے سے منع آیا ہے تو اُن شہرونکو اُلٹا کر کے پہیکنا دنیا کا عذاب تہا اور پتہر برسانا اور اُن پتہرونسے انکے بدنونکو جلانا یہہ برزخ کا عذاب تہا اور یہہ بہی احتمال ہوسکتا ہے کہ جب انکو اُلٹا کر کے پہینکا تہا تو زمین پر پہنچنے کے پہلے ہی پتہر برسائے ہون تو اُس صورت مین یہہ بہی دنیا ہی عذاب سے ہوگا ہر صورت سے یے پانچو واقعہ حقیقی حاقے کی مثالین ہین کہ کافرونکو اُنکے کفر اور نافرمانی کے سبب سے بدون شریک کرنے مسلمانونکے اور بدون فلکی اور عُنصری اسباب کے طلب کرنے سے طرح طرح کے عذاب سے انکو نیست اور نابود کر دیا اور اگر باوجود ایسی مثالون اور نظیرونکے پہر بہی کسیکو شبہہ باقی رہی اور کہے کہ ان واقعونمین مسلمانونکا بچ رہنا اور کافرونکا نیست اور نابود ہوجانیکا ایک سبب تہا کہ پہلے ایماندارونکو کافرونسے جدا کر دیا تاکہ وے عذاب کے مقام پر نہین بلکہ وہان سے دور ہوجاوین پہر کافرونپر عذاب کیا اور یہہ ایماندارونکو عذاب کے آنے سے خبردار کر دینا اور عذاب کے مقام سے دور کر دینا امتیاز کا سبب ہوا لیکن قیامت کو مسلمان اور کافر ایک ہی مقام پر جمع ہونگے اور وہانسے بہاگنا اور علیحدہ ہونا کسیطرح ممکن نہوگا اور عذاب کے اسباب عام اور سبکو شامل ہونگے وہان حاقہ کے معنے کسطرح ہو سکتے ہین تو ہم کہینگے کہ شاہد اور گواہ اُسکے بہی سنو کہ اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَآءُ بے شک جب زیادتی کی پانی نے آسمان اور زمین کے برسات کی کثرت اور چشمونکے اُبلنے اور بہنے سے اسقدر کہ تمام روے زمین کو چہپا لیا بلکہ بڑے اونچے پہاڑونکی چوٹی کے اوپر چالیس چالیس گز پانی اونچا چڑہ گیا تہا اور آسمان اور زمین کے درمیانمین بہی چالیس روز تک پے بہم برسات کی کثرت سے پانی غالب رہا اور یہہ حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم کے حاقے کا حال ہے اور طوفانکے بولنے سے یہی واقعہ مراد ہوتا ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام اور سب مسلمان اس واقعہ مین سلامت رہے باوجود اسبات کے کہ وُہ بلا عام تہی اور طوفان نے تمام روے زمین کو اور زمین اور آسمان کے بیچ کو چہا لیا تہا کوئی جگہہ بہاگ بچنے کی باقی نرہی تہی ہر جگہہ پر طوفان

تہا انکو بہی بہاگنے سے بچاؤ نہا اگر حقتعالی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنین کو نبچاتا تو وے سب اس طوفان
مین ہلاک ہوجاتے اور تم لوگون نے جو حقتعالی کی نعمتونکی انکار پر کمر باندہی ہے سو تمہارے وجود کا پتا بہی
نمعلوم ہوتا اسواسطے کہ تم لوگ حضرت نوحؑ اور انکی اولاد کی نسل ہو پہر اگر اُسوقت تمہارے باپ دادو نکی
محافظت حقتعالی نکرتا تو تم کسطرح اِسوقت مین پیدا ہوتے سو اُسوقت مین حضرت نوح علیہ السلام اور مومنین کے
بچاؤ کیواسطے ایک تدبیر انکو تعلیم کردی ہمنے تاکہ وے لوگ اُس طوفان مین شریک بہی رہین اور اُس
عذاب سے بچے بہی رہین بلکہ عذاب کی چہینٹ بہی ان تک نہ پہنچے اور اُس تعلیم کے مضمون کا حاصل یہہ ہے کہ لکڑی کے
سواے کوئی دوسری چیز اسکی صلاحیت نہین رکہتے اسواسطے کہ پانی کی اصل ثقیل ہے یعنے بہاری ہے
اسکی طبیعت اسی بات کو چاہتی ہے کہ زمین پر ٹہرا رہے اگر جس چیز مین کہ زمین کے اجزا غالب ہین اُس سے
کوئی چیز مرکب کرکے یعنے بناکے پانی مین ڈالین تو پانی اسکو اپنی تہ مین لیجائیگا اور نیچے بٹہاویگا اور آپ
اُسکے اوپر رہیگا سوا ایک جوہر لطیف چاہئے جو پانی سے اوپر تیرا کرے اور اُسکے نیچے نہ بیٹہہ جاے اور
ایسا لطیف اور پاکیزہ جوہر دو عنصر مین منحصر ہے ایک آگ اور دوسری ہوا سو آگ کی اصل جلا دینا ہے پہر
اُسپر آدمی کو سوار کرنا گویا اُسکی ہلاکی کی خوشخبری دینا ہے اور ہوا اگرچہ آدمی کی طبیعت کے موافق ہے
اور اسکے جسم کو فاسد اور خراب نہین کرتی لیکن ازبسکہ لطیف اور پاکیزہ ہے قابل اسکے نہین ہے کہ آدمی
باوجود اپنے جسم کے بہاری ہونیکے اسپر سوار ہوسکے سو اسواسطے حضرت نوح علیہ السلام کے دلمین اسبات
کو ڈالدیا کہ جو چیز بہت ٹہوس نہو بلکہ اُسکے مسام اور سوراخونکے خالی ہونے کے سبب سے اسمین ہوا در آسکتی ہو
اور بہت ہوا اسمین بند ہوسکتی ہو ایسی چیز اختیار کرو اور اس قسم کی چیز لکڑی ہے کہ ہمیشہ ہوا اسکے مسام اور
منفذ مین در آتی ہے اور اُسکو اُوپر اُٹہا لیتی ہے بخلاف حیوانات اور معادن یعنے زمین کے اندر پیدا ہونیوالی
چیزونکے اور یہی وجہ ہے کہ لکڑی اور پتے درختونکے کتنے ہی بہت ہون اور بہاری لیکن پانی کے اوپر ہی
رہینگے پانی کی تہ مین نہ بیٹہہ جائینگے اور معدنی چیزین جیسے لوہا وغیرہ اور جانورونکے جسم کتنے ہی چہوٹے ہین
اور ہلکے ہون لیکن پانی کے نیچے تہ مین بیٹہہ جائینگے اسواسطے کہ لکڑی اور پتا ہوا کا ظرف ہے اور ہوا لطیف
اور اوپر رہنی والی ہے اور ظرف کو مظروف کا حکم ہوتا ہے اس مقدمے مین آور معدنی اور حیوانی جسم ٹہوس ہین

بیان حضرت نوح علیہ السلام
کشتی

ہونے اور مساموںکی بہر بیٹہنے مین ہوا کے ظرف نہین ہوسکتے ہین ارضی جزانکے غالب ہوتے ہین اور مٹی کا جوہر
بہاری پانی کی تہ مین بیٹہنے والا ہے غرض کہ لکڑی کے سوائے کوئی چیز ایسی نتہی جو اسکام کی لیاقت رکہے
اسواسطے حکم ہوا کہ نباتی جسم سے یعنے لکڑیسے ایک شہر مختصر تیار کرو اسقدر جسمین آدمی اور جانور اور
ان سبکے چہہ مہینے کے کہانے کی گنجایش ہوسکے اور اسکو طبقہ طبقہ کرو یعنے ایک کے اوپر ایک پہر نیچے کے
طبقے مین چارپایونکو اور درندے جانورونکو رکہو اور بیچ کے طبقے مین آدمی اور جناتکو اور اوپر کے طبقے مین اُڑنیوالے
جانورونکو رکہو اور جتنے جانور چرند اور پرند ہین انکو سبکو حکم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تابعداری مین جاکر
حاضر ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک ایک جوڑا ان سب جانورونمین سے پکڑکر کشتی مین رکہو
پہر حقتعالی کی قدرت کاملہ سے حضرت نوح علیہ السلام کا دست مبارک اسی جانور کے جوڑے پر پڑتا تہا جسکی
نسل کا باقی رکہنا قیامت تک مقدر اور منظور تہا پہر حقتعالی نے درندے اور موذی جانورنکے دلمین سے
اس عداوتکو جو دوسرے جانورونکے ساتہہ رکہتے ہین چہہ مہینے تک بالکل نکال ڈالا تاکہ ان سبکا ایک جاے
پر رہنا ہوسکے اور اوپر کے پانی کا بچاؤ بے سرپوش کے ممکن نتہا سو حضرت نوح علیہ السلام کے دلمین اسبا تکو بہی القا
کیا کہ اس چلتے شہر کیواسطے ایک سرپوش بہی جو اوپر سے سب کشتی کو دہانک لے تیار کر رکہو تاکہ سوار ہونیکے بعد
اس سرپوش سے کشتی کو دہانک لینا اور روشنی کیواسطے حکم ہوا کہ روشندان یعنے سوراخ اس سرپوش مین اسطور
پر رکہو کہ روشنی بہی رہے اور برسات کا پانی کشتی کے اندر نہ آوے اور اس چلتے شہر کا نام سفینہ اور جہاز اور
کشتی رکہا پہر جو اس کشتی کو بہنیون پانی چیرنا اور موجونکے تہپیڑونکی برداشت کرنا تہا تو اسواسطے حکم ہوا کہ اس
کشتی کا سر مرغ کے سر کے مانند اور اسکا سینہ بط کے سینے کے مانند اور اُسکی دم کبوتر کی دم کے مانند بناؤ تاکہ
موجونکے صدمونسے اُلٹ نجاوے اور جو طوفانکے آنے کا وقت معلوم نتہا تو اسواسطے حضرت نوح علیہ السلام
اور مومنین کو ایک نشان بہی بتلا دیا یعنے جسوقت تمہارے گہر کے تنور سے پانی کا اُبلنا شروع ہووے
تو جان لینا کہ پانی کی طغیانی اور طوفانکا وقت آپہنچا اور بوجہہ لینا کہ پانی کی روح کو تمام عناصر پر اسقدر غلبہ ہوا کہ
تنور کی آگ نے اُسکے مقابلے مین نیستی کا حکم پیدا کیا چنانچہ اس علامت کے ظاہر ہونیکے وقت حَمَلْنَاكُمْ
فِي الْجَارِيَةِ اٹہا لیا یعنے لاد لیا ہمنے تمکو اس چلتی کشتی مین جو اسی طوفانکے پانی مین تہی جسمین سب کافر

ڈوب گئے اور وہ کشتی غرق نہوئی تہی پہر اب غور کرو اور سوچو کہ باوجود عذاب مین شریک نہونیکے تمکو ہمنے
بچا رکہا اور ڈوبنے ندیا اُن مسلمانونکے طفیل سے یعنے اس سبب سے کہ تم انکے پیٹہہ مین نطفہ تہے اور وہ کشتی
تمہاری اسی عذاب کے مادے پر یعنے طوفانکے پانی پر نہایت آہستگی سے چلی جاتی تہی کچہہ صدمہ اُسکو
نہین پہنچتا تہا اسیطرح قیامت کے دن ایماندار پل صراط جو دوزخ کے اوپر ہوگا چلے جاوینگے اور کچہہ صدمہ انکو
نہ پہنچیگا اور اس کشتی کے بنانے کی تدبیر سکہانے مین ایک نفع تمہارے واسطے دوسرا بہی رکہا ہے ہمنے
لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً تاکہ کرین ہم اس کشتی کو واسطے تمہارے یادگاری اور جس مقام پر ڈوبنے کا خوف ہو اور
تم ارادہ کرو کہ اس شہر سے دوسرے شہر کو یا اس کنارے سے دوسرے کنارے کو پانی سے اُتر کر پہنچا چاہیے
تو وہان اسیطرح کا چلتا گہر یعنے جہاز یا کشتی کسی لکڑی سے تیار کر کے پار ہو جایا کرو اور اپنے مطلب کو پہنچا کرو
اب اس باتین تمکو چاہیئے کہ خوب غور کرو اور تامل کر کے بوجہو کہ گناہونکا بوجہہ بہی اسیطرح ندامت اور
حسرت کے دریامین ڈبونے والا اور دوزخ کے گڑہے مین ڈالنے والا ہے اس سے نجات اور خلاصی بدون وسیلے کسی
ایسے شخص کے جسنے اپنی تئین گناہونسے خالی کر کے اس سب لطیفونسے لطیف کا یعنے ارحم الراحمین کی رحمت
کا ظرف اور نزول کا ہنار کہا ہو ممکن نہین ہے جیسے لکڑی کہ اپنی تئین ہوالطیف کا ظرف بنا کر بہاری بہاری چیزونکو
پانی مین ڈوبنے سے بچا کر پار کر دیتی ہے سو تمکو بہی چاہیئے کہ جسطرح ہو سکے اپنی تئین بہی کسی لطیف کے
ظرف مین یعنی کسی صاحب باطن صالح کے دلمین جگہہ دو تاکہ اس لطیف کی برکت جو اس ظرف کی مظروف ہے
تمہارے حال پر بہی متوجہ ہو اسواسطے کہ وہ لطیف اُس ظرف کا مظروف ہے اور تم بہی اسی ظرف کے مظروف
ہوئے تو اس لطیف سے ایک نوع کا اتحاد بہم پہنچا اور یہہ اتحاد اُن گناہونکے بہاری پن سے سبکباری اور
اور خلاصی حاصل کر سکتا ہے سو ایسے لطیف ظرف ہر زمانے مین کمیاب اور نادر الوجود ہوتے ہین ایسے
لوگونکی طلب اور تجسس مین ضرور رہا چاہیئے اور دل اور جان سے انکی محبت اور متابعت مین کوشش کیا چاہیئے
تاکہ اُن لوگونکے دلونمین اپنی جگہہ پیدا ہو سو اس امت مرحومہ کیواسطے ایسے لطیف ظرف رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اہل بیت ہین اُنکی محبت اور متابعت اسباب کا سبب بڑی ہے کہ انکے دلونمین اس شخص
کی جگہہ پیدا ہوا اور جب یہہ بات حاصل ہوئی تو وے دل تو حقتعالی جلشانہ کے لطف کے نور سے معمور

اور بہرے ہوے ہین تو اس شخص کو بہی ان دلونمین جگہہ پانے سے اور انکی ہمسایگی کی برکت سے جناب
پاک پروردگار سے ایک طرحکی مناسبت حاصل ہوجایگی اور یہہ مناسبت گناہونکے بوجہہ کے دفع کرنے
مین تریاق کا حکم رکہتی ہے اور کیا اچہی بات کہی ہے کسی شاعرنے سے مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد
دست در پاے کبوتر زد و ناگاہ رسید یعنے چیونٹی بیچاری نے حوصلہ کعبہ جانے کا کیا کبوتر کے پانونکو ہاتہون
سے تہام بیٹہا اور اس وسیلہ سے کعبہ کو پہنچی اور اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِی
فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ یعنی مثال میرے اہل بیت
کی تم مین مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے کہ جو سوار ہوا کشتی مین اُسنے طوفان سے نجات پائی اور جس نے
اُس سے موہنہ موڑا اور پیچہے رہ گیا وُہ ڈوبا اور ہلاک ہوا اور حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس
بزرگی اور فضیلت سے خاص ہونیکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آپ کے عمل کے کمال
کی صورت تہی اور حضرات اہل بیت کو بہی حقتعالی جلشانہ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے کمال کی
صورت گردانا تہا اور یہہ عبارت ہے طریقت سے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کمال کا بہی
دوسرے مین جلوہ گر ہونا بدون حاصل ہونے ذاتی مناسبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحی قوتونمین
جیسے عظمت اور پاکی اور حفظ اور جوانمردی اور بخشش مین کسیطرح متصور تہا اور یہہ مناسبت بغیر ولادت اور بغیر اصلی اور فرعی
علاقے کے کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی سو اس کمال کے دریا کو جو مختلفہ ولایتونکا اصل اور منبع ہے اُسکے سب
شعبون اور شاخونکے ساتہہ اسی نہانے سے بہایا ہے اور اسی پرنالے سے جاری کیا ہے اور یہی معنے
ہین امامت کے جو اُن بزرگوارون مین ایک دوسریکو وصی کرتا آیا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ یے بزرگ اس امت
کے تمام اولیا کے سلسلونکے مرجع ہین اور جو شخص کہ تمسک حبل اللہ کا کرتا ہے تو بالضرور اُسکے استفاضہ کی
سند انہی بزرگوارون تک پہنچتی ہے اور وُہ اسی کشتی مین بیٹہتا ہے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی
کمال کے کہ وُہ کمال اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین جلوہ گر رہا اسواسطے کہ اس کمال کے حاصل کرنے
اور اسمین کمال پیدا کرنے کیواسطے مدت دراز تک ہم صحبت رہنا اور مرضی نامرضی کو اسکی دریافت کرنا ضرور ہے
جیسے شاگرد کی نسبت ہوتی ہے اُستاد سے تاکہ بات کے مطلب کو پہنچنا اور مشکل کو حل کرنا اور مجہول چیز کے

ح

بیان وجہ مشابہت اہل بیت کی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے ساتہہ

نکالنے اور دریافت کرلینے کا طریقہ حاصل ہووے اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ یعنے میرے اصحاب ستارونکے مانند ہین انمین سے جسکی تم
پیروی کروگے مطلب کی راہ کو پہنچ جاؤگے سو جسطرح ظاہر کے دریا سے پار ہونا بدون کشتی کی سواری اور تارونکے
حساب دریافت کرنیکے تاکہ مطلب کیطرف سے دوسری طرف کشتی نہونے پاوے ہرگز ہو نہین سکتا
اسیطرح حقیقت کے دریا کو بہی بدون علمی اور عملی دونون بازونکے قطع کرنا اور پار ہونا کسیطرح ممکن نہین ہے
تو مسلمان آدمیکو بہی ان دونون بازؤنپر تمسک اور اعتماد کرنا ضرور ہوا اور اس مضمونکو کسی شاعر نے
ہندی بیتونمین بخوبی ادا کیا ہے اور وے بیتین یے ہین **نظم** جبکہ اصحابونکو حضرت کہہ گئے
ہین کواکب سے ہدایت کے لئے ٭ اور عترت کی تئین کشتی کہا ٭ دونون ان فقرون سے یہہ ظاہر ہوا ٭ عترت
واصحاب بے شک وگمان ٭ لازم و ملزوم ہین دونون یہان ٭ گرچہ ان دو کو نمانے گا کوئی ٭ راہ وہ ہرگز نپاویگا
کبہی ٭ ایک کا ان دو سے ہو گر بغض وکین ٭ ہوگی اسکی بہی ہلاکت بالیقین ٭ جو نہ سمجہے انکو نجم چرخ دین ٭
گم کرے کشتی وہ اپنی بالیقین ٭ کشف ہے بالکل معلم پر یہہ راز ٭ بن کواکب چل نہین سکتا جہاز ٭ یا فقط
بس جان لے انجم کو جو ٭ اور تمسک اسکو کشتی کا نہو ٭ غرق دریاے ضلالت مین رہے ٭ اسکی تئین ساحل
نا نکالب ملے ٭ انتہی اور اسیواسطے فرمایا ہے کہ وَتَعِيَهَا اور یاد رکہے اس طوفانمین ڈوبنے سے بچ
رہنے کو اور کشتی کی حالاتکو جو اسوقت کے مسلمانونکو اس تدبیر سے حاصل ہوا تہا اُذُنٌ وَاعِيَةٌ وہ
کان جو یاد رکہنے والا ہے ایسے قصونکو اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَهَا
اُذُنَكَ يَا عَلِيّ یعنے دعا مانگی مینے اللہ تعالی سے کہ کر دے اللہ تعالی ایسے کان تیرے اے علی اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص کرنا اس شرف اور بزرگی سے اس نکتہ کے واسطے ہے کہ اہل بیت کے
کشتی ہونیکے معنے بدون متوسط ہونے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ممکن نتہے اسواسطے کہ اہل بیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوقت مین بچے تہے اس طریقے کی امامت کے قابل نتہے اور انکی تربیت کا عہدہ
کسی دوسرکو حوالے کرنا آپ کی شان کے لایق نتہا تو گنا ہونکے بوجہہ سے نجات حاصل کرنیکے قاعدے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم کرنا اور انکو امامین امام کرنا اور اپنے عملی کمال کو انکے صورت مین ظاہر کرنا ضرور ہوا
تاکہ وے یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اُبُوّت کے حکم سے یعنے باپ ہونیکے سبب سے اس کمال کو دونون
صاحبزادونکو پہنچاوین اور یہہ سلسلہ قیامت تک انہی کیواسطے سے جاری رہے اسیواسطے حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو یعسوب المومنین کا خطاب دیا ہے اور یعسوب شہد کی مکہی کے بادشاہ کو کہتے ہین اور
باوجود اسبات کے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پرورش پاتے تہے
اور داماد ہیکا علاقہ بہی آپ سے رکہتے تہے اور بچپن سے ہر کام مین رفیق اور شریک رہے تہے تو گویا آپکے
فرزند کے حکم مین تہے اور قرابت مین بہی بہت قریب تہے سو اس سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ روحانی قوتوںمین بہت مناسبت حاصل تہی تو گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کمال کے ظل اور صورت تہے اور یہی مراد ہے ولایت اور طریقت سے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ انکی استعداد بہت بڑہ گئی اور انتہا درجیکے کمال کے مرتبے
کو پہنچی چنانچہ اسکے آثار اور نشانیان ظاہر اور باطن ہر طریقے اور ہر سلسلے کے اولیاء اللہ مین روشن اور
ہویدا ہین والحمد للہ علی ذلک اور جب خاص اور عام حاقے جو دنیا مین واقع ہوے ہین مثالونکے بیان کرنے
سے سمجھہ مین آگئے تو اب آخرت کے حاقے کو تصور کرنا اور بوجہنا آسان ہوگیا اتنا ہی فرق ہے کہ دنیا کے
حاقے مین تخصیص ہے اور آخرت کے حاقہ مین انتہا درجیکا عموم اور شمول ہوگا فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ پھر
جسوقت پہونکا جائیگا صور مین یعنے نرسنگہے مین ثمود کے قوم کی آواز کیطرح جو جبرئیلی حقیقت کے آثار سے تہی
اور یہہ پہونک اسرافیلی حقیقت کے آثار سے ہوگی اور اسکی خادم اور مددکار روحونکے قبض کرنے کیواسطے
عزرائیلی حقیقت ہوگی چنانچہ ثمود کی قوم پر آواز کرنے کے وقت بہی یہی حقیقت اُس قوم کی روحونکے قبض کرنے
کیواسطے خادم اور مددگار ہوی تہی فرق ان دونون آوازونمین اتنا ہے کہ یہہ نفخہ نہوگا مگر نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ
پہونکنا ایک شخص تنہا کا جو تمام عالم کے جانداروںکی روحونکے کہینچ لینے کیواسطے کفایت کریگا بخلاف ثمود
کے قوم کی آواز کے کہ وہ خاص ایک ہی قوم کی روحونکے کہینچ لینے کیواسطے تہی اگر وہ آواز سب جاندارون
کیواسطے فرض کی جاتی تو بہت آوازین متعدد چاہیئے تہین اور اس نفخہ سے پہلا نفخہ مراد ہے چنانچہ حضرت

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ سے منقول ہی اسواسطے کہ زمین اور پہاڑونکا
آپسمین ٹکرانا اور عالم کی خرابی کا شروع اسی نفخہ سے ہی اور وہ جو بعضے قدیم مفسرون نے کہا ہے
کہ اس سے دوسرا نفخہ مراد ہی تاکہ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ کے مضمون کے ساتہہ مناسب ہووے اسواسطے
کہ اعمال کا عرض دوسرے نفخہ کے بعد ہی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ پہلی بار کے صور پہونکنے کیوقت سے
یہان تک کہ بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونگے ایک ہی دن ہی تو اس صورت مین
کہہ سکتے ہین کہ جسدن پہلا صور پہونکا جایگا اُسیدن عرض اعمال ہوگا اگرچہ کچہہ دیر سے ہوا اور صور بیل کے
سینگہہ کی شکل ہی اور بعضی ضعیف روایتون مین آیا ہی کہ صور کی لنبائی ہزار سال کی راہ کی ہی اور اُس
ایک سینگہہ مین سات پیچ واقعہ ہوے ہین اور ہر دونون پیچونکے درمیان مین گرہین ظاہر ہوی ہین جیسے
نیشکر یعنی گنّے کے پور اور ہر پور مین سوراخ ہین بہڑ کے چہتّے کے مانند اور ہر سوراخ مین ٹہراؤ ایک ایک روح کا
ہوگا عالم کی روحونسے چنانچہ پہلے خانے مین فرشتونکی روحین ٹہرینگی اور دوسرے خانے مین پیغمبرونکی
روحین اور تیسرے خانے مین صدیقونکی روحین اور چوتہے خانے مین شہیدونکی روحین اور پانچوین خانے
مین ایماندارونکی روحین اور چہٹے خانے مین کافرونکی روحین خواہ وے کافر آدمیونسے ہون یا جنونسے یا
شیطانونسے اور ساتوین خانے مین باقی تمام مخلوقات کی روحین ٹہرینگی اور صور پہونکنے کی خدمت حضرت
اسرافیل علیہ السلام کیواسطے معین ہی پہلے نفخہ مین اس مضمونکو ادا کرینگے کہ ای روحو اپنا اپنا قالب چہوڑ
کر میری طرف آؤ اور دوسرے نفخہ مین اس مضمونکا کلام کہینگے کہ ای سڑی ہوی ہڈیو اور ای کٹی ہوئی رگو
اور ای پراگندہ اور جدا جدا ہوے گوشتو تم سب جمع ہو جاؤ اور ای روحو تم سب اپنے اپنے قالبون مین
در آؤ اور مفسرون نے کہا ہی کہ پہلے نفخہ مین سب کی روحین اپنا اپنا قالب چہوڑدینگی مگر حضرت جبرئیل اور
حضرت میکائیل اور حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل اور حقتعالی کے عرش کے اوٹہانیوالے فرشتون علیہم
السلام کی روحین سو حقتعالی جلشانہ ان سبکی روحین اپنے قدرت کے ہاتہہ سے قبض فرماویگا اور پہر سبکے
پہلے حضرت اسرافیل زندہ ہونگے تاکہ اپنی خدمت معین کو یعنے نفخہ ثانیکو بجا لاوین بعد دوسری مرتبے صور
پہونکین غرض کہ عالم کے خرابی کی ابتدا پہلے نفخہ سے شروع ہوگی اور تمام عنصرونکی روحین کہیچ جاوینگی اور

بیان صورت صور کا

بیان اس مضمونکا جو صور مین کہا جائیگا

اس آواز تند اور سخت کی سبب سے ہوا جنبش مین آویگی وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ اور اُٹہائی جائیگی زمین اور پہاڑ
ہوا مین یعنے زمین کے اجزا جو اُسمین اپنی قوت سے ملے ہوے ہین انمین سستی آجائیگی اور سخت بہونچال
آنیکے سبب سے پہاڑ کی جڑین ڈہیلی ہوجاوین گی اور زمین کو چہوڑ دین گی اور ہوا اس شدت سے بہے گی
کہ پہاڑ اُڑے اُڑے پہیرینگے اور یہہ واقعہ عاد کی آندہی اور مدین والونکے بہونچال اور موتفکات کے اُلٹ
پلٹ کے مانند ہی لیکن اتنا فرق ہی کہ وے آفتین خاص ایک ایک مُلک پر تہین اور یہہ آفت عام ہوگی
تمام زمین اور پہاڑ اور جنگل سبکو شامل ہوگی فَدُكَّتَا پہر کوٹی جائیگی زمین اور پہاڑ سخت آندہی کے صدمہ کے سبب
سے جو چو بائی ہوگی اور پہاڑ آپسمین ٹکرا ٹکرا کر چور چور ہوکر زمین کے برابر ہوجائینگے دَكَّةً وَاحِدَةً کُٹنا برابر یعنے
وُہ کُٹنا سب زمین اور پہاڑونکو شامل ہوگا اسمین کُچہہ فرق اور جدائی اور تخصیص کسیکی نہوگی فَيَوْمَئِذٍ
وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ پہر اسدن ہو پڑیگا واقعہ یعنے وُہ حاقہ جو تمام عالم کے خراب اور گرفتار کر دینے کیواسطے
وعدہ کیا گیا ہی اور اثر اُس واقعہ کا جسطرح آسمانکے نیچے والونکو شامل ہوگا اسیطرح آسمانکے اُوپر والونکو بہی
شامل ہوگا وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ اور پہٹ جائیگا آسمان اسواسطے کہ پیدایش آسمانکی سفلی عالم کی بہلائی
برائی کیواسطے تہی اور جب سفلی عالم نرہا تو آسمانکے باقی رکہنے مین بہی کُچہہ حکمت اور فائدہ باقی نرہا بس اسکو بہی
نیست اور نابود کر دینا ضرور ہوا اور آسمانکی اسقدر مضبوطی اور پائیداری جو ہزارون لاکہون برس سے دیکہتے
سُنتے چلے آتے ہین کہ ایک ہی حالت پر ہی کبہی پہٹتا ٹوٹتا نہین ہی سو یہہ مضبوطی اس انشقاق اور خرابی کو مانع
نہوسکے گی اسواسطے کہ یہہ سب اُسکی مضبوطی ارواح کے تعلق اور محافظت کے سبب سے تہی پہر جب روحین کہیچ گئین
اور آسمانکے قالب کو خالی کر دیا تو اُسکی بنیاد کا نگہبان کوئی نرہا فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ پہر وُہ آسمان
اُسدن نہایت سست اور جوڑ بند سے ڈہیلا ہوجائیگا جسطرح مردیکا بدن روح کے نکل جانے سے ہوجاتا ہی
وَالْمَلَكُ اور فرشتے جو آسمانکو دَوری حرکت دلاتے تہے یعنے چکّر مین رکہتے تہے اور وُہ دوری حرکت
آسمانکو پہٹنے ٹوٹنے نہین دیتی تہی اسواسطے کہ پہٹنا بعضے جزونکی مستقیم حرکت پر موقوف ہی سو وے فرشتے
اُس حرکت دلانے سے آسمانکے اُس روز علیحدہ ہوجائینگے اور بہاگ کر عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا آسمانکے کنارون پر جا رہتے
رہین گے اور جب اُسکی دَوری حرکت جو اُسکو پہٹنے نہ دیتی تہی جاتی رہی تو نفخہ کی تاثیر اُسکے جزو نہین مستقیم

حرکت کے لانے مین واجب ہوی لِاَنَّ وَجُوْدَ الْمُؤَثِّرِ مَعَ عَدَمِ الْمَانِعِ یُوْجِبُ وُجُوْدَ الْمَعْلُوْلِ
یعنے اسواسطے کہ موثر کا پایا جانا بدون مانع کے معلول کے وجود کا موجب ہوتا ہی سو یہان موثر نفخہ ہی
اور مانع حرکت دوری تہی سو نہی تو معلول کا وجود لازم ہوا اور معلول یہان پہٹنا ہی اور جسطرح سے اس
نفخہ کا اثر زمین اور آسمانکو پہنچیگا اور عالم سفلی اور عالم علویکو یہہ واقعہ اُلٹ پلٹ کر ڈالیگا اسیطرح سے
عرش اعظم کوبہی جو سب علوی اور سفلی جسمونکو گہیرے ہوے ہی تغیر اور انقلاب پہنچا ویگا لیکن عالم سفلی
اور عالم علویکا انقلاب اور تغیر سستی اور بودے پن کے ساتہہ ہوگا یعنے تمام جوڑ بند اُسکے ڈہیلے ہوجاوینگی
اور عرش مجید کے انقلاب اور تغیر مین اسکا عکس پایا جائیگا یعنے بہاری پن اور گرانی اسکی زیادہ ہوجائیگی
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ اور اٹہاوینگے تیرے پروردگار کے عرش کو فَوْقَهُمْ اپنے سر اور کاندہے پر
نہ ہاتہونپر اسواسطے کہ بہت بہاری چیز ہاتہونسے تہم نہین سکتی اور جس چیز کو ایک آدمی سر پر اُٹہا سکتا ہے
اُسکو دو آدمی بہی ہاتہہ سے نہین تہام سکتے اور عرش مجید کا بہاری پن اُس روز پہلے سے دونا ہوجائیگا
اسواسطے اپنے سرونپر اُٹہاوینگے يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ اُس دن آٹہہ بڑے بزرگ فرشتے اور اُسکے پہلے
یعنے اُس عالم مین چار فرشتے اُٹہاتے تہے اور اسدن عرش اعظم کا بوجہہ زیادہ ہوجائیگی وجہہ یہہ ہوگی کہ عرش اعظم
حضرت حق جلشانہ کی سلطنت اور جہانداری کی صورت ہی اور جہانداری اُس مالک الملک کی اس عالم مین چار
صفتون کر کے ہی جو ہر ذرہ مین عالم کے ذرونمین سے اُن چارون صفتون نے ظہور فرمایا ہی اور ہر ایک کو شامل
اور گہیرے ہوے ہین پہلی صفت علم ہی اور دوسری قدرت تیسری ارادہ چوتہی حکمت اور اُس عالم آخرت مین
چار صفتین دوسری اِن چارونکے ساتہہ ملین گی تاکہ وُہ عالم آخرتکا اِس عالم دنیا سے جدائی اور امتیاز پیدا کرے
سو پہلی صفت ظہور اور انکشاف اور حقیقت صرف ہی یعنے جو اُس عالم مین ہی وُہ ہر شخص پر ظاہر ہوگا اور حقیقت
اُسکی کہل جائیگی اسیطرح کا شبہہ اور دہوکہا اور پوشیدگی اور مکر اور فریب اس عالم مین نرہیگا یہان تک کہ
کافر اور جانورونپر بہی کسی چیز کی حقیقت چہپی نرہیگی اور ہر چیز کو قرار واقعی دریافت کرلین گے چنانچہ قران مجید مین
جابجا مذکور ہی جیسے سورہ طارق مین حقتعالی فرماتا ہی يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ یعنے جسدن جانچے جاوینگے
بہید اور سورہ مریم کے پانچوین رکوع مین فرمایا ہی اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا یعنے کیا سُنتے دیکہتے ہونگے

جسدن آوینگے ہمارے پاس آور انکی سواے بہی دوسری آیتین ہین اور خطا اور صواب کا نام بہی اس عالم مین رہیگا اسیواسطے تکلیف کا قلم یعنے حکم مکلّف سے اُٹھہ جائیگا اور دنیا مین یہہ صفت عالم اور شامل تہی اور دوسری صفت سبُوغ اور کمال اور تمام ہی یعنے ہر چیز اس عالم مین اپنے کمال پر ہوگی کسیطرح کا نقصان کسیمین نہوگا یہانتک کہ کافر اور بدکارونکے جسم بہی غذا اور دوا کے محتاج نہونگے اور احساس یعنے دریافت اور دوسری قوتین اُنکی جیسے خیال اور وہم اور عقل کی بوجہہ اور قوتین حرکت کرنے والین اُس عالم کے تقاضے اور تاثیر سے نہایت اوج اور کمال پر ہونگی چنانچہ حقتعالی جلشانہ سورہ عنکبوت کے چوبیسوین رکوع مین فرماتا ہی وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ یعنے اور پچہلا گہر جو ہی سو وہی ہے جیتا اگر یے لوگ سمجہہ رکہتے خلود اور دوام اور ابدیت اور بقا غیر متنہا یعنے ہمیشگی اسی صفت کی آثار اور ثمرات مین ہین تیسری صفت قُدس اور طہارت ہی یعنے اُس عالم کی صفائی کے سبب سے سبکے سب کدورتون اور آلودگیون سے بہت دور اور پاک ہونگے یہانتک کہ کافر اور بدکار بہی جا ضرور اور پیشاب نکرینگے اور کوئی چیز پلید اور نجس وہان نرہیگی لیکن پیپ اور زرد پانی زخمونکا اور زخمونکا دہون اور زناکار مرد اور عورت کی شرمگاہ کی بدبو جو ہوگی سو عذاب کیواسطے اُنپر مسلط ہوگی نہ بدبو اور نجاست کی طور پر چوتہی صفت عدل ہی اور ہر چیز کا حق اُسکو پہنچانا اور دنیا مین یہہ بات ہرگز ہو نہین سکتی اور اُس عالم مین کسی وجہہ سے ظلم اور زبردستی نہوگی اور آثار اِن چار صفتونکے بہی اُس عالم آخرتمین عموم اور شمول کے طور پر درکار ہونگے اسواسطے گرانی عرش معنوی کی جو عبارت ہی جہاندار یسے دونی ہوگی اور صورتکو معنونکے ساتہہ مطابقت ہونے کے سبب سے ظاہری عرش مین بہی بوجہہ اور گرانی پیدا ہوگی اور وے فرشتے جو پہلے اُن چار واسمونکے مظاہر ہوکے عرش اعظم کو اُٹہاے تہے سو اُسکے بہاری ہو جانیکے سبب سے اس بوجہہ کو نہ اُٹہا سکینگے اسواسطے دوسرے چار فرشتے جو اِن چار واسمونکے جائی ظہور ہین انکی مدد کیواسطے مقرر ہونگے اور بعضے باریک بین باتکی تہ کو پہنچنے والون نے ایسا کہا ہی کہ عرش اعظم عبارت ہی فلک الافلاک سے اور اُسکی عارضی حرکتونکے آثار کو دنیا مین دوسرے آٹہہ آسمان جو اُسکے نیچے ہین اُٹہاتے ہین اور عرش کی روح کی تاثیر سے اور اُسکے خیال سے اُن آٹہون آسمانونکے ستارونکو مختلف حرکتین ظاہر ہوتی ہین اور اُن حرکتونکے سبب سے اِس

عالم مین بھلائیان اور برائیان ظاہر ہوتی مین اور اِسی پردے مین حقتعالی کی تدبیرین جلوہ گر ہوتی مین اور اُسدن
بے آٹھون آسمان آپسمین ٹکرا کے نیست اور نابود ہو جائینگے اور وے فرشتے جو ان آٹھون آسمانکے کامون کے
مستعد اور قایم تھے بھاگ کر کنارون پر جا پہونچین گے اور عرش کا پائین خالی ہو جائیگا اور عرش کی تدبیرو
فیض پہونچانے کا امکان اور اسطرف سے دوامی فائضہ کا متحمل درمیانین نرہیگا اسواسطے ضرور ہوا کہ دوسرے
آٹھہ فرقونکو اسکام کیواسطے عرش کے نیچے جگہہ دین گے اور وے آٹھون اُس منصب کے حامل اور اُٹھانیوالے
ہونگے اور جسطرح ظاہری عرش دنیا مین اُن آٹھون آسمانپر تھا اسیطرح اُسدن اُن آٹھون فرقونپر ہوگا اور اس
تفسیر کا تائید دینے والا وہ قول ہی جو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ وے فرماتے تھے
لَا اَدْرِیْ اَثَمَانِیَۃُ اَشْخَاصٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ اٰلَافٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ صُفُوْفٍ اَوْ ثَمَانِیَۃُ اٰلَافِ صُفُوْفٍ
یعنے نہین جانتا ہون مین کہ وے آٹھہ شخص ہین یا آٹھہ ہزار ہین یا آٹھہ صفین ہین یا آٹھہ ہزار صفین اور ضحاک رحمۃ اللہ
علیہ سے منقول ہی کہ هُمْ ثَمَانِیَۃُ صُفُوْفٍ لَا یَعْلَمُ عَدَدَهُمْ اِلَّا اللّٰہُ یعنے وے آٹھہ صفین
ہین انکی گنتی کوئی نہین جانتا ہے مگر اللہ تعالی لیکن صحیح حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ هُمُ الْیَوْمَ اَرْبَعَۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَیَّدَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاَرْبَعَۃٍ اُخْرٰی یعنے وے آج کے
دن چار ہین پہر جب قیامت کا دن ہوگا تو تائید کریگا انکی اللہ تعالی چار دوسرونسے اور دوسری روایت مین
آیا ہی کہ عرش معلی کے اُٹھانیوالونکے پانون ساتوین زمین کے نیچے ہین اور عرش معلی اُنکے سرونپر ہے اور وے
سر نیچے کئے ہوے تسبیح مین مشغول ہین اور قیامت کے دن اُنمین سے چار کی یہہ تسبیح ہوگی کہ سُبْحَانَکَ
اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ یعنے پاکی بولتے ہین ہم تیری ای اللہ اور حمد تیری
تیرے ہی واسطے حمد ہی تیری معافی پر بعد قادر ہونے تیرے کے اور دوسرے چار یہہ تسبیح کہین گے کہ سُبْحَانَکَ
اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ یعنے پاکی بولتے ہین ہم تیری ای اللہ اور حمد تیری تیرے
ہی واسطے حمد ہی تیرے حلم پر معلوم ہونیکے پیچھے اور وہ جو بعضی روایتونمین آیا ہی کہ عرش معلی کے حامل پہاڑی
بکریکی صورت ہین اور اُنکے سم سے چوتڑ تک سو ہزار سال کی راہ ہی سو اُنکے ڈیل کی بزرگی کیطرف اشارہ
ہی اور پہاڑی بکری کی صورت بھاری بوجھہ اُٹھانیکے مناسب ہی کچھہ بعید نہین ہی کہ حقتعالی نے انکو بھی وہی

صورت دی ہو اور وُہ جو بعضی روایتون مین آیا ہی کہ اُنمین سے ایک کی صورت آدمی کی سے ہی اور دوسری کی صورت بیل کی سے اور تیسری کی صورت شیر کی سے اور چوتہے کی صورت گینڈے کی سے سو پہلی روایتونکے خلاف نہین ہی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ اُنکا تمام بدن یکسان پہاڑی بکری کی صورت ہو اور انکی چہرون مین اسطرح کا اختلاف ہو تا کہ انکی حقیقتونکے اختلاف پر اشارہ ہو اسواسطے کہ وے بہی مختلف اسمونکے مظاہر ہین جسطرح پانی کے جانور کہ بدن اُنکا یکسان ہوتا ہی اور چہرونمین بڑا فرق ہوتا ہی چنانچہ بعضے گہوڑے کی صورت اور بعضے کتے کی صورت اور سوائے اسکے بہت صورتین ہوتی ہین اور فضیلت آئین کمالات آگین بہائی محمد رفیع الدین صاحب سلامت رکہے انکو اللہ تعالی اور زیادہ کرے انکو دین اور دنیا مین فتوح اور برکتین اپنی بعضی تصنیفات مین ایسا لکہا ہی کہ حاملان عرش معلی ایک جماعت ہین جو حقتعالی کے چار کمالونکے حامل ہین ایک ابداع اور دوسرا خلق اور تیسرا تدبیر اور چوتہا تدلی سو پہلا فرشتہ کہ ابداع کے کمال کا حامل ہی اور قیوم کے اسم سے ثابت ہی اور ہیولی اور صورت ظاہری اور مثالی اور زمانون اور مکانون اور جہتون اور حرکتونپر موکل ہی اور تمام مادے استعدادونکا علم اور انکی خبر اور حیزونکی تقسیم اور مقدارونکی اور جہتونکی حد معین کرنا اور وقتونکا اندازہ کرنا اور جو اس قبیل سے ہی سب اُس سے متعلق ہی اور دوسرا فرشتہ جو خلق کے کمال کو حامل ہی وُہ مصور کے اسم سے ثابت ہی اور وُہ تمام نفسونپر اور بسائط اور مرکبات فلکیہ اور عنصریہ کے صور نوعیہ پر موکل ہی اور صورتون کے خواصونکو باقی رکہنے کا علم اور شرح کرنا اور اسکے اثار کا فیض پہنچانا اور اُسکے ہیکلون اور قوتونکی تشخیص کرنا اور جو اُسکے متعلق اور مناسب چیزین ہین سب اُسسے علاقہ رکہتین ہین اور تیسرا فرشتہ جو تدبیر کے کمال کا حامل ہی وُہ عدل کے اسم سے ثابت ہی اور نظام کے تشبیہ دینے مین مطلق خیر کے ساتہہ صورتونکے اجتماع اور اثار کے تداخل کے وقت پر موکل ہی اور مختلفونکے درمیانمین ترجیح کا علم اور اسباب کی تنگی اور کشادگی اور اندازہ اسکا ایک انتہا تک اور جو اُسکے مناسب ہی یہہ سب اس سے تعلق رکہتا ہی اور چوتہا فرشتہ جو تدلی کے کمال کا حامل ہی وُہ قدوس کے اسم سے ثابت ہی اور تمام تجلیات اور شعایر الہیہ پر موکل ہی اور قسم قسم کے تجلیات کے مظاہر کا علم اور شریعتونکا نصب کرنا اور اہل اللہ کے عقیدون اور عملون اور مرتبونکا اندازہ کرنا اور مذہب حق اور باطل کی نگہبانی اور جو اس قسم سے ہی وُہ سب اس سے تعلق رکہتا ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وُہ مضمون جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین

وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ عرش معلی کے اُٹھانیوالے فرشتوں مین سے
ایک فرشتے کا حال تمپر بیان کرون پہر آپ نے اسکی پیدایش اور جسم کی بزرگی کے بیان کرنیکے بعد فرمایا کہ اس
فرشتے کی تسبیح یہہ ہے کہ سُبحَانَكَ حَيثُ كُنتَ یعنے پاکی ہے تجھکو جہان کہین ہے تو سواس مضمون سے
اُسی بزرگ فرشتے کیطرف اشارہ ہے اور اس رمز کی شرح یہہ ہے کہ اس فرشتے کی حقیقت ایک خاص جہت ہے
حقتعالی کے کمالو نسے یعنے جسجگہہ مظاہر مین تالّہ یعنے معبودیّت کی صفت کا جمال ظاہر ہوتا ہے تو اس لباس
مین حقانیت کی جہت کا منشا اور اس ظہور کا حامل یہی فرشتہ ہوتا ہے گویا کہ جہان کہین تجلی ہوتی ہے اس فرشتے
ہی کے دل پر ہوتی ہے اور یہی فرشتہ ہے جو تجلی کی صورت کے مشابہ ہو جاتا ہے یعنے وُہ تجلی یہی ہو جاتا ہے
اور اِنّیٓ اَنَا اللّٰهُ کے کلمہ سے اپنی زبانکو گویا کرتا ہے اور حقتعالی کی ذات پاک کا آئینہ ہوتا ہے یعنے اس ذات
کا عکس اسمین دراتا ہے مِن حَيثُ دَفعُ الحِجَابِ یعنے اسطور سے کہ اُٹھہ جاتا ہے پردہ اسکی مثل یون سمجھا جائے
کہ یہی فرشتہ تہا جو آگ کی صورت ہو کے حضرت موسی علیہ السلام پر ظاہر ہوا تہا اور اَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ
کے مقولہ کا مصداق ہوا تہا یعنے برکت رکھتا ہے جو آگ مین ہے اور انّی انا اللہ کا کلمہ جناب پاک پروردگار سے
بے کیفیت اسی فرشتے کے سینے مین سے نکلتا تہا اور آگ کے آئینہ مین سُنا جاتا تہا واللہ اعلم بالصّواب حاصل کلام کا یہہ
کہ ظاہر عرش کے اُٹھانیوالے اصل مین یے چار فرشتے ہین اور تشریع کے فیض کی نسبت انکے ساتہہ اس سبب سے
ہے کہ تشریع مندرج ہے تکوین مین اور جو اس عالم دنیا مین انتظام کا جاری ہونا تکوین کے فیض کے موافق ہے
اور تشریع کا فیض اس عالم مین تبعی اور ضمنی ہے یعنے دوسری چیز کے سبب سے ہے اور حق اور باطل کا جدا
ہو جانا جیسا کہ چاہیے پوشیدگی اور اشتباہ کے پردہ مین چہپا ہے اسی سبب سے چار ہی فرشتے اس بوجہہ
کو تہامے ہین یہان تک کہ جب سَنَفرُغُ لَكُم اَيُّهَا الثَّقَلَانِ کے مضمون کے موجب حقتعالی کی عنایت
تشریع کے باغ کی تعمیر کیطرف متوجہہ ہوگی اور ہر جان کا بیج وَاِنَّ الدَّارَ الاٰخِرَةَ لَهِيَ الحَيَوَانُ کی زمین
مین جو ہر حق والے کے پو را حق ملنے کا گہر ہے بکہیرا جائیگا اور ہر شخص کی استعدادین پیدایشی ہون خواہ
حاصل کی ہوی ظاہر ہونگی اور ہر ایک شخص ایک ایک جہان کا حکم پیدا کریگا اور ہزارون ملکہ لاکہون نیک
اور بد صورت اور عملونکا منبع ہو جائیگا تو اسوقت تشریع کے فیض کے خادم فیض مطلق کے عرش کے اٹہانے ہین

شریک ہونگے اور وے فرشتے جو اسدن اُنکا مین شریک ہونگے انکی تفصیل یہہ ہے کہ پہلا ایک فرشتہ جو پہلے فرشتے کا عرش اُٹھانے مین رفیق اور شریک ہوگا اور سب انسانون اور جنون کے نفسونکی استعداد انکا علم اور وے دقیقہ جو ان نفسونمین مندرج ہین اور اُنکے کمالات کے درجونکا اور اُن قوتونکا جو اُنمین پائی جاتی ہین اِن سبکا علم اسکو ہے اور دوسرا فرشتہ دوسرے حامل کا رفیق اور شریک ہوگا اور عملونکی حقیقتونکا علم اور انکی قسم قسم کی کیفیت طرح طرح کی شکلونسے مثال کے آئینہ مین پائی جانیکا علم اور اُن عملونکی جہتونکی شرح کہ طاعت ہے یا گناہ اس لئے کہ ہر ایک اُنمین سے علیحدہ حقیقت شرعیہ ہے اور نیک بختی اور بدبختی کا اندازہ اور احوال اور اقوال اور اعمال کے خزانے اور معتقدات اور ملکات کا علم یہہ سب اُسی سے تعلق رکھتا ہے اور تیسرا فرشتہ تیسرے فرشتے کا رفیق اور شریک ہوگا اور آدمیونکی احتیاجون اور معاملونکا اور بندونکے حقونکا علم اور اُنکے جھگڑونکا فیصلہ اور برائیون اور کفارونکے مقصدونکی وجہونکا علم اور اسمین دلونکے زنگ کی محو اور اثبات اور اہل فضل کے درجونکی تشخیص کہ نجات والے کون ہین اور ہلاک ہونیوالے کون ہین اور مصلحتون اور مطلبون اور عذرونکے دستور اور ضبط کا علم اسکو ہے اور چوتھا فرشتہ جو تھے فرشتے کا رفیق ہوگا اور احوال اور مشاہدات کے پہلونکا علم اور حقتعالی کے دیکھنے والونکے مرتبونکا علم اور اسماء الہی کے ساتھ احوال کا مرتبط ہونا کہ یہی اُن مرتبونکا مبادی ہے اور ہر اسم کا اپنی رشتہ مین ظاہر ہونیکا اندازہ از روے قوت اور ضعف کے اور ذات کے منکشف اور محجوب ہونیکی منزلونکی حدونکا علم اور عمل کرنیوالونکے اخلاص کا اور متخلق اور متحقق ہونا حقتعالی کے ساتھ کا علم اور جو اسکے مناسب ہے یہہ سب اسکو ہوتا ہے یہان تک تمام ہوا کلام مولوی رفیع الدین صاحب کا اور بعضے مفسرون نے کہا ہے کہ جبتک عرش معلی اپنے مکان مین ثابت اور برقرار ہے تبتک اسکو چار فرشتے جلیل القدر اُٹھاتے ہین اور جب اپنے مقام سے جنبش کریگا اور دوسری جگہہ پر جاویگا تو اسوقت چار فرشتے دوسرے چاہئے اُن پہلے چارونکی مدد کو اسواسطے کہ جب کوئی بھاری چیز ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر لیجایا چاہتے ہین تو اسکو زور اور قوت بہت چاہئے بخلاف اُسکے کہ وہ چیز اپنی جگہہ پر قایم رہے کہ اسمین زور کم درکار ہوتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بوجھا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ حقتعالی جلشانہ اپنے بندونکے ساتھہ

دنیا اور

دنیا اور آخرت مین وہی معاملہ کرتا ہی جو انکے ذہنون مین بیٹھا ہوا ہی اور انکے آپس مین دستور ہی اور پہیل رہا ہے
جیسے دنیا مین باوجود اسکے کہ حقتعالی مکان سے منزہ اور پاک ہے لیکن اپنے واسطے ایک گہر ٹہرایا ہی تاکہ
بندے اس گہر کو دیکہہ کر اس گہر والے کی تعظیم بجالاوین اور بدون اس گہر بزرگ کے دیکہے ہوے ممکن نتہا کہ
انکی باطنی تعظیم انکے ظاہر پر ظہور کرے اور اس گہر مین ایک سیاہ پتہر کو یعنے حجر اسود کو اپنا سیدہا ہاتہہ ٹہرایا
اسواسطے کہ آدمیونکی عادت یون ہی ہوگئی ہی کہ اپنے رئیس اور سردارونسے جو ملاقات کرتے ہین تو پہلے مصافحہ
کرتے ہین اور ہاتہہ بہی چومتے ہین اور بندونکے عملون اور کامونکی محافظت کیواسطے فرشتونکو اخبار نویس
اور خفیہ نویس مقرر کیا ہی کہ بندونکے عملونکو لکہتے رہین اور حال یہہ ہی کہ حقتعالی کا علم سبکو گہیرے ہوئے ہی کچہہ
اس لکہنے کی احتیاج نہین ہی اور اسکو کچہہ بہول جانیکا بہی خوف نہین ہی اور اسیطرح اگر تمام شرعی کامونمین غور
اور فکر کی جاوے تو بہت معقول اور محسوس مشابہت کا مرعی اور معتبر ہونا کہل جاوے اسیطرح آخرت مین بہی بنی آدم
کے ساتہہ وہی معاملہ کیا جاویگا جو انکے دلونمین اور ذہنونمین گڑا ہوا ہی اور بادشاہونکے شان بہی یہی ہی کہ جب انصاف
کرنا اور ظالمون سے مظلومونکا حق دلانا منظور ہوتا ہی تو پہلے پردے اور حجاب کو دور کرتے ہین اور رعایا کو نوبت
اور نقارے اور بناہ کی آواز سے خبردار کرتے ہین اور بلاتے ہین پہر آپ تخت پر بیٹہہ کر دربار عام فرماتے ہین اور
متصدی ہر دفتر کے حاضر ہوتے ہین اور تمام فوج کے لوگ پیادے اور سوار صف باندہ کر کہڑے ہوتے ہین تاکہ
جو حکم نکلے مارنے یا باندہنے یا قتل کا تو اسیوقت بجالاوین اور سرفراز کیے اسباب جیسے خلعت خانہ اور عذاب کے
اسباب جیسے زنجیر اور طوق اور بیڑی اور جلاد سب مستعد اور حاضر ہوتے ہین سو اسی دہشت ناک شکل اور خوف
والی صورت کو رنگ برنگ کی تقریرونسے قرآنکی آیتونمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین بہت شرح اور
تفصیل سے بیان فرمایا ہی بس اسجگہہ پر عرش معلی سے وہ عرش اعظم نہین مراد ہی جو سارے جہانکو گہیرے ہوے
ہی اور اسکو اسدن اپنے مکانسے جدا ہونا یو جہا جاوے بلکہ مراد عرش دوسرا ہی یعنے عدالت الہی کی تجلی
اس نورانی عظیم القدر جسم پر مستولی اور غالب ہوکر حشر کے میدانمین ظہور فرماویگی چنانچہ دوسری آیت مین یعنے
سورہ زمر مین مذکور ہی کہ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنے اور روشن ہوگئی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دہرا دفتر

اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا انمین انصاف سے اور انپر ظلم نہوگا پہر اس سورۃ کے آخر مین فرمایا ہے
وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے تو دیکہیگا فرشتونکو کہڑے ہوے گرد عرش کے پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان اور
فیصلہ ہوا ہے انمین انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہانکا لیکن اس
مقام پر جاننا چاہئے کہ یہہ جو شریعت کے حکمومین عقلی چیز کی مشابہت ظاہری چیز کے ساتہہ آئی ہے یہہ فقط
تصور اور خیال نہین ہے کہ عوام لوگونکے رغبت دلانے یا ڈرانے کیواسطے لائے ہون بدون اسبات کے
کہ اسکی کچہہ اصل اور حقیقت ہو جسطرح معتزلہ اور فلسفی مزاج سمجہتے ہین اور اس اپنی بوجہہ اور سمجہہ پر فخر کرتے ہین
بلکہ اس تشبیہ کی حقیقت ہے بدون مجاز کے اسواسطے کہ حقتعالی کی ذات پاک کو ظہور اور تجلی اور دنو اور تدلّی
کی صفت ثابت ہے اور با وجود اسبات کے کہ تنزیہ اور پاکی کے اعلی مرتبے مین ثابت ہے لیکن ہوسکتا ہے
کہ جس رنگ اور طور سے چاہئے اپنے تئین ظاہر کرے اور جلوہ گر ہووے چنانچہ طور پہاڑ کی آگ کے بیان مین
اور لن ترانی کی شرح مین صراحۃً ظاہر کرکے فرمایا ہے پس ان مقامونمین کہ بندون کے مرجع اور جاے بازگشت ہین
دنیا مین بہی اور آخرت مین بہی حقتعالی کی ذات پاک متجلی ہے اور اُس مالک الملک کے حکم نافذ اور جاری ہین
اور اہل شرع اور فلسفیونکے عقیدہ مین فرق اتنا ہی ہے کہ اہل شرع ان تجلیات کو ثابت کرتے ہین بلکہ اگر خوب تامل کیا
جاوے اور شرعی اخبارومین غور کرکے دیکہا جاوے تو تشبیہ اور تنزیہ کے عقیدہ مین انطباق یعنے برابری پیدا کرتے
ہین اسطور سے کہ تشبیہ تجلیات اور ظہورات مین ہے اور تنزیہ ذات اور حقیقت مین فقط حاصل کلام کا آسمانونکے
پردے اٹہہ جانیکے بعد اور عرش معلی کے ظاہر ہونیکے بیان کے بعد فرماتے ہین کہ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ
اُس دن حاضر کئے جاؤگے اپنے پروردگار کے سامنے لوح محفوظ کے ظاہر ہونیکے سبب سے جو عرش معلی کے
حاملون پاس ہے اور اسیکے مطابق کرام کاتبین کے نسخہ بہی اسی مقام پر حاضر کئے جاوینگے لَا تَخْفَىٰ چہپا
نرہیگا کسی پر پہلے ہون یا پچہلے کسیکا احوال مِنْكُمْ تمسے خَافِيَةٌ کوئی حال چہپا اور حدیث شریف مین
آیا ہے کہ قیامت کے دن تین مرتبے عمل عرض کئے جاوینگے پہلے مرتبے کافر اور گنہگار اپنے اپنے برے کامو نسے
انکار کرجاوینگے اور دوسرے مرتبے جب گواہ ان کامونپر گذرینگے جیسے دن اور رات اور آسمان اور زمین

اور انکے کہال اور ہر ہر عضو انکا گواہی دیگا تب ہیلنے کرین گے اور عذر پیش کرین گے اور تیسری پیشی مین
عذر بہی انکے باطل ہو جائینگے اور حکم ہوگا کہ انکے نامہ اعمال اوڑا دو پہر بعضونکو داہنے ہاتہہ مین سامنے سے
دینگے اور بعضونکو بائین ہاتہہ مین پیٹہہ کے پیچہے سے دینگے پہر نامہ اعمال اسطور سے دینے کے ساتہہ ہی
ہر ایک پر اپنے انجام کا حال کہل جائیگا اور پڑہنے کے پہلے ہی اعمال کی بہلائی برائی معلوم ہو جائیگی
فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ پہر لیکن وہ شخص جو دیا جائیگا اسکا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتہہ مین تو
بوجہہ لیگا کہ میرا اپنا ہاتہہ زور آور تہا اور میرا نامہ اعمال جو داہنے ہاتہہ مین دیا ہے تو میرا زور اور غلبہ
نفس کی خواہش اور حرص اور غضب پر ثابت ہوا فَیَقُوْلُ پہر کہے گا وہ شخص فرشتونکو هَاۤؤُمُ اقْرَءُوْا
کِتَابِیَهْ لیو پڑہو میری کتاب اسواسطے کہ اسمین بالکل میری بہتری اور خوشی ہے اور جو چیز مجہکو رنجیدہ
اور غمگین کرے وہ ہرگز اسمین نہوگی اسواسطے کہ مین نے دنیا مین حق کی جانب کو قوی کیا تہا اور باطل کی جانب
کو ضعیف اِنِّیْ ظَنَنْتُ نے شک دنیا سے جانا تہا مین نے ایسا جاننا جو یقین کے نزدیک تہا کہ اَنِّیْ مُلٰقٍ
حِسَابِیَهْ مقرر مین ملاقات کرونگا اپنے حساب سے آخر تمین اسیواسطے دنیا مین ہمیشہ اپنے نفس سے
محاسبے مین مشغول رہتا تہا اسلئے حساب مین گرفتار ہونے سے پہلے اور کتابیہ اور حسابیہ کے آخر مین جو ہے
ساکن ہے وہ ہے ضمیر کی نہین ہے بلکہ سکتے کی ہے ہے جو عرب کے کلام مین وقف کیواسطے زیادہ کرتے
ہین فَهُوَ پہر وہ شخص باوجود عام ہونے بلا کے اور شایع اور پہیل جانے رنج اور غم کے فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ
مَن مانتی زندگانی مین اور گذرانین ہوگا اسواسطے کہ اسکو کچہہ بہی رنج اور غم نہوگا جیسے حضرت نوح علیہ
السلام کی کشتی کے لوگ کہ عین طوفان مین خاطر جمعی سے اپنی گذران کرتے تہے سو اُس شخص کے ساتہہ
اتنی ہی خاطر جمعی اور بے غمی پر کفایت نکرینگے بلکہ وہ شخص داخل ہوگا فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ بڑے رتبے والی
بہشت مین جسمین مکانات عمدہ اور فرش نفیس اور برتن چاندی اور سونیکے اور نہرین جاری اور ان نہرون
مین فوارے چہوٹے ہوئے اور درخت میوے سے لدے ہوئے اور سبزے لہکتے ہوئے ہونگے اور باوجود
ان سب چیزونکے اس بہشت مین ایک صفت دوسری ہے جو دنیا کے باغون مین وہ صفت ہرگز نہین ہو سکتی
سو وہ صفت یہہ کہ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ میوے عمدہ اور چنے ہوئے اس باغکے جہکے اور نزدیک مین کہڑے

اور بیٹھے اور لیٹے کے اسطرح پر کہ جو مین بہشتی نے اسطرف اشارہ کیا تو درخت کی ٹہنی اس میوہکو اُس بہشتی
کے مونہہ کے پاس پہنچا ویگی اور یہ سب باتین وہانکے درختونکو وہانکی زندگانی کی قوت سے حاصل ہونگی
کہ اُن درختونمے وہان شعور اور دریافت کو پیدا کیا ہے اور بہشتیونکو بہشت مین داخل کرنے سے پہلے یہہ خوشخبری
سُناوینگے کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا کہاؤ اور پیؤ کہانے اور پینے بہشت کے هَنِيئًا گوارا ہو جیو تمہین یعنے
رنج جانیوا اور بدہضمی اور ثقالت اور دوسرے کسی مرض کا سبب نپڑیو بِمَا أَسْلَفْتُمْ بدلے مین
اسکے جو پہلے اِستے دنیا مین کیا ہی تمنے جیسے عبادتونمین محنتین اور حرام خواہشونکو روکنا اور حق راہکے
ڈہونڈہنے مین رنج اور مشقتین کہینچنا فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ گذرے ہوے دنونمین یا اُن روزونمین
جو کہانے اور پینے سے خالی تہے جیسے رمضان شریف کا مہینہ اور دوسرے دن جنمین روزہ مسنون ہی جیسے
ایام بیض اور ذیحجہ کا عرفہ یعنے نوین تاریخ اور عاشوریکا دن اور دوشنبہ اور پنجشنبہ اور شب برات کا
دن یعنے چودہین تاریخ شعبانکی اور جو سوا اُنکے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ بہشت کے دروازونمین
سے ایک دروازیکا نام ریّان ہی جو شخص اس دروازے سے پیٹھیگا کبہی پیاسا نہوگا سو وہ دروازہ
خاص روزہ دارونکے واسطے ہی اُسدن اُنسے حقتعالی فرماویگا کہ ای ہمارے دوستو ہمنے تمکو اکثر دیکہا تہا
دنیا مین کہ پیاس کے غلبے سے ہونٹہہ تمہارے خشک اور بہونک سے پیٹ تمہارے پیٹہہ سے ملے ہوا اور راتونکے
جاگنے کے سبب سے انکہین تمہاری بیٹہی ہوی رہتی تہین سو آج کے دن اُس محنت کے بدلے ہماری ہمیشگی کی نعمت مین آؤ
اور بہت میٹہا مزیدار بہشت کا پانی پیو اور کشاف مین نقل کیا ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی
بہشت مین نہ داخل ہوگا مگر ایک دستاویز اور سند کے وسیلہ سے جو اُسکو رب العالمین کی درگاہ سے اسکے
ہاتہہ مین عنایت ہوگی اور مضمون اس دستاویز کا یہہ ہوگا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ
مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ اَدْخِلُوْهُ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ شروع اللہ تعالی کے نام
سے جو نہایت مہربان بہت رحم والا یہہ سند ہے اللہ تعالی کیطرف سے واسطے فلانے شخص کے جو فلانیکا بیٹا ہی داخل کرو اسکو اونچے
والی بہشت مین جسکی خوشے جہک رہی ہین وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ اور لیکن وہ شخص جو دیا جائیگا اسکا
نامہ اعمال اسکے اُلٹے ہاتہہ مین تو بوجہہ لیگا کہ میرا اُلٹا ہاتہہ میری بعدی طرف تہا اور میرا نامہ اعمال جو اس ہاتہہ مین دیا

ح

ح

ہی تو معلوم ہوا کہ میرے عمل بودے اور نکمے ہین عذاب سے چہڑانیکی قوت انمین نہین ہی پہر بہشت کے
در جونپر پہنچانا کیا انسے ہو سکے گا بس واویلا اور واحسرتا کریگا فیقول یالیتنی لم اوت کتابیہ پہر
کہیگا کیا اچہا ہوتا کہ ندیا جاتا مین اپنی کتاب یعنے نامہ اعمال اسواسطے کہ لوگ ادہر ادہر سے اس کتاب کے
پڑہنے کی تکلیف مجہے دین گے اور اسکے پڑہنے مین فضیحت اور رسوا ہونگا مین ولم ادر ما حسابیہ اور کیا
اچہا ہوتا کہ نجانتا مین کہ میرا حساب کیا ہی اسواسطے کہ جو حساب خرابی اور بلا کی کا سبب پڑے اسکا نجاننا
جاننے سے بہتر ہی اور یہہ بہی ہے کہ حساب کے دریافت کرنے مین مجہکو میرے سب عمل برے یاد آوینگے
اور انکے یاد آنے مین روح رنج مین گرفتار ہوگی تو عذاب ظاہر کے پہلے یہہ باطنی اور روحی عذاب چکہنا ہوگا اور اگر
کوئی شخص اسکو کہیگا نصیحت کیطور پر کہ ایسی بیفایدہ باتین تو کیون کرتا ہی کہ مجہکو نامہ ندیتے اور میرے عملونپر
مجہکو خبردار نکرتے تو بہتر تہا اسواسطے کہ جو اس حشر کے میدان مین حاضر ہوا ہی سو اسکو نامہ اعمال کا ملنا
اور اپنے عملونپر مطلع ہونا ضروری ہے تو وہ بدبخت اس نصیحت کے جواب مین دوسری آرزو کریگا کہ یالیتہا
کانت القاضیۃ ای کاش یہہ قیامت میرا کام تمام کرتی اور مجہکو مار ڈالتی تاکہ اس رسوائی اور اس عذاب سے
چہٹکارہ پاتا مین اور اگر فرشتے اسکو کہین گے کہ اپنے برے کامون سے خلاصی حاصل کرنیکو اللہ تعالی کی راہ
مین خیرات اور صدقے دنیا مین کیون ندیئے تو نے کہ الصدقۃ تطفی الخطیئۃ کما یطفی الماء النار
یعنے صدقہ دینا مٹا دیتا ہی برائیکو جسطرح بجہا دیتا ہی پانی آگ کو تو وہ بدبخت انکے جواب مین کہیگا کہ
ما اغنی عنی مالیہ کچہہ کام نہ آیا میرے میرا مال اسواسطے کہ مین نے دنیا مین اپنا مال بیجا اور بیفایدگی
جگہہ مین خرچ کیا اور برباد کیا اور اب اسوقت میرے پاس کچہہ بہی نہین ہی جو گناہونکے بدلے مین دیکر خلاصی حاصل
کرون اسواسطے کہ ہلک عنی سلطانیہ برباد ہوئی مجہسے حکومت میرے جو اپنے اندازکے قدر دنیا مین
رکہتا تہا ایک گہر پر یا ایک گانوپر یا ایک شہر پر یا ایک ملک پر اور کہسے کم اپنے مال پر اور لونڈی غلام پر اور ہاتہہ
پیر پر تو البتہ حاکم تہا مین جو کچہہ مین چاہتا تہا وہ انپر حکم کرتا تہا اور وے میرے حکم کو بجا لاتے تہے اب تو کوئی شخص اور کوئی چیز
میرے حکم اور تصرف مین نہین ہی سو جب اسکو سوا حسرت اور ندامت اور باطل آرزوونکے کوئی جواب معقول میسر
نہوگا تب حق تعالی فرشتونکو حکم فرماویگا کہ خذوہ پکڑو اسکو سختی اور غصے سے فغلوہ پہر اسکا ہاتہہ اسکی گردن

باندہوا سواسطے کہ یہہ شخص ہمارے کیطے ہاتہونکی نعمت کا شکر بجا نہ لایا اور ہماری رضامندی کی باتونمین اپنے
ہاتہہ کو نکہولا حدیث شریف مین آیا ہی کہ اس حکم کے سنتے ہی ایک لاکہہ فرشتے اسکی طرف دوڑ پڑینگے اور
اسکے ہاتہہ کو اسکی گردن سے باندہ دینگے پہر حکم ہوگا کہ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ پہر دہکتی آگ مین ڈالو اسکو اسواسطے
اسنے کسی چیز کو دنیا کی لذتون اور نعمتون سے خدا کیواسطے نچہوڑا تہا سو اسکی عوض مین اس بلا مین اسکو جلاؤ
اور آگ مین ڈالنے کے پہلے اسکے ہاتہہ اسواسطے باندہ دیجائینگے تاکہ دوزخمین ڈالنے کیوقت ہاتہہ نہلا وے اور
حرکت اور جنبش بیقراری کی بہی نکر سکے کہ اسمین عذابمین تہوڑی تخفیف ہوجاتی ہی ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ
پہر ایسی زنجیر مین کہ اول سے آخر تک ہر حلقہ اسکا دوسرے حلقہ سے ملا ہو ذَرْعُهَا جسکی ماپ سَبْعُونَ
ذِرَاعًا ستر گز ہو جبار کے گز سے جو فرشتونکے عرف مین رائج اور مشہور ہی اور ہر گز اسکا ستر باع اور ہر باع
اتنا ہی جتنا مکہ اور کوفہ کے درمیانمین دوری ہے اسیطرح روایت کی گئی ہی حضرت عبد اللہ بن العباس رضی اللہ
عنہما سے اور دوسرونسے بہی فَاسْلُكُوهُ پہر جکڑو اسکو تاکہ اس زنجیر کے حلقونمین بند ہوجائے اور ہاتہہ پانون
اور دوسرے اعضا سے بہی حرکت نکرسکے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ وہ زنجیر
اسقدر ملبی ہوگی کہ اسکے پاخانہ کے مقام سے گہسے گی اور حلق سے نکل آویگی اور اسکی پیشانی سے قدم تک لپٹ جائیگی
اور اسکو اس زنجیر سے اسواسطے عذاب کیا ہمنے کہ اِنَّهُ كَانَ بے شک وہ تہا بہ انتہا عادتونکے تسلسل کا قائل
اور ہمیشہ اسباب اور مسببات ہی کے سلسلے کے ملاحظے مین لپٹا رہتا تہا اور ہر چیز کو کسی سبب کیطرف نسبت
کیا کرتا تہا پہر اس سبب کو دوسرے سبب کیطرف اسیطرح کے تسلسل مین گرفتار رہا اور مسبب الاسباب کیطرف نجہکا
یہی سبب تہا کہ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ایمان نلاتا تہا خدا سے بزرگ کا ایسا خدا جسکی عظمت اور بزرگی کے
ملاحظہ کے سامنے جتنے سبب مین نظر سے ساقط ہوجاتے ہین اور اعتبار سے جاتے رہتے ہین اور اچہی بات کہی
ہی کسی شاعر نے ۔ از سبب سازیش من سودائیم ۔ وز سبب سوزیش سوفسطائیم ۔ اس شعر کے معنے
اوپر کی سورتمین گذر چکے ہین اور باوجود ایسی شدت کفر کے عذابکی تخفیف کا کوئی سبب نہ رکہتا تہا اسواسطے
کہ بدنی عبادت اس شخص سے متصور نتہی اس سبب سے کہ مسبب کا قائل نتہا اگر عذابکی تخفیف کیواسطے کچہہ
بہی کام آتی وہ مالی عبادت تہی سو وہ بہی اسنے اپنے ہاتہہ سے کہودی بلکہ اپنے دینے کا کیا ذکر ہے دوسرے کا

دینا فقیرونکو دیکہہ نہ سکتا تہا وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اور تاکید نکرتا تہا اپنے اہل وعیال اور خادمونکو مسکینونکے کہلانیکو اور اسکے ہاتہہ گردنپر باندہنے کی وجہہ یہی تہی کہ یہہ اپنے مال کے دینے مین ہاتہہ کہینچے رہتا تہا اور بخل کرتا تہا اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ جوانمین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بڑے جلیل القدر صحابی ہین اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے انکے حق مین فرمایا کہ ابو درداء میری اُمّت کا حکیم ہی اُنسے منقول ہی کہ یے اپنے گہر کی بی بی سے کہا کرتے تہے کہ شوربا سالن مین زیادہ کیا کرو تاکہ فقیرونکے کام آوے انکی بی بی نے پوچہا کہ شوربے کے زیادہ کرنے مین کیا فایدہ ہی اسواسطے کہ کہانے مین لذت خوب نہین ہوتی تو آپ نے کہا کہ تمنے نہین سُنا کہ ایمان نہ لانے اور مسکینونکو کہانا نکہلانیکے سبب سے کافرونکو اگ کی زنجیرون مین جکڑکے عذاب کرینگے سو اللہ تعالی کے فضل اور کرم سے ایمان لانیکے سبب سے ہمنے آدہی اُس زنجیر کو اپنے سے کاٹ ڈالا ہی اور آدہی جو باقی ہی وُہ بہی مسکینونکو کہلانیکے سبب سے اپنے سے دور کئے دیتے ہین حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کافر جسطرح ایمان اور معرفت کے مکلّف ہین اسیطرح دوسری عبادتونکے بہی مکلف اور مخاطب ہین اور انکی دلیل یہی آیت ہی یعنے اگر ایسا نہوتا تو قیامت کو کافرونپر کہانا نہ کہلانے کے سبب سے عذاب نہوتا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کافرونپر عذاب ایمان نہ لانیکے سبب سے ہوگا لیکن اگر مسکینونکو کہانا کہلایا ہوتا تو عذاب مین کُچہہ تخفیف ہوتی اور اس اگ کی زنجیر مین گرفتار نہوتے اور جب مسکینونکا کہلانا ترک ہوا اور اس سبب سے انکے عذاب مین تخفیف نہوی تب اگ کی زنجیر مین جکڑے گئے سو یہہ آیت اسبات کی دلیل ہی کہ کافر جو اللہ تعالی کے مخلوقات سے احسانات کرتے ہین اس سبب سے اُنکے عذاب مین تہوڑی تخفیف ہوگی یے معنے اس آیت کے نہین ہین کہ مالی یا بدنی عبادت کافرونپر فرض یا واجب ہی اور جب کافرونکے عذاب کی شدت کے بیان کرنے سے فراغت پاچکے تو اب بیان فرماتے ہین کہ دنیا مین رنج اور غم کی شدت مین دو چیزین تخفیف اور غم کی کمی کا سبب پڑتی ہین ایک تو اپنا دلی دوست جو ایسے شدت اور تکلیف کے وقت مین تسلی اور دلاسا اور ماتم پرسی کرکے رنج اور غم کی شدت کو ہلکا اور سبک کردیتا ہی اور دوسرا لذیذ اور مزیدار کہانا کہ دلکو قوت بخشتا ہی اور طبیعت اُسکے کہانے سے خوشی اور فرحت حاصل کرتی ہی اور اس رنج اور ملال کے اوٹہانے اور برداشت کرنیکے طاقت ہوتی ہی اسیواسطے

رنج اور مصیبت مین پہنسے ہوون کی انہی دونون طرحونسے مدت اور اعانت کیا کرتے ہین سو ان دونون چیزونکو
بہی یہان سے نفی کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ پہر نہین ہی اس کافر کیواسطے اسدن جسکی
شان مین حقتعالی فرماتا ہی کہ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ
یعنے جسدن بہاگیگا آدمی اپنے بہائی اور ما اور باپ اور جورو اور بیٹے سے اگرچہ دوسرے دنون مین یعنی
دنیا مین اس قسم کے لوگ بہت ہوتے تہے ھٰھُنَا حشر کے میدان مین جہان ہر شخص اپنے حال مین گرفتار ہوگا
اور اپنے انجام کی فکر مین گہبرایا ہوا بیقرار ہوگا اگرچہ جنت مین داخل ہونے اور اپنی طرف سے امن اور چین حاصل
ہونیکے بعد اپنے خویش اور اقربا اور دوست اور آشنا کے حال سے بہی پریشان ہوگا اور یاد کریگا پہر اگر انکو
شفاعت کے قابل پاویگا تو انکی شفاعت کریگا حَمِیْمٌ کوئی قرابتی جو اسکی خاطرداری کرے اور اسکی تسلی
اور دلاسے کے سبب سے تہوڑی سی آرام اور تخفیف عذاب مین اس کافر کو حاصل ہو وَّلَا طَعَامٌ اور نہ کہانا جسکی
سبب سے کچہہ بدنکو قوت اور دلکو فرحت حاصل ہووے تا کہ اس عذاب کے برداشت کی طاقت ہو اِلَّا
مِنْ غِسْلِیْنٍ مگر دہون دوزخین جلے ہوونکے زخمونکا جو پیپ اور زرد پانی کی صورت دوزخیونسے بہہ کے
دوزخ کے گڑہون مین جمع ہوگا اور بدبو اور بدمزگی اور بے لذتی مین اسقدر ہوگا کہ لَا یَاْکُلُہٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ
نہ کہا سکیگا کوئی اسکو مگر اسی قسم کے خطاکار گنہہ گار جنکے نہ ایمان کا ٹہکانا اور نہ کبہی اللہ تعالی کے بندونکے
ساتہہ احسان اور سلوک انسے ہوا تہا پہر وے لوگ ایسے بدمزہ بدبو والی کہانیکو نہایت بیقراری اور
بہونک کے غلبے سے ہزار دشوار یسے حلق کے نیچے اتارینگے لیکن آخر کو اس کہانیکی تاثیر سے جو زہر کا خاصہ
رکہتی ہوگی بیقراری اور بیتابی کی زیادتی ہوگی تو ایسا کہانا کہانے مین بہی انسے خطا ہوگی کہ اس کہانیکو قوت کا
سبب جانکے کہائینگے پہر اسکے سبب سے اور عذاب کی شدت مین گرفتار ہونگے بس انکا حال ایسا ہے جیسے کوئی
شخص زہر قاتل کو غذا یا دوا یا معجون مقوی کی عوض مین استعمال کرے کہ سراسر خطا اور چوک ہی لغت والونکو
اس جگہہ پر ایک اعتراض ہی اسکا مطلب یہہ ہی کہ عرب کی زبان مین دہوون کو غسلین کہتے ہین اور حال یہہ ہے
کہ دوزخ مین دہوون نہوگا اور دہوون مراد بہی نہین ہی بلکہ حدیث شریف مین غسلین کی تفسیر مین زرد پانی اور
پیپ اور خون فرمایا ہی سو اسمین کیا نکتہ ہی کہ زرد پانی اور پیپ اور خون کو غسلین فرمایا ہی اور اس اعتراض کا

جواب یہہ ہی کہ زرد پانی اور پیپ اور خون جو دوزخیونکے اعضا کہانے اور نقصان مین کچہہ تاثیر نکریگا اسواسطے کہ انکا گوشت اور پوست انکے بدنونپر ہر وقت تازہ پیدا ہوگا تو گویا زرد پانی اور پیپ اور خون سے انکے حقمین دہوونکا حکم پیدا کیا گویا اُس تازہ پوست کو دہو ڈالا اور پاک کرکے پہینک دیا اور اس پہلے کہال کے زرد پانی ہوکر بہ جانیکے سبب سے اور نئی کہال اسکی جگہہ پیدا ہو جانے سے ایسا ظاہر ہوا کہ وہ جلی ہوئی پہلی کہال میل کے مانند تہی جو بدن سے دور ہوگئی سو ایسی باریکیون کی رعایت کرنا فن بلاغت کے اعجاز کے مرتبونسے ہی اس باریکی کے فایدیکے واسطے غسلین کی لفظ کو زرد پانی اور میل کیواسطے استعمال فرمایا ہی یعنی اسکی عوض مین لائی ہین فصیحونکے قاعدیکے بموجب اور جو اس سورتمین ابتدا سے یہان تک اُن امرونکی تفصیل خبر حاقہ ہونا ثابت ہوتا ہی قطعی دلیلون اور واضح برہانونسے سُن چکے اور یہہ بات ظاہر ہی کہ یہہ علم حکیمونکی فکر اور داناؤنکی عقل سے باہر ہی اپنے علم اور عقل کے زور سے کوئی اسکو پا نہین سکتا تو اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ یہہ کلام حقتعالی کا ہی کسی مخلوق کا نہین ہی فَلَآ اُقْسِمُ پہر قسم نہین کہاتے ہین ہم اسواسطے کہ قسم کہانے کی کچہہ احتیاج نہی یہہ کلام آپ ہی اپنے حال پر گواہ عادل سے اور شاہد صادق ہی اور اسکے مثال یون سمجہا چاہئے کہ جسطرح کتاب شفا جو تصنیف ہی شیخ بو علی سینا کی اسکا مضمون اس قسم کا ہی کہ وہ خود دلالت کرتا ہی اسبات پر کہ یہہ حکیم کا کلام ہی اور اسیطرح کتاب قانون بہی اسیکی تصنیف ہی لیکن اسکا مضمون خود دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہہ کلام طبیب کا ہی اور اگر تم لوگونکو بغیر قسم کے یقین نہین آتا ہی تو ہماری قسم بِمَا تُبْصِرُوْنَ اُس چیز کے ساتہہ ہی جو دیکہتے ہو یعنے وے لطیفہ اور فایدے ظاہری جو اس کلام سے اپنی دانائی کی آنکہہ سے دیکہتے ہو وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اور جو نہین دیکہتے ہو یعنے وے لطیفے اور فایدے باطنی جو اپنی دانائی اور عقل کی بصارت سے انکو پا نہین سکتے بلکہ انکے دریافت کرنے مین تعلیم اور تنبیہ کے محتاج ہوتے ہو بلکہ تعلیم اور تنبیہ کے بعد بہی تمہاری عقل کی نظر انکے دیکہنے مین چوندہا تی ہی اور پہر نظر دیکہہ نہین سکتی اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ ماتبصرون سے ظاہر کا عالم مراد ہی اور مالاتبصرون سے غایب کا عالم مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ماتبصرون وہ ہے جو زمین کے اوپر ہی اور مالاتبصرون وہ ہی جو زمین کے نیچے ہی یا ماتبصرون سے عالم اجسام مراد ہی اور

مالاتبصرون سے عالم ارواح مراد ہی یا اوّل سے انسان اور دوسرے سے جنات مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ماتبصرون سے کعبہ معظمہ زادہا اللہ تشریفا وتکریما مراد ہی اسواسطے کہ انوار الہی کی تجلی اس مقام مین اسطرح سے ظاہر اور باہر ہی کہ انکہہ کی بینائی سے معلوم ہوتی ہی اور مالاتبصرون سے بیت المعمور مراد ہی اور بعضون سنے خشکی اور تری کے مخلوقات پر حمل کیا ہی اور بعضون نے مابصرون کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ پر یعنے حکم پہنچا دینے پر اور مالاتبصرون کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول اور اترنے پر منطبق کیا ہی اور اکثر صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے مابصرون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے آثار اور نشانونپر جو ظاہر معجزون کی مدد سے روشن اور واضح تہے حمل کیا ہی اور مالاتبصرون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے انوار پر جو ہرگز کسی مخلوقات کی بینائی بلکہ دانائی مین بہی نہین آسکتے ہین حمل کیا ہی غرض کہ ہر طرح سے قسم کہانا اس مضمون پر ہی کہ اِنَّهٗ بے شک یہہ قران معجزون والا جو ہر چیز کی حقیقت کو کہول دیتا ہی اور جن چیزونکے بوجہنے اور دریافت کرنے سے عقل اور خیال اور وہم اور یوجیہ سب عاجز ہین انپر آگاہ کر دیتا ہی لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ البتہ بے شک خدا کا کلام ہی لایا ہوا رسول بزرگ امانت دار کا اسواسطے کہ درگاہ الہی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رسول مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سنکے تمکو پہنچاتے ہین اور یے دونون شخص نہایت بزرگی اور کرم اور عدالت اور دیانت اور امانت سے موصوف ہین اور دنیا کی خسیس غرضونسے اور اس جہان کی بری طمعون سے منزہ اور پاک ہین چنانچہ اس رسول کا حال یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمنے اپنی آنکہہ سے خود دیکہا اور خوب جانتے ہو کہ جہانکی برائی سے پاک ہے اور اس دوسرے رسول کا حال دریافت کرنیکو اس رسول کی گواہی فقط کافی ہی پہر ایسے بزرگونسے اپنے مالک اور خالق پر افترا اور جہوٹہہ باندہنا ہرگز نہین ہوسکتا انکی طرف ایسی بات کی نسبت کرنا بیجا ہی وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ اور نہین ہی یہہ قران کہا ہوا کسی شاعر کا اسواسطے کہ شعر کیواسطے وزن اور بحر لازم ہی اور اس کلام مین ہرگز وزن اور بحر پائی نہین جاتی اور یہہ بہی ہی کہ شاعر کا کلام بے اصل محض ہوتا ہی اور تمام مضمون اسکے وہمی اور خیالی ہوتے ہین جنکی اصل کچہہ بہی نہین ہوتی اور اس کلام مین حقایق اور معارف کے اصول کو قطعی دلیلون اور یقینے حجتونسے بیان فرمایا ہی اور دوسرے

یہہ بہی ہی کہ شاعرونکے کلام مین خالی مضمون اس قسم کے نہین ہوتے ہین کہ وقت کی خصوصیت پر یا عدد اور مدت کی تعیین پر یا واقعی سچے قصون پر جسطرح وے امورات حقیقت مین ہین اسیطرح بیان کرین بلکہ کمی اور زیادتی سے انکے کلام خالی نہین ہوتے بخلاف اس کلام پاک کے کہ اسی قسم کے مضمون اسمین سنتے ہو جسطرح اس سورہ مین تمنے سنا کہ حقتعالی فرماتا ہی کہ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ یہان حقتعالی نے وقت کو خاص کرکے اور عدد اور مدت کو معین کرکے فرمایا اور اس تعیین اور تخصیص مین کسیطرح کا شک اور شبہہ نہین ہی اسیطرح دوسرے احوال جیسے ثمود کا قصہ اور عاد اور فرعون کا اور جو اسکے پہلے تہے اور مؤتفکات کا یعنے الٹی بستیون والے یعنے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور اس بیانمین کسیطرح سے کمی اور زیادتی نہین ہی پس نادان جاہلونکا بکنا جسطرح ابوجہل جاہل کہتا تہا کہ یہہ کلام کسی بڑے شاعر کا ہی جو بلاغت کے فن مین نہایت مہارت رکہتا ہی کہ مجہکو اپنی بلاغت کے زور سے عاجز کر دیا ہی یہہ اسکا کہنا محض بیفائدہ اور پوچ ہی ہرگز سماعت کے قابل نہین ہی قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ بہت تہوڑا تم یقین کرتے ہو اسواسطے کہ بدیہی امرونکو جنکا صدق ظاہر اور کہلا ہوا ہی انکو بہی اپنی نادانی اور جہالت اور تعصب سے انکار کرتے ہو نہین تو اس کلام کا شعر نہونا ظاہر ہی ازروے لفظ کے بہی اور ازروے معنے کے بہی کسیطرح کی پوشیدگی نہین ہی وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور نہین ہی یہہ قران کہا ہوا کسی کاہن کا جسکو جنات بعضی باتین غیب کی اور بعضے احوال کچہہ ردیف قافیہ سے ایک کلام درست کرکے بتلا دیتے ہین جیسے چور کا پتا اور نام اور نسب اور مدعی کو دعوے مین سچا جان لینا اور خواب کی تعبیر بتا دینا اور اسی قسم کی دوسری چیزین اسکے دلمین ڈال دیتے ہین جسطرح عقبہ بن معیط اسی قسم کی باتین بکا کرتا تہا سو یہہ کلام ویسا نہین ہے کئی وجہونسے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ جنونکا کلام معجز نہین ہوتا یعنے دوسرا ویسا کہہ نسکے بلکہ جو ایک جن کسی کاہن کو ایک بات سکہلاتا ہی دوسرا جن بہی ویسی بات دوسرے کاہن کو سکہلا سکتا ہی اور یہہ کلام یعنے قرآن ایسا معجز ہی کہ کسی جن کا کلام اسکے مشابہ نہین ہوسکتا اور دوسری وجہہ یہہ بہی ہی کہ کاہنونکے کلام مین قافیہ اور سجع کی رعایت کیواسطے بہت لفظین بیکار اور بیفائدہ آتی ہین اور اس کلام اعجاز نظام مین کوئی لفظ بیفائدہ اور بیکار نہین ہی تیسری وجہہ یہہ ہی کہ جنونکا خبردار ہونا کسی آیندہ کے احوال سے

اور معین کر دینا کسی مجہول چیز کا جو آدمی سے چھپی ہی اُنکے جسم کی لطافت اور باریکی کے سبب سے
اور انکے عالم کا نزدیک ہونا فرشتونکے عالم سے اور مختلف شکلونکے بدلنے پر قادر ہونے اور آسمانکے
قریب جاکر فرشتونکی بات سن لینے کے سبب سے ہوسکتا ہی لیکن علمونکی حقیقت پر مطلع ہونا اور دین اور
شریعتونکے کلی قواعد اور دستورونکو جان لینا اور فرشتونکے اور آسمانکے چھپے بھیدون پر خبردار ہونا اور
اگلے زمانے کے بڑے بڑے قصّونسے آگاہ ہونا ہرگز انسے نہین ہوسکتا بخلاف قران شریف کے کہ وہ
انہی مضمونونسے پر ہی جو تہی وجہہ یہہ ہی کہ اس کلام مین یعنے قران مجید مین اکثر مقامون پر شیطانون کی
برائی اور انکی راہ اور چلن سے بچنا اور جنون کی عبادت کی برائیان جو بتونمین گھس کے آواز کرتے ہین اور اس
فریب سے اپنی تئین معبود ٹھہراکر پجواتے ہین اور کاہنونکی برائیان جو شیطانونسے بہائی بندی رکہتے
ہین مذکور ہین سو اگر یہہ جنونکا کلام ہوتا تو جن اپنی برائی آپ کاہیکو بیان کرتے اور اپنی شیطنت ظاہر
کرکے لوگونکو اپنے سے علیحدہ اور متنفر کرتے اسواسطے کہ یہہ بات عادت کے خلاف ہی کہ کوئی
شخص اپنی برائی آپ ہی بیان کرے قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ بہت کم سوچتے ہو اپنے معلوم مقدمونکو
اور بہت کم غور کرتے ہو انمین اس مقام مین مفسرین کو ایک سوال ہی مشہور وہ سوال یہہ ہی کہ شاعریت
کی نفی مین قلیلاً ما تؤمنون اور کہانت کی نفی مین قلیلاً ما تذکرون کیون فرمایا سو اسکا جواب عین آیتونکی تفسیر مین
بیان کر دیا گیا اسواسطے کہ شاعریت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قران کی تلاوت اور تبلیغ
مین ایک ظاہر امر تہا جو سب پر روشن تہا ایسی ظاہر چیز کی انکار نہین کرتا مگر وہی جسکا دل تصدیق اور ایمان سے
خالی ہی ایک شخص بدیہی چیز کی بہی انکار کرسکتا ہی جسطرح آگ کو جلانیوالا انجانے اسواسطے کہ بے عقل محض
ہی اور اس کلام سے یعنے قران کے سُننے کے سبب سے کہانت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا
البتہ تامل اور غور پر موقوف تہا اور اسبات کی احتیاج تہی کہ کہانت کے لوازمات کو اور اسکی اصل اور فروع
کو یعنے اسکی جڑ اور شاخ کو خوب طرح سے غور کرین اسواسطے کہانت کی نفی مین تذکرون فرمایا یعنے غور اور
فکر تم بہت کم کرتے ہو حاصل کلام یہہ ہی کہ قران شریف جب شاعر کا کلام اور کاہن کا کلام نہوسکا تو ثابت
ہوا کہ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ اتارا ہوا ہی تمام عالم کے پروردگار کیطرف سے جسکی ربوبیت عام ہی

سبکو شامل اور یہی عام ربوبیت اسکی اس کلام کے اتارنیکی مقتضی ہوی یعنے اسنے خواہش کی تاکہ سب
جہان والونکو دین اور دنیا کے کامونمین اس کلام پاک سے تربیت فرما دے اور کیہہ کہین کہ یہہ کلام
حقیقت مین حقتعالی ہی کا اتارا ہوا ہے کسی آدمی اور جن کا کلام نہین ہے مگر ایک دو کلمے یا ایک دو
آیتین رسول اپنی طرف سے اسمین ملاکر زیادہ کردے تو ہوسکتا ہی کچہہ تعجب نہین ہے اسواسطے کہ
دنیا کے رسول اور قاصد بہی بہیجنے والے کیطرف سے پیغام پہنچانے اور ادا کرنیکیوقت ایک دو کلمے
اپنی طرف سے ملانے مین کچہہ مضایقہ نہین جانتے اور اسقدر یعنے ایک دو کلمے یا ایک دو آتین اگر ملا دیگا
جاوین تو اتنے بڑے کلام مین وے پہچان نپرینگی اور جدا نہوسکینگی تو اس احتمال سے اس مجموع کلام
کے معجز ہونے مین بہی امن حاصل نہوا تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ یہہ قیاس تمہارا مع الفارق ہے یعنے
اس کلام پاک کو قاصد کے کلام پر قیاس کرنا بہت بعید اور بیجا ہے اسواسطے کہ دنیا کے قاصدونکو انکے بہیجنے
والے پیغام پہنچانیکے وقت دیکہتے نہین ہین اور اپنے کلام کو قاصد کے حافظے مین ادا کرنے تک باقی رکہنے
کی طاقت نہین رکہتے اسواسطے قاصد کو اتنے دخل دینے کی اپنے کلام مین گویا پروانگی دیتے ہین اگرچہ
زبان سے نکہین اور یہان یعنے حقتعالی کے بہیجے ہوے رسول مین یہہ بات متصور نہین ہے اسواسطے کہ
یہان رسول اور اسکا حافظہ دونون بہیجنے والے کے یعنے حقتعالی کے اختیار اور قدرت مین ہین اور ہر وقت
اسکے سامنے حاضر یہان ہرگز متصور نہین ہے کہ رسول اپنی طرف سے حقتعالی کے کلام مین دخل دینے پاوے
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور اگر فرض کیا کہ بنا کر کہے یہہ رسول ہمپر اپنی فصاحت اور بلاغت کے زور سے
بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ بعضی باتین یعنے کوئی آیت مین کچہہ اپنی طرف سے بڑہا دے اسواسطے کہ اگر سب کلام
کو یا کوئی بڑی آیت کو پوری بنا لیتا تو فصیح اور بلیغ لوگ اس سے جہگڑا کرکے اسکو شرمندہ اور خفیف کرڈالتے
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ البتہ اسیوقت اسکو ہلاک کرڈالتے اسطور سے کہ پکڑتے ہم اسکا سیدہا ہاتہہ
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ پہر ہم کاٹ ڈالتے تیز تلوار سے اسکی جانکی رگ جسکے سبب سے اسکی جان ہے اور
ہم اسکو فرصت نلینے دیتے اور یہہ اُس واجب القتل کے حال کی صورت ہے جسکو بادشاہ دنیا کے اپنے
سامنے سزا دیتے ہین اور اپنے روبرو جلاد کو بلاکر اسکی گردن کٹواتے ہین اور داہنا ہاتہہ پکڑنے کی وجہہ

یہہ ہی کہ قتل کرنیکے وقت تلوار جلاد کے داہنے ہاتہہ مین ہوتی ہی پہر اگر مقتول کا بایان ہاتہہ پکڑکے اسکی
گردن مارے تو مقتول کی گردن پر پیچہے کیطرف پہری ہوی تلوار لگے گی اور اگر اسکا داہنا ہاتہہ پکڑکے ماریگا
تو مقتول کی گردن مین بائین طرف سے لگے گی جسطرف دل ہوتا ہی گردن مارنیکی جگہہ بہی وہی مقرر ہے
اور مقتول کا ہاتہہ گردن مارنیکے وقت پکڑنا اسواسطے ہوتا ہی تاکہ اپنے ہاتہہ سے جلاد کے حربے کو روک
نلے اور دوسرے حربے کی جلاد کو حاجت ہووے اور روکنے اور بچانے مین اکثر داہنا ہاتہہ اُٹہتا ہے
اور یہہ ہاتہہ زور والا بہی ہی سو اسواسطے داہنا ہاتہہ ہی پکڑنا چاہئیے اور بعضے محققون نے ایسا کہا ہے
کہ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ سے اشارہ یہہ ہی کہ اسکے داہنے ہاتہہ کو ہم شل کر دیتے تاکہ ہل نسکے اور
ہرگز جنبش نکر سکے اور جہوٹہہ بات اشارہ اور کنایے سے بہی نکر سکے اور لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ سے
اشارہ اسبات کیطرف ہی کہ اسکے دل کی رگ کو کاٹ ڈالتے تاکہ جہوٹہہ بات بنا کر نکہہ سکے اور اس رگ
کا نام عربی مین نیاط ہی اور زبان کے متصل ہوتی ہی اور زبان کی جنبش اور دلکے ارادے کے موافق زبان سے
بات کا نکلنا اسیکے سبب سے ہوتا ہی اسیواسطے خفقانکے مرض کیوقت جو دلکو گہبراہٹ اور بیقراری
ہوتی ہی تو زبان بہی لغزش اور لکنت کرنے لگتی ہی اور اس جگہہ پر ایک سوال ہی بہت سخت اسکا مضمون
یہہ ہی کہ اگر یہہ شرط اور جزا درست ہوا اور مقدم اور تالی کی ملازمت کلیّہ صادق آوے یعنے جہان کہین مقدم
پایا جاے وہان تالی بہی ضرور پایا جاوے تو یہہ بات لازم ہوتی ہی کہ جو حقتعالی پر جہوٹہہ باندہے وہ زندہ
باقی نرہے اور حال یہہ ہی کہ مفتری اور جہوٹہے بہت گذرے ہین جیسے مُسَیلمہ کذّاب اور اسود عنسی اور اسیطرح
کے دوسرے جہوٹہے جنہون نے طومار کے طومار حقتعالی پر جہوٹہہ کے باندہے ہین اور اس قسم کا مواخذہ
اور پکڑ انسے نہوے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ تقوّل کے صیغہ مین جو ضمیر مستتر ہی وہ فقط رسول کیطرف پہرتی ہے
نہ ہر فرد انسان کیطرف بس لازم یہہ ہوا کہ اگر بالفرض رسول سے ایسی بات پائی جاوے تو اسیوقت
یہہ عذاب اسپر کیا جاوے اسواسطے اسکی تصدیق اور سچائی معجزونکے سبب سے حاصل ہوئی ہی پہر اگر
اس قسم کی بات مین جلدی سزا اور عذاب نکیا جاوے تو ایک التباس اور شبہہ پڑجاوے جسکا سنورنا
ممکن نہین ہی اور یہہ بات حکمت کی منافی ہی بخلاف اس شخص کے جو رسول نہین ہی اور اسکا رسول ہونا

معجزے سے ثابت نہین ہوا ہے تو اسکی بات بہی بیہودہ اور خرافات ہے کوئی اسکی بات نہ سنے گا
اور ہرگز کسیکو التباس اور شبہہ نہ پڑیگا ہان ایسے شخص کے معجزے سے تصدیق ہونا محال ہے یعنے ہرگز ہو
نہین سکتی اور اسکی مثال یون سمجہا چاہئے کہ جسطرح بادشاہ کسی شخص کو کسیکام پر مقرر کر کے خلعت
اور فرمان اپنا دیکر کسی طرف روانہ کرتے ہین پہر اگر اس شخص سے اس خدمت مین کچہہ خیانت ہوی
یا کچہہ بادشاہ پر جہوٹہہ باندہا اس سے ثابت ہوا تو اسیوقت اسکا تدارک کرتے ہین اور اگر کسی دوسرے
شخص سے جسکے پاس نہ کوئی سند ہے نہ کچہہ کام ایسی بات ہوتی ہے تو ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتے
اور اسکے حال سے کچہہ تعرض بہی نہین کرتے اسواسطے کہ جانتے ہین کہ دانا لوگ اُسکے فریب مین ہرگز
نہ آوینگے اور اُسکی بات کو ہرگز نہ سنینگے بس یہی حال رسول کے مقدمہ مین بوجہا چاہئے حاصل کلام
کا یہہ ہے کہ اگر رسول جنکی رسالت معجزونسے ثابت ہو چکی ہے اس قسم کا افترا اور جہوٹہہ حقتعالی پر باندہے
تو ضرور ایسے عذاب مین گرفتار ہووے فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ پہر نہو گا تم مین سے
کوئی فرقہ یا کوئی جماعت ہمارے اس عذابکو رسول سے منع کرنیوالا اور روکنے والا یعنے پہر کوئی ایسا نہین
جو رسول کو اس بلا سے کسی حیلہ اور تدبیر سے بچا رکہے اور ہلاک ہونے ندے اور اَحَدٍ کی لفظ جمع کے
معنو نمین ہے اسیواسطے اسکی خبر مین حاجزین فرمایا ہے جمع کے صیغہ سے گویا اسطرف اشارہ ہے کہ
کہ جب سب جہانکے لوگ ملکر اسکو اس ہمارے عذاب سے بچا نہ سکینگے تو ہر ایک اکیلا اکیلا کب بچا سکتا
ہے اور منع کر سکتا سو جب یہہ بات ثابت ہو چکی کہ یہہ قران سب کا سب یعنے ہر ہر کلمہ اور ہر ہر حرف اسکا
جہان کے مالک کیطرف سے اُتارا ہوا ہے تو ایک فائدہ اسکا ظاہر ہوا یعنے اس قران کی تلاوت
حقتعالی کی نزدیکی کا سبب ہے اور اسکی ہمیشہ تلاوت کرنے سے اُس جناب پاک کی درگاہ مین بڑا
مضبوط وسیلہ حاصل ہوتا ہے جیسے ذکر الہی پر مداومت اور ہمیشگی کرنے سے اب دوسرا فایدہ جو
اسمین پایا جاتا ہے بیان فرماتے ہین کہ وَاِنَّهٗ اور بے شک یہہ قران لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ البتہ
نصیحت اور سجہوتی ہے اور یاد دلا دیتا ہے پرہیزگارونکو یعنے اُن لوگونکو جو تقوی کی راہ چلتے ہین اور چاہتے
ہین اُس کام کرنیکو جسمین اپنے خاوند کی رضامندی حاصل کرین اور بُرے کامونسے دور بہاگتے ہین ایسے

لوگونکے واسطے یہہ قرآن شریف قانون اور دستور العمل ہے اور یے دونون فایدے قرآن شریف کے ایمانداروں کیواسطے اور پرہیزگارون کیواسطے خاص ہین منکر اور جہوٹہلانیوالونکو ان دونون فائدون سے قرآن کے کچہہ فایدہ نہین ہی وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ اور بے شک ہم جانتے ہین کہ مقرر تم مین سے بعضے لوگ اس قرآن شریف کو جہٹہلاتے ہین سو یہی دونون فائدے قرآن کے اُتارنے مین انکے واسطے ارادہ نہین کیا ہی ہمنے بلکہ کافرون اور منکرون کے حقمین قرآن کے اُتارنے مین دوسرا فائدہ ہمنے منظور کیا ہے وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور بے شک یہہ قرآن بڑا پچہتاوا ہوگا کافرون پر پہلے دنیا مین جسوقت قرآن پر عمل کرنیوالونکو حقتعالی کیطرف سے مددین اور فتحین پے در پے پہنچین گی اور اُنکا غلبہ اور دبدبہ روز بروز بڑہتا جائیگا اور دوسرے آخرت مین جب قرآن پر عمل کرنیوالے ہر موقف اور ہر جگہہ پر خشہ مین سرخ رو ہووینگے اور قرآن کے منکر ہر جگہہ پر ذلیل اور خوار اور رسوا ہونگے وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ اور بے شک یہہ قرآن شریف صرف یقین ہی یعنے قابل یقین کرنیکے ہی جسمین باطل اور نالایق بات پائی نہین جاتی تا کہ شک اور شبہ کی اسمین جگہہ ہووے یا کسیکا عذر اسکے مضمونکے ماننے مین دنیا یا آخرت مین سنا جاوے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ سو پاکی کے ساتہہ یاد کر اپنے پروردگار کا نام جو سب سے بڑا اور بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے تا کہ تجہکو اس یاد کرنے مین دلکی پوری صفائی حاصل ہووے اور قرآن کا حق الیقین ہونا تیرے دل کے صیقل کئے ہوے آئینے مین منقش ہو اور گڑجاوے اور یہہ تیسرا فایدہ ہی قرآن شریف کا جس سے خاص لوگ جو صاحب باطن ہین بہرہ ور ہوتے ہین حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ یعنے اس تسبیح کو اپنی نماز کے رکوع مین پڑہا کرو اور اسطرح پر کہا کرو کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یعنے پاک ہی رب میرا جو بڑی عظمت والا ہی اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل ہوئی تب آپ نے فرمایا کہ اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ یعنے اس تسبیح کو اپنے نماز کے سجدہ مین پڑہا کرو اور یون کہا کرو کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یعنے پاک ہی رب میرا جو سب سے بلند ہی اور اُسی حدیث سے نحو کے جاننے والے قاریون نے یہہ بات نکالی ہی کہ معنے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ اور سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ اسمین دونون متلازم ہین یعنے دونون کے معنے ایک ہین اسواسطے کہ اس

مقام مین سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنے کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْم کے مضمون کی فرمانبرداری کا سبب گردانا ہے
جسطرح سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنے کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کے مضمون کی تابعداری کا سبب کہا ہے
تو اس سے معلوم ہوا کہ بے کا حرف جو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْم مین ہی سو زائد ہی جیسے لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ
اِلَى التَّهْلُكَةِ مین زائد ہی اور بعضے باریک بین اس حدیث شریف کے مضمون مین ایک اشکال رکہتے ہین حاصل
اُس اشکال کا یہہ ہی کہ تسبیح کو دونون آیتونمین رب کے اسم پر لائے ہین یعنے یون فرمایا ہی فَسَبِّحْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الْعَظِيْم اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور حدیث شریف مین رب کی ذات کی تسبیح ہی اسم رب
کی تسبیح نہین ہی یعنے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى فرمایا ہی سو ان دونون تسبیحونکے
کہنے سے جو حدیث شریف مین وار د ہین فرمانبرداری اُس امر کی جو دونون آیتونمین ہی کسطرح ہوئی ظاہر تو
آیتونمین حکم دوسرا ہی اور حدیثونمین حکم دوسرا سو اس اشکال کا جواب یہہ ہی کہ رب کی ذات کی تسبیح
رب کے اسم کے ضمن مین بوجہی جاتی ہی سو آیت مین تسبیح کی صورت کا حکم ہی اسطور سے جسطرح
کوئی اپنے دل کی بات اور مقصود کو بیان کرے اور حدیث مین اس تسبیح کی صورت یعنے لفظونکی تعلیم
ہی انہی دو اسم کرکے یعنے عظیم اور اعلی کرکے اور ان دونون اسمونکو صفت کیا ہی ایک دوسرے
اسم کا یعنے رب کا سو اسطور کی عبارت کو اسواسطے اختیار کیا ہی تاکہ دونون آیتونکے لفظونکی رعایت
جہانتک ہو سکے کی جاوے اور لیکن احتمال یہہ بہی ہی کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْم کے معنے یون ہون
کہ فَسَبِّحْ ذَاتَ رَبِّكَ بِهٰذَا الْاِسْمِ الْمُرَكَّبِ مِنَ الصِّفَةِ وَالْمَوْصُوْفِ یعنے پہر تسبیح کر اپنے رب
کی ذات پاک کو اس نام سے جو مرکب ہی صفت اور موصوف سے اور اس قیاس پر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
الْاَعْلٰى کے معنے یون ہونگے کہ اَوْقِعِ التَّسْبِيْحَ عَلٰى هٰذَا الْاِسْمِ الْمُرَكَّبِ مِنَ الْمَوْصُوْفِ وَالصِّفَةِ
یعنے واقع کر تسبیح کو اُس نام پر جو مرکب ہی موصوف اور صفت سے اب اس صورت مین حدیث کا مضمون
آیت کے مضمون سے مطابق ہوگیا اور ہرگز کوئی اشکال باقی نرہی

سورۃ المعارج

یہہ سورت مکی ہی اور اسمین چوالیس آیتین اور دوسوسولہ کلمے اور آٹھہ سوایک سٹھہ حرف ہین اور اس
سورت کے ربط کی وجہہ سورہ حاقہ سے یہہ ہی کہ اُس سورت مین اوّل سے آخرتک قیامت کا ذکر اور دنیا
اور آخرت مین کافرونکے عذاب کی کیفیت بیان ہی اور اِس سورتمین مکّہ کے کافرونکی عذاب موعود کی
جلدی کرنا بیان ہی اور انکی جرات اور بے باکی ایسے مُہلک اور خوفناک چیز کے طلب کرنے پر باوجود
اسباب کے کہ ادنی چیز جو عادت کے خلاف ہو اور سہل سی مشقت کے اُٹھانیکی طاقت نہین رکہتے ہین توگویا
اِس سورتمین حماقت اور نادانی اور جہالت اُن لوگونکی بیان ہی جو اَیسی سخت آفت کو سہل سمجہہ کر اسکی
ٹہٹھا اور مسخری کیا کرتے ہین اور اِس سورتمین مذکور ہی کہ کافر خدا کا ایمان نہین لاتے ہین اور فقیرون
اور محتاجونکے کہلانیکی عادت نہین کرتے ہین اور قیامت کے دن کوئی خویش اور قریب کافر کے کام
نہ آویگا اور اِس مضمونکو اِس سورت مین تفصیل سے بیان فرمایا ہی کہ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ
مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ یعنے آرزو کرے گا گنہگار کہ کاشکے عوض دے اس دن کے عذاب سے اولاد اور
جورو اور بہائی الخ اور مسلمانونکے حقمین ارشاد فرمایا ہی کہ وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ وَ
الَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِہِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور یہہ بہی فرمایا ہی وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا اور
یہہ بہی ہی کہ اِس سورتمین آسمانکا پہٹنا اور ٹکرانا زمین اور پہاڑونکا مذکور ہی اور اِس سورتمین پگہلنا
آسمانکا اور اُڑنا پہاڑونکا ہوا مین مذکور ہے اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورتمین مذکور ہی کہ کافر کا مال قیامت
کے دن کچہہ کام نہ آویگا اور نہایت شرمندگی اور افسوس سے کہیگا مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَہْ اور اِس سورت
مین مذکور ہی کہ کافر کے اہل و عیال اور خویش اور اقربا قیامت کے دن اسکے عوض مین کچہہ کام نہ آوینگے کہ
یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ بِبَنِیْہِ الخ اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورت مین ارشاد
ہوا ہی کہ کافرونکے عذاب کا کارخانہ ہمیشہ سے تعدد مین مختلف رہا ہی بعضے کافرونکے عذاب کا سامان
تین دن مین سرانجام پایا ہی جیسے ثمود کی قوم اور ایک ہی فرشتہ کے فعل سے یعنے حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے اور ایک ہی روح کے مسخر کرنے سے یعنے صوت اور صیحہ کے مقولے کی روح سے اور
حقیقت مین یہہ ایک شعبہ ہی ہوا کے عنصر کی روح کُلّی سے اور بعضے کافرونکا آٹھہ دنمین اور بہت فرشتونکی

مدبر سے

تدبیر سے جیسے حضرت میکائیل علیہ السلام اور انکے ہمراہی والے فرشتے اور ہوا کے عنصر کی روح کلی کے مسخر کرنے سے سرانجام اور اختتام پایا جیسے عاد کی قوم اور بعضونکو بہت سے مختلف فرشتونکی جماعت سے اور مختلف عناصر کی ارواح سے اور آذہر کی مرکب چیزون سے اور حیوانی روحونسے چالیس برس مین یا ایک رات مین یا چہہ مہینے مین عذاب کیا جیسے فرعون اور اسکے پہلے والے یعنے حضرت شعیب اور حضرت لوط اور حضرت نوح علیہم السلام کی قومونکے عذاب مین افعال مختلف ترکیب پاتے تہے چنانچہ فرعون کے غرق کرنے مین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام اپنے لشکر اور ہمراہیون سے شریک تہے کبہی قحط اور کبہی میوونکا نقصان اور کبہی طوفان اور کبہی ٹیری اور کبہی چیچڑی اور کبہی مینڈک اور کبہی خون سے اسپر عذاب کرتے تہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین آواز کرنیوالے حضرت جبرئیل علیہ السلام تہے اور صدا کی روح کو مسخر کیا تہا اور آگ کے سائبانکو حضرت میکائیل علیہ السلام اور انکے لشکر کے فرشتون نے سرانجام دیا تہا اور آگ اور ہوا کی روح کی تسخیر واقع ہوئی تہی اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین حضرت جبرئیل علیہ السلام معہ سوا لہ فرشتے دوسرے شریک تہے اور گندہک کی کان کی روح اور زمین کی روح سبکو مسخر کرکے اس کام مین لگایا تہا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے عذاب مین حضرت میکائیل علیہ السلام اپنے لشکر اور مددگارونکے ساتہہ شریک ہوکے پانی کی روح کو مسخر کیا تہا ازروے فعل کے اور ہوا کی روح کو مسخر کیا تہا ازروے انفعال کے اور آذہر کی مخلوقاتکو پانی ہوجانیکے واسطے مسخر کیا تہا اور زمین کی روح کو چشمونکے پہاڑ نکالنے اور بہانے کیواسطے اور جنگل کے وحشی جانورونکو یعنے درندا اور پرندا اور حشرات الارض کو کشتی پر لادنیکے واسطے اور اسواسطے کہ اپنی طبیعت کی خواہشونکو بند کرین اور کسیکو آپسمین ایذا نہ پہنچاوین اور اسیواسطے ان قومونکے حقمین ارشاد ہوا ہے کہ اَخَذَنَا هُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً اور اس سورۃ مین ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کا عذاب جو موعود یعنے وعدہ کیا گیا ہے وہ سب فرشتونکی خدمت کا اور تمام مخلوقات کی ارواح کی خدمت کا محتاج ہے ارواح خواہ علوی ہون خواہ سفلی اور اس عذاب کے سرانجام کی ابتدا صور کے پہونکنے سے ہے اور انتہا اسکی دوزخ والونکے دوزخ مین قرار پکڑنے تک اور یہہ پچاس ہزار برس مین ہوگا پہر ایسے عذاب کو جلدی

چاہنا کہ جہٹ پٹ آجاوے بڑی نادانی اور حماقت کی دلیل ہی اور اس عذاب کی حقیقت سے ناواقف ہونے کا نشان ہی اور معارج الہیہ سے جہالت کی علامت ہی اور معارج الہیہ عبارت ہین عمدہ تدبیرونکے تمام ہونے سے بہت سے زمانونکے الٹ پہیر مین اور اس سورت کا نام سورہ معارج ہونیکی وجہہ یہہ ہے کہ اس سورہ مین حقتعالی نے اپنی شان ذی المعارج کی صفت سے موصوف کیا ہی اور ایک کو اپنے معارجونسے ذکر فرمایا ہی کہ تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ اور اس صفت کی حقیقت جیسی چاہئے بغیر بیان کرنے ایک تفصیل کے جسمین تہوڑی عبارت بڑھجاویگی خاطر نشان نہین ہوسکتی سو پہلے جاننا چاہئے کہ ہر چیز کے عروج کے معنے یے ہین کہ وہ چیز اپنے انتہا درجہ کو پہنچے اور چونکہ حقتعالی سب غایتونکی غایت ہی یعنے ہر انتہا کی انتہا اسی تک ہی تو ہر چیز کا اس جناب پاک تک پہنچنا اپنے انتہا درجہ کے مقصود کو پہنچنا ہی پہر جاننا چاہئے کہ افعال اور تاثیرین الہیہ عالم مین تین چیز کیواسطے سے ظاہر ہوتی ہین ایک فرشتے اور دوسری ارواح جو ہر مخلوق کے جوہر دراکہ سے عبارت ہی اور اس مخلوق کی صورت نوعیہ اسکی محکوم ہی اور تیسری ارادے والونکے نفس جیسے انسان اور حیوان اور شیطان اور جن سو جو کچہہ فرشتے اور ارواح کیواسطے سے ہی وہ چیز حقتعالی کیطرف بے واسطہ منسوب ہی اسواسطے کہ ان دونون قسمون مین وہم اور شہوت اور غضب نہین پیدا کیا گیا ہی جو کچہہ ہی وہ عقل ہی کہ بدون معارض اور مزاحم کے فوقانی داعیے کا تحمل کرتی ہے اور اسیطور پر چلتی ہی اور جو ارادے والونکے نفسونکے واسطے سے ہی یعنے انسان اور حیوان اور جن اور شیطان کیواسطے سے وہ چیز پاک پروردگار کی جناب مین بے واسطے منسوب نہین ہوسکتی اسواسطے کہ ان نفسونمین وہم اور شہوت اور غضب دخل رکہتے ہین ہان یہہ البتہ ہی کہ بعضی فرد ین انسان کی جیسے حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حقتعالی کے کارکن کہ حقتعالی کی دواعی کے تحمل کیواسطے پیدا ہوے ہین انکی شان بہی فرشتے اور روحونکی شانکی مانند ہی پہر جاننا چاہئے کہ جب کوئی کام عالم مین واقع ہوتا ہی تو اس کام کے سرانجام اور پورا کرنے کیواسطے فرشتے اور روحین ایک ایک یا سب مل کر شریک ہوتے ہین اور اسکام کی ابتدا سے انتہا تک اسمین مصروف اور لگے رہتے ہین اور جب وہ کام ہوچکا اور مطلب حاصل ہوا تو پہر انکو عروجی رجوع

پ ۲۹

اپنے مبدء کیطرف حاصل ہوتا ہے اس سبب سے کہ انہون نے اپنی چھپی ہوی استعداد کو ظاہر کیا اور ایک طرح کا کمال انکے نصیب ہوا اور یہہ انکا رجوع کرنا بطور عروج کے بعینہ نفس انسانی کے حواس اور قوا کے رجوع کرنیکے مانند ہے عمدہ مطلب حاصل کرنے اور اسکی لذت لینے کے بعد تا کہ اپنے استعداد کی زیادتی اپنے مالک پر عرض کرین اور دوسرے داعیہ کے اٹھانیکے مستحق ہووین اور جب یے تینو چیزین معلوم ہوئین تو جاننا چاہئے کہ معارج الٰہیہ عبارت ہین عالم مین اسکی تدبیرونکے تمام ہونے سے اور وے تدبیرین مختلف ہین بعضی تدبیرین ایسی ہین کہ ایک آن مین اسکا سرانجام ہوتا ہے جیسے کہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ سب مکانونسے محبوب زیادہ جگہہ حقتعالی کے نزدیک کون ہے انکو بھی معلوم نتہا لیکن انہون نے اسیوقت عروج کرکے ایک آن کی آن مین اسکا جواب لے آئے کہ اَحَبُّ الْبِقَاعِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُ هَا یعنے زیادہ محبوب مکان اللہ تعالی کے نزدیک مسجدین ہین اور بعضے تدبیرین ایسی ہین کہ انکا سرانجام ایک دن مین ہوتا ہے جیسے عروج ان فرشتونکا جو ہر ہر فرد انسان پر اسکے عمل لکہنے اور اسکی محافظت کیواسطے مقرر ہین سو ہر روز جو صبح کو آتے ہین وے عصر کو چلے جاتے ہین اور جو عصر کیوقت آتے ہین وے دوسری صبح کو چلے جاتے ہین اور یہہ دورہمیشہ چلا جاتا ہے اور بعضی تدبیرین ایسی ہین جو تین دن یا چار دن کے عرصہ مین تمام ہوتی ہین جسطرح آدمیونکے عملونکا عرض کرنا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہوتا ہے اور بعضے تدبیرونکا سرانجام ایک ہفتہ مین اور بعضی کا ایک مہینے مین اور بعضی کا ایک سال مین تمام ہوتا ہے جیسے ان فرشتونکا عروج کرنا جو آدمیونکے رزق پر اور اجل پر اور ایک سال کی اخبار پہونچانے پر مقرر ہین سو انکا عروج لیلۃ البرات کو یعنے شعبان کی پندرہوین شب کو ہوتا ہے اور علے ہذا القیاس یہانتک کہ بعضے عمدہ تدبیرین جو بڑے بڑے خاندانونکی حکومتین اور سلطنتین آخر ہونے پر اور اگلے پیغمبرونکی ملت اور مذہب کے قطع کرنے پر موقوف ہین اسکا عروج ہزار سال کے عرصے مین ہوتا ہے چنانچہ الم السجدہ کی سورتمین مذکور ہے اور وہ آیت یہہ ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنے حقتعالی تدبیر سے اتارتا ہے کام آسمان سے زمین تک پہر چڑہتا ہے اسکی طرف ایک دنمین جسکا اندازہ ہزار برس ہے تمہاری گنتی مین اور سب سے زیادہ مدت

انسان کی دریافت مین اس قسم کے عروج کے واسطے قیامت کے وقایع کے تدبیر کی مدت ہی کہ پہلے مرتے
صور پہونکنے کیوقت سے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین پہنچنے اور قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس
ہونگے اور بالکل فرشتے اور تمام قسم قسم کے مخلوقات کی روحین اس تدبیر مین شریک ہونگی پہر اس بڑے
کام کے سرانجام کی مدت گذرنیکے بعد وے لوگ عروج کرینگے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ قیامت کی ابتدا سے بہشتیونکے بہشت مین اور دوزخیونکے دوزخ مین اپنے اپنے مکانونمین قرار پکڑنے
تک پچاس واقعہ ظاہر ہونگے اور ہر واقعہ ابتدا سے انتہا تک دنیا کے ہزار سال کی برابر ہوگا بس اس سے
معلوم ہوا کہ قیامت کا دن اول سے آخر تک پچاس ہزار سال کا ہوگا اور صحیح مرفوع حدیثونمین قیامت
کے دن کا اندازہ اتنے مدت کا اسقدر مشہور ہی کہ حد تواتر کو پہنچا ہی اور کسیطرح کا شبہہ اسمین باقی
نہین رہا اور جو سورہ سجدہ مین مذکور ہی کہ کام کی تدبیر شروع سے انتہا تک یعنے عروج تک خدائی
کارخانے مین ہزار سالمین ہوتی ہے سو وے کام اور تدبیرین دوسری ہین جو دنیا مین واقع ہوتی ہین جیسے
حضرت نوح علیہ السلام کا رسول کرکے بہیجنا اور انکا اپنی قوم کو طوفان سے خوف دلانا اور پہر طوفانکا
آنا اور اس سے نجات اور فراغت حاصل ہونا یہہ سب ایک ہزار سالکی قدر مدت مین ہوا اور جیسے قوت
اور شوکت اور دبدبہ دین اسلام کا کہ پانچ سو سال عرب کے ہاتہہ مین رہا اور پہر پانچ سو سال ترکونکے
ہاتہہ مین رہا پہر دونونکے ہاتہہ سے نکل کے ہندؤن اور فرنگیونکا دخل ہوا اور اسلام ضعیف ہوگیا حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ مسبب الاسباب کی تدبیرونکا عروج ایک طور اور ایک مدت مین منحصر نہین ہی اُس
مالک الملک کے کارخانونکی بزرگی کا بیان کبہی اُن تدبیرونمین ذکر ہوتا ہی جو ہزار برس مین تمام ہوتی ہین
اور کبہی ان تدبیرونمین ذکر ہوتا ہی جو پچاس ہزار برس مین انجام کو پہنچتی ہین اور ابو مسلم اصفہانی نے اپنی
تفسیر مین کہا ہی کہ دنیا کی ابتداء پیدایش سے قیامت کے آنے تک پچاس ہزار برس ہین فرشتے اور روحین
جو اس عالم کے انتظام کے لئے متعلق ہین اپنے اپنے کامونسے فراغت حاصل کرکے پہر عروج کرینگے اور پہر
دوسرے فرشتے اور روحین انکی جگہہ پر مقرر ہوکے آخرت کے عالم کی معموری اور انتظام کی کوشش کرینگے
اور جو یہہ بات کسی کو معلوم نہین ہی کہ ابتداء پیدایش اس عالم سے کسقدر زمانہ ہوچکا ہی اور کسقدر باقی

ہے اسی سبب سے قیامت کا حال بہی کسیکو معلوم نہین ہے کہ کب ہوگی لیکن قران کی آیت یعنے فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ اس تفسیر سے کچہہ مناسبت نہین رکہتی ہے بلکہ مباینت پائی جاتی ہے اسواسطے کہ اس تقدیر پر مناسب اسطرح تہا کہ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ بَعْدَ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فرماتے یعنے عروج کرتے ہین فرشتے اور روحین اسکی طرف پچاس ہزار برس کے بعد اور یہہ بہی ہے کہ ابتداء پیدائش سے قیامت کے آنے تک اتنی مدت معین کرنیکے واسطے کوئی صحیح سند چاہئے اور ایسی سند پائی نہین جاتی اور بعضے صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ معارج سے مراد ترقی کے مراتب ہین طبیعت کے مقام سے معاون کے مقام تک جو اعتدال سے نزدیک ہو جاتا ہے اور وہانسے نبات کے مقام اور وہانسے حیوان اور انسانکے مقام تک پہر انسانی مرتبونکے مقامونمین پہر سلوک کی منزلون مین کہ انتباہ اور یقظہ ہین یعنے خبرداری اور بیداری ان منزلونکے آخر تک پہر فنا کے مرتبونمین یہان تک کہ فنا فی الصفات کی نوبت پہنچے اور اسکو کثرت مین نہایت نہین ہے اور ہر ترقی مین ایک عروج حاصل ہوتا ہے ان فرشتون اور روحونکو جو انسانکی خدمت کیواسطے متعین ہین انسانکی تبعیت اور واسطے سے تو اب فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ کے معنے یہے ہوے کہ اگر اس عروج کو اپنی حرکت پر ظاہر مین قیاس کرین تو اسقدر مدت اسکے واسطے چاہئے تب اتنہا کو پہنچا ہو اور وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ اسفل عالم سے یعنے تحت الثری سے عرش کے کنگرے کی چوٹی تک پچاس ہزار برس کی مسافت یعنے دوری ہے اور زمین سے دنیاکے آسمانکے اوپر والی طرف تک ہزار برس کی مسافت ہے اسواسطے کہ زمین سے اس دنیاکے آسمانکے نیچے کیطرف تک پانچ سو سال کی دوری ہے اور اسیقدر دنیاکے آسمانکا موٹاپا ہے سو سورہ سجدہ مین ان تدبیرونکا بیان ہے جو دنیاکے آسمانسے زمین پر اُترتی ہین اور اس سورتمین ان تدبیرونکا بیان ہے جو عرش معلی سے تحت الثری تک جاری ہوتی ہین اور اگر سورہ سجدہ مین فقط اُتار اور چڑہاؤ کو اعتبار کرین چنانچہ ظاہر عبارت کی روش بہی یہی ہے تو زمین سے آسمان دنیاکے نیچے کیطرف تک چڑہاؤ اور پہر وہانسے زمین تک اتار مین ہزار برس کی مسافت ہو جاتی ہے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ معارج ظاہری مراد ہون خواہ معارج معنوی مراد ہون ان دونون صورتونمین اسقدر مسافت آدمی کے ذہن مین گنجایش

رکہہ سکتی ہی اسیواسطے اس مقام پراس مدت کو یاد فرمایا ہی اور یہہ غرض نہین ہی کہ حقتعالی کی ہر تدبیر کے واسطے اُتار اور چڑہاؤ مین اسقدر مدت چاہیئے تا کہ یہہ اعتراض وارد ہوا اور سورۂ سجدہ کے مضمونکے ساتہہ تعارض پیدا ہوا اور اس سورت کے نازل ہونیکے سبب مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ نضر بن الحارث اور بوجہل اور دوسرے قریش کے کافر جو اپنی سرداری کے غرور مین مست تہے بیت اللہ کے نزدیک آئے اور اُس خانہ ملایک آشیانہ کا پردہ اپنے ہاتہونسے پکڑا اور بعضون نے اُنمین سے یہہ کہنا شروع کیا کہ یا الہی اگر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہی اور سچا ہی تو ہمارے اُوپر پتہر برسادے یا کوئی دوسرا عذاب نازل کر اور بعضون نے کہا کہ ایک ٹکڑا آسمانکا گراؤ تا کہ ہمکو قیامت کے عذاب کی یقین حاصل ہو جائے سو اُن لوگونکی حماقت اور مسخری کی باتین سُنکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج اور آزردگی حاصل ہوی تب حقتعالی جلشانہ نے یہہ سورت نازل فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَاَلَ سَآئِلٌ مانگا ایک مانگنے والے نے اس مقام پر جاننا چاہیئے کہ عرب کی لغت مین سوال دو معنونمین آتا ہی ایک پوچہنے کے معنونمین آتا ہی اور اسکی صلہ مین عن کے حرف کو لاتے ہین اور دوسرا طلب کرنے اور مانگنے کے معنونمین آتا ہی اور اسکی صلہ مین کبہی بے کے حرف کو لاتے ہین اس لحاظ سے کہ یہہ لفظ دعا کے معنونکو شامل ہی اور اس مقام پر یہی معنے مراد ہین اور انہی معنونکا لحاظ کرکے بِعَذَابٍ فرمایا یعنے عذاب اور بلا عن عذاب نفرمایا اور بعضے فصاحت اور بلاغت کے فن کے ناواقف اس ترکیب مین ایک اشکال کرتے ہین اُس اعتراض کا مضمون یہہ ہی کہ سوال نکرنیگا مگر کوئی سوال کرنیوالا پہر سَاَلَ کے بعد سَآئِلٌ کا ذکر بیفائدہ ہی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سال کی لفظ سے سوال کرنیوالا التزام کیطور پر بوجہا جاتا ہی اور سائل کی لفظ سے مطابقت کیطور پر بوجہا جاتا ہی سو اس ترکیب مین دو مثلونکا جمع کرنا ہی جو بلاغت کے فن مین عمدہ چیز ہی پہر سائل کی لفظ مین ابہام ہی اسباب کے نظر کرنے پر کہ سوال کرنیوالا کوئی شخص معین نہین ہی اور متعین ہی اس راہ سے کہ فاعل موجود ہی بس اس ترکیب مین دو متقابلونکا جمع ہونا بہی ہوا اور تحقیق
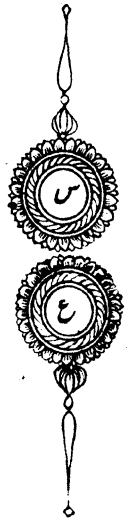
ہی یعنے سائل عقل اور دانائی سے بالکل بے بہرہ ہی جو ایسا سوال کرتا ہی بس اس راہ سے دو
ضدونکا جمع ہونا بہی ہوا ہر صورت سے فاعل کا ذکر اسطور پر کہ اسکے تعین نہ بوجہا جاوے اور جو چیز
فعل کی لفظ سے التزام کیطور پر بوجہی جاوے وہ اس ذکر سے صراحت کے طور پر بوجہی جاوے یہہ
ایک نکتے کیواسطے ہی جو فصیح بلیغ عالمونکے نزدیک نہایت معتبر ہی اور وہ نکتہ اشارہ ہی اس بات
کیطرف کہ یہہ سوال ایسے شخص نے کیا ہی کہ سوائے سوال کے کوئی بہتری اسمین پائی نہین جاتی تاکہ
اس بہتری کی راہ سے وہ معین کیا جاوے توگویا وہ شخص انسانیت سے اور خطاب کی لیاقت سے اور
اس قسم کی دوسری چیزونسے بے بہرہ ہی اور اس ترکیب مین سوال کے پہلے مفعول کو یعنے سوال کئے
کو جو اس مقام پر ذات پاک حضرت حقتعالی کی ہی حذف کیا ہی یعنے ذکر نہین کیا ہی اسواسطے
کہ جب سوال کرنیوالے نے اُس جناب پاک کے ادب کی رعایت نکی اور بے ادب اور بے تمیزونکی طرح
اس قسم کا سوال کر بیٹہا گویا اُسکو اعتبار کے درجیسے ساقط کیا تو اسکے سوال کی نقل مین بہی اسکو
لفظ سے گرا دیا چاہئے تاکہ اسکی اس گستاخی کیطرف اشارہ ہووے اور عذاب کی لفظ کے نکرہ لانے
مین اُسکی نہایت مسخرگی کی طرف اشارہ ہی اِسواسطے کہ تنکیر یا عظمت پر دلالت کرتی ہی یا حقارت پر
سو اس مقام پر اگر عظمت مراد لیجئے تو اس سائل کی نہایت جرات اور بیباکی ثابت ہوتی ہی کہ
ایسے بڑے عذاب کو جان بوجہہ کے طلب کیا اور اگر حقارت مراد لیجئے تو نہایت نادانی اور احمق
اسکا ثابت ہوتا ہی کہ ایسے بڑے عذاب کو حقیر سمجہا اور باوجود اس بے ادبی کے جو سوال مین اُسنے کی حماقت
بہی اسکی ثابت ہوی اسواسطے کہ وہ اس سوال مین تحصیل حاصل کی کرتا ہی یعنے بیفایدہ کام کرتا ہی کہ
ایسے عذاب کو طلب کرتا ہی جو وَاقِعٌ لِّلْكَافِرِينَ مقرر واقع ہونے والا ہی کافرونکے واسطے ایسے کافر
کہ سوال کرنیوالا بہی انہی مین سے ہی اور وہ عذاب نہ آنے کا احتمال ہی نہین رکہتا ہی تاکہ اسکے طلب کرنے
سے اسکا آنا متعین ہو جاے اسواسطے کہ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ کوئی نہین ہی اس عذاب کو دفع کرنیوالا اسواسطے
کہ وہ عذاب مقدر ہی مِنَ اللَّهِ اللہ تعالی کیطرف سے جو موصوف اس صفت سے ہی ذِي الْمَعَارِجِ عروج
کے درجون اور مرتبونکا صاحب کہ اُسکے بندے اُسکے حکمونکی تابعداری اور فرمانبرداری مین دل اور جان سے

کوشش کرکے اُن مرتبون اور درجونسے ترقی کرکے پہر اسکی حضوری سے مشرف ہوتی ہین اور وے درجے
مسافت کی دوری اور نزدیکی مین مختلف اور متفاوت ہین بعضے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ ایک پلک
مارنے مین انکی سبب سے ترقی ہوسکتی ہی جیسے اسلام کا کلمہ زبان سے کہنا کہ اس کلمہ کے زبان پر جاری
کرنیکے سبب سے وہ شخص ایک آن مین خرابی اور ہلاکی سے رہائی پاکے نجات ابدیکے درجہمین ترقی کرتا ہی اور
بعضے اُنمین سے ایسے ہین کہ ایک ساعت مین اُنسے ترقی حاصل ہوتی ہی جیسے نماز کا ادا کرنا اور بعضے ایسے
ہین کہ ایکدن کامل مین اُنسے ترقی حاصل ہوتی ہی جیسے روزہ یا ایک مہینے مین جیسے تمام رمضان کے مہینے کا
روزہ رکہنا یا ایک سال مین جیسے حج کا ادا کرنا اور اسی پر دوسرونکو قیاس کر لیا چاہیے اور اسیطرح فرشتون
اور روحونکا عروج جو کسی کام پر مقرر ہین اُسکام سے فراغت پانیکے بعد مختلف اور متفاوت ہی چنانچہ بنی آدم
کے نگہبان فرشتے کہ صبح سے عصر تک نگہبانی کرتے ہین اور عصر کی نماز کے بعد عروج کرتے ہین پہر دوسرے
فرشتے جو انکی عوض آتے ہین وے صبح کی نماز کے بعد عروج کرتے ہین اور رزق اور موت پر معین فرشتے شب
برات کو یعنے شعبان کی پندرہوین شب کو عروج کرتے ہین اور پہر دوسرا دفتر لاتے ہین اور اسیطرح درختون اور
کانون اور بدلی اور برسات کی روحین اپنے اپنے متعلق کامونکی مدتون مختلف تک تدبیرین کرکے عروج کرتی ہین
اور اسیطرح کسی نبی کے دین کے قایم رکہنے کیواسطے یا کسی قبیلے کی سلطنت یا حکومت کے تہا نبہنے کیواسطے
جو فرشتے اور روحین کہ مقرر ہین ہزار سال تک اسکی تدبیر مین مشغول اور سرگرم ہوکے پہر اس مدت کے تمام
ہونیکے بعد عروج کرتے ہین اور ان سب سے دراز اور لنبی ایک مدت ہی کہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ
اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ چڑہینگے فرشتے اور روحین جو بنی آدم کی تدبیرونکے
واسطے مقرر ہین آسمانکی ہوں یا زمین کی اسکی طرف اُسدن مین جسکا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہی اور وہ روز
قیامت کا دن ہی کہ اُسدن پہلے صور کے پہونکنے کے سبب سے وے فرشتے اور روحین جو آسمان اور زمین
اور پہاڑ اور دریا اور ستارونکی نگہبانی کیواسطے مقرر ہین عروج کرینگے پہر وے فرشتے جو بنی آدم کے
عملونکی نگہبانی اور اُن عملون پر گواہی دینے کیواسطے مقرر ہین عروج کرینگے اور اسیطرح عملونکے تولنے اور نامہ
اعمال سیدہے یا اُلٹے ہاتہومین دینے کیواسطے اور بہشت والونکو پل صراط سے پار کرنیکے واسطے اور دوزخ

والونکو دوزخ کیطرف ہانک لیجانیکے واسطے اور منزل اور درجے بہشتیونپر تقسیم کرنیکو اور انکی عیش وعشرت کا سامان درست کردینیکے واسطے اور دوزخیونکو ہر ہر طبقے اور درکے مین ڈالنے کو اور انکے عذاب اور دکہہ اور رنج کا سامان کرنے کے واسطے تمام فرشتے عالم علوی اور عالم سفلی کے اور آسمانی اور ارضی اور عنصری اور معدنی اور نباتی اور حیوانی سب روحین گروہ کے گروہ ایک کے بعد ایک عروج کرینگے اور دنیا کی خدمتون سے جو ایک کیواسطے مقرّر تہی فراغت پاکے عالم آخرت کی خدمتونپر مقرر ہونگے یہان تک کہ پہر ایک طورپر قرار ہوگا اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخمین ٹہر ینگے اور اُس عالم کے قیام اور انتظام کیواسطے فرشتے اور روحین ابد الآباد تک یعنے ہمیشگی کیواسطے اپنے اپنے کامونپر مستعد اور مشغول ہونگے پہر اسوقت عروج نرہیگا اور قرار اور سکون یعنے ٹہراؤ اور چین کی حالت ظاہر ہوگی اور ابتداء عروج سے انتہا تک پچاس ہزار برس کی مدّت ہوگی چنانچہ صحیح حدیثون مین اسکی تصریح آگئی ہی اور اس تمام مدت کا نام ایک دن ہے اسواسطے کہ اتنی مدّت مین ایک ہی کام یعنے بدلا دینا بہلائی اور برائی کا منظور ہی اور صحیح حدیث مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ صحابہ نے اس آیت کے سُننے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ دن تو بہت بڑا ہوگا اتنی مدّت خوف اور بے چینے اور بیقراری مین گذارنا اور بے ٹہور ٹہکانے رہنا بہت مشکل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم خدا کی ایماندار آدمی کو وُہ دن ایسا چہوٹا معلوم ہوگا جتنی دیر مین ایک نماز فرض کی دنیا مین ادا کرتا ہی اب پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مخاطب ہوکے فرماتے ہین کہ جب حقتعالی کو تمنے ذی المعارج کی صفت سے سمجہا گیا جان لیا اور اسکے بعضے معارج سُن بہی لئے کہ پچاس ہزار برس کی مدت رکہتے ہین تو ان کافرونکے ایسے عذاب مقرر کی جلدی کرنے اور مسخری کرنے سے رنجیدہ مت ہو فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا پہر صبر کر وہی اچہی طرح کا صبر کرنا جسمین جلدی اور رنجیدگی اور دل کی گہبراہٹ نپائی جائے اور ہم تمکو صبر کرنے کو اسواسطے فرماتے ہین کہ ان کافرون کا جلدی اور مسخری کرنا انکے غلطی اور نادانی اور کم فہمی سے ہے کہ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا بے شک یہ کافر دیکہتے ہین اُسدنکو بہت دور اور جانتے ہین کہ آسمان اور زمین کے خراب ہونیکو ابہی مدّتین ہین ہمکو اُسدن سے ڈرنا کسواسطے چاہئے کچہہ ہماری زندگی مین توآنیوالا نہین ہے وَنَرَاهُ قَرِيبًا

اور ہم دیکھتے ہین اسدنکو بہت نزدیک اسواسطے کہ اسدن کی آمدنی کی ابتدا موت سے ہی جسوقت روح
بدن سے جدا ہوی اسیوقت اُسدنکے اثار اور علامتین ظاہر ہونے لگتی ہین اور فرشتے مقرر اور روحین مدبر
اسکی عروج کرتی ہین جو خاص اسیکے واسطے مقرر تہین سو موت کا زمانہ تو بہت قریب ہی اور اگر اسدنکی
حقیقت کو دور سمجہتے ہین اسواسطے کہ دنیا کے تمام ہونیکو بہت مدت باقی ہی تو یہہ بہی انکی بوجہہ بیجا ھے
اسواسطے کہ جو جو واقعے اور احوال اُسدن ظاہر ہونگے اور ہر ہر واقعہ اُسکا ہزار ہزار برسا لکی مدت تک
رہیگا اسکی نسبت سے دنیا کا گذرنا بہت قریب ہی اسواسطے کہ دنیا کا تمام ہونا اُسدنکے شروع سے ھے
یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ جسدن ہوجائیگا آسمان آگ کی کثرت اور لپٹ سے اور صور کی آواز کے صدمے سے
كَالْمُهْلِ تانبے اوٹے ہوئے کے مانند وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ اور ہوجائینگے پہاڑ آندہی اور طوفان کے زور سے
جو اُن پہاڑونکی جڑ و نمین گہس کر زمین کو خلخول اور کہوکہلا کر دیگا اور پے درپے ہونے سے صور کی آواز کے
پہاڑونکی جڑونکو سست اور بودی کر دینے مین ہوا کی اور بہی مدد ہوگی كَالْعِهْنِ رنگین اُون دہنے ہوے
کے مانند جسکو دہنیا اپنی کمانکی تانت سے مارکے اوڑاتا ہی اور یہان رنگین اُون اسواسطے مراد لی ھے
کہ بعضے پہاڑ سرخ ہوتے ہین اور بعضے سفید اور بعضے سیاہ اور اسدن جو ہر ایک کے ٹکڑے مل کر اوڑینگے
تو اسمین ملنے کے سبب سے رنگین اُونکی طرح معلوم ہونگے اور اسوقت آدمیون پر اسدنکی سختی اور
مصیبت اسقدر ہوگی کہ اپنے خویش اور اقربا کو بہول جاوینگے وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا اور نپوچہیگا
کوئی قرابت والا اپنے قرابت والیکو کہ تیرا کیا حال ہی اور یہہ حال یعنے انکا نپوچہنا کچہہ دوری اور آڑ
کے سبب سے نہوگا بلکہ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ دیکہلایا جائیگا آدمیونکو انکے قرابت والونکا حال سو باوجود اُنکے
بُرے حال دیکہنے کے اپنی مصیبت اور گرفتاری کی دہشت اور فکر مین کچہہ بہی انکی پروا انکو نہوگی اور رنج اور غم
بہی انکا نہوگا بلکہ یہہ آرزو کرینگے کہ کاشکے ہماری عوض بہی انپر عذاب کرین اور ہم چہوٹین يَوَدُّ الْمُجْرِمُ
آرزو کریگا گنہگار لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ کہ کاشکے یعنے کسطرح عوض مین دے اُسدن کے
عذاب سے بِبَنِيْهِ اپنے بیٹونکو جسطرح دنیا مین اپنی عوض اوّل مین دیکر قید سے خلاصی ہوتی ھے
وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی جورو کو جو اسکا ناموس و عزت ہی اور جورو کو اوّل مین دینا بڑی بے عزتی

اور بچیائی ہی وَ اَخِیْهِ اور اپنے بہائی کو جو اسکی برابر والا ہی اور تابعدار ہی اُسکا نہین ہے وَ فَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُؤْوِیْهِ اور اپنے ایک جدی گہرانیوالونکو جنہین بستا تہا اور جب یہہ شخص کوئی گناہ کرکے بہاگ کر اُن مین آ بیٹہتا تہا تو وے ٹہہار کہتے تہے اور اسکی حمایت کرتے تہے وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور جتنے لوگ زمین پر ہین سبکو اکٹہا نہ ایک کے بعد دوسرا ثُمَّ یُنْجِیْهِ پہر اپنی تئین خلاص کرے اور چہڑاوے جانا چاہیے کہ یہان اس آیت مین لڑکونکو جورو پر اور جورو کو بہائی پر اور بہائیکو گہرانیوالونپر اور گہرانے والونکو بیگانونپر مقدم فرمایا ہی اور سورہ عبس مین بہائیکو ماباپ پر اور ماباپ کو جورو پر اور جورو کو لڑکونپر مقدم کیا ہی سو اس تقدیم اور تاخیر اور عبارت کے اُلٹنے مین ایک باریک بات ہی وہ یہہ ہے کہ سورۂ عبس مین بہاگنے کا بیان ہی اور آدمی بہاگنے وقت پہلے اُسکو چہوڑتا جسکی محبت کم ہوتی اسواسطے وہ ترتیب وہان مناسب ہوئی اور اس سورتمین اپنا فدیہ اور عوض دینا مذکور ہی اور اُولی دینے مین پہلے اسیکو کرتے ہین جو اپنا تابعدار اور فرمان بردار ہو تو اس مقدمے مین لڑکا مقدم ہے جورو سے اور جورو مقدم ہی بہائی سے اور بہائی مقدم ہی دوسرے اپنونسے اور اپنے مقدم ہین بیگانونسے کَلَّا ہرگز نہین یعنے یہہ آرزو بیفائدہ کرنا نچاہیے اسواسطے کہ اِنَّهَا لَظٰی وہ عذاب جو اُسنے دیکہا ہی اور ضمیر کا مونث ہونا خبر کی رعایت سے ہی یعنے خبر مونث ہی لَظٰی وہ دہکتی آگ ہی اور لپکت والی سو یہہ آگ عوض قبول نہین کرتی اسواسطے کہ عوض قبول کرنا شعور اور فہمید کا کام ہی اور وہ آگ اس بدلے اور عوض کا کچہہ شعور نہین رکہتی ہان مگر اُسنے داناؤن کیسے کام ہوتے ہین اس حالت مین کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی کہینچتی ہی بدنکے کہال کو جلانیکے سبب سے اور کہال کی بہتر کی چیز کو بالکل نہین جلا دیتی تاکہ نیست اور نابود نہوجاے بلکہ کہال لگے جلنے کے سبب سے سوزش اور جلن دمبدم زیادہ ہووے اور ایک دوسرا بہی کام داناؤنکا سا کرتی ہی کہ تَدْعُوْا بلاتی ہی للکارکے اور فصیح زبانسے کہتی کہ اِلَیَّ یَا کَافِرُ اِلَیَّ یَا مُنَافِقُ اِلَیَّ یَا جَامِعُ الْمَالِ یعنے میری طرف آ ای کافر میری طرف آ ای منافق میری طرف آ ای مال کے جمع کرنیوالے یعنے حرام مال کے جمع کرنیوالے اور زکوۃ نہ دینے والے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہہ قول یعنے دوزخ کا بلانا ان لفظونسے منقول ہی اور یہہ نام لیکر خاص اُس شخص کو

بلاویگی مَن اَدبَرَ جسنے پیٹہہ دی تہی سچی راہ سے پیغمبرونکی دشمنی اور نافرمانی کرنے سے وَتَوَلّٰی اور
مونہہ موڑا تہا ایمانسے وَجَمَعَ اور جمع کیا تہا مال کو بے پروائی سے یعنے نہ حلال کو دیکہا نہ حرام کو نہ شبہہ کو
نہ مکروہ کو جسطرح پایا جمع کر لیا تہا اور اس مال حاصل کرنے اور جمع کرنے ہی کیوقت عذاب کا مستحق ہو چکا
تہا فَاَوْعٰی پہر جمع کرنے کے بعد اس مالکو کسی چیز مین کرکے رکہہ چہوڑا اور جو جو حق اسپر واجب تہے اسکو ادا نکیا
یعنے نہ خدا کا حق ادا کیا جیسے زکوۃ نہ بندیکا حق ادا کیا جیسے قرض اور نوکر کی نوکری اور مزدور کی مزدوری
اور لونڈی غلام کے کہانے کپڑے سے خبرگیری کرنا اور جورو لڑکونکا حق اور بہائی بہن کا حق اور ما باپ کا
حق اُس مال سے ادا نکیا پہر اس مال کے بیجا خرچ کرنے مین بہی دوزخ کے عذاب کا مستحق ہوا اور جب معلوم
ہوا کہ اس اگ کو دو کام مطلوب ہین ایک بُرونکی کہال کو جلا دینا نہ دلونکو تاکہ ما باپ جورو لڑکے بہائی بند کی
گرفتاریکو دیکہہ کر جلین دوسرا کام یہہ ہی کہ بہاگنے والوں اور مونہہ موڑنیوالون اور مال کے جمع کرنیوالون
اور حقونکے نہ دینے والونکو ڈہونڈ ڈہونڈ اور چن چن کے بلاویگی اور اپنی طرف کہینچیگی پہر ایسا شخص اپنی
عوض مین دوسریکو دینے کی کسطرح آرزو کرتا ہی اور اسکا عوض قبول کسطرح ہوگا اسواسطے کہ اگر اسکے
عوض مین دوسرا قبول ہو تو اس شخص کے بدنکا جلنا جو مطلوب ہی کسطرح سے ہو اگرچہ اسکا دل اپنے قریبون
اور یگانونکے عذاب دیکہنے کے سبب سے جلیگا اور یہہ بہی ہی کہ اگر اسکے خویش واقربا اُنہی گنہگارونمین سے
ہین یعنے بہاگنے والون اور مونہہ موڑنیوالون اور مال کے جمع کرنیوالون اور دوسرے کے حق ندینے
والون مین سے ہین تو وُہ دوزخ کی اگ آپہی انکو پکڑے کی اور ہرگز نچہوڑیگی اس شخص کا اُن لوگون کو اپنی
عوض مین دینا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ یہہ ایسا ہوا جیسے ایک گنہگار اپنی عوض مین دوسرے
گنہگار کو حوالہ کرے اور اگر اسکے خویش واقربا ان گنہگارونکے غول مین کے نہین ہین تو وُہ آگ انکو
قبول نکریگی اسواسطے کہ اسکی غرض ایسے ہی گنہگارونکو جلانا ہی نہ بے گناہونکو سو ایسے شخص کو
اپنے عوض مین دینا ویسا ہوا جیسے کوئی شخص گہوڑیکو واسطے چاریکے عوض مین جواہر دے کہ وُہ ہرگز
قبول نکریگا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ جب کافرون اور منافقونکو دوزخ
کی اگ نام بنام پکاریگی اور یے لوگ بہاگینگے تب ایک گردن بہت لنبی اگ سے نکلیگی اور دو سو سالکی

راہ سے جتنے کافر اور منافق ملینگے سبکو چن چن کر اٹھا لیجائیگی جسطرح سے جانور اپنی نوک سے دانہ اٹھا لیتا ہی اور اگر کسیکے دل مین یہہ شبہہ آوے کہ اس صورتمین بہت سے لوگونکو دوزخ کی آگ نجھویگی اسواسطے کہ یے چار وصفتین جو دوزخ کی آگ کو مطلوب ہین اکثہا کم لوگونمین پائی جاتی ہین تو اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ بدنی عبادتسے مونہہ موڑنا اور پیغمبر اور قران سے منکر ہونا اگرچہ کم ہی اور نیک پیدایش والا اسکو دانائی کے خلاف جانتا ہی لیکن مال کا جمع کرنا اور مستحقین کو حق ندینا بہت رایج اور بہت پھیلا ہوا ہی اسواسطے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا بے شک آدمی موافق اپنی جبلت کے پیدا کیا گیا ہی بے صبر اور حریص گھبرالا اور هَلُوْع عرب کی لغت مین بڑے حریص بے صبر کو کہتے ہین چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس لفظ کے معنے لوگون نے پوچھے آپ نے فرمایا کہ حقتعالی نے اس لفظ کی آپ ہی تفسیر کی ہی اور فرمایا ہی اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا جب پہنچے اسکو برائی جیسی مفلسی اور بیماری یا کوئی دوسری مصیبت تو نہایت گھبراوے اور بیقرار ہووے بخلاف دوسرے جانورونکے اور اسکی وجہہ یہہ ہی کہ آدمیکی بوجہہ اور سمجہہ بہت قوی ہی اور اسکی فکر دور دور پہنچتی ہی اسواسطے ہر مصیبت کے رنج اور الم کی وجہونکو خوب غور کرکے دریافت کرتا ہی اور اسکے لوازمات کو اور انجام کے حال کو بہت دورسے دیکھتا ہی پھر وہم کے غلبے کے سببسے اُن سبکو واقع ہوا جانتا ہی اور اُس بیقرار کے حال مین مغلوب ہو جاتا ہی اور اس مصیبت کے دفع کرنے کیواسطے طرح طرح کے حیلے اور تدبیرین بھی اسکے دلمین آتی ہین اور کسی سے مطلب بر آری نہین ہوتی ہی پھر ایک تدبیر کو چھوڑتا ہی اور دوسری تدبیر مین پڑتا ہی اور اس انتقال مین یعنے ایک تدبیر کو چھوڑنے اور دوسریکو پکڑنے مین اسکے قُوا کو بہت بیقراری حاصل ہوتی ہی اور ایک تدبیر کو تمام نکرکے دوسری تدبیر کے سامانکی فکر مین جا پڑتا ہی وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اور جب پہنچتی ہی اسکو بھلائی جیسی دولت اور حکومت یا دوسری طرح کی بھلائی تو نہایت بخیل ہو جاتا ہی اور ہرگز نہین چاہتا کہ دوسریکو کچھہ پہنچے اور جب حقتعالی اُسپر ہر طرف سے خوشی اور ترقی کے دروازے کھولتا ہی تو اسکو ہر نعمت اور ہر مرتبے کے ترقی کی محافظت اور نگہبانی منظور ہوتی ہی تاکہ دوسریکو نہ پہنچے اور میرے ہی نسل اور خاندانمین یہہ حکومت اور ثروت ہمیشہ باقی رہے پھر اس سببسے اسکا بخل روز بروز بڑہتا جاتا ہی سو یہہ بھی اسکی دانائی اور

زیرکی ہی کہ ہر نعمت کے نفع کی وجہونکو خوب غور کر لیتا ہی اور اسکے لوازمات بعیدکو اور پوشیدہ خواصکو
دور سے بوجہہ لیتا ہی اور اسمین انتہا درجکی خواہش کرتا ہی اور وہم کے غلبے کے سبب سے ہر ایک خواہشکو
ہُوا بوجہتا ہی اور اُس نعمت کو تنہا اپنے ہی پاس رکہنے کیواسطے طرح طرح کے حیلے اور تدبیرین کرتا ہی اور
اسمین بہت فکر اور غور کرتا ہی اور ان سبکے پیچہے پڑتا ہی اور یہ دونون صفتین یعنے بے صبری اور حرص کی
زیادتی اکثر بندگی اور عبادت کی خرابی کا سبب اور پیغمبرون اور قران سے پہرنے اور انکار کرنے کا سبب
پڑتی ہین تو دوزخ کے بلانے کے قابل سب آدمی ہوئے اسواسطے کہ انکی اصل پیدایش مین دوزخ کے بلانے
کی استعداد پائی جاتی ہی مگر آٹہہ فرقے کہ انکو دوزخ نہ بلاویگی اسواسطے کہ اُنکو اپنے آٹہون دروازون سے
بہشت بلاویگی اگر انکو دوزخ بہی بلاوے تو اسمین دوزخ اور بہشت کے جہگڑا اور مناقشہ لازم آوے اور
دوزخ اور بہشت آپسمین خواجہ تاش ہین یعنے ایک ہی خاندان کے تابعدار ہین اور انکے آپسمین صلح اور ملاپ سے
اُنمین جہگڑا فساد آپسمین ہو نہین سکتا اور اُن آٹہون فرقونکی تفصیل یہہ ہی اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى
صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ مگر وے نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے ہین اور یہہ انکا فعل اسبات کی دلیل ہی کہ یے
زیادہ حریص اور بے صبرے نہین پیدا کئے گئے ہین والا پنجوقتہ نماز کا ادا کرنا اُنسے نہو سکتا اور جو یے دن اور
رات مین پانچ وقت اپنے خاوند کی حضور مین حاضر ہوتے ہین تو انسے اپنے خاوند کیواسطے اپنے مال سے
نذر اور نیاز نکالنے مین انکار کب ہو سکتا ہی یا جنکی تنخواہ حقتعالی نے انپر اتاری ہی انکو ندین اور حرص کی
زیادتی انکو اس مرتبے کو پہنچاوے کہ اسکے حقکو منع کرین یہہ انسے ہرگز ممکن نہین ہی اسجگہہ پر جانا چاہیئے
کہ حقتعالی نے نماز پڑہنے والونکو گویا ان آٹہون فرقونکا سردار کرکے اس آیت مین سبکے پہلے ذکر فرمایا ہی اور
اس کلام کے آخر مین بہی اسی فرقے کا ذکر کرکے کلام کو ختم کیا ہی سو ظاہر مین تکرار معلوم ہوتی ہی لیکن حقیقت
مین تکرار نہین ہی کئی وجہو نسے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ لوگون نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بڑے جلیل القدر صحابیونمین سے ہین اس آیت کے معنے پوچہے تہے کہ نماز کی ہمیشگی سے
کیا مراد ہی اسواسطے کہ ہمیشہ نماز مین رہنا آدمی کی طاقت سے باہر ہی انہون نے جواب دیا کہ نماز
کی ہمیشگی سے یہہ مراد ہی کہ نماز پڑہنے مین داہنے بائین نہ دیکہے اور دل بہی سواے خدا کی یاد کے دوسری طرف

نماز مین

نماز مین نہ لگاوے اور ظاہر یہی ہی کہ محافظت کی لفظ جو ان آیتون کے آخر مین آئی ہی اُسسے مراد
یہی ہی کہ نماز کے مقدمے مین بڑا اہتمام کرے یعنے اسکے آداب اور شرطونکی رعایت کرنا اور وقت آنیکے پہلے سے
وضو کرکے کپڑے پہن کے قبلہ کیطرف دریافت کرکے مستعد ہوکر بیٹھنا تاکہ نماز کا وقت جو آوے تو اُس وقت
کسی شرط کے حاصل کرنے کیطرف دل متعلق نرہے اور اثناء نماز مین ظاہری اور باطنی کی عاجزی سے کہڑے
ہونا اور ریا سے بچنا اسیطرح تمام آداب اور سنن کی رعایت کے ساتہہ اوّل سے آخر تک نماز کو تمام کرنا اور
نماز سے فراغت ہونے کے بعد بہی بیہودہ اور بُری باتون سے بچنا یے سب چیزین التفات کے سواے ہین دوسری
وجہہ یہہ ہی کہ مداومت سے مراد یہہ ہی کہ پانچوقت کی نماز ہمیشہ ادا کرنا اور ایک وقت کی بہی نماز کو جان
بوجہہ کے نچہوڑنا اور محافظت سے دوسری چیزین مراد ہین چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
منقول ہی تیسری وجہہ یہہ کہ پہلی آیت سے فرض نماز مراد ہی اور آخر کی آیت سے سوائے فرض کے دوسری
نمازین مراد ہین جیسے روز کی موکدہ سنتین اور چاشت اور اشراق اور دوپہر لوٹنے کی اور تہجد کی نماز چنانچہ
حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہی وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ اور وے دوسرے لوگ
جو اُنکے سب قسم کے مالونمین سے جیسے نقد اور کہیتی کا حاصل اور جانور پالے ہوے اور تجارت کا مال اور لونڈی
غلام حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ حق ہی معین اور مقرر کیا ہوا سو وُہ زکوۃ ہی اور صدقہ فطر کا اور واجب نفقے یا دوسرا
حق ہی جو اپنے ہر جنس کے مال مین مقرر کر رکہا ہی لِلسَّآئِلِ سوال کرنیوالے کیواسطے جسکو شریعت کی راہ
سے طلب کرنا پہنچتا ہی جیسے جورو اور اولاد اور غلام اور لونڈی اور دوسرے ناتے والے اور قرضخواہ اور
مہمان کہ اُن سبکو اپنے اپنے حقونکا مطالبہ پہنچتا ہی اور یے سب اپنے حقوق کو بے شرم ہوکے لوگون کے
سامنے مجلسے مین طلب کرتے ہین وَالْمَحْرُوْمِ اور اُسکے واسطے جو محروم ہی مانگنے سے اور شریعت کی راہ سے
اسکو مانگنا نہین درست ہی جیسے مسکین اور یتیم اور محتاج کہ یے لوگ مطالبہ نہین رکہتے اور بعضے مفسرون نے
ویسا کہا ہی کہ سایل سے آدمی مراد ہی کہ اپنی احتیاج کو اپنی زبان سے ظاہر کرسکتا ہی اور محروم سے
جانور مراد ہین اسواسطے کہ بے زبان ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ سایل سے فقیر کوچہ گرد یعنے جو مانگتے
پہرتے ہین وے مراد ہین اور محروم سے وے محتاج مراد ہین جو اپنے گہر مین بیٹہے ہین اور کسی سے اپنی

حاجت کو ظاہر نہین کرتے اور لوگ انکو غنی سمجھتے ہین سو اس سبب سے وے لوگ صدقے سے محروم رہتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ محروم سے وُہ افلاس زدہ مراد ہی جسکی روزگار کا سبب درہم برہم ہوگیا سو کسیطرح سے اپنا قوت پیدا نہین کرسکتا یا وہ تاجر مراد ہی کہ اسکی اصل پونجی مین بہت نقصان آیا یا اسکا مال بالکل لُٹ گیا اور اگرچہ صدقہ دینے مین محروم سایل پر مقدم ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ لَیۡسَ الۡمِسۡکِیۡنُ الَّذِیۡ تَرُدُّہُ الۡاُکۡلَۃُ وَالۡاُکۡلَتَانِ وَالتَّمۡرَۃُ وَالتَّمۡرَتَانِ وَلٰکِنَّ الۡمِسۡکِیۡنَ الَّذِیۡ لَا یَجِدُ غِنًا یُغۡنِیۡہِ وَلَا یَسۡئَلُ النَّاسَ فَیَتَصَدَّقُ عَلَیۡہِ یعنے مسکین وُہ نہین ہی جسکو پہیرے ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک خرما یا دو خرمے اور در بدر مارا پہیرے بلکہ مسکین وُہ ہی کہ اپنے احتیاج کے دفع کی چیز نہین رکہتا اور اپنی احتیاج کو کسیکے سامنے ظاہر کرنے سے سوال ہی نہین کرتا ہی تا کہ لوگ اُسکی حاجت دریافت کرکے کُچہہ اُسکو دیوین سو ایسے فقیر کو دینا بہت بڑا ثواب ہی لیکن اس آیت مین سایل کو محروم پر مقدم بیان فرمایا ہی اسواسطے کہ ظاہر مین یہی بات ہوتی ہی جیسے کہانا تقسیم کرنیکے وقت مانگنے والے کو جو دروازے پر کہڑا ہوکر پکارتا ہی پہلے دیتے ہین پہر جو کُچہہ بچ کر رہ جاتا ہی تو محتاج خانہ نشینونکے گہر بہیج دیتے ہین اور اس عمل سے معلوم ہوا کہ اس گروہ کو بڑا صبر ہوتا ہی کہ اپنا مال بہی دیتے ہین اور فقیر محتاجون کے آوازے اور ظلم بہی سہتے ہین پر گہبراتے نہین ہین اور حرص بہی نہین رکہتے نہین تو اپنا مال جس سے بڑے بڑے فایدے حاصل کرسکتے ہین دوسرونکو کیون اسطرح سے دیدیتے لیکن انکا مرتبہ پہلے فرقے سے یعنے نماز پر ہمیشگی کرنیوالون سے کم ہی اسواسطے کہ انکو کبہی کبہی مال کے خرچ کرنیکا سوچ اور مال کے جمع کرنیکی حرص بہی ہوتی ہی بخلاف پہلے فرقے کے کہ وے نماز مین مستغرق ہونیکے سبب سے اس حالت استغراق مین ایک ساعت اِن دونون چیزون سے نجات پاتے ہین وَالَّذِیۡنَ یُصَدِّقُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ اور تیسرے وے لوگ جو سچا جانتے ہین انصاف کے دِنکو سو بلا کے آنے سے بے صبر نہین ہوتے ہین اور بہتری پہنچنے سے مَنَّاعِ الۡخَیۡرِ یعنے خیر کو منع نہین کرتے ہین اسواسطے کہ ہر بلا اور نیکی کا عوض ملنا یقینی جانتے ہین سو یے لوگ صبر بہی رکہتے ہین اور حرص کو اپنے پاس آنے نہین دیتے لیکن انکا مرتبہ اُن دونونکے مرتبون سے یعنے نمازیون اور زکوٰۃ دینے والون سے کم ہی اسواسطے کہ ان لوگونکو ایسا کام کرنے مین جسمین دنیا کا نفع کُچہہ نہووے

اور اپنے

اور اپنے مال کو ایسی جگہہ خرچ کرنے مین جسمین ظاہری فائدہ کچھہ نہووے بے صبری اور گھبراہٹ ہوتا ہے
اور دنیا کے نفع والی بات نہین پہنچنے پر اور دنیا کے رنج سے بچنے پر اور آیندہ کے واسطے مال جمع کرنے پر
حرص ہوتی ہے اور لالچ کرتے ہین لیکن یہ لوگ صبر کو بے صبری پر اور قناعت کو حرص پر ترجیح دیتے
ہین اس سبب سے کہ انکو جزا کی یقین ہے تو گویا عوض اور بدلا کرتے ہین اور تہوڑا دیتے ہین اور بہت پاتے
ہین اور انکی گھبراہٹ اور حرص بالکل بے تاثیر نہین بلکہ ایک فائدہ رکھتی ہے یعنے قسم دنیوی سے طرف
قسم اُخروی کے انتقال کیا ہے اور فانی سے طرف باقی کے اور ایک رنگ دوسرا پیدا کیا ہے وَالَّذِينَ
هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ اور جو نہے وے لوگ ہین جو اپنے پروردگار کے عذاب سے
ڈرنیوالے ہین دنیا اور آخرت مین اور جانتے ہین کہ اگر بلا مین صبر نکرینگے یا مال کے دینے مین اپنے ہاتہہ کو
اچہی طرح نکہولین گے تو حقتعالی کے عذاب مین گرفتار ہونگے اور حقیقت مین بات یہی ہے کہ اپنے پروردگار
کے عذاب سے خوف اور ڈر مین رہا چاہیے اسواسطے کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ بے شک عذاب انکے پروردگار
کا ایسا ہی ہے کہ اس سے با وجود بلا مین صبر کرنے کے اور اپنے مال کو اسکی راہ مین خرچ کرنے کے
غَيْرُ مَأْمُونٍ نڈر اور بے وہشت نرہا چاہیے اسواسطے کہ بہلائی اور برائی کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ کا
حال ہر شخص کا پوشیدہ ہے کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور صبر اور بخشش مین ان لوگونکا مرتبہ بہلون کے
مرتبے سے کم ہے اسواسطے کہ انکے کام عذاب کے خوف کے سبب سے ہین اور بہلونکے کام ثواب کی امید پر
اور ثواب کی طمع امید کی راہ سے اور امید وسیلہ ہے محبت کا اور خدمت اور تابعداری محبت کے ساتہہ
بہتر ہے اُس خدمت اور تابعداری سے جو خوف کے ساتہہ ہو جسطرح مزدور یا نوکر کی خدمت بہتر ہے
لونڈی غلام کی خدمت سے اور یہ دونون گروہ پہلے دونون گروہونسے مرتبے مین بہت کم ہین اسواسطے
کہ انکے عمل صرف محبت کی راہ سے تہے بہلائی کی امید اور برائی کے خوف کا خیال انکو کچھہ نتہا تو انکی خدمت
اور تابعداری ایسی ہوی جیسے عاشق معشوق کی خدمت اور اطاعت کرتا ہے اور یہ چارون فرقے
جو مذکور ہوے سو وے لوگ ہین جنہون نے بدنی اور مالی عبادت ادا کرنے پر صبر کیا اور مصیبت اور بلاؤن کو
سہ لیا اور اپنی حرص کو جو طاعت کے مخالف تہی ترک کیا تہا اور گناہ اور شہوتونکی خواہش کو بالکل موقوف

کیا تہا اب ان لوگونکا حال بیان فرماتے ہین جنسے جزئی کاموئین صبر اور قناعت ظاہر ہوئی ہی سو وسے
بہی چار فرقے ہین پہلا فرقہ وُہ ہی جو اپنے شرمگاہ کی شہوت پر اور عورت سے صحبت کرنے کی لذت پر
حرص نہین کرتا ہے بلکہ صبر کرتا ہے اور یہہ وُہ چیز ہی جو اکثر خلق اللہ کی خرابی کا سبب پرتی ہی دوسرا
فرقہ وُہ ہی جو خلق اللہ کے حق مین جیسے امانت ہی یا عہد حرص نہین کرتے بلکہ اسکے ادا کرنے مین صبر کرتا ہے
تیسرا فرقہ وُہ ہی جو خلق اللہ کے حقوق کو جو ظاہر کرنیکے سزاوار ہین انکے چہپانے پر حرص نہین کرتا
بلکہ اُسکے ظاہر کرنے پر صبر کرتا ہی چوتہا فرقہ وُہ ہی جو نفل عبادتین جو اپنے ذمہ پر لازم کرلین ہین خصوصًا نماز
نفل جو دن رات مین اپنے پر مقرر کرلی ہی اسکے ادا کرنے پر صبر کرتا ہی اور کہیل کود اور آرام وچین کی لذت مین
اپنے وقت کو گذارنے مین حرص نہین کرتا اور ان فرقونکو اس ترتیب سے بیان کرنے کی وجہہ یہہ ہے
کہ عبادتین بدنی جو حقتعالی کے واجب کرنے سے بندے پر لازم ہوئی ہین وے اسی ترتیب سے بزرگی
رکہتی ہین سب سے اعلی پانچوقت کی نمازین ہمیشگی کے طور سے ادا کرنے پر صبر کرنا اور انکے چہوڑنے پر حرص
نکرنا پرلے درجکی نزدیکی اور قُرب کا سبب ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدٌ
بِشَیْءٍ اَحَبَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ یعنے نہین نزدیک ہوتا ہی کوئی بندہ ہماری طرف کسی عبادت سے
جتنا نزدیک اور محبوب ہوتا ہی ہماریطرف اس عبادت کے ادا کرنے سے جو ہمنے فرض کردی ہی اُسپر
اور دوسری عبادتونسے نماز مین زیادہ خصوصیت ہی اسواسطے کہ یہہ جامع ہی سب عبادتونکو اور
انتہا درجکی حضوری اور قرب کو جو سرگوشے اور کلام کی حدکو پہنچے بلا واسطہ پہنچا دیتی ہی پہر اسکے بعد فرض
زکوٰۃ کو ادا کرنا اور اپنے ذمے کے واجب نفقے دینے مین خلق اللہ کی منفعت اور خدا کے بندونکی پرورش
منظور رکہنا اسواسطے کہ یہہ بہی نہایت خوشی اور رضامندی کا پروردگار کے سبب پرتی ہی پہر اسکے
بعد گہبراہٹ اور بے صبری اور حرص کو ترک کرنا بلا اور مصیبت کیوقت مین فوت ہوی چیز پر ثواب کی
امید سے نہایت بڑا مرتبہ ہی اُس ترک سے جو عذاب کی دہشت سے ہو پہر اسکے بعد نامشروع چیز پر
حرص نکرنا اور جو شرع مین جایز ہی اسیقدر پر اکتفا کرنا خصوصًا شرمگاہ کی شہوت کے مقدمہ مین بہت
ہی بڑا اور سخت صبر ہی اور یے سب پروردگار کے حق سے متعلق ہین پہر جو بندونکے حق سے علاقہ رکہتا

ہی سو وُہ یا انکے حقونکا ادا کرنا ہی جو اسکے ذمے پر ہین جیسے اسمین امانتونکا ادا کرنا اور عہد اور پیمانکو پورا
کرنا یا انکے حقونکو ظاہر کر دینا کہ اسمین انکے مالونکا زندہ کرنا ہی اگرچہ اپنے ذمہ پر کچھہ لازم نہین آتا ہے
اور جب اِن سب حقتعالی کے واجباتکو صبر کرنے سے اور حرص کے ترک کرنے سے مضبوط کیا تو باقی
نرہی مگر وُہ چیز جو اپنے ذمہ پر نذر کیطور پر واجب اور لازم کر لی ہی جیسے عبادتین نفل خصوصًا نماز سو
اِن چیزونکا ذکر آخر مین کیا گیا چنانچہ فرماتے ہین وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ اور پانچوین وے لوگ
جو اپنی شرمگاہونکو حَافِظُوْنَ نگاہ رکھنے والے اور روکنے والے ہین اس سے کہ کسیکی نظر اسپر پڑے
یا بدن کسیکا اسمین لگے اور اس روکنے مین انکی صبر کی قوت بہی ثابت ہوئی اور انکی بے حرصی بہی
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنے جوڑونپر لغت مین زوج جوڑیکو کہتے ہین اور جو گہر کا کاربار اور انتظام بدون
مرد اور عورت کے درست نہین ہوسکتا اسیواسطے عورتکو مرد کا جوڑا اور مرد کو عورت کا جوڑا
کہتے ہین جیسے موزیکا جوڑا اور جوتی کا جوڑا اور جوڑے ہونے مین کئی چیزین شرط ہین پہلی شرط یہہ ہے
کہ دونون مین کوئی خصوصیت ظاہر ہوا اور یہہ خصوصیت بدون شرعی ایجاب اور قبول کے جسکو عقد نکاح
کہتے ہین حاصل نہین ہوسکتی اسیواسطے ہر عورتکو ہر مرد کا جوڑا نہین کہتے ہین اور دوسری شرط یہہ ہے
کہ وُہ خصوصیت گہر کے انتظام اور دنیا کے کامونکی تدبیر کیواسطے ہو نہ فقط شہوت نکالنے کیواسطے
اسواسطے کہ بدون گہر کے کامونمین شریک ہونے کے نفع اور نقصان دونون کا مشترک نہوگا تو
جوڑے ہونے کے معنے بہی ظاہر نہونگے جیسے خرچی اور متعہ کی عورت کہ اُسکو جوڑا نہین کہہ سکتے ہین
تیسری شرط یہہ ہے کہ نسل لینا اُس سے ممکن ہو اور دوسریکا حق اسکے ساتھہ متعلق نہو جیسے غیر کی لونڈی
کہ اُسکے مالک نے اُسسے صحبت کرنیکی اجازت دی ہو تو اسکو بہی جوڑا نہین کہہ سکتے ہین چوتہی شرط
یہہ ہی کہ کوئی دوسرا رشتہ اور علاقہ اُس سے قوی زیادہ اور مشابہ نزیادہ اُن دونون کے درمیانین
اِس رشتے سے بڑہ کر نہو اسیواسطے ما اور بیٹی اور بہن کو مرد کا جوڑا نہین کہتے ہین بس اسجگہہ سے معلوم
ہوا کہ متعہ کی عورت بہی مرد کا جوڑا نہین ہوسکتی اسیواسطے متعہ کی عورت کے مال کا مرد مالک نہین ہوتا ہے
اگرچہ متعہ کی مدت مین وُہ عورت مرجاوے اور نہ خانگی کامونکی تدبیر مین کچھہ ایسی عورتکو دخل ہوتا ہے

اور نہ نفع نقصان مین شریک ہوتی ہی اور نہ اسکی خوراک اور پوشاک مرد پر واجب ہوتی ہی اور نہ نسب
اور نسل کی محافظت اور نگاہبانی اس سے ممکن ہوتی ہی اسواسطے کہ متعہ کی مدت گذرنیکے بعد دونون
مین خود بخود اجنبیت اور جدائی ظاہر ہوجاتی ہی ایک مشرق کو جاتا ہی اور دوسرا مغرب کو عورت دوسریکو
متعہ کیواسطے چاہتی ہی اور مرد دوسری عورتکی خواہش کرتا ہی اور اگر متعہ کے مدت مین اُس مرد سے اس
عورت کے حمل رہ گیا اور کوئی بچہ پیدا ہوا تو نہ وُہ بچہ اپنے باپ کو پہچان سکتا اور نہ وُہ باپ اُس بچے کو اور نہ وُہ
بچہ باپ تک پہنچ سکتا ہی تاکہ فرزندیکے حقکو اپنے باپ سے طلب کرے اور نہ باپ اس بچہ تک پہنچ سکتا ہے
تاکہ تعلیم اور تربیت پدری اسکے ساتھہ بجالاوے اور جب بچہ نسب سے مجہول اور نامعلوم رہا تو اسکا محرم
ہونا بہی باپ کے قریبونسے اور خویشونسے نامعلوم اور پوشیدہ رہا تو اسمین تداخل محارم کا بہی ممکن ہے
یعنے محرم کے ساتھہ نکاح کرلینا اسطورسے کہ وُہ لڑکا اپنے باپ کی بیٹی کے ساتھہ نکاح یا متعہ کرلے یا باپ
کا بہائی اس لڑکی کے ساتھہ متعہ یا نکاح کرلے اور اسیطورسے دوسری قرابتونمین بہی یہی تداخل متصوّر
ہوسکتا ہی اور ایسے نکاح کرنے سے جو اولاد پیدا ہوگی انکے نکاح مین بہی کفو ہونے کی رعایت برہم درہم
ہوجائیگی اور میراث کی تقسیم کا دروازہ بالکل بند ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکے وارث جہانمین منتشر اور پہیل گئے
اور انکے پہچان اور انکے نامون اور مکانونکا دریافت کرنا بہت متعذر ہوگیا تاکہ ہر شخص کی میراث اس تک
پہچادی جاوے اسیواسطے متعہ کرنے والونکے عقیدیکے موافق بہی زوجیت اور جوروپنے کے حکم متعہ کی
عورت کے ساتھہ جاری نہین ہین جیسے عدت اور طلاق اور ایلا اور لعان اور ظہار اور برابری عورتونمین
یعنے پوشاک اور کہانا اور گہر اور ساتھہ سونے مین اور یہہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جب ایک چیزکے حکم جاتے رہے
تو وُہ چیز بہی نفی ہوجائیگی یعنے اسکا نام باقی نرہیگا جسطرح یہان ہی کہ جب زوجیتکے حکم جاتے رہے تو
جوروپنا بہی جاتا رہیگا اور ایسی عورتکو جورو نکہین گے اور اس مقام پر جو متعہ کے حلال جاننیوالون نے گفتگو
کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حکم یعنے عدت اور طلاق وغیرہ جوروپنے کے لازم نہین ہین تاکہ اسکا نپایا جانا زوجیت
کے نہونیکی دلیل ہو اسواسطے کہ ناشزہ عورت یعنے جو اپنے خاوندکے بے رضامندی اسکے گہر سے نکل کر
دوسریکے گہر مین جا بیٹہی اور خاوندکے بلانے سے نہ آئی تو خوراک اور پوشاک ایسی عورت کی خاوندکے ذمہ سے

ساقط ہو جاتی اور اسکو دینا لازم نہین ہوتا اور جو عورت اپنے خاوند کو مار ڈالے یا کسیکی لونڈی ہوی یا اہل
کتاب مین سے ہو یعنے یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو ایسی عورتکو میراث نہین ملتی اور لونڈی کے ساتہہ نکاح کرنے سے
اسمین لعان نہین ہوتا اور سفر مین بارے جو لازم ہے یعنے سب عورتونکے پاس برابر رہنا جاتا رہتا ہے اور
باوجود ان سب چیزونکے وہ عورت اسکی جورو کہلاتی ہے تو معلوم ہوا کہ ان چیزونکا نپایا جانا کچہہ جورو
ہونیکے مخالف نہین ہے سو یہہ انکا گفتگو کرنا اس مقام پر بالکل بے معنے اور بیفائدہ ہے اسواسطے کہ منکوحہ
عورت سے ان حکمونکا جو اوپر ذکر ہو چکے ہین اُٹہہ جانا ایک عارضہ کے سبب سے ہے جو لاحق ہو گیا ہے اگر وہ
عارضہ جاتا رہے تو یے حکم سب پہر اسپر جاری ہو جاوین جیسے عورت ناشزہ اگر اپنے خاوند کے گہر پہر آوے
تو خوراک اور پوشاک کی سزاوار اور مستحق ہو جاویگی اور اگر لونڈی ازاد ہو جاوے یا کتابیہ عورت مسلمان
ہو جاوے تو میراث کی مستحق ہو جاویگی اور مرد جب سفر سے پہر آوے تو برابری رات کے رہنے مین اسپر
واجب ہو جائیگی تو معلوم ہوا کہ ان چیزونکے عارض ہونیکے سبب سے بعضے حکم زوجیت کے جاتے رہتے ہین
زوجیت اور نکاح نہین جاتا بخلاف متعہ والی عورت کے کہ وہان خود عقد متعہ کا ان حکمونکے منافی ہے کسی
چیز کے عارض ہونیکی احتیاج نہین ہے اور اسکی تمثیل یون سمجہا چاہئے کہ پانی کی طبیعت بہنے کو چاہتی ہے اور
پتہر کی طبیعت منجمد ہونے اور ٹہرنے کو پہر اگر کوئی شخص کہے کہ پانی بہی پتہر کی قسم سے ہے اسواسطے
کہ پانی یخ کے سبب سے پتہر کیطرح جم جاتا ہے یا کہے کہ پتہر پانی کی قسم سے ہے اسواسطے کہ اگر تیزاب مین
اسکو ڈالدو تو یہہ بہی پانی کیطرح بہہ جائیگا تو یہہ بات اسکی حماقت سے خالی نہین ہے اور کوئی عاقل
اُسکی اِس بیہودہ باتکو قبول نکریگا اور دوسرے یہہ بہی ہے کہ منکوحہ عورتونکو حقتعالی نے چار عدد مین منحصر
کیا ہے چنانچہ سورہ نسا کے اول مین مذکور ہے سو اگر متعہ والی عورتین منکوحہ عورتون مین داخل ہوتین تو یے بہی
چار سے زیادہ جایز نہوتین اور حال یہہ ہے کہ متعہ کرنیوالونکے نزدیک بہی دس بیس عورتونکے ساتہہ ایک
ہی رات مین متعہ کرنا جایز ہے اور اگر انمین سے کسی کے پاس چار عورتین منکوحہ ہون تو دوسری عورتونکے
ساتہہ سواے اُن چار کے متعہ کرنا درست جانتے ہین اور شرع شریف مین ایسا مقرر ہے کہ جب
کسی شخص نے اپنی نکاحی عورت سے ایک مرتبے صحبت کی تو وہ شخص محصن ہو گیا پہر اسکے بعد اگر

اس شخص سے زنا ہو تو اسکو سنگسار کرینگے یعنے پتہر وںسے اُسکو مار ڈالینگے اور اگر منکوحہ عورت سے صحبت کرنیکے پہلے زنا ہوا تو سو دُرّے مارینگے اور متعہ کے جایز رکہنے والون کے نزدیک بہی متعہ والی عورت سے صحبت کرنا احصان کا سبب نہین ہوتا ہے غرض کسی وجہہ سے متعہ والی عورت زوجہ مین داخل نہین ہوسکتی اور جو لوگ متعہ والی عورت کو زوجہ مین داخل کرتے ہین انکی مثل ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص آٹا گہول کر کاچی پکاوے پہر اسمین گوشت کی بوٹی ڈہونڈہے سہ اَضَاعَ العُمرَ فِی طَلَبِ المُحَالِ یعنے گنوائی اپنی عمر محال چیز کی تلاش مین اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُہُم یا وہ چیز کہ اسکے مالک ہوے ہین انکے ہاتہہ اور اس چیز سے لونڈیونکی شرمگاہ کا مکان مخصوص مراد ہے اسواسطے کہ وہ چیز چاہیئے کہ نجاست کی جگہہ نہو اور نسل کے قابل ہو سو غلام ایسی چیز نہین رکہتے اور لونڈیونکے پاس دونون قسم کی چیزین موجود ہوتی ہین لیکن انکی بہی نجاست کی جگہہ حرام ہے اسواسطے کہ وہ جگہہ کبہی ہونیکی لیاقت رکہے نہ نسل کی اور جب ماموصولہ کی لفظ سے وہی موضع مخصوص مراد ہوا تو اب ماموصولہ کی لفظ پر کوئی اشکال وارد نہین ہوسکتی اور اس صورت مین بہی عورت اور مرد کی خصوصیت اور نفع نقصان مین شریک ہونا اور اپنے نسب اور نسل کو نگاہ رکہنا اور خانگی کامونکی خدمت کرنا یہ سب باتین یہان بہی ثابت ہین ان دونون مین یعنے بی بی اور لونڈی مین فرق اتنا ہے کہ بی بی کے بدن سے موضع مخصوص کے سواے اور کوئی چیز دوسری خاوند کے مِلک مین نہین آتی اور لونڈی سر سے قدم تک اپنے مالک کی مِلک مین داخل ہوجاتی ہے اور عرب کی لغت مین ملک یمین ذات اور گردن کے مالک ہونیکو کہتے ہین اسیواسطے مانگی ہوی چیز کو کوئی نہین کہتا کہ یہہ میری ملک یمین ہے بس جو لونڈی کہ اسکے مالک نے کسیکو عاریت کیطور پر صحبت کرنے کیواسطے دی تو وہ لونڈی اس مستعیر یعنے مانگ لینے والی کی ملک یمین مین داخل نہو جائیگی اور ایسی رعایت کو اس رعایت پر جس سے نفع لینا درست ہے قیاس کرنا غلط ہے اسواسطے کہ یہہ قیاس نص کے مقابل مین ہے یعنے صریح دلیل کے مقابل مین ہے اور ایسا قیاس ہرگز مقبول نہین ہے اور یہہ بہی ہے کہ یہہ قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ اگر اس نفع کے واسطے لونڈیکو کسی سے مانگ لین اور اسکے ساتہہ صحبت کرنے سے شاید حمل رہجاے تو وہ لونڈی مانگ لینے والے کے حق مین مشغول

ہوجاویگی

ہو جائیگی اور یہہ جایز نہین ہی اسواسطے عاریت کی زمین پر درخت لگانا یا کنوان کہودنا درست نہین ہے
فَاِنَّھُمْ پہر بے شک یے لوگ اگر اپنی عورتون یا اپنی لونڈیونکے ساتہہ صحبت کرنے مین اور لذت حاصل کرنے مین
حرص اور بے صبری کرین غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ تو نہین ہین ملامت کئے گئے اور الاہنا دئے گئے تاکہ انکا بہی بے صبرون
اور حریصونمین داخل ہونا بوجہا جاوے فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ پہر جو شخص
کہ طلب کرے ان دونونکے سواے یعنے بی بی اور لونڈی کے سواے پہر وہی لوگ ہین تعدی اور ظلم کرنیوالے
اور عفت اور پاکی کی حد سے آگے بڑہنے والے اور حریصون اور بے صبرونمین داخل ہونیوالے اب اس مقام پر
جاننا چاہیئے کہ آدمیکو شہوت نکالنے کیواسطے کئی طور ہین لیکن سواے ان دو قسم کے جو شرع مین بے شبہہ
جایز ہین باقی سب صورتین ممنوع اور حرام ہین اور اُن سب حرام قسمونکی تفصیل بہت ہی انمین سے ایک
لونڈے بازی ہی اور اُسسے مراد نجس محل مین دخول کرنا ہی یعنے غلیظ نکلنے کی جگہہ مین پہر یہہ کام خواہ مرد سے
ہو خواہ اپنی عورت سے یا اپنی لونڈیسے یا اجنبی عورت سے سب حرام ہی اور اسی قسم سے ہی خرچی کی
عورت جیسے کنچنی کہ ایک رات یا ایک مہینے کی اجرت مقرر کرکے اُس سے یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی
خانگی عورت کہ بدون اجرت مقرر کرنے کے اس سے فقط دوستی آشنائی کے سبب سے یہہ فعل کرتے ہین
اور اسی قسم سے ہی جس عورت سے زبردستی یہہ فعل کرین جسطرح غنیم کی فوج دوسرے ملک کے اوپر غالب
ہونیکے وقت وہانکی عورتونسے زبردستی یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی متعہ والی عورت یعنے
ایک مدت معین کرکے اسکی اجرت مقرر کردینا پہر اسکے ساتہہ یہہ فعل کرنا اور اسی قسم سے ہی دوسرکی
لونڈی جو اسکے مالک کی رضامندیسے مانگ کر اسکے ساتہہ یہہ فعل کرتے ہین اور اسی قسم سے ہی عورتکا
عورت کے ساتہہ یہہ فعل کرنا جسکو ہندیمین چپٹی کہتے ہین اور اسی قسم سے ہی اپنے ہاتہہ سے ہلاکر منی نکالنا
جسکو جلق کہتے ہین اور اسی قسم سے ہی اپنی محرم عورتونکے ساتہہ نکاح کرنا بہروسے محرم خواہ نسبی
ہووین جیسے ما بہن خالہ پہپہی بہتیجی بہانجی وغیرہ اور خواہ سببی ہون یعنے سسرال والیان جیسے جوروکی ما
یا بہن یا پہپہو یا خالہ وغیرہ اور خواہ رضاعی ہون یعنے دودہ پینے کے سبب سے محرم ہوگئے ہووین جیسے
دائی جسکا دودہ پیا یا اسکی ما نانی دادی یا اسکی اولاد یے سب حرام ہین اور اسی قسم سے ہی وہ عورت

جو عورتین [illegible] سے نسبی [illegible] ہین حرام ہین انکا بیان اور [illegible] جو حرام ہین

جو ایک شخص کے نکاح مین ہی اس سے بہی نکاح کرنا درست نہین ہی اور اسی قسم سے ہی عورت مشرکہ
ساتہہ نکاح کرنا سوا اہل کتاب کے اور اسی قسم سے ہی فاحشہ عورت سے نکاح کرنا کہ یہہ بہی جایز نہین
سو یہ سب قسمین ماوراء ذٰلک مین داخل ہین اور بالکل حرام ہین وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِاَمَانَاتِہِمۡ اور چہٹی وے
لوگ جو اپنی امانتونکو یعنے لوگونکی امانتین جو اپنے پاس رکہتے ہین اور امانت کی دو قسم ہین ایک وُہ ہی جو حقتعالے
کے حق کے ساتہہ متعلق ہی جیسے وضو اور ناپاکی کا غسل اور نماز اور روزہ اور زکوۃ اسواسطے کہ ان چیزون پہ
دوسرے لوگونکو خبر نہین ہوتی ہی اُسے شخص کا اقرار ان چیزونمین مقبول ہی اور امانت کی حقیقت یہی ہی
کہ امین کا کہنا اُسمین معتبر ہی دوسری امانت کی قسم وُہ ہی جو خلق اللہ کے حق سے علاقہ رکہتی ہی اُسکی بہی
کئی قسمین ہین پہلی قسم وُہ ہی کہ لوگونکے مال کسی کے پاس امانت رکہے جادین دوسری قسم یہہ ہی کہ لوگون کے
حقوق اُسکی دانست مین ثابت ہون اور اسکا مالک اُسپر خبردار نہو جسطرح مورث کا قرض کہ وارثونکو اسکی
خبر نہو تیسری قسم یہہ ہی جو اس شخص کے کام سے متعلق ہی جیسے تول اور ماپ اور کہانا پکانے مین مصالح کا
خرچ کرنا یا سینے مین سنجاف اور مغزی کا لگانا اور اسیطرح پر دوسری چیزین ہین چوتہی قسم دلونکے بہید
جو کسیکو اعتماد والا جانکے اُسسے کہتے ہین پانچوین حکومت مین انصاف کرنا کہ یہہ رعیت کی امانت ہے
حاکمون اور قاضیونکے ذمے پر چہٹہین فتوا دینے مین حق بات بیان کر دینا کہ یہہ امانت عوام کی ہی مفتیون کے
ذمے پر ساتوین جورو خاوند کی آپسمین تنہائی کی باتین یا گہر کی تدبیر کہ یہہ بہی امانت ہر ایک کی دوسرے
کے ذمہ پر ہی آٹہوین اپنے مالک کی پوشیدہ باتین لونڈی غلام کے ذمے پر ہین نوین آقا کی امانت نوکر کے
ذمے پر دسوین ہمسایہ کی امانت دوسرے ہمسایہ پر گیارہوین اپنے یارونکی امانت دوسرے یارون پر
وَعَہۡدِہِمۡ اور اپنے قول و قرار پر جو حقتعالی سے یا خلق اللہ سے کیا ہی سو پہلی قسم کو یعنے جو حقتعالے
سے عہد کیا ہی وُہ اگر مال دینے کو عہد کیا ہی یا کوئی عبادت ادا کرنیکو تو اسکو نذر کہتے ہی اور اگر کسی خاص
خدا کے بندونمین سے کیا ہی حقتعالی کی راہ پہچاننے اور چلنے کو تو اسکو بیعت کہتے ہین اسواسطے کہ یہہ بہی
گویا حقیقت مین حقتعالی سے عہد کرنا ہی چنانچہ انا فتحنا کی سورۃ مین حقتعالی خود فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیۡنَ
یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی

امانت کی قسمون کا بیان

بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا یعنے جو لوگ بیعت کرتے ہین تجہسے وے لوگ سوا
اسکے نہین کہ ہاتہہ ملاتے ہین اللہ سے اللہ کا ہاتہہ قدرت کا انکے ہاتہہ کے اوپر ہے پہر جو کوئی قول کو توڑے
سو سوا اسکے نہین کہ توڑے اپنے برےکو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جسپر قرار کیا اللہ سے سو وہ قریب
ہی کہ پاویگا ثواب بہت بڑا اور دوسری قسم کی بہی صورتین بہت ہین جیسے اپنا اپنا مال لاکر تجارت کرنا اسکو
شرع مین شراکت کہتے ہین یا ایک کا روپیہ اور دوسرے کی محنت پہر نفع مین شریک ہونا موافق عہد کے
اسکو مضاربت کہتے ہین یا صلح کرنا یا وصیت کرنا اور سوا اسکے جو فقہ کی کتابون مین شرح اور تفصیل سے
مذکور ہین جیسے مرابحت یعنے اصل قیمت پر کچہہ نفع ٹہراکر بیچنا اور تولیت یعنے اصل قیمت پر یعنے خرید پر بیچنا
اور جیسے وکالت اور کفالت اور ضمان ہی رَاعُونَ رعایت کرنیوالے ہین اور نگاہبانی مین امانت اور
عہد کی کوشش کرتے ہین جسطرح سے بکریونکا چرانیوالا انکی نگہبانی ہر وقت کیا کرتا ہی سو یے لوگ بہی صبر
کامل رکہتے ہین اور حرص بہت کم اسواسطے کہ اگر ایسا نہوتا تو انسے عہد اور امانت کی رعایت اور محافظت
نہوسکتی وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ اور ساتوین وے لوگ جو اپنی گواہیون کے اظہار
کرنے پر مستعد کہڑے ہوے ہین اور سچی گواہی دینے مین دوستی باقی رہنے سے اور قرابت کے چہوٹ جانے
سے ڈرتے نہین ہین اور اس گواہی دینے مین جو انکے مخالفونکو اور دشمنونکو نفع پہنچتا ہی اسپر صبر کرتے
ہین سو اس سبب سے حقوالے اپنے حقونکو پہنچتے ہین یہان پر جان لیا چاہئے کہ گواہی کا چہپانا بڑا گناہ کبیرہ ہے
اور اسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ جان بوجہہ کے گواہی دینے سے انکار کرے اور کہے کہ مین نہین جانتا
اور دوسری صورت یہہ ہی کہ گواہی دینے کیوقت انکار صریح نکرے لیکن کسی حیلہ اور بہانے سے اسکو
ٹال دے ان دونون صورتونمین خلق اللہ کے حق تلف ہوتے ہین اور مٹتے ہین اور اسسے بہی بڑہکر ایک اور
گناہ کبیرہ ہی یعنے جہوٹہی گواہی دینا اسواسطے کہ اس صورتمین حقکو باطل کرنا اور جہوٹہے حقکو ثابت کرنا ان دونون
گناہ مین یہہ شخص مبتلا ہوتا ہی اور اشارہ اسباتکی طرف بہی ہی کہ گواہی کو بدون کم اور زیادہ کے بیان کردینا
چاہئے اسواسطے کہ کم اور زیادہ کرنے مین قیام اس گواہی پر ثابت نہین ہوتا وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ
يُحَافِظُونَ اور آٹہوین وے لوگ جو اپنی نماز کی نگہبانی مین رہتے ہین تاکہ اسکا ثواب جاتا رہے اور یہہ

محافظت اس مداومت کے سواے ہی جو پہلی آیت مین مذکور ہی اسواسطے کہ مداومت کے معنے یے ہین کہ ہمیشہ بجالانا اور کبہی ناغہ نکرنا اور محافظت کے معنے یے ہین کہ اسکے ہر کام کو پورا کرنا تاکہ ثواب اس نماز کا پورا ملے اور اسکی جتنی شرطین اور جتنی رکعتین ہین انکو انکے وقتونمین پورا ادا کرنا جیسے نماز مین ادہرادہر دیکہنا اور سجدیکی جگہہ اپنی نظر رکہنا اور کپڑیکو نبچانا اور اپنے بدنکے ساتہہ نکہیلنا اور انگڑائی نلینا اور جمہائی نلینا اور اگر اجاوے تو منہہ کو بہت نکہولنا اور منہہ کو کپڑیسے بند نکرنا اور کپڑیکو سر یا کندہے پر ڈالکے دونون کنارونکو نلٹکانا اور اپنی انگلیونکے ساتہہ پنجہ نکرنا اور انگلیونکو نہ توڑنا اسطور سے جسمین آواز نکلے اور نماز مین سجدیکی جگہہ سے کوڑہ کنکری دور نکرنا اور اپنے ہاتہہ مین کوئی چیز جیسے لکڑی یا کوڑا نماز مین نرکہنا اور نماز مین دل دوسری طرف نلگانا بلکہ دلکو حاضر رکہنا اور دلکی حضوری سے نماز کو ادا کرنا سو جسطرح پانچو وقت نماز پر ہمیشہ قایم رہنا نہایت شاق اور گران ہی اور نہایت صبر اور بے حرصی کی دلیل ہی اسیطرح کی مفسد چیزون اور مکروہ چیزون سے اپنی تئین بچائے رکہنا بہی بہت شاق اور گران ہی اور کمال صبر اور بے حرصی کی دلیل ہوسکتی ہی اسیواسطے ان دونون چیزونکو باوجود اسکے کہ ایک ہی چیز سے علاقہ رکہتی ہین جدا جدا بیان فرمایا اور شروع ایک فعل سے کیا یعنے مداومت سے اور دوسرے پر تمام کیا یعنے نقصان کی چیزونسے بچنا تاکہ نماز کی فضیلت اور اسکا بہت تقید معلوم ہو جاوے کہ ان آٹہو فرقونکے اول اور آخر نماز والے ہین اور ہمیشگی کا ذکر پہلے اسواسطے کیا کہ نماز کے سبب سے جتنی آفتین بے صبری اور حرص کی زیادتی کی ہین سب کم ہو جاتی ہین لِاَنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْکَرِ یعنے اسواسطے کہ نماز بیحیائی اور برائیونسے باز رکہتی ہی اور جب حرص کم ہوئی اور صبر قوی ہوا تو نماز پر ہمیشگی حاصل ہوسکتی ہی اسواسطے کہ نماز کی محافظت اور نگہبانی مین سب مشقتون پر صبر کرنا اور تمام منافع کو چہوڑنا ضرور ہوتا ہی اور سب لذتونپر حرص کرنا محافظت کو منع کرتا ہی اسیواسطے محافظت پر ختم فرمایا ہی اُولٰۤئِکَ یے سب فرقے جو بے صبری اور بخل اور حرص کی برائیونسے پاک ہین فِیْ جَنّٰتٍ بہشت کے باغونمین ہونگے اپنے اپنے عملونکے مرتبونکے موافق مُّکْرَمُوْنَ تعظیم اور بزرگی کئے گئے یعنے عزت سے وہان ہونگے اسواسطے کہ سب اچہی خصلتین انمین پائی جاتی ہین اور برائیونسے بچے ہوئے ہین اور بزرگونکی

نماز مین مفسد چیزون اور مکروہ چیزونکا بیان

تعظیم

تعظیم واجب ہوتی ہی جسطرح سے شریر نافرمانونکی حقارت واجب ہی اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کی بزرگی اُسکے اخلاق اور خصلتین اچھی ہونیکے سبب سے ہی اور اُسکی برائی اسکے اخلاق اور خصلتین بُری ہونیکے سبب سے اور بعضے مفسرونسے روایت آئی ہی کہ قران شریف مین بہشت کی بزرگی اور جو جو بہشتونکو طرح طرح کی بزرگیونکے وعدے دیئے گئے ہین کافرون نے سُننے تو ہنسی اور مسخری کیلیو پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف مین آتے اور حلقے باندہ کر داہنے بائین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھتے اور کہتے کہ اگر یہہ قول تمہارا سچ ہی اور قیامت کا ہونا ضرور ہے اور اس قسم کی نعمتین اور بزرگیان وہان عنایت ہونگی تو اسکو تم یقین جانو کہو کہ ہم لوگ اُن نعمتون اور بزرگیون کے زیادہ لایق ہونگے نہ یے جنہون نے تمہاری تابعداری اختیار کی ہی اسواسطے کہ حقتعالے حلیم ہی ہمکو دنیا مین عزت والا اور بزرگی والا کیا ہی اور طرح طرح کی نعمتونسے نوازا ہی اور مال اور مرتبہ اور سرداری اور ریاست ہمکو بخشی ہی یہی دلیل ہی اسبات پر کہ آخرت مین بہی اپنی نعمتونسے ہمکو نوازیگا اور تمہارے تابعدار لوگ کہ اکثر فقرا اور محتاج ہین اور غلام اور رذیلے اور کم اصل وے ہرگزان نعمتونکے سزاوار نہین ہین سو حقتعالی نے اُنکی اُس مسخری کی بات کے رد کرنیکو واسطے یے آتین نازل فرمائین کہ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا پہر کیا ہوا ہی اِن کافرونکو جو بہشت کی نعمتونکو سُننے سے قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ تیری طرف دوڑے آتے ہین طمع کی گردن دراز کئے ہوئے اور امید کی آنکہہ سے تیری طرف دیکہتے ہوئے کیا یے لوگ بہشتونکی صفتونکو جو اُٹہوا دوپر بیان ہو چکی ہین اپنے مین حاصل کر چکی ہین جو اس امید پر تیری طرف دوڑے چلے آتے ہین اور باوجود اس اُمید کے انکے نفس ایسے سرکش ہین کہ تمہارے روبرو دو زانو ہوکر ادب سے بیٹہنے کو قبول نہین کرتے بلکہ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ داہنے اور بائین سے حلقہ کرکے بیٹہتے ہین تاکہ کسیکو یہہ گمان نہو کہ یے بہی تمہارے تابعدار ہوے اور کچہہ اچہی دین کی بات سیکہنے کو تمہارے پاس آئے ہین أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ کیا طمع کرتا ہی ہر شخص انکا أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ اسبات کی کہ داخل کیا جاوے نعمتونوالی بہشت مین باوجود اس کفر اور دشمنی اور مسخری کے اور باوجود اس باطل اعتقاد اور گہمنڈ کے کہ ہم لوگ اصل پیدایش مین عزیز

اور بزرگ پیدا ہوے ہین کتنا ہی کفر اور برائی بہیسے ہو وے لیکن ہم بہشت ہی کے سزاوار ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور تابعدار اگر مسلمان اور نیک بخت ہون لیکن جو اکثر اُنمین رذالے اور کم اصل ہین وہ ذلت اور حقارت ہی کے لایق ہین اور اس امر کو دنیا کی مجلسون اور محفلونکی تعظیم اور تکریم پر قیاس کرتے ہین کَلَّاۤ ہرگز ایسا نہین ہونا چاہئے کہ ایسی جہوٹہی طمع کو چہوڑین اور ایسے باطل خیال اور فاسد قیاس سے درگذرین اسواسطے کہ اصل پیدایش مین کوئی نہ واجب التعظیم ہی نہ لازم التکریم اِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ مقرر ہمنے پیدا کیا انکو اُس چیز سے جسکا حال وے خوب جانتے ہین اور وہ چیز منی کا قطرہ اور نطفہ ہی کہ وُہ آپ ہی ناپاک ہی اور ناپاک جگہہ سے نکلتی ہی اور ناپاک ہی جگہہ مین ٹہر جاتی ہی پہر کہین اگر بدن پر یا کپڑے پر لگ جاتی ہی تو اُس بدن اور کپڑے کا دہونا واجب ہوتا ہی پہر اب سوچنا چاہئے کہ آدمی کہانسے واجب التعظیم اور تکریم ہوا ہان البتہ آدمی کی بزرگی اور بُرائی ایمان اور نیک عملون سے ہی اصل پیدایش سے کچہہ علاقہ نہین لیکن رذالت اصل پیدایش سے بہی ہی اور کفر برائیو نسے بہی پہر اگر ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اصلی رذالت اسکی دور ہوئی اور تعظیم اور تکریم کے سزاوار ہو اور اگر کفر اور گناہونمین گرفتار رہا تو اصلی رذالت اسکی اس نافرمانی کی رذالت سے ملکر دونی ہوگئی تو یے لوگ ہرگز تعظیم اور بزرگی کے قابل نہین ہین اسواسطے کہ دونی رذالت رکہتے ہین بلکہ تعظیم اور تکریم کے سزاوار وے لوگ ہین جو تمہاری صحبت مین دین سیکہنے کو مقرر ہوے ہین اور تم پر آنکو فدا کئین ہوے ہین فَلَاۤ اُقْسِمُ پہر قسم نہین کہاتے ہین ہم اسواسطے کہ قسم کہانیکی اسجگہہ احتیاج نہین ہی حقتعالی کی قدرت کاملہ سب پر ظاہر اور روشن ہی جس فرقہ کو چاہئے بدل کر دوسرا اس سے بہتر اسکی عوض مین پیدا کرے اور اگر تمکو بدون قسم کہانیکے یقین نہین ہوتا تو ہماری قسم بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اپنی ان صفتوکرکے ہی یعنے پروردگار مشرقون اور مغربونکا ہون مین اور یہہ کثرت مشرقون اور مغربونکی اسواسطے ہی کہ ہر ستارہ سورج ہو یا چاند یا دوسرے پانچو ستارے ان سبکی ہر روز ایک نئی مشرق ہوتی ہی سوائے اُس مشرق کے جو سال کے پہلے ہو چکی ہی اُس ستاریکی دوریکے قدر منطقہ معدل سے یا نزدیکی اس ستاریکی اسی منطقہ سے پہر اسیطرح ہر ایک ستاریکی مغرب بہی جدا ہی لیکن تمود مین آفتابکو

نصف سال تک مشرقین اور مغربین جدا جدا معلوم ہوتی ہین اور باقی آدہے سال مین وہی مشرقین و مغربین عود کرتی ہین یعنے پہر پہر آتی ہین اور یہہ ہماری صفت شرافت اور حقارت کے تغیر اور تبدل پر دلیل کافی ہے یعنے بعضونکو اپنی مخلوقات مین سے کسی وقت مین ایسی عظمت اور بزرگی سے سرفراز کرتے ہین ہم کہ انوار کے ظہور کے مشرق ہوجاتے ہین اور پہر دوسرے وقت اُنہین مخلوق کو اس عظمت اور بزرگی سے معزول کرکے دوسرےکو اسی بزرگی سے سرفراز کرتے ہین ہم پھر اسیطرح بعضونکو اپنی مخلوقات مین سے ایسی ذلت سے رسوا کردیتے ہین ہم کہ بالکل سیاہی اور تاریکی اسپر چہا جاتی ہے پہر دوسرےکو اسی رسوائی سے ذلیل کردیتے ہین اور اسی پر اور بہی قیاس کرلینا چاہیئے اور جب یہہ ہماری قدرت عظمت اور حقارت کے تغیر اور تبدل مین برس کے ہر دنمین ظاہر اور کہل گئی تو ثابت ہوا کہ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ مقرر البتہ ہم قادر ہین اسپر کہ بدل کرلے آوین دوسرے فرقے کو جو بہتر ہوین انسے تمہاری صحبت کیواسطے اور تمہاری شاگردی اور نیک راہ سیکہنے اور خلق کی آراستگی اور عملونکے نیک کرنے مین انسے وے بہتر ہون سو وہ فرقہ انصاریونکا تہا وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ اور نہین ہین ہم ایسے کہ کوئی ہمسے بڑہ چلے اور اسقدر تعظیم اور بزرگی کا مستحق ہوجاوے کہ ہماری قدرت اور زور کو لے لیوے اور اسکے حقارت اور اہانت کرنے سے ہماری تعظیم اور تکریم نرہے یا یہہ عزت اور بزرگی ہمسے لیکر دوسرےکو حوالہ کردے اور ہمکو عاجز کردے سو ایسا کوئی نہین ہے تو بس معلوم ہوا کہ یہہ ان سبکا جمع ہوکر تمہارے پاس آنا کچہہ بہشت مین داخل ہونیکی طمع سے نہین ہے اور نہ تعظیم اور بزرگی کرنیکی راہ سے ہے بلکہ انکے تکبر سے ہے جو بڑہ بڑہ کے باتین کرتے ہین اور حقتعالی کی آیتونسے اور اسکے وعدونسے مسخری کرتے ہین فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا پہر چہوڑ دے انکو تاکہ یے باتین بناوین اور کہیلین حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ یہانتک کہ ملاقات کرین اُس اپنے بُرے دنکی جسکا وعدہ دیئے جاتے ہین لیکن اُسدن حقتعالی کیطرف بلانیوالیکو دوسرے طرح سے جواب دینگے یعنے جسطرح اب ہنسی اور مسخری کے ارادے سے تمہارے پاس آتے ہین سو اسدن یہہ بات نہوگی بلکہ نہایت بے چینی اور بیقراری سے اُس بلانیوالے پاس دوڑکر حاضر ہونگے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ جسدن

نکلین گے اکیلے کیلے بدن ننگے سر اور ننگے پاؤن مِنَ الْاَجْدَاثِ قبرونسے سِرَاعًا دوڑتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور کی آواز سنکے کَاَنَّھُمْ اِلٰی نُصُبٍ گویا کہ وے سب کسی بت کی طرف جسکو اس گہر سے نکال کر گہڑا کیا ہے درشن کیواسطے یُوْفِضُوْنَ دوڑ جاتے ہین جلدی سے اس ارادیسے کہ سب سے پہلے ہم ہی درشن کرلین اور چوم چاٹ لین اسکو اور اپنی اس تک پہنچاوین اس آرزوسے کہ اسوقت جو پہنچا سو پہنچا لیکن یہہ بات نہین ہے بلکہ یہہ انکا دوڑنا اور جلدی کرنا نہایت ذلت اور خواری کے ساتہہ ملا ہوا ہوگا اسواسطے کہ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تاریک اور متحیر ہو نیکا ہونگی آنکہین انکی بلکہ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ چہا لیگی سر سے پاؤن تک انکو ذلت اور رسوای ذَالِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ یہہ وہ برا دن انکا ہے جسکا وعدہ دئے جاتے تہے نہ وہ صبر کرنیوالون اور کم حرصونکا دن ہے اسواسطے کہ انکو اسدن نعمت والی بہشتونمین تعظیم اور تکریم سے داخل کرینگے باقی رہے اس مقام پر کتنے سوال جنکا جواب ضرور ہے انمین سے ایک یہہ ہے کہ ان انکو جو سب مخلوقات سے اشرف اور بزرگ ہے جسکو فرشتون نے سجدہ کیا اور تمام روے زمین کا خلیفہ ہے اسطرح کا بے صبر اور حریص کسواسطے پیدا کیا اور اسکی اصل خلقت مین ان دونون مذموم صفتونکو کسواسطے ملا دیا دوسرے حیوانونکو عشر عشیر بہی اسکی نہین ہے یعنے دسوین حصے کا دسوان حصہ یعنے سومین کا ایک حصہ بہی نہین رکہتے کہانا پانی ملنے کیوقت اور مصیبت مین گرفتار ہونے کیوقت جو بیقراری اور بیتابی یہہ کرتا ہے دوسرے حیوانکو کبہی اس قسم کی بیتابی اور بے صبری نہین ہوتی اور اس بات مین نہایت ذلت اور رسوائی اسکی ہے اور اس حرص اور بے صبری کے سبب سے جہان کہین کچہہ طمع اور لالچ دیکہتا ہے اسکا تابع اور غلام بن جاتا ہے اور ہر گرم اور سرد سے اس بیقراری اور بے صبری کے سبب سے خوف کرتا ہے اور ڈرتا ہے سو اگر اسکا خمیر انہی دو چیزونسے کیا ہے اور اسکی اصل خلقت مین یے دونون عیب ملادئے ہین پہر بے صبری اور حرص پر جو اس سے ہو غصہ اور غضب کرنا اور اسکو برا کہنا کسواسطے ہے اسواسطے کہ اسکی اسمین کچہہ تقصیر نہین ہے جبلی اور پیدائشی چیز سے وہ لاچار ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ حرص اور بے صبری کی شدت اور زیادتی جو انسان مین پائی جاتی ہے یہہ حقیقت مین اسکی بہتری کا سبب ہے اسواسطے

حرص اور بے صبری کے ادمی
میں ہونیکی وجہہ کا بیان

کہ ہون

کہ معرفت کی درجونکی ترقی اور حق کی راہ کا چلنا اور جناب احدیت کی درگاہ مین قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کا کوئی وسیلا اور زینہ اُسسے بہتر اسکے واسطے نہین ہی اگر یہہ حرص کی شدت اور بے صبری اسکو نہوتی تو یہہ بہی دوسرے حیوانونکی طرح تہوڑیسی معرفت پر قناعت کرتا اور بڑے بڑے معرفت کے اور قرب کے درجونکا طالب اور خواہان نہوتا اور حال یہہ ہی کہ معرفت کے دریا کا کنارہ ہی نہین ہے اور قرب اور نزدیکی کے مرتبونکی کہین حد اور انتہا ظاہر نہین ہی پہر اگر اسکا شوق اور حرص دمبدم زیادہ نہوتا جائے اور استسقی والے کیطرح پیاس پیاس کرکے نہ پکارے تو یہہ راہ بے نہایت جسکے کہین حد اور کنار یکا پتا بہی معلوم نہین ہی کسطرح کٹ سکے اور یے سب مرتبے قرب اور معرفت کے معطل اور بیکار رہ جاوین اور اگر اپنے مالک اور خالق کی جدائی مین ایکلمحہ صبر کرے اور بے تابی اور بیقراری اور گبہراہٹ نکرے تو اسکی محبت اور عاشقی اور اپنے حال سے بے حال ہوجانا کسطرح ثابت اور ظاہر ہووے

مصرعہ میان عشق وصبوری ہزار فرسنگ است یعنے عشق اور صبر مین نہایت مبائنت اور دوری ہے جمع ہونا محال ہی پہر جب ثابت ہوا کہ آدمی کی شرافت اور بزرگی دوسری مخلوقات پر اسی سبب سے ہی کہ اسکو اپنے خاوند حقیقی کے عشق اور محبت کا مستعد یعنے استعداد والا پیدا کیا ہی اور اُسکی قرب اور نزدیکی کا تلاشی اور ڈہونڈہنیوالا بنایا ہی اور معرفت کے دریا کا جو بے تہاہ ہی غوطہ خور کیا ہے اسیواسطے اسکو یے دونون چیزین یعنے بے صبری اور حرص کی زیادتی دینا ضرور ہوا اسپر غصہ اور غضب کرنا اور اسکی مذمت کرنا اسکی حرص کی زیادتی اور بے صبریکے سبب سے نہین ہی بلکہ اُسپر غصہ اور غضب اسواسطے ہی کہ یہہ اپنی حماقت اور نادانی سے ناپایدار اور فنا ہونیوالی لذتون پر بے قراری کرتا ہی اور جو چیزین چہوڑنے اور ترک کرنیکے لایق ہین اُنپر اپنی حرص کو صرف کرتا ہی غرض کہ بے جگہہ صرف کرنے پر اسکی مذمت اور برائی بیان کئی جاتی ہی جسطرح کوئی شخص اپنی جورو یا لونڈیکو اچہے کپڑے اور زیور پہنا کر آراستہ کرے اپنی خوشی اور دیکہنے کیواسطے اور وہ عورت شرارت اور نا شکری سے اپنے خاوند کا حق تلف کرکے اُس لباس اور زیور کو پہن کر دوسرے یار پاس جاوے اور اپنی زیب وزینت دوسرونکو دیکہلاوے تو وہ عورت سب کے نزدیک بُری اور پہٹکار کے

نکلینگے اکیلے کیلے بدن ننگے سر اور ننگے پاؤن مِنَ الاَجْدَاثِ قبروںسے سِرَاعًا دوڑتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور کی آواز سنکے کَاَنَّہُمْ اِلٰی نُصُبٍ گویا کہ وے سب کسی بت کی طرف جسکو اس گھر سے نکال کر گھبرا کیا ہی درشن کیواسطے یُوْفِضُوْنَ دوڑے جاتے ہین جلدی سے اس ارادے سے کہ سب سے پہلے ہم ہی درشن کرلین اور جوم جاٹ لین اسکو اور اپنی اپنی اس تک پہنچاوین اس آرزو سے کہ اسوقت جو پہنچا سو پہنچا لیکن یہہ بات نہین ہے بلکہ یہہ انکا دوڑنا اور جلدی کرنا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اسواسطے کہ خَاشِعَۃً اَبْصَارُہُمْ تاریک اور متحیر ہو رہی ہونگی آنکھین انکی بلکہ تَرْھَقُہُمْ ذِلَّۃٌ چھا لیگی سر سے پاؤن تک انکو ذلت اور رسوائی ذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ یہہ وہ برا دن انکا ہی جسکا وعدہ دئے جاتے تہے نہ وہ صبر کرنیوالون اور کم حرصونکا دن ہی اسواسطے کہ انکو اُسدن نعمت والی بہشتونمین تعظیم اور تکریم سے داخل کرینگے باقی رہے اس مقام پر کتنے سوال جنکا جواب ضرور ہی اُنمین سے ایک یہہ ہی کہ انسانکو جو سب مخلوقات سے اشرف اور بزرگ ہی جسکو فرشتون نے سجدہ کیا اور تمام روے زمین کا خلیفہ ہی اسطرح کا بے صبر اور حریص کسواسطے پیدا کیا اور اسکی اصل خلقت مین ان دونون مذموم صفتونکو کسواسطے ملا دیا دوسرے حیوانونکو عشر عشیر بہی اسکی نہین ہی یعنے دسوین حصے کا دسوان حصہ یعنے سومین کا ایک حصہ بہی نہین رکہتے کہانا پانی نملنے کیوقت اور مصیبت مین گرفتار ہونے کیوقت جو بیقراری اور بیتابی یہہ کرتا ہے دوسرے حیوانکو کبہی اس قسم کی بیتابی اور بے صبری نہین ہوتی اور اس بات مین نہایت ذلت اور رسوائی اسکی ہی اور اس حرص اور بے صبری کے سبب سے جہان کہین کچہہ طمع اور لالچ دیکہتا ہی اسکا تابع اور غلام بن جاتا ہی اور سرگرم اور سردے اس بیقراری اور بے صبری کے سبب سے خوف کرتا ہی اور ڈرتا ہی سو اگر اسکا خمیر انہی دو چیزونسے کیا ہی اور اسکی اصل خلقت مین یے دونون عیب ملادئے ہین پہر بے صبری اور حرص پر جو اس سے ہو غصہ اور غضب کرنا اور اسکو برا کہنا کسواسطے ہی اسواسطے کہ اسکی اسمین کچہہ تقصیر نہین ہی جبلی اور پیدائشی چیز سے وہ لاچار ہی اسکا جواب یہہ ہی کہ حرص اور بے صبری کی شدت اور زیادتی جو انسانمین پائی جاتی ہی یہہ حقیقت مین اسکی بہتری کا سبب ہے اسواسطے

کہ معرفت کی درجونکی ترقی اور حق کی راہ کا چلنا اور جناب احدیت کی درگاہ مین قرب اور نزدیکی حاصل
کرنے کا کوئی وسیلا اور زینہ اُس سے بہتر اسکے واسطے نہین ہی اگر یہہ حرص کی شدت اور بے صبری
اسکو نہوتی تو یہہ بہی دوسرے حیوانونکی طرح تہوڑیسی معرفت پر قناعت کرتا اور بڑے بڑے معرفت
کے اور قرب کے درجونکا طالب اور خواہان نہوتا اور حال یہہ ہی کہ معرفت کے دریا کا کنارہ ہی نہین ہے
اور قرب اور نزدیکی کے مرتبونکی کہین حد اور انتہا ظاہر نہین ہی پہر اگر اسکا شوق اور حرص دمبدم زیادہ
نہوتا جاوے اور استسقی والے کیطرح پیاس پیاس کرکے نہ پکارے تو یہہ راہ بے نہایت جسکے کہین حد اور
اور کناریکا پتا بہی معلوم نہین ہی کسطرح کٹ سکے اور یے سب مرتبے قرب اور معرفت کے معطل
اور بیکار رہ جاوین اور اگر اپنے مالک اور خالق کی جدائی مین ایکلمحہ صبر کرے اور بے تابی اور بیقراری اور
گبہراہٹ نکرے تو اسکی محبت اور عاشقی اور اپنے حال سے بے حال ہو جانا کسطرح ثابت اور ظاہر ہووے
مصرعہ میان عشق و صبوری ہزار فرسنگ است یعنے عشق اور صبر مین نہایت مباینت اور دوری ہے
جمع ہونا محال ہی پہر جب ثابت ہوا کہ آدمی کی شرافت اور بزرگی دوسری مخلوقات پر اسی سبب سے
ہی کہ اسکو اپنے خاوند حقیقی کے عشق اور محبت کا مستعد یعنے استعداد والا پیدا کیا ہی اور اُسکی قرب
اور نزدیکی کا تلاشی اور ڈہونڈنیوالا بنایا ہی اور معرفت کے دریا کا جو بے تہاہ ہی غوطہ خور کیا ہے
اسیواسطے اسکو یے دونون چیزین یعنے بے صبری اور حرص کی زیادتی دینا ضرور ہوا اسپر غصہ اور غضب
کرنا اور اسکی مذمت کرنا اسکی حرص کی زیادتی اور بے صبری کے سبب سے نہین ہی بلکہ اُسپر غصہ اور غضب
اسواسطے ہی کہ یہہ اپنی حماقت اور نادانی سے ناپایدار اور فنا ہونیوالی لذتون پر بے قراری کرتا
ہی اور جو چیزین چہوڑنے اور ترک کرنیکے لایق ہین اُنپر اپنی حرص کو صرف کرتا ہی غرض کہ یہہ
صرف کرنے پر اسکی مذمت اور برائی بیان کیٔ جاتی ہی جسطرح کوئی شخص اپنی جورو یا لونڈیکو اچہے
کپڑے اور زیور پہنا کر آراستہ کرے اپنی خوشی اور دیکہنے کیواسطے اور وُہ عورت شرارت اور نا
شکری سے اپنے خاوند کا حق تلف کرکے اُس لباس اور زیور کو پہن کر دوسرے یار پاس جاوے
اور اپنی زیب و زینت دوسرونکو دیکہلاوے تو وُہ عورت سب کے نزدیک بُری اور پہٹکار کے

سزاوار ہوگی اللہ تعالی پناہ دیوے ایسی ناشکری سے اور کیا اچھا کہا ہی کسی شاعرنے ؎
اَلصَّبرُ یُحمَدُ فِی مَوَاطِنِ کُلِّهَا اِلَّا عَلَیْکَ فَاِنَّهُ مَذْمُوْمٌ یعنے صبر کرنا بہتر اور سراہا گیا ہے سب جگہہ مین لیکن ایسا کام کرنا جسمین دوسرےکو اپنے اوپر صبر کرنا پڑے سو بے شک بُرا ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی مَنھُوْمَانِ لَا یَشْبَعَانِ طَالِبُ عِلْمٍ وَطَالِبُ دُنْیَا یعنے دو حریص و نکا پیٹ نہین بہرتا ایک علم کے طالب کا اور دوسرا دنیا کے طالب کا اور دوسری حدیث شریف مین بہی آیا ہی کہ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰی هَلَکَتِهِ فِی الْحَقِّ فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ فَهُوَ یَقْضِی بِهَا وَیُعَلِّمُهَا یعنے نہین ہی حسد مگر دو شخصو نمین ایک وُہ شخص جسکو دیا اللہ تعالی نے مال پہر مسلط کیا اسکو یعنے توفیق دی اسکو اُس مال کے خرچ کرنے پر اچہی جگہہ مین پہر وُہ خرچ کرتا ہی اسی مال سے رات اور دن دوسرا وہ شخص جسکو دی اللہ تعالی نے حکمت یعنے دین کا علم پہر وہ حکم کر رہا ہی موافق اس علم کے اور سکہلا رہا ہی لوگون کو ؁

سُورَۂ نُوح عَلَیْهِ السَّلَام

یہہ سورہ مکی ہی اور اسمین اٹھائیس آیتین اور دو سو چوبیس کلمے اور نو سو انتیس حرف ہین اور اس سورتکا نام سورہ نوح اسواسطے رکہا ہے کہ اس سورتمین سوائے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے دوسرا حال مذکور نہین ہی اور تمام قران شریف مین دو سورتین ایسی ہین جنمین ایک ذکر خاص کے سوائے دوسرا مذکور نہین ہے ایک سورہ یوسف علیہ السلام اور دوسری سورہ نوح علیہ السلام سوان دونون سورتونمین سوائے ان دونون پیغمبرون کے ذکر کے دوسرا کوئی حال بیان نہین فرمایا اور اس سورتکو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتہہ بڑی خصوصیت ہی اسواسطے کہ سوائے انکے کلام کے دوسرا کلام اسمین مذکور نہین ہے تو گویا اس سورتکا مضمون بالکل حضرت نوح علیہ السلام کا کلام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اس سورتمین حقتعالی کیطرف خلق اللہ کی دعوت کے قاعدے اور اسکے تین شرطون اور اداب کی رعایت کرنا جو

پیغمبرون اور انکے وارثونکے عمدہ کام ہین خوب اچہی طرح سے بیان کیے گئے ہین اور اس دعوت مین
حضرت نوح علیہ السلام جتنے حقتعالی کیطرف دعوت کرنیوالے اور بلانیوالے گذرے ہین ان سب کے
پیشوا ہین اسواسطے کہ اِنسے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے انکی نبوت تک جہانکے لوگ
دعوت کے محتاج نتہے اور کفر اور شرک مین گرفتار نہوے تہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم اور ہدایت
اور اسیطرح دوسرے پیغمبرونکی رہنمائی لوگونکو کافی تہی جیسے باپ کی تربیت اپنی اولادکو اور قبیلے کے
بزرگونکی نصیحت اپنے چہوٹونکو ہوتی ہی اسواسطے کہ کوئی اپنا مقابل اور طرف نرکہتے تہے تو انکو فقط
نصیحت کافی تہی پہر پہلے رسول حقتعالی کے جنہون نے اُس مالک الملک کا پیغام اسکے بندونکو پہنچایا
اور لوگونکے اعتقاد کے خلاف اُنکو تکلیف دی وے حضرت نوح علیہ السلام ہین اسیواسطے شفاعت
کی حدیث مین اُنکے حقمین فرمایا ہی اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ یعنے پہلے رسول جنکو بہیجا اللہ تعالے
نے سو اس سورتکا مضمون جسمین خلق اللہ کی دعوت کا طریقہ حقتعالی کیطرف بیان ہی پہلے حضرت نوح
علیہ السلام کے علم سے ہی اور یہہ طریقہ جو دوسرونکو پہنچا وہ انہی کی میراث ہی اور اس سورتکا ربط
سورہ معارج سے یون ہی کہ سورہ معارج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل تنگی کے اسباب
مذکور ہین جیسے اپنے قوم کے کافرونکی دعوت کرنا یعنے اللہ تعالی کیطرف بلانا اور اُن کافرونکا
نہایت بے باکی اور جرأت سے سوال کرنا قیامت کے عذابکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی
دعوت کی مشقت اور ایذا پر صبر کا حکم ہونا مذکور ہی اور اس سورتمین اوّل سے آخر تک حضرت نوح علیہ
السلام کی دل تنگی کا حال مذکور ہی باوجود اسباب کے کہ ہزار سال تک کافرونکے ظلم اور ایذائین اٹہائین
لیکن اُن کافرونمین تابعداری اور فرمانبرداری کا اثر بہی نپایا گیا تو گویا اشارۃً یون ارشاد ہوتا ہے
کہ پیغمبرونکو خلق اللہ کی دعوتمین اسطرح کی بردباری اور تحمل چاہئے اور انکی ایذاؤنپر صبر کرنا چاہیے اور
اگر ایک طور سے وے کافر نسمجہین تو دوسری طرح سے سمجہانا چاہئے اور اگر اسطرح سے بہی
نسمجہین تو تیسری طرح سے غرض کہ رنجیدہ اور دل تنگ نچاہیے ہونا اور یہہ بہی ہی کہ اُس سورت مین
مذکور ہی کہ قیامت کا عذاب جو کافرون کیواسطے وعدہ کیا گیا ہی اگرچہ دور معلوم ہوتا ہی

لیکن اسکی دوری کے لحاظ سے ڈرانے اور خوف دلانے مین اس عذاب سے قصور نکیا جاہیے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام نے قصور نکیا اسواسطے کہ طوفان کے عذاب سے خوف دلانیکا حکم انکو ہزار سال پہلے سے ہوا تہا اور حضرت نوح نے اس عذاب سے خوف دلانے مین باوجود دور ہونیکے بہت سی سعی اور کوشش کی تو اب یہہ بات ثابت ہوئی کہ جو چیز آدمیونکے ذہن اور خیال مین دور معلوم ہووے وہ چیز حقتعالی کی قدرت مین بہت نزدیک ہی بس معلوم ہوا کہ یہہ سورت حقتعالی کے اس قول کی کہ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا دلیل اور برہان ہی اور باوجود ایسی دلالت کے ان دونون سورتونکے مضمون بہی آپسمین مناسب واقع ہوے ہین چنانچہ اُس سورتمین فرمایا ہی لَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا اور اس سورتمین ہی فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْصَارًا اور اُس سورتمین تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَأَوْعٰى اور اِس سورت مین وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا اور اُس سورتمین وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ واقع ہی اور اِس سورتمین مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ہی اور اُس سورت کے اول مین مذکور ہی کہ حقتعالی کا عذاب نہایت جرئت سے ایک شخص اپنے خویش اور اقرباکیواسطے مانگتا ہی اور اِس سورتمین مذکور ہی کہ ایک پیغمبر مظلوم محنت و ایذا اُٹہائے ہوے عام مغفرت کی دعا پہلے اور پچہلون کیواسطے کرتا ہی اور کہتا ہی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یعنے دیکہہ فرق دونون راہونمین کہان سے ہی کہان تک اور سوا اسکے بہت وجہین مناسبت کی ہین فکر اور غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہین اور حضرت نوح علیہ السلام اولو العزم پیغمبرونمین سے ہین اور حضرت آدم علیہ السلام جو ابو البشر ہین دسوین درجے مین انکا ظہور ہوا انکے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیانمین آٹہہ واسطے پائے جاتے ہین اسطور سے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے باپکا نام لمک تہا بڑے نیک بخت موحد تہے لوگونکو توحید کی تعلیم کیا کرتے تہے انکے باپکا نام متوشلح تہا حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے ایسے تیز ذہن تہے کہ دس برس کی عمر مین جتنے آسمانی صحیفے جو حضرت ادریس اور حضرت شیث اور حضرت آدم علیہم السلام پر نازل ہوے تہے وے سب یاد کر لئے تہے اور بعد حضرت ادریس علیہ السلام کے بہی انکے خلیفہ

ہو شے تہے اور بنی آدم کے کامومین اورانکی بہتری مین بہت کوشش اورسعی کیا کرتے تہے اور بہت کثیر الاولاد تہے اور انکے باپ حضرت ادریس علیہ السلام تہے جنکا اصل نام اخنوخ تہا اور بڑے مشہور پیغمبرونمین سے ہین کئی جگہہ قران شریف مین بہی انکا ذکر آیا ہی اور ریاضی اورطبعی اپنے علمونکو یونان والے حکما انہی کیطرف نسبت کرتے ہین اور لکہنا اورسینا بہی آدم مین پہلے انہی سے نکلا ہی انکے باپ کا نام یرد تہا جو قابیل کی اولاد کے ساتہہ ہمیشہ لڑائی اور جہاد کیا کرتے تہے اور حضرت آدم کی ریاست یعنے گدی پر بہی تہے انکے باپ کا نام مہلائیل تہا آدمیونکو علیحدہ علیحدہ شہرونمین پہلے انہی نے بسایا اور بابل شہر آباد کرکے آپ مع اپنے خویش اور اقربا وہان رہے اورشہر سوس بہی انہی کا بنا کیا ہوا ہی انکے باپ کا نام قینان تہا یہہ بہی بڑے نیک بخت اپنے ابا اور اجداد کے طور پر تہے انکے باپ کا نام انوش تہا حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد مین یے سب سے افضل تہے اورحضرت آدم علیہ السلام اوراپنے دادا کی برابر دفن ہین انکے باپ کا نام شیث علیہ السلام تہا جو حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین اور خلیفہ تہے اور بڑے عظیم القدر پیغمبرونمین سے ہین پچاس صحیفے انپر نازل ہوے تہے اور یونانکے حکما حکمت الہی کو انہی سے نقل کرتے ہین اور یے عبادت اور ریاضت مین بہت مشغول رہتے تہے یہان تک آٹہہ واسطے ہوے اوران آٹہونمین کوئی کافر نتہا سب مسلمان اور نیک بخت تہے ہان حضرت ادریس علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی آدم مین بت پرستی شروع ہوی اورسبب اسکا یہہ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے سب اولیاء اللہ اور نیک بخت تہے اور ہرایک نے اپنی عبادت کیواسطے ایک مسجد بناکر اسمین آپ بہی عبادت کیا کرتے اور لوگونکو بہی مسجد مین حاضر ہونے اور حقتعالی کے ذکر اور بندگی مین مشغول رہنے کی نصیحت کیا کرتے تہے چنانچہ بہت لوگ وہان حاضر رہتے اور انکی تعلیم کے بموجب نہایت ذوق اورشوق سے عبادت کیا کرتے اور انکی صحبت اورحضوری کی برکت سے عبادت مین نہایت لذت انکو حاصل ہوتی جب حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد نے اس عالم سے انتقال کیا تب لوگونکو نہایت رنج اور ملال انکی مفارقت سے حاصل ہوا اور آپسمین اکثر اسی بات کا ذکر رہتا کہ جو مزا عبادت کا ان بزرگونکی صحبت مین ہمکو حاصل ہوتا تہا اب وہ بات پائی نہین جاتی ابلیس مردود کہ انکا دشمن جانی ہی اسوقت کو غنیمت جانکر ایک بڈہے بزرگ کی شکل بنکر

در بیان بت پرستی بنی آدم ... حضرت ادریس علیہ السلام ...

عمامہ سر پر باندھ کر اور فریب کا عصا ہاتھہ مین لیکر جس مجلس مین یے سب لوگ بیٹھے یہی ذکر کر رہے تھے آنکر
موجود ہوا اور کہا کہ تمہارے رنج کے دفع ہونیکی ایک تدبیر مین تمہین بتلاتا ہون کہ وہی لذت عبادت مین
تمکو پھر حاصل ہوا کرے اور وہ تدبیر یہہ ہے کہ ان بزرگونکی شکلین پتھر سے تراشو اور ان بزرگون کے
کپڑے اُن تصویرونکو پہنا کر مسجد کی محراب مین اپنے سامنے کھڑا کر دو اور یہہ سمجھہ لو کہ یے ہمکو دیکھتے
مین بموجب اس قول کے کہ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ یعنے اللہ تعالی کے ولی مرتے نہین ہین اگر
یہہ تدبیر کروگے تو پھر تمکو وہی لذت جو انکے سامنے عبادت مین ملتی تھی ملا کریگی ان لوگونکو یہہ تدبیر بہت
پسند آئی اور تصویرونکو بنا کر مسجد مین رکھا اور آپسمین اسطرح ٹھہرالیا کہ عبادت اور نماز سے فراغت
ہونیکے بعد جو مسجد سے باہر جاوے اُن تصویرونکے ہاتھہ اور پانوٴنکو بوسہ دیکر باہر جاوے تاکہ اس
شخص کی حاضری جماعت مین ان بزرگونکی روحونکے نزدیک ثابت ہوجاوے تاکہ یے بزرگ حقتعالے
کی درگاہ مین اسبات کی گواہی دین کہ یہہ شخص ہمارے سامنے جماعت کے ساتھہ تیری عبادتمین مشغول
تھا اور ہماری شفاعت کرین ہوتے ہوتے اس امر نے ایسا رواج پایا کہ عبادت اور ذکر بالکل موقوف
ہوگیا بس اُن تصویرونکا ہاتھہ پانوٴنکا چومنا فقط رہ گیا کہ جو شخص مسجد مین آتا ان تصویرونکے دست بوس
اور قدمبوس ہوکے چلا جاتا پھر تھوڑے دنونکے بعد قدمبوسی کی عوض خاک بوسی اور سجدہ شروع
ہوگیا بلکہ اور سب موقوف ہوکر یہی رواج پایا حضرت نوح علیہ السلام کے باپ لوگونکو اس بُرے
کام سے بہت منع کیا کرتے تھے لیکن لوگ انکی بات نہین سنتے تھے اسی اپنے کام کو اچھا جانکر
کیا کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی نے رسول کرکے ان لوگونکے سمجھانیکو
بھیجا اور ساڑھے نوسو برس حضرت نوح علیہ السلام نے ان لوگونکو سمجھایا کہ ان بتونکی عبادت کو چھوڑو
و حقتعالی کو وحدہ لاشریک جانکر اسکی عبادتمین مشغول ہو لیکن اُن لوگون نے ہرگز آپ کی بات کو نمانا
ور اس ساڑھے نوسو برس سمجھانے سے اَسّی آدمی اُنپر ایمان لائے اور اُس بت پرستی کو چھوڑا دوسرے
تمام روے زمین کے آدمیون نے باوجود اتنی مدت سمجھانیکے کسی نے انکا کہا نہ سنا اور اتنی مدت دراز مین
کوئی جگہہ ایسی باقی نرہی جہان انکی دعوت نہ پہنچی لیکن سب نے انکار کیا اور ہرگز قبول نکیا آخر حضرت کو حق

علیہ السلام

علیہ السلام انکے ایمان لانے سے مایوس ہوکے انپر بددعا کی حقتعالی نے انکی بددعا سے انپر طوفان بہیجا اور سبکو ڈبو دیا اور طوفان کے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی کا حکم ہوا تہا کہ اپنے واسطے اور اپنے گہر والون اور مسلمانون کیواسطے ایک کشتی بناؤ اور سب جانورون چرندا ور پرندمین سے ایک ایک جوڑا لیکر اسمین بند رکہو جسوقت تنور سے پانی اُبلے اسوقت کشتی مین سوار ہونا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس حکم کے موافق کشتی تیار کر کے کہانا اور پانی اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا اس کشتی مین رکہکر منتظر طوفان کے بیٹہے جو مین پانی تنور سے اُبل آیا اور اپنے اہلبیت کو کہ تین بیٹے اور انکی بی بیان اور لونڈیان اور غلام اور اسّی آدمی دوسرے جو مسلمان ہوے تہے ان سبکو لیکر اس کشتی مین سوار ہوے اور اس کشتی کے اوپر ایک سرپوش رکہا تاکہ آسمان سے بارش کا پانی کشتی مین نہ آوے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی اور ایک بیٹا جسکا نام کنعان تہا انکا ایمان نہ لائے تہے یے دونون کشتی مین نہ بیٹہے کافرونکے ساتہ غرق ہوے اور حضرت نوح علیہ السلام چہہ مہینے کشتی مین رہے تہے دسوین رجب کو سوار ہوے تہے اور دسوین محرم کو عاشورہ کے دن اُترے اور طوفان کا پانی زمین سے اُبلتا تہا اور آسمان سے بہی برستا تہا چالیس دن تک پانی کی زیادتی اور طغیانی رہی چالیس دن کے بعد جوش موقوف ہوا اور آہستہ آہستہ پانی گہٹنا شروع ہوا چہہ مہینے کے بعد زمین نمودار ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام اور انکے ساتہ والے کشتی سے اُترے اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مین بڑا اختلاف ہے مشہور یہہ ہے کہ ایک ہزار چار سو برس کی عمر تہی اور قران شریف سے اتنا بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ ہزار برس سے زیادہ عمر تہی اسواسطے کہ سورہ عنکبوت مین حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بعد نبی ہونیکے پہلے طوفانسے ساڑہے نوسو برس دعوت کی اور کم سے کم چالیس برس کی عمر ہوگی جب آپ رسالت کی خلعت سے سرفراز ہوے تہے اور بعد طوفان کے بہی بہت دنون دنیا مین آپ رہے چنانچہ اسکا ذکر سورہ ہود مین ہے اب یہانپر اس سورتکی تفسیر کے شروع سے پہلے دو مقدمونکو جان لینا ضرور ہے تاکہ اس سورتکے معنے بہت اسانی سے بوجہہ مین آجاوین پہلا مقدمہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی کسی اپنے بندے خاص کو مقبول بارگاہ اپنی کا کر کے اپنا پیغام پہنچانے کو خلق کیطرف بہیجتا ہے تو اس بندے کو لازم

کہ ان لوگونکے عقیدے اور عمل اور خلق اور باطنی حالونکو خوب غور اور تامل سے دریافت کرے اور انکے
اصل مرض کو پہچانے اور اس اصل مرض کے مٹانے اور دور کرنے کو سب امرا ور نہی پر مقدم جانے پہر اسکے
بعد انکی طبیعت کی خواہشون اور انکی مقرری حاجتون اور احوالونمین اپنی نظر کو دوڑا وے اور انکو اس چیز
سے جس سے بالطبع یا بحسب مقرری حاجتون اپنی کے ڈرتے ہون خوف دلا وے اور جس چیز کو
بالطبع یا موافق مقرری حاجتون اپنی کے خواہش کرتے ہون اسکا اُمیدوار کرے اور جسطرح پہلے انکی عقلی
قوت کی اور نفسانی تگگون کی اصلاح منظور رکہی تہی اسیطرح اسکام مین انکی وہمیہ قوت کی اصلاح
اُمیدوار کرنے اور خوف دلانے سے منظور رکہے اسواسطے کہ روح انسانی کی مملکت مین عقل وزیر ہے
اور صاحب الامرا ور مختار کا اور حاکم اس مملکت کا وہم ہی اور جب یہ دونون یعنے عقل اور وہم تابعدار
ہوگئے تو دوسرے جتنے ارکان اور تابع اور لشکر اس سلطنت کے ہین خود بخود فرمانبردار ہوجاوینگے
اور ایک حالت عجیب حاصل ہوگی بموجب اس مصرعہ کے سے از دوست یک اشارہ واز مابسر دویدن
یعنے پہر انکا احوال اس مصرعہ کے مضمون کے موافق ہوجائیگا کہ معشوق کیطرف سے ایک اشارہ اور
عاشق کیطرف سے اسکو سر اور آنکہہ سے بجالانا لیکن ان دونون کامونکو قاصد اور ہرکارے کے
طور سے انکو پہنچاوے بموجب مضمون اس شعر کے کہ سے دادیم ترا گنج مقصود نشان ما مختار
تو ئی خواہ رسی یا نرسی ما یعنے مقصود کے خزانہ کا پتہ تمکو بتادیا اب آگے وہان پہنچو یا نہ پہنچو تم مختار ہو
بلکہ باپ سا شفیق اور طبیب سا ناصح ہو کے انکی بیماری کی سختی سے دل تنگ اور رنجیدہ ہوا اور طرح طرح
کی تدبیرین اسکے دفع کیواسطے کرے اگر ایک طرح سے نسمجہین تو دوسری طرح سے سمجہاوے
جہان تک انکی استعداد کا پیمانہ گنجایش رکہتا ہو اور جب انکی استعداد کا بطلان خوب طرح سے
معلوم کرے تب انکے نیست اور نابود کر دینے کی فکر کرے جسطرح حیوانکے جسم مین اگر کوئی عضو
سٹر جاتا ہی یا اسمین زہرباد ہوجاتا ہی تو اُس عضو کو کاٹ ڈالتے ہین تاکہ دوسرے اعضا کو خراب
نکرے اسیطرح انکے وجود کو جانے کہ اگر باقی رہینگے تو دوسرونکو خراب کرینگے پہر اگر جہاد اور
قتال کا اسکو حکم ہو تو لشکر اور دوسرے اسباب لڑائی کے جمع کرنے مین کوشش کرے اور اگر جہاد کرنیکا

اسکو حکم نہو تو انکے واسطے درگاہ الہی مین بد دعا کرکے انکے وجود کو اس عالم سے محو کر دے
اور مٹا دے تاکہ انکا فساد اور برائی دوسرونمین نہ اثر کرے اور دوسرا مقدمہ یہہ ہی کہ حضرت
نوح علیہ السلام کی قوم کو اصل مرض یہہ تہا کہ حقتعالی کی نزدیکی اور اپنی حاجتونمین اولیاء اللہ کی روحون
سے جو مظہر کامل ہین استعانت اور مدد چاہتے تہے اور تنزیہ کے مرتبے سے تقرب حاصل کرنا اوسی
مرتبے سے مدد چاہنا ہرگز انکے ذہنون اور خیالونمین نہین آتا تہا یہانتک نوبت پہنچی تہی کہ دنیا کی
محبت اور اوسکی خواہش انکے دلون مین چھاگئی اور روحیت کے مرتبے کو نہو چنے کے سبب سے
ان بزرگونکی روحین بہی انکی نظرونسے غایب ہوگئین تہین اور خبیث شیطانی روحون نے انکی عوض مین
انکے سامنے ہوکر اپنی طرف انکو کہینچا تہا اور جہوٹہے شعبدونمین انکو اپنا فریفتہ کر لیا تہا بس نام تو
اولیا کا رہگیا تہا اور حقیقت مین وے سب شیطانی روحین تہین اور یہی حال ہی بشریت کا جبلی اور
پیدایشی کہ جہان نیچے کیطرف جہکا اور معرفت کے عروج سے باز رہا تو بیچ مین بہی نہین ٹہرتا بلکہ
ادنے سے ادنے مرتبے مین جا گرتا ہی ہان اگر عبادت اور تقرب مین انکی نظر اولیاء اللہ کی روحون
کے اصل مرتبے کیطرف متوجہ ہوتی تو ان روحون کیطرف سے بہی کچھہ کچھہ ہدایت اور ارشاد سے
مستفید ہوتے اور کبہی کبہی خواب مین یا دوسرے معاملونمین انکو اللہ کیطرف متوجہ ہونے کی راہ
بتا دیتے اور شرک مین صراحۃً پہنسنے سے باز رکہتین سو یہہ تو کچھہ نہوا بلکہ انکی وہمیہ قوت عمر کی
درازگی اور ہمیشگی اور مال اور اولاد کی کثرت اور عمارتونکی عمدگی اور باغ اور کہیتونکی زیادتی کو بہت دوست
رکہنے لگی اور انہی چیزونکی محبت انکے دلونمین بس گئی تہی تو ان لوگونکو یون سمجہانا ضرور ہوا کہ جتنے
تمہاری خواہش کی چیزین ہین وے سب حقتعالی کے اختیار مین ہین زمین اور آسمان چاند اور سورج جو تمہاری
خواہش کی چیزونکے اسباب ہین ان سبکو حقتعالی نے پیدا کیا ہی سو اگر تم اللہ تعالی کیطرف رجوع
کروگے تو جتنے تمہارے مطلب ہین سب حاصل ہونگے اور اگر کہین تم اس سے پہرے اور اسکا حکم نمانا تو
خرابی مین پروگے اور کچھہ بہی تمکو حاصل نہوگا پہر جب حقتعالی کا قادر اور مختار ہونا ہر چیز پر انکے دلونمین
خوب طور سے جم جاتا اور اسکی وحدانیت کا یقین حاصل ہوتا تو پہر آہستہ آہستہ انکو ترقی کیطرف

رغبت دلاتے اور یون سمجہاتے کہ دنیا فانی ہے اور اسکی جتنی چیزین ہین سب نیست و نابود ہونے والی
ہین باقی رہنے والی وہی ذات پاک ہے سو تمکو چاہئے کہ اپنی ہمت کو بلند کرو اور وے چیزین جو عقبی مین
کام آوین اور اس مالک الملک کی رضامندیکا سبب پڑین حاصل کرو اور حضرت نوح علیہ السلام کا
مطلب یہہ تہا کہ شاید اس تدبیر سے وے لوگ راہ پر آجاوین لیکن جب دعوت کی مدت ہزار سال کے
قریب پہنچی اور اس عرصے مین کتنے قرن اور کتنے زمانے گذر گئے اور لوگونکے احوالونمین بہی تغیر اور تبدل
پایا گیا اور قسم قسم کی استعداد والے پیدا ہوے اور گذر گئے لیکن محنت انکی سب بیفائدہ ہوئی اور
کسی نے انکی بات نہ سنی اور کوئی راہ پر نہ آیا مگر چند لوگ گنتی کے پہر جب حضرت نوح علیہ السلام کو انکی
صلاحیت سے بالکل مایوسی حاصل ہوئی آخر لاچار ہوکر پوری بد دعا انکے واسطے کی یعنے یون عرض
کیا کہ یا الہی اب انمین ایک کو بہی باقی نرکہہ حقتعالی نے آپکی دعا قبول کی اور سارے جہانکو غارت
کیا اب یہانپر جاننا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتہہ بڑی زبردست مناسبت ہے کئی وجہونسے جو دوسرے پیغمبرونکو آپکے ساتہہ نہین ہے اسواسطے
اس سورتکو دعوت کے قاعدونکی تعلیم اور رنج اور مشقت پر صبر کرنے کی تلقین کیواسطے آپ پر نازل فرمایا
اور سورہ معارج مین جو حکم ہوا تہا کہ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا سو اسکے بعد اس سورتمین حضرت نوح علیہ السلام
کے قصہ کو نظیر اور تمثیل کیطور پر بیان فرمایا ہے یعنے تمکو ایسا صبر کرنا چاہئے جیسا نوح نے کیا تہا اور مناسبت
کی وجہونمین سے پہلی وجہہ یہہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا عذاب جو وعدہ دیا گیا تہا انکے
ڈرانے اور خوف دلانیکے وقت سے بہت دوری رکہتا تہا یعنے کچہہ کم ہزار برس کا فاصلہ درمیان تہا غرض
اسیطرح عذاب موعود ہمارے رسول مقبول کی امت کا بہی بہت دوری رکہتا ہے چنانچہ قیامت کے
دن ہوویگا بخلاف دوسرے پیغمبرونکی قوم کے عذاب کے کہ دنیا ہی مین تہوڑے تہوڑے فاصلہ سے آیا
اور انکی قوم کو ہلاک کیا چنانچہ فرعون حضرت موسی علیہ السلام کی بد دعا کرنے سے چالیس برس کے بعد
غرق ہوا اور اسیطرح دوسرے کافر تہوڑی تہوڑی مدت مین دنیا کے عذاب سے ہلاک ہوے
اور یہہ امت مرحومہ دنیا کے عذاب سے محفوظ ہے اس امت کے کافرون کا عذاب بالکل قیامت کے دن

حوالہ ہوا ہی اس امت کے کافرون پر قتل کرنے اور زندہ پکڑکے لونڈی غلام بنانے سے کبھی کبھی دنیا مین بہی تنبیہ اور تادیب ہوتی رہتی ہی اور بس دوسری وجہہ یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کرنے کی مدت ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے دعوت کی مدت کے برابر ہی اتنا فرق ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اتنی مدت تک خود زندہ رہ کے اپنی ذات سے اس دعوت کو مخلوقات الہی تک پہنچایا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چند دنون اپنی ذات مبارک سے دعوت فرماکے اپنے نائبونکو اپنا قایم مقام چہوڑکے عالم بقا کو تشریف فرما ہوے اور ان نائبونکے سبب سے ہزار سال تک یہہ امر دعوت کا پورا قایم رہا ہزار سال کے بعد ہندوستان مین کئی شخص جہوٹہے دینونکے مدعی ظاہر ہوے جیسے نانک والے اور داؤد پنتہی اور خفتان نمودی اور ان کافرون نے اپنی اپنی دعودت شروع کی اسوقت سے اس دین صحیح کی دعوت کا تو حُد درہم برہم ہوگیا اور پہر اسکے بعد تمام جہان مین بہت جہوٹہے دین کے مدعی پیدا ہوے اور اپنی اپنی دعوتین شروع کین اب یہہ اختلاف بدون ظہور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نہین جاتا انشا اللہ تعالی آپکے زمانے فیض نشان مین توحد اور تفرد اس دعوت حقہ کا نئے سر سے تازگی قبول کریگا تمام عالم مین ایک دین اسلام کا ہوگا اور منکرونپر دوسری مرتبے الزام حجت کو تجدید کرین گے یعنے حقانیت اس دین متین کی سب پر ثابت ہوجائیگی تاکہ عذاب موعود مین گرفتار ہونے کا مستحق اور قابل اپنی تئین معلوم کرلین اور اپنی قسم کے تمام ہونیکے بہی مستعد ہووین اور تیسری وجہہ مناسبت کی یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت عام تہی تمام مخلوق کو شامل تہی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی نبوت عام ہے سبکو شامل اتنا فرق ہی کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین مین آپکے بعثت جسطرح آپکے زمانے والونکی طرف تہی اسیطرح قیامت تک جو آدمی اور جنات پیدا ہوتے جاوین گے اُن سب پر آپکے بعثت ثابت ہی بخلاف حضرت نوح علیہ السلام کے کہ انکی بعثت انکے زمانے والونپر جو اسوقت دنیا مین موجود تہے تہی یہہ نہتا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو پیدا ہونگے انپر بہی وہی نبی رہین گے اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین حدیث وارد ہی کہ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً

اس حدیث کی یہی معنے ہین اسواسطے کہ حضرت نوح علیہ السلام کیوقت مین جو اس زمانے مین موجود تہے
سب آپ کی قوم تہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیونکی رسالت سے مخصوص ہین اپنے
زمانے سے قیامت تک جو پیدا ہووین اور اس بات مین بہید یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کیوقت
مین جتنے دنیا مین لوگ تہے سب شرک مین گرفتار تہے اور جو عذاب کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا
سے حقتعالی نے بہیجنے کا وعدہ کیا تہا وُہ عذاب بہی عام تہا اور سب جہان والونکو شامل تہا اگر حضرت
نوح علیہ السلام کو تمام جہان والونکی طرف رسول کرکے نہ بہیجتے اور اُنکی عمر اتنی بڑی نکرتے تاکہ اتنی مدت
مین تمام روے زمین پر اُنکی دعوت تہوڑی تہوڑی پہنچ جاوے تو خاص کے گناہ پر بلا کی عام کی لازم ہوتی
اور یہہ عدل اور حکمت کے قاعدے کے خلاف ہی اسیطرح سے اس امت کے کافرونپر جو عذاب کہ مقرر اور
موعود ہوا ہی وُہ بہی عام ہی یعنے تمام عالم کی خرابی کو متضمن ہی اگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو
بہی قیامت تک جو پیدا ہوتے جاوینگے اُن سبکی طرف رسول کرکے نہ بہیجتے تو یہان بہی وہی بلای
عام کی خاص کے گناہ پر لازم آتی اور یہہ بات حکمت اور عدل کے قاعدے کے خلاف تہی چوتہی وجہہ مناسبت
کی یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت اور انکی دعوت قیامت وُسطی کے متصل ہوئی جسکا نام طوفان
تہا کہ دنیا مین کسی چیز کو باقی نرکہا اور اسیطرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دعوت قیامت
کُبری سے اتصال رکہتی ہی بخلاف دوسرے پیغمبرونکے کہ انمین یہہ بات نہین پائی جاتی تہی اور یہہ مناسبت
بہی تیسری مناسبت کی ایک شاخ ہی پانچوین مناسبت یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو بعد طوفان کے
بڑی شان عظیم حاصل ہوئی تہی یعنی حقتعالی کی نزدیکی کا وسیلہ سواے اُنکی ذات مبارک کے کوئی نتہا اور
حقتعالی کی عبادت اور اُسکی معرفت کا حق ادا کرنیوالا سواے انکی امت اور انکے تابعدارونکے کوئی دوسرا
نتہا تو اس صورت مین بہت بڑا رتبہ انکی ذات مین منحصر ہوا تہا اور عجب طرح کی تفرد اور یکائی اس کارخانے مین انکے
نصیب ہوئی تہی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ہونیکے وقت سے یہہ مرتبہ حاصل تہا اسواسطے
کہ آپکے نبی ہونیکے بعد جتنے دین تہے سب منسوخ ہوگئے اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنیکے لایق نرہے اور اُن
دینونکی عبادت اور معرفت کے طریقے سب باطل اور بے اصل ہوگئے اور اب حضرت عیسی علیہ السلام کے

نازل ہونیکے بعد یہہ تفرد اور یکتائی ظاہری اور باطنی حقیقی اور حکمی آپ کی ذات مبارک مین جلوہ گر ہوگی اسطور
پر کہ کوئی دین سوائے اس دین اسلام کے عالم مین باقی نرہے گا اور اسی دین مین توجہہ الی اللہ کی شان
منحصر ہوگی اور کوئی مدعی کسی باطل دین کا نرہے گا حاصل کلام کا یہہ ہی کہ انہی مناسبتونکے سبب سے سورہ
نوح کو جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ اور انکا خوف دلانا طوفان کے عذاب سے اور سبکے واسطے بد دعا
کرنیکے بیانمین ہی بعد سورہ معارج کے لائے ہین کہ اسمین بہی اس امت کے عذاب موعود کے سوال کرنیکا اور عذاب
کے جلدی کرنیکی ممانعت اور صبر کرنے کا حکم بیان ہی واللہ عالم بالصواب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّآ بے شک ہم اُس مرتبے سے جو جامع ہی درمیان جلال اور جمال کے نکالنے کیواسطے جلال کی پوشیدگیسے
جمال کے انوار کیطرف اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا بہیجا ہمنے نوح علیہ السلام کو جو ان دونون شانون کا جامع تہا
اور جلال کی تاریکیونمین پہنسے ہوونکو جمال کی روشنیونکی طرف نکال لانیکی کیفیتون پر خبردار تہا اپنا ایلچی
اور رسول کرکے اِلٰى قَوۡمِهٖۤ اسکی قوم کیطرف اسواسطے کہ ہم قوم ہونیکے سبب سے وہ انکے احوالون پر
واقف بہی بہت ہوگا تاکہ اس واقفیت کے سبب سے جسطور سے کہ مناسب ہو جیسے ان لوگونکو جلال کی
تاریکیونسے نکالکر جمال کے نور سے منور کرے اور ہر ایک کو اسکی استعداد اور بوجہہ کے موافق اس
تاریکی کے انجام سے خوف دلاوے اور ڈراوے اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَكَ اسلئے کہ خوف دلا اور ڈرا اپنی قوم
کو اسواسطے کہ قومیت مین شریک ہونیکے سبب سے تمہاری شفقت اور خیر خواہی اپنے حق مین یقین جانتے
ہین تو تمہارے ڈرانے سے بہی خوف کہاوینگے مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ پہلے اسکے کہ آوے
ان پاس عذاب دکہہ دینے والا جو اپنے پروردگار کی محجوبیت کا سبب ہی قَالَ يٰقَوۡمِ بیسے ہمارے
حکم کے بہیجنے کے ساتہہ ہی نوح نے فرمانبرداری اُس حکم کی کی اور کہا اپنے قوم سے کہ ای میرے قوم
ہم قوم ہونا ہمارا اور تمہارا اسی بات کو چاہتا ہی کہ جس سے ہم ڈرتے ہین تم بہی اس سے ڈرتے رہو اور
جو تمہاری نصیحت اور بہتری کی بات ہم کہتے ہین اُسکو قبول کرلو اسواسطے کہ ہماری سچائی تمکو خوب

معلوم ہی کہ ہم جہوٹہہ نہین بولتے ہین اِنِّی لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ بے شک مین تمہارے واسطے ڈرانیوالا ہون
صاف کہنے والا کہ اگر تم اپنے جہوٹہے معبودونکی عبادت کے پردہ مین پہنسے رہوگے تو بڑے عذاب مین گرفتار ہوگے
سو تمکو چاہیئے کہ جلدی اپنی تئین اس پردیسے نکال کے سچے معبود کی طرف جو تمہارا پروردگار ہی متوجہ ہو جاؤ
اور اس پردیسے نکلنا کچہہ بہت مشکل بات نہین ہی بلکہ بہت آسان طور ہی اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ یہہ کہ
عبادت کرو خدا کی اسواسطے کہ یہہ تمکو اس پردیسے چہڑا دیگی اور اسکی برکت سے تمہارا توجہہ حقتعالی کیطرف
صاف ہو جائیگا اور اُسکے جمال کی روشنیونسے تم منور رہوگے سو حقتعالی کی عبادت اس تمہاری بیماری
کے کہونے مین کافی ہی لیکن پرہیز شرط ہی پرہیز کو اپنے اوپر لازم پکڑو وَاتَّقُوْہُ اور ڈرو اُس سے
غیر کی عبادت کرنے سے اس اعتقاد سے کہ وے غیر اسکی صفتونکے کامل مَظہر ہین اسواسطے کہ جو مخلوق
ہی وُہ حقتعالی کے کمال کے درجے سے ناقص ہی اگرچہ مظہر کامل ہو پس اس صورت مین اُسکے کمال
مین نقصان کا اعتقاد کرنا تمکو لازم ہوتا ہی اور ایسا اعتقاد حقتعالی کے بڑے غضب کا سبب پڑیگا زیادہ تر
اس غضب سے جو اُسکی بالکل عبادت کے چہوڑ دینے پر اور اسکے حکمونکے بجا نلانے پر تم امید رکہتے ہو
اور اگر تمکو عبادت خالص اور تقوی کا طریقہ اپنی عقل سے معلوم نہو سکے تو اِن دونون چیزونکی تفصیل مجہسے
سنو وَاَطِیْعُوْنِ اور تابعداری کرو میری اُس چیز مین جو اللہ تعالی کے حکم مین تمکو پہنچاون تاکہ عبادت مین
بہی تمسے خطا اور چوک نہونے پاوے اور گناہ سے بہی بچے رہو اور اگر اللہ تعالی کی عبادت تمکو پرہیزگاری سے
ہواکرو گے اور دل اور جان سے میری تابعداری قبول کروگے تو اسوقت تمہاری پہلی تاریکی کے
نت رہنا شروع ہو جائینگے اسواسطے کہ اللہ تعالی یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ بخش دیگا تمہارے واسطے
بعضے گناہون تمہارے کو جو تمہاری پوشیدگی کے اُس جناب پاک سے سبب پڑے ہین اور جب گناہ دور
ہووے تو اسسے دوری اور حجاب بہی اُٹہہ جانا ضروری ہوا اور وُہ گناہ عبادت اور تقوی کو ترک کرنا
اور حقتعالی کے حکمونکی نافرمانی کرنا ہی جو آگے تمسے ہو چکے ہین نہ وے گناہ جو مخلوق کے حقوقسے متعلق ہین
نہ وے گناہ جو اسلام مین داخل ہونیکے بعد کروگے پس یہان پر مِن کی لفظ تبعیض کواسطے ہی
اور یہہ آیت مِن کی زیادتی ثابت کرنے کی دلیل نہین ہو سکتی ہی جسطرح کوفے کے نحویون نے کہا ہی کہ یہہ

اسلام لانا تمہارا سبب پڑیگا اُن گناہونکی پکڑ کی درگذر کا جو اسلام لانیکے بعد تمسے ہونگے یا بندونکے حقوق سے متعلق ہونگے اسواسطے کہ حقتعالی تمکو اسلام کی برکت سے دنیا کی پکڑ سے محفوظ رکھیگا وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اور تاخیر کریگا تمہاری پکڑ کو اللہ تعالی ایک مدت تک جو اُسنے مقرر کر دی ہی ہر شخص کی پیدایش کیوقت دم کے شمار سے یا برسون اور مہینون اور دنون اور گہڑیون کا نام رکہہ دیا ہی اور اس مہلت اور ڈہیل مین تمہارے واسطے فایدہ یہہ ہی کہ اس گناہ سے توبہ کرلو اور حق والونکو اپنے سے راضی کرلو پس سوچو کہ اسلام لانا بالکل تمہاری امن اور چین کا سبب ہی ان چیزونسے جو حقتعالی کے غضب کی مقتضی ہین اور یہہ جو ہمنے کہا کہ ایک مدت مقرر تک تمسے مواخذہ نہوگا تو اس سبب سے کہ اس مدت مقرری مین تاخیر نہین ہونیوالی ہی اسواسطے کہ وہ مدت اللہ تعالی کے علم مین معین ہی اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ بے شک وہ مدت جو علم الہی مین معین ہی ہر شخص کے مرنے کیواسطے اِذَا جَآءَ جب آتی ہی جسطور سے کہ مقرر اور مقدر کی گئی ہی لَا یُؤَخَّرُ ہرگز درنگی نہین کی جاتی اور اگر اسمین کچہہ بہی تغیر اور تبدل ہو تو علم الہی مین نقصان پایا جاوے اور اگر یہہ کہو کہ ہر شخص کا ہم مین سے مرنے کا وقت حق تعالی کے علم مین معین ہے جسطرح اُسوقت مین تاخیر نہین ہونیوالی اسیطرح تقدیم بہی نہین ہوسکتی ہی پہر ہمکو کفر کرنے اور گناہ مین مبتلا ہونے سے کیون خوف دلاتے ہو اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سبب سے اُسوقت معین کے پہلے ہم ہلاک ہونیوالے نہین ہین اور اسیطرح اسلام لانے اور فرمانبردار ہونیکے سبب سے بہی اُسوقت کے بعد زندہ نرہینگے تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ حقتعالی کے علم مین جو مدت تمہاری موت کیواسطے معین ہوئی ہی اگرچہ اسمین تاخیر نہین ہوسکتی ہی لیکن تقدیم ہوسکتی ہی اسطور پر کہ ایک مدت معلق ہو تمہارے کفر اور گناہ پر اور دوسری مدت معلق ہو تمہارے اسلام اور بندگی پر یعنے اگر کفر کروگے تو دس برس زندہ رہوگے اور ایک بلا مین مبتلا ہو کر ہلاک ہوگے اور اگر اسلام لاؤگے تو اس بلا سے بچوگے اور بیس برس زندہ رہوگے اور تم کفر اور گناہ کئے جاتے ہو تو اب اجل اللہ مقدم ہوسکتی ہی یعنے بیس برس کو نہ پہنچوگے بلکہ دس برس مین ہلاک ہوگے اسواسطے کہ اجل اللہ اُس مدت کا نام ہی جسکے وجود کی شرطین علم الہی مین معلوم ہین کہ فلانے وقت واقع ہونگی اور دوسری اجل اس مدت کا نام ہی کہ جسکی شرطین علم الہی مین معلوم الوقوع نہین ہین سو یہہ ہوسکتا ہے

کہ معلق کی دونون طرفون سے ایک طرف کی شرطین واقع ہووین اور وہی طرف اجل اللہ ہوجاوے اور
دوسری طرف پر مقدم ہوجاوے اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ دوسری طرف کی شرطین واقع ہووین
اور وہ طرف اجل اللہ ہوجاوے اور اس پہلی طرف پر مقدم ہوجاوے اور یہہ ہرگز نہین ہوسکتا ہے
کہ ایک طرف معین کی شرطین پائی جاوین اور وہ طرف نہ پائی جاوے بلکہ دوسری طرف پائی جاوے
اسواسطے کہ اسمین اجل اللہ کی تاخیر بوجہی جاتی ہے اور یہہ ممکن نہین ہے سو ہر شخص کی موت کی مدت مثلاً
حقتعالی کے نزدیک معین ہے اسواسطے کہ اگر اُسکی اجل مبرم اور یقینی ہے تو ٹل نہین سکتی کسیطرح پر
اور اگر معلق ہے تو اسکی دونون طرفون سے ایک طرف کا پایا جانا حقتعالی کے علم مین بالیقین معلوم ہے
تو ان دونون صورتونمین تعیین لازم آئی اور یہہ مدت معین کسیطرح تغیر اور تاخیر قبول نہین کرتی اسواسطے
کہ علم الہی کا خلاف ہرگز متصور نہین ہے اور اگر اسمین تاخیر پائی جاوے تو علم الہی کا خلاف لازم آتا ہے
یعنے اللہ تعالی کو اسکا وقوع جسوقت معلوم تہا اُسوقت اسکا وقوع نہوا سو یہہ بات ہرگز ہو نہین سکتی اور
تقدیم کی صورت یہہ ہے کہ اسطرف کے وقوع کی شرطین پائی جاوین اور دوسریطرف کے وقوع کی شرطون
مین توقف ہووے پس اس بیانسے معلوم ہوا کہ اجل اللہ مقدم ہوسکتی ہے لیکن موخر نہین ہوسکتی
پہر جو آدمیونکو اسکی خبر نہین ہے کہ ان دونون طرفونکے احتمالونسے کون پایا جاویگا تو انپر لازم ہوا کہ
جو طرف بہتر ہے اُسکی شرطونکے حاصل کرنے مین کوشش اور سعی کرین اور بُری طرف کی شرطون کے
حاصل کرنے سے پرہیز کرین اور بچے رہین اسیواسطے کفر اور گناہ کو حرام کردیا ہے اور ایمان اور بندگی کو
واجب کیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حقمین حقتعالی کا حکم یعنے قضاء معلق اسطور پر جاری
ہوا تہا کہ اگر یے لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری کرینگے اور انپر ایمان لاوینگے اور عمل
نیک کرینگے تو ہر ایک اپنی عمر طبعی کو پہنچیگا اور اپنی اپنی موت پر مریگا اور اگر یے لوگ انکا کہا نمانینگے
اور انکی رسالت کی انکار کرینگے اور اس سبب سے حضرت نوح علیہ السلام انپر بددعا کرینگے تو انکی دعا
قبول کرکے ان سبکو ایک ہی مرتبے طوفان مین ہلاک کرڈالینگے اور علم الہی مین یہہ آخر کی بات یعنے
سبکا ایک مرتبے ہلاک ہوجانا اجل اللہ تہا اسیواسطے اُسکی شرطین پائی گئین اور اس اجل نے ان اجلونمین

جو علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی موت کیواسطے مقدر نہین تقدیم پاتی سوانکے حقمین اجل کی تاخیر کا وعدہ جو ایمان
لانے اور عبادت اور تقوی اور اطاعت کی شرط پر تہا صادق ہوا لیکن شرط کے فوت ہونے سے مشروط
بہی فوت ہوگیا یعنی جو ایمان نہ لائے تو اجل کی تاخیر بہی نہوی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ دنیا مین تمام اسباب
کا کارخانہ اسی احتمال اور معین نہونے پر بنا کیا گیا ہی اسیواسطے اجلونکا علم جسمین تعین معلوم ہوجاوے
کسیکو نہین دیا گیا مگر بعضے کاموں مین بعضے شخصونکو عنایت ہوتا ہی تاکہ اسبابونکا مسببونکے ساتہہ مربوط
ہونا درہم برہم نہوجاوے باقی رہا یہان پر ایک سوال جو بعضے ظاہرمین کرتے ہین اسکا حاصل یہہ ہی کہ
جو اجل مبرم ہی اسمین نہ تقدیم پائی جاتی ہی نہ تاخیر اور جو اجل معلق ہی اسمین جسطرح تقدیم ہوسکتی ہی اسیطرح
تاخیر بہی ہوسکتی ہی اسواسطے کہ صحیح حدیث مین آیا ہی کہ جب حقتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو انکے
اولاد دکہلائی تو انمین حضرت داود علیہ السلام انکو بہت اچہے معلوم ہوے پوچہا کہ انکی عمر کتنی ہے
حقتعالی نے فرمایا کہ انکی عمر ساٹہہ برس کی ہی پہر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر سے چالیس برس انکو دئے
اور حضرت داود علیہ السلام نے سو برس کی عمر پائی تو اس سے معلوم ہوا کہ اجل اللہ تعلیق کے سبب سے
جسطرح تقدیم قبول کرتی ہی تاخیر بہی قبول کرتی ہی اس سوال کے جواب مین لوگ ایسا کہتے ہین کہ اس آیت مین
اجل اللہ مین تاخیر نہ پائے جانیکو اذا جاء کی لفظ سے مقید کیا ہی اور اجل اللہ کے آنیکے بعد تقدیم کسیطرح ممکن
نہین ہی لیکن تاخیر ممکن ہے اسیواسطے یہان پر تقدیم کی نفی نہین فرمائی فقط تاخیر کی نفی پر اکتفا کیا ہی لیکن یہہ
نہین بوجہتے کہ اس صورت مین ان اجل اللہ کے جملہ کو سابق کے کلام سے کچہہ ربط اور میل نرہے گا بلکہ اگر یہ
معنے کہے جاوین تو جسواسطے یہہ کلام لایا گیا ہی وہ غرض حاصل نہوا اسواسطے کہ اس جملہ کے ذکر کرنے سے
غرض یہہ ہی کہ اگر کفر کو نچہوڑ دوگے اور حقتعالی کے حکم کی فرمانبرداری نکروگے تو تمکو جلدی ہلاک
کر ڈالینگے اور تمہاری عمر مقدر کی مدت تک جو ہر ایک کے مقدر مین علیحدہ علیحدہ تقرر ہوئی ہی تمکو
رہنے ندینگے اور اگر ایمان لاؤگے اور فرمانبرداری کروگے تو تم سبکو ایک ہی مرتبے طوفانمین نہ ہلاک
کرینگے بلکہ ہر واحد کو اسکی اجل مقدر تک پہنچاوینگے اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی روح کو قبض کرینگے
یہہ اسواسطے کہ جو اجل معین ہی حقتعالی کے نزدیک وہ تاخیر کے قابل نہین ہی اور جو اجل کی تعین علم

ف اجل مبرم اور اجل معلق اور اجل مسمی کا بیان

الٰہی مین اسکی شرطونکے واقع ہونے کے تابع ہی تو چاہیے کہ مرغوب اجل کی شرطونکے حاصل کرنے مین
بہت سعی اور کوشش کرو سو حقیقت مین جواب اس شبہہ کا یہہ ہی کہ حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام
کے قصہ مین اجل اللہ سو سال تہی نہ ساٹہہ اسواسطے کہ اجل اللہ اُس تعلیق کیطرف کا نام ہی جسکی شرطین
پائی جاوین اور معلق کے دونون طرفونکو اجل اللہ کہنا مجاز کیطور پر ہے اسواسطے کہ دونون طرفونمین سے
ایکطرف اجل اللہ ضروری ہی بس یہہ معلوم ہوا کہ اجل اللہ کی تاخیر کسی طرح ممکن نہین ہی ہان تقدیم اسکی
ہو سکتی ہی لیکن اُسی طور پر جو مذکور ہوا یعنے تعلیق کی دو نو طرفونمین سے ایک کو ایسی چیز کے ساتہہ معلق
کرنا جو پائی نجاوے اور دوسری طرف کو اس کی ضد کے ساتہہ معلق کرنا پہر جب وہ چیز پائی نجائیگی تو ضد
اسکی ضرور پائی جاویگی بس یہی دوسری طرف ثابت ہوگی اور وہی اجل اللہ ہی جو علم الٰہی مین واقع ہونیوالی
تہی اور اسمین جو فرق ہی اسکی کُنہہ یہہ ہی کہ واقع چیز کا موخر ہونا غیر واقع سے معقول نہین ہے یعنے عقل مین نہین
آتا اور واقع کا مقدم غیر واقع پر معقول اور ثابت ہی اور اجل اللہ دونوان طرفونمین سے واقع کیطرف متعلق
ہوتی ہی اسکی دوسری طرف غیر واقع ہوتی ہی اور اگر کسیکو اسجگہہ شبہہ گذرے کہ اجل معلق کی تاخیر حدیث
نبویمین بہت سی آئی ہی چنانچہ بِرّ والدین کے مقدمہ مین آپ نے فرمایا ہی کہ لَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ
یعنی نہین زیادہ کرتی عمر کو کوئی چیز مگر نکوئی کرنا خصوصًا ماباپ کے ساتہہ اور اپنے خویش اور اقربا کے ساتہہ
صلہ رحمی اور نیک سلوک کرنے کے مقدمے مین آپ نے فرمایا ہی کہ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ
وَیُنْسَأَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ یعنے جو شخص کہ چاہے کشادگی کی جاوے اُسکی رزق مین اور تاخیر
کی جاوے اسکے پیچہے یعنی اسکی اولاد اور نسل بہت دنون تک رہے تو چاہئے کہ صلہ رحمی کو اپنا شیوہ کرے
اور اپنے خویش اور اقربا سے سلوک کرے اور دُعاء کے باب مین آیا ہی کہ اِنَّ الدُّعَاءَ وَالْبَلَاءَ
لَیَعْتَلِجَانِ وَلَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ یعنے قضاء الٰہی کو کوئی چیز دور نہین کرتی مگر دُعا سو حدیث
مین اجل کی تقدیم کا کہین ذکر نہین ہی اور حال یہہ ہی کہ اس تقریر کے بموجب تقدیم ہو سکتی ہی تاخیر ممکن نہین ہے
بلکہ متصور بہی نہین ہی سو جواب اُسکا یہہ ہی کہ تاخیر کا متصور نہونا اس تقریر مین اجل اللہ کے ساتہہ مخصوص ہے
اور اجل اللہ تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف ہی جو علم الٰہی مین معین ہی اور حدیثونمین جو تاخیر

آئی ہی وُہ بہی اسی تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف ہی لیکن بے تعیین علم بشری کی نسبت سے
اب اس صورتمین کچہہ آپسمین منافات نرہی لیکن تقدیم کو جو حدیثونمین ذکر نہین کیا اسکی وجہہ یہہ ہی کہ آدمی
اکثر موت مین تاخیر چاہتا ہی نہ تقدیم پس اس صورت مین جو عمل تاخیر کے سبب پڑتے ہین اُنکا بتانا ضرور
ہوا جسطرح دُعا کی قبولیت اور مطلب کا جلد حاصل ہونا کہ یے چیزین آدمی کی مرغوب اور خواہش کی ہین اور
انمین جلدی چاہتا ہی اسواسطے اسمین تقدیم بہی آئی ہی اسیطرح وے چیزین جنمین خوف دلانا منظور ہے
جیسے بغاوت اور ماباپ کی نافرمانی اور زنا کی کثرت سو اسمین موت کی تقدیم اور عمر کی کوتاہی سے
بہی ڈرادیا ہی سو علم بشری کی نسبت سے اجل معلق مین تعلیق کی دونون طرفونمین سے ایکطرف کی تاخیر کو
جایز رکہا ہی جسطرح تقدیم بلاشبہہ جایز اور درست ہی اور حقتعالی نے اس علم مین اسباب اور مسببات
کے کارخانے کو اسیطور سے مبہم اور محتمل رکہا ہی اگر یہہ ابہام درمیان مین نہوتا اور تعلیق کی دونون
طرفونمین سے ایک طرف کا یقین ہوجاتا تو سعی اور کوشش کا کارخانہ بالکل برہم درہم ہوجاتا سو
کلام الہی اس سورتمین اجل اللہ کی تاخیر کو نفی کرتا ہی اسواسطے کہ وہی طرف واقع ہونوالی ہی نہ یہہ کہ
دونون طرفونمین سے ایک طرف مبہم کو نفی کرتا ہو اور ظاہر بینون کے طور پر جو تقدیم اور تاخیر مین فرق
نہین کرتے یون کہہ سکتے ہین کہ اس سورتمین اجل اللہ کی تاخیر کی نفی اسکے آجانے کے بعد فرمائی ہی اور
حدیثونمین جو تاخیر کا جواز پایا جاتا ہی وُہ آنیکے قبل ہی نہ بعد آجانیکے تو اب آیت اور حدیث کے مضمون
مین کچہہ منافات باقی نرہے لیکن بعضی ضعیف حدیثونمین آیا ہی کہ رَاَیتُ رَجُلاً اَتَاہُ مَلَکُ المَوتِ
لِیَقبِضَ رُوحَہُ فَجَآءَ ہُ بِرُّہُ بِوَالِدَیہِ فَنَزَعَہُ مِن یَدِہٖ یعنے دیکہا مین نے ایک شخص کو کہ آیا اسکے
پاس ملک الموت تاکہ قبض کرے اسکی روح پہر آیا اس پاس بر اسکا یعنے وُہ نیکی جو ماباپ کی فرمانبرداری سے
اُسکو حاصل ہوی تہی اور چہین لیا اس روح کو ہاتہہ سے ملک الموت کے سو اس صورتمین اجل اللہ کی
تاخیر آنے کے بعد بہی ثابت ہوتی ہی البتہ اگر یون کہا جاوے کہ ملک الموت کا آنا اجل اللہ کے آنے کو
لازم نہین ہی تو ہوسکتا ہی لیکن یہہ بات عقل سے دور رکہتی ہی پس تحقیق یہی بات ہی کہ تعلیق کی دونون
طرفونمین سے اجل اللہ اُسطرف کا نام ہی جو ہونیوالی ہی اور سب مناسب شرطونکو جامع ہی اور تمام

ح

موانع اور مخالف کو مانع اور اکثر مفسرون نے اس آیت کے معنے اسطور سے کہے ہین کہ یُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی
اَجَلٍ مُّسَمًّی سے اجل مُبْرَم جو یقینی ہی وُہ مراد ہی اور اجل اللہ سے بہی وہی مراد ہی اور اِس اجل
مبرم مین جسطرح تاخیر نہین پائی جاتی تقدیم بہی نہین پائی جاتی ہی لیکن تاخیر کی نفی پر اسواسطے اکتفا کیا ہے
کہ یہہ مقام اسی باتکو چاہتا ہی کہ تاخیر کی نفی سے ڈرا دیا جاے نہ تقدیم کی نفی سے کہ یہہ مطلب کا عکس ہے
اور تحقیق بات یہہ ہی کہ اجل کی تین قسمین ہین ایک مبرم اور محتوم یعنے یقین کی گئی ہی کہ اسمین تردد اور
شبہہ ہرگز گنجایش نہین رکہتا ہی اور تقدیم اور تاخیر بہی اسمین متصوّر نہین ہی اسواسطے کہ تقدیم اور تاخیر
دو احتمال کو چاہتی ہی اور اجل معلق کی دونون طرفونمین سے ایک طرف واقع ہونیوالی ہوتی ہے
سو یہہ وُہ طرف ہوتی ہی جسکے وجود کی شرطونکا مجتمع ہونا اور اسکے موانعات کا دفع ہونا علم الہی مین
ثابت ہو چکا ہی اور یہہ طرف مقدم ہوتی ہی دوسری طرف پر جو واقع ہونیوالی نہین ہی اور تاخیر کو
ہرگز قبول نہین کرتی جسطور سے کہ اوپر گذر چکا ہی اور یہہ دوسری قسم ہی اور یے دونون قسمین اجل اللہ
ہین اور تیسری قسم اجل معلق کی دوسری طرف ہی جو غیر واقع ہی اور اسکے وجود کی شرطونکا مجتمع ہونا
اور اسکے موانعات کا دفع ہونا علم الہی مین ثابت نہین ہوا ہی سو اِس قسم مین تقدیم اور تاخیر دونون ہو سکتے
ہین اور اس قسم کو وہمی اور احتمالی کہتے ہین اور معنے آیت کے یون بہی ہو سکتے ہین کہ اگر تم لوگ ہماری
فرمانبرداری اور بندگی اور پرہیزگاری کروگے تو تمکو حقتعالی دنیا کی پکڑ سے نجات بخشیگا اور عمر بہر
تمکو کسی عذاب اور بلا مین جیسے قحط اور وباء عام مین گرفتار نکریگا اور اگر میری فرمانبرداری اور بندگی اور
پرہیزگاری نکروگے تو تم سب ان بلاؤنمین گرفتار ہوگے لیکن وُہ موت جو مقرّری ہی وہ کسیطرح سے
دفع نہونے والی نہین ہی پیغمبرونکی اطاعت اور فرمانبرداری اور پرہیزگاریکی بڑی تاثیر یہی ہی کہ دُنیا کی
بلاونسے بچ جانا نہ یہہ کہ موت دفع ہو جاوے اسواسطے کہ اجل اللہ مین تاخیر نہین پائی جاتی اور کسی
چیز سے اسمین تاخیر نہین ہو سکتی لیکن جب یے معنے ہونگے تو پہر وہی سوال وارد ہوگا کہ بعضی صحیح
حدیثونمین نیک عمل کے سبب سے موت مین بہی تاخیر ثابت ہوتی ہی سو بدون اس بات کے کہ اجل
کی دو قسمین کیجاوین ایک وہمی اور تعلیقی اور دوسری اجل اللہ اور تحقیقی کسیطرح گذارہ نہین ہی اور

کوئی بات بن نہین پڑتی غرض کہ حاصل اس سب تقریر کا یہہ ہی کہ حقتعالی کے علم مین جو مدت ہر شخص کی موت
کیواسطے مقدر اور مقرر کی گئی ہی اسمین کسیطرح سے تاخیر نہین پائی جاتی لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ کبہی تم
جانتے اسبا تکو کہ ہر شخص کو موت کا مزا چکہنا اپنے وقت مقرر پر ضروری ہی اور اگر تم کہوگے کہ ہم منکر
موت کے نہین ہین تو ہم کہتے ہین کہ تمہاری حرص اور محبت دنیا کے کامون پر اس مرتبے کو پہنچی ہی کہ گویا
تم اپنی موت کے آنے سے اپنے وقت پر منکر ہو اور ہر وقت تم اُنہی چیزونکی تلاش اور کوشش مین رہتے
ہو جس سے موت دفع ہو جاوے اور وعدہ ٹل جاوے اور عمر بڑہ جاوے اگر اسبا تکا تمکو یقین کامل
ہوتا کہ اُس وعدہ مین کمتی بڑہتی ہونیوالی نہین ہی تو اس بیہودہ کام کے پیچہے نپڑتے اسجگہہ پر حقتعالی نے
مختصر بیان فرمایا تمامی اس قصہ کی یون ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حقتعالی کا حکم اپنی قوم کو پہنچایا اور
عذاب الہی سے خوف دلایا اور انکی قوم نے انکو جہٹلایا اور انکی بات کو نہ مانا یہانتک کہ صدہا برس
اسیطور پر گذرے اور لوگونکی کتنی پشتین گذر گئین جو شخص اُس قوم مین مرنیکے قریب ہوتا تہا اپنی اولاد
کو نصیحت کر جاتا تہا کہ خبردار اس شخص سے یعنے حضرت نوح علیہ السلام سے بچے رہنا اور ہرگز اسکی بات
مت سننا اور اپنے باپ دادون کے طریقہ کو مت چہوڑنا اسواسطے کہ یہہ بڈہا دیوانہ ہو گیا ہی واہی تباہی
بکا کرتا ہی ہماری عمرین گذر گئین کہ ہمکو جہوٹہے وعدونسے ڈرایا کیا اور کبہی اسکا وعدہ سچا نہین ہوا غرض
اسقدر آپکی ذلت اور حقارت کے درپے رہتے تہے کہ چہوٹے چہوٹے اپنے لڑکونکو آپکے پیچہے لگا دیا کرتے تہے
تاکہ ہنسی اور مسخری آپکی کرین اور آپ کو پتہر مارین اور جب حضرت نوح علیہ السلام نصیحت مین کچہہ کڑی
کرتے اور عذاب الہی سے زیادہ خوف دلاتے تو وے بدبخت آپکو اسقدر مارتے کہ آپکے بدن اور چہرے سے
خون بہنے لگتا لیکن حضرت نوح علیہ السلام کو حقتعالی نے اسقدر حلم اور بردباری عطا کی تہی کہ باوجود اُس
ظلم اور تعدی ان بدبختون کے آپ ہمیشہ جناب الہی مین یہی دعا کیا کرتے تہے کہ اس میری قوم کو
بخشدے کہ یے مجہکو نبی جانکر یہہ نہین کرتے ہین اور تیرے پیغمبر کے ساتہہ اپنے گمان مین بے ادبی نہین
کرتے ہین بلکہ یے لوگ جاہل ہین اپنی نادانی سے ایسی حرکتین کرتے ہین انتہی اور اس قصہ کو اسجگہہ پر
اسواسطے بیان نفرمایا کہ اسی سورتمین حضرت نوح علیہ السلام کے عرض احوال مین یہی مضمون بالکل مذکور ہے

سوائے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی حکایت کیطور پر بہی قصہ نقل فرمایا ہے اگر یہان بہی یہہ قصہ مذکور ہوتا
تو تکرار بیفائدہ لازم ہوتی اور یہہ بہی اشارہ کرنا منظور ہے کہ حضرات پیغمبر علیہم السلام حکم الٰہی کی فرمانبرداری
مین ہرگز قصور نہین کرتے سو انہون نے بہی حکم الٰہی کے پہنچانے مین اور عذاب الٰہی سے خوف دلانے مین
انتہادرجے کی کوشش کی ہوگی کچہہ ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے ہمارا فرمانا انکے واسطے کافی ہے
اسبات کے بوجہہ لینے مین کہ یے لوگ ہمارے حکم کو قرار واقعی بجا لاتے ہین حاصل کلام کا یہہ ہے
کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جو نصیحت کا حق تہا اسکو ادا کیا اور سمجہانے اور خوف دلانے کا کوئی
مرتبہ باقی نرکہا آخر کو تہکے اور اپنی قوم کے ایمان لانے اور فرمانبردار ہونے سے مایوس ہوے
اور اس خوف سے کہ دعوت کے مرتبو نمین انکے قصور پر حمل نکیا جاوے عرض حال کے تقریب سے
قَالَ رَبِّ کہا حضرت نوح علیہ السلام نے ای میرے پروردگار اِنِّیْ بے شک مین نے تیرے حکم
کی فرمانبرداری مین اور اپنی قوم کو نصیحت کرنے مین حتی المقدور قصور نہین کیا اور آدمی کی طاقت
بہر انکے سمجہانے مین کوشش کی اسواسطے کہ دَعَوْتُ قَوْمِیْ بلایا مین نے اپنی قوم کو بندگی اور
پرہیزگاری اور فرمانبرداری اپنی کیطرف جہپ کر چپکے چپکے کانو نمین سمجہا کر تاکہ انکو اپنے پہلے گناہون جو
غیر کی عبادت کرنے سے اور تیری عبادت نکرنے سے جو شرمندگی انکو حاصل ہوئی ہی اسکے
سبب سے آپسمین ایک دوسرے کے سامنے فضیحت اور رسوا نہو وین اسیواسطے نصیحت کرنیکے وقتونمین
مقدم رکہا مین نے لَیْلًا رات کو اسواسطے کہ پوشیدہ بات رات کو کہنا چاہئے اگرچہ رات سمجہانے
اور ڈرانے کا وقت نہین ہے اور رات ہی کے سمجہانے پر کفایت نہین کی مین نے بلکہ وَّنَهَارًا
اور دنکو بہی سمجہاتا رہا مین اسواسطے کہ تنہائی کے وقت دنکو بہی بہت ہوتے ہین سو باوجود اسبات کے
کہ دن اور رات ہمیشہ چہپے چہپے انکو سمجہایا مین نے لیکن انکو کچہہ اثر نکیا بلکہ انکو اور بہی عبادت اور پرہیزگاری
کے نام سے نفرت ہوگئی فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا پہر زیادہ نکیا بلانے میرے نے انکو
تیری طرف مگر اور بہاگنے کو تیری طرف سے اور جسقدر مین نے انکو تیری طرف بلایا اُتنا اور تیری
راہ سے پیچہے ہٹتے گئے یہانتک نوبت پونہچی کہ میری بات سُننے سے اور میری صورت دیکہنے سے

انکو نفرت ہوگئی وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُہُمْ اور بیشک مین نے جسوقت بلایا انکو عبادت اور تقو
اور اپنی فرمانبرداری کی طرف سوا اپنے نفع کیواسطے نہین تاکہ انپر کچہہ مجہکو حکومت حاصل ہو اور مجہکو
اس نصیحت کرنے کی عوض مین اُنسے کچہہ ملے بلکہ انہی کے خاص نفع کیواسطے یعنی لِتَغْفِرَ لَہُمْ تاکہ بخش
دے تون اُنکے پچہلے گناہ اور اس سبب سے تیری رحمت کی لیاقت پیدا کرین اور تیرے قہر اور غضب سے
نجات پاوین جَعَلُوْٓا اَصَابِعَہُمْ فِیْٓ اٰذَانِہِمْ کرلین انگلیان اپنی اپنے کانونمین تاکہ میری نصیحت کی
آواز بہی انکے کانونمین نہ پہنچے وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ اور لپیٹے اپنے کپڑے اپنے اوپر تاکہ میری صورت
نہ دیکہین اور آواز بہی میری نہ سنین اور ایسا نہو کہ ہاتہہ کے ہلنے کیوقت کہین انگلی ڈہیلی ہو جاوے اور کوئی
بات میری انکے کانون پر جاوے اور باوجود ایسی نفرت کے کبہی اُن گناہونکو جنمین گرفتار تہے چہوڑ دیتے
تو کیا اچہی بات ہوتی کہ غضب اور قہر الہی تو تہوڑا اُنسے کم ہو جاتا لیکن اُنہون نے اسکا اُلٹا کیا اور
برائیونمین اور بہی زیادتی کی وَاَصَرُّوْا اور اصرار اور ہٹ کی اُنہون نے گناہونپر وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا
اور تکبر کیا انہون نے میری فرمانبرداری سے انتہا درجیکا تکبر کرنا اور یے لوگ یہہ سمجہے کہ مین اپنا حکم انپر
چلایا چاہتا ہون اور انکی ریاست لیا چاہتا ہون اور اس حیلے سے انکو اپنا تابع کیا چاہتا ہون تاکہ اُنسے
کچہہ مجہکو فائدہ دنیاوی حاصل ہووے اور یون سمجہے کہ یہہ جو چہپے چہپے ہمکو سمجہاتا ہی اسکا مطلب یہہ
کہ اس اپنی پوچ اور جہوٹہی بات کو علیحدہ علیحدہ ہر ایک کو سمجہا کے اپنا فریفتہ کرلے اور اپنے جالمین پہانسلے
اور اپنی بات ہر ایک کے دلمین بٹہاوے اسی سبب سے سب کے سامنے کہل کے کہہ نہین سکتا ہی تاکہ ہم
سب ملکے اسکی پوچ بات سے خبردار نہو جاوین اور سب کے سب مجمع مین اسکو الزام نہ دے دیوین سو
معلوم ہوا کہ یہہ شخص فریبی دغاباز ہی ہرگز خیرخواہ نہین ہی پہر جب مجہکو انکا مطلب معلوم ہوا کہ
میرے پوشیدہ سمجہانے سے یے لوگ بدگمان ہوتے ہین اور مجہسے زیادہ بہاگتے ہین تب نصیحت
کرنیکا دوسرا طور اختیار کیا مین نے ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُہُمْ جِہَارًا پہر بلایا مین نے انکو تیری عبادت کی
طرف برملا اور کہلے ہر ایک انکے مجمع اور مجلسونمین اور انکو کہلا کہلا الزام دیا مین نے اور اثبات کو
ثابت کیا مین نے کہ غیر اللہ کی عبادت دنیا مین حجاب کا اور عقبی مین عذاب کا سبب ہوگی اور حقتعالی

عبادت جمال کے انوار حاصل ہونیکا اور اسکی مہربانی کا سبب پڑیگی تاکہ انکی بدگمانی دفع ہوجاوے لیکن دیکھا مین نے کہ اس کہلی نصیحت نے ایک دوسری بدگمانی انکے دلونمین پیدا کی یعنی وے یہہ سمجھے کہ ہمنے اسکے پوشیدہ کہنے کو جو نمانا تو اسکی عوض مین ہمکو سب کے سامنے الزام دیتا ہی اور ہماری خفت اور فضیحتی چاہتا ہی چنانچہ عرب مین یہہ مثل مشہور ہے کہ اَلنُّصْحُ بَيْنَ الْمَلَاِ تَقْرِيْعٌ یعنے نصیحت کرنا سب کے سامنے رنج اور قلق مین ڈالنا ہی اور اس مرے کہلے نصیحت کرنیکو اپنی خیر خواہی نجانی آخر لاچار ہوکے نصیحت کرنیکا تیسرا طریقہ اختیار کیا مین نے ثُمَّ اِنِّيْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا پہر تحقیق ظاہر کی مین نے انپر دعوت اور ثابت کیا اسکو عقلی دلیلون اور قطعی حجتون سے اور پوشیدہ بہی کی مین نے انکو دعوت اور اسکو کشفی دلیلون اور وجدانی حجتونسے ثابت کیا لیکن ایک قسم کی پوشیدگی سے یعنے عقلی دلیلونکے ذیل مین کشفی دلیلونکو بہی بیان کردیا اور فقط کشف پر اکتفا کیا مین نے اسواسطے ایسا نہو کہ اسکے سچ جاننے مین انکو تامل ہووے اسواسطے حقتعالی نے اسررت کے بعد اس مصدر کو جو نوع پر دلالت کرتا ہی ذکر فرمایا اور اعلنت لہم اعلانا نفرمایا اسواسطے کہ یہان ہرطرح سے اعلان اور ظہور پایا جاتا ہی اور وہان ایک وجہہ سے پوشیدگی پائی جاتی ہی نہ دوسری وجہہ سے سو ظاہر اور پوشیدہ دونون طور سے سمجہایا مین نے تاکہ دونون بدگمانیان انکی دفع ہوجاوین یعنی ظاہر کیا نکی بدگمانی پوشیدہ سے اور پوشیدہ بیان کرنیکی بدگمانی ظاہر کے بیانسے دور ہوجاوے لیکن دیکھا مین نے کہ تینون طریق سے دعوت کرنے مین کچہہ فائدہ نہوا اور خطابی اور عقلی اور کشفی تینون قسم کی دلیلونکے بیان کرنے سے کچہہ حاصل نہوا اور انکے ظاہری احوال کو دیکھا مین نے کہ اس کفر اور گناہونکی شامت سے چالیس برس ہوئے کہ قحط مین مبتلا ہین کہیتیان اور باڑیان اور مال اور اسباب اور جانور انکے سب خراب اور ہلاک ہوئے ہین اور عورتین انکی بانجہ ہوگئین اور اولاد ہونا بند ہوگیا ہی اور چشمے اور نہرین انکی سب خشک ہوگئین ہین تو اسوقت مین یہہ سوچا مین کہ اب یے لوگ اس بلا مین گرفتار ہین اور جان سے تنگ ہین ایسے وقت مین اس دنیاوی نعمتونکا لالچ دلاکے انکو راہ پر لایا چاہئے شاید اس دنیاوی نفع کو دیکھکر میرا کہنا قبول کرلین اور راہ پر آجاوین پہر جب اس طریقہ کی بہتری اور خوبی انپر کہل جاویگی تو اسوقت انکی

بنت

نیت بہی خالص ہوجاویگی اور اپنے مطلب کو پہنچ جاوینگے اسبابکو اپنے دلمین سوچ کر دوسرا
ڈہنگ ڈالا اور دعوت اور سمجہانے کا طریقہ دوسرے طور سے شروع کیا مین نے فَقُلْتُ
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ پہر کہا مین نے کہ بخشش طلب کرو اپنے گناہونکی اپنے پروردگار سے اگر تمسے
اسکی عبادت اور پرہیزگاری جیسی چاہئے سب شرطونکی رعایت سے نہین ہوسکتی اسواسطے
اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا بے شک وہ تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا گناہونکا ہی اور اگر سب گناہ اور
برائیان تمہاری نہ بخشیگا تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ یہہ جو تم اپنے گناہون کے وبال سے اس بلامین گرفتار
ہو سو اس دنیا کی بلاؤنسے تو نجات پاؤگے یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا بہیجیگا بدلی
کو تم پر برستی ہوئی نہ اسطور کی جیسے خشک بدلی اب قحط کے دنونمین آتی ہی اور تمکو جہوٹہی طمع دلاکے
اور حسرت اور افسوس مین گرفتار کرتی ہی وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ اور مدد کریگا تمہارے مالونکی بہتات
سے یعنی کہیتون اور چراگاہون اور جانورون اور انکی نسل اور دودہ اور گہی کی پیدایش کی زیادتی
سے وَّبَنِیْنَ اور مددگاری کریگا بیٹونسے یعنے ان رطوبتونسے جو حیض کے استحالہ کیواسطے مستعد
ہووین اور اب تمہاری عورتونکے بدنونسے خشک ہوگئی ہین بچنے کے قابل نہین رہین جسطرح برساتکا
پانی قحط اور یبوست کے غلبے سے خشک ہوگیا ہی اور تمہاری منی بہی خشک ہوگئی ہی وہ بہی نطفہ ہونیکے
قابل نہین ہی اور جب تمام عالم مین رطوبت پہیلیگی تو وہ رطوبت بہی تمہارے اور تمہاری عورتون کے
بدنونمین پہر آویگی اور یہہ برسونسے یبوست جو تمہارے مزاج پر چہاگئی ہی اسکے ساتہہ وہ رطوبت ملکے
اعتدال بہم پہنچاویگی اور یہہ اعتدال کا پایا جانا اولاد نرینہ پیدا ہونیکا سبب پڑیگا نہ بیٹیونکا اسواسطے
کہ لڑکیکی پیدایش کیواسطے رطوبت کی کثرت چاہئے اسواسطے کہ عورتونکا مزاج بہت مرطوب ہوتا ہے
وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ اور کردیگا تمہارے واسطے باڑیان پانی کی کثرت اور چشمے اور کنوون کے
جاری ہونے سے وَیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا اور کردیگا تمہارے واسطے نہرین جاری برسات اور
اور زمین کے پانی ملنے کے سببسے اور پہاڑونمین پانی جمع ہونے اور آہستہ آہستہ نشیب مین اور
خشک ندیونمین جاری ہونیکے سببسے یہان پر پوچہا جاتا ہے کہ اس آیت کا مضمون اسباب پر

دلالت کرتا ہی کہ گناہونکی شامت سے بہی کبہی قحط پڑتا ہی اور مال اور اولاد کی ہلاکی اور کہیت اور
باغونکی خرابی اور بربادی مین لوگ مبتلا ہوتے ہین اور استغفار کرنا یعنی مغفرت طلب کرنا اسکے واسطے
بہت مفید ہی اسیواسطے شریعت مین صلوة الاستغفار مقرر فرمائی ہی اور استغفار کا اسمین حکم
فرمایا ہے چنانچہ شعبی رحمہ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ایک
دفعہ قحط پڑا سب صحابہ کو لیکر آپ استسقے کیواسطے گئے اور منبر پر چڑہے تاکہ دعا کرین اور بارانی حقتعالی کی
درگاہ سے مانگین لیکن منبر پر جاکر سواے استغفار کے کچہہ بہی نہ کہا اور منبر سے اوتر آئے اور مکان کو
چلے جب مکانپر پہنچے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بارانکے طلب کی دعا تو آپنے نکی آپنے کہا کہ
مین نے بڑے عمدہ اور قوی سبب سے بارانکو طلب کیا ہی اور یہی آیت آپنے پڑہی راوی کہتے ہین کہ
پہر پانی اتنا برسا کہ قحط بالکل دور ہوگیا اور ربیع بن صبیح حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت کرتے
ہین کہ ایک شخص اُنکے پاس آیا اور قحط کا شکوہ کیا انہون نے اُسسے کہا کہ استغفار کیا کر پہر دوسرا شخص
آیا اُسنے اپنے فقر اور افلاس کا کچہہ گلا کیا اسکو بہی یہی فرمایا کہ استغفار کیا کر پہر تیسرا شخص آیا اور
کہا کہ میرے لڑکا نہین ہوتا ہی آپ دعا کیجئے کہ حقتعالی مجہکو لڑکا عنایت کرے آپ نے اسکو بہی فرمایا
کہ استغفار کیا کر پہر چوتہا ایک شخص آیا اور اُسنے اپنی کہیتی اور باڑی کے حاصل کی شکایت کی کہ اسمین
کچہہ پیدا نہین ہوتا آپ نے اسکو بہی استغفار کرنے کی نصیحت کی آپکی مجلس کے لوگون نے پوچہا کہ آپنے
اِن چارونکو ایک ہی امر کی نصیحت کی حالانکہ ہر ایک کا مطلب جدا جدا تہا آپ نے فرمایا کہ مین نے کچہہ
اپنی طرف سے یہہ نہین کہا بلکہ حقتعالی نے خود قرآن شریف مین فرمایا ہی کہ ان چارون آفتونکا دفعیہ
استغفار ہی اور اس آیت کو آپ نے پڑہا اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اسی آیت کی دلیل سے
کہتے ہین کہ استسقا حقیقت مین دعا اور استغفار کرنا ہی نماز اور خطبہ اور دوسرے اسکے لوازمات
کچہہ ضروری نہین ہین یعنی اگر ہون تو بہتر ہی اور نہین تو کچہہ ہرج نہین ہے اصل مقصود اسمین دعا اور استغفار
سی بہی حاصل ہوتا ہی مَالَكُم کیا ہوا ہی تمکو جو حقتعالی کی عبادت سے انکار کرتے ہو اور پرہیزگاری
مین قصور اور اسکے رسول کی فرمانبرداری سے تکبر اور غرور کرتے ہو شاید کہ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا

امید نہین رکہتے ہو خدا کیواسطے عظمت اور بزرگی کی کہ اُس عظمت اور بزرگی کے سبب سے اپنے تابعدار
اور فرمانبرداروںکو نقصان اور زیانسے بچاکر ترقی کے کمال کو پہنچاویگا اور طبیعت کی تاریکی سے نکال کر
قدس کے انواروںسے مشرف کریگا اسواسطے کہ جو شخص کسی کی تعظیم اور بزرگی سے انکار کرتا ہے
تو اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ اسکو آپ سے بڑا نہین جانتا تا کہ اُس بڑائی کے سبب سے اسکو اپنے سے بڑا
سمجہے تو ایسے شخص کی تعظیم کرنا اور نکرنا دونون برابر ہے اور اسکی فرمانبرداری اور نافرمانی یکسان ہے سو حقتعالی
کی جناب مین ایسا وہم کرنا باطل اور غلط ہے عقل کے نزدیک بہی بدون فکر اور تامل کرنیکے اسواسطے کہ اگر
اسکی اس عظمت کو جو تمام عالم مین جلوہ گر ہے تم دیکہہ نہین سکتے ہو تو اپنی ذات ہی مین دیکہو اور اپنی پیدایش
مین نظر اور غور کرو وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا اور بے شک پیدا کیا ہے تمکو بہانت بہانت کا اور ہر رنگ
پہلے رنگ سے بہتر اور خوب ہے اور ہر دوسرا طور تمہاری ترقی کا سبب بڑا ہے پہلے کی نسبت سے
چنانچہ پہلے عناصر تہے پہر غذا کو اُسمین ترکیب دیکر تمہاری اصل درست کی پہر اُسے نطفے کو بنایا پہر اسکو
خون بندہا گیا پہر اُسکو بندہی بوٹی گوشت کی کی پہر اسمین بعضے کو ہڈی اور بعضے کو نرم گوشت بنایا
اور یے سات طور بدنمین روح آنے کے پہلے ہوتے ہین پہر جب نفخ روح کیا تو تم بچے ہوکے ماکے پیٹ مین مقید
ہوئے ہلنا ڈلنا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانا ہاتہہ پانوٗنسے اپنی خواہش کے موافق کچہہ کام کرنا یا آنکہہ
دیکہنا کانسے سُننا کچہہ بہی تمسے ہو نسکتا تہا پہر اس قید خانے سے تمکو خلاصی دی اور ماکے پیٹ سے
صحیح سالم باہر نکالا اور ماکے دودہ کی لذت تمکو ملی اور اسکی گود مین پلنے لگے اور دودہ پیتے بچے کہلاتے اور کچہہ
ہلنے ڈلنے دیکہنے سُننے کی طاقت تمکو عنایت ہوئی پہر چلنے پہرنیوالے بچے ہوئے تم اور چلنے پہرنے سے سیر
تماشے کی لذت تمکو ملی لیکن اپنے ہی گہر اور کوچے مین پہر نوجوان ہوئے اور بازار اور باغ اور دریا اور مجلسونکی
سیر اور دیکہنا لوگونکا اور سُننا خوش آوازونکا تمکو عنایت ہوا پہر جوانی کے کمال کو پہنچے اور دور دراز
سفر کرکے مال کمانا شروع کیا تمنے پہر متوسط عمر کو پہنچے اور عقل اور تجربہ اور تدبیر مین کمال کو پہنچکے بڑا مرتبہ اور نام
حاصل کیا تمنے پہر تمکو بڑہاپے کیطرف پہیرا تا کہ آخرت کے سفر کیواسطے مستعد اور تیار ہوجاؤ اور قوت شہوی
اور غضبی کے مضمحل اور کمزور ہونیکے سبب سے حقتعالی کی راہ چلنے کے موانع تمسے دور ہوجاوین اور اس عالم

آخرت کی ترقی کے اسباب کچھ حاصل کرو اور یے بہی سات طور ہوئے دنیا مین زندگی پانے کیوقت
سے آخر وقت تک اور اگر اپنے بدن اور اعضا مین اور جو جو حکمتین کہ انمین سپرد کی گئین اور چہپائی گئین ہین
غور کرو اور دیکہو تو ظاہری رکن تمہارے بدن کے یہی سات طور کو شامل ہین جیسے کہال کہ زینت اور
محافظت کیواسطے ہی اور گوشت قوت اور گرمی کیواسطے ہی اور پٹہے ہلنے ڈلنے کیواسطے ہین اور رگین اور
انتین غذا کے پہنچانے کیواسطے مقرر ہین اور شراین کی رگین روحونکے دوڑ آنے کیواسطے مقرر ہین اور ہڈیان
ستون یعنے تہمونکے قایم مقام ہین اور روحین قوتون کی حامل اور زندگی کی سواری ہین اور اسمین ہر طور
اپنی سفلانی طور سے نفیس اور شریف ہی اور پوشیدگی کے عالم مین بہی جیسے رکن تمہارے سات طرح پر
واقع ہوے ہین پہلے قوی اور دوسرے نفس اور تیسرے عقل اور چوتہے سر اور پانچوین روح اور چہٹین خفی اور
ساتوین اخفی یعنی بہت خفی جو غیب الغیوب اور عین جمع تمہاری ذات کی ہی اور اسمین بہی ہر طور سفلانی
طور سے بہتر اور اعلی ہی پہر باوجود ان چیزونکے تمکو کیا ہوا ہی جو غیب کو ظاہر پر اور معقول کو محسوس
اور آیندہ کو گذشتہ پر قیاس نہین کرتے ہو اور آفاق کو نفس کے ساتہہ مطابقت نہین دیتے ہو الم تروا

کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا کیا نہین دیکہتے ہو کسطرح پیدا کئے حقتعالی نے سات آسمان
طبقے طبقے یعنے ایک کے اوپر ایک اور ہر طبقہ موٹائی اور بلندی اور کشادگی اور بڑائی مین اپنے نیچے کے
طبقہ سے زیادہ ہی اور آسمانونکا سات ہونا اور ہر آسمانکا اپنے نیچے والے آسمان سے زیادہ ہونا
اسطرف دیکہنے سے بوجہا جاتا ہی اسواسطے کہ سات حرکتین مختلف سات ستارونکی ظاہر دیکہی جاتی
ہین اور ہر ستارے کا حاجب اور کاشف دوسرا ستارہ دیکہا جاتا ہی سو عقل سے صراحتہً یہہ بات معلوم
ہوتی ہی کہ یے ساتون ستارے ایک آسمان پر نہین ہین بلکہ ہر ایک جدے جدے آسمان پر ہین اور انکی حرکتین
جو دوری دیکہی جاتی ہین تو اس سببے بوجہا جاتا ہی کہ ہر ایک آسمان کرے کی شکل ہی یعنے گول ہی
اور دوسرے آسمانکو جو اسکے نیچے ہی گہیرے ہوے ہی اور اگر ایسا نہوتا تو ستارونکی حرکت زمین کے نیچے
کسی طرح سے نہو سکتی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو چیز کسی دوسری چیز کو گہیرے ہوتی ہی تو گہیرنیوالی
زیادہ ہوتی ہی گہیری گئی سے اسلئے یہہ بات ثابت ہوی کہ ہر نیچے کے آسمان سے اسکے اوپر کا آسمان

بڑا ہی وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا اور کر دیا ہی چاند کو ان ساتوں آسمانوں کے درمیان روشنی کا سبب کامل جو دوسرے ستارونکی روشنی سے بہت زیادہ ہی گویا کہ اسکی روشنی کے مقابلہ مین دوسرے ستارونکی روشنی نہی ہی تاکہ یہہ دلیل ہو اسبات پر کہ ظلمانی عالم مین نور کا فیض پہنچانا ممکن ہی وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور کر دیا ہی سورج کو ایک چراغ چمکتا ہوا اسطور کا کہ چاند کی روشنی حقیقت مین اسی چراغ سے ہی بطور صیقل کئے ہوے لوہے کے تختے پر چراغ کی روشنی پڑکر اُس تختے کو چمکا دیتی ہی تاکہ تم لوگ اسبات کو بوجہ لو کہ عالم نور مین بہی ایک ایسی ذات درکار ہی جو فیاض کے مبدء سے فائض اور مستفید ہووے اور اسکے سبب سے جو استعداد اور لیاقت اُسکی رکہتے ہین مستفیض اور منور ہووین اور اپنی ترقی کا احوال پیغمبرونکی ترقی کی نسبت سے اسیطور پر قیاس کر لو اور یہہ بہی جان لو کہ علم اور عمل مین شریعت کی پیروی کے سبب سے ظلمت اور تاریکی دور ہوتی ہی اور نور اور روشنی کیطرف ترقی حاصل ہوتی ہی چنانچہ پیدایش کیطور ونمین ترقی کا حصول یعنے بچپن سے جوانی کو اور جوانی سے بڑہاپے کو پہنچنا حکمت اور قدرت مین طبیعت کی تابعداری سے ہوتا ہی اور اگر عالم علوی کے ترقیات کے درجے اپنی نظر کے قصور کے سبب سے یعنے پست ہمتی سے تم دریافت نہین کر سکتے ہو تو عالم سفلی کے یعنی دنیا کی ترقیات اور بڑہتی مین نظر کرو اور دیکہو وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ اور اللہ تعالی نے اُگایا ہی تمکو زمین سے اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو تمہارے سب کے باپ ہین انکو زمین سے پیدا کیا پہر انکی اولاد مین نطفہ کو ولادت کا بیج ٹہرایا اور نطفہ کو غذا سے پیدا کیا اور غذا نباتی ہی یا حیوانی اور یے دونون چیزین زمین سے پیدا ہوتی ہین بعضی بلا واسطہ اور بعضی بے واسطہ سو تمکو ہر چند کہ زمین سے بلا واسطے نہین پیدا کیا تاکہ یون کہا جاوے کہ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ إِنبَاتًا ولیکن تمہاری پیدایش کا سلسلہ آخر کو زمین تک پہنچتا ہی تو کہہ سکتے ہین کہ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ فَنَبَتُّم یعنے پیدا کیا تمکو زمین سے پہر پیدا ہوے تم نَبَاتًا پیدا ہونا اسواسطے کہ اصل قریب تمہاری جو نطفہ ہی سو وہ زمین سے پیدا ہوتا ہی لیکن ایک واسطے سے اور اصل بعید تمہاری یعنی پہلی حضرت آدم علیہ السلام ہین جو بے واسطے زمین سے پیدا ہوے ہین اور جتنے دنیا کے جسم ہین ان سب سے ذلیل اور خوار زمین کا جسم ہی اسواسطے کہ جو چلنے والا ہی وہ اسکو روندتا ہے اور باوجود اس ذلت کے جو تمہاری اصل مین پائی جاتی ہی پہر تمکو ایسا عزت والا پیدا کیا کہ دنیا مین ظاہری

عزت اور بزرگی سے نوازا یعنی غنی اور حاکم اور بادشاہ کیا اور دین مین نبوت اور رسالت اور امامت
اور خلافت اور قطبیت اور ارشاد اور ولایت کی بزرگیون سے عزیز اور سرفراز کیا ثُمَّ یُعِیْدُکُمْ فِیْهَا
پہر پہیریگا تمکو اسی زمین مین باوجود اس تمہاری بزرگی کے جو تمنے حاصل کی ہے تاکہ تمہاری بزرگی کے
سبب سے زمین بہی قدر اور منزلت پیدا کرے اور تمہارے بزرگونکی قبرین متبرک اور زیارتگاہ عام
اور خاص لوگونکی ہووین وَیُخْرِجُکُمْ اِخْرَاجًا اور نکالے گا تمکو زمین سے دوسری بار نکالنا سوا
اس نکالنے کے جو نطفے سے تمکو نکالا تہا اور اس دوسری بار کے نکالنے مین زمین کے جزونکو تمہارے
وجود مین بہت ترقی اور عظمت حاصل ہوگی جو کسی کے وہم اور خیال مین نہین آسکتی ہے اور اس حنکی
بزرگی حاصل ہونیکے سبب سے تمہارا جسم اس مالک الملک کے مشاہدے اور دیدار کی لیاقت پیدا کریگا
اور اسکی ہمیشگی کی حضوری اور ہمسائگی سے مشرف ہوگا اور اس آیت کی تفسیر سے معلوم ہوگیا کہ
یُخْرِجُکُمْ کی تاکید مصدر سے نکرنے کی یہہ وجہہ ہے اور نعیدکم کی اعادۃً سے تاکید نکرنیکی یہہ وجہہ ہے اور یہہ بہی معلوم
ہوا کہ اَنْبَتَکُمْ کی تاکید اِنْبَاتًا سے نکرنا بلکہ نَبَاتًا سے کرنیکی وجہہ یہہ ہے اسواسطے کہ اعادیکی فقط ایک ہی
قسم ہی اور اخراج کی دو قسمین ہین ایک تو اخراج ابتدائی ہے جیسے آدمی کے نطفے سے پیدا کرنا اور دوسرا اخراج
ابداع کے بعد یعنے مارنیکے بعد پہر جلا کر نکالنا سو ابتدائی اخراج سے احتراز کیواسطے مصدر نوعی سے تاکید لانا ضرور ہوا
اور اَنْبَتَکُمْ نَبَاتًا فرمایا اور اگر اَنْبَتَکُمْ اِنْبَاتًا ارشاد ہوتا تو معلوم ہوتا کہ حقتعالی نے آدمی کو زمین سے بدون
کسی واسطے کے اگایا ہے اسواسطے کہ فعل کی تاکید مصدر سے اسواسطے لاتے ہین کہ مجاز کا وہم جاتا رہے
اور اسناد حقیقی کا ثبوت پایا جاوے اور یہان اسناد مجازی ہی منظور ہے اسواسطے کہ آدمی کو
زمین سے اصل اور نطفے کیواسطے سے پیدا کیا ہے یعنے زمین سے انکی اصل اور نطفے کو پیدا کیا اور نطفے
کی طبیعت کی خواہش سے اور باپکی شہوت کے تقاضے سے یے لوگ پیدا ہوئے ہین اور اگر تمہاری
خاطر مین یہہ شبہہ گذرے کہ یہہ جتنے عالم علوی اور عالم سفلی کی ترقیات ہے ایک جنس کی جتنی
قسمین ہین سبکو شامل ہے اور تم عبادت اور تقوی اور اطاعت کے مرتبون کے موافق خاص
ترقیونکا ہمسے وعدہ کرتے ہو تو اسکے جواب مین ہم تمسے کہتے ہین کہ اس خاص ترقیونکے بہی گوا

اور شاید

اور شاہد اس عالم سفلی مین جو قریب تمہارے ہی موجود ہی وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور
اللہ تعالی نے کر دیا ہی تمہارے واسطے زمین کو فرش جسپر کہاتے پیتے بیٹھتے اُٹھتے سیر کرتے ہو لِتَسْلُکُوْا
مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا تا کہ چلو اس زمین سے بہت لنبی چوڑی راہین سو باوجود اس بات کے کہ تمام زمین
ایک فرش کے طور پر ہی لیکن بعضونکو مشرق کیطرف اور بعضونکو مغرب کیطرف اور بعضونکو پہاڑونکی طرف اور
بعضونکو بستیونکی طرف اور بعضونکو جنگلونکی طرف ہم راہ چلاتے ہین اور ہر طرف مین ان چلنے والونکو اپنے
مطلب کی ایک بات حاصل ہوتی ہی اور اس سبب سے ہر ایک کو ترقی اور مرتبہ حاصل ہوتا ہی یہان پر جاننا
چاہئے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ابتداء نصیحت سے یعنے وما لکم لا ترجون للہ وقارا سے یہان تک چار مرتبے
اپنے معبود کا نام پاک ظاہر کر کے لیا ضمیر اور اشارے پر کفایت نکی اگرچہ اشارہ بہی اسجگہہ پر کافی تہا لیکن
اپنی زبانکو مشرف کرنا اور لذت حاصل کرنا اُس نام پاک سے منظور تہا اسواسطے اشارے پر کفایت نکی
اور اسباب پر خبردار کرنا بہی منظور تہا کہ ابتدا سے انتہا تک اور عرش معلی سے فرش تک اور انفس سے
افاق تک یعنے اعلی سے ادنی تک تمام مخلوق کو ترقی بخشنے والی اور ادنی سے اعلی مرتبے کو پہنچانیوالی
وہی ایک ذات پاک ہی اور وہ ذات پاک اسطرح کی عظمت اور قدرت رکہتی ہی کہ کوئی چیز جہانمین عالم کی
قسمونسے جن ہون یا فرشتے یا انسان عشر عشیر اس بزرگی کا نہین رکہتی پہر ایسی ذات پاک کی عبادت اور
فرمانبرداری سے مونہہ موڑنا اور انکار کرنا بڑے درجیکی خرابی اور نقصان ہی اور ان دلیلونکی ترتیب مین اور
ان گواہیونکے مقدم موخر لانے مین ایک نکتے باریک کی رعایت منظور ہی اور وُہ یہہ ہی کہ جب آدمیکو
منظور ہو کہ کسی کی عظمت اور بزرگی دریافت کرے تو اسکو چاہئے کہ پہلے اپنے احوال کو غور اور تامل سے
دیکہے کہ اُسکی بزرگی کے آثار مجہہ مین کیا کیا پائے جاتے ہین چنانچہ قد خلقکم اطوارا سے اسی نظر کرنے کیطرف
اشارہ ہی پہر اسکے بعد جسکی بزرگی کا یہہ خود قایل اور معتقد ہی اسمین نظر کرے اور دیکہے کہ اس عظیم الشان کی
بزرگیونکے آثار اس بزرگ جرم مین کیا کیا پائی جاتے ہین چنانچہ اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اس نظر کیطرف اشارہ ہی اسواسطے کہ
عظمت اور بزرگی اور بلندی اور روشنی اور چمک آسمان اور چاند اور سورج کی ہر ایک چہوٹے بڑیکو معلوم

پہر اسکے بعد اپنی اصل اور اپنے خاندان میں تامل کرے اور دیکہے کہ اس عظیم الشانکی بزرگیونکے آثار اپنے باپ دادا ونیرا اور اپنے بزرگونپر کیا کیا پائے جاتے ہین چنانچہ وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا اس نظر کی طرف اشارہ ہے پہر اسکے بعد اپنے دوسرے متعلقات اور حاجتونمین نظر کرے چنانچہ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اس نظر کیطرف اشارہ ہے اور جب حضرت نوح علیہ السلام دعوت کے ان مرتبونکے طے کرنیکے بعد اور انتہا مرتبے کے سمجہانیکے بعد اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوے تب درگاہ الہی مین انکی ہلاکی کیواسطے دعا کی اور اس دعا کے پہلے جو حالت یاس اور ناامیدکی اپنی قوم کی صلاحیت سے انکو حاصل ہوی تہی اسکواسطور سے حقتعالی کی جناب مین عرض کیا قَالَ نُوحٌ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي کہا نوح نے ای رب میرے بے شک ان لوگون نے نافرمانی کی میری اسقدر کہ اب ہرگز انسے اطاعت کی امید باقی نرہی اسواسطے کہ باوجود نافرمانی کے اگر یے لوگ میرے مخالفونسے ملتے اور انکی تابعداری نکرتے تو البتہ امید تہی کہ شاید نصیحت قبول کرین اور صلاحیت پر آوین اور آہستہ آہستہ فرمانبردار میرے ہوجاوین لیکن یے سب میرے مخالفون سے جاملے وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا اور تابعدار ہوے ایسے کے جسکے مال اور اولاد نے زیادہ نکیا مگر نقصان اسواسطے کہ مال کے جمع کرنے کی محبت مین اور اولاد کی کثرت کی خواہش مین اسقدر محو اور مستغرق ہوے کہ اپنے پروردگار کی یاد سے اور آخرت کے سفر کے سامان کی درستی سے غافل ہوگئے اور اپنی عمر کو جو نہایت عمدہ چیز ہے خسیس کام مین یعنے مال کے جمع کرنے اور بچہ کشی مین برباد کیا سو پہلی بات یہہ ہے کہ تونگرونکی اور بہت بچہ والونکی پیروی کرنا اور انہی چیزونکی تلاش مین رہنا میرے طریقے کی مخالفت پر کمر باندہنا ہے اور دوسری بات یہہ ہے کہ مال اور اولاد کی کثرت کو تابعداری کا سبب گردانا میری تابعداری کی انکار کرنا ہے اسواسطے کہ مین بلکہ تمام پیغمبر اولاد اور مال کی کثرت کی خواہش نہین رکہتے بلکہ اسّے احتراز رکہتے ہین اور تیسری بات یہہ ہے کہ مال اور اولاد والونسے جنن کہ ان لوگونکی تابعداری انہون نے اختیار کی ہے جو لوگ اپنے مال اور اولاد کی کثرت پر مغرور ہوکے اپنی آخرت کو بہول گئے ہین کاش اُن مالدارون اور اولاد والونکی پیروی کرتے جو اپنے مال اور اولاد کی کثرت سے آخرت کی بہتری کو حاصل کرتے ہین تو بہی کچہہ مضائقہ نتہا اسواسطے کہ اُنکے

صورت مین اگرچہ مالدار اور اولاد والونکی پیروی مین انکو بہی مال کے جمع کرنے اور کثرت سے اولاد
ہونیکی محبت ہوتی اور یہہ محبت حقتعالی کی راہ سے انکو دور کرتی لیکن جب وہ مال جمع کیا ہوا اور
اولاد پائی ہوئی اللہ تعالی کی رضامندی مین صرف کرتے اور اُسکو آخرت کے ثواب کا وسیلہ
گردانتے تو بہی حقتعالی کی راہ کے نزدیک ہوجاتے اور انجام انکا اچھا ہوتا اگرچہ ابتدا انکی اچھی نہی
وَاِنَّمَا الْعِبْرَۃُ بِالْخَوَاتِیْمِ یعنے اعتبار اچہائی اور برائی کا خاتمے پر ہی اور میرے مخالفونکی تابعداری
کے سوائے میرے طریقے کے مٹانے مین انتہا درجیکی کوشش کرتے ہین اگر فقط میری نافرمانی اور میرے
مخالفونکی فرمانبرداری ہی انہین ہوتی تو بہی انکے صلاحیت پر آنیکی توقع باقی رہتی سو یہہ بات نہین ہی بلکہ
انہون نے اس نیک طریقے کو برا کرکے ظاہر کرنے کے واسطے ایک ایسی بات ٹہرائی ہی کہ عوام لوگ انکے
فریب مین پہنس جاوین اور وہ برائی انپر ظاہر نہووے وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا اور فریب کیا ہی
ان لوگون نے ایسا فریب کہ اُسے زیادہ فریب ہو نہین سکتا اسواسطے کہ پیغمبرونکے مقابلے مین انکے دین
کی انکار کیواسطے کافر اور منکر جو مکر اور فریب کرتے ہین وے تین قسم کے ہوتے ہین اوّل قسم یہہ ہے
کہ رسولونکی رسالت مین اور انکے رسالت کے مستحق ہونے مین شبہہ نکالتے ہین جیسا کہ مکہ معظمہ کے کافر
اور دوسرے کفار کیا کرتے تہے چنانچہ کہتے تہے کہ اگر یہہ رسول ہوتا تو کہاتا پیتا نہین اور بازار ون مین نہ پہرتا
اور فقیر نہوتا اور دوسری بہت سی باتین وابیات کیا کرتے تہے لیکن یہہ مکر انکا سہل ہی اور اسکا
دفعیہ بہت آسان ہی کہ بڑے بڑے معجزے دیکہلا کر رسالت ثابت ہوسکتی ہی اور دوسری قسم کافرونکے
مکر کی یہہ ہی کہ حقتعالی کی ربوبیت مین کہ حضرات پیغمبر اپنی تئین اسی طرف منسوب کرتے ہین اور اسکا
بہیجا ہوا اپنی تئین کہتے ہین شبہہ نکالین اور اپنی تئین خود مختار ظاہر کرین اور اپنے حقتعالی کیطرف محتاج
ہونیکو پوشیدہ کرین اور اسکے حکمونکو اپنے ذمہ سے ساقط کرین جسطرح فرعون کرتا تہا کہ کبہی کہتا
تہا وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے کیا چیز ہی پروردگار عالم کا اور کبہی کہتا تہا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی یعنے مین
ہون تمہارا رب سب سے بڑا اور کبہی کہتا تہا مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ یعنی نہین جانتا ہون مین واسطے
تمہارے کوئی معبود سوائے اپنے سو یہہ مکر پہلے مکر سے بہی آسان ہی اسواسطے کہ حقتعالی کی ربوبیت

کی دلیلیں رسولونکی رسالت کے ثبوت کی دلیلون سے زیادہ تر ظاہر اور کہلی ہوین ہین اور جسکو تہوڑی
بہی عقل اور دانائی سے حصہ ملا ہے وہ حقتعالی کے رب ہونیکا انکار نہین کر سکتا ہے اور تیسری قسم
یہہ ہے کہ حقتعالی کی ربوبیت کا بہی ظاہر مین قایل ہوا اور رسول کی رسالت کا بہی لیکن اسکے ساتہہ اسکا
اعتقاد یہہ ہو کہ رسولونکا علم عوام لوگونکے رغبت اور خوف دلانے کیواسطے ہے اور کمینے اور کم عقلون کے
سمجہانے کیواسطے اور ان لوگونکو راہ پر لانا اور انکی رائیونکو چہوڑوانا مناسب اور بہتر ہے لیکن دانا
اور باریک بین جو ہر چیز کی حقیقت سے کما حقہ واقف ہین انکو پیغمبرونکی نصیحت کی کچہہ احتیاج نہین ہے
اور وے لوگ خطابات اور احکام سے مخاطب اور محکوم بہی نہین ہین جو علم نصیحت اور پند کا رسول
رکہتے ہین اُس سے ان لوگونکا مرتبہ بڑہ کے ہے اور ربوبیت کی حقیقت کو اور رسالت کی حقیقت کو جسقدر
یے لوگ جانتے بوجہتے ہین رسول اُتنا نہین بوجہہ سکتے اسواسطے کہ رسولونکی نظر ظاہر اور سرسری
ہے اور ان باریک بینونکی نظر بہت دور اور تہہ کو پہنچتی ہے سو اس قسم کا کفر بہت سخت اور دشوار
دوسرے کفرون سے اور یہہ مکر بہت بڑا اور قوی ہے دوسرے مکر و فتنے سے اور اسکا علاج بہت مشکل ہے
چنانچہ اکثر فلسفی طریق والے اور یونانی حکما اسی بلا مین گرفتار ہین اور اسی قسم کے وہمون مین مبتلا ہین
اور اس مرض کا دفع ہونا بہت مشکل ہے اور سورہ مومن مین انہی لوگونکا حال مذکور ہے چنانچہ حقتعالی
فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ
مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے جب آئے انکے پاس رسول انکے کہلی نشانیان لیکر تو وے
ریجہے اپنی بوجہہ پر اور کہیر لیا انکو اس چیز نے جسکی مسخری کرتے تہے اور وہ جو مشہور ہے کہ یونان
کے لوگونمین سے ایک شخص نے اپنے وقت کے رسول کی نصیحت کے جواب مین کہا تہا کہ نَحْنُ
اُنَاسٌ مُهَذَّبُوْنَ لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى مَنْ يَهْدِيْنَا یعنی ہم لوگ خود مہذب اور آراستہ ہے
ہین ہمکو کچہہ احتیاج کسی ہادی اور ناصح کی نہین ہے سو یہہ کلام بہی اسی قسم مین سے ہے حاصل کلام کا
کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خالص حقتعالی کی عبادت اور شرک سے احتراز کرنے کا جو حکم کیا
تو ان لوگون نے انکے جواب مین اسطرح کا کلام فریب آمیز کیا کہ ہم لوگ حقتعالی کی عبادت پر قایم ہین

بلکہ تمسے بہی زیادہ ہم مضبوط ہین اسواسطے کہ ہم لوگ اُن مظاہر کاملہ کو عبادت کرتے ہین کہ جنمین حقتعالے اپنی صفت الوہیت سے دراَیا ہی اور انکو اپنا مظہر خاص کیا ہی اور تم ہمکو تنزیہ کے مرتبے کی عبادت کرنے کو حکم کرتے ہو اور اس مرتبے کی تعریف مین ایسی صفتین بیان کرتے ہو جنکے سبب سے وہ مرتبہ موہوم محض ہوا جاتا ہی تو گویا تم ہمکو حقتعالی کی عبادت سے پہراکر ایک موہوم امر کی عبادتکا حکم کرتے ہو تو ظاہر مین تم اپنی تئین داعی الی اللہ کہتے ہو اور حقیقت مین حقتعالی کی عبادتسے منع کرتے ہو اور اس تقریر فریب آمیز کو اپنے تابعدارون اور احمقون سے بیان کیا کرتے تھے اور سچی بات کو اس فریب کی تقریر سے جہوٹھی کرکے انکے دلونمین جمادی تہی وَقَالُوا اور کہا میرے قوم نے اپنے تابعدارون اور کم عمرون سے کہ اگر تمکو حقتعالی کی عبادت کرنا منظور ہی تو لَاتَذَرُنَّ ہرگز نچہوڑنا اُسکے مظاہر کی عبادتکو اسواسطے کہ اُن مظاہرونمین اُسنے خود الوہیت سے ظہور فرمایا ہے اور اسی سبب سے یعنے الوہیت سے اُن مظاہرون مین ظہور فرمانیکے سبب سے وے مظاہر ہوے ہین اٰلِھَتَکُمْ اپنے معبودونکو سو اگر تمنے ان مظاہرونکی عبادت کو چہوڑا تو ظاہر کی عبادتکو چہوڑا اور اُن مظاہرونمین خدا ظاہر ہی تو گویا خدا کی عبادتکو چہوڑ دیا تمنے اور حقیقت اس فریب کی یہہ ہی کہ مظاہر کی الوہیت اُسوقت ثابت ہووے کہ الوہیت کا مرتبہ انمین ظاہر ہووے اور اس الوہیت کے مرتبے کو واجب الوجود ہونا شرط ہی اسواسطے کہ بغیر واجب الوجود ہونیکے کوئی صفت انتہا درجکے کمال کو قبول نہین کر سکتی اور بدون ایسے کمال کے انتہا درجکی تعظیم کا مستحق ہونا متصور نہین ہی اور معبود کو معبود ہونا اور انتہا درجکی تعظیم کا مستحق ہونا ضروری ہی اور جتنے حادث اور ممکن ہین انمین وجودکا واجب ہونا ممکن نہین ہی ہان اِن مظاہرونمین حقکا ظہور صرف وجود سے البتہ مسلم الثبوت ہے یعنی سب اسکے قایل ہین لیکن وجود محض بدون قید وجوب کے عام ہی اور سب موجودات کو شامل ہے لیکن اس ظہور کے سبب سے بعضے موجودات دوسرے موجودات کے معبود ہونیکے مستحق نہین ہو سکتے ہین والا ترجیح بلا مرجح لازم آوے یا عابد کا معبود ہونا اور معبود کا عابد ہونا لازم آوے اور یے دونون چیزین محال اور ممتنع ہین ہرگز ہو نہین سکتین اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ مظاہر کا معبود ہونا کسیطرح

ہو نہین سکتا لیکن ان مکارون نے اپنے تابعدارونسے یون کہا تہا کہ وَلَاتَذَرُنَّ ہرگز نچہوڑنا نیک لوگونکی تصویر کی عبادت کرنا اسواسطے کہ حقتعالی کی تجلی خاص انکے دلونپر اصالت کیطور پہ واقع ہوئی ہی اور اس تجلی نے انکے دلونکو اپنا مظہر یعنے جاے ظہور ٹہرایا ہی اور اس تجلی کا اثر جو انکے ظاہر اور باطن مین چہا گیا ہی اس سببسے انکی تصویرین بہی اگرچہ پتہر یا پیتل وغیرہ کی ہمنے بنائی ہین لیکن وہی تاثیر انمین بہی پائی جاتی ہی اور یے تصویرین بہی معبود اور مسجود ہونیکی لیاقت رکہتی ہین سو ہرگز نچہوڑنا علی الخصوص وَدًّا وَدّ کو جو حقتعالی کی محبت ذاتیہ کا مظہر ہی اور وہی محبت تمام عالم کے ظہور کا مبدء ہوئی ہی چنانچہ اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ یعنی چاہا مینے کہ پہچانا جاؤن پہر پیدا کیا مینے مخلوقاتکو تاکہ پہچانا جاؤن اس قول کا مضمون اسی مطلب کیطرف اشارہ ہی اور حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم نے اس مظہر کو ایک مرد کی تصویر کو قرار دیا تہا اسواسطے کہ عالم انسانی کے اصل مبداء کے ظہور مین مرد کی محبت اور اسکا میلان عورت کیطرف ہی اور اس مظہر کو ہنود انکی بولی مین بِشْن کہتے ہین وَلَاسُوَاعًا یعنی اور ہرگز نچہوڑیو ان مظاہر کو خصوصًا سواع کو جو ثبات اور استقرار اور بقائے الہی کا مظہر ہی اور تمام عالم کی بقا کا سبب ہی اور شرع کے عرف مین اس صفت کو قَیُّوم کہتے ہین اور حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم نے اس مظہر کو عورت کی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ گہر کا انتظام اور اپنی نسل اور خاندانکا ثبوت اور قیام عورت کے سببسے ہوتا ہی اور ہنود انکی بولی مین اس مظہر کو برہما کہتے ہین اور سوع کا مادہ عرب کی لغت مین سکون اور استقرار کیواسطے موضوع ہے اور سواع کے معنے تہا نبہنے والا تمام جہان کا وَلَا یَغُوْثَ یعنی اور ہرگز نچہوڑنا ان مظاہر کو خصوصًا یغوث کو اسواسطے کہ فریادرسی اور مشکل کشائی حقتعالی کا یہی مظہر ہی اور اس مظہر کو حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم نے گہوڑیکی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ گہوڑا دوڑنے اور جلد پہنچنے اور مدد کرنے مین مشہور ہے اور اس صفت کو شرع شریف مین غیاث المستغیثین اور مجیب دعوۃ المضطرین کہتے ہین یعنی فریاد رسی مصیبت مین پکارنیوالونکا اور پہنچنے والا پکار پر بیقرارونکی اور ہنود انکی بولی مین اس مظہر کو اندر کہتے ہین وَیَعُوْقَ اور نچہوڑنا یعوق کو جو حمایت کرنے اور بلا کو دفع کرنیکا مظہر ہی اور اس صفت کو

شرع شریف مین کاشف الضرا اور دافع البلا کہتے ہین اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو
شیر کی شکل بنایا تہا اسواسطے کہ شیر جسوقت کسی درندے جانور کے مقابلہ مین آتا ہے تو وہ جانور
بہاگ جاتا ہے اور ہرگز اسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہے اور ہندونکی بولی مین اس مظہر کو شیو کہتے ہین
و قسرا اور نچہوڑنا نسر کو اور یہہ قوت الہی کا مظہر ہے اور نسر کو لغت فارسی مین کرکس کہتے ہین
جسکو ہندی مین گد کہتے ہین اور یہہ پرند جانور ونمین بڑا قوت والا مشہور ہے اور اوڑانمین بہی بڑا تیز
ہے ان مناسبتونکے سبب سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس مظہر کو اس شکل کا بنایا تہا اور
شرع شریف مین اس صفت کو لطیفہ غیبیہ الہیہ کہتے ہین اور ہندونکی بولی مین اس مظہر کو ہنومان کہتے
ہین اور جب غیب سے امداد چاہتے ہین تو اپنے اعتقاد مین اسی کو پکارتے ہین یہانپر جاننا چاہئے کہ
لاکی لفظ کو یعوق اور نسر سے حذف فرمایا ہے یعنی ذکر نہین کیا بخلاف پہلے تینون نامونکے کہ ان تینون
لاکو لائے ہین اسکی وجہہ یہہ ہے کہ جن تدبیرونکو یغوث اور یعوق اور نسر کیطرف نسبت کرتے تہے
وے تدبیرین جزئی ہین جیسے فریادرسی اور بلاکو دفع کرنا اور غیبی مدت تو گویا حقتعالی کی شانونسے ایک
شان کا حکم ان کے اعتقاد مین ان تینون نے پیدا کیا تہا جسکو مدبّر عالم کہتے ہین اسواسطے کہ ان تینون چیزونسے
جنکو انکی طرف نسبت کرتے تہے ایک شان تدبیر کی بوجہی جاتی ہے اور ودّ اور سواع کو ان تدبیرون
مین جو کلیہ ہین اور سبکو شامل ہین جیسے عالم کا ظہور اور اسکی بقا اپنے اعتقاد مین مختار جانتے تہے تو گویا
ہر ایک مستقل بالذات ہوا یعنی علیحدہ علیحدہ اپنے کام کا مختار ہوا تو گویا لاکی لفظ یغوث اور یعوق اور
نسر پر مل کر داخل ہے گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ ودکو اور سواع کو اور ان تینونکو جو ایک مظہر کا حکم
رکہتے ہین ہرگز نچہوڑنا تا کہ حقتعالی کی ظاہر شانونسے محروم نہو اور یہہ بہی جان لیا چاہئے کہ یے
پانچون اسم حضرت ادریس علیہ السلام کے صاحبزادونکے نام ہین بہت نیک لوگ تہے لیکن جو انکو زمانہ بہت
گذرا تہا اور ان لوگونمین جو جو صفتین اکثر پائی جاتی تہین اُن صفتون نے ان پوجنے والونکے ذہنونمین وہم
کے غلبے سے ان شکلونپر ظہور پکڑا تہا اس سبب سے اپنے اسی وہم کے موافق اپنے اپنے بتونکو ان مختلف
شکلونپر تراشا تہا اور وہم کے غلبے اور زور سے اسطرح کے عجائبات اور غرائبات بہت ہوا کرتے ہین چنانچہ بعضے

جاہل اسلام کے مدعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر کو شیر کی شکل بناتے ہین اسواسطے کہ اسد اللہ
بہی انکا لقب ہے اور بعض شہباز کی تصویر کو سفید باز کی شکل بناتے ہین فقط اور حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان مین یہ پانچون بت زمین کی تہ مین دب گئے
تہے ابلیس مردود نے پہر عرب کے لوگونکو ان بتونکا نشان بتایا اور عرب کے نادانون نے انکو زمین سے
نکالکر اپنا معبود ٹہرالیا چنانچہ بنو قضاعہ نے وَدّ کو لیکر دَوْمَۃُ الْجَنْدَل مین رکہا اور اسکی عبادت مین مشغول
ہوے یہانتک کہ بنو قضاعہ سے وہ بت بنو کلب کے ہاتہہ مین آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت تک بنو کلب مین تہا اور بنو طی کے کئی فرقون نے یغوث کو لیکر اپنی بستیون مین رکہا پہر بنو مراد
اُنسے چہین کے اپنے شہر مین لیگئے اور اسکو پوجنے لگے پہر بنو ناجیہ نے چاہا کہ اُنسے اس بت کو زبردستی
چہین لیوین بنو مراد اس خوف سے اس بت کو لیکر بہاگے اور بنو الحرث بن کعب کے ملک مین آرہے
اور بنو الحرث کے ملک مین وہ رہا اور یعوق بنو الکہلان کے پاس تہا پہر آخر ہوتے ہوتے بنی ہمدان کے
قبیلے مین وراثت کی راہ سے پہنچا اور نسر بنو خثعم کے پاس تہا اسلام کے ظہور تک وے لوگ
اسکی پوجا مین مشغول تہے اور سواع ذوی الکلاع حمیری کی اولاد کے پاس تہا پہر انسے بنی حمیر کے
سب فرقونکو پہنچا اور ان پانچ بتونکے سواے عرب کے لوگون پاس دوسرے بت بہی تہے چنانچہ بنی
ثقیف مین لات تہا اور بنو سلیم اور بنو غطفان اور بنو نصر اور بنو سعد اور بنو بکر مین عُزّیٰ اور قدید اور مسلل
والونکا منات تہا اور مدینے والے بہی اسکے درشن کرنیکو جاتے تہے اور مکّے کے لوگون پاس اساف اور
نائلہ اور ہُبَل تہا اساف کو صفا پہاڑ پر حجر اسود کے مقابلہ مین رکہا تہا اور نائلہ کو رکن یمانی کے مقابلہ مین
اور ہُبَل کو بیت اللہ شریف کے اندر رکہا تہا اور ڈیل مین ہبل سب سے بڑا تہا آٹہہ گز کا لنبا تہا اور
لڑائی کیوقت کافر اسیکو پکارتے تہے چنانچہ ابو سفیان نے بہی کفر کی حالت مین یعنے اسلام لانے کے
پہلے اُحد کے دن جب فتح پائی تہی تو اسیکی تعریف کی تہی حاصل کلام کا حضرت نوح علیہ السلام کی
قوم ایسی تقریر فریب آمیز سے عوام لوگونکو بہکایا کرتے تہے اور اس انکے مکر نے عوام کے دلونمین
بہت تاثیر کی تہی دیوانون کیسی بیہودہ باتین انکے نزدیک نتہین تاکہ کوئی اسطرف التفات نکرے

اور اسکے تدارک اور خبرگیری مین غفلت کی جاوے وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا اور تحقیق گمراہ کیا ہے ان لوگون
اس مکر اور فریب سے بہت سے لوگونکو یہان تک کہ حقتعالی کی عبادت سے سب کے سب محروم رہے
اور غیر اللہ کی عبادت مین یعنی تصویرونکے مظاہر مین مشغول ہوے اور حال یہہ ہے کہ اس مکر کے باطل
ہونے پر انکی گمراہی خود دلیل ظاہر تہی اسواسطے کہ اگر اُن مظاہر کی عبادت حقیقت مین حقتعالی کی عبادت
ہوتی تو حقتعالی کی درگاہ مین مقبولیت کا سبب پڑتی اور تاریکی کے پردے انکے درمیان سے اُٹھہ جاتے
اور انکو ہدایت نصیب ہوتی لیکن یہان اسکا عکس پایا گیا یعنی یہہ مظاہر کی عبادت زیادہ تر دوری کا سبب
پڑی اور حقتعالی کی عبادت سے غفلت زیادہ ہوتی گئی اور عمر بہر اسی مظاہر کی قید مین گرفتار رہے
اسی سبب سے معلوم ہوا کہ انکی عبادت خدا کی عبادت نتہی اور یے لوگ اس مظاہر کی عبادت کرنے
اور معبود حقیقی کی عبادت کے انکار کرنے سے ظالم ہوئے اسواسطے کہ کسیکے حق کو تلف کرنا اور جو
چیز جسواسطے بنی ہے اسکے غیر مین اسکو صرف کرنا اسیکا نام ظلم ہے سو عبادت خاص اُلوہیت کے
مرتبہ کا حق ہے اسکی ذات کے لحاظ سے جزئی مظاہر کا حق نہین ہے جسطرح کلی ہونا انسان مطلق کا
حق ہے اسکی ذات کے لحاظ سے ہر ہر فرد انسان کا حق نہین ہے اور وسعت اور ہمیشہ بہنا دریا کا حق
ہے اسکی ذات کے لحاظ سے ہر ہر موج کا اسکی حق نہین ہے اور جو ہریت شخص کا حق ہے ذات کے
لحاظ سے نہ اُسکے سایہ کا اور نہ اُسکے عکس کی صورت کا جو آئینے مین معلوم ہوتا ہے اور قسمت کو قبول
نکرنا واحد کا حق ہے اسکی ذات کے لحاظ سے اسکے ظہور کے مراتب کا کہ بے انتہا عددہین حق نہین ہے
اور اسی پر اور بہی قیاس کر لیا چاہیے سو حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب ان لوگون نے اسطرح
کا ظلم کیا تو انکو استدراج کیطور پر بہی معرفت سے آشنا نکر اور اپنی شانون سے کسی شان کیطرف انکو
ہدایت نکر اور راہ نہ دکہا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا اور زیادہ نہ بڑہا ظالمونکو گمراہی کے
سوا سے اسواسطے کہ اگر کسیکو انمین سے استدراج کیطور پر بہی کسی شان کیطرف معبودیت کی شانون مین
سے ہدایت کریگا تو یہہ ہدایت کرنا ایک کا دوسرونکی خرابی کا سبب پڑیگا یعنی اللہ تعالی کی عبادت
کیطرف بالکل رخ نکرینگے اور غیر اللہ کی عبادت پر مُصر ہو جاینگی اسواسطے کہ یے کہینگے کہ جزئی مظاہر کی

عبادت بہی معرفت حقیقی کے فتح باب کا سبب پڑتی ہی اور فتح باب ہونا پر دیکے اُٹہنے اور مطلب کو پہنچنے کی
علامت ہی اسجگہہ پر مفسر لوگ ایک اعتراض کرتے ہین اسکا مضمون یہہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام
الوالعزم پیغمبرونمین ہین انسے اپنی قوم کیواسطے زیادہ گمراہی کی دعا کرنا پڑا تعجب ہی اسواسطے کہ نبیونکا
کام تو ہدایت طلب کرنا ہی نہ گمراہی کی بد دعا کرنا اور اس اعتراض کا جواب اسطور سے دیا ہی کہ یہہ
بد دعا حضرت نوح علیہ السلام نے اُسوقت کی تہی جب انکے ایمان سے بالکل نا امید ہو گئے تہے اور ہدایت کی
توقع انسے بالکل جاتی رہی تہی چنانچہ دوسری آیت مین حقتعالی نے خود فرما دیا تہا کہ اِنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ
مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ یعنی اب ہرگز ایمان نہ لاویگا کوئی تمہاری قوم کا مگر جو ایمان لا چکا تب
حضرت نوح علیہ السلام نے چاہا کہ اپنا عوض انسے لیجئے اور بد دعا زیادتی گمراہی کی انکے واسطے کیجئے تاکہ
انکے عذاب مین زیادتی ہو چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام بہی جب فرعون اور اسکی قوم کے ایمان سے
مایوس ہوئے تہے اسیطور کی بد دعا انکے واسطے کی تہی چنانچہ سورہ یونس کے آخر مین حکایت کیطور پر انکی
طرف سے بیان فرمائی ہی کہ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی ای رب
میرے مسخ کر دے انکے مالونکو اور سخت کر دے انکے دلونکو اور اس آیت کی تفسیر کے بیانمین اس اعتراض
کا جواب بہت خوب طرح سے بیان ہو چکا کہ زیادتی گمراہی کی بد دعا حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم
کیواسطے مطلق نہین ہی بلکہ ظلم اور شرک کی بہی قید لگی ہوئی ہی اور یہہ بات اصول کے قاعدے کے موافق ہے
اور وہ قاعدہ یہہ ہی کہ تَعْلِيْقُ الْحُكْمِ بِالْوَصْفِ مُشْعِرٌ بِعِلِّيَّةِ الْوَصْفِ لِذٰلِكَ الْحُكْمِ یعنی حکم کو کسی
وصف کے ساتہہ معلق کرنا اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ یہہ وصف علت بنا ہی اس حکم کا اور اگرچہ ظلم اور
شرک کی حالت مین ہدایت متصور نہین ہی لیکن اس دعا مین ایک فایدہ ہی کہ کسیطور سے ہدایت کا انمین
ظہور نہونے پاوے تاکہ دوسرونکی گمراہی کا سبب نہ پڑے اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے
بیان سے جو انتہا درجیکی نصیحت اپنی قوم کو کرکے یہہ بد دعا کی تہی اور انکی قوم کی شکایت کے بیانسے فراغت
پائی جو حکایت کیطور پر حضرت نوح علیہ السلام کیطرف سے بیان کئی گئی ہی تو اب ارشاد ہوتا ہی کہ اس دعا
اور اس شکایت کا اثر ظاہر ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم انکی نافرمانی اور برائیو نمین ہمیشہ پہنسے رہے

کسیطرح

کسیطرح سے ہدایت انکو نہوی یہان تک کہ مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ اپنے گناہونکے بعد اور مِن اسجگہہ تعلیل کیواسطے
ہے اور ما کی لفظ کثرت اور زیادتی کے معنون کے فایدہ دینے کیواسطے ہے جسطرح کثیرًا اور دوسری بہت
جگہونپر کثرت کیواسطے ما کو زیادہ کرتے ہین اور یہان ان گناہونکی زیادتی سے انکا کفر مراد ہے کہ اپنے وقت
کے پیغمبر کے مقابلہ مین ہزار برس تک اسے اپنے کفر پر اڑے رہے اور طرح طرح کی ایذائین پہنچائین سو اس سبب
انکا کفر بہت قوی ہوگیا اور اسی سبب سے اُغْرِقُوْا غرق کئے گئے ایسے پانی مین جو آسمان سے بہی گرتا تہا
اور زمین سے بہی اُبلتا تہا اور انکو ڈبو دینے سے انکا نیست و نابود کر دینا روے زمین سے فقط منظور نتہا
جو اسی ڈبونے پر کفایت کی جاتی بلکہ برزخ کا عذاب چکہانا بہی انکو منظور تہا اسواسطے کہ فَاُدْخِلُوْا نَارًا
پہر غرق ہونیکے بعد داخل کئے گئے ایک آگ مین سوا دوزخ کی آگ موعود کے اسواسطے کہ اسمین داخل ہونیکو
ابہی بہت دوری ہے اور اس آیت مین ایک فعل ماضی کو دوسرے فعل ماضی پر فے تعقیب کے ساتہہ جو عطف
کیا ہے سو یہہ قبر کے عذاب کے ثبوت پر صریح دلیل ہے چنانچہ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت نوح
علیہ السلام کی قوم ادہر ڈوبتے جاتے تہے اور اودہر جلتے جاتے تہے اور یہہ بہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ
نافرمانونکی موت کسی طرح سے ہو پانی مین ڈوبنے سے یا آگ مین جلنے سے یا جانور کے کہا جانے سے لیکن قبر
کے عذاب مین ضرور گرفتار ہوتے ہین اور جو کچہہ اُس مردے پر جو قبر مین گاڑا جاتا ہے ہوتا ہے وہی اسپر بہی
ہوتا ہے اسواسطے کہ جو کچہہ عذاب ہے سو روح پر ہے نہ بدن پر تاکہ بدن کا باقی رہنا عذاب کیواسطے شرط
ہو فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ پہر نپایا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنے واسطے اُن اپنے معبودونکو جنکو
پوجتے تہے اس امید سے کہ وقت پڑے پر کام آوینگے اور مصیبت مین مدد کرینگے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
سواے حقتعالی کے اَنْصَارًا مددگار یعنی نہ ودّ نے اُنسے محبت کی نہ سواع نے انکو قایم رکہا نہ یغوث
انکی فریاد کو پہنچا نہ یعوق نے حمایت کی نہ نسر نے انکو کچہہ قوت دی تاکہ دنیا کے عذاب سے یعنے طوفان مین
غرق ہونے سے انکو بچاتے یا برزخ کے عذابکو یعنی آگ مین جلنے کو اُنسے دفع کرتے سو انکی گمراہی کا اثر
حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے موافق ظاہر ہوا اور جب طوفان کے پانی کی زیادتی ہوئی اور آسمان سے
برسنا اور زمین سے اُبلنا شروع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے لوگونکے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے

اور کافر ڈوبنے لگے لیکن بعضے کافرونکو دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹیونپر اور اونچے مکانون پر بہاگ کر جا بیٹھے ہین
اور بعضون نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانسے اس طوفان کا حال سُنا تھا تو اُس خوف سے شیشے
کے مکانات پہاڑون پر احتیاط کیواسطے بنا رکہے تہے اور کئی مہینونکا کہانا پینا بہی اسمین رکہا تہا سو اسوقت
ان مکانونمین جاکر بے خوف ہوکر بیٹھے تہے حضرت نوح علیہ السلام نے یہہ حال دیکھہ کر اندیشہ کیا کہ ایسا نہو کہ
بعضے کافر اس عذاب سے اس حکمت سے بچ جاوین اور پہر کفر کا تخم جہان مین باقی رہے یہہ سوچ کے
پہر درگاہ الہی مین دست بدعا ہوکر عرض کی چنانچہ حقتعالی فرماتا ہی وَ قَالَ نُوْحٌ رَبِّ اور کہا نوح نے
ای رب میرے جو تو نے مجھکو اس دعا کی قبولیت سے سرفراز کیا ہی اور میری قوم کے سردارون اور
مکارون کو جنہون نے عوام لوگونکو بہی فریب دیکر خراب کیا تہا طوفانکے عذاب مین گرفتار کیا ہی تو ایک عرض
تیری جناب مین اور کرتا ہون کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ نچہوڑ زمین پر جہان بہر مین نہ یہان نہ دوسری جگہہ
مِنَ الْكَافِرِيْنَ کافرونکی جنس سے سردار اور مکار ہون یا اُنکے مقلد اور تابعدار میری قوم سے ہون یا غیر
انہین سے کسیکو دَيَّارًا گہر مین رہنے والا اور چلنے والا اور دَيَّار فَيْعَال کے وزن پر ہی مشتق ہی دار سے یا دور سے
اگر دار سے یہہ لفظ نکلی ہی تو اِسکے معنے ہین گہر مین رہنے والا اور بسنے والا اور اگر دَور سے نکلی ہی تو
اِسکے معنے ہین پہرنیوالا اور چلنے والا اور یہہ لفظ فَعَّال کے وزن پر نہین والا دوّار ہونا چاہئے تہا نہ دیّار
اور اسمین تعلیل اَیَّام کے موافق ہوئی ہی جسکی اصل ایوام ہی مثل سیّد کہ اصل مین سیود تہا اور تعلیل
یہہ ہی کہ واو اور یے ایک لفظ مین بلا فاصلہ جمع ہوئے واو کو یے کے ساتہہ بدلا کیا اور یے کو یے مین
ادغام کیا دیّار اور ایّام اور سیّد ہوا اور قیّام بہی فیعال کے وزن پر ہی اور بعضی روایت مین یہہ اسم اسمائے
حُسنی مین معدود ہی اور تہجد کی دُعا مین واقع ہوا ہی فعّال کی وزن پر نہین ہی اور متحیّز کی لفظ جو سورۂ
انفعال مین آئی ہی وُہ بہی متفیعل کی وزن پر ہی اصل اسکی متحیوز ہی نہ متفعّل کی وزن پر اسواسطے کہ اصل مین
یے سب صیغے واوی ہین نہ یائی فقط اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے کلام دعائیہ مین دیّار کی لفظ کو
لائے مُتَنَفِّسْ نکہا اسواسطے کہ ابلیس اور اسکی ذریت کی بقا قیامت تک آپ کو معلوم تہی اگر ہر کافر جاندار
کی ہلاکی روے زمین سے درگاہ الہی سے طلب کرتے تو انکا کلام حقتعالی کی تقدیر مبرم کے مخالف واقع ہوتا

اور حضرت

اور حضرات انبیا علیہم السلام تقدیر الٰہی کے مخالف دعا نہین کرتے ہین اس سبب سے دیار کی لفظ کو
لائے تاکہ ابلیس اور اسکی ذریت اسمین داخل نہون اسواسطے کہ ابلیس اور تمام شیاطین ہیں تو
ان کی طرح خانہ داری اور سکونت نہین کرتے ہین وہ اکثر زمین پر چلتے پھرتے کم ہین بلکہ انکی حرکت اکثر ہوا
مین ہوتی ہی اور جو کافرونکا روے زمین پر باقی رہنا کبھی حکمت الٰہی کے تقاضے سے ہوتا ہے
اسواسطے کہ اُن کافرونسے کسی زمانے مین خلق کی ہدایت مقدر ہوتی ہی اگرچہ سردست کفر اور
گمراہی مین گرفتار ہوتے ہین جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانیکے کافر کہ باوجود کفر مین سخت
ہونے کے آخر کو سعادت اسلام سے مشرف ہوئے اور ہزارون کافرونسے جہاد کرکے اسلام مین داخل
کیا یا اُن کافرونسے اولاد صالح پیدا ہونا مقدر ہوتا ہی اور انکی اولاد حقتعالی کی معرفت اور بندگی کو
بجالاتے ہین سو حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کے عرض کرنے کیوقت ان دونون فائدونکی نفی بھی بیان
کردی کہ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ تحقیق اگر چھوڑیگا توانکو تو البتہ گمراہ کرینگے سب تیرے
بندونکو تیری عبادت کی راہ سے اور انکو نفرت دلاوینگے اور منع کرینگے سیدھی راہ چلنے سے
اور انکی پیدائش جو معرفت اور عبادت کیواسطے ہوئی ہی وہ حکمت درہم برہم ہو جائیگی وَلَا يَلِدُوْا
اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اور ہرگز نہ جنینگے یے بدبخت مگر بدکار ناشکر بس انکی اولاد مین بھی صالح اور نیک بخت
ہونیکی اُمید نہین ہی غرض ہر طرح سے یے لوگ ہلاکی اور خرابی کے سزاوار ہین اور جب حضرت نوح
علیہ السلام نے جناب باری عز اسمہ سے ایسا مواخذہ جو عام ہو اور سبکو شامل ہو اور نمونہ ہو قیامت کا
طلب کیا تو اسبات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ قہر الٰہی ایسا جوش مین آوے کہ مجھسے ترک اولی جو کبھی کبھی
ہو جاتا ہی اور میری امت کے مسلمانون سے فرعیہ گناہون پر جو ان سے ہو جاتے ہین مواخذہ اور پکڑ ہو
سو اس خوف کے دفع کیواسطے درگاہ الٰہی مین ایک دعا دوسرے مضمون کی بھی کی اور کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ
ای پروردگار میرے بخش دے مجھکو جو کچھہ تیری مرضی کے خلاف مجھسے ہوا ہو اور میرے حق مین وہ
گناہ کا حکم رکھتا ہو جیسے ترک اولے اور اجتہاد مین خطا اور چوک وَلِوَالِدَيَّ اور بخش دے میرے
ماباپ کو اگرچہ وے مرگئے تہے لیکن والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر واجب ہی کہ انکی مغفرت کی دعا

مانگے جاے اور اپنے مقدور بہر انکے واسطے صدقے بہی دئے جائے اور حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام لملک بن متوشلح تہا اور آپکی ماں کا نام شمخا تہا انوش کی بیٹی لیکن یے انوش وے نہین ہین جو آپ کے اجداد مین ہین بلکہ یے دوسرے شخص ہین اور عطا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ابا اور اجداد مین حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی کافر نتہا سب مسلمان موحد تہے اور آپکی والدہ بہی مسلمان تہین وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا اور بخشش کر اسکے واسطے جو داخل ہو میری کشتی مین جو میرا اہل نہین ہی لیکن مسلمان ہو اسواسطے کہ آپ کی کشتی مین ابلیس بہی تہا اور بخشش کا مستحق نتہا اور مسلمانونکی بخشش اسواسطے طلب کی کہ ایسا نہو کہ انکی برائیون اور گناہونکی شامت سے کشتی ڈوب جاوے تو بے گناہ بہی ہلاک ہو جاوین اسواسطے کہ دنیا کے عام عذاب جو نہین آزمائش اور جانچ کیواسطے ہوتے ہین انہین کافر و مسلمانکا فرق اور امتیاز نہین ہوتا ہی اسیواسطے جو بلا کسی قوم پر آتی ہی تو اسمین انکے بچے اور دیوانے بہی ہلاک ہو جاتے ہین بلکہ جانورونکی بہی خرابی ہوتی ہی وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور بخش دے تمام مسلمان مردون اور مسلمان عورتونکو قیامت تک جو ہوتے جاوین تاکہ انکی اولاد کے گناہ جو آگے پیدا ہو کر کرین گے ان لوگونمین کہ انکے باپ ہین تاثیر نکرین اور کشتی کو نڈبو دین وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا اور زیادہ نکر ان ظالمونکو جو شرک اور کفر کی شامت سے ڈوب کر آگ مین جلین گے مگر دکہہ اور درد اور عذاب اسواسطے کہ اگر دمبدم انپر عذاب کی زیادتی نہوتی جاویگی اور ایک ہی طور پر عذاب رہیگا تو اس عذاب کی انکو عادت ہو جائیگی اور سہہ جائین گے اور وہ عذاب انکو نہ معلوم ہوگا اور یہہ بہی ایک طرح کی مغفرت ہی تو یے بہی مومنین کی مغفرت مین شریک ہو جائین گے اگرچہ تہوڑی ہی سہی علمانے کہا ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا مین بڑی خوشخبری ہی تمام ایمانداروں کیواسطے جو قیامت تک ہوتے جاوین گے اسواسطے کہ کافرون کے حق مین جو بد دعا آپنے کی تہی وہ درگاہ الہی مین بالیقین مقبول ہوئی اور اسکی قبولیت کے آثار بہی ظاہر ہوے یعنی سب کافر ہلاک ہوے تو ایمانداروں کے حق مین مغفرت کی دعا جو آپ نے کی ہی وہ بہی بلاشبہ مقرون باجابت ہوئی ہوگی اور مسلمان مغفور ہوے والحمد للہ علی ذلک اور یہہ بہی علمانے کہا ہے

که وَدّ اور سواع وغیره پانچو بت جو اوپر مذکور ہوچکے ہین کچهه حضرت نوح علیه السلام ہی کی قوم کیواسطے
خاص نتهے بلکه ہر شخص کے پاس موجود ہین اور ہر ایک انکی عبادت اور محبت مین گرفتار ہے جان بوجهه کے
یا نادانی سے مگر جسکو حقتعالی بچاوے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہین اس اجمال کی تفصیل یهه ہے که آدمی اپنے
عالم مین خوب غور اور تامل کرکے دیکهے که ہر شخص کا بدن وَدّ ہی اسواسطے که روح کا محبوب ہے اور یهه بات جبلی اور
پیدایشی ہے اور اپنے بدنکی محبت مین ایسا مصروف رہتا ہے که اسکے مقابله مین سبکو ہیچ جانتا ہے کسیکی حقیقت اسکے سامنے نہین اور
ہمیشه اسکی پرورش اور زینت مین لگا رہتا ہے کہانے مین پینے مین لباس مین زیور مین خضاب مین کنگهی مین سرمے مین دوا کے
استعمال مین ورزش مین ریاضت مین حمام کے جانے مین غسل کرنے مین بدن کے ملنے مین حجامت بنانے
مین غرض جتنی چیزین ہین سب مین بدنکی صلاح اور بہتری منظور اور ملحوظ رہتی ہے اور ہمیشه دن اور رات
بلکه ہر ساعت اسی مین مشغول رہتا ہے اور ہر شخص کا نفس اسکا سواع ہے اسواسطے که اسکی زندگی کا
قیام اسی سے متعلق ہے اسیواسطے جن چیزونمین اسکو لذّت اور خوشی ہوتی ہے اسیکی طرف دوڑتا ہے
اور جن چیزونسے رنج اور ضرر اُسکا سمجهتا ہے اُنسے دور بهاگتا ہے یہی سبب ہے که عبادت اور تقوی مین
اُسسے قصور ہوتا ہے اور پیغمبر کی فرمانبرداری کما حقّه نہین کر سکتا اور ہر شخص کا یغوث اسکا باپ بیٹا
ما بہن بهائی بهتیجا خویش اور اقربا ہین اسواسطے که ان لوگونسے امّید فریادرسی کی رکهتا ہے اور
انکے بهروسے پر کودتا ہے اور انکی خاطرداری اور دلجوئی مین ہمیشه لگا رہتا ہے یہان تک انکی خاطر
سے الله اور رسول کے حکم کو ٹال جاتا ہے اور سُنتے کو ان سُنا کر دیتا ہے اور ہر شخص کا یعوق اسکا
مال ہے جو زکوة اور صدقات کے دینے سے اور مسکینون محتاجونکی خبرگیری سے اور حقتعالی کی عبادت اور
تقوی سے روکتا ہے اور منع کرتا ہے اور یهه شخص اپنی مصیبت اور بلا کے دفع کرنے مین اُسسے بڑی امّید
رکهتا ہے اور ہر شخص کا نسر اسکا شیطان ہے جو حرص اور غصه کے دونون بازونسے پہنچکر اس شخص
کے سب کئے اور بکئے کو برابر کر دیتا ہے اور برے وسوسے اور جهوٹهے اعتقاد اسکے دل مین ڈالا کرتا ہے جب
تک ان پانچون بتون کے پهندسے نچهوٹیگا تب تک ایمان اسکا درست نہوگا اور حضرت نوح علیه السلام
کی دعا مین جو تمام ایماندارونکے واسطے کی ہے داخل نہوگا اب اسجگه پر جانا چاہئے که حضرت نوح علیه السلام نے

اپنی دعا مین عرض کیا ہی کہ میری قوم کے کافر نجنین گے مگر بدبخت ناشکر یعنی انکی نسل سے بہی کوئی مسلمان ہونیوالا نہین ہی لیکن بہت کافر ایسے بہی ہوے ہین کہ انکی نسل سے نیکبخت خدا کے خاص بندے پیدا ہوے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کہ اُنکے نطفے سے ایسا شخص پیدا ہوا جو سید المرسلین اور ابو المرسلین ہوا اور خُلّت الہی کے مرتبے سے سرفرازی پائی سو ظاہر مین دُعا کا مضمون واقع کے خلاف معلوم ہوتا ہی اس شبہہ کے جواب مین مفسرین نے بہی اختلاف کیا ہی علماء ظاہر یون جواب دیتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کو وحی سے اپنی قوم کا حال بخوبی معلوم ہو چکا تہا کہ ان لوگون سے ہرگز مسلمان پیدا ہونیوالا نہین ہی اسواسطے یہہ دُعا کی اور یہہ حکم انہی کی قوم کیواسطے خاص ہی عام نہین ہی کہ ہر کافر کو شامل ہوا اور بعضے عالمون نے یون کہا ہی کہ طوفان کے آنکے پہلے حقتعالی نے انپر وحی بہیجی تہی کہ اِنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ اور اس حصر کی لفظ سے حضرت نوح علیہ السلام نے بوجہہ لیا تہا کہ اب میری قوم سے جو پیدا ہوگا وہ کافر ہی رہیگا اسواسطے کہ قوم کی اولاد بہی قوم مین داخل ہین اس سبب سے آپکو اس بات کا یقین ہو گیا تہا اور اس مضمونکو جو متضمن شرط اور جزا کا ہی جناب الہی مین عرض کیا یعنی اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ الخ اور حضرت صوفیہ رحمہم اللہ کہتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تنگدلی اور غضب الہی کے غلبے کے سبب سے دعا کیوقت جوش اگیا تہا اور انپر ایک حالت طاری ہو گئی تہی سو ظاہر حال کے موافق آپنے حکم فرمایا اسواسطے کہ خبیث اور تاریک نفس سے جو نطفہ کہ پیدا ہوگا اور اسی تاریک اور خبیث نفس کی تدبیر سے تربیت پاویگا تو بالیقین وہ بہی خبیث ہوگا اور خباثت ہی کی استعداد پیدا کریگا جسطرح اولاد کا جسم کہ صفت مین والد کے جسم کے موافق ہوتا ہی جیسے حبشی اور رومی اور جسطرح شاگرد اور مرید کہ کمال کی قسم مین اپنے استاد اور پیر کے موافق ہوتا ہی اسیواسطے کہا ہی کہ اَلْوِلَادَةُ الرُّوْحَانِيَّةُ مِثْلُ الْوِلَادَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ یعنی ولادۂ روحانی جسمانی ولادت کے مانند ہی تاثیر مین سو اسطور سے حضرت نوح علیہ السلام کا عرض کرنا آپکے حال کی لغزش سے تہا کہ کبہی انبیا سے بہی ہو جاتی ہی جسطرح حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتہہ سے قبطی مر گیا کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کے فعل کی لغزش تہی نہ بسبب

ہی کہ

ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اس عرض کی عوض مین انکے بیٹے کے کفر سے جسکا نام کنعان تہا متنبہ اور خبردار کر دیا جسطرح حضرت داود علیہ السلام کو اوریا کی عورت کے مقدمے مین دو شریکونکے قصے سے جو اسمین بکریون مین جہگڑتے آئے تہے متنبہ اور خبردار کر دیا تہا اور تحقیق اس مقام کی یہہ ہی کہ جو کیفیت ماباپ کے باطن پر غالب ہوتی ہی اس کیفیت کی تاثیر اولاد مین بلاشبہہ پائی جاتی ہی لیکن جو کیفیت کہ ماباپ کے باطن پر غالب نہین ہوتی ہی اسکی تاثیر کا اثر اولاد مین پایا جانا کچہہ ضرور نہین ہی اسواسطے کہتے ہین کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ یعنی اولاد اپنے باپ کا بہید ہی جو حالت کہ باپ مین پوشیدہ اور غالب اسکا ظہور اسمین ہوتا ہی پہر جب یہہ فرق معلوم ہوچکا تو اب جان لیا چاہئے کہ بعضے وقت مین بعضے کافرون کی استعداد بڑہی ہوئی ہوتی ہی اور انکے باطن پر صفائی کا غلبہ ہوتا ہی اور اس جبلی استعداد کے موافق انکی اصل بہی پاکیزہ ہوتی ہی لیکن ظاہر مین اپنے باپ دادونکے دین پر ہوتے ہین اور اپنی قوم کی عادت اور اپنے بزرگونکی وضع انسے چہوڑی نہین جاتی لیکن باطن انکا آفت سے بچا ہوا ہوتا ہی اس سبب سے اس نورانیت کی حالت مین انکی اولاد با ایمان پیدا ہوتی ہی اور انکے باطن کی حالت کا ظہور انکی اولاد مین پایا جاتا ہی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام آذر سے پیدا ہوے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب سے سو جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کا احوال ہزار برس تک دیکہا اور اتنی مدت دور دراز مین کتنے زمانے اور کتنے قرن گذر گئے اور ہر زمانے کے لوگونکا تجربہ کیا اور انکے باطن کی استعداد کی معرفت کو خوب آزمایا لیکن کسی مین صلاحیت کی لیاقت نہ دیکہی تب بالیقین آپ کو معلوم ہوا کہ انمین سے کسی کی پیدائشی استعداد سلامت نہین رہی اور باطن انکا تاریک ہوگیا ہی بلکہ سیاہی نے تمام انکے باطن کو چہپا لیا ہی اور انکا کفر اپنے باپ دادونکی پیروی پر اور قوم کی رسم پر نہین رہا بلکہ انکے دل سیاہ ہوگئے ہین آپ انسے اور انکی اولاد سے ہرگز توقع ایمان کی نہین ہی لاچار ہوکر اسطور کی بد دعا انکے واسطے کی اور اس شرط اور جزا کو درگاہ الہی مین یقین کیطور پر عرض کیا سو حقتعالی کی درگاہ مین اسی راستی کے سبب سے انکی دعا نے قبولیت کا درجہ پایا اور اس قہار مالک الملک کی درگاہ سے انکی قوم پر عذاب نازل ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام پر کچہہ بہی عتاب نہوا اور انکے بیٹے کنعان کا کافر ہونا تنبیہ اور عتاب پر حمل نہین کیا جاتا اور انکی دعا مین شرط اور جزا کا جو مضمون ہی اسکے

مخالف بھی نہین ہی اسواسطے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے کلام کا مطلب یہہ ہے کہ ان کافرون سے سوائے کافر فاجر کے پیدا نہوگا اس سبب سے اسکا نیست اور نابود ہونا ضروری ہی یہہ مطلب نہین ہی کہ کافر فاجر پیدا نہون اسواسطے کہ کبھی نیک بختون سے بھی بُرے پیدا ہوتے ہین لیکن انسے اچھے صالح بھی پیدا ہوتے ہین تو بعضے اولاد کی نیکی اور بعضے کی بدی مقابل ہوکے فنا اور نیستی کے وجوب کی علت نہین پڑتی ہی اور یہہ بھی کُچھہ بعید نہین ہی کہ کنعان کے نطفے کے علوق کیوقت بعضی لغزشین اور ترک اولے نے جنکا پیغمبرون سے بمقتضائے بشریت کے ہونا کُچھہ عجب نہین ہی حضرت نوح علیہ السلام کے باطن مین ایک ظلمانی ہیئت پکڑی ہو اور اسی ہیئت ظلمانی کا کنعان حامل ہوکر اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کا مصداق ہوا ہو اور سوائے اسکے اُسکی ماکا مشرکہ اور منافقہ ہونا اسکی استعداد کی خرابی مین بڑی تاثیر رکھتا ہی اب اس لحاظ سے کنعان کے استعداد کے فساد کو حضرت نوح علیہ السلام کیطرف نسبت کرنا کچھہ لازم نہین ہے اسکی ماکا اثر ہو تو کچھہ عجب نہین حاصل کلام یہہ ہی کہ ایک تو یہہ بات ہی کہ سوائے کافر فاجر کے صالح کا نہ جننا اور دوسری یہہ کہ کافر فاجر بھی پیدا ہون اور صالح بھی ان دونون باتون مین فرق بڑا ہی اور ان دونون مین سے ایک کا اثبات دوسری کی نفی نہین کرتا ہی تاکہ تنبیہ اور عتاب متصور ہوسکے واللہ اعلم بالصواب

سورۃ الجن

یہہ سورہ مکی ہی اسمین اٹھائیس آیتین اور دو سو اسّی کلمے اور نو سو نو حرف ہین اور اس سورے کے ربط کی وجہہ سورہ نوح اور اسکے پہلے کی سورتون کے ساتھہ یہہ ہی کہ سورۂ نون مین یہہ مضمون بیان ہی کہ کافرون نے باوجود نہایت نزدیکی نسب کے رسول مقبول سے اور آپکے احوال اور اخلاق بزرگ پر واقف ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہچانی اور دیوانگی کی نسبت آپکی طرف کرنے لگا اور سورہ حاقہ مین یہہ مذکور ہی کہ یہ کافر ایسے بدبخت اور شقی ہین کہ باوجود عقل اور دانائی کے دعوے کے قران مجید کو کبھی شاعر کا کلام اور کبھی کاہن کا کلام اور کبھی پیغمبر کا بنایا ہوا کہتے ہین اتنی سمجھہ نہین رکھتے کہ اسکے حقیقت حال کو دریافت کرین کہ یہہ کلام اعجاز سے بھرا ہوا کس قسم کا ہی اور کہان سے آیا ہی

زمین پر اتارنے اور زمین والونکو سنانے سے مقصود کیا ہے یہانتک کہ سورہ معارج مین جان بوجہکر
سچ کو جھوٹھا کرنا اور بیفائدہ جھگڑا کرنا کافرونکا کھول کر بیان فرمادیا کہ یے کافر اپنی نادانی اور جہالت سے
حقتعالی کے عذابکی درخواست کرتے ہین اور سورہ نوح مین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیواسطے حضرت نوح علیہ السلام
کی کامل دعوتکا پورا قصہ بیان فرمایا یعنے جو دعوتکا حق تہا سو وے بجالائے اور ہزار سال تک اپنی قوم کو طرح طرح سے
سمجہایا لالچ بہی دلوایا اور ڈرایا بہی اسلام مین انتہا درجیکی سعی اور کوشش کی لیکن اس قوم نے اپنے باپ
دادونکی تقلید جو کفر مین کی تہی اسے ہرگز نچہوڑا اور اسی پر ہٹ کرتے رہے اور اب اس سورہ مین ارشاد
ہوتا ہے کہ حقتعالی کی قدرت کاملہ کا تماشا دیکہو اور خوب جان رکھو کہ دلونکا پہیرنیوالا اور پوری ہدایت
کرنیوالا وہی مالک الملک ہے اپنی قوم کا حال دیکہو کہ تمہارے احوال کو بخوبی جانتے ہین اور تمسے نسبی قرابت
بہی رکہتے ہین اور ایک جنس ہی ہین اور عربی کلام کے بڑے ماہر ہین اور اسقدر استعداد رکہتے ہین کہ
اگر قرآن شریف کے بوجہنے اور اس کلام کے اعجاز دریافت کرنے مین تہوڑا سا غور اور تامل کرین تو بخوبی بوجہہ
سکتے ہین لیکن ہرگز نہین بوجہتے بلکہ ایسے گمراہ ہین کہ جان بوجہکر انکار کرتے ہین اور نہین مانتے اور بیفایدہ
کلام کرتے ہین اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم باوجود اسقدر مدت درازکی دعوت کے اور ہم جنس ہونیکے
یعنے آدمی تہے ذہن اور عقل پوری رکہتے تہے اور ایمانکی نیکوئی اور کفر کی برائی بخوبی بوجہہ سکتے تہے لیکن
ہرگز راہ پر نہ آئے اور حضرت نوح علیہ السلام کا کلام نہ سنا بلکہ روز بروز گمراہی انکی اور زیادہ ہوتی گئی اور
سیدہی راہ سے دور بہاگتے رہے اور ایک جماعت ان جنون سے جو تمہارے ہم جنس بہی نہین ہین
اور انکی بات سمجہنے کی فہمید بہی خوب نہین رکہتے اور تمکو بہی دیکہا بہی نہین اور تمہاری صحبت مین بہی نہین
آئے تاکہ قرآن کے معنونکی تفسیر تم انکے سامنے بیان کرتے اور اسکے مضمونکو اچہی طرح سے کہولکر انکو سناتے
فقط راہ چلتے کئی آیتین قرآن شریف کی تمسے سنکر کسقدر ہدایت کے نشہ مین مست ہوگئے اور کیسے قرآن
مجید کے معتقد اور تابعدار ہوگئے کہ سنتے ہی ایمان لائے اور اپنے قوم کے بزرگون اور پیشواونکی تقلید اور
پیرویسے بالکل پہر گئے اور ایمانکی خوبی اور کفر کی برائی کیا اچہی طرح سے اپنی قوم کے سامنے بیان کی
اور تمہاری نبوتکی صحت پر کیا خوب دلیل لائی باوجود اسبات کے کہ برا بیان جنونکی جبلت اور پیدایشی

مین جیسے غرور اور تکبر اور ہٹ کرنا اور گڑگڑانا اپنی بات پر اور اپنے بہاگنے اور چہپنے پر اعتماد اور بہروسا کرنا سوان سب باتونکو اپنے سے دور کیا اور اقرار کیا اسبات کا کہ لَن نُّعجِزَ اللّٰہَ فِی الاَرضِ وَلَن نُّعجِزَہٗ ھَرَبًا اور اسبات کا بہی اقرار کیا کہ ہمکو ہرگز علم غیب نہین ہی اور کہا کہ لَا نَدرِی اَشَرٌّ اُرِیدَ بِمَن فِی الاَرضِ اَم اَرَادَ بِہِم رَبُّہُم رَشَدًا اور اپنی تعریف اور اپنی قوم کی تعریف اور توصیف سے دست بردار ہوے اور کہول کر کہہ دیا کہ مِنَّا الصّٰلِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا اور ایماندارون اور کافرونکے انجام کار کو دریافت کر لیا بس اب جاننا چاہیے کہ جس شخص کی نکوئی اور رہنمائی کیواسطے ہدایت الہی اسکے حال پر متوجہ ہوی اور توفیق نیک اسطرف سے ملی تو جتنی برائیان اور نیک بات سے روکنے والیان ہین وے چیزین اسکے پاس بہی نہین آتی ہین اور جو چیزین نیک بات کی حاصل کرنے والیان ہین وے سب بے خواہش جمع ہوتی ہین اور جسطرف حقتعالی کی ہدایت متوجہ نہوی تو کتنی ہی عقل اور دانائی ہو اور ہم جنسی اور قرابت بہی پائی جاوے اور استاد کی شفقت اور محبت اور مرشد کامل کی صحبت بہی نصیب ہووے لیکن یے سب باتین بیکار اور بیفائدہ محض ہوجاتی ہین اور کچہہ بن نہین پڑتی **مصرعہ** کچہہ بن نہین پڑتی جب تقدیر بگڑتی ہی **نظم** جسکو توفیق حق کی ہووے رفیق ❊ بن پڑے گر برا ہی کام کرے ❊ جسکی تقدیر ہی الٹ جاوے ❊ جو کرے سر پر اسکے آن پڑے ❊ آخر باوجود ان باتونکے ان دونون سورتونکے متفرق مضمونون مین بہی مناسبت و موافقت پائی جاتی ہی چنانچہ اُس سورت مین یعنے سورہ نوح مین حضرت نوح علیہ السلام کی زبانسے فرماتے ہین کہ مَا لَکُم لَا تَرجُونَ لِلّٰہِ وَقَارًا اور اِس سورتمین جنونکی زبانی نقل فرمایا ہی کہ وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا اور اُس سورتمین کافر لوگونکی زبانی نقل فرمایا ہی کہ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوثَ وَیَعُوقَ وَنَسرًا اور اِس سورتمین مسلمان جنونکی زبانی نقل فرماتے ہین کہ لَن نُّشرِکَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَمَن اَسلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوا رَشَدًا اور اُس سورتمین مذکور ہی فَلَم یَجِدُوا لَہُم مِّن دُونِ اللّٰہِ اَنصَارًا اور اس سورتمین مذکور ہی وَلَن اَجِدَ مِن دُونِہٖ مُلتَحَدًا اور لَن نُّعجِزَ اللّٰہَ فِی الاَرضِ وَلَن نُّعجِزَہٗ ھَرَبًا اور اُس سورتمین مذکور ہی اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرسِلِ السَّمَآءَ

عَلَيْكُمْ مِنْ دَآدًا اور اس سورتمین مذکور ہی وَاَنْ لَوِاسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنَاهُمْ مَآءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ اور اس سورتمین مذکور ہی کہ آدم کی اولاد اپنے ناخلفی اور نالایقی کے سبب سے اپنے اصل باپ کی خلافت کی خدمت سے معزول ہوئے اور بلا کی کے سزوار ہوئے بلکہ واجب القتل ہوئے بموجب اس مضمون کے لَاتَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَايَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اور اس سورت مین مذکور ہی کہ باوجود مختلف ہونے جنسونکے اور جدائی اخلاق اور اوضاع کے جنونمین جو لیاقت اور صلاحیت تہی اس سبب سے پیغمبر آخر الزمان کے خلیفہ ہوئے اور ہدایت اور رہنمائی کے منصب سے سرفراز ہوئے اور اپنی قوم مین جاکر پیغام رسول کا پہنچایا اور نافرمانی سے خوف دلایا اور ڈرایا نظم

دہقانکے بیٹے بسکہ فراست مین طاق تہے
جا پہنچے حضور شاہ کے بلکہ ہوئے امیر
نادان وزیرزادے گئے بہیکہ مانگتے
دہقانکے در پہ جیسے کوئی مبتذل فقیر

اور سوائے اسکے دوسری بہی مناسبتین ان دونون سورتونمین پائی جاتی ہین جو خوب فکر اور غور کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہین اور اس سورت کا نام سورہ جن اسواسطے رکہا ہی کہ قرآن شریف کی حقیقت کا ثبوت اس سورتمین دو وجہہ سے جنونکی طرف سے ظاہر ہوا ہی سو اُن دونون وجہون سے پہلی وجہہ یہہ ہی کہ بڑے بڑے فصیح اور بلیغ آدمیونکا اس قرآن کے مانند عبارت بنانے مین عاجز ہوجانا ہر خاص و عام کو معلوم ہوچکا تہا فقط دو احتمال اُس زمانیکے لوگونکو قرآن شریف کے حقمین انکی خاطر و نمین گذرتے تہے ایک یہہ کہ شاید خدا کا کلام ہو جو فرشتے کیواسطے سے پہنچا ہے دوسرا احتمال یہہ کہ شاید جن کا کلام ہو جو کسی کاہن کیواسطے سے دلمین ڈالا گیا ہو اسواسطے کہ اُس زمانے مین عرب کے شہرونمین کہانت کا دروازہ کہلا تہا اور جنو نسے علم کا سیکہنا رایج اور مشہور ہو رہا تہا اکثر عرب کے لوگونکو جنات سے دوستی آشنائی ہوجاتی تہی اور وے جنات بعضی باتین جو آدمیونکو نہین معلوم ہوتی تہین بلکہ آدمی اسکو غیب کی بات سمجہتے تہے اُن اپنے دوستونکے دلونمین ڈالتے تہے اور اس معاملہ کے سبب سے اس شخص کا مرتبہ اور اعتبار لوگونکے دلونمین بڑہتا تہا اور اُن جنّون کی بہی بزرگی اور عزت لوگونکے دلوئمین جم جاتی تہی اس سبب سے ان جنون اور کاہنونکی طرف لوگ

رجوع کرتے تھے اور نذر نیاز چڑھاتے تھے اور اُن کا ہونکا حق جو مقرر کرتے تھے اسکو ادا کرنا ضروری
جانتے تھے اور یہہ معاملہ ان لوگونمین بہت جاری تہا جیسا کہ اس زمانے مین بہی اسی قسم کے معاملات
ان شخصونسے جو اپنے اوپر جن یا پری کے آنے کے دعوے کرتے ہین لوگ کیا کرتے ہین اور اُن جن اور
پریونکو غیب دان جانتے ہین اور انکی نذر نیاز اپنے اوپر واجب سمجھتے ہین اور عرب کے جاہل لوگ ایسا
جانتے تھے کہ جیسی عبارت جن بنا سکتے ہین ویسی عبارت آدمی ہرگز نہین بنا سکتے سو انکو گمان
اسبات کا تہا کہ یہہ کلام یعنے قرآن شریف آدمی نہین بنا سکتے تو شاید کسی پرے جن کا کلام ہو
جو پیغمبر کو سکہلا جاتا ہو اور جب اس سورت مین یہہ مضمون بیان ہوا کہ اس کلام کو سُنکر جن بہی دنگ
ہو گئے اور اپنی عاجزی کا اقرار کیا اور کہنے لگے کہ یہہ کلام ہرگز مخلوق کا نہین ہے بلکہ یہہ کلام خالق کا
ہے تو یہہ شبہہ بہی بالکل جاتا رہا وہی ایک بات باقی رہی یعنے یہہ قرآن حقتعالی کا کلام ہے کسی دوسرے کا
نہین ہے اور اگر کسی کے دلمین یہہ شبہہ گذرے کہ یہہ جنونکا اپنی عاجزیکا اقرار کرنا یعنے یہہ کہنا کہ یہہ
کلام حقتعالی ہے کسی مخلوق کا نہین ہے یہہ بہی تو اسی قران سے ثابت ہوا ہے جنونکی زبان سے
کسنے سُنا کہ جنون نے اپنی عاجزیکا اقرار کیا تا کہ اس کلام کا اعجاز ثابت ہووے اور حقتعالی کا کلام ہونا سبکو
یقین ہو جاوے سو یہان اثبات الشئی بنفسہ لازم ہوتا ہے یعنے ایک چیز کے وجود کو ثابت کرنا اس چیز کی
ذات ثابت کرنے سے اور اسکا جواب یہہ ہے کہ یہان اثبات الشئی بنفسہ لازم نہین ہوتا بلکہ یہہ اثبات
الشئی علی فرض نقیضہ کیطور پر ہے یعنے اگر اس چیز کی نقیض کو ہم فرض کرلین یعنے مان لین تو بہی یہہ چیز
ثابت ہوتی ہے اور دعوی اور مطلب کے ثابت کرنے مین کوئی دلیل اس سے مضبوط اور قوی نہین ہے
اور یہان اس مطلب کو یون بوجہا چاہیئے کہ قران کے منکرونسے ہم پوچھتے ہین کہ جس سورت مین کلام الہی ہونیکا اور
اپنی عاجزیکا اقرار جنونکی زبانسے نقل کیا گیا ہے وہ سورت کلام الہی ہے یا جنونکا کلام ہے اب اگر تم
کہوگے کہ جنونکا کلام ہے تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنے جنون نے اپنی عاجزیکا اقرار کیا اور اسکو کلام الہی کہا
اور اگر تم کہوگے کہ یہہ کلام الہی ہے تو بہی ہمارا مطلب ثابت ہوا کہ یہی ہمارا بہی مطلب ہے اور جب کلام ہونا
صادق ہوا تو جو کچھہ اسمین جنونکا احوال مذکور ہے وہ بہی سب ثابت ہوا اور اسبات کا شبہہ کہ باقی قران

بہی

بہی جن کا کلام ہوا اور یہہ سورۃ آدمی کا کلام ہو سو یہہ شبہہ پہلے سے باطل ہو چکا ہی اسواسطے کہ
آدمی اس سورت کے بہی مقابلہ مین کلام لا نہین سکتے بس اُنہی دونون احتمالونمین سے یعنی یہہ سورت
جن کا کلام ہی یا خدا کا ایک احتمال کا معین ہونا ضرور ہوا اور ان دونون احتمالونمین سے جو ثابت
ہو گا تو اپنا مطلب ثابت ہی اور دوسری وجہہ اس قران کے ثبوت کی جنون کیطرف سے یہہ ہی کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تہے اور جو فرشتے دنیا کے کامونکی
تدبیر پر مقرر ہین انکی مجلسون اور محفلونمین سے وے باتین جو دنیا مین ہونیوالی ہین چوری اور جاسوسی
کیطور پر سُن آکے لوگونسے کہتے تہے تاکہ وے لوگ انکی غیب دانی کے معتقد ہووین اور انکی پرستش
کرین اور کاہنونکو جو اُن جنونکے خادم اور پجاری ہین نذر اور نیاز لاکر دیوین اور روز بروز ان کاہنونکی
شیخی اور بزرگی انکے نزدیک بڑہتی جاوے سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تب یہہ
کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور آسمان پر جانے سے جنونکو ممانعت ہو گئی اور فرشتے نگہبانیکو مقرر ہوے تاکہ
آسمان پر جنونکو آنے ندیوین اور اگر وے آنے کا ارادہ کرین تو آگ کے انگارونسے مارین اور اس
قسم کی احتیاط اور نگہبانی سے مطلب یہہ تہا کہ جب قران نازل ہو گا اور زمین والے اگر انکار کرین گے
تو اُنسے اس قران شریف کا مقابلہ طلب ہو گا یعنے اگر تم اسکو کلام الہی نہین جانتے ہو تو تم بہی ایسا
کلام بنا لاؤ اور جب زمین والونسے اِسکے مقابلے مین کلام نہ آسکے گا تو انکو کلام الہی ہونا قران کا یقین
ہو جائیگا اور اگر جنات آسمان پر آتے جاتے رہین گے تو ہو سکتا ہی کہ بیت العزۃ کے فرشتونکی زبانسے
کسی آیت قران کو سُنکے کسی کاہن کو پہنچاوین اور بیت العزۃ اس مکانکو کہتے ہین جو دنیا کے آسمان پر
قران شریف نازل ہونیکا محل ہی اور وہ کاہن پیغمبر کے مقابلہ مین وُہ آیت پڑہے تو جاہلون کے ذہنون مین
شبہہ پڑ جائیگا کہ قران شریف کی برابر عبارت آدمی بہی بنا سکتا ہی تو قران کا کلام الہی ہونا بالیقین
ثابت نہو گا اور یہہ بہی تہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام تہی یعنے جسطرح آپ آدمیون کے
نبی تہے اسیطرح جنونکے بہی نبی تہے اور منکر جنون سے بہی قران کے مقابلہ مین عبارتکا طلب کرنا منظور تہا
تاکہ وے بہی عاجز ہو کے کلام الہی ہونے کا اس قران کے اقرار کرین اور اگر آسمانپر انکا آنا جانا بند نہوتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح آدمیون کے نبی تہے اسیطرح جنونکے بہی نبی تہے

تو وے بعض آیتین فرشتونکی زبانسے چوری کیطور پر سنکے مقابلہ مین موجود ہوتے اور عجز انکا ثابت نہوتا اس سبب سے تدبیر الٰہی اس امر کو مقتضی ہوئی کہ زبان فیض نشان نبوت مین جو زمانہ قران کے نازل ہونیکا ہے اور وہ تیئیس برس تک رہا یہہ کارخانہ بالکل موقوف کر دیا جائے چنانچہ عرب کے سب کاہن آپکے نبی ہونیکے وقت سے معطل اور بیکار ہو گئے تہے اور گلہ شکوہ کیا کرتے تہے کہ اب جن ہمارے پاس کوئی خبر نہین لاتے ہین اور جنات بہی حیرت مین تہے کہ حقتعالی کو کیا اُلٹ پلٹ منظور ہے جو ہم لوگ آسمان پر جانے نہین پاتے اور جانیکا ارادہ جو کرتے ہین تو مار پڑتی ہے جب اس قران مجید کو سُنا تب انکو یقین ہوا کہ یہہ سب ممانعت اور حفاظت اس کلام کیواسطے تہی کہ اسکا مقابلہ کوئی نکر سکے اور قران کی حقیقت پر اسطور سے دلیل لانا پہلے امارات اور قراین کے اعانت سے ہے اور یہی طور عُرف مین رایج ہے اور اس دلیل کو دانشمندکے قاعدونکے طور پر اس وضع سے لکہہ سکتے ہین کہ جنونکی ممانعت آسمانی کلام کے سُن آنے سے اگر فرشتونکے کلام کی محافظت کیواسطے ہوتی تو قران شریف کے نازل ہونیکے پہلے بہی ہوتی پس معلوم ہوا کہ یہہ ممانعت نتہی مگر قران شریف کی محافظت کیواسطے تاکہ اسکا مقابلہ کسی صورت سے نہو سکے بسبب دلیل دوران کے پس یہہ کلام محفوظ ہوا معارضہ سے اور جو کلام کہ معارضہ سے محفوظ ہے وہ کلام معجز ہے اور کلام معجز نہین ہوتا ہے مگر فعل الٰہی جو صادق کے ہاتہہ پر پیدا ہوتا ہے پس یہہ کلام بہی کلام الٰہی ہوا جو ڈالا گیا ہے صادق یعنی نبی علیہ السلام پر اور یہی مدعی ہے اور اسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ جاندارونکا پیدا کرنا بہی عالم مین حکمت کی راہ سے ضروری ہوا اسواسطے کہ اگر عالم مین جاندار نہون تو فعل اختیاری کا ظہور نہو سکے اور بدون اختیاری فعلون کے عالم رونق نہین ہے اور ارادے اور اختیار کا مظہر بہی ثابت نہو اور اسیطرح سے شعور اور بوجہہ بدون جاندار کے مظہر نہین رکہتا ہے تو علم کا وصف بے مظہر رہتا اور جاندار کا اختیاری فعل کا مصدر ہونا بدون خواہش اور نفرت کے متصور نتہا اسواسطے یے دونون صفتین بہی جاندار کو دینا ضرور ہوا اور بدون دریافت کرنے اچہا اور برائی کسی چیز کے جسکی طرف جاندار رغبت کرے یا اسسے نفرت کرے خواہش اور نفرت کا وجود متصور نتہا اسواسطے جزئی چیزونکا شعور اور دریافت بہی پیدا کرنا جاندار مین ضروری ہوا اور جو جزئی چیزونکی سمجہہ بوجہہ پوری جیسی چاہئے تہوڑی مدت مین ممکن نتہی اسواسطے شعور

اور ادراک کلی جو سب چیز کو شامل ہو اور سب سے علاقہ رکہے اور ہزارون چیزونکی اچہائی اور برائی اسکی سبب سے بوجہی جاوے جاندار کو دینا ضرور ہوا سو خواہش اور نفرت کیواسطے قوت شہویہ اور غضبیہ کو پیدا کیا اور جزئی چیزونکی اچہائی اور برائی دریافت کرنے کیواسطے وہم اور خیال کو معہ اسکے آلات اور اسباب پیدا کیا یعنی معہ حواس خمسہ پیدا کیا اور شعور اور ادراک کلی کیواسطے روح کو امادہ اور مستعد کیا اور عقل کی قوت اسکو بخشی سو ہر جاندار مین شہوت اور غضب اور وہم اور خیال اور عقل کا پایا جانا ضرور ہوا لیکن جاندار ان چیزونکی ترکیب اور کیفیت کی نسبت سے چار قسم کے واقع ہوئے ہین پہلی قسم وہ ہے کہ انکی عقلی قوت وہم اور خیال اور شہوت اور غضب پر غالب ہے اور یے چارون اسکے محکوم ہین یہانتک کہ ان چیزونکا حکم انکی قوت عقلی کے سامنے بے حقیقت محض ہے کچہہ بہی انکا چل نہین سکتا جیسے مردہ غسال کے ہاتہہ مین ہر طرح سے اسکے مطیع اور فرمانبردار ہین سو اس قسم کو فرشتہ کہتے ہین اور روحانیات اور شرع شریف کی اصطلاح مین ملائکہ اور ارواح اور ملکوت اور فارسی مین سروش اور ہندی مین دیوتہ اسی قسم کا نام ہے اور یہہ قسم خطا اور گناہ سے معصوم اور پاک ہے اور کہانے پینے سونے عورت سے صحبت کرنے اور دوسری اسی قسم کی خسیس چیزونکے محتاج نہین ہین اسواسطے کہ اختیاری فعلونکے صادر ہونے کیواسطے انکو نور سے جسم عنایت ہوا ہے جو نہ کٹے نہ ٹوٹے نہ گلے نہ سڑے سب جسمانی صدمونسے بری ہے کسیطرح کا نقصان اسمین پایا نہین جاتا اور قوت عقلیہ کے غلبے اور وہم اور خیال کے خادم ہونیکے سبب سے جس صورت پر چاہین اپنی تئین ظاہر کرسکتے ہین اور ہر شکل سے متشکل ہوسکتے ہین اور ہر چیز کی کیفیت دریافت کرسکتے ہین اور اس قسم مین اشرف اور اعلی حملۃ العرش ہین اسکے بعد گرد عرش معلی کے صف باندہ کے کہڑے ہونیوالے اسکے بعد کرسی کے فرشتے بعد اسکے آسمانون کے فرشتے درجہ بدرجہ آسمانونکی ترتیب سے اسکے بعد فرشتے بدلی کے کرہ کے اور نسیم کے کرہ کے اور بخار اور زمہریر کے جو شیطانونپر انگارے مارنے اور پانی برسانے اور بدلی کو کہینچ لانے پر مقرر ہین رعد اور برق سے یعنی گرج اور چمک سے بدلی کو کہینچ لاکے جمع کرتے ہین جسطرح جانور کو کوڑہ سے مارکر جہان چاہتے ہین لیجاتے ہین اسکے بعد وے فرشتے جو پہاڑون اور دریاؤنپر مقرر ہین اسکے بعد وے فرشتے جو عالم سفلی مین یعنے دنیا کے

کامونپر مقرر ہین یعنی انسانی اور حیوانی اور نباتی جسمونکے تصرفات مین مشغول ہین اور دوسری قسم
وے جاندار ہین جنکی عقل اور شہوت اور غضب پر وہم اور خیال غالب ہی اسقدر کہ ہر ایک اختیاری
فعل مین عقل اور شہوت اور غضب انکے وہم اور خیال کے تابع ہوتے ہین اور انکا جسم ناری اور ہوائی
جزونکا خلاصہ ہی جسکو قرآن شریف مین کہین مَارِجٍ مِن نَارٍ فرمایا ہی اور کہین نَارِ السَّمُوم فرمایا ہی اور انکا
یہہ بدن آدمی کی ہوائی روح کا حکم رکھتا ہی جو دلمین پیدا ہوتی ہی آدمی کی ہوائی روح مین اور انکے
بدنونمین اتنا فرق ہی کہ آدمی کی ہوائی روح عناصر اربع کا خلاصہ ہی جو آدمی کی غذا مین کام آتے
ہین اور اس قسم کا جسم فقط ناری اور ہوائی جزونکا خلاصہ ہی اور انکا بدن نسیمی جو آدمی کی روح
ہوائی کے مانند ہی اس قسم سے لطیف ہی کہ اس اصلی بدنسے مختلط اور متحد ہوکے دودہ اور پانی کیطور
ایک رنگ ہوجاتے ہین یہی سبب ہی کہ انکے وہم اور خیال کی قوت انکے اس اصلی بدنونکو نسیمی بدن کے
مانند متغیر الشکل اور متبدل الصورت کردیتی ہی جسطرح آدمی کا نسیمی جسم خوف اور گہبراہٹ مین اور
سرور اور خوشی کی حالت مین متغیر ہوتا ہی ہان البتہ یہہ قسم کبہی اپنے اسی بدنپر اکتفا کرتی ہی اور
اسی سے تصرف کرتی ہی اور تنگ جگہہ مین در آتی ہی اور نکل جاتی ہی جیسے آدمی کے مسام اور کبہی
وہم اور خیال کی قوت سے ایک جسم کثیف اور ثقیل اپنے واسطے ترتیب دیکے مختلف شکلونسے جو اچہائی
اور برائی کی راہ سے معانی مین بہی متفاوت ہووین اُنست اور ہولناکی سے ظہور کرتی ہی یہی سبب
ہی کہ اس قسم کا جسم اکثر دیکہنے مین نہین آتا جیسے ہوا اور آگ اور شعاع اور باجود ان وصفونکے یعنی ایسی
لطافت کے وہم اور خیال کی قوت سے بہت سخت اور بہاری کام بہی انسے ہوسکتے ہین جسطرح سے
ہوا کہ باوجود لطافت جسم کے بہاری درخت کو جڑہ سے اُکہاڑکر پہینک دیتی ہی اور اس قسم کیواسطے
کہانا پینا عورت سے صحبت کرنا سب ثابت ہی سو ہندی بولی مین دیوتہ کی لفظ انکو بہی شامل ہی
لیکن انمین سے جو برائی اور خلق اللہ کی ایذا رسانی پر قصدًا مستعد ہین انکو دیت اور دینت بہی کہتے
ہین اور فارسی زبانمین اس قسم کے شریر اور بُرونکو دیو کہتے ہین اور اچہونکو پری کہتے ہین اور عرب کی
لغت مین اس قسم کے شریرونکو شیطان اور جنمین جبلی شرارت نہین ہی انکو جن کہتے ہین اور حدیث

شریف کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی شکلوں مین اختلاف بہت ہے یعنی انکی ایک طور
کی شکل نہین ہے بعضونکے انمین سے پر ہوتے ہین اور وے تیز ہوا کیطرح ہوا مین اوڑتے ہین اور بعضے انمین
سے اپنے کو سانپ یا کتے کی شکل مین کرکے پہرا کرتے ہین اور بعضے انمین سے آدمیونکی صورت ہوتے
ہین اور گہر بار بہی رکہتے ہین اور اسیطرح کوچ مقام بہی کیا کرتے ہین لیکن انکے گہر اور ٹہراؤ کی جگہہ اکثر
ویرانہ اور جنگل اور پہاڑ ہوتے ہین اور یہہ انکی صورتونکا مختلف ہونا انکی رغبت کے سبب سے ہے یعنی
جسطرف انکی رغبت زیادہ ہوئی اسی شکل خاص پر اپنی تئین ظاہر کیا نہین تو اصل انکی وہی ناری اور ہوائی
جزونسے مل کے ترکیب پائی ہے اور یہہ قسم گویا کہ عالم ملایکہ اور عالم حیوانات کے درمیانمین برزخ کیطور پر
ہے جسطرح عقل اور طبیعت کے درمیانمین وہم اور خیال برزخ ہے یہی سبب ہے کہ دونون طرف کے حکم
انمین پائے جاتے ہین چنانچہ جس شکل پر چاہنا ہو جانا اور کلی تدبیرونپر واقف ہونا اور باریک امرونکی اچہائی
اور برائی کو سمجہنا یے سب چیزین عالم ملایکہ کی انمین پائی جاتی ہین اور یہی وجہہ ہے کہ تکلیف کا قلم بہی انپر
جاری ہے یعنی مکلف بہی ہین اور کہانا اور پینا اور عورت سے صحبت کرنا اور جو دوسرے حیوانونکے خاصہ
ہین یے سب چیزین حیوانونکی سی انمین پائی جاتی ہین اور غضب و شہوت کے وقت نفس کی فرمانبرداری
کرتے ہین حیوانونکے مانند انمین اور حیوانونمین اتنا فرق ہے کہ حیوانون نے اپنی عقل اور وہم اور خیال کو شہوت
اور غضب کا مغلوب کر رکہا ہے اور انہون نے اپنی عقل اور شہوت اور غضب کو وہم اور خیال کا مغلوب
بنا رکہا اور تیسری قسم وے جاندار ہین جنکی عقل اور وہم اور خیال پر انکی شہوت اور غضب غالب ہے یہانتک
شہوت اور غضب کا غلبہ ہے کہ عقل تو گویا پائی نہین جاتی اور وہم اور خیال انکی شہوت اور غضب کے
فرمانبردار ہین سو اس قسم کا نام حیوان ہے اسکی دو قسمین ہین جنکی شہوت انکا غضب پر غالب ہے انکو
بہیمہ کہتے ہین اور جنکا غضب انکی شہوت پر غالب ہے انکو سباع کہتے ہین جیسے پہاڑنیوالے جانور
سو سباع اور بہایم جسطرح چرندونمین ہوتے ہین اسیطرح پرندونمین اور حشراتمین بہی ہوتے ہین چنانچہ
بعد تلاش اور غور کرنے کے یہہ بات معلوم ہوتی ہے جیسے مکہی کہ یہہ حشرات مین بہیمہ ہے اور مکڑی سباع
ہے اور اسیطرح دوسرونکو بہی قیاس کر لیا چاہیے اور یے تینون قسمین جانداروںکی جو مذکور ہوچکین ہین

سو ذی روح کی بسایط ہین اسواسطے کہ پہلے روحونکا تعلق انہی تینون قسمون کے بدنونکے ساتہہ ظاہر ہوا
پہر انہین سے حقتعالی نے پہلی قسم کو جو فرشتے ہین آسمانپر رہنے کیواسطے مقرر فرمایا اور جو یہہ قسم خطا
اور نافرمانی سے پاک تہی اسواسطے عالم کے انتظام کے کام اور اسکی آراستگی کی تدبیرین انکو سپرد
ہوین اور دوسری قسم کو یعنی جنات کو اختیاری فعلونکے صادر ہونے کیواسطے لیکن جو جزئی ہین زمین پر
رہنے کا حکم ہوا اور نباتات یعنی اُگنے والی اور بڑہنے والی چیزین جیسے درخت اور گہاس اور معادن یعنی
زمین سے خود بخود پیدا ہونیوالی چیزین جیسے چاندی سونا لوہا پتہر وغیرہ اور حیوانات چرندہون یا پرند
ان سب مین تصرف کرنے اور اپنے کام مین لگانے کیواسطے اسکو حکم ہوا یعنے جنات کو یہہ حکم ہوا کہ ان
چیزونکو جسطرح چاہو اپنے کام مین لگاؤ اسواسطے کہ جنات کی روحین صفائی اور لطافت مین ملائکہ کے
رتبے سے کم تہین اور غلاظت اور کثافت مین سباع اور بہایم کے رتبے سے اعلی تہین اسواسطے انکے بدنونکو
بہی عناصر کے جزمونین سے جو لطیف جزم تہے اُنسے بنایا یعنی ناری اور ہوائی کے خلاصہ سے بنایا تاکہ علمونکے
حاصل کرنے اور بوجہنے مین اور حرکات کی سرعت مین درمیانکا مرتبہ انکو حاصل ہووے یعنی فرشتے اور جانورون
کے درمیانکا مرتبہ انکو حاصل ہووے اور جو اس قسم کی روحین اور جسم ازروے طبیعت کے ملایکہ کی روحون اور
بدنونکے قریب ہین تو اس قسم کو ممکن ہوا کہ عالم ملکوت سے یعنے فرشتونسے بعضی غیب کی چیزین معلوم کرلین
اور انکی مجلسون اور محفلونمین آسمانپر حاضر ہوسکین اور تیسری قسم کو یعنے حیوانکو فقط انکی خدمت اور انکی خوشی
کی پیروی اور نفرت کیواسطے پیدا کیا ہے پہر ان تینون قسمونکی پیدایش کے بعد حقتعالی نے چوتہی قسم کو یعنی انسانکو
خلعت وجودکا عنایت فرمایا اور یہہ قسم اُن تینون قسمونسے گویا مرکب ہوکر معجون کیطور پر ظاہر ہوئی ہے اور
عقل اور وہم اور خیال اور شہوت اور غضب اس قسم کا ہر ایک اعتدال کے قریب ہے اس سبب سے زمین کی
سلطنت اسکو سپرد ہوئی اور خلعت خلافت کا اسکو عنایت ہوا اور غیب کے علم اسکے حوصلے کے موافق ملایکہ
کے وسیلے سے خاص اسی قسم پر نازل فرمائے اور تمام حیوانات کو اور سب اُگنے والی اور زمین کے اندر پیدا
ہونیوالی چیزونکو اسکا تابعدار اور فرمانبردار کردیا تاکہ خلافت کبری کے امورات کو اچہے طورسے سرانجام
کرے اور جو چیز بسائط ذوی الارواح سے یعنی پہلی تینون قسمونسے متوقع نہتی یعنے نہوسکی وہ اسمین ظاہر ہووے

ایک نکتہ پوشیدہ یعنی جنات کی خلقت کے تقدم کا بہید انسانکی خلقت پر واضح ہوگیا کہ جو بات منظور تہی جب اس قسم سے نہو سکی تب انسانکو پیدا کیا اور جنات کا شریک ہونا انسانکے ساتھہ امانت الہی اُٹہانیکی تکلیف مین بہی ظاہر ہوگیا یعنی اس امانت کے اُٹہانے مین یے دونون شریک ہین لیکن جو عالم جنات کا گویا سطح سفلانی عالم ملایکہ کی ہی اس سبب سے انسانکے کمال کی راہ اس عالم جنات نے خراب کردی اور عالم بالا پر انسانکی ترقی کورو کا ہی حتی المقدور چڑہنے نہین دیا اور اکثر بنی آدم کو اسی سطح سفلانی مین گرفتار کرکے خراب کرڈالتا ہی یہانتک نوبت پہنچی کہ انکی ہمتین اور اسکی دریافت کی قوتین بہی اسی سطح سفلانی مین منحصر ہوگئین اس سطح کو پہاڑ کر اوپر چڑہنے کی طاقت اور حوصلہ نرہا سو بعضے بنی آدم نے اس سطح کے شخصونکو اپنا معبود ٹہرا لیا اور بعضون نے اپنی حاجتونمین انہی سے مدد مانگنا شروع کیا اور بعضون نے غیب کا علم انمین ثابت کرکے آگے ہونیوالی چیزونکا احوال انسے دریافت کرنا شروع کیا اور شرک پیدا ہوا یہانتک کہ بعضے بنی آدم کے جاہلون نے اس قسم کے وجود کو بلا واسطہ حضرت رب العزت سے سمجہکر اُس ذات پاک کی لڑکیان انکو قرار دیا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور ہندوون کے اور عرب کے مشرکون کے اور دوسرے کافرونکے مذہبون اور رسمون مین اگر خوب غور اور تامل کرکے دیکہا جاوے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ ان لوگونکا علم اور دریافت اور ہمت سوا اس سفلانی سطح کے زیادہ نہین ہے بلکہ جاہل مسلمان بہی اسی بلا مین گرفتار ہین اور اس عالم کے بعضے شخصونکا پیر نام رکہا ہی اور اکثر غیب کی بات انسے پوچہا کرتے ہین یعنی یون پوچہتے ہین کہ اب آگے ہمارے دن کیسے ہین اچہے یا بُرے اور ہر کام مین انہی سے مدد چاہتے ہین مثلاً روزی کی کشادگی اور اولاد اور دوسری اسیطرح کی چیزین انسے طلب کرتے ہین اور بعضون کا نام پریان رکہا ہی جیسے سبز پری اور لال پری اور بعضونکو پیر ٹہرایا ہی اور اسی پر دوسرونکو قیاس کرلینا چاہئے اللہ تعالی سب مسلمانونکو اس آفت سے بچاوے اور توحید کامل نصیب کرے سو جب ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قریب ہوا تو پہلے اس سطح کو جو عالم غیب کی راہ کو مانع تہی توڑ ڈالنا اور دور کردینا ضرور ہوا کہ انسان کی ارواح کی ترقی کی راہ کہل جاوے اور صاف ہوجائے اسیواسطے فرشتونکو حکم الہی صادر ہوا کہ اگر

جنات آسمانپر آنیکا ارادہ کرین تو انکو آگ کے انگارونسے مارو اور اوپر آنے ندو تاکہ آسمانی احوال پر
یے مطلع نہووین اس سببسے ابلیس اور اسکے تابعدارونکو کہ گمراہی اور گمراہ کردینے کا عہدہ اُٹھائے
ہوئے ہین بلکہ انکی طبیعت برائی ہی کو چاہتی ہے نہایت ذلت اور رسوائی حاصل ہوئی اور جتنے انکے مکر
اور فریب تہے جیسے کبھی کاہنونکو کوئی بات غیب کی بتلاکے اپنی غیب دانی ثابت کرتے تہے اور کبھی شاعرون
کی فکرمین دخل دیکے کوئی مضمون عجیب باریک تراش کے اپنی تعریفین سُنتے تہے اور کبھی ہوا ہوکر
بتونکے جسمونمین درآکے عجیب اور غریب آوازین کیا کرتے تہے سو اس ممانعت سے انکے بزرگیونمین خلل
پڑگیا اور انکی شیخیان جاتی رہین اور بالکل یہہ کارخانہ بیکار ہوگیا اور انہی عجائباتسے ایک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے سو اسکو بھی جنونکی زبانسے ثابت کرتے ہین اسواسطے کہ ایسے کامونپر جن
بہت واقف اور خبردار ہین اور انکی دریافت زیادہ ہے سو اس سببسے گویا یہہ سورت سورۂ جن ٹہہرے
اسواسطے کہ انہی کے کلام کی تفصیل اس سورتمین بیان ہے جیسے ایمانکی اچھائی اور کفر کی برائی اور شرک کا
رد اور توحید کا اثبات اور شیطان کے مکرونکا دفع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی حقیقت
کا اثبات یے سب باتین جنونکی زبانسے بالتفصیل اس سورتمین بیان کی گئی ہین اور اس سورت کے نازل ہونیکا
سبب یہہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونیکے بعد مکّہ معظمہ مین دس برس تک طرح طرحسے
کافرونکو سمجھاتے رہے اور اللہ تعالےٰ کی توحید کیطرف بلاتے رہے پھر جب دیکھا کہ یے لوگ بالکل ہماری بات
کو نہین سنتے اور ہماری نصیحت کو قبول نہین کرتے آخر کو انکے ایمانسے مایوس ہوکے آپنے چاہا کہ اب انکو
چھوڑئے اور بیگانونکو اور غیرونکو نصیحت کیجئے شاید وے راہ پر آوین اس ارادہسے پہلے آپ طایف کیطرف
تشریف لے گئے اور وہان ایک علاقہ بھی تہا یعنی ایک عورت قریش کے قبیلے کی جو بنی جمح کے بطن سے تہی
طایف کے کسی سردار کے نکاح مین تہی اور طایف مین سب تین سردار تہے ایک عبدیالیل اور دوسرا مسعود
اور تیسرا حبیب لیکن ان تینون سردار آپکے ساتھ بدسلوکی اور برائی سے پیش آئے یہان تک کہ اپنے
شہرسے نکال دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کیطرف اسی نیت سے تشریف لے گئے کہ شاید
یے لوگ ہماری بات سنین اور یہہ سوق عکاظ ایک بازار کا نام ہے ہمیشہ کیطور پر تہی سال مین ایک مرتبے

بیسوین شوال سے دسوین ذیقعدہ تک وہان مجمع رہتا تہا اطراف اور جوانب کے لوگ بیع اور شراکیواسطے
وہان جمع ہوتے تہے سو اسطرف جانے مین ایک دن راہ مین آپنے نخلہ مین مقام کیا تہا اور صبح کو آپ
صحابہ کے ساتہہ فجر کی نماز مین مشغول تہے اور قرأت جہر سے آپ پڑہ رہے تہے اُسوقت نو جن اسطرف
آگئے اور وے جن بنو الشیصا کے فرقے سے تہے جو جنون کے قبیلون مین بہت عمدہ قبیلہ ہی اور شہر نصیبین
کے رہنے والے تہے اور اسطرف اُنکے آنیکی وجہہ یہہ ہوئی تہی کہ جب آسمانپر جانے سے جن منع کئے گئے اور
جب ارادہ اوپر جانیکا کرتے تو آگ کے انگارے انپر پڑتے تب سب جنون نے آپسمین مشورہ کیا کہ اسکا
سبب کیا ہی جو ہمکو آسمانپر چڑہنے کی ممانعت ہوئی اور وہانکی خبر سے ہمکو روکا ہی پہر آپسمین ایسی
صلاح ٹہرائی کہ تمام دنیا مین مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک پہر کر خبر لاؤ اور دیکہو کہ کونسی
نئی چیز زمین پر ظاہر ہوئی ہی جسکے سبب سے ہم لوگون کیواسطے اسطور کی ممانعت ہوئی ہی اس تدبیر سے
اگر کچہہ معلوم ہوجاوے اور اسکا تدارک ہمسے ہوسکے تو اسکے دفع کرنیکا کچہہ علاج کرین سو اس چیز کی تلاش مین
یے نو شخص ادہر تہامہ کیطرف آنکلے تہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے قران
شریف اور فرقان منیف کو سُنا اور اسکی تاثیر انکے دلونپر پڑی اور اسکے سُنتے ہی ان لوگونکو یقین ہوگیا
کہ یہہ کلام اللہ تعالی کیطرف سے اترا ہوا ہی اور یہی ہماری ممانعت کا سبب ہی تاکہ کوئی ہم مین سے اسکو
چوری سے آسمانسے سُنکر کسی دوسریکو نہ پہنچاوے پہر جب تمام قرأت آپکی زبان مبارک سے سن لی تب
اپنی قوم کیطرف گئے اور انکو اس خبر سے آگاہ کیا اور اس جماعت مین جنہون نے قران شریف سُنا تہا دو
سردار تہے ایک کا نام دیعہ تہا اور دوسریکا نام عمرو تہا اِن دونون کا قصہ تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے
مذکور ہی بعد اسکے اِنکے سمجہانے سے نوّے سردار جنون کے نصیبین اور نینوا کے رہنے والونسے اپنے
لشکر اور تابعدارونکو لیکر قران کو سُننے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال اور آپکی صحبت سے
مشرف ہونے کو ارادہ کیا جب قریب پہنچے تب دیعہ نے آگے جاکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ
بہت سے جن آپ کے جمال مبارک کے دیکہنے کو اور قران شریف کے سُننے کو آتے ہین جس مکانمین جسوقت
حکم ہووے حاضر ہووین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کیوقت شعب الحجون کے نواح اور میدان مین

جمع ہووین اسواسطے کہ انکو اگر ملاقات ہوگی تو شہر کے لوگونکو دہشت اور خوف حاصل ہوگا اور شعب الحجون ایک پہاڑ کے درے کا نام ہی بڑا میدان ہی مکہ معظمہ کے قریب پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے فراغت کر کے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتہہ لیکر اسطرف کو تشریف فرما ہوئے جنونکا ہجوم بہت دیکہا اور سبکو مشتاق پایا عبد اللہ بن مسعود کو ڈیرے کے باہر چہوڑا اور ایک خط اپنے دست مبارک سے انکے گرد کہینچ دیا اور فرمایا کہ جب تک ہم نہ آوین اس خط کے باہر قدم مت رکہنا کہ مبادا کچہہ تمکو جنون سے اذیت پہنچے اور آپ وہان تشریف فرما ہوکے اپنی دیدار سے ان سبکو مشرف کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین دور سے دیکہتا تہا انمین سے بعضے گد کی شکل کے تہے اور بعضے زط یعنی جٹ کی شکل اور طور پر اور یہہ ایک فرقہ ہی بصرہ کے متصل رہتا ہی ننگے سر اور ننگے پانون رہتے ہین اور سفید کپڑے سے ستر عورت کو ڈہانکتے ہین اور رنگ انکے بدنکا سیاہ ہوتا ہی اور انکے سر اور داڑہی کے بال دوہرے ہوتے ہین سرخی مایل اور بعضے دوسری شکل کے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہجوم کیا اور آپ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئے صبح تک آپ انکی تعلیم اور تلقین مین مشغول رہے پہر انہون نے عرض کی کہ تبرک کے طور پر کچہہ ہمکو عنایت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ مین ایسا توشہ تمکو دیتا ہون جو قیامت تک تمہاری قوم کو نسلا بعد نسل او بطنا بعد بطن کام آوے اور وہ یہہ ہی کہ جہان کہین ہڈی خالی یا اونٹ یا بکری کی مینگنی یا گائی بہیس کا گوبر پڑا ہوا پاؤ اسکو اپنے صرف مین لاؤ حقتعالی جلشانہ میری دعا سے تمکو اسمین ایسا رزق اور ایسی لذت عنایت فرماوے گا جو تمہارے اگلے کہانے پینے سے بڑہکر ہوگی اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ کوئلے کو بہی آپ نے انکو عنایت فرمایا پہر جنون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان چیزونکو آدمی گندا کر ڈالتے ہین اور نجاست سے خراب کر دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہم آدمیونکو منع کردین گے کہ ان چیزونکو نجاست سے آلودہ مت کیا کرو چنانچہ اسیوقت سے ہڈی اور خشک گوبر اور مینگنی سے استنجا کرنا منع ہوا اور ان دنونمین جنات کے آپسمین ایک خون ہوگیا تہا اسکے فیصلے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا آپ نے جو حق بات تہی سو کہہ دیا پہر وے سب اسپر راضی ہوے اور جتنے تہے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور آپ مکانکو تشریف فرما ہو

اور دوسری مرتبے بہت سے جن حرا پہاڑ پر جسکو اب جبل نور کہتے ہین جمع ہوئے اور وے جزیرے کے
باشندے تہے اور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پاس ایک جن کو خبر کرنیکو بہیجا اُس شبکو آپ تنہا
تشریف فرما ہوئے تہے اور تمام شب انکی تعلیم او رتلقین مین رہے چنانچہ صبح کیوقت صحابہ کو انکی آگ اور
لکڑیاں اور دوسری چیزین جو وے چہوڑ گئے تہے آپنے بتائی تہین اور یہہ صحیح مسلم مین مذکور ہی حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ جنونکا آپ کی خدمت مین حاضر ہونا اور دین کی باتونکی تحقیق کرنا کتنے مرتبے ثابت ہے
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے مین زط کی قوم کو جب دیکہتے تہے تب خوف کہاتے تہے اور پوچہتے
تہے کہ کیا یے جن ہین لوگونکو تعجب ہوتا تہا اور کہتے تہے کہ یے جن نہین ہین یے تو آدمی ہین تب عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ مین نے جسوقت سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہمراہی مین جنونکو اُس شکل اور
صورت کا دیکہا ہی اسوقت سے جب یے مجہکو نظر پڑتے ہین مجہکو اُنہین جنونکا گمان ہوتا کہ شاید یے بہی
جن ہووین اور یہہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سورۂ رحمن کو جب جنونکو
پڑہا تہا تو جنون نے اس سورت کو نہایت مودّت ہوکے سنا تہا اور جب آپ یہہ آیت پڑہتے تہے کہ
فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ یعنی پہر کس کس نعمتونکو اپنے رب کی جہٹلاؤ گے تم دونون اے آدمیو اور جنو تو اسکے
جواب مین وے سب پکار کہتے تہے کہ ہم کسی تیری نعمت کی اے پروردگار ناشکری نہین کرتے سو حق تعالے
جلشانہ اس سورتکا مضمون کافرونکو سناتا ہی تاکہ انکو کچہہ بہی عبرت اور نصیحت ہووے اور اسبات کو خوب
طرح سوچین کہ جنات کی خلقت تابعداری اور فرمانبرداری سے بہت بعید اور دور ہی یے ہرگز نہین چاہتے کہ کسی
کے تابعدار ہووین لیکن باوجود اسکے انکا تو یہہ حال ہی کہ سنتے ہی قران کے اسپر ایمان لائے اور پیغمبر کے
فرمانبردار ہوگئے اور دل اور جان سے اسکی تابعداری قبول کی تم لوگ تو ہم جنس ہو تمکو تو چاہیے تہا کہ اپنے
سر کو قدم بناکے دین اسلام مین داخل ہوتے اور رسول کی فرمانبرداریکو خوشی ہوکر دل اور جان سے
قبول کرتے باقی رہے یہان پر دو سوال جنکا جواب دینا ضرور ہی پہلا سوال یہہ ہی کہ اس سورت مین
پہلی لفظ اُوْحِیَ اِلَیَّ کی واقع ہوئی ہی اور یہہ جملہ حاکیہ ہی اسکے واسطے محکی عنہ ضرور چاہیے اور اگر اسی
سورتکو محکی عنہ ٹہراوین تو وہی مغالطہ جو منطقیون مین جذر اصم کرکے مشہور ہی یعنی مشکل مشہور ہی در پیش ہوتا

ہی اور متحد ہونا حکایت اور محکی عنہ کا لازم ہوتا ہی تو چاہیے کہ اس سورت کے مضمونکی خبر اس سورتکے
نازل ہونے کے پہلے وحی مین آئی ہو اور یہہ بات واقع کے خلاف ہی سو جواب اس سوال کا یہہ ہی کہ سورتکے
نازل ہونیکے پہلے پانچ آیتین جو سورہ احقاف مین ہین اور اس قصہ کے اصل ہین وحی ہو چکی تہین اور وے آیتین یے
ہین وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ اور چار آیتین اسکے بعد کی اور یہہ بہی ہو سکتا ہے
کہ پہلے اس سورتکا مضمون بغیر عبارت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر القا کر دیا ہو بعد اسکے
اس سورتکو اس عبارت سے نازل کر کے حکم فرمایا ہو کہ اس وحی کے مضمونکو اور اس عبارتکو کافرونکے سامنے
بیان کرو تاکہ اسکو قرآنکی حقیت اور تمہاری نبوت پر دلیل پکڑین اور انکار کو چہوڑین دوسرا سوال یہہ ہے
کہ جنونکے قول سے تیرہ باتین اس سورت مین بیان فرمائی ہین سو پہلے کلام مین حرف اِنّ کا ہمزہ کے زیر سے
آیا ہی یعنی یون فرمایا ہی اِنَّا سَمِعْنَا اور دوسرے بارہ کلمونمین اَنَّ کا ہمزہ مفتوح ہی یعنی زبر ہی اور قولکے
مقولہ مین اَنَّ مفتوح نہین آتا ہی بلکہ اِنّ مکسور آتا ہی سو اسمین عربیت کے قاعدیکا خلاف لازم آتا ہی اسکا
جواب یہہ ہی کہ پہلا کلام یعنی اِنَّا سَمِعْنَا یہہ صریح جن کا مقولہ ہی اسمین ہمزہ کا مکسور لانا ضروری ہی سو
موجود ہی اور باقی بارہ کلمونمین ضرور نہین ہی اسواسطے کہ وے فاصلہ کے سبب سے صریح مقولہ نہین ہین
بلکہ وہان اذکروا یا اخبروا کی لفظ مضمر ہی اور اُن سبکا عطف قالوا پر ہی اور اِنّ کا ہمزہ کو بعد معنی قول
کے فتحہ لازم ہی اور اسکے بعد جو بارہ کلمے ہین جیسے وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ
اور اسکے سوا یے سب جنونکے قول مین داخل نہین ہین بلکہ یے وحی مین داخل ہین اور اِنَّہٗ اسْتَمَعَ پر
معطوف ہین واللہ اعلم بالصواب

قُلْ کہہ تو اے پیغمبر کہ اگر تمہارے دلونمین یون سمایا ہی کہ آدمیونکا عاجز ہونا اس کلام سے اس سبب سے ہی
کہ یہہ کلام جنکا ہی اور آدمی جن کی برابر کلام بنا نہین سکتے تو جنون کا حال سنو کہ جنون نے اس کلام کے
سنتے ہی اسکے اعجاز کا اقرار کیا اور یہہ جنونکا اقرار کرنا میرے پاس جنون کیواسطے سے نہین پہنچا ہی تاکہ

اس خبر تین احتمال صدق اور کذب کا ہو بلکہ حقتعالی کیطرف سے وحی کیطور پر مجھہ پر نازل ہوا ہی اسواسطے
کہ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ وحی کی گئی ہی میری طرف اس مضمون کی کہ جنون نے اس کلام کے معجز ہونے کا
اقرار کیا اور یہہ اقرار اسطور کا نہین ہی کہ اس کلام کو سرسری سن کے بدون سمجھے بوجھے اسکی فصاحت
اور بلاغت کے اسکے اعجاز کا اقرار کر لیا ہو بلکہ اِسْتَمَعَ نہایت توجہہ سے کان رکھہ کے سُنا ایک دو نے
نہین کہ انکے اقرار پر اعتماد نہو بلکہ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ بڑی جماعت نے جنون سے جنکی خبر کو حکم تواتر کا ہے
اور جب ایک امر وجدانی سے اسقدر بہت لوگ خبر دیوین تو اس خبر کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور یہہ
خبر جنون نے کچھہ مجھی کو اور دوسرے آدمیونکو فقط نہین دی ہی تا کہ کسیکی پاسداری اور خاطرداری کا
احتمال ہووے بلکہ اُن جنون نے اپنی قوم مین جا کر یہہ خبر پہنچائی فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا پھر کہا
بے شک ہمنے سُنا ہی قران یعنی ایک پڑہنے کی چیز یہان پر جاننا چاہیے کہ دنیا مین کتابین تصنیف کی
ہوین دو قسم کی ہوتی ہین ایک قسم تو فقط خواندنی ہوتی ہی جسمین خدا کا ذکر بہت ہوا اور اللہ تعالی
کی وے صفتین اور مدحین اسمین ہووین جو دقت طلب نہووین بلکہ عقل کے نزدیک ظاہر اور عام فہم
ہووین جیسے اذکار امام نووی اور حصن حصین اور اوراد فتحیہ اور اس قسم کی دوسری کتابین جنمین اللہ تعالی
کے کہلے کہلے وصف بیان ہین اور دوسری قسم وہ ہی جو دیدنی ہوتی ہی یعنی بدون مطالعہ اور غور کے
اسکا مطلب بوجہہ مین نہین آتا جیسے عقاید اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور دوسرے دینی علمونکی کتابین
کہ انمین حقتعالی کی دقیق اور باریک صفتین اور مدحین جو عام کے فہم سے باہر ہین اور عجایب غرایب اسکی
قدرتین اور صنعتین اور دنیا اور آخرت کے حکم اور انبیا اور اولیا اور دوسرے اسکے خاص بندونکے احوال
اور ایسے مسئلے اور قاعدے جو ان چیزونکے بوجھنے اور سمجھنے مین کام آوین بلکہ واسطہ پڑین یہ سب
انمین مندرج ہین اور یہہ حقتعالی کا کلام جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی اسطرح کا ذکر اور
صفات الہی سے پر ہی کہ سب عام کے بلکہ آدمیونکے فہم مین آتا ہی اور ہرگز عقل کے نزدیک اسمین کسی
طور کی پوشیدگی پائی نہین جاتی اور کوئی آیت اس کلام پاک کی بلکہ کوئی جملہ طویل اسکا ذکر الہی سے
خالی نہین ہی اسیواسطے اس کلام کا نام قران رکہا ہی اسواسطے کہ اذکار اور اوراد کے حکم مین ہے

لیکن جنون نے جب یہہ کلام سُنا اور بوجہا کہ یہہ کلام ذکر اور ورد ہی تو اسکے ساتہہ ہی ایک بات
اور بہی انہون نے اُسسے بوجہی اور کہا کہ عَجَبًا یعنی ایک ذکر ہی لیکن نہایت عجیب اور غریب نکات کو
شامل ہی اسواسطے کہ باجود ذکر ہونے کے حقایق الہیہ اور کونیہ کے دقیقون کو جامع ہی اور بہت
ہی عمدہ داناؤن کیسی اسکی تقریر ہی کہ ہر چیز کی کُنہین اور باریکیان خوب توضیح سے بیان کی ہین
پہر اگر اُسکے وعظ اور نصیحت کے کلمونمین تامل اور غور کیجئے تو وے بہی بہت ہی دلچسپ اور مناسب ہین
اور خطابت کے طریق کو اسمین انتہا درجےکو پہنچایا ہی پہر اگر اسکے عمدہ مضامین مین خوب غور اور
تامّل کیجئے تو عجیب لفظونمین اُن مضمونونکو بیان فرمایا ہی کہ ہرگز کسی مخلوق کا کلام اس اسلوب کا
پایا نہین جاتا اسواسطے کہ یہہ کلام نہ نظم ہی نہ مسجع نثر ہی لیکن باوجود اسباب کے تشبیہ اور استعارہ
کی رعایت اس خوبی سے اسمین کی ہی کہ انتہا درجےکی فصاحت اور بلاغت کے رتبے کو پہنچا ہی اور ان
سب سے علاوہ یہہ ہی کہ یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ راہ دکہاتا ہی صواب اور بہتری کی اور روح مین بہی
تاثیر کرتا ہی اور اپنے معنونکو روح مین منقش کر دیتا ہی اور مدرکہ کو اسطور سے منوّر کر دیتا ہی کہ
اسکی تاثیر تمام قوتونکو غضبیہ ہون یا شہویہ سبکو گہیر لیتی ہی بس یہہ کلام ورد اور ذکر کا بہی حکم
رکہتا ہی اور معلّم اور اُستاد کا اور پیر اور مرشد کا بہی اور باوجود اسکے اس قسم کا یہہ کلام نہین ہی
کہ فکر اور تخیلات سے علاقہ رکہے یا عقلی قیاسوںسے نکلا ہو یا وہمی اور خیالی مقدمونسے مرکب ہو بلکہ
نہایت ہی عمدہ عجائبات اور غرائبات کو شامل ہی فَاٰمَنَّا بِهٖ پہر ایمان لائے ہم اسکلام پر اور جان لیا
ہمنے کہ اس قسم کا کلام نہوگا مگر حقتعالی کیطرف سے اور اگر باجود ایسی تاثیر اور ایسی خوبی اسکلام کی
بوجہنے کے بعد بہی اِسکلام کو کلام الہی نجانین ہم بلکہ اِسکلام کو حقتعالی کے غیر کیطرفسے جانین کہ دوسرا بہی
اس قسم کا کلام بناکر نازل کر سکتا ہی تو گویا شرک کو ثابت کیا ہمنے وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا اور
ہرگز ہم شریک نہ کرینگے اپنے پروردگار کے ساتہہ کسیکو اور یہہ بہی جنون نے ذکر کیا کہ پروردگار مطلق
وہ ہی کہ عظمت اور بزرگی انتہا درجےکی اسمین پائی جاوے اور کوئی اسکی برابری نکر سکے وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى
جَدُّ رَبِّنَا اور بے شک حال یہہ ہی کہ بہت ہی بلند ہی بزرگی ہمارے پروردگار کی اِسسے کہ کوئی اسکا

شریک ہو سکے اور یہی وجہہ ہی جو مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا نہین لیا ہمارے پروردگار نے عورتکو اور نہ لڑکے کو اسواسطے کہ عورت اکثر خانگی کامونمین مرد کے شریک ہوتی ہی اور لڑکا باپ کے مال اور ملک مین شریک ہوتا ہی اور اللہ تعالی پاک ہی اسبات سے کہ کوئی زور اسکا شریک ہوجاوے یا کسی کو وہ خود اپنی رضا سے اپنا شریک کرلے اسواسطے کہ دونون قسم کی شرکتو مین انتہا درجہکی عظمت کا نقصان ہی اور یہہ بہی ہوا کہ قران شریف کے سننے کے پہلے جو انکے دلونمین بری باتین گرمی ہوی تہین جسطرح انکے اعتقاد مین یہہ تہا کہ بعضے اسکے بندے اسکے کار خانے مین شریک ہین یا بعضے اسکی اولاد ہین یا بعضے اسکی جورو ہین سوان سب باتون سے توبہ کی اور اسکا عذر اسطور سے بیان کیا وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا اور بے شک حال یہہ ہی کہ کہتے تہے احمق لوگ ہم مین سے اللہ تعالی پر ایسی بات جو اسکی شان سے بہت بعید ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ ابلیس اور دوسرے جن جو اسکے تابع تہے برے اعتقاد حقتعالی کی جناب مین رکہتے تہے اور اسکے مخلوقات مین سے کسیکو اللہ تعالی کی جورو ٹہرایا تہا اور کسیکو اسکی اولاد اور بعضونکو اسکا شریک ٹہرایا تہا اور اللہ تعالی کی خاص صفتین انمین ثابت کرتے تہے اسطور سے کہ بعضونکو کہتے تہے کہ یہہ شخص قدرت کاملہ رکہتا ہی جو چاہے سو کر سکتا ہے اور بعضونکے علم کو محیط جانتے تہے یعنی دور اور نزدیک کہلا اور چہپا سب اسکے نزدیک برابر ہی کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین ہی اور بندونکو اپنے فعل کا خالق جانتے تہے اور بعضون کو ایسا جانتے تہے کہ اگر کوئی مشکل کیوقت انکو پکارے تو وے غیب سے اسکی مدد کرکے اسکی حاجت روائی کرسکتے ہین اور بعضونکو عبادت کا مستحق جانتے تہے یعنی انکے واسطے عبادت کرنا ضروری ہی جیسے سجدہ کرنا یا انکے نام کا روزہ رکہنا اور سوائے اسکے اور بعضونکو ذکر دایم کا مستحق جانتے تہے یعنی انکے نام کو ہر وقت جپنا بڑا ثواب رکہتا ہی اور بعضونکو ایسا جانتے تہے کہ انکے نام پر جانور کو ذبح کرنا بڑا ثواب ہی اور وے اسکے مستحق ہین اور مال کو کسی کے نام پر خرچ کرنا اور نذر اور ہدیہ اسکو پہنچانا اسکو اسکی نزدیکی اور خوشی کا سبب جانتے تہے اور بعضونکو ایسا جانتے کہ اگر لوگ اپنی تئین انکا بندہ اور پرستار کہین تو درست ہی اور وے اسکے مستحق ہین اور اسیطرح کے بہت سی باطل چیزونکے معتقد تہے سو اب اس قران شریف

کے سننے سے ہمکو معلوم ہوا کہ وے سب اعتقاد ہمارے بے اصل اور باطل تہے اللہ تعالی ایسے فاسد
اور برے اعتقادونسے بری اور پاک ہی اور اس اپنے باطل اعتقادونسے عذر کرنے مین یہہ بہی جنون نے
بیان کیا کہ وَاَنَّا ظَنَنَّا اور بے شک ہمنے گمان کیا تہا کہ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ہرگز نکہین گے
آدمی اور جن جرأت کرکے اور بے باک ہوکے عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اللہ پر جہوٹہہ کو اُنکے کلام کا حاصل یہہ ہے
کہ ہم اتنی مدت تک ایسے باطل اعتقادونمین جو پہنسے رہے اسکا سبب یہہ تہا کہ ہمنے تقلید کی تہی اُن
لوگونکی جو عقل اور دانائی مین سارے جہانسے ممتاز تہے اور حق اور باطل کے دریافت کرنے مین اپنی تئین یکتائی
زمانہ جانتے تہے اور ہمنے یہہ جانا تہا کہ اسقدر جماعت کثیر جن اور انس سے کہ ہر ایک اُنمین سے عقل اور دانائی
مین کسیکو اپنا ثانی نہین جانتا ہی اور ہر بات کی تہ کو پہنچنے مین ہر ایک اپنی تئین دوسرے سے بڑہ کر جانتا ہے
سوا ایسے عاقل اور فہمیدہ لوگ سب کے سب ایکبارگی کسی بڑے شخص پر مخلوقات سے جہوٹہہ باندہین گے
پہر ایسے شخصونسے اللہ تعالی پر جہوٹہہ باندہنا جو سب بڑونسے بڑا ہی اور اسکی عظمت اور بزرگی کے
سامنے کسیکی عظمت اور بزرگی پاسنگ کو بہی نہین پہنچتی ہی کسطرح ممکن نہین ہی اور ہرگز یے لوگ ایسی
جرأت اور بے باکی نہ کرینگے لیکن ان لوگون نے بڑی جرأت اور بے باکی کی کہ اللہ تعالی پر جہوٹہہ باندہا اور اس
انکی جرأت اور بے باکی کا سبب بہی ہمنے دریافت کیا اور اس سبب کو جنون نے یون بیان کیا وَاَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ اور بے شک تہے بہت لوگ آدمیونسے کہ باوجود مرد ہونے کے کہ عقل کا کمال اور
دلکی قوت اور بے خوفی مرد کو لازم ہی يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ پناہ مانگتے تہے جن کے فرقے کے
مردونسے اور یہہ انکا پناہ مانگنا کئی قسم کا تہا پہلا طور پناہ مانگنے کا یہہ تہا کہ جب کوئی مرض انکو لاحق ہوتا
تہا تو وے جانتے تہے کہ یہہ جن کی بدنظری کا اثر ہی سو اس جن کیواسطے کہانا اور خوشبو اور بخور تیار کرکے
جسجگہہ پر جانتے تہے کہ یہان جنون کے آنیکا گمان ہی وہان وے چیزین رکہہ دیتے تہے تاکہ اس چیز کو رشوت
کیطور پر قبول کرین اور ہمکو ایذا پہنچانے سے باز آدین اور دوسرا طور پناہ مانگنے کا یہہ تہا کہ مشکل اور کٹہین
چیزونمین انکی طرف رجوع کرتے تہے اور انکے نام کو وظیفے کیطور پر جپا کرتے تہے اور اُن تراشی ہوئی صورتون
پر جنکو انہی جنون کے نام کا ٹہہرایا تہا اور انکو بت کہتے تہے نذرین اور ہدیے اور قربانی چڑہاتے تہے تیسرا

طور یہہ تہا کہ جب کسیکو انمین سے آگے کی بات دریافت کرنا منظور ہوتا تہا تو کاہنون پاس جاتے اور اُنسے
پری خوانی کراتے یعنی جو جنونکے بلانے کا طور ہی جیسے مکانونکو صاف کرنا اور پہول رکہنا لوبان جلانا راگ
گانا تاکہ اس سبب سے جن اسجگہہ آکر حاضر ہون اور اس چیز کی جو مطلوب ہی خبر دیوین کہ فلانی چیز یون ہوگی
اور فلانی چیز یون چوتہا طور یہہ تہا کہ جب سفر مین کسی جنگل یا پہاڑ یا مکانمین اُترتے تو جنونکے بادشاہون
اور سردارونکے نام لیتے اور اُنسے پناہ اور مدد چاہتے تاکہ اس مقام پر انکے تابعدارون سے کوئی صدمہ ہم پر
نہ پہنچے اور اس مضمون کے کچہہ کلمات بنا رکہتے تہے اسکو پڑہتے تہے جیسے دُہائی لونا چمار کی یا کلوا پیر کی
اور اسی طور کے دوسرے کلمات اب بہی مشہور ہین اور اُنکے اعتقاد مین یون سمایا تہا کہ جب انکی پناہ مین
آگئے تو اب سب بلاؤنسے محفوظ رہینگے پانچوان طور یہہ تہا کہ انکی تعریفین اور خوشامد اور چاپلوسی
کیا کرتے تہے اور نذرین اور ہدیے اور اچہے اچہے کہانے انکے نام پر دیکر انکو اپنی طرف متوجہہ کرتے تہے تاکہ وے
عاجزی اور احتیاج کیوقت اس حیلے سے انکے کام آوین اور انکی مدد کرین چنانچہ کردم بن السایب اپنے باپ
سے کہ وے صحابی تہے روایت کرتے ہین کہ انکے باپ کہتے تہے کہ سفر مین ایک مرتبے ایک عجیب چیز دیکہنے
مین آئی کہ جنگل مین ایک شخص بکریان چراتا تہا ایک بہیڑیا آیا اور اسکی بکریونمین سے ایک بکریکو اُٹہا لیگیا
اس شخص نے ایک جن کا نام لیکر پکارا کہ ای فلانے جلد آؤ کہ بہیڑیا میری بکریکو لئے جاتا ہی اُس آواز کے
ساتہہ ہی سنا ہمنے کوئی شخص کہتا ہی کہ ای بہیڑئے اسکی بکریکو چہوڑ دے پہر اسیوقت بہیڑے نے
اس بکریکو چہوڑ دیا بلکہ جہانسے لے گیا تہا اسی جگہہ پہنچا کر چلا گیا فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا پہر زیادہ کیا
اِن آدمیون نے جنون کا تکبر اور غرور اسواسطے کہ جنون نے جانا کہ خدا کے بندے ان کامونمین جو ہماری طرف
محتاج ہوتے ہین اور ہم انکے کام روائی کر دیتے ہین اور بعضی بلائین اور آفتین جو حقتعالی انپر بہیجتا ہی ہم انسے
دفع کر دیتے ہین تو ہمکو بہی شاید خدائی کارخانے مین ایک طرح کی شرکت اور دخل ہی اور اگر مستقل
اور بلاواسطہ شرکت ہمکو نہین ہی تو فرزندگی نسبت تو ہمکو اللہ تعالی سے بے شبہہ ثابت ہی اور ہم لوگ
محض بندے نہین ہی اور یہی سبب ہے کہ اپنے محض بندونکو ہمارے سپرد کیا ہی اور ہم انکی کام روائی کرتے
ہین اور آدمیون نے یہہ جانا کہ یے غیب کے لوگ جو ہمارے وقت پر کام آتے ہین اور ہماری حاجت روائی

کرتے ہین تو انکو ربوبیت مین بہی کچہہ شرکت ہی اور یے لوگ محض بندگی کا علاقہ حقتعالی سے نہین رکہتے
ہین بلکہ یے لوگ یا تو اللہ تعالی سے فرزندیکا علاقہ رکہتے ہین یا اسکے ولیعہد ہین یا اسکے کارخانون
کی خدمت انکے سپرد ہی اگر ایسا نہوتا تو ہم لوگونکو باوجود بندگی مین برابر ہونیکے انکا محتاج کا ہیکو کرتا
سوان دونونکی فہمید کی غلطی سبب سے اس قسم کی استعانت اور اعانت یعنی مدد چاہنا اور مدد کرنا جنون اور
آدمیونمین واقع ہوا اور یہہ سمجہا ایسے باطل اور جہوٹہے اعتقادونکی جرأت کا سبب بڑی اسواسطے حدیث
شریف مین جنون سے استعانت اور مدد طلب کرنیکو کسی طور سے ہو منع فرمایا ہی اور یون ارشاد ہوا
کہ جس کسیکو شہر مین یا سفر مین یا بیماری مین جنونکا کچہہ خوف ہووے تو اسکو چاہئے کہ اللہ تعالی کے اسماء
حسنی سے تعوذ کرے اور اسکی پناہ مین آوے اور یون کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
قُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ یعنی پناہ چاہتا ہون مین
اللہ تعالی کے شیطان راندے گئے سے کہہ تو اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانونکی چہیڑ سے
اور تیری پناہ چاہتا ہون اُسسے کہ میرے پاس آوین یے اور معوذتین پڑہے یعنی قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس یا دوسری اسی طور کی آیتون کو پڑہے اور یہہ دعا بہی پڑہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ
التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ یعنی پناہ مین آیا ہون مین اللہ تعالی کے پورے کلمونکی برائی سے اس چیز
کی جسکو پیدا کیا تو انشاء اللہ تعالی ان دعاونکے پڑہنے سے جنات کے آسیب سے محفوظ رہیگا اور جنونکے
نام سے کسی جانور کو ذبح کرنیکو بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت منع فرمایا ہی اور وے افسون
اور منتر جسمین جنونکے بزرگون اور سردارونکا نام ہو اُنکے پڑہنے سے بہی بہت منع فرمایا ہی اسواسطے
کہ شرک کی اصل انہین معاملون سے پیدا ہوتی ہی اور بنی آدم اور جنات کی خرابی کا سبب بڑی گویا یہہ شرک
کا بیج ہی اور جو جنات کی اصل پیدایش آگ کا مادہ ہی اسی سبب سے انمین تکبر اور غرور اور شرارت
اور نافرمانی اور اپنی تئین سب سے بڑا جاننا بلکہ اپنے کو معبود قرار دینا انکی پیدایشی اور خلقی بات ہی اور ان
چیزونکو بالطبع دوست رکہتے ہین اور جب اس قسم کا معاملہ آدمی انکے ساتہہ کرتے ہین تو وے بہی
اپنی طاقت بہر آدمیونکی حاجت روائی مین قصور نہین کرتے ہین تاکہ انکی بزرگی اور عظمت آدمیونکے دلون مین

جنات سے استعانت اور مدد طلب کرنیکی ممانعت

جم جاوے اور شرک کے درخت کو سبزی حاصل ہووے اور پہلے اپنی تئین مکرا ور فریب سے
بزرگون کی پاک روحونمین ظاہر کرتے ہین اور اُن بزرگونکا نام اپنا رکہتے ہین تاکہ آدمی وہ نام
سُنکے جلدی گرویدہ اور فریفتہ ہوجاوین اور کسیطرح سے انکار نکرین آخر کو رفتہ رفتہ جب یہہ
بات آدمیونکے دلونمین خوب بیٹھہ گئی اور یہہ اعتقاد پکا ہوا تب اپنی خباثت اور بدطینتی ظاہر کرتے
ہین اور صریح شرک کروانے لگتے ہین اور لوگ اس فریب سے غافل ہوکے انکی فرمانبرداریکو اپنا
فخر سمجہتے ہین بلکہ اسکو کرامت جانتے ہین اور یہہ بلا اسطرح کی پہیلی ہی کہ جتنے فرقے بنی آدم
کے ہین سبکو گہیر لیا ہی یہان تک کہ اُمت مرحومہ مین بہی اس امر نے رواج تمام پایا ہی اور
یہہ مرض تمام عالم مین پہیل گیا ہی اللہ تعالی اس اُمت مرحومہ پر رحم کرے اور توفیق خیر کی
عنایت کرے اور اس بلا سے ہر مسلمانکو بچاوے العیاذ باللہ من ذلک اور جو یہہ معاملہ انسان
اور جنات کے درمیانمین مدتون تک جاری رہا یعنی آدمی پناہ اور استعانت سے اور ہر کام کو جنون
کی طرف رجوع کرنے سے باز نہین آتے تہے حالانکہ یہہ جانتے تہے کہ ہم سب آدمی ہون یا جن خدا کے
بندے ہین ہمکو ہر کام مین اسی مالک الملک کیطرف رجوع اور التجا کرنا چاہئے نہ اپنے ہمچشمونکی طرف
اور جن بہی اُنکے بہکانے اور گمراہ کرنے سے اور تکبر اور غرور اور الوہیت کے دعوے سے دست بردار
نہین ہوتے تہے اور یہہ نہین بوجہتے تہے کہ اگر ایک مالک کے بندے آپسمین ایک دوسرے کیطرف
کسی کام مین محتاج ہوئے اور دوسرونے انکی حاجت روائی ہوئی تو یہہ نہی ہی مگر اُسی مالک کے کرم
اور فضل اور اعانت سے پہر اسمین تکبر اور غرور کرنا اور اس کام پر رشوت لینا اور اپنی تئین مالک اور
مختار جاننا بلکہ مالک کے کارخانے کا شریک جاننا کسی طرح سے درست نہین ہی اور عقل کے خلاف ہے
سو جنون نے اس معاملہ کے سبب سے بیانمین یہہ بہی ذکر کیا وَاِنَّهُمْ ظَنُّوْا اور یہہ کہ گمان کیا ان آدمیون نے
كَمَا ظَنَنْتُمْ جیسا گمان کیا تمنے ای جنو اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کہ نہ زندہ کریگا اللہ تعالی کسیکو
جن ہو یا آدمی عملونکی جزا اور سزا کے واسطے اور اچہائی اور برائی کی پرسش اور حساب کتاب
کیواسطے سو اس سبب سے آدمیونے یہہ چاہا کہ جسطرح سے ہوسکے اپنی حاجت روائی کیا جائے

اور دنیا کی زندگانی مین اپنی بلاؤن اور مصیبتونکو دفع اور دل کی خواہشون اور فائدونکو حاصل کیا
چاہے اگرچہ اسمین شرک اور ناشکری بہی ہوجاوے اور مالک ناراض اور خفہ بہی ہوجاوے
اور جنون نے یہہ چاہا کہ اپنا نام حاصل کیا چاہئے اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کا منصب اپنے
واسطے ثابت کیا چاہئے اگرچہ اسمین اپنے مالک کے کارخانے مین دخل بہی بوجہا جاوے بلکہ شراکت کا
دعوے بہی پایا جاوے اور اسکا سبب یہہ تہا کہ دونون کے اعتقادونمین یہہ سمایا تہا کہ مرکے اٹہنا
نہین ہے اور مالک کی پرسش کا خوف اور حساب کتاب کے سمجہانے کی دہشت ہرگز نہین ہے اور اسبات
کے ثابت کرنے مین کہ یہہ قران آسمان سے اترا ہوا ہے زمین والونکا کلام نہین ہے کہ کسی انسان یا جنات نے
بنالیا ہو ان جنون نے یہہ بہی ذکر کیا کہ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ اور یہہ کہ ہمنے چہوا اور ٹٹولا آسمانکو
یعنی اسقدر آسمانکے متصل ہم پہنچے کہ گویا اسکو ہاتہہ سے چہولیا اور جب ہمکو ان راہونسے جدہر ہمیشہ ہم
آسمانپر جایا کرتے تہے ممانعت ہوئی تو ہمنے چاہا کہ کوئی دوسری راہ ڈہونڈ کے نکالئے اور اس راہ سے
آسمان کے اوپر جا کے حقیقت حال کی معلوم کیجئے کہ ہماری ممانعت کا تشدد اسقدر کسواسطے ہوا ہے
فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ پہر پایا ہمنے اس آسمانکو بہرا ہوا اور کسی راہ کو خالی نپایا حَرَسًا شَدِيدًا
نگاہبانون اور چوکیدارونسے جو بہت سخت اور زور آور ہین اور وے فرشتے ہین کہ ہمکو ہرگز انکے مقابلہ
کی طاقت نہین ہے اور سواے اسکے ہر ایک راہونمین آسمانکے ایک اور آفت ہے وَشُهُبًا اور
آگ کے انگارے دہکتے دوڑتے ہو کہ وے نگاہبان اور چوکیدار ہمکو انسے مارتے ہین اور جلاتے ہین
چنانچہ معمر نے زہری رضی اللہ عنہما سے پوچہا تہا کہ قران شریف کے اترنے کے پہلے ایام جاہلیت مین
بہی اسیطور سے یے انگارے معلوم ہوتے تہے انہون نے کہا کہ ہان تہے لیکن اس کثرت سے نتہے جیسے بعثت
اور قران مجید کے نازل ہونے کیوقت سے شروع ہوے ہین اور پہلے کسی دوسری غرض کیواسطے تہے
اور اب شیطانون اور جنون کے مارنے اور ہنکارنے کیواسطے مقرر ہوے ہین اور احتمال اسبات کا کہ یہہ
آسمان کی زیادتی نگاہبانی شاید کسی دوسری چیز کیواسطے ہو جنس کلام کی مخالفت کیواسطے نہو
اور اگر بالفرض جنس کلام کی محافظت کیواسطے ہو لیکن شاید فرشتونکے کلام کی محافظت کیواسطے ہو جو اسنے

مجمع اور مجلسونمین بیٹھہ کر کسی مطلب کی تدبیر کے واسطے آپسمین کچھہ باتین کیا کرتے ہین نہ اس کلام الٰہی کی
محافظت کیواسطے سو اس شبہہ کے باطل کرنے واسطے اور اصل مطلب کو یعنی یہہ ممانعت کلام الٰہی کے
واسطے ہوئی ہی اسکو ثابت کرنے کیواسطے جنونے یہہ بہی ذکر کیا کہ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ
لِلسَّمْعِ اور یہہ کہ ہم بیٹھتے تہے قدیم سے آسمانونکی معین جگہونمین جو فرشتونکے مجمع اور مجلسون کے
قریب نہین ان فرشتونکے کلام کے سُننے کیواسطے اور انکے کلام کی محافظت اور ممانعت کبہی نہین ہوئی تہی
ہوئی دوسری کوئی چیز ہم آسمانسے چراکر لاتے تہے جسکے واسطے اسقدر محافظت ہوئی ہو کہ ہر طرف
سے ہمارا گذر بند کر دیا گیا اور ملائکہ کے کلام کی محافظت کیواسطے اسقدر شدت ممانعت کی خیال مین نہین
آتی ہی اسواسطے کہ ملائکہ کا کلام اب بہی ہم آسمانکے نیچے سے سُن آتے ہین لیکن آسمانپر ہمکو جانے نہین
دیتے فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْاٰنَ پہر جو کوئی اسوقت مین کان لگاتا ہی سُننے کیواسطے یعنی جبسے قران شریف
کا نزول شروع ہوا ہی سو اگرچہ اپنی معین جگہہ تک نہ پہنچے بلکہ دور ہی سے کان لگاوے اور سُننے کا ارادہ
کرے تو اسوقت يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا پاتا ہی اپنے واسطے آگ کے انگارے کو گہات مین
لگا ہوا سو معلوم ہوا کہ اسقدر تعید اور تشدّد ہماری ممانعت کا نہین ہی مگر اس کلام الٰہی کی محافظت
کیواسطے تاکہ ہماری ناپاک زبانونپر جاری نہووے اور غیر جگہہ پر نہ پہنچے اور کسیطرح سے اسکا معارضہ اور
مقابلہ کسی سے نہو سکے غرض یہہ ہی کہ نہایت عظمت اور بزرگی اس کلام کی ثابت ہوتی ہی جو دوسرے
کسی کے کلام مین یہہ عظمت اور بزرگی ہو نہین سکتی اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ کلام پاک آسمانسے اُترتا ہے
اور آسمان ملائکہ کے رہنے کی جگہہ ہی وہان کذب اور دروغ اور جہوٹہہ اور افترا اور بندش کسی طرح
گنجایش نہین رکہتی اور جو حکم اس کلام پاک مین ارشاد ہوا ہے وہ بلاشبہہ حق ہی اور حقتعالی جلشانہ کیطرف
سے وہ حکم ہوا ہی اور یہہ معاملہ جو آدمیون اور جنونمین جاری ہو رہا تہا یعنی جن آسمانپر جاکے زمین کے
کامونکی تدبیرین فرشتونکی زبانی سُن آتے تہے اور اسکی موافق آدمیونسے انکے مطلب کے موافق بیان
کرکے گویا انکی حاجت روائی مین معین اور مددگار ہوتے تہے اور آدمی بہی انکے کہنے پر اعتماد کرکے آگی ہونیوالی
چیزونکا حال دریافت کرتے تہے اور اپنی اچہائی اور بُرائی اس سبب سے معلوم کرکے اپنی بہتری کی تدبیر کرلیتے تہے

اور ظاہر مین اسکو اپنے بڑے فایدے کی چیز جانتے تہے اور اس سبب سے جنونکی تعظیم اور توقیر حد سے زیادہ کیا کرتے تہے اسواسطے کہ اپنی حاجت روائی کا وسیلا انہی جنونکو سمجہتے تہے گویا دربار الٰہی مین جنات انکی طرف سے وکیل بہی تہے اور جاسوس اور بہیدی بہی تہے اور اس معاملہ کے جاری ہونے کے سبب سے دونون فرقونکو بڑے بڑے فایدے تہے سو اس معاملہ کے درہم برہم ہو جانے کے بیانمین حیرت کیطور پر جنون نے یہہ بہی ذکر کیا کہ وَاَنَّا لَانَدْرِیْ اور یہہ کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ آیا برائی کا ارادہ کیا ہے زمین پر رہنے والونکے ساتہہ جو یہہ معاملہ یعنی غیب کی باتین دریافت کرکے دوسرونکو بتانا موقوف کر دیا اور اسمانپر جانیکی راہین بالکل بند کر دی گئین تاکہ اپنی مصیبتون اور آفتونکا حال کسیکو معلوم نہو انہی بلاؤنمین گرفتار رہین اور سبکی حاجتین بند ہو جاوین کوئی کسیکی فریادرسی نکرسکے اَمْ اَرَادَ بِہِمْ رَبُّہُمْ رَشَدًا یا ارادہ کیا ہے ان لوگون کے ساتہہ انکے پروردگار نے بہتری اور ہدایت کا یعنی یہہ چاہا ہے کہ جنون کی وکالت اور میانجی گری موقوف ہو جاوے اسواسطے کہ جنون نے رشوت لینے کی اپنی عادت ڈالی ہے بلکہ خدائی کارخانے مین شرکت کا دعوی کرتے ہین اور سوائے اسکے طرح طرح کی برائیان انسے صادر ہوتی ہین سو اس کام سے انکا معزول اور موقوف ہونا بہتر ہے اور اس کام کے سرانجام کیواسطے فرشتے اور اولیا اللہ اور شہدا کی طیب اور پاکیزہ روحین مقرر کیا چاہئے کہ وے حقتعالی کے حکم سے اس وکالت اور سفارت کے کام کو سرانجام کو پہنچاوین اور آدمیونکی ترقی کی راہین اور امور غیبیہ سیکہنے کے طریق کو صاف کر دین تاکہ آدمی خود اس درگاہ کے روشناس ہو جاوین اور اپنی عرض آپ کر لیا کرین اور ان دغاباز اور چور وکیلونکے خوف سے خلاصی پاوین اسواسطے کہ آدمی کی اصل پیدایش اور خلقت اسی بات کو چاہتی ہے اور راہ مستقیم بہی یہی ہے اور جو نوع انسانکو یہہ ترقی حاصل ہوگی تو انکی موروثی خلافت کے معنے بہی تمام ہووینگے وہ خلافت جو انکے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوئی تہی اور جسطرح زمین کی خلافت اور سلطنت سے جنات معزول اور موقوف ہوئے ہین اسیطرح وکالت اور سفارت اور مختاریکے عہدے سے بہی موقوف ہووین اور جسکام کی بنا انکے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ڈال گئے ہین سو اسکو بے سعادتمند

فرزند انجام کو پہنچاوین اور اپنے باپ کے دشمنون اور حاسدونسے قرار واقعی عوض اور بدلا لیوین
اسی سبب سے جن اپنے کلام مین شر کے مقابلہ مین رشد کی لفظ لائے ہین نہین تو ظاہر یہہ ہی کہ
شر کے مقابلہ مین خیر مذکور ہوتا ہی اور گمراہی کے مقابلہ مین رشد بولا جاتا ہی اور ایک بات دوسری
یہانپر دریافت کر لیا چاہئے یعنی جنون نے اس اپنے کلام مین ایک ادب کی بہت باریک بات کی رعایت کی
ہی یعنی ارادہ شر کے بیانمین فعل مجہول کے صیغہ کو لائے ہین اور فاعل کے ذکر کو ترک کیا ہی اور ارادہ
رشد کے بیانمین فعل معروف کے صیغہ کو لائے ہین اور ربہم کو اسکا صریح فاعل گردانا ہی لِلّٰہِ دَرُّهُمْ
مَا اَحْسَنَ تَاَدُّبُهُمْ یعنی اللہ تعالی کیطرف سے واسطی ان جنونکی کیا اچھا ادب کا کلام بیان کیا ہی اور اسبات
کے بیان کرنے مین کہ حقتعالی نے اس معاملہ کے موقوف کر دینے مین جو جنون اور آدمیونمین جاری تہا آدم
کے ہر ہر فرد کی رہنمائی اور اچھائی کا ارادہ کیا ہی بلکہ بنی الجان کی بہی بہتری کا ارادہ کیا ہی اور حقیقت
مین یہی بات ہے کہ جنات وکالت اور سفارت کی لیاقت نہین رکہتے بلکہ قابل موقوف کر دینے کے ہین
سو جن بہی یہان انصاف کی راہ چلے ہین اور یہہ ذکر کیا کہ وَاِنَّا مِنَّا الصَّالِحُوْنَ اور یہہ کہ ہم مین بعضے
نیک بخت تہے جو اس خدمت کی لیاقت رکہتے تہے اور اس وکالت اور سفارت کا عہدہ انسے بخوبی سر انجام
ہوتا اور اس خدمت کی لیاقت اور ذمہ برداری کے واسطے تین شرطین لازم ہین پہلی شرط یہہ ہی کہ عالم غیب کی
خبرون اور حکمونکو کہ دربار حقیقی وہی ہی بدون زیادتی اور کمتی کے اور بغیر تغیر اور تبدل کے آدمیونکو پہنچا
دینا اور اپنی طرف سے کچھہ بہی اسمین نملانا تاکہ اس مقدمے مین جہوٹہہ کو دخل نہو اور اس سبب سے آدمیونکے
نزدیک بعضے حکم اور بعضی چیزین اُس دربار کی بے اعتبار نہو جاوین اور یہہ جانین کہ جسطرح ہماری تدبیرون
اور خبرونمین جابجا اور تغیر اور تبدل ہوتا ہی اسیطرح عالم غیب کی تدبیرون اور خبرونمین بہی ہوا کرتا ہے
اور اس سبب سے بد اعتقادی اور جہالت مین گرفتار نہو جاوین اور دوسری شرط یہہ ہی کہ اگر اپنے عرض
معروض سے کسی کی کار روائی اور حاجت بر آری ہوجاوے یا کسی تدبیر سے کسیکی کوئی مصیبت اور بلا دفع
ہوجاوے تو تکبر اور غرور نکرنے لگیں اور اپنی تئین عالم کا شریک نہ ٹہراوین اور آدمیونپر اپنی بڑائی اور بزرگی
نجتاوین اور عبادت کے کام آدمیونسے اپنے واسطے نچاہین اور اس مضمونکو ہر وقت پیش نظر رکہین کہ

ہم سب ایک خاوند کے بندے ہین بعضونسے بعضونکی کارروائی ہوتی ہی لیکن جو کچھہ ہوتا ہی سب اُسی خاوند
کی عنایت ہی فخر اور تکبر اسمین کرنا نچاہئے اور تیسری شرط یہہ ہی کہ اس وکالت اور سفارت کی عوض مین
رشوت لینا شروع کرین اور اپنے واسطے نذرین اور ہدیے اور قربانیان مقرر کرین اور اگر انسان اُس قسم
کی نذرین اور ہدیے اور قربانیونکے دینے مین انکار کرین یا کسی بہانے سے ٹال دیوین تو انکے پیچھے پڑین اور
اور انکو اذیت پہنچاوین اور انکو ستاوین سو ان شرطونکی جمعیت ہم لوگونمین بہت کم پائی جاتی ہی
لیکن بعضے لوگ ہم مین سے البتہ اس خدمت کی لیاقت رکھتے ہین وَمِنَّا دُونَ ذٰلِكَ اور ہم مین سے
بہت لوگ ایسے ہین کہ بہت پست ہمت ہین اس مرتبے سے اور اس خدمت کی لیاقت ہرگز نہین رکھتے
چنانچہ بعضے ایسے ہین کہ آدمیونکی خوشنودی کیواسطے یا اُنکے دغا دینے کیواسطے غیب کی خبرونمین اپنی
طرف سے جھوٹھہ ملاتے ہین اور تھوڑا بھی جھوٹھہ نہین بلکہ ایک بات سچی مین سو جھوٹھہ اپنی طرف سے ملاتے ہین
چنانچہ حدیث شریف مین اُس بات کی تصریح آگئی ہی اور بعضے ایسے ہین کہ کام کر دینے اور حاجت نکال دینے
کے بعد تکبر اور غرور کرنے لگتے ہین اور اپنی خوشامد اور تعریف چاہتے ہین بلکہ عبادت کے لوازمات اُن لوگو
اپنے واسطے طلب کرتے ہین اور یون کہتے ہین کہ اپنا نام ایسا رکھو کہ جسمین ہماری طرف نسبت پائی جاوے
جیسے بھوانی داس اور شیو داس اور گربخش اور اندر بخش اور اپنے ہر کام مین ہمین سے مدد مانگا کرو دوسرے
کیطرف التجا مت کیا کرو اور خدا کے رسولونکا پیغام جو بدون ہمارے واسطے کے تمکو پہنچاتے ہین اسکو مت مانو
نہین تو ہم تمہاری وکالت نکرینگے اور اس عہدیسے دست بردار ہونگے پھر تم محتاج رہوگے کسی سے تمہاری
حاجت روائی نہو سکے گی اور بعضے انمین سے بہت ہی طمّاع اور لالچی ہین بدون رشوت لئے کام مین ہاتھہ نہین
ڈالتے اور ہر کام اور ہر خیر پر کچھہ اپنے واسطے مقرر کرا لیتے ہین جیسے بھیڑ بکری مرغ مرغی کپڑا نقد پکوان پان
پھول ناچ گانا اپنی تعریف اور سوا اسکے بہت سی چیزین ہین جو شرط کر لیتے ہین اور اُس شرط کے پوری
کرنے مین اگر آدمی کچھہ قصور کرتے ہین تو اپنے وہم اور خیال کی قوت سے جو انمین بہت زور پر ہوتی ہی اُن
آدمیونکو ایذا دیتے ہین اور جانی یا مالی نقصان اسکو پہنچاتے ہین اسی سبب سے ہر ایک کے مرغوبات دوسرے سے
جدا ہوتے ہین اور ایک کی فرمایش دوسرے کی فرمایش کے موافق نہین ہوتی ہی اور ہر ایک کا مطلب بھی اُسمین

تقسیم کرلیا ہی چنانچہ چیچک کے مرض کے دفع کیواسطے ایک کو علیحدہ مقرر کر دیا ہی اور خون کے فساد کی
بیماری دفع کرنا اور طبیعت کو صلاحیت پر لانے کیواسطے ایک دوسرا مقرر ہوا ہی اور اسیطرح خبرون کے
پہنچانے مین بہی ہر ہر اقلیم اور ہر ہر شہر اور بستیونکو آپسمین تقسیم کرکے ایک ایک وہانکا حاکم بن بیٹھا ہے
سو اس سبب سے كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا تہے ہم مختلف طریقو نپر اور طرح طرح کی راہونپر اور آپس کے نفاق اور
طمع اور حسد اور تکبر اور خدائی کارخانے مین شرکت کے دعوی کے سبب سے اس خدمت کی لیاقت
ہم لوگونمین بالکل نرہی تہی یہہ حقتعالی کی عین حکمت ہی جو ہم لوگونکو اس خدمت سے معزول اور موقوف
کیا اور آسمان پر چڑہنے اور دربار مین حاضر ہونے سے ممانعت فرمائی اور بنی آدم کی حاجت روائی کو
ہمسے باز رکہا اور انہی بنی آدم مین سے بعضونکو اپنے دربار کی روسنائی سے مشرف کیا تاکہ وے
بعضے یعنی جو مقرب درگاہ الہی کے ہین اپنے ہم جنس کی حاجتونکی عرض معروض کرکے کار روائی کرلیا کرین
اور غیب کی خبرونکو جو دین اور دنیا مین انکے کام آوین اور نفع پہنچاوین بغیر تغیر اور تبدل کے سب لوگونکو
پہنچاوین اور بری چیزونسے ڈراوین اور اچہی چیزونکی رغبت دلاوین اور اپنی تئین محض درمیانی کہہرین
نہ جنون کیطرح شریک کہین اور آدمیونکے قصد اور ہمتین اور بوجہین اور مطلب بلا واسطہ اور بلا برزخ اور بلا
حجاب کے اپنے خاوندکیطرف پہنچادین اور رشوت اور نذر اور مزدوری اس کام پر آدمیونسے نہ لیوین
اور انمین سے ایک شخص کو سردار اور سرگروہ انکا کردیا اور اس خدمت کے کلی قاعدے اور آئین
اپنی مرضی کے موافق اپنے کلام پاک مین اس شخص پر اتارے تاکہ وہ شخص آپ بہی اسپر عمل کرے اور
دوسرونکو بہی اسی آئین پر خبردار کرکے اسپر عمل کرنیکی رغبت دلادے تاکہ اس آئین پر عمل کرنیکے
وسیلے سے اس منصب جلیل القدر کی لیاقت پیدا کرین اور ہمیشہ ہر زمانے اور ہر قرن مین اس آئین پر عمل
کرنیکے سبب سے اس عہدیکی لیاقت والے اور اس نشانکے اٹہانیوالے پیدا ہوتے رہین بلکہ جنونکو بہی ان
قاعدونپر مطلع اور خبردار کردیا اور انکی وکالت اور سفارتکو بہی اسی آئین اور قاعدے پر مقرر کیا
تاکہ وے بہی ایک دوسریکو اعانت اور مدد کرکے اپنے خاوندکے دربار مین روسناش اور عرض کرنیوالا
کردین اور اس قانون پر عمل کرنیکے سبب سے دونون فرقے انسان اور جنات کے صلاحیت پر آوین اور شرکت

اور فساد سے نجات پاوین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جسطرح مذہبونکا اختلاف آدمیونمین
پایا جاتا ہی اسیطرح کا اختلاف جنونمین بہی پایا جاتا ہی اور جن بہی مذہب مختلف رکہتے ہین چنانچہ بعضے
اُنمین قدریہ ہین اور بعضے مُرجیہ اور بعضے رافضی اور بعضے خارجی اور بعضے ہندو اور بعضے مجوسی اور بعضے
یہودی اور بعضے نصرانی اور سوا اسکے سو ہر مذہب والے جن اپنے مذہب والے آدمیونکو موافق اپنے مذہب کے
خبرین پہنچایا کرتے ہین کبہی خواب مین کچہہ دکہا دیا یا کبہی ہوشیاری مین کچہہ انکے دلمین ڈال دیا اور آدمی
یہہ جانتے ہین کہ غیب سے اس مذہب کی تصدیق اور تائید ہوئی اس سبب سے اور گمراہ ہوتے جاتے ہین
اسیطور سے ہر مذہب والے اپنے مذہب والونکی اعانت مین لگے رہتے ہین اور انکی حاجت روائی اور مشکل
کشائی اور بلاؤنکے دفع مین حتی المقدور مدد کرتے ہین تاکہ اُن مذہب والونکو یہہ یقین ہوجاوے کہ یہہ مذہب
بہی عالم غیب مین کچہہ حقیقت رکہتا ہی درگاہ الٰہی مین پسند ہی اسیواسطے غیب سے ہماری حاجت روائی
مین مدد ہوا کرتی ہی اور ہماری بلائین دفع ہوا کرتی ہین سو ان وجہونسے جنونکا سفیر اور درمیانی ہونا غیب
کی باتین آدمیونکو پہنچانے مین طرح طرح کی بُرائیون اور گمراہیونکو مستلزم تہا اور خود جنونکی بہی گمراہی کا
سبب تہا اسیواسطے اس کارخانیکو بالکل موقوف اور بے اعتبار کردیا اور اگر کسیکو اسجگہہ پر شبہہ گذرے
اور کہے کہ اس کارخانیکے موقوف کرنے اور اس معاملے کے باطل کرنے اور جنونکو اس خدمت سے
معزول کرنے سے کچہہ حاصل اور فائدہ نہوا اسواسطے کہ جتنی اس قسم کی چیزین تہین وے سب اب بہی بنی آدم
مین رایج اور پہیلی ہوئی ہین غیب کی باتین اب بہی لوگ انسے پوچہا کرتے ہین اور اپنے مشکل کامونمین
انسے مدد مانگا کرتے ہین اور غیر اللہ کا تقرب اور شرک کیا کرتے ہین اس شبہہ کا جواب یہہ ہی
کہ معزول کو منصوب بوجہنا اور اسکے مکر اور فریب اور دغابازی مین پہنسنا اور اپنے کامونکو اسکی طرف
رجوع کرنا یہہ سب اپنا قصور اور نادانی ہی آدمیونکو لایق یہہ تہا کہ اس فرقے کی معزولی اور موقوفی
کی خبر جو سنی تہی تو انسے دست بردار ہوتے اور انکی طرف رجوع نکرتے جو وکیل دربار سے نکالا گیا اور
وہان جانیکی بہی ممانعت ہوگئی اسکی طرف اپنے مقدمہ کو رجوع کرنا اور اپنے معاملہ کے سوال وجواب
کیواسطے اسکو واسطہ گرداننا کمال نادانی اور حماقت پر دلالت کرتا ہے قرآن شریف مین اس فرقے کی

جن بہی مذہب مختلف رکہتے ہین

معزولی اور موقوفی اور اس کارخانے کا باطل اور بیکار محض ہو جانا ہزار جگہہ سے زیادہ ذکر ہو چکا ہی پہر سُنے کو ان سُنا کر دینا اور دیکہہ بہال کے اندہے بن جانا رسول کی ہدایت و تبلیغ مین کیا قصور ہی اب رہی یہہ بات کہ جو اس خدمت سے اس فرقے کو موقوف کیا تہا پہر انکو عالم غیب مین دخل دینا کیا ضرور تہا تاکہ وہانکی خبر و نپر یے مطلع ہو وین اور لوگونکی مدد اور حاجت روائی ظاہر مین کرکے انکو خراب کرین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ عالم غیب کی خبر ونپر کچہہ کچہہ خبردار ہونا جنونکی پیدایشی بات ہی اور اسیطرح بڑے مشکل کام کرنا جو آدمی سے نہو سکین جیسے کوئی بہت بہاری چیز اٹہا لینا اور تاثیرین جیسے خوفناک شکل سے ڈرا دینا اور آدمی کے بدن یا روح کو ضرر پہنچانا جیسے بدنکو زخمی کر دینا اور دل مین وسوسہ ڈال دینا یے سب چیزین جنونکی خلقت کے لوازمات سے ہین ایسے علم اور اس قسم کے عملونکی قدرتکو جنونسے لے لینا گویا انکو انکی خلقت سے خارج کر دینا ہی اور وکالت اور سفارت کی خدمت سے موقوف کرنیکو یہہ بات لازم نہین ہی کہ یے چیزین بہی انسے لے لی جاوین جسطرح آدمی کو کسی کام سے موقوف کرنا اسبات کو لازم نہین ہے کہ اسکی آنکہہ بہی پہوڑ دینا تاکہ اندہا ہو کے بیٹہے غرض اس خدمت کی موقوفی سے یہہ ہی کہ بنی آدم انکی طرف اب رجوع نکرین اور انسے مدد نچاہین اور غیب کی خبر نہ پوچہین اگرچہ بعضے کام مین یے مدد کر سکتے ہین اور بعضی غیب کی بات انکو معلوم ہو سکتی ہے لیکن بنی آدم کو انسے احتراز کرنا واجبات سے ہی اور انسے رجوع کرنا اپنے خاوند کی عدول حکمی چنانچہ اس کارخانے کی موقوفی اور اس خدمت کی معزولی کے سبب سے لاکہون کروڑون آدمیون کو انکے فریب اور دغابازی سے مخلصی حاصل ہوئی اگرچہ بعضے بیوقوف انکے ابتک جال مین پہنسے ہوے ہین اسواسطے کہ ہر ہر فرد بنی آدم کی ہدایت اصل سے منظور نہین ہی اور حکمت بہی اسبات کو نہین چاہتی ہے تاکہ بہلے بُرے کا فرق ظاہر رہے فقط اور کلام الہی کے سُنتے ہی اسکو مان لینا اور باوجود اپنی قوم کی معزولی دریافت کرنے کے ایسی عمدہ خدمت سے جو اس کلام سے بوجہی جاتی تہی نفسانیت کو دخل ندینا اور اس کلام کی انکار اور مخالفت نکرنا اُن لوگونکی طرح سے ہے جو عقل تو رکہتے ہین لیکن معصوم نہین ہین اور طبیعت کے تقاضے سے کبہی ایسی جگہہ پر نفسانیت کی راہ سے انکار کر بیٹہتے ہین جن ہون یا انس ہون

لیکن اُن جنونے جنہون نے کلام الٰہی سُنا تہا ایسا نکیا بلکہ سنتے ہی فرمانبردار ہوگئے اور اس فرمانبرداری بے تکرار کی وجہ مین یہہ بہی بیان کیا کہ وَأَنَّا ظَنَنَّا اور یہہ کہ ہمنے گمان کیا اسبات کا کہ اگر اسکلام پر ہم ایمان نہ لاوین گے اور اپنے خاوندکی فرمانبرداری سے انکار کرین گے اور اس خدمت سے معزول ہونے پر ہم راضی نہونگے تو بلاشبہہ ہمارا پروردگار ہمپر غصہ ہوگا اور ہمکو اسمین مواخذہ کریگا اور پکڑیگا اور پہر اس صورتمین ہمکو یقین ہی کہ أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ ہرگز عاجز نکرسکین گے ہم خداکو زمین مین چہپ کے یعنی کہین اندہیرے مکانمین چہپ گے یا بڑے جنگل مین بہاگ کے یا کسی غار اور گو مین گہس کے اتنے بچ رہین گے جسطرح عمل پڑہنے والون اور موکلونکے ساتہہ ایسے حیلہ او رفریب کر کے انکو عاجز کر کے تہکا دیتے ہین وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا اور یہہ بہی ہی کہ ہرگز عاجز نکرسکین گے ہم اسکو بہاگ کے اوپر مین آسمان اور زمین کے جسطرح فرشتونکو آگ کے انگارے مارنیکے وقت جلدی بہاگنے سے عاجز کر دیتے ہین کہ وے ہمکو نہین پاتے ہین اور انگارا ہم تک نہین پہنچتا ہی اور اسجگہہ پر اگرچہ مقام یقین قطعی کا تہا لیکن جنون نے ظن کو استعمال کیا اور إِنَّا ظَنَنَّا کہا اسکی وجہ یہہ ہے کہ کلام الٰہی کی تصدیق اور احکام الٰہی کی قبولیت اور اپنی خدمت کی موقوفی مین ظن غالب کفایت کرتا ہے کچہہ احتیاج یقین قطعی کی نہین ہے چنانچہ معاملات دنیاوی مین لوگونکے درمیانمین بہی یہی رایج اور دستور ہی کہ جہان کسی کے مقابلہ سے اپنی عاجزیکا ظن غالب ہوا تو اسکی تابعداری قبول کرلیتے ہین قطعی یقین حاصل ہونیکی انتظار نہین کرنے والا کام ہاتہہ سے جاتا رہے اور پہر کچہہ تدبیرین نہ پڑے اور یہان تو یقین قطعی حاصل ہی اسیواسطے جنونے ذکر کیا کہ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ اور یہہ کہ جسوقت سُنا ہمنے ہدایت کے مضمونکو اس قرانمین تو اسیوقت بلا مہلت ایمان لائے ہم اسپر اسواسطے کہ اس کلام کے سُننے کے بعد تاخیر کرنے مین حقتعالی کے غصے اور غضب کا خوف تہا اور اسکے غضب سے بہاگ بچنے کی ہم مین طاقت نہین ہی اور اگر ہماری قوم ہمسے کہین گی کہ جلدی ایمان لانیکے سبب سے اپنے ظن غالب کے بموجب غضب الٰہی کے خوف سے تو تم نے نجات پائی لیکن سر دست تمہارا بڑا نقصان ہوا کہ نذر نیاز آدمیونسے جو ملتی تہی سو موقوف ہوئی اور اس وکالت کے سبب سے جو شرت دیتے تہے اسکا بہی دروازہ بند ہوا اور ذلت اور رسوائی بہی بہت

حاصل

حاصل ہوئی کہ ایسے عہدہ جلیل القدر سے تکو موقوف کیا اور تمنے اس عہدہ کی بحالی کی کچھہ تدبیر نکی
چپ ہوکر بیٹھہ رہے اور ایسی عمدہ خدمت ہاتھہ سے نکل گئی تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ ان
چیزونسے جو تمنے بیان کین ہمکو کچھہ خوف نہین ہی اسواسطے کہ ہمارے ایمان کامل نے ہمکو سب چیزون سے
بیخوف کردیا انکی کچھہ بھی پرواہ ہمکو نہی فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا پھر جو
کوئی ایمان لاویگا اپنے پروردگار پر وہ ہرگز نہ ڈریگا مال کے نقصان سے اور نہ ذلت اور بےحرمتی اور بےآبروئی
سے اسواسطے کہ حقتعالی اُسکو ایمانکی برکت سے اس نقصان کی عوض مین دوسری طرح نوازیگا اور
مال کے حاصل ہونیکا کوئی دوسرا سبب کر دیگا اور ثواب علاوہ اُسکے ملیگا اور اس ذلت و بیحرمتی کی
عوض مین ہمیشگی کی عزت اور مرتبہ عنایت کریگا اور عرب کی اصطلاح مین رَہَق اُس ذلت حاصل ہونیکو
کہتے ہین جو آدمی پر چھا جاتی ہی اور اسکو ڈھانک لیتی ہی جیسے کپڑا بدنکو ڈھانک لیتا ہی چنانچہ دوسری
آیت مین حقتعالی نے فرمایا ہے وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ یعنی ڈھانکے لیتی ہی انکو رسوائی اور اس قران شریف
اپنے قوم کے ایمان نہ لانے سے باوجود ایسے قوی سببونکے اور ایسے قادر زبردست کی پکڑ کے خوف سے
کہ کسیطرح سے اُسکے مواخذہ سے بچاؤ اور خلاصی ممکن نہین ہی جنون نے تعجب کرکے یہہ بھی ذکر کیا کہ وَاَنَّا
مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور یہہ کہ ہم مین سے بعضے حکم الہی کے مطیع اور منقاد ہونیوالے ہین اور اپنی ایسی عمدہ خدمت
سے معزول ہونے پر راضی ہوکر اپنے خاوند کے حکم کی فرمانبرداری پر مستعد ہوگئے اور تابعداری کی
راہ پر چلنے لگے اور اسلام پر ایمان لائے اور جو جو معاملے آدمیونسے رکھتے تھے ان سب سے دستبردار
ہوئے بلکہ نہایت انصاف کی راہ چلے کہ اپنی معزولی کی خبر آپ آدمیونسے پکار کر کہدی اور پیغمبر آخر الزمان کے
کی خدمت مین خود انکے حاضر ہو اور انکی پیروی کو اپنے اوپر واجب جانا چنانچہ بہت سے جنات جو عرب کے
جزیرونمین رہتے تھے انہون نے بھی ظہور انتہا کیا تھا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لائے تھے چنانچہ بہت سی
حکایتین تواتر کیطور پر اس مقدمے مین جنونسے منقول ہین اُنہین حکایتون مین سے ایک حکایت وہ ہی جو
حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح بخاری اور دوسری کتابونمین روایت آئی
ہی کہ وے کہتے تھے کہ مین ایک روز اپنے بتونکے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص ایک بچہ گائے کا بتونکی

نذر کیواسطے لایا اور اسکو وہان ذبح کیا اسوقت ایک بت کے اندر سے ایک آواز بہت سخت نکلی کہ مینے کبہی ایسی آواز نہ سُنی تہی اور ہر خاص و عام نے وہان اس آواز کو سُنا وہ کہتا تہا یَاجَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ یَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اے قوت والے آدمی ایک ایسا کام ظاہر ہوا ہے جسمین مطلب کی بات ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جتنے لوگ وہان تہے سب بہاگے لیکن مین وہان ٹہرا رہا کہ دیکہون یہہ کسکی آواز ہے پہر دوسری مرتبے مین نے وہی آواز سُنی اور تیسری مرتبے بہی وہی آواز ہوی مجہکو نہایت حیرانی ہوئی کہ یہہ امر کیا ہے پہر لوگون سے معلوم ہوا کہ یہان ایک شخص پیغمبر ظاہر ہوا ہے اور لوگونکو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا تعلیم کرتا ہے اور اسی طرح کی حکایت ایک بڈہے سے مجاہد روایت کرتے ہین کہ وہ بڈہا کہتا تہا کہ ایک روز مین ایک گائے کو ہانکے لئے جاتا تہا یکایک ایک آواز مین نے سُنی کہ کوئی کہتا ہے یَاالذَّبِیْحُ قَوْلٌ فَصِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اے لذیح بات بہت اچہی اور کہلی ہے ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بعد اسکے شہر مکے مین جو مین پہنچا تو وہان سُنا کہ یہان ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے اور وہ یہی کلمہ کہتا ہے اور اسی طرح بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وے کہتے تہے کہ ایام جاہلیت مین ایک جن میرا آشنا تہا اور ہونیوالی چیزونکی مجہکو خبر دیا کرتا تہا اور مین اسکے کہنے کے بموجب لوگونسے کہا کرتا تہا اور وے خبرین اکثر سچی ہوا کرتی تہین اس سبب سے نذر نیاز مجہکو بہت ملا کرتی تہی ایک راتکو مین سوتا تہا کہ وہ جن میرا آشنا آیا اور کہا اٹہہ اور بوجہہ اگر کچہہ تجہکو عقل اور شعور ہے کہ ایک لوی بن غالب کی اولاد سے پیدا ہوا ہے پہر یے کئی بیتین پڑہین نظم عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَاَدْهَاسِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلَاسِهَا ۞ تَهْوِيْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى ۞ مَا مُؤْمِنُوْهَا مِثْلُ اَرْجَاسِهَا ۞ فَانْهَضْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ۞ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰى رَاْسِهَا یعنی تعجب آتا ہے مجہکو جنات کے احوال اور انکی بیقراری سے کجاوے اور زین باندہنے سے انکے اونٹونپر سفر کرنے کیواسطے جاتے ہین مکہ کیطرف ہدایت کی تلاش مین ایماندار جنات نہین ہین مانند انکے ناپاکونکے تو بہی اٹہہ اور چل اس شخص کیطرف جو چنا ہوا ہے بنی ہاشم سے اور بلند کر اپنی دونون آنکہونکو ہمار

قبیلے کے سرداروں کی طرف مطلب اسکا یہہ تہا کہ ہماری قوم اور سب سردار مکہ معظمہ کو جاتے ہین ایمان لانیکو
تو بہی جا اور ایمان لا سواد کہتے ہین کہ ان جنونکے سُننے سے مین جاگ پڑا اور تمام رات اسی تشویش مین
گذری کہ یہہ کیا ماجرا ہے پہر دوسری راتکو بہی اسیطور سے آکر مجھکو جگا کر وہی بیتین پڑہین اور چلا گیا اور
اسیطرح تیسری راتکو بہی جب تین رات پے درپے مجہپر یہی ماجرا گذرا تو میرے دلمین اسلام کی محبت پیدا ہوئی
اور مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا یہان تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین حاضر ہوا اسکے بعد
آپ کے جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہوا تو مجھکو دیکہتے ہی آپ نے فرمایا مرحبا اے سواد بن قارب
مجھکو معلوم ہے جو چیز تجھکو یہان لائی ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے کچھہ بیتین آپ کی مدح مین کہی ہین
پہلے آپ اُن بیتونکو مجہسے سُن لیجئے آپ نے فرمایا پڑہ سواد بن قارب نے قصیدہ بائیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت مین کہا تہا اُسے پڑہا اُس قصیدہ کی آخر بیت یہہ ہے وَكُنْ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ یعنی اور ہوجا تو واسطے میرے شفیع جس دن نہوگا کوئی صاحب شفاعت کا
تیرے سوا کوئی کام آنے والا سواد بن قارب سے اور یہہ بہی بیہقی نے روایت کی ہے کہ عمان کے ملک مین مازن
طائی بتونکی خدمت پر مقرر تہا اُن بتونمین ایک بت تہا اسکو ناجر کہتے تہے سو مازن کہتا ہے کہ ایک روز
مین نے اس بت کیواسطے ایک جانور ذبح کیا اسوقت ایک آواز اس بت کے اندر سے سُننے مین آئی یہہ کہتا تہا
يَا مَازِنُ أَقْبِلْ إِلَيَّ أَقْبِلْ ۞ تَسْمَعُ مَا لَا تَجْهَلُ ۞ هٰذَا نَبِيٌّ مُرْسَلُ ۞ جَاءَ بِحَقٍّ مُنْزَلِ ۞ فَآمِنْ
بِهِ كَيْ تَعْدِلَ ۞ عَنْ حَرِّ نَارٍ تُشْعَلُ ۞ وَقُودُهَا بِالْجَنْدَلِ یعنی اے مازن متوجہہ ہو میری طرف متوجہہ ہو
سُن ایسی چیز جسکو جہل اور نادانی مین نہ کہا چاہئے یہہ پیغمبر ہے بہیجا گیا لایا ہے حق جو اُتارا گیا ہے سو ایمان لاؤ
اسپر تاکہ کنارا پکڑے تو آگ کی گرمی سے جو لپٹ والی ہے جس آگ کا ایندہن پتہر ہین لکڑی کی جگہہ مازن
کہتا ہے کہ یہہ آواز سُنکے مجھکو نہایت تعجب ہوا پہر دوسرا ایک جانور ذبح کیا مین نے پہر دوسری مرتبے
اُس سے بہی زیادہ کہلی ہوئی واضح آواز اس بت سے سُنی مین نے کہ کہتا تہا يَا مَازِنُ اسْمَعْ تُسَرُّ ۞ ظَهَرَ خَيْرٌ
وَبَطَنَ شَرٌّ ۞ بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرَ ۞ بِدِينِ اللّٰهِ الْأَكْبَرِ ۞ فَدَعْ نَحِيتًا مِنْ حَجَرٍ ۞ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ
سَقَرَ یعنی اے مازن سُن تاکہ خوش ہو تو بہتر ظاہر ہوا اور چہپ گئی بدی اُٹہایا گیا ہے ایک پیغمبر مضر کے قبیلے سے

دین خدا لیرا ایں خدا جو بہت برا بزرگ ہی سو چہوڑ بت کو جسکو پتہر سے تراش کے بنایا ہی تاکہ بچے تو آگ
سے دوزخ کی مازن کہتے ہین کہ اسیوقت سے مین اس خبر کی تلاش مین ہوا کہ مصر سے کون پیغمبر مبعوث ہوا ہے
یہان تک کہ ایک قافلہ حجاز کا اندنون وہان آیا انسے مین نے پوچہا ادہر کی خبر کیا ہی اُن لوگون نے
کہا کہ تہامہ مین ایک شخص پیدا ہوا ہی اسکو لوگ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور وے اپنی تئین
داعی الی اللہ کہتے ہین مین نے پہچانا کہ اس آواز کی تعبیر یہی ہی بس زاد و راحلہ یعنی سفر کا سامان تیار کرکے
مکہ کیطرف روانہ ہوا مین وہان پہنچ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال
باکمال دیکہتے ہی میرا دل اسلام کیطرف مایل ہوا پہر اسلام لایا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر کچہہ تمہارا مطلب ہو تو کہو مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے تین مقصد ہین اول تو یہہ ہی کہ مجہکو
راگ سُننے اور ناچ دیکہنے اور شراب پینے اور زنا کرنے کی لت ہو گئی ہی اور دوسرا یہہ کہ میری اولاد
نہین ہی اور مجہکو اولاد کی نہایت آرزو ہی اور تیسرا یہہ کہ ہمارے ملک مین قحط پڑا ہی سو ان تینون
چیزونمین آپ سے دعا چاہتا ہون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے حقتعالی کی درگاہ
مین عرض کیا کہ ای بار خدایا اسکو راگ اور باجے کی عوض مین قران شریف پڑہنے کی توفیق دے اور
اور حرام کاریسے بچا اور اسکی عوض مین حلال عورتین اسکو عنایت کر اور صاحب حیا اور صاحب شرم
کر دے اسکو اور اپنے فضل سے اسکو اولاد عنایت کر اور قحط کو دور کر مازن کہتے ہین کہ حقتعالی نے آپکی
دعا کی برکت سے سب برائیان مجہسے دور کین اور اچہائیان نصیب ہوین ملک ہمارا آباد اور سرسبز ہوا
اور چار عورتین خوبصورت میرے نکاح مین آئین اور لڑکا بہت قابل مجہکو حقتعالی نے دیا چنانچہ حیان بن مازن مشہور ہین
اور اسیطرح امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے اور ابونعیم نے ضمرہ سے روایت کی ہی اور بیہقی نے
حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے ارسال کیطور پر اس قصہ کو ذکر کیا ہی کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی خبر مدینہ منورہ مین اس سبب سے پہنچی تہی کہ ایک عورت مدینہ والونکی کسی ایک جن کے ساتھہ
تعشق رکہتی تہی اور وہ جن ہمیشہ انکو اسکے پاس آتا تہا اور اکثر پرند جانور کی شکل پکڑکے اسکی دیوار پر
آبیٹہتا تہا پہر جب تنہائی ہوتی تہی تب آدمی کی شکل بن کے اس عورت سے صحبت کرتا تہا پہر یکایک چند روز

اسکا آنا موقوف ہو گیا پہر تہوڑی مدت کے بعد اُسی پرند جانور کی شکل سے اُسکی دیوار پر بیٹہا اُس عورت نے
اسکو دیکہتے ہی پہچانا اور کہا اَئیا رَاتنے دنون کہان ہے جو ہمارے پاس نہ آئے اُسنے کہا کہ اب
ہمارے تمہارے جدائی ہی ہمارے آنیکی امید اب مت رکہو اسواسطے کہ مکہ معظمہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے
اُسنے ہم پر زنا کو حرام کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسیطرح کا ماجرا شام مین دیکہا تہا چنانچہ
ابو نعیم نے اُنسے نقل کیا ہی کہ وے کہتے تہے کہ ہم ایک مرتبے شام کیطرف گئے تہے سو اُسطرف ایک عورت
بڑی کاہنہ مشہور تہی بلکہ اُس فن مین کمال رکہتی تہی ہم بہی اُسکی ملاقات کیواسطے گئے اور اپنے سفر کا
احوال اُسسے پوچہا کہ آگے کیا ہوگا اُسنے کہا کہ اب مجہکو کچہہ معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ جس جن نے مجہسے
دوستی تہی اور اُسسے احوال دریافت کرکے مین سبکو جواب دیتی تہی سو وہ جن ایکدن آکے میرے دروازے
پر کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین مین نے اُسسے پوچہا کسواسطے اُسنے کہا کہ خَرَجَ اَحْمَدُ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَآءَ اَمْرٌ لَا یُطَاقُ یعنی ظاہر ہوے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آیا
حکم جسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہی یہہ کہکے چلا گیا اور پہر نہ آیا اور اسیطرح ابن شاہین اور دوسرے محدثون
نے ذُباب ابن الحارث سے روایت کی ہی کہ وُہ کہتا تہا کہ ایک جن میرا آشنا تہا اور غیب کی خبرین مجہے
بتایا کرتا تہا ایکدن وُہ آیا مین نے اُسسے کچہہ پوچہا اُسنے حسرت سے میری طرف دیکہا اور کہا نظم یَا ذُبَابُ
یَا ذُبَابُ اِسْمَعِ الْعَجَبَ الْعُجَابُ بُعِثَ مُحَمَّدٌ بِالْکِتَابِ یَدْعُوْ بِمَکَّۃَ فَلَا یُجَابُ یعنی اے
ذُباب سُن بڑے تعجب کی بات کہ مبعوث ہوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ کتاب کے بلاتے ہین اللہ کیطرف مکے
مین پہر نہین جواب دئے جاتے ہین یعنی انکی بات کوئی نہین سُنتا ذباب کہتا ہی کہ مین نے اُسسے کہا کہ تو کیا
کہتا ہی سوال دیگر جواب دیگر اُسنے کہا کہ تہوڑے دنون مین میری بات کو بوجہیگا تو یہہ کہہ کے اُٹہہ گیا
پہر چند روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر مجہکو پہنچی اور اسیطرح عمر ابن شیبہ نے جموح
بن عثمان غفاری سے بہی روایت کی ہی کہ بنی غفار کے قبیلے مین ایک کاہن تہا اُسکا بہی ایک جن یار تہا وہ
جن بہی اسیطرح جواب دیکر رخصت ہوکر چلا گیا اور ابو نعیم نے بہی روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت
امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی مجلس مین بیٹہے تہے ایک شخص آیا آپنے اُسسے پوچہا کہ تیر

قیافے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تو کاہن تہا اور جنون سے صحبت رکہتا تہا اُسنے کہا کہ ہان آپنے
کہا بہلا اب بہی جنون سے صحبت میسر ہوتی ہی اُسنے کہا اب نہین ہوتی دین اسلام کے ظہور کے
پہلے میری صحبت والے جن میرے پاس آئے اور مجہسے کہا کہ یَا سَالِمُ یَا سَالِمُ اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ
وَالْخَیْرُ الدَّائِمُ غَیْرُ حُلْمِ النَّائِمِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ یعنے ای سالم حق کہلا اور بہتری ہمیشگی کی ظاہر
ہوئی یہہ بات خواب پریشان سونے والے کی نہین ہے اللہ تعالی سب سے بڑا اور بزرگ ہی ایک شخص
دوسرا اُس مجلس کے حاضرونمین سے بولا کہ مجہکو بہی اسیطور کا اتفاق ہوا کہ ایکدن مین ایک بیابانگ
چٹیل میدانمین چلا جاتا تہا اور کوئی آدمی گردپیش میرے نتہا یکایک ایک ناقہ سوار میرے سامنے نمود
ہوا اور پکار کریے کلمے کہے یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ اَتَاكَ مَا وَعَدَكَ مِنَ الْخَیْرِ یَا اَحْمَدُ
یعنی ای احمد اللہ بہت برتر اور بزرگ ہی آیا تجہکو جو تجہسے وعدہ کیا تہا بہتری سے ای احمد اور پہر نظر سے
میرے غایب ہوگیا ایک شخص دوسرا انصاریونمین اسی مجلس مین حاضر تہا اُسنے کہا کہ مجہکو بہی اسی قسم
کا ماجرا درپیش آیا تہا چنانچہ شام کیطرف مین گیا تہا ایکدن ایسی زمین پر میرا گذر ہوا کہ نہ وہان پانی تہا
نہ گہاس یکایک مینے پیچہے سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہی قَدْ لَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مُشْرِقُہٗ
یَخْرُجُ مِنْ ظُلْمَةٍ عَرْفٌ مُوْلِقُهٗ ذَالِكَ رَسُوْلٌ مُفْلِحٌ مَنْ صَدَّقَهٗ اَللّٰهُ اَعْلٰی اَمْرَهٗ وَحَقَّقَهٗ
یعنی تحقیق ظاہر ہوا وہ ستارہ جسنے روشن کردیا مشرق اپنی کو نکلتے ہی سایا اسکے سے خوشبو کو روشن
کرتی ہی اسکو یہہ رسول ہی بہتری کو پہنچے گا جسنے سچا جانا اسکو اللہ نے بہت بلند کیا کام اسکا اور ثابت
کیا اسکو اور اسیطرح فاکہی نے بہی مکے کے اخبار مین عامر بن ربیعہ سے اور ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے اور دوسرے محدثون نے حضرت عبد الرحمن بن عوف اور دوسرے صحابیونسے روایت
کی ہی کہ ایکدن جبل ابو قبیس پر ایک جن نے اکر بہت سخت آواز کی اور چند بیتین پڑہین اسمین دین اسلام
کی ہجو تہی اور یہہ مضمون تہا کہ مسلمانونکو جلدی قتل کرنا چاہئے اور شہر سے نکال دینا اور بت پرستی کو ہرگز
نچاہئے چہوڑنا کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوے اور مسلمانونسے کہنے لگے کہ دیکہو تمہارے قتل اور شہر بدر
کرنیکا حکم غیب سے بہی آیا مسلمانونکو بہت رنج ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر

عرض کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب خاطر جمع رکہو یہہ آواز ایک شیطان کی تہی مسعر
اسکانام ہی سو عنقریب حقتعالی اسکو سزا دیتا ہی جب تیسرا دن ہوا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانونکو خوشخبری دی اور فرمایا کہ آج ایک دیو بڑا زور آور میرے پاس آیا اور مسلمان ہوا اسکانام
سمجج تہا مین نے اسکانام عبداللہ رکہہ دیا اُسنے مجہسے کہا کہ اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل کرون سو مینے اجازت
دی انشاء اللہ تعالی آج مسعر جہنم واصل ہوگا مسلمانونکو بہت خوشی ہوئی اور اس خوشخبری کے منتظر ہوے
شام کیوقت اُسی پہاڑ سے ایک آواز بہت سخت سنی کہ کوئی کہتا ہی نَحْنُ قَتَلْنَا مُسْعَرًا لَمَّا طَغَى
وَاسْتَكْبَرَا وَصَغَّرَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْكَرَا لِشَتْمِهِ نَبِيَّنَا الْمُطَهَّرَا اَوْرَدْتُهُ سَيْفًا جَرُوفًا
مُبَتَّرًا اِنَّا نَذُوْدُ مَنْ اَرَادَ الْبَطَرَا یعنی مین ہون جسنے قتل کیا مسعر کو جبکہ سرکشی کی اُسنے اور
تکبر کیا اور جہوٹہا جانا اُسنے حقکو اور طریقہ ڈالا برا واسطے برا کہنے اسکے کے نبی ہمارے کو جو پاک ہی ہمنے لگین کیا
اُسکے خون سے تلوار کو جو بڑی کٹنی اور جڑ سے قطع کرنیوالی ہی ہم منع اور رد کرینگے اسکو جو ارادہ کریگا
تکبر اور غرور کا اور اسیطرح ابن سعد نے کتاب شرف المصطفی مین جندل بن ثعلبہ سے روایت کی ہی جندل
رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تہا غیب کی
خبرین مجہے پہنچایا کرتا تہا ایک راتکو گہبرایا ہوا آیا اور مجہکو سوتے سے جگایا اور کہنے لگا هُبَّ فَقَدْ لَاحَ
سِرَاجُ الدِّيْنِ بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ اَمِيْنٍ فَارْحَلْ عَلَى بَاذِلٍ اَمُوْنٍ تَمْشِي عَلَى الصَّحْصَحِ وَالْحُزُوْنِ
یعنی بیدار ہو پس تحقیق روشن ہوا چراغ دین کا سچا اور آراستہ اور امانت دار سو کوچ کر مضبوط اونٹ پر
سوار ہوکے چل اور راہ برابر اور خراب کے جندل نے کہا کہ یہہ عبارت مسجع اسکی سُنکے مین دہشت سے اٹہہ بیٹہا
اور پوچہا مینے کہ ہی کیا صاف کہہ پہر اُسنے کہا وَسَاطِحِ الْاَرْضِ وَفَارِضِ الْفَرْضِ لَقَدْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ
فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ نَشَاَ فِي الْحُرُمَاتِ الْعِظَامِ وَهَاجَرَ اِلَى طَيْبَةِ الْاَمِيْنَةِ یعنی قسم ہے
بچہانے والے زمین کی اور لازم کرنیوالے فرض کی البتہ رسول کرکے بہیجے گئے محمد تمام جہان پر پیدا ہوے حرم بزرگ
مین اور ہجرت کیطرف طیبہ امینہ کے یعنی مدینہ کیطرف جندل کہتے ہین کہ یہہ خبر سنتے ہی مین مدینہ منورہ کیطرف
روانہ ہوا راہ مین پہر ایک ہاتف نے مجہکو آواز دی کہ شعر يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِي مَطِيَّتَهُ نَحْوَ الرَّسُوْلِ

کے اَتَتْہٗ وَ قِیْقَتُہٗ لِلّٰہِ شَدِیْدٌ یعنی اے سوار پہیرنیوالے سواری اپنی کو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہدایۃ تحقیق توفیق دیا گیا تو بطرف ہدایت کے اور اسیطرح ابن کلبی نے عدی ابن حاتم طائی سے روایت
کی ہی کہ عدی کہتے تہے کہ میرا ایک نوکر تہا بنو کلب کے قبیلے کا اسکو جالس ابن دغنہ کہتے تہے ایکدن مین
گہر کے باہر بیٹہا تہا یکایک اسکو دیکہا مین نے کہ کچہہ دہشت کہایا ہوا اس باختہ آتا ہی مین نے پوچہا کیا
ہوا تجہکو خیر ہی اُسنے کہا کہ یہہ اونٹ اپنے مجہہ سے لو اور نوکری سے مجہکو معاف کرو مین نے اُس سے
کہا کہ کچہہ ہمسے قصور ہوا جو تم نوکری چہوڑے دیتے ہو اُسنے کہا کچہہ نہین لیکن میرے اوپر ایک حادثہ گذرا ہے
اُس سبب سے مین چہوڑتا ہون اُسکی تفصیل یہہ ہی کہ تمہارے اونٹ لیکر مین چراگاہ مین گیا تہا وہان دیکہا
مین نے کہ ایک شخص بڈہا پہاڑ کے کہانٹے سے نکل آیا سر اسکا گول اُلّو کا سا اور طول و عرض کا حال کچہہ نہ پوچہو
اسقدر تہا پہاڑ کی چوٹی سے سر اسکا باتین کرتا تہا اور دونون پاون اسکے پہاڑ کی جڑ مین لگے تہے
سو اُسنے مجہکو پکارا اور کہا کہ یَاجَالِسَ بْنَ دَغْنَۃٍ یَاجَالِسُ لَایَعْرِضَنَّ لَکَ الْوَسَاوِسُ
ھٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِکَفِّ الْقَابِسِ فَاجْنَحْ اِلَی الْحَقِّ وَلَا تُوَاجِسْ یعنی اے جالس بن دغنہ نہ بارز ہین
تجہکو وسوسے یہہ دیکہہ روشنی پہیلی ہوی اس نور کی ہی جسکے ہاتہہ مین مشعل ہے سو رجوع کر حق کیطرف
اور دل مین کچہہ دغدغہ مت کر اتنا کہہ کے غایب ہو گیا مین اس خوف سے وہان ٹہر نسکا اونٹونکو دوسری
چراگاہ مین لے گیا اور ایک درخت کے نیچے لیٹا مین کہ ذرا آرام کرون جو ہین میری انکہہ لگی وہین کسی نے
آکر مجہکو ایک ٹہوکر پاؤن سے ماری مین چونک پڑا دیکہتا کیا ہون کہ وہی بڈہا کہڑا ہی اور کہتا ہے
یَاجَالِسُ اسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشُدْ لَیْسَ ضَلُوْلٌ حَائِرٌ کَمُھْتَدٍ لَاتَتْرُکَنَّ نَھْجَ الطَّرِیْقِ
الْاَقْصَدِ قَدْ نُسِخَ الدِّیْنُ بِدِیْنِ اَحْمَدٍ یعنی اے جالس سن جو کہتا ہون مین تاکہ راہ پاوے تو نہین ہی گمراہ
متحیر ہدایت پانیوالے کے مانند مت چہوڑ چلنا راہ سیدہی کا تحقیق ناسخ ہوے سب دین دین احمد سے
صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح ابونعیم اور ابن عساکر نے بنی خثیم کے قبیلے کے ایک شخص سے روایت
کی ہی کہ وہ کہتا تہا کہ اول عرب کا دستور ایسا تہا کہ کچہہ بہی حرام اور حلال نہین پہچانتے تہے اور بتونکی
پوجا کیا کرتے تہے اور اگر اپسمین کچہہ جہگڑا یا قصہ ہوتا تہا تو اُسکے فیصلے کیواسطے بہی بتونکے روبرو موجود

ہوکر بیٹھتے تہے پہر ان بتونکے اندر سے جو آواز ہوتی تہی اسکو ہاتف غیب کی صدا تصور کرکے اُسیکے
موافق عمل کرتے تہے سو مین بہی اسی دستور کے بموجب ایک جہگڑے مین ایک بت کے سامنے بیٹھا تہا
اور کچہہ نذر اور قربانی گذرانکے آواز غیبی کا منتظر تہا کہ یکایک اس بت کے اندر سے یہہ آواز آئی کہ یَا اَیُّهَا
النَّاسُ ذُو الْاَجْسَامِ وَمُسْنِدُ الْحُكْمِ اِلَى الْاَصْنَامِ مَا اَنْتُمْ وَطَائِشُ الْاَحْلَامِ هٰذَا نَبِيٌّ
سَيِّدُ الْاَنَامِ اَعْدَلُ ذِي حُكْمٍ مِنَ الْحُكَّامِ يَصْدَعُ بِالنُّوْرِ وَبِالْاِسْلَامِ وَيَزَعُ النَّاسَ
عَنِ الْاَثَامِ یعنی اے لوگو جو اپنے جہگڑے انکو بتونکے سامنے فیصلے کیواسطے لاتے ہو کیا ہوا ہی تمکو جو ایسے
عقل کے ہلکے ہوگئے ہو یہہ نبی ہی جو سردار ہے تمام مخلوقات کا بڑا عادل ہی سب جہانکے حاکمونسے ظاہر کرتا ہے
نور اور اسلام کو اور منع کرتا ہی لوگو نکو گناہو نسے یہہ آواز سنتے ہی ہم جتنے وہان تہے سب بہاگے اور متفرق ہوگئے
پہر ہر مجلس مین یہی تذکرہ رہتا تہا یہان تک کہ ہمکو خبر پہنچی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین پیدا ہوئے
اور وہانسے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرمائے تب ہم بہی اگر مسلمان ہوے اور اسیطرح ابو نعیم اور ابن سعد نے
جبیر بن مطعم سے روایت کی ہی کہ جبیر کہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے بوانہ مین ایک
بت کے پاس ہم بیٹھے تہے اور ایک اونٹ اُس بت کی نذر کیواسطے ہمنے ذبح کیا تہا یکایک ایک آواز اُس بت
کے اندر سے نکلی کہ اَلَا اسْمَعْ اِلَى الْعَجَبِ ذَهَبَ اسْتِرَاقُ السَّمْعِ بِالْوَحْيِ وَتُرْمٰى بِالشُّهُبِ لِنَبِيٍّ
بِمَكَّةَ اسْمُهُ اَحْمَدُ مُهَاجِرُهُ اِلَى يَثْرِبَ یعنی خبردار ہو اور سُن تعجب کی باتکو گیا زمانہ آسمانکی خبرین
چرانیکا وحی آنیکے سبب سے اور مارے جاتے ہین جنات انگارے دہکتے ہوے سے یہہ سب ہوا ہی بسبب
نبی آنیکے مکہ مین جنکا نام احمد ہی اور انکی ہجرت کا مکان یثرب ہی جبیر کہتے ہین کہ ہمکو اس بات کے سننے سے
نہایت تعجب ہوا اور وہان سے اُٹہہ کر چلے گئے پہر بعد چند روز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر فاش ہوگئی
اور اسیطرح ابو نعیم نے تمیم داری سے روایت کی ہی کہ تمیم کہتے تہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوے
اسوقت مین شام مین تہا پہر کسیکام کیواسطے سفر کیا مینے جب رات ہوئی تب عربونکے قدیم دستور کے بموجب
جنونکے خوف سے اس جنگل مین پکار مین نے کہا کہ اِنَّا فِي جِوَارِ عَظِيمِ هٰذَا الْوَادِي یعنی پناہ مین آئے
اور دہائی ہی اس جنگل کے سردار کی اسیوقت ایک آواز آئی اور کوئی شخص ظاہر مین معلوم نہوتا تہا اور

اس آواز کا مضمون یہہ تہا کہ عُذْ بِاللّٰهِ فَاِنَّ الْجِنَّ لَا تُجِيْرُ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا یعنی پناہ اور دہائی مین
خدا کی آ اسواسطے کہ جنونکو یہہ طاقت نہین ہی کہ بے حکم الہی کسیکو پناہ دیوین مین نے کہا کہ کون ہی تو ن اور
کیا کہتا ہی تب اُسنے پہر کہا قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ الْاَمِيْنِ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ بِالْحَجُوْنِ فَاَسْلَمْنَا وَاتَّبَعْنَا
وَذَهَبَ كَيْدُ الْجِنِّ وَرُمِيَتْ فَانْطَلِقْ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی تحقیق ظاہر ہوے رسول
عربونکے اور نماز پڑہی ہمنے انکے پیچہے حجونمین جو مکہ معظمہ کا ایک محلہ ہی سو ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہمنے اُسکی
اور اب گیا فریب جنونکا اور مارے جاتے ہین یعنی انگارونسے سو جا تو طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو رسول ہین
سارے جہانکے پروردگارکے تمیم کہتے ہین کہ جب صبح ہوی تو مین وہانسے روانہ ہوا ایک شہر مین پہنچا وہان ایک
راہب سے اس قصہ کو بیان کیا مین نے اُسنے کہا کہ جنون نے تجہسے سچ کہا ایک پیغمبر حرم سے ظاہر ہوگا اور دوسر
حرم کیطرف ہجرت کریگا اور اسکا مرتبہ سب پیغمبرونسے زیادہ ہی تو جلدی اسکی خدمت مین پہنچ اور اسیطرح
ابونعیم نے خویلد ضمری سے روایت کی ہی کہ خویلد کہتے ہین کہ مین ایک بت کے پاس بیٹہا تہا یکایک اسکے
اندر سے ایک آواز سنی مین نے کہ کہتا ہی ذَهَبَ اِسْتِرَاقُ الْوَحْيِ وَرُمِيَ بِالشُّهُبِ لِنَبِيٍّ بِمَكَّةَ
اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَمُهَاجِرُهٗ اِلٰى يَثْرِبَ يَاْمُرُ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْبِرِّ لِلْاَرْحَامِ یعنی گیا زمانہ وحی
کی چوری کا اور مارے جاتے ہین جن انگارونسے مکہ مین نبی پیدا ہونے کے سبب سے جنکا نام احمد ہی اور انکی ہجرتکا
مکان یثرب ہی حکم کرتا ہی سبکو نماز اور روزیکا اور اپنے خویش و اقربا سے نیکی کرنیکا خویلد کہتے ہین کہ
ہم اُس آواز کے سُنتے ہی وہانسے اُٹہے اور اس خبر کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ سچ ہی ایک پیغمبر مکہ مین پیدا
ہوا ہی اور اُسکا نام احمد ہی اور اسیطرح ابونعیم اور ابن جریر اور طبرانی اور خرائطی اور دوسرے محدث کئی اسنادون
اور کئی طریقونسے عباس بن مرداس سے روایت کرتے ہین اور عباس عرب کے سرداروںمین سے مشہور شخص
ہین وے کہتے ہین کہ میرے اسلام مین داخل ہونیکی وجہہ ابتدا مین یہہ ہوئی کہ اس شخص کے باپ نے مرتے
وقت مجہکو وصیت کی تہی کہ اِس بت کی عبادت جسکا نام ضمار ہی ہرگز نچہوڑنا اور جو کام مشکل درپیش ہو اس
کام مین اسیکی طرف رجوع کرنا اسواسطے کہ یہہ بت مشکل کشائی مین بے نظیر ہی سو اپنے باپ کی وصیت کے
بموجب ہمیشہ اس بت کی خدمت مین مشغول رہتا تہا مین اور ہر روز باوجود کاروبار ریاست کے اسکی زیارت کو

ایک مرتبے جاتا تہا مین ایکدن جنگل کیطرف شکار کیواسطے گیا تہا مین جب دوپہر ہوئی تو گرمی کی شدت سے ایک درخت کے سایہ کے تلے بیٹھہ گیا مین اور نوکر چاکر بہی جو میرے ساتہہ تہے ایدہر اودہر درختونکے تلے ٹہر گئے یکایک دیکہا مینے کہ ایک شتر مرغ سفید رنگ کا جیسے روئی کا گالہ دُہنا ہوا اوپر سے نیچے آیا اور اس شتر مرغ پر ایک شخص سفید پوش نورانی شکل سوار ہین اور میری طرف خطاب کر کے کہتے ہین کہ ای عباس بن مرداس کچہہ تجہکو خبر ہی کہ آسمان کی نگاہبانی کیواسطے چوکیان مقرر ہوئین اور لڑائی اور جہاد زمین پر پہیل گیا اور زین اور لگام والے گہوڑے جہاد کو تیار ہوے ہین اور یہہ نیک طریقہ زمین پر لایا وہ دوشنبہ کے دن منگل کی راتکو پیدا ہوا اور اسکی سواری کی ایک اونٹنی ہی اسکا نام قصوی ہی عباس کہتے ہین کہ یہہ بات سُنتے ہی مجہکو خوف اور رعب زیادہ ہوا وہانسے سوار ہوکر گہر کو آیا اور پہلے اس بت کے پاس جسکا نام ضمار تہا گیا مین تہوڑے دیر اسکے سامنے مودب ہوکے بیٹہا اسکے اندر سے آواز نکلی یہ بیتین پڑہتا تہا قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سَلِیْمٍ کُلِّهَا ۔ هَلَكَ الْأَنِیْسُ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ۔ أَوْدَی ضِمَارٌ وَكَانَ یُعْبَدُ مُدَّةً ۔ قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ۔ إِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَی بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُهْتَدِیْ ۔ یعنی کہہ دے سلیم کے سب قبیلے سے کہ ہلاک ہوا انیس اور زندہ ہوے مسجد والے اور ہلاک ہوا ضمار اور پوجا گیا تہا ایک مدت تک قبل اُترنے کتاب کے طرف نبی کے جنکا نام محمد ہی بے شک جو شخص وارث ہوا ہی نبوت اور ہدایت کا بعد مریم کے بیٹے کے وہ قریش سے ہی سیدہی راہ چلنے والا عباس کہتے ہین کہ مین نے اس باتکو لوگونسے ظاہر نکیا بلکہ پوشیدہ رکہا یہان تک کہ جب کافر جنگ احزاب سے جسکو جنگ خندق بہی کہتے ہین پہرے اُسوقت مین اونٹ خرید کرنے کیواسطے عقیق کیطرف جو ذات عرق کے متصل بستی ہی گیا تہا یکایک ایک سخت آواز آسمان سے آئی مین نے نظر اوپر کی تو دیکہا مین نے وہی پیر مرد سفید پوش سفید شتر مرغ پر سوار ہین اور کہتے ہین کہ جو نور دوشنبہ کے دن منگل کی راتکو دنیا مین آیا ہی سو اب ناقہ قصوا کے صاحب کے ہمراہ نجد مین آتا ہی اسوقت سے دین اسلام کا اعتقاد میرے دلمین بیٹہہ گیا اور اسیطرح ابن سعید اور بونعیم نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی ہی کہ سعید کہتے تہے کہ ایک روز اس شخص کے باپ نے ایک بکری ایک بت کے سامنے

نذر کیطور پر ذبح کی تہی اس وقت اُس بت کے اندر سے یہہ آواز آئی کہ اَلْعَجَبُ کُلُّ الْعَجَبِ خَرَجَ نَبِیٌّ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یُحَرِّمُ الزِّنَا وَیُحَرِّمُ الذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَحُرِسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِیْنَا بِالشُّهُبِ یعنی بڑا تعجب ہے پیدا ہوا ایک نبی عبد المطلب کی اولاد سے حرام کریگا زنا اور حرام کریگا ذبح کو جو بتوں کیواسطے کرتے ہین اور نگہبانی کی گئی آسمانونکی اور مارے جاتے ہین ہم انگارونسے سعید کہتے ہین کہ میرا باپ اس خبر کی تحقیق کیواسطے مکہ کیطرف گیا کسی نے انکو اس خبر کا پتا نہ بتایا یہانتک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اُنسے پوچہا انہوننے کہا کہ ہان سچ ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہم مین خدا کا رسول ہے تمکو بہی لازم ہے کہ اسپر اسلام لاؤ حاصل کلام کا اس قسم کے قصہ بے شمار ثابت ہین جو حد تواتر کو پہنچے ہین بلکہ بعضے جنات جو اسوقت تک اسلام سے مشرف نہین ہوے تہے بعضے آدمیونکے واسطے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین سلام اور تحیات اور اپنی عاجزی اور فرمانبرداری کہلا بہیجی تہی چنانچہ ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ جعد کہتے تہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے حج کے ارادے سے چلے راستے مین ایک جنگل ملا یمن کے متعلقات سے اس جنگل مین ایک آواز سنی ہم نے کہ کوئی یہہ بیتین پڑہتا ہے اَلَا یَا اَیُّهَا الرَّکْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِیْمِ وَزَمْزَمَا مُحَمَّدَ الْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِیَّةً تُشَیِّعُهٗ مِنْ حَیْثُ سَارَ وَیَمَّمَا وَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِیْنِكَ شِیْعَةٌ بِذٰلِكَ اَوْصَانَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَا یعنی اے اونٹونکے سوار پچہلی رات کو مقام کرنیوالے پہنچاؤ جب کہڑے ہو تم یعنی پہنچو تم حطیم اور زمزم کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مبعوث ہوے ہین سلام ہماری طرف سے اور تحیہ جانا تم اسکے پاس جہان کہین اسنے سیر کی ہو اور قصد کیا ہو اور کہنا اسے ہم سب یہان کے جنات تمہارے دین کے گروہ ہے اسیطرح وصیت کی تہی ہمکو عیسی مسیح مریم کے بیٹے نے علیہ السلام اور ابن عساکر اور خرائطی نے مرداس بن قیس دوسی سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین کاہنونکا اور کہانت کا کچہہ ذکر تہا لوگ نقل کرتے تہے کہ یہہ کارخانہ نبوت کے ظہور اور وحی کے نزول ہوتے ہی موقوف ہوگیا مرداس مذکور نے کہا کہ یا رسول اللہ مجہکو اس مقدمہ مین عجب اتفاق ہوا تہا جو قابل سننے کے ہے آپنے فرمایا کہ بیان کرو مرداس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی تہی اسکا نام خلصہ تہا بہت نیک بخت اور

اور صالحہ تہی کبہی برائی کا وہم بہی اسکی طرف نہوا تہا ایک روز میرے نزدیک آئی اور کہنے لگی کہ تم
مجہکو کیا جانتے ہو ہمنے کہا کہ تجہکو بڑی نیک بخت اور صالحہ ہم جانتے ہین کبہی برائی کا وہم بہی تیری طرف
ہمکو نہین ہوا پہر اُسنے کہا کہ اندنون مجہپر ایک عجب احوال گذرا ہی کہ مین ایک روز اکیلی اپنے گہر مین
بیٹہی تہی ایک چیز سیاہ میرے اوپر آکے چڑہ بیٹہی اور جسطرح مرد عورت سے صحبت کرتا ہی اسیطرح اُسنے
میرے ساتہہ کیا اور پہر کچہہ معلوم ندیا سو مجہکو یہہ خوف ہوا کہ ایسا نہو میرے حمل رہ گیا ہو اور تم لوگ
مجہپر زنا کی تہمت کرو ہمنے اسسے کہا کہ ہمکو تیری طرف ایسی چیز کا وہم بہی نہین آنیکا تو دبا خاطر جمع رکہہ
بعد کتنے روزونکے معلوم ہوا کہ اسکو حمل ہی پہر موافق معمول کے لڑکا جنی لیکن اس لڑکے کے دونون کان
کتے کے سے تہے اور اسکا رنگ بہی آدمی کا سا تہا سو وہ لڑکا ہمارے لڑکونکے ساتہہ کہیلا کرتا تہا ایکروز
ننگا ہوکے چلانے لگا اور کہنے لگا کہ افسوس اور خرابی ہی کہ دشمن کے سوار تمہارے لوٹنے کو اس پہاڑ کے
اُسطرف آن پہنچے اور تم غافل بیٹہے ہوئے ہو ہم سب اسکے کہنے بموجب مسلح ہوکر اُس پہاڑ پر گئے دیکہا تو واقعی
دشمن کے سوار ہین آخر انسے لڑائی کرکے انکو ہٹا دیا اسوقت سے اس لڑکے کا کہنے کا اعتبار ہوگیا جو
وہ کہتا تہا ویسا ہی ہوتا تہا کبہی اسکی بات جہوٹہہ نہوتی تہی پہر جب سے آپ نبی ہوے اور وحی آنا شروع
ہوا تب سے اسکی بات جہوٹہی ہونے لگی اکثر باتین جہوٹہی کہا کرتا تہا ہمنے اسسے پوچہا کہ تجہکو اب کیا ہو
جو جہوٹہہ بولنے لگا تو ن اُسنے کہا کہ مجہکو کچہہ حال نہین معلوم جو شخص مجہکو پہلے سچی خبر پہنچاتا تہا اب
جہوٹی خبرین پہنچاتا ہی مین اپنی طرف سے اسمین کچہہ ملاتا نہین ہون اب اسکی تدبیر یہہ ہی کہ تم مجہکو تین دن
ایک اندہیری کوٹہری مین بند کرو تاکہ جب مین تنہا ہونگا تو وہ جن جو مجہکو خبرین دیتا ہی وہ میرے رگ اور
پوست مین گہس جائیگا پہر تم اسسے پوچہنا تو کچہہ معلوم ہوگا سو ہمنے ویسا ہی کیا پہر تین دن کے بعد حجرہ کو
کہولا تو دیکہا ہمنے کہ اس لڑکے کا بدن ایسا ہوگیا ہی جیسے آگ کا انگارا ہمنے دریافت کیا کہ یہہ رنگت
آگ کی اسی جن کی ہی جو اسکے اندر در آیا ہی آخر ہمنے اُسسے کہا کہ ای عزیز ابتک تمہاری خبرین سب
سچی ہوتی تہین چند دنونسے کیون جہوٹہی ہونے لگین اُسنے کہا یَا مَعْشَرَ دُوْسٍ حُرِسَتِ السَّمَاءُ
وَخَرَجَ خَيْرُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی ای گروہ دوس کے قبیلے کے نگہبانی کئے گئے آسمان اور پیدا ہوے

ایسے نبی ہو بہتر ہین سب نبیونسے مین نے پوچہا کہ کہان اُسنے کہا مکے مین اور اسکے بعد یہہ بہی کہا اب مین مرتا ہون مجہکو پہاڑ کی چوٹی پر دفن کرنا اور میرے دفن کے بعد اگ کیطرح شعلے نکلینگے جب تم یہہ حال دیکہنا تو تین پتہر مجہپر مارنا یعنی اسی اگ پر اور ہر پتہر پر یہہ کلمہ پڑہنا کہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ یعنی ای اللہ تیرے نام کی برکت سے اُسوقت وے شعلے بجہہ جائینگے یعنی میری اگ ٹہنڈی ہو جائیگی پہر جسطرح اُسنے کہا تہا ویسا ہی ہمنے کیا اُسکے مرنے سے کتنے دنونکے بعد آپ کی نبوت کی خبر ہمکو پہنچی اور ہم خدمت مین حاضر ہوے یہہ ہی عرب کے جزیرے کے جنونکا حال جنکی گواہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ثبوت اور آسمانی نگہبانی اور انگارونکا گرنا اور قران شریف کا نازل ہونا تواتر کے طور پر منقول ہی جسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی لیکن جو انمین سے اسلام سے مشرف ہوے ہین اور صحابیت کے درجہکو پہنچے ہین وے بہی بہت ہین چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی لیلۃ الجن مین جو مکہ معظمہ کے متصل دُرہ حجون مین ہوئی تہی اور دوسری لیلۃ الجن مین جو مدینہ منورہ مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد بقیع غرقد کے میدان مین ہوئی تہی اور دونون مرتبے بے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے سو ان دونون مرتبے مین جنونکی کثرت اسقدر بیان کی ہی کہ گنتی اور شمار سے باہر ہی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہی ایک مرتبے لیلۃ الجن مین جو دوسری مرتبے مدینہ منورہ مین ہوئی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے اور جنونکو دیکہا بہی تہا اور انکی باتین بہی سنی تہین وے بہی اسیطرح کی کثرت انکی بیان کرتے ہین چنانچہ ابو نعیم نے دلایل النبوۃ مین اور دوسری حدیث کی کتابونمین ان قصونکی تفصیل بیان کی ہی اور صحاح ستہ مین بہی آیا ہے عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِالْمَدِيْنَةِ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ اَسْلَمُوْا فَمَنْ رَاٰى مِنْ هٰذِهِ الْعَوَامِرِ شَيْئًا فَلْيَتَعَوَّذْ بِهٖ ثَلٰثًا فَاِنْ بَدَا لَهٗ بَعْدُ ثَلٰثٍ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحاح ستہ مین روایت کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے مین بہت جن ہین کہ وے اسلام لاے ہین پہر جو شخص دیکہے ان سانپونمین سے کسی کو تو کہے اعوذ باللہ منک تین مرتبے پہر اگر ظاہر ہو اسکو کوئی چیز بعد تین مرتبے کے تو وہ شیطان ہے یعنی اسے مارو کچہہ مضایقہ نہین ہی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی

بہت جن ایسے ہی صحابیت کے درجہ کو پہنچے ہین

که ایک مرتبه بہت سے جن کسی جزیرے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے مشرف ہونیکو آئے تہے
اور کئی دن یہان مقام بہی کیا تہا اور پہر اپنے وطن کو لوٹ کر گئے اور امام احمد اور بزار اور ابویعلی اور
بیہقی اور دوسرے محدثون نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سفر مین تہا عرج مین مقام ہوا مین اپنے خیمہ سے نکل کر چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہون دیکہا مین نے کہ آپ سب لشکر سے باہر دور اکیلے بیٹہے ہین مین نے چاہا کہ آپکے
پاس جاؤن جب آپ کے قریب پہنچا تو آواز غل اور شور کی میرے کانمین پہنچی گویا بہت لوگ آپسمین جہگڑا
کر رہے ہین اور سخت گوئی بہی کرتے ہین مین ٹہر گیا اور پوچہا مین نے کہ آپ کے پاس غیب کے لوگونکا ہجوم
ہی اسوقت جانا مناسب نہین ہے پہر تہوڑی دیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجہکو دیکہہ کر
آپ نے تبسم فرمایا مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہہ شور اور غل کیا تہا آپ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنون
مین جہگڑا تہا رہنے کے مقدمہ مین میرے پاس فیصلے کے واسطے آئے تہے سو مین نے ایسا حکم کیا کہ مسلمان جن جلس کے
ملک مین اور کافر غور کے ملک مین رہین آپسمین ملے ہوئے نرہین چنانچہ کثیر بن عبد اللہ جو اس حدیث کے راوی
ہین وے کہتے ہین کہ ہمنے تجربہ کیا ہی کہ جسکو جلس کے ملک مین کچہہ جن کا آسیب ہوتا ہی وہ جلدی اچہا
ہو جاتا ہی ہلاک نہین ہوتا اور غور کے ملک مین جسکو جن کا آسیب ہو جاتا ہی وہ اکثر اچہا نہین ہوتا بلکہ
ہلاک ہوتا ہی اور خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ جابر کہتے ہے کہ ہم ایک مرتبے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سفر مین تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کہجور کے درخت کے نیچے بیٹہے تہے
یکایک ایک کالا سانپ بہت ہی بڑا آپکی طرف چلا لوگون نے چاہا کہ اسکو مارین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اسکو مت چہیڑو آخر کو وہ سانپ آپکے نزدیک پہنچا اور اپنے مونہہ کو آپکے کان کے پاس لے گیا جیسے
کوئی کچہہ بات کانمین کہتا ہی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اپنے مونہہ مبارک کو اسکے کانکے پاس
لیجاکے کچہہ فرمایا پہر وہ سانپ غایب ہو گیا اور معلوم بہی نہوا گویا اسکو زمین نگل گئی ہم لوگون نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ آپ نے اس سانپ کو اپنے کان تک آنے دیا ہمکو بڑا خوف ہوتا تہا کہ یہہ جانور بے سمجہہ ہی
ایسا نہو کہ آپکو کچہہ ایذا دیوے یا کاٹ کہاوے آپ نے فرمایا کہ یہہ جانور نہ تہا بلکہ یہہ جنونکا بہیجا ہوا تہا فلانی سورت کی

کی آیتین وے بہول گئے تہے سو اُسکے پوچہنے کیواسطے اسکو بہیجا تہا جب اُسنے تم لوگونکو دیکہا تب سانپ کی شکل بن کے تمہارے سامنے آیا اور پوچہہ کر چلا گیا پہر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوے اور آگے کو چلے راستے مین ایک گانون ملا وہانکے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہان ایک عورت ہی جوان خوبصورت ایک جن اُسپر عاشق ہوگیا ہی سو اسکے اندر گہس کے اسکو بیہوش کر دیتا ہی نہ کچہہ کہاتی ہی نہ کچہہ بات کہتی ہی بلکہ ہلاکی کے قریب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورتکو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ ای جن تو مجہکو جانتا ہی کہ مین کون شخص ہون مین محمد ہون حقتعالی کا رسول سو اس عورت کو چہوڑ دے یہہ بات فرماتے ہی وہ عورت ہوش مین آگئی اور اپنے مونہہ کو نقاب سے چہپا لیا اور لوگونسے حیا کرنے لگی اور بالکل اچہی ہوگئی جابر کہتے ہین کہ مینے اس عورتکو دیکہا تہا ایسی خوبصورت تہی جیسے چودہوین راتکے چاند کا ٹکڑا اور عقیلی اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر کہتے تہے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹہے تہے کہ یکایک ایک پیر مرد ہاتہہ مین عصا لئے ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنکر حاضر ہوا اور آنکو سلام کیا آپنے اسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسکی آواز جن کیسی ہی پہر آپنے اُسسے پوچہا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ اس شخص کا نام ہامہ ہی ہیم کا بیٹا اور ہیم لاقیس کا بیٹا ہے اور لاقیس ابلیس کا بیٹا ہی آپنے فرمایا کہ ابلیس کے اور تیرے درمیان مین دوہی پشتین ہین بہلا کہہ تو تیری عمر کتنی ہوگی اُسنے عرض کیا یا رسول اللہ جتنی دنیا کی عمر ہی اتنی ہی میری عمر ہی کچہہ تہوڑی ہی کم ہی اسواسطے کہ جن دنونمین قابیل نے ہابیل کو مارا تہا اسوقت مین بچہ تہا کئی برس کا لیکن بات سمجہتا تہا اور پہاڑونپر دوڑتا پہرتا تہا اور لوگونکا غلہ اور کہانا چرا لاتا تہا اور لوگونکے دلونمین اپنے خویش اور اقربا سے بدسلوکی کرنیکو وسوسے کیطور سے ڈالا کرتا تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسسے فرمایا کہ تیرے بڑہاپے کے عمل تو ایسے ہین اور جوانی اور بچپن کے کام ویسے تو بہت برا شخص ہی اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب مجہکو کچہہ ملامت نکیجئے اسواسطے کہ اب مین توبہ کرنیکو آیا ہون اور مینے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہی اور انکی مسجد مین انکی صحبت مین بہت رہا ہون مین اور پہلے انکے ہاتہہ پر توبہ کی تہی مینے اور

ایک سال انکی مسجد مین رہا ہون مین اور حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتونمین رہا ہون اور حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کی ہی مینے اور انسے توریت سیکہی تہی اور انکا سلام حضرت عیسی علیہ السلام کو پہنچایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بہی ملاقات کی تہی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنا تو میرا سلام انکو پہنچانا سو آبہی امانتکے بار کے ادا کرنیکے واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون اور یہہ بہی میری آرزو ہی کہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے مجہکو کچہہ قران شریف تعلیم فرمائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سورتین جیسے سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اسکو تعلیم فرمائین اور یہہ بہی آپنے اُسسے ارشاد فرمایا کہ ای ہامہ جسوقت تجہکو کسی چیز کی احتیاج ہو تو میرے پاس آنا اور ہمسے ملاقات نچہوڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وفات پائی اور اسکی موت کی خبر ہمکو نہین دی اب ہمکو معلوم نہین ہی کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو جنات سے تہے انمین سے ایک کا نام عمر بن جابر ہی جنکی صفوان بن معطل نے تجہیز و تکفین کی تہی اور انمین سے ایک کا نام عمرو ہی جو کافر جنونکی لڑائی مین شہید ہوے ہین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یارونے انکو دفن کیا تہا اور انہی مین سے ایک کا نام سرق ہی جنکو عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ نے مرو کے جنگل مین دفن کیا تہا یے سرق اُس جماعت کے تہے جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تہی اور انہی مین سے ایک کا نام خرقا تہا یہہ جنیہ تہی یعنی عورت تہی اسکو عمر بن عبد العزیز نے مکہ معظمہ مین دفن کیا تہا اور ان سب کا قصہ بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ مین صحیح اسنادون سے بیان کیا ہی فقط یہان تک احوال ان جنونکا بیان ہوا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار اور تابعدار ہوے تہے اور قران کے حکمونکو مان لیا تہا اور نہایت پیروی اور تابعداری کے سبب سے اپنی اس خدمت سے جس سے موقوف اور معزول ہوے تہے بالکل دست بردار ہوے اور بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندہی اور مستعد ہوے وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ اور بعضے ہم مین سے کجرو اور بے انصاف ہین جو اس خدمت سے اپنی معزولی اور موقوفی پر راضی نہین ہین اور اس رسول اور اس قران کی فرمانبرداری

جیسی چاہئے ویسی نکی سو اس قسم کے چار فرقے ہین پہلا فرقہ کافر جنونکا جو ظاہر مین مخالفت اور دشمنی کرتے ہین اور اپنے کفر کو چہپاتے نہین ہین اور بنی آدم کو جہان تک ہو سکتا ہی بہکانے مین قصور نہین کرتے اور کہتے ہین کہ ہم ہرگز اپنی خدمت سے معزول اور موقوف نہین ہوے ہین غیب کی خبرین ہمسے پوچہا کرو اور اپنے اڑے کامونپر ہمسے مدد مانگا کرو ہم تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کیا کرین گے چنانچہ کافرونکے جہوٹھے معبود جنکو دیوتہ کہتے ہین جیسے ہنودونکے اور حبشیونکے اور زنگیونکے اور دوسرے بت پرستونکے کہ باوجود آسمانپر نجانے پانے کے اور آگ کے انگارونسے مارے جانیکے اور اپنی خدمت سے معزول اور موقوف ہونیکے بنی آدم کے بہکانے اور خراب کرنے سے دست بردار نہین ہوتے ہین بلکہ کافرونکی مدد اور اعانت حتی المقدور کئے جاتے ہین تاکہ وے انسے نہ پہرین بلکہ بزور انسے شرک کرواتے ہین اور اسلام مین داخل ہونے سے منع کرتے ہین دوسرا فرقہ منافق جنونکا جو ظاہر مین اپنی تئین ایماندارونمین داخل کرتے ہین اور پوشیدہ مکر اور فریب سے آدمیونکی خرابی کے پیچہے پڑے ہین اور اپنی تئین کسی بزرگ کے نام سے مشہور کرکے آدمیونکے نزدیک پیر بن بیٹھے ہین جیسے شیخ سدو اور زین خان اور سر ٹوڑا اور بالے اور سوائے انکے اور پردہ مین اپنی ولایت اور غیب دانی اور مشکل کشائی کا دعوے بلکہ الوہیت اور خدائی کا دعوی کرتے ہین اور شرک اور بت پرستی کا کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہتے جو اپنے معتقدونسے اپنے واسطے نکرواوین تیسرا فرقہ فاسق جنونکا جو ٹرنکیت اور شرارت کیطور پر ہین جو آدمیونکو طرح طرح کی ایذا پہنچاتے ہین اور ایسے جن نذر اور نیاز اور ہدیے اور مٹہائیان اور پانی اور شربت اور سوا اسکے سب کچہہ اپنے واسطے لیتے ہین چوتہا فرقہ جنونکا ایک اور ہی جو چورونکی طرح بعضے آدمیونکے روحونکو جو بدخلقی اور تکبر اور غرور اور کینہ اور حسد مین اور ہر وقت نجاست سے آلودہ رہنے مین خبیث جنونسے مناسبت بہم پہنچائی تہی کہینچ کر لیجاتے ہین اور اپنے رنگ مین انکو بہی رنگتے ہین اور اپنی چال انکو سکہاتے ہین جیسے آدمی کے بدن مین مساموںکی راہ سے در آنا اور اسکے مزاج کو خراب کر دینا اور شکل کا بدلنا انکو تعلیم کرتے ہین تاکہ اس وسیلے سے ایذا اور رنج آدمیونکو پہنچاوین اور بنی آدم کے فرقے کو خراب کرین سو یے چار فرقے قاسطونسے یعنی بے انصافونسے کہ دین اور قران شریف کی پیروی نکی اگرچہ ظاہر مین بعضون نے اپنی زبانپر کلمہ توحید کا جاری کیا فَمَنْ اَسْلَمَ پہر جو کوئی حکم الہی کا

فرمانبردار ہوا اور کجروی اور ناانصافی کو چہوڑا فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا پہر انہون نے سوچی اور اٹکلی تدبیر سیدہی راہ چلنے کی اسواسطے کہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کے سبب سے خاوند کے نزدیک اپنا رتبہ پیدا کیا اور کجروی اور ناانصافی اور بنی آدم کو فریب دینے کی صورتمین بعضے مخلوقات کے نزدیک البتہ کچہہ مرتبہ اور جاہ اس دنیا چندروزہ کا حاصل ہوتا ہے لیکن اپنے خاوند کے نزدیک ذلت اور بیقدری ہوتی ہے اور ہمیشگی کی نعمت سے بے نصیبی اور محرومی وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ اور لیکن کجرو ناانصاف جنہون نے حکم الہی کی فرمانبرداری سے سرکشی کی اور باوجود معزولی کے اپنی خدمت سے آدمیونکو فریب دیا کہ ہم معزول نہین ہین بلکہ اپنی تئین آدمیونکے نزدیک کارخانہ الہی کا شریک ٹہرایا فَکَانُوْا لِجَہَنَّمَ حَطَبًا پہر ہوے دوزخ کے کندے اور آگ کے بہڑکانیوالے کہ اپنی تئین بہی آگ مین جلایا اور آگ کی مناسبت کے سبب سے اس آگ کو اور بہڑکا کے دوسرونکو بہی خوب جلا کر بہسم کیا اور بعضے ملحد بے دین یہانپر ایک اعتراض کرتے ہین اور شبہہ لوگون مین ڈالتے ہین کہ جنات کی پیدایش تو آگ سے ہے پہر جنونکو آگ مین پڑنے سے کیا رنج اور تکلیف ہوگی اسواسطے کہ کسی چیز کو اپنی جنس سے کچہہ تکلیف اور ایذا نہین ہوتی ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ جنات کا اصل مادہ اگرچہ آگ ہے لیکن اسکی صورت ترکیبی اور اسکا مزاج دوسری چیز ہے سو جب صرف آگ اسکی صورت ترکیبی اور اسکے مزاج کی منافی ہوی تو اور زیادہ اسکی تکلیف اور عذاب کا سبب پڑیگی چنانچہ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک ملحد نے یہی اعتراض کی وہان ایک شخص ظریف دانا حاضر تہے انہون نے ایک بڑا پتہر اٹہا کے اسکی رانپر مارا وہ ملحد چلانے لگا اور شور اور غل مچانے لگا اس شخص نے کہا کہ اس پتہر سے تجہکو رنج اور تکلیف ہونیکی کیا وجہہ آخر تیری بہی اصل زمین سے ہے اور یہہ پتہر بہی زمین سے ہے آخر وہ ملحد لاجواب ہوا غرض کہ مزاج کی کیفیت اور عذاب کی کیفیت متحد ہونے سے رنج اور تکلیف کی اور زیادتی ہوتی ہے بخلاف اسکے جہان مزاج کی کیفیت اور عذاب کی کیفیت مختلف ہو چنانچہ یہہ بات تجربے اور آزمایشمین آچکی ہے کہ صفراوی مزاج والیکو آگ اور دہوپ کی نزدیکی سے اسقدر رنج اور تکلیف کی زیادتی ہوتی ہے کہ بلغمی مزاج والیکو عشر اسکے بہی نہین ہوتی اور اسیطرح بلغمی مزاج والے کو دریا کی نزدیکی اور سرد ہوا کے سبب سے اسقدر سستی اور کسالت لاحق ہوتی ہے جو صفراوی مزاج والے کو نہین ہوتی اور آگ کو حقتعالی نے ایسی

تاثیر دی ہی کہ تفریق اجزا اور رطوبات متماسکہ کے افنا کے سبب سے ہر ترکیب کی تحلیل اور ہر مزاج کا ابطال
کرتی ہی اور جو رنج اور الم ممتزج اور مرکب کو محسوس ہوتا ہی وہ ابطال مزاج اور تحلیل ترکیب کے سبب سے
ہی نہ مخالفت مادہ سے تاکہ ہم جنس ہونا اسکا باعث الم کا سبب پڑا اور جو شروع سورت سے یہان تک حقتعالے
نے تیرہ کلمے جنونکے نقل فرمائے اب پہر اَنَّهُ استمع پر عطف کرکے تین مطلب دوسرے تلقین فرماتے ہین کہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان تینون مطلبونکو بہی آدمیون اور جناتکو پہنچا دیوین اسواسطے کہ یہہ تینون مطلب عمدہ
ہین اور جنونکی پیدایش اور انکی عادت سے متعلق ہین اور بہت سے آدمی بہی اسی عادت کے سبب سے باطل
عقیدون مین بلکہ شرک مین پہنس جاتے ہین سو اب ارشاد ہوتا ہی کہ کہہ تو اے پیغمبر کہ وحی کی گئی ہی میری طرف
یے سب جنونکے باتین جو اوپر بیان ہو چکین مین وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ اور یہہ کہ اگر جنات
اس طریقے پر استقامت کرین گے اور مضبوط رہین گے جسطرح اب اس طریقے کو اختیار کیا ہی اور تلون اور
تبدل سے جو جنونکا خاصہ ہی باز آوین گے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا البتہ پلاوین گے ہم انکو پانی
برسات کا جی بہر کے یعنی برساوین گے اور قحط کو انسے دور کرین گے مفسرون نے لکہا ہی کہ یہہ سورت
اسوقت مین نازل ہوئی تہی جسوقت کفر کی شامت سے مکہ والے سات برس کے قحط مین گرفتار ہوے تہے بلکہ
قحط کا شروع تہا اور آدمی اور جن اور جانور سب قحط سالی اور خشکی مین گرفتار تہے اور قحط کے زمانے قطع نظر
برسات کا پانی ہر طرح سے سب طرح کی برکتون اور تمام دنیاوی منفعتونکو شامل ہی سو ذکر اس نعمت کا گویا
تمام دنیا کی نعمتونکی طرف اشارہ ہی چنانچہ دوسری آیت مین حقتعالی فرماتا ہی وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى
اٰمَنُوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور اگر تحقیق مکہ والے ایمان لاتے تو البتہ کہولتے
ہم انپر برکتین آسمان اور زمین سے یعنی آسمانسے پانی برساتے اور زمین سے غلہ اگاتے اور باوجود اسکے
خاص جنونکو اس نعمت کے پہنچانے مین ایک غرض دوسری بہت باریک اور دقیق ہی سو وہ یہہ ہے کہ
لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ تاکہ عقل اور دانائی جنونکی آزماوین ہم اس پانی پلانے مین اور دیکہین ہم کہ یے جن اپنی دانائی
اور زیرکی سے اپنے آگ مین جلنے کے عذابکو اپنے پانی پینے سے راحت پانے پر قیاس کرتے ہین یا نہین
اسطور سے کہ پانی اپنی دونون کیفیت مین یعنی رطوبت اور برودت مین آگ کی ضد ہی اسواسطے کہ یے آگ سے

پیدا ہوے ہین اور حرارت اور خشکی اگ کا خاصہ ہی لیکن باوجود اسکے پہر پانی پینے سے انکو تسکین ہوتی
سو اگر اگ مین در آنے سے انکو رنج اور عذاب نہووے تو ایک مزاج کا دو ضدونکے ساتہہ موافق ہونا لازم
آوے اور یہہ محال ہی تو معلوم ہوا کہ اگ ضرور رنج اور عذاب کا سبب پڑیگی اور یہہ بہی بوجہہ لیوین کہ طریقۂ
حق پر استقامت کرنا کجروی اور گمراہی کی ضد ہی اور اسیطرح تنعیم تعذیب کی ضد ہی اور پانی اگ کی
ضد ہی اور جو طریقۂ حق پر استقامت کرنا پانی سے راحت پانے کا سبب پڑا تو کجروی اور گمراہی اگ سے
عذاب ہونیکا بہی سبب پڑیگی اور اگر ایسا نہو تو دو ضدونکا آپسمین مقابل ہونا جاتا رہے اور یہہ بہی سمجہہ
لیوین کہ پانی کی طبیعت اگ کے بجہانے کو چاہتی ہی اور ہمکو باوجود آتشی ہونے کے پانی زندگی اور راحت
کا سبب پڑتا ہی تو کچہہ عجب نہین ہی کہ اگ ہماری رنج اور مشقت کا سبب پڑے ولیکن یہہ سب دنیا کی نعمت
بدون وبال آخروی کے ان لوگون کیواسطے ہے جو طریقہ مرضیہ پر مستقیم ہین وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ
اور جو شخص موںہہ موڑے گا اپنے پروردگار کی یاد سے اور جس طریقے کو اختیار کیا ہی اسپر ثابت نرہیگا
اور تلوّن اور تبدّل کو اپنے مین راہ دیگا يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا البتہ داخل کریگا اسکو اسکا پروردگار
ایسے عذاب مین جو اسکی طاقت سے باہر ہی خواہ وہ عذاب اگ سے ہو جو اسکی ہم جنس ہی اور ہم
جنس جب اپنی حد سے زیادہ ہوتا ہی تو انتہا درجیکی تکلیف کا سبب پڑتا ہی اور خواہ دوسری چیز سے ہو
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ صَعَد نام ہی ایک دوزخ کے پہاڑ کا پتہر کی صاف
چٹان سے کافر کو اسپر زبردستی چڑہا دینگے آگے سے اسکو فرشتے زنجیرونسے کہینچین گے اور پیچہے سے
بہی اگ کے گرزونسے مارین گے یہانتک کہ چالیس برس مین اس پہاڑ کے اوپر پہنچے گا پہر وہان سے اسکو فرشتے
نیچے ڈہکیل دین گے پہر اسی طور سے مار مار کے اسکو اوپر چڑہا دین گے اور پہر ڈہکیلین گے تاکہ ہمیشہ اسی
عذاب مین گرفتار رہے اور اس آیت مین استقامت کی تعریف حقتعالی نے فرمائی ہی چنانچہ سید الطائفہ
یعنی سردار صوفیونکے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے بموجب فرماتے ہین کہ كُنْ طَالِبَ
الْاِسْتِقَامَةِ وَلَا تَكُنْ صَاحِبَ الْكَرَامَةِ فَاِنَّ الرَّبَّ يَطْلُبُ مِنْكَ الْاِسْتِقَامَةَ وَالنَّفْسُ
تَطْلُبُ مِنْكَ الْكَرَامَةَ یعنی ہو تو طالب استقامت کا اور نہو تو طالب کرامت کا اسواسطے کہ پروردگار

تیرا چاہتا ہی تجھسے استقامت کو اور نفس تیرا چاہتا ہی تجھسے کرامت کو اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اِستَقِیمُوا وَلَن تُحصُوا یعنی استقامت کرو طاعت پر اور تمام طاعتونکو ہرگز نگہیر سکوگے اور حقیقت مین بہی یہی بات ہی کہ روح اور دل کا منوّر ہونا طاعت کی روشنیون سے استقامت کے سبب سے ہوتا ہی اور عبادت کے رنگ کو نفس کے جوہر مین استقامت ہی پیوست کر دیتی ہی اور عبادتون اور طاعتون سے نفس کو اُسی رنگ مین رنگین کرنا مطلوب ہی فقط رنج اور مشقت کہینچنا وَاَنَّ المَسَاجِدَ لِلّٰہِ اور یہہ مسجدین بنائی جاتی ہین اللہ تعالی کی عبادت کیواسطے فَلَا تَدعُوا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا سو مت پکارو ان مسجدونمین حقتعالی کے ساتہہ کسیکو اسواسطے کہ اگر حقتعالی کے ساتہہ اُن مسجدونمین دوسریکو پکاروگے تو گویا اُن مسجدونکو تمنے اللہ تعالی مین اور اس شخص مین مشترک کر دیا اور حال یہہ ہی کہ مسجدون کو خاص اللہ تعالی کیواسطے بنایا ہی اور جنونکا ایک دستور بندھا ہوا ہی کہ جس مکانکو انکے واسطے خاص کر دیتے ہین تو پہر جن نہین چاہتے کہ اس مکانمین دوسریکو دخل ہووے سو جسطرح شرکت بعد خصوصیت کے جنونکو پسند نہین ہی بلکہ انکی ناخوشی کا سبب ہے اسیطرح حقتعالی کی عبادتکے مکانونمین دوسریکا نام لینا اور اسکو پکارنا حقتعالی کی بہی ناخوشی کا سبب سمجہو اسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ حقیقت مین مسجد اس چیز کا نام ہی جسکو سجدہ مین دخل ہی اور اسکی تین قسمین ہین اوّل سجدہ کا مکان جو حقتعالی نے اس اُمّت محمدیہ کیواسطے تمام زمین کو کر دیا ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جُعِلَت لِیَ الاَرضُ مَسجِدًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہی کہ کر دی گئی میری واسطے تمام زمین مسجد یعنی سب زمین کو اس امت کیواسطے مسجد کا حکم ہی جہان نماز کا وقت آوے وہان نماز پڑہ لیوین دوسری قسم سجدہ کا قبلہ کہ اُسطرف سجدہ کرین تیسری قسم آدمی کے اعضا ہین جنسے سجدہ کرتا ہی سو وے سات عضو ہین ایک تو چہرہ پیشانی سے ناک تک اور دونون ہاتہہ کی ہتھیلیان اور دونون گٹہنے اور دونون پانون اور یے تینون قسمین کافر اور مشرکونکے نزدیک بہی حقتعالی ہی کی مخلوق اور مملوک ہین بس غیر اللہ کو سجدہ کرنا گویا اس غیر کو حقتعالی کی خاص ملک مین شریک کر دینا ہی اور یہہ بات جنون کے نزدیک بہی نہایت غصّہ اور غضب کی باعث ہی اور اسی سبب سے جنات آدمیونسے جہگڑا کرتے ہین اور انکو ایذا پہنچاتے

پاؤن

ہین اور انکو ایذا پہنچاتے ہین اور آدمیونکے نزدیک بہی یہہ بات معیوب اور بری ہی سو اس مالک
قہار کی جناب مین اس قسم کی بات ہرگز نکرنا چاہئے خصوصاً اُن مکانونمین جنکو اپنی ملک مجازی سے
نکالکر اس مالک الملک کی عبادت کیواسطے خاص اور مقرر کردئے ہین اُن مکانونمین زیادہ تر خصوصیت
ہوگئی سو انمین بطریق اولی سوائے ذکر خدا کے دوسری کوئی چیز نکرنا چاہئے اسیواسطے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ مسجد مین بیع اور شرا اور دوسرے جتنے معاملات دنیاوی ہین کسیکو نکرنا چاہئے بلکہ
مسجد مین چلانا نچاہئے اور دنیا کی گفتگو کرنا نچاہئے اور مسجد کو گہر نہ بنایا چاہئے کہ کہانا پینا سونا
سب وہین کرنا مگر معتکف کیواسطے درست ہی اور ناسمجہہ بچونکو اور دیوانونکو مسجد مین آنے دینا چاہئے
اسواسطے کہ کہین نادانی اور بے عقلی سے مسجد کو نجاستے آلودہ نکر ڈالین اور اسکی حرمت اور ادب کی
رعایت نکرین اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے پوچہا کہ تمام جہانمین بہتر مکان کون ہی اور بدتر مکان کون حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بہی
معلوم نتہا اسیوقت عروج کیا یعنی آسمانپر گئے اور پہر آئے اور جواب لائے کہ سارے عالم مین بہتر
اور محبوب مکان مسجدین ہین اور بدترین مکانات عالم کے بازارین ہین اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ عالم مین سب
چیزونسے بہتر ذکر الہی اور اسکی بندگی ہی اور مسجدمین داخل ہوتے ہی ذکر اور بندگی یاد آتی ہی اور سارے
جہانسے بری چیز غافل ہونا ہی یاد الہی سے اور اسکی بندگی سے اور جتنے بازارین ہین سب اسی غفلت کے
مکان ہین یعنی یاد الہی وہان بہت کم ہوتی ہی لیکن اس حدیث مین اُن بہترین اور بدترین مکانون سے
سوال ہی جنمین جانا مباح ہی اس سبب سے اسکے جوابمین یہہ بات فرمائی والا بدترین وے مکان ہین جو کفر
اور شرک اور گناہ کیواسطے بنے ہین جیسے بتخانے اور شرابخانے اور قمارخانے اور زناخانے لیکن جو
بموجب حکم شرع کے ایسے مکانونکو کہود ڈالنا اور مٹا دینا واجب ہی تو گویا وے مکان ہی نہین ہین
اور انکا وجود اعتبار سے ساقط ہی بخلاف بازارونکے کہ وے شرع کے حکم کے بموجب معمور اور آباد
ہوتی ہین اور یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ ذکر اور بندگی جسکے واسطے ہو اسکی حضوری کو چاہتی ہی اسواسطے
کہ اسیکا ذکر کرتا ہی اور اسیکو معبود ٹہرایا ہی سو جو مکانات حقتعالی کیواسطے خاص کردئے گئے ہین

ح

مین کسی غیر کا ذکر یا عبادت کرنا یا اپنی طلب حاجت کیواسطے دوسریکو پکارنا اسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک مکان کو کسی بادشاہ والاجاہ کیواسطے آراستہ کرکے اسکو بلانا پہر اسکے ساتھہ اسی مکانمین ایک
اسکی کسی رعیت کی بہی ضیافت کرنا کہ یہہ انتہا درجیکی بےادبی اور نادانی ہی اور اس بادشاہ کے غصہ کا
سبب ہے وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اور یہہ کہ جسوقت کہڑا ہوتا ہی اللہ کا بندہ اور جو وہ بندہ ہے
تو اس سبب سے اپنے مطلب کے عرض کرنیکے واسطے اپنے خاوند کو اسکو پکارنا بہی ضرور ہوا اسیواسطے
وہ بندہ کہڑا ہوتا ہی تاکہ یَدْعُوْهُ پکارے حقتعالی کو اور اسکے پکارنے اور یاد الہی کرنیکے سبب سے
حقتعالی اسکے دل پر تجلی فرماتا ہی اور اسکے بدنمین جو بہتر مکان ہی یعنی دل وہ انوار الہی کے نزول کا محل ہوتا
ہی اور حضرت حق جلشانہ اس محل خاص مین اسکا مہمان ہوتا ہی کَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا
قریب ہی کہ آدمی اور جن اس بندے پر ہجوم کرکے نمدیکطرح تہ پر تہ جم جاوین اور ٹہٹہہ ہو جاوے پہر کوئی
اس بندیسے لڑکا مانگتا ہی اور کوئی روزی مانگتا ہی اور کوئی دوسرے دنیا کے مطلب مانگتا ہی اور بعضے
کشف کو نی طلب کرتے مین یعنی جو دنیا کا تارک اپنی تئین سمجہتے ہین وے اس بندیسے یہہ چاہتے ہین کہ ہمپر
ہمارے جہانکا احوال کہل جاوے اور اسیطرح دوسرونکو بہی قیاس کر لیا چاہئے سو اس ہجوم کے سبب سے
اس خاص بندیکے اوقات مین بہی خلل ڈالتے ہین اور اسکی خاطر کو پریشان کرتے ہین اور آپ بہی شرک اور
اور کفر کے بہنور مین ڈوب کے ہلاک ہوتے ہین اور لوگ یہہ بوجہتے ہین کہ جو کثرت ذکر اور عبادت الہی
کے سبب سے اس بندیکا دل نور الہی کے نزول کا مکان ٹہرا ہے اور نور الہی نے اسکے دلکو متجلی کیا ہے
تو اب یہہ بندہ حقتعالی کے کارخانے کا شریک ہوگیا اور اس بندیکی ایسی قدر اور منزلت درگاہ الہی مین ہے
کہ جو اسکی زبان سے نکلے وہی حقتعالی کرے جسطرح دنیامین مہمان کو خاطرداری میزبانکی لازم ہوتی ہے
اسیواسطے دنیا کے لوگ تلاش مین رہتے ہین اور بادشاہ یا امیر یا حاکم یا فوجدار جسکے گہر مین آتے ہین
اس شخص سے اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی چاہتے ہین یعنی جو یہہ کہیگا تو اسکی خاطر کے سبب سے
بادشاہ کو بہی کرنا پڑیگا اور اسی فاسد خیال کے سبب سے یعنی اس خیال سے کہ حقتعالی کے خاص بندے
اسکے گہر کے مختار مین جو کہین کے وہی خدا کو کرنا پڑیگا پیر پرستی اور گور پرستی مین گرفتار ہوکے خسر الدنیا

والاخرۃ ہوتے ہین اور اس بات مین جن اور آدمی دونون شریک ہین اور تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ثقلین کی رسالت کا منصب ہی یعنی انسان اور جنات دونون فرقونکے تم نبی ہو سو اگر تمکو اپنے حق مین
ان باتونکا خوف ہی کہ لوگ تمہارے ساتھہ ایسا معاملہ کرین تو تم صاف صاف ان دونون فرقون کو
جتا دواور قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ کہہ دے کہ سوا اسکے نہین کہ مین تو پکارتا ہون اپنے پروردگار
کو تاکہ مجھکو ولکی تاریکیو نسے نجات دیکے اپنے نور کی تجلی سے اس دلکو منور اور مشرف کرے وَلَآ
اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا اور شریک نہین کرتا مین اسکے ساتھہ کسیکو اور جب مین نے اسکے ساتھہ کسیکو شریک
نکیا اور اُسی اپنے پروردگار کی عبادت مین مشغول ہوا اور اسیکو پکارا تو دوسرونسے کب مین چاہونگا
کہ مجھکو پکارین یا مجھکو اسکے ساتھہ شریک ٹہراوین اور اگر یہ دونون فرقے تجھکو شریک ٹہراکے کچھہ
اپنے نفع یا نقصانکی تجھسے اُمید رکھین اور اس اعتقاد سے تجکو پکارین تو صاف قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا کہہ دے کہ تحقیق مین ہرگز مالک نہین تمہارے نقصان کا اور نہ مطلب
رسی کی تدبیر بتلانیکا یعنی راہ پر لانیکا جسطرح پہلے وکیل اور درمیانی یعنی جنات اور گمراہ آدمیونکی روحین
دنیا کے لوگونکو کچھہ نفع کا لالچ اور نقصان کا خوف دلا کے اپنا فریفتہ کرتے تہے اور ان لوگونکے
نزدیک اپنی تئین نفع اور نقصان کا مالک ظاہر کرتے تہے سو اب وہ دفتر گاؤ خورد ہوا اور وہ
کارخانہ تباہ ہوا اور اگر کسی حادثے اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاوین اور چاہین کہ حقتعالی
کے خلاف مرضی کر کے تیرے دامن مین گہس کے حقتعالی کے غضب سے بچ جاوین اور تیری پناہ مین
آجاوین تو بے لاگ کہلی بات قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ کہہ دے کہ تحقیق مین آپ
ہی اس حال مین ہون کہ ہرگز نہ پناہ دے سکے گا مجھکو کوئی حقتعالی کے غضب سے وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا اور ہرگز نپاؤنگا مین اپنی دریافت مین کبہی حقتعالی کے سوا کوئی رجوع کی جگہہ اور بچاؤ کی تاک
اسکی طرف رجوع اور التجا کرون مین اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ مگر حقتعالی کا پیغام پہنچانا
اور اسکے حکم اسکی مخلوقات کیطرف سو اسواسطے اسوقت مین مجھکو حقتعالی کیطرف سے رجوع کر کے
اسکی مخلوقات کیطرف متوجہ ہونا ضرور ہوتا ہی اور توجہ الی اللہ کے کمال خلوص سے نزول کر کے مخلوقات کیطرف

رجوع کرنا ہوتا ہے لیکن یہہ بات بموجب ظاہر حال کے کہی جاتی ہے نہین تو مخلوقات الٰہی کیطرف رجوع کرنا جو اسکے حکم سے ہے اور اسیکے کام کیواسطے ہے تو حقیقت مین یہہ بھی عین رجوع اور استغراق ہے سو اسیواسطے یہہ نزول اور توجہہ خاص اُن لوگونکیواسطے ہے جو حقتعالی کے حکمونکو دل اور جان سے قبول کرتے ہین اور اسکی فرمانبرداری اور اطاعت پر مستعد اور کمر باندہے بیٹھے ہین سو ایسے شخصون کی روحونکو قرب الٰہی کے مقام مین پہنچانا اور انکی تکمیل کرنا یہہ میری خدمت ہے وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اس مقدمے مین یعنی اسکی عبادت کے خاص مکانون اور خاص وقتونمین غیر کو پکارے جاوے اور اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی مین دوسرے کیطرف التجا اور رجوع کئے جاوے اور اسکے کارخانے مین دوسرے کو شریک کئے جاوے اور ان باتون سے دست بردار نہو اور معتزلہ اسجگہہ پر جو سمجھے ہین کہ اس نافرمانی سے مطلق گناہ مراد ہے خواہ شرک ہو خواہ کبیرہ دوسرے یہہ کہ ان دونون قسمونکے گناہ گارون کیواسطے خلود فی النار اور عذاب ابدی ہوگا سو یے معنے اس آیت سے بوجہنا تحریف کے قبیل سے ہے نہ تفسیر کیطور پر اسواسطے کہ اس آیت کا سیاق اور سباق یعنی طرز اور روش اسکی صراحۃ اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُسّے وے گناہ مراد ہین جو شرک کو مستلزم ہین مطلق گناہ مراد نہین ہین اور کلام الٰہی کو سیاق اور سباق کے مقتضا کے خلاف کیطرف پہیرنا تحریف ہے اور تحریف ممنوع ہے سو سیاق اس آیت کا پہلے ہو چکا کہ غیر خدا کے پکارنیوالے اسّے مراد ہین اور سیاق اس آیت کا آگے آتا ہے کہ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا اور یہہ آیت اسی پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا مین اکثر مخلوقات سے جو یے لوگ استعانت کرتے ہین اور ہر حاجت اور ہر مطلب کے واسطے علیحدہ علیحدہ معین اور مددگار ٹھہراتے ہین اور یہہ بوجھتے ہین کہ ہمارے اتنے معبود ہماری شفاعت اور خلاصی سے ہرگز عاجز نہونگے بلکہ ہمکو چھڑا لینگے سو یے ایک بھی انکی مدد نکر سکینگے اور انکے کام نہ آوینگے چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ سو بیشک اسکے لئے ہے آگ دوزخ کی خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا رہا کرین اس دوزخ مین ہمیشہ ابد الآباد تک اور کوئی انکے مددگارونسے انکی فریاد کو نہ پہنچیگا اور دوزخ سے نہ نکال سکیگا بعضے گنہگار ایماندارونکا ایمان دوزخ سے نکالے گا اور پیغمبرونکی اور شہیدونکی اور ولیونکی شفاعت انکی خلاصی

اور نجات

تحریف کہتے ہین کسی بات کو
بالکل کیطرف پہیر دینے کو

اور نجات کا سبب پڑیگی بخلاف کافرونکے اسواسطے کہ اُنکے گناہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت کو پہنچے تھے اور شفاعت کے قابل نرہے تھے اور انکی گناہوں مین شرک اور کفر کا لگاؤ بھی نتھا اس سبب سے شفاعت کی لیاقت رکھتے تھے اور لہ مین ضمیر کا مفرد ہونا مَن کی لفظ کے لحاظ سے اور خالدین کو جمع کے صیغہ سے لانا مَن کے معنون کے لحاظ سے اس سبب سے ہے کہ گناہ اور غیر اللہ کے معبود ٹہرانیکی حالت مین ہر ایک کی دوزخ جدا جدا ہے اور خلود کی حالت مین سب یکجا اور مجتمع ہونگے مگر باوجود یکجا اور مجتمع ہونیکے کچھہ حاجت روائی نکر سکین گے اور اپنی مصیبت اور آفت نہ ٹال سکین گے لیکن یے بدبخت اپنے اعتقاد کے ایسے مضبوط ہین کہ جبتک دوزخ مین داخل نہونگے اور اُسکا عذاب نچکہین گے اور انکے معبود اور مددگار انکی شفاعت اور حمایت سے دست بردار اور بیزار نہونگے تبتک یے اُسی اپنے باطل اعتقاد کے گھمنڈ مین ہونگے اور اپنے دلونکو سمجھاوین گے کہ ہمنے دنیا مین بڑے بڑے وسیلے اور مضبوط دست آویزین اور سفارشین اپنے واسطے درست کر رکھی ہین آخر کو وے ہمارے سردار اور معبود ہمارے کام آوین گے اور اب ہمکو اس بلا سے چھڑاوین گے حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ یہان تک کہ دوزخ کی آگ مین پڑکے دیکہین گے جو کچھہ انکو وعدہ دیا جاتا تہا کہ آخر کو یے تمہارے معبود جن پر تم بہولے ہو تمہاری بات بھی تو نپوچھین گے اور تمہارے کچھہ کام نہ آوین گے وے آپ ہی عاجز اور ذلیل ہونگے اور تمہاری کچھہ غرض معروض نکر سکین گے اور شفاعت کے مقام مین کہڑے نہو سکین بلکہ اکثر تو دوزخ مین پڑے جلتے ہونگے سو اُسوقت فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا پہر البتہ جانین گے کس کے بودے ہین مددگار ان لوگونکے جنہون نے اپنے گمان مین بڑے بڑے زبردست زور اور مددگار ٹہرا رکھے تھے یا موحد مسلمانونکے جو سوائے خدا جلشانہ کے کسی کو اپنا مددگار نہین جانتے تھے اسی اپنے مالک اور خالق کے کرم اور فضل پر بہروسا کئے ہوے بیٹھے تھے وَاَقَلُّ عَدَدًا اور کس کی گنتی مین تہوڑے ہین اُنکے جنہون نے ہزارون پیر اور پریونکو اپنا کارساز اور مددگار ٹہرا رکہا تہا بلکہ اپنے گمان مین ایک لشکر اپنے واسطے جمع اور تیار کر رکہا تہا یا موحد مسلمانونکے جو سوائے ایک ذات پاک پروردگار کے کسیکو اپنا کارساز نہین ٹہرایا تہا بلکہ سوائے اسکے کسیکو جانتے بھی نتھے اور اگر تمہارے یے باتین سنکے جو شرک کو جڑ سے کہود ڈالتی ہین اور غیر اللہ سے استعانت کے کارخانے کو

بالکل برباد اور خراب کئے ڈالتی ہین اور کافرونکی طمع اور امید کو بالکل مٹاتے دیتی ہین یعنی اس امید کو کہ جنونسے وکالت اور سفارت کا عہدہ نکل کے تمکو جو سپرد ہوا ہے تو جسطرح تمہارے نبی ہونیکے پہلے جن اور آدمیونمین معاملہ مدد مانگنے اور مدد کرنے کا اور خبر پوچہنے اور بتلانے کا انکے آپسمین جاری تہا سو انکے واسطے اور وسیلے سے وہی طور جاری رکہینگے اور تمکو اور تمہارے خاص پیرو لوگونکو جنونکی طرح پوجا کیا کرینگے بلکہ خود بہی تمہارے ظاہری تابعدار ہوکے تمہاری طرف سے اُسی اپنی خدمت پر بحال ہوکے وہی اپنا دستور جاری رکہینگے چنانچہ دنیاکے عزل اور نصب اور برطرفی اور بحالی کا یہی دستور ہے کہ معزول حاکم کے متوسل اور علاقہ دار بحال حاکم کے وسیلے سے اپنی اگلی خدمت مین دخیل ہوجاتے ہین سو تمہاری یہ چند باتین جنہونے کفر کی جڑ اور کافرونکی طمع کے درخت کو بیخ اور بنیاد سے اوکہاڑ کر پہینک دیا ہے اگر کافر سُنکے مایوس ہوکے تمسے پوچہین کہ بہلا یہہ تو بتلاؤ کہ یہہ قیامت کا وعدہ جو تم کرتے ہو اور کہتے ہو کہ تمہارے یہ مالک اور معبود وہان تمہارے کچہہ کام نہ آوینگے بلکہ تمسے بیزار ہونگے اور تمہاری عبادت سے منکر ہونگے سو یہہ قیامت کب ہوگی دور ہے یا نزدیک سو تم اس سوال کے جواب مین قُل اِنْ اَدْرِی کہو کہ مین کچہہ بہی نہین جانتا کہ اَقَرِیْبٌ مَا تُوعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهُ رَبِّیٓ اَمَدًا آیا نزدیک ہے جو تم وعدہ دئے جاتے ہو یا کریگا میرا پروردگار اسکے واسطے ایک مدت کی حد اور عبارتکا سیدہا طرز یہہ تہا کہ یون فرماتے کہ اقریب ما توعدون ام بعید لیکن اس اسلوب کو متغیر کیا اسواسطے کہ ظاہر مین حکمت الہی قرب کو تقاضا کرتی ہے اس لئے کہ جزاکے مستحق ہونے کے بعد جزا پہنچانے مین عجلت مناسب ہے لیکن حکمت الہیہ کسی پوشیدہ وجہہ سے شاید تاخیر کی مقتضی ہوئی ہو اسواسطے کہ جبتک نوع انسان کی دنیا مین باقی ہے تبتک اپنے گذرے ہوونگے واسطے طرح طرح کی مدد اور اعانت کیے جاتے ہین خواہ اسمین تقرب الی اللہ ہو یا الی غیر اللہ ہو اور اپنے مقدور اور طاقت بہر اس مقدمے مین خرچ کرتے ہین پہر جب کوشش اور سعی انکی بالکل تمام ہوتی ہے تو اسوقت جزا کا ایصال مناسب ہے تاکہ الزام حجت کا ہو جاے اور انکے مددگارونکا ضعف اور عجز ظاہر ہوجاوے تو موعود کا قریب ہونا ہر فرد کی مدت پوری ہونے کے لحاظ سے احتمال کیا گیا ہے اور مدت کا پورا ہونا موت کیوقت ہوتا ہے کہ جتنے دنیاکے کام ہین ان سبسے

فراغت حاصل ہوتی ہی اور موعود کا موخر ہونا قیامت کے دن تک بہی احتمال رکہتا ہی لیکن یہہ احتمال
تمام نوع کی مدت پوری ہونے کے لحاظ سے ہی کہ اسوقت اس نوع کی ہر ہر فرد کے عمل منقطع ہوجاینگے
اور اس نوع کے ہر ہر فرد کی روحین بالکل آخرت کیطرف انتقال کر جائین گی اور حقیقت مین دونون صورتین
قرب اور بُعد کے واقع ہونے والی ہین لیکن موت کے بعد ہر شخص کو اپنی غلط فہمی اور خطا معلوم ہوجائیگی
اور فیصلے اور حکم کیوقت عاجزی اور ضعف تمام مخلوقات کا کُہل جائیگا اور مخلوقات سے امید بالکل منقطع ہوجائیگی
سو موعودات اُخروی کے ظہور کی ابتدا بہت نزدیک ہی اور اسکی انتہا بہت دور ہے غرضکہ ہر چند
اگر ہر شخص کی اجل کی مدت مجہے معلوم بہی ہو پہر بہی اسکے موافق موعودات اخروی کے ظہور کا حکم ساتہ
قُرب اور بُعد کے اُسکے حق مین نکرون تو یہہ کچہہ تعجب کی بات نہین ہی یا یہہ کہ نوع انسانی کی بقا کی مقدار
نجانون تو یہہ بہی کچہہ عجب نہین ہی اسواسطے کہ مین غیب دان نہین ہون اور غیب دانی کا دعوی بہی
مین نے کبہی نہین کیا جسطرح مجہسے پہلے جن لوگونکو تمنے اپنا معبود ٹہرا رکہا تہا یعنی جنات کو سو وے ایسے
دعوے تمسے کیا کرتے تہے بلکہ مین تو یون کہتا ہون کہ میرا پروردگار عَالِمُ الْغَیْبِ غیب دان ہے
اور اسکے سوا کسی کو یہہ علم حاصل نہین ہے اسواسطے کہ غیب اس چیز کا نام ہی کہ حواس ظاہری کے دریافت
سے غایب ہو نہ حاضر تاکہ دیکہنے اور بوجہنے سے معلوم ہوسکے اور نشان اور علامت بہی اس چیز کی عقل
اور فکر مین نہ آسکے تاکہ بداہت اور استدلال سے بہی ندریافت ہوسکے اور اس قسم کا غیب مختلف ہوتا ہے
ہر شخص کی نسبت سے چنانچہ اندہے مادرزاد کے نزدیک ہر رنگ غیب ہی اور آواز اور نغمے اور الحان
اسکے نزدیک شہادت ہین یعنی ظاہر ہین اسیطرح اصلی نامرد کے نزدیک عورت سے صحبت کرنے کا مزا
غیب ہی اور فرشتونکے نزدیک بہوک اور پیاس کا رنج غیب ہی اور بہشت اور دوزخ شہادت ہے
یعنی ظاہر ہی اسواسطے اس قسم کے غیب کو غیب اضافی کہتے ہین یعنی بعضونکی نسبت سے غیب ہے اور
بعضونکی نسبت سے حاضر ہی اور ایک غیب مطلق ہی یعنی تمام مخلوقات سے غایب ہی کوئی اسکو جان نہین سکتا
جسطرح قیامت کے آنے کا وقت اور حقتعالی کے حکم جو ہر روز دنیا مین جاری ہوتے ہین اور شریعت کے
حکم جو ہر شریعت مین حقتعالی کے فرمودہ کے بموجب جاری ہوتے ہین اور حقتعالی کی ذات اور صفات کی

حقیقت اور کنہہ مفصل معلوم کرنا یے سب غیب مطلق ہین اور غیب خاص الہی ہی اسکو کہتے ہین فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى
غَيْبِهٖٓ اَحَدًا سو خبردار نہین کرتا ہے او پر اس غیب خاص اپنے کسی کو کسی وجہہ سے اسطور پر
کہ خطا اور شبہہ اور دہوکہا بالکل اُسسے جاتا رہے اور بہول چوک کا احتمال ہی باقی نرہے اور ایسی یا فت
کو جسمین یے سب صفتین پائی جاتی ہون اسکو غیب دان کہہ سکتے ہین یعنے اُسپر غیب ظاہر ہوا بخلاف
نجومیون اور طبیبون اور کاہنون اور رمالون اور جفریون اور فال دیکہنے والونکے کہ ان سبکے علمونکی اصل
ظنی علامتین اور اسباب ہین جنکے سبب سے بعضی چیزین ہونیوالی معلوم ہوجاتی ہین یا جنات اور شیطانونکے
خبردینے سے کچہہ معلوم ہوتا ہی سو وہ بہی جہوٹہہ اور سچ کا احتمال رکہتا ہے اسواسطے کہ انکے بہی
اکثر کلام تخمینی اور وہمی ہوتے ہین نہ یقینی اور اولیاء اللہ کا الہامی علم اگرچہ ذات اور صفات کی بعضی
حقیقتونکا یا بعضی ہونیوالی چیزونکا یقین اُسسے حاصل ہوتا ہی لیکن ایسا یقین اُسسے بہی حاصل نہین
ہوتا کہ کسیطرح سے بہول چوک کا شبہہ اسمین باقی نرہے تاکہ انکو غیب دان بلا قید کہہ سکین کہ یہہ چیز
انکے قبضے مین آگئی بلکہ ان پر غیب کے اظہار کا یہہ طور ہے کہ صورت غیبیہ کا عکس انکے دل کے آئینہ مین پایا
جاتا ہی یہی وجہہ ہے کہ تکلیف عام اسپر ثابت نہین ہی یعنے ہر شخص کو اسپر یقین کرنا واجب نہین ہے
بلکہ وے خود اس امر کے یقین اور اعتماد کرنے مین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی گواہی کے محتاج ہوتے ہین اسواسطے کہ یہہ دونون وحی کی قسم ہین یعنے جو انکو معلوم ہوا ہے
اگر قران اور حدیث کے موافق ہی تو اسپر انکو یقین کرنا اور عمل کرنا چاہئے اور نہین تو نہین بس معلوم ہوا
کہ غیب کا اظہار کسی پر نہین ہی اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مگر جسکو پسند کرلیتا ہی سو وہ شخص رسول
ہوتا ہی خواہ فرشتے کی قسم ہو جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور خواہ بنی آدم سے جیسے حضرت محمد اور
حضرت موسی اور حضرت عیسی وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ ایسے لوگونکو اپنے خاص غیب کی بعضی چیزونپر
مطلع اور خبردار کیا تاکہ وے اس غیب کی بات کو سب مکلفین کو پہنچادین اور دہوکے اور شبہے کو
ایسونسے بالکل دور کردیتے ہین تاکہ بہول چوک کا احتمال ہی اسکے گرد نہ پہٹکے اور جتنے مکلف ہین عام
ہون یا خاص غرض کہ جنہون نے رسول البشر کی رسالت کو سچا جانا ہے تو سب ہر وحی مین اسکے قول پر اعتماد کرین

اور غلطی

اور غلطی مین پڑکے حق راہ بہول نجاوین اسیواسطے وحی کے اتارنے مین پرلے درجیکی احتیاط کی جاتی ہے
فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ پہر بے شک میرا پروردگار روانہ کرتا ہی اور معین کرتا ہی مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ اُسکے
آگے سے اس رسول کے وہ رسول فرشتونکی قسم سے ہو یا بشر کی قسم سے اور آگے سے اسکی قوت فکریہ
اور وہمیہ اور خیالیہ مراد ہین اور اسکی طبیعت اور عادت اور خلق مراد ہین جو اسوقت موجود ہین وَمِنْ خَلْفِہٖ
اور پیٹھہ کے پیچھے سے اس رسول ملکی یا بشری کے اور پیچھے سے وے علوم مراد ہین جو اسکے حافظے
مین جمع ہین اور وے طبیعتین اور عادتین اور خلق جو اپنے پیچھے اُسنے چھوڑے ہین رَصَدًا چوکیدار وہ
جو فرشتونکی قسم سے ہین تاکہ وے فرشتے وحی لانے کیوقت مین اسکی فکری اور وہمی اور خیالی قوتونکو
سبقت کرنے ندین اور طبیعت اور عادت اور خلق کی خواہش کو بند کرین تاکہ وحی کے حکم مین یے چیزین ملنے
نپاوین سو یہہ محافظت پیش دستی سے ہی یعنی آگے سے یے چیزین اسمین ملنے نپاوین اور حافظے
مین جمع ہوے علم سے اور پیچھے چھوڑے ہوے خلق اور عادتونسے ممانعت کرنا کہ وحی مین ملنے نپاوین
یہہ محافظت پیچھے سے ہی سو رسولونکو وحی اترنے کیوقت سے مکلفین کے پہنچانے تک معطل کر دیتے
ہین اور انکی سب قوتونکو بیکار محض کر دیتے ہین تاکہ کوئی انکی قوت وحی مین دخل نکرنے پاوے بخلاف اولیاؤن
اور عارفونکے کہ وہان اتنی احتیاط اور محافظت غیب کی بات کے اطلاع کیوقت نہین ہوتی ہی انکی جتنی
قوتین ہین اس اطلاع کیوقت مین اپنے اپنے کام مین مشغول ہوتی ہین فکری اور وہمی ہو یا خیالی اور
حافظہ اور ذاکرہ ہو یا طبعی اور عادتی اور اخلاقی ہوا اور یے سب موجودہ ہون یا متروکہ سب اپنا عمل
کرسکتی ہین اور اگرچہ رسول ملکی اکثر چیزونمین ایسی چوکیدارونسے مستغنی ہی لیکن بعضی چیزونکی احتیاط
کیواسطے اسکو بہی محافظت ضروری ہی جیسے دواعی الہیہ سے کسی داعیہ کا متحمل ہونا جسکا اجرا بموجب
حکمت کے بالفعل منظور نہین ہی اسیواسطے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کبہی وحی لیکے تنہا تشریف نہین لائے بلکہ انکے ساتھہ محافظت کیواسطے فرشتے
ہوتے تہے اور جب سورہ انعام کو لیکے آئے تہے تو ستر ہزار فرشتہ اس سورت کی محافظت کے
واسطے تہا اور اس سورت کی زیادہ احتیاط کی وجہہ یہہ تہی کہ یہہ سورت بالکل یا اکثر ایک ہی مرتبے

نازل ہوئی ہی اور جسقدر چیز محفوظ ہوگی اسیقدر اسکے محافظ بہی ہونگے اور یہہ بہی تہا کہ اس سورہ مین شیطانی وحی کی بعضی قسمین رد اور ابطال کیطور پر مذکور ہین اور بعضے کفر کے کلمے محال چیز فرض کر لینے کیطور پر حضرت خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے حکایت کیطور پر ذکر فرمائے ہین سو وے شیطانی وسوسے اور وے کفر کے کلمے نہایت نفرت کے سبب سے شاید حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حافظہ سے جاتے رہین تو اس صورت مین وحی الہی کی قدر اور انداز مین نقصان لازم آوے ایسی جہوتے رسول ملکی کو بہی حفاظت ضروری ہے اور یہان پر ایک اشکال ہی بہت زبردست اسکا حاصل یہہ ہے کہ جب رسول علیہ السلام کو بعضے خاص غیب پر خبردار کیا اور رسول کا مفہوم اسبات کو چاہتا ہی کہ رسول اس غیب خاص کو دوسرونکو پہنچاوے تو بالتخصیص رسول کا استثنا کرنا لغو ہوا بلکہ واقع کے خلاف ہوا اور یہہ بہی ہی کہ اتنی احتیاط اور محافظت وحی کے پہلے واسطے مین یعنی فرشتے مین کافی تہی اور اگر دوسرے واسطے مین یعنی رسول بشر مین ایسی احتیاط کی رعایت ضرور ہی تو پہر دوسرے واسطون مین جیسے صحابہ اور علما تابعین اور مفسرین وغیرہ مین بہی اس محافظت کی رعایت ضروری چاہئے تاکہ وحی کی لفظ کے نقل کرنے مین اور اس سے صحیح مطلب معلوم کرنے مین بہی خطا اور چوک واقع نہونے پاوے سو اس اشکال کا جواب یہہ ہی کہ غیب خاص کا اظہار رسول ملکی اور رسول بشری کے حقمین ہی اور سوا رسول کے جتنے مکلفین ہین انکو جو وحی کا علم حاصل ہوتا ہی اسکو علم غیب نہین کہتے ہین بلکہ معجزے کے تصدیق کے سبب سے انکا علم وحی کے مضمون پر استدلالی ہوتا اس سبب سے رسول کو مستثنی کرنا موافق واقع کے ہی بلکہ ضروری ہی اور وحی کے اتارنے مین احتیاط اور محافظت کی رعایت اسوقت تک ضروری ہی جبتک رسول سے اسکی تبلیغ تواتر کے عدد کو نہ پہنچے اور جب رسول سے اسکی تبلیغ حد تواتر کو پہنچ گئی تو اب وہ وحی دہوکے اور شبہے سے مامون اور محفوظ ہوئی اور ہر ہر فرد بشر کی عصمت مطلوب بہی نہین ہی بلکہ عصمت کل امت کی من حیث المجموع درکار ہی یعنی سب کے سب خطا اور چوک مین نہ پڑجاوین سو یہہ بات حاصل ہی اور رسول بشری وسط کے یعنی بیچ کے مرتبے مین واقع ہوا ہی جبتک وحی اس سے متجاوز نہین ہوئی اور مکلفین تک نہین پہنچی تبتک وحی

وحی شیطانی سے مراد

جواب اشکال

بیج

غیب کے حکم مین ہی اور غیب کے مقدمہ مین احتیاط اور محافظت مین سستی کرنا حکمت کے خلاف ہی اسواسطے
کہ وہی علوم مخزونہ سے مختلط ہونے کا احتمال موجود ہی اور فکر اور خیال اور عادت کے مقتضیات کے
دخیل ہونے کا بہی احتمال برقرار ہی لیکن جب رسول نے اس وحی کی تبلیغ کو حد تواتر کو پہنچایا تو وہ وحی
طشت ازبام مشہور ہوئی اور احتیاط اور محافظت مذکورہ سے بہی مستغنی ہوئی چنانچہ ارشاد
ہوتا ہی کہ لِیَعْلَمَ تاکہ جان لے پروردگار میرا اور یہہ لام حتی کے معنو نمین ہی اسواسطے کہ غرض اور
غایت مین بہت قوی مناسبت ہے اور ایک کی لفظ کو دوسرے کیواسطے استعارہ کرنا درست ہے
یہی وجہہ ہی کہ حتی کی لفظ کو جو غایت کیواسطے موضوع ہے تعلیل اور غرض کے بیان کے مقام مین اکثر
استعمال کرتے ہین اور لام کو جو غرض کیواسطے موضوع ہی غایت کے مقام مین استعمال کرتے ہین
اگرچہ مجاز ہی کیطور پر ہو چنانچہ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ مین لام غایت کیواسطے مستعمل ہی
یعنی انتہا جننی کی موت ہی اور انتہا تعمیر کی ویرانی ہی اور اسیطرح فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ
لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا مین یعنی پہر اٹہا لیا حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون والون نے تاکہ ہووین وے
انکے لئے دشمن اور سبب رنج کے یعنی انجام اوٹہانے کا یہہ ہوا کہ وہی انکی ہلاکی کے سبب بڑے حاصل کلام
کا یہہ ہی کہ اسقدر احتیاط اور نگہبانی اسوقت تک رہتی ہی جبتک علم عالی پروردگار کا کسی سے
تعلق قبول کرے وہ علم جو واقع ہونیوالی چیزونکے ساتہہ انکے وقوع کیوقت متعلق ہوتا ہی اَنْ قَدْ
اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ یہہ کہ مقرر پہنچایا اس رسول ملکی اور بشری نے اور چوکیدارون نے
سب پیغام اپنے پروردگار کے اور حجت عامہ سب مکلفین پر لازم ہوئی اور اسجگہہ پر صیغہ جمع کا لانا وجود
مفرد ہونے رسول کے کلام سابق مین اسیواسطے ہی کہ اکثر وقتو نمین وحی کا نزول اور اسکو مکلفین کو
پہنچا دینے تک رسول ملکی اور بشری اور چوکیدار سبکو اسمین دخل ہوتا ہی اگرچہ وحی کا حامل رسول
فقط ہوتا ہی جسطرح کوئی بادشاہ اپنے مقربو نمین سے کسیکو خوان کہانے کا بہیجے تو اسکے ساتہہ
چوبدار اور مشعلچی اور نگہبان ضرور ہمراہ ہوتے ہین سو اگرچہ خوان کا اٹہانیوالا ایک ہی آدمی ہوتا ہے
اور دوسرونکو جو کچہہ خوانمین ہی اسکی خبر بہی نہین ہوتی ہی لیکن اِمسین خوان کا پہنچانا ان سب

کیطرف منسوب ہوتا ہی وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ اور گہیر لیا ہی انکے پروردگار نے جو کچہہ انکے
پاس ہی سبکو خواہ وے علم سیکہے ہوے ہون یا اخلاق اور عادات ہون یا وحی کے احکام
ہون اور یہہ حقتعالی کے علم کا محیط ہونا کچہہ رسولون اور وحی کے چوکیدارونکے احوال کے ساتہہ مخصوص
نہین ہی بلکہ عام ہی تمام مخلوقات اور موجودات کو شامل ہی ذہنیہ موجودات ہون یا خارجیہ
وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اور شمار کر لیا ہی ہر چیز کو گن کے یعنی کوئی چیز چہوٹی ہو یا بڑی
سبکا حساب وہان موجود ہی یہان تک کہ دریا کی لہرین اور جنگل کی ریت اور درختونکے پتے اور برسات
کی بوند سبکی گنتی اور حساب وہان موجود ہی سو جسکا علم ایسا محیط ہی وہ رسولونکے احوال سے اور
وحی کے چوکیدارونکے احوال سے کیونکر ناواقف ہوگا اسجگہہ پر جاننا چاہیے کہ صاحب کشاف نے
بسبب میلان مذہب اعتزال کے اس آیت کے بیان مین یہہ بہی کہا ہی کہ وَفِیْ ھٰذَا اِبْطَالُ الْکَرَامَاتِ
لِاَنَّ الَّذِیْنَ یُضَافُ اِلَیْہِمْ اِنْ کَانُوْا اَوْلِیَاءَ مُرْتَضَیْنَ فَلَیْسُوْا بِرُسُلٍ اِلٰی اٰخِرِ
مَا قَالَ یعنی کشاف والے نے یون کہا ہی اس آیت مین کرامات کا بطلان بوجہا جاتا ہی اسواسطے کہ
جنکی طرف نسبت کی جاتی ہی یہہ بات اگرچہ وے لوگ ولی اللہ تعالی کے تہے پسندیدہ لیکن رسول
نتہے اور اس آیت مین فقط رسول مستثنی ہین سو باوجود عقل اور دانائی کے ایسا دعوی اسسے
بہت بعید اور عجب واقع ہوا ہی اسواسطے کہ اس آیت مین مطلق غیب پر مطلع ہونے کی نفی نہین بوجہی
جاتی ہی بلکہ ایسے غیب پر مطلع ہونے کی نفی ہی جسمین دہوکہا اور شبہہ بالکل باقی نرہے سو اس
قسم کے غیب پر مطلع ہونا سوائے رسولونکے دوسریکے واسطے ثابت نہین ہی نہ مطلق غیب پر مطلع ہونا پہر
کرامت تو بطریق اولی اس نفی مین داخل نہوگی اور تفسیر مین اوّل گذر چکا ہی کہ اظہار شخص پر غیب چیز
دوسری ہی اور اظہار غیب پر شخص چیز دوسری ہی پہلے کی نفی سے دوسریکی نفی لازم نہین ہوتی ہے
اور اولیاء اللہ کو اگرچہ اظہار بر غیب کا رتبہ حاصل نہین ہی لیکن اظہار غیب کا انپر درست اور جایز ہے
چنانچہ سورہ قصص مین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ماکے حقمین تصریح آگئی ہی کہ اِنَّا
رَادُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ یعنی تحقیق ہم پہیرین گے اسکو تیری طرف اور کرینگے

اسکو اپنے رسولونسے اسیواسطے اہل سنت وجماعت کے اکثر ان عالمون نے جنہون نے اظہار شخص پر غیب
اور اظہار غیب پر شخص مین فرق نہین کیا ہی اُنہون نے یون کہا ہی کہ اس آیت مین غیب سے احکام
شرعیہ مراد ہین جنکی تکلیف جتنے مکلف ہین سبکو ہی اور اگر مطلق غیب مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ جو فقط
نبی ہین انکو بہی کسی غیبی امر پر اطلاع حاصل نہو جیسے حضرت خضر علیہ السلام اسواسطے کہ اس آیت مین علم غیب
کا حصر فقط رسول کی لفظ پر ہی اور رسول خاص ہے نبی سے اور یہہ بات خلاف ہی ہان یہہ البتہ ہی
کہ نبی شریعت کے حکمونپر آگاہ اور خبردار کرنا خاصہ رسول کا ہی یہہ بات نبی مین البتہ نہین پائی جاتی اور بعضے
عالمون نے یون کہا ہی کہ یہان حصر اصالت کی قید کے لحاظ سے ہی یعنی بالاصالت غیب پر مطلع ہونا
پیغمبرونکا خاصہ ہی اور اولیاء اللہ کو غیب پر جو اطلاع حاصل ہوتی ہی سو وراثت اور تبعیت کی راہ سے
حاصل ہوتی ہی جسطرح چاندکو روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہی اور کسی چیزکو منحصر کہنا
ایک چیز مین جسمین وہ چیز بالاصالت پائی جاتی ہی اور نفی کرنا اسے جسمین وہ چیز تبعیت اور وراثت
کیطور پر پائی جاتی ہی یہہ حصر اور نفی مجازی ہی اور متعارف اور مشہور ہی تاویل مین داخل نہین ہے
اور بعضے اہل سنت اور جماعت کے قدیم مفسرون نے یون بیان کیا ہی کہ اس غیب سے مراد لوح محفوظ
ہی اور لوح محفوظ پر سوائے پیغمبرونکے کسی کو اطلاع اور خبر نہین ہوتی ہی لیکن اس کلام مین بہت سے
خلل ہین پہلے تو پیغمبرونکا لوح محفوظ پر مطلع ہونا یعنی اس لوح کو مطالعہ کرنا اور اسکے لکہے ہوئے کو
بوجہنا صحیح حدیث مین پایا نہین جاتا بلکہ حدیث صحیح مین یہہ البتہ آیا ہی کہ یہہ کام خاص حضرت اسرافیل
علیہ السلام کو سپرد ہی اور حضرت اسرافیل رسول نہین ہین دوسری قباحت یہہ ہی کہ لوح محفوظ پر
مطلع ہونے سے موجودات نفس الامری پر مطلع ہونا مراد ہے اسواسطے کہ کتاب پر مطلع ہونے سے
یہی مراد ہوتی ہی کہ جو مضمون اس کتاب مین لکہا ہوا ہی اسپر خبردار ہوا نہ یہہ کہ کتاب کے نقشونکو فقط
دیکہہ لیا اور یہہ بات یعنی موجودات کے احوال پر مطلع ہونا اولیاء اللہ کو بہی حاصل ہو جاتا ہے
تو لوح محفوظ کا دیکہنا اور نہ دیکہنا دونون برابر ہوا تیسری قباحت یہہ ہی کہ لوح محفوظ پر مطلع ہونا بلکہ
اسکے مضمونکو دیکہہ کر سمجہنا بعضے اولیاء اللہ سے تواتر کے طور پر منقول ہی بس یہہ اختصار اور انحصار

پیغمبرونپر صحیح ہووا اور سواے اسکے غیب کو لوح محفوظ پر حمل کرنا یعنی غیب سے لوح محفوظ مراد لینا آیت کے سیاق اور سباق سے ہرگز مناسبت نہین رکھتا ہی بس جو وجہہ تفسیر مین پہلے بیان ہو چکی ہی وہی ثابت ہوئی واللہ اعلم بالصواب

سورۃ المزمل

تمہید

یہہ سورت مکی ہی اور اسمین بیس ۲۰ آیتین اور دو سو چہتر ۲۷۵ کلمے اور آٹہہ سو اٹہاسی ۸۸۸ حرف ہین اور اسکے ربط کی وجہہ سورہ جن سے یہہ ہی کہ سورہ جن مین مذکور ہی کہ ایک فرقے نے جنونمین سے قران مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنکر ہدایت پائی اور جو عقیدے حقتعالی کی ذات اور صفات مین ضروری ہین اور مکلفین کا دو قسم پر ہونا یعنی نیک بخت اور بد بخت اور ان دونونکے انجام مین فرق ہونا یعنی نیک بختونکا انجام اچہا ہونا اور بد بختونکا انجام برا ہونا ان سب چیزونکو قران مجید کی عبارتکو سنتے ہی دریافت کرلیا بدون اسبات کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرین اور آپکی صحبت مین حاضر ہین اور آپ سے سوال کرین اور ان باتونکی تحقیق اور تلاش آپ سے کرین بلکہ قران کو سنتے ہی ان سب چیزونکی انکو یقین حاصل ہو گئی سو اس سورتمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تمکو لازم ہی کہ راتکو خلوت کیوقت تنہائی مین جب آدمیون کا ازدحام نہووے ایسے وقت مین قران شریف کے پڑہنے مین مشغول رہا کرو اور قرآن کی لفظونکو اور حرفونکو بلند آواز سے پکار کر پڑہا کرو تاکہ غیب کا عالم بہی اس کلام ہدایت نظام سے فیضیاب ہووے جسطرح دنکو عالم ظاہری یعنی آدمی اس کلام فیض نظام سے بہرور ہوتے ہین اور اس سبب سے تمکو بہی ثقلین کی یعنی جن اور انس کی رسالت کا منصب حاصل ہووے اور اس کلام کی تلاوت کیوقتونکو اسطرح سے مقرر کرو کہ دنکو جو ظہور اور نمود کا وقت ہی آدمیونکو کہ وے بہی ظہور اور نمود رکہتے ہین یہہ کلام سنایا اور سمجہایا کرو اور راتکو جو تاریکی اور پوشیدگی کا وقت ہی جنات کی خلقت کو کہ یہہ بہی تاریکی اور پوشیدگی رکہتے ہین اس کلام کو سنایا کرو اسواسطے کہ جنونکا انتشار اور حضوری اکثر راتکو ہوتی ہی اور آدمیونکا تمام جہانمین پہیل پڑنا اور

منتشر ہونا اکثر ونکو ہوا کرتا ہے اور یہہ بہی ہے کہ اُس سورتمین مذکور ہے کہ نماز پڑہنے کیوقت اور قرآن مجید کی تلاوت کرنیکے وقت کافر لوگ ازدحام اور ہجوم کرتے ہین اور شور اور غل مچاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تشویش مین ڈال دیتے ہین چنانچہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا اور اس انکے ازدحام اور بک بک سے عبادت اور تلاوت کاجو فائدہ ہے یعنی مناجات سے لذت حاصل ہونا اور محب کے مرتبونکی ترقی ہونا یہہ فوت ہوجاتا ہے سو اسواسطے اُس سورتمین حقتعالی نے ایسا وقت بتلا دیا کہ اسوقت کافر اور فاسق بلکہ اکثر لوگ غفلت کی نیند مین مردونکے مانند پڑے ہوتے ہین تو ہرگز اسوقت مین تشویش سے دل پراگندہ نہوگا بلکہ عبادت اور تلاوت کا لطف حاصل ہوگا اور باوجود اسکے ان دونون سورتونکے متفرق مضمونمین اور مستعمل لفظونمین بہی مناسبت حاصل ہے چنانچہ اُس سورتمین محافظت اور چوکیداری دنیاکے آسمانکی مذکور ہے اور اِس سورتمین قیامت کے دن آسمانکا پہٹنا مذکور ہے اور اُس سورتمین جو شخص منہہ پہیرے اور انکار کرے اسکی برائی مذکور ہے وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا اور اس سورتمین حقتعالی کے ذکر کرنیکا حکم فرمایا ہے اور کہا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور اُس سورتمین حقتعالی نے اپنے علم اور قدرت کے کمال کو اِس عبارت سے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اور اِس سورتمین بنی آدم کے علم اور قدرت کا قصور اِس عبارت سے بیان فرمایا ہے کہ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ اور سوا اسکے دوسری مناسبتین بہی ہین تامل کرنے سے معلوم ہوتی ہین اور اِس سورتکا نام سورۂ مزمل اسواسطے رکہا ہے کہ اس سورتمین خرقہ پوشی کے لوازمات اور اسکی شرطین بیان فرمائی ہین بس یہہ سورت اُس شخص کی سورت ہے جو درویشونکا خرقہ پہنے اور اپنی تئین اُسی رنگ مین رنگے اور عرب کی لغت مین یعنی انکی بولی مین مزمل اس شخص کو کہتے ہین کہ بڑے کشادہ کپڑیکو اپنے اوپر لپیٹ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ایسا تہا کہ جب تہجد کی نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کیواسطے رات کو اُٹہتے تہے تو ایک کمل آپ اوڑہ لیتے تہے تاکہ سردی سے بدن محفوظ رہے اور وضو اور نماز کے اُٹہنے

بیٹھنے ہلنے ڈولنے مین اس کمل کے لپٹنے کے سبب سے کسیطرح کا حرج واقع نہوا اور وہ کمل چودہ ہاتھہ
کا لنبا تہا اور اسکو اسی کام کیواسطے آپنے رکہا تہا تو اس کمل کا اوڑہنا گویا اشارہ تہا اسبات کی
طرف کہ اپنے مولا کی عبادتمین داخل ہوا مین اور اس عبادتکے کام کو اپنے ذمہ پر لیا مینے جسطرح
سے کمر باندہنا اور ہتہیار لگانا نشان ہے سپاہگریکا اور کاغذ اور قلمدان کا اوٹہانا علامت ہی متصدیگری
اور منشی گریکی سو آپ کا کمل کا اوڑہنا بہی عبادت الہی کی ذمہ برداریکا نشان تہا اسیواسطے جناب الہی سے
یہہ ارشاد ہوا کہ ایسے کپڑے پہنے کیواسطے سات شرطین ضروری ہین سو تمنے جو اس کپڑیکو پہنا تو
تمکو بہی اُن ساتون شرطونکا بجالانا ضروری ہوا سو اُنمین سے پہلی شرط یہہ ہی کہ راتکے جاگنے مین
بڑی کوشش کرنا اور قران شریف کو تہجد کی نماز مین پڑہنا کہ یہہ بڑا جہاد ہی اپنے نفس کے ساتہہ
اور دوسری شرط یہہ ہی کہ دنکو بہی ہر وقت اپنے مالک کی بندگی مین مشغول رہنا اور تیسری شرط
یہہ ہی کہ حق کے ذکر کی مداومت کرنا اور اسکے نام سے ہمیشہ اپنی زبانکو شاد کام رکہنا چوتہی شرط
یہہ ہی کہ سب علاقونکو کاٹنا اور ترک کرنا اور تجرید حاصل کرنا پانچوین شرط یہہ ہی کہ ہر امر مین اعتماد
اور بہروسا اللہ تعالی پر کرنا اور اپنی تئین کسی چیز مین دخل ندینا چہٹہین شرط یہہ ہی کہ خلق اللہ کی ایذا
اور ظلم کو سہنا اور اسپر صبر کرنا ساتوین شرط یہہ ہی کہ اہل دنیا کی صحبت سے احتراز کرنا لیکن انکی
خیرخواہی مین قصور نکرنا اور یہہ بہت مشکل بات ہی اور اسیواسطے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
سورتمین مزمل کے نام سے خطاب فرمایا ہی تاکہ یہہ خطاب کرنا اسبات کی طرف اشارہ ہووے کہ اس
کپڑیکے پہنے کے سبب سے یے کام تمہارے سپرد ہوے اور انکے بجالانیکا تمکو حکم ہوا جسطرح کوئی
شخص کمر باندہ کے ہتیار لگا کے مسلح ہوکے سردار کے سامنے آکر کہڑا ہووے تو اسکو بہی حکم
سردار کا ہوگا کہ تمکو فلانہ مورچہ سپرد کیا ہمنے دیکہین تو کیسی تمہاری سپاہگری ہی یعنی سپاہی
کی شکل بنانا تمہارا اسباتکو مقتضی ہوا کہ تمکو یہہ کام سپرد ہوا اور اگر یہہ شکل تم نباتے تو یہہ کام بہی تمکو
سپرد نہوتا لیکن جو تمنے اسطرح کا لباس پہنا تو اب اُسکی شرم بہی رکہنا تمپر ضروری ہوا اب اسکام
سے پہلو تہی کرنا نچاہیے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا المزمل ای ریاضت کا کپڑا اپنے اوپر لپٹے ہوئے اس کپڑیکا حق ادا کر اور راتکا سونا جو چیزونسے زیادہ پیارا ہوتا ہی اسکو چہوڑ اور عبادت الہی مین مشغول ہو قم اللیل اٹہہ اور کہڑے ہوکر ہر راتکو نماز پڑہا کر الا قلیلا مگر تہوڑی راتونمین کہ یہہ حکم معاف ہی جیسے بیماریکی یا سفر کی راتین یا اُن راتونکو جنکے دنونمین محنت اور مشقت بہت کی ہو جیسے جہاد مین یا کفار سے مقابلہ مین یا آپسمین صلح کرانے مین یا کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتہہ سے چہڑانے مین اور دوسرے اسیطرح کے محنت کے کامونمین کہ انکو محنت زیادہ ہونے کے سبب سے راتکو اُٹہنے کی طاقت نرہے تو ایسی راتونکو تہجد کا وجوب نہین ہی نفل کے حکم مین ہی چاہو پڑہو چاہو نپڑہو ان راتونکو تاکیدا و تعیینا نہین ہی اور اسیطرح ایسے عذرونمین کہڑا ہونا بہی معاف ہے اگر کہڑے ہوکر نپڑہا جاوے تو بیٹہہ کر پڑہو کچہہ مضایقہ نہین ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخر عمر شریف مین اکثر تہجد کی نماز بیٹہہ کر پڑہا کرتے تہے اور تقدیر مین یہہ بہی احتمال ہوسکتا ہی کہ الا قلیلا کی لفظ قیام کے ظرف محذوف سے مستثنی ہو لیل سے نہو اور ترکیبی عبارت یون ہو کہ قُمْ فِي صَلاةِ اللَّيْلِ فِي جَمِيعِ عُمُرِكَ إِلَّا زَمَانًا قَلِيلًا وَهُوَ زَمَانُ كِبَرِ السِّنِّ وَضُعْفِ الْبَدَنِ فَلَا بَأْسَ بِالْقُعُودِ حِينَئِذٍ یعنی کہڑے ہوکر نماز پڑہا کرو رات کی عمر بہر مگر تہوڑے دنونمین اور وے بڑہاپے کے دن ہین اور بدنکے بودے ہوجانے کے سوا اُن دنونمین تہجد کی نماز بیٹہہ کے پڑہنے کا کچہہ مضایقہ نہین ہی لیکن چاہئے کہ یہہ راتکی نماز مین کہڑا ہونا ذرا سا برائے نام نہو کہ جذب الی اللہ مین اور حضوری اور مناجات کے ملکہ کی تحصیل مین جیسی چاہئے ویسی تاثیر نکرے اسواسطے کہ تہوڑے عمل سے کسی قسم اور کسی جنس سے ہو روح اور دلکو کیفیت حاصل نہین ہوتی اور اُس عمل کی تاثیر انمین بخوبی پائی نہین جاتی بلکہ کہڑے رہا کرو نماز مین نصفہ آدہی رات کے انداز سے اگر اعتدال کے دن ہون جنمین رات اور دن برابر ہوتا ہی جیسے خزانکے چند روز اور بہار کے چند روز اسواسطے کہ آدہی رات دن اور

رات کے پورے دورکی جو تہائی ہی اعتدال کے دنونمین اور تاثیر اور خواص مین جو تہائی پر پوری چیز کا حکم کرتے ہین سو اسقدر مجاہدہ اور کوشش کرنا دن اور راتمین ایسی کیفیت پیدا کریگا جسکا اثر تمام دن اور رات باقی رہیگا اور حضوری اور مناجات کی کیفیت بہی حاصل ہوگی بلکہ ہمیشہ کا قرب معنوی حاصل ہوگا جیسے کسی شخص کو اگر اپنے محبوب سے تمام دن اور راتمین دو پہر کی صحبت اور بات چیت حاصل ہوتی رہے تو اس دو پہر کی لذت کا سرور آٹہہ پہر تک نہ بہولیگا اور دن اور رات اسی کیفیت مین مست رہیگا اور اگر کوئی لمحہ یا کوئی ساعت کی ملاقات ہوئی تو جدائی کی آگ اتنی ملاقات سے بجہتی نہین بلکہ اور بہڑکتی جاتی ہی اور اس اشتیاق کی بہڑک کو ہرگز مفید نہین ہوتی جسطرح تشنگی کی شدت مین تہوڑا پانی پینا اور بہوک کے غلبہ مین لقمہ دو لقمے کہانا بہوک اور پیاس کو دفع نہین کرتا بلکہ اور زیادہ کرتا ہی اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا یا کم کر آدہی رات سے تہوڑا تاکہ تہائی راتکو پہنچے لیکن اگر جاڑونکا موسم ہو اسواسطے کہ اُن دنونکی رات بہت بڑی ہوتی ہی تہائی اسکی دن اور رات کے پورے دورکی جو تہائیکی قدر ہوگی اَوْ زِدْ عَلَيْهِ یا زیادہ کر وآدہی رات پر تہوڑا تاکہ دو تہائی رات کو پہنچے اگر گرمیونکا موسم ہوا سواسطے کہ اُن دنونکی رات بہت چہوٹی ہوتی ہی دو تہائی اسکی دن اور راتکے پورے دورکی جو تہائی ہوگی اور یہہ بہی احتمال ہوسکتا ہی کہ اس کمتی اور زیادتی سے خاطر کی خوشی اور بیچینی کی رعایت منظور ہو یعنی اگر طبیعت چین مین ہوا ور خوب دل لگے تو آدہی رات سے زیادہ یعنی دو تہائی تک کہڑے رہو اور اگر توسط کا حال ہو تو آدہی رات تک کہڑے رہو اور اگر طبیعت بے چین ہو تو تہائی رات پر اکتفا کرو اسواسطے کہ عبادت کی بنا دل کی خوشی اور رغبت پر ہی چنانچہ حدیث شریف مین بہی تہجد کے مقدمے مین آیا ہے کہ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ یعنی چاہئے کہ نماز پڑہے ہر شخص تم مین سے طبیعت کی خوشی اور دل کے لگنے تک پہر جب سستی کرے طبیعت اور دل نہ لگے تو چاہئے کہ موقوف کرے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر تہجد کی نماز پڑہنے مین تم مین سے کسی پر نیند غلبہ کرے تو اسکو چاہئے کہ نماز کو موقوف کرے اور سورہے اسواسطے کہ ایسا نہو کہ کہین خواب کے غلبہ مین دعا کی جگہہ بد دعا منہہ سے نکل جاوے یا قران پڑہنے مین کوئی کفر کا کلمہ

ح

یا فسق کا منہہ سے نکل جاوے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ لَا تُكَابِدُوا اللَّيْلَ یعنے بے دلی سے نماز پڑہنے مین بیفائدہ کا رنج اور مشقت رات کے جاگنے سے مت کہینچو اسواسطے کہ رنجیدگی کی عبادت مین کچہہ بہی ثواب حاصل نہین ہوتا اور بعضے مفسرونؔنے یون کہا ہی کہ یہہ تخییر یعنی دو تہائی اور آدہی اور تہائی راتمین اختیار دینا اسواسطے ہی کہ آدہی رات پوری کو معلوم کرنا اور اس اندازی برابر بدون کمی اور زیادتی کے نماز اور تلاوت اور ذکر مین مشغول ہونا آدمی کی طاقت سے نہین علی الخصوص ایسی جگہہ پر جہان کوئی چیز ساعت کے دریافت کرنے کی نہو یعنی نہ گہڑی ہو نہ گہڑیال ایسی جگہہ آدہی راتکو دریافت کرنا بہت مشکل ہی تو گویا یون حکم ہوتا ہی کہ جو اس راہ کا طالب ہی اسکو آدہی رات جاگنا اور ذکر اور عبادتمین مشغول رہنا ضروری ہی لیکن جو آدہی رات پوری بدون کمی زیادتی کے معلوم ہونا مشکل ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے حکم مین وسعت کی گئی کہ اگر اسطور سے تہوڑی کم زیادہ ہو جاوے تو کچہہ مضایقہ نہین ہے اور آخر سورتمین معلوم ہوگا کہ کمتی کی حد تہائی ہی اور زیادتی کی حد دو تہائی اور جب مجاہدہ اور کوشش کی مدتوں کے بیان سے فراغت پائی تو اب ارشاد ہوتا ہی کہ یہہ کام اُسوقت مین کیا کرو وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا اور کہول کر پڑہو قرآن کی لفظونکو صاف یعنی تہجد کی نماز مین کہڑے ہو کر اور ترتیل لغت مین واضح اور صاف پڑہنے کو کہتے ہین اور شرع شریف مین کئی چیزونکی رعایت کرنیکو کہتے ہین قرآن شریف کے پڑہنے مین تاکہ خوب ترتیل حاصل ہووے پہلے حرفونکو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے نکالنا تاکہ طا کی جگہہ تا اور ضاد کی جگہہ پر ظا نہ نکلے دوسرے وقوف کی جگہہ پر اچہی طرح سے ٹہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام مین بے موقع نہونے پاوے اور کلام کی صورت متبدل نہو جاوے تیسرے حرکتون مین اشباع کرنا یعنی زیر زبر پیش کو آپسمین امتیاز دینا تاکہ ایک دوسرے سے ملنے اور مشتبہ ہونے نپاوے چوتہے آواز کو تہوڑا بلند کرنا تاکہ قرآن شریف کے الفاظ زبان سے کان تک پہنچین اور وہان سے دل پر اور دلمین کوئی کیفیت پیدا کرین جیسے ذوق اور شوق اور خوف اور وحشت اسواسطے کہ قرآن شریف کے پڑہنے سے یہی چیزین مطلوب ہین پانچوین اپنی آواز کو اچہا کرنا اسطور سے کہ اسمین دردمندی پائی جاوے تاکہ دل پر جلدی تاثیر کرے اور مطلب حاصل ہووے اسواسطے کہ جو مضمون خوش آواز سے دل تک پہنچتا

ترتیل کا بیان

ہی تو اُسسے روح کو لذت حاصل ہوتی ہی اور قوے بہی اسکو جلد جذب کر لیتے ہین اور اس سبب سے
روح پر اسکی تاثیر بہی ہوتی ہی اسیواسطے اطبّا نے کہا ہی کہ جب کسی دوائی کی کیفیت دلکو پہنچانا
منظور ہو تو اس دوائی کو خوشبو مین ملا کے دیا چاہے اسواسطے کہ دل خوشبو کا جذاب ہے
یعنی کہینچنے والا تو اس خوشبو کے ساتہہ اس دوا کو بہی جلدی کہینچ لیگا اور اسیطرح جس دوا کی کیفیت
جگر یعنی کلیجی کو پہنچانا منظور ہو تو اسکو مٹہائی مین ملا کے دینا چاہئے اسواسطے کہ جگر مٹہائی کا عاشق
ہی تو وہ بہی اسکو کہینچ لے گا چہٹہین تشدید اور مد کا جسجگہہ پر ہین وہان لحاظ رکہنا اسواسطے کہ شد
اور مد کی رعایت کے سبب سے کلام الہی مین عظمت اور بزرگی نمودار ہوتی ہی اور تاثیر مین بہی مدد کرتا
ہے ساتوین اگر قران شریف مین کوئی خوف کا مضمون سنے تو وہان تہوڑا ٹہر جاے اور حقتعالی کو
پناہ طلب کرے اور اگر کوئی مضمون بہتر اپنے مقصد اور مطلب کا سنے تو وہان بہی ٹہرے اور اس چیز کو
حقتعالی کی درگاہ سے اپنے واسطے طلب کرے اور اگر قران شریف مین کوئی دعا یا کوئی ذکر
پڑہنے کیواسطے حکم ہو تو وہان بہی تہوڑا ٹہرے اور کم سے کم اس دعا یا ذکر کو ایک مرتبے تو پڑہ لے
جیسے قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا یعنی ای رب زیادہ کر مجہکو علم یے سب سات چیزین ہوین جنکی ترتیل مین
رعایت کرنا ضروری ہی اور یے سب ایک چیز کیواسطے ہین اور وہی چیز بالذات مقصود ہی وہ تدبّر
اور فہم ہی یعنی غور کرنا اور بوجہنا قران کے مطلب کا اور یہہ بات بدون ان ساتون چیزونکے حاصل
نہین ہوتی ہی نہ پڑہنے والیکو نہ سُننے والیکو بلکہ بدون اِن ساتون چیزونکی رعایت کے قرانکی قرأت
شعرخوانی کیطرح بیفایدہ ہو جاتی ہی اور کچہہ اُسسے حاصل نہین ہوتا اسیواسطے حضرت عبداللہ بن
مسعود اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہی کہ لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقَلِ وَلَا تَهُذُّوهُ
كَهَذِّ الشِّعْرِ قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ وَلَا يَكُنْ هَمُّ اَحَدِكُمْ اٰخِرَ السُّوْرَةِ
یعنی مت بکہیرو قرانکی لفظونکو جیسی ردی اور ناقص خرمونکو بکہیرتے ہو اور نہ لپیٹو قرانکو جیسے شعر کو
لپیٹتے ہو یعنی قران کو جلدی مت پڑہو شعرونکے پڑہنے کیطرح بلکہ ٹہرو قرانکے عجائبات پر اور اپنے دلونکو
ہلاؤ اس قران پر اور اسبات کی فکر مت کرو کہ یہہ سورت کب تمام ہوگی تاکہ جلدی ہم پڑہ چکین اور فراغت

پاوین اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لوگون نے پوچھا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم قران شریف کوکسطرح پڑہتے تہے انہون نے کہا کہ سب حرکتونکو بڑہاتے تہے یعنی زیر زبر پیش کو
پورا نکالتے تہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بہی آپ کی آواز کی درازگی قران شریف کے پڑہنے
مین نقل کی ہی اور حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت آئی ہی کہ ایک راتکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز مین ایک آیت کو یہانتک پڑہا کہ فجر ہوگئی اور وہ آیت یہہ ہے
کہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی اگر عذاب کریگا تو
انپر تو وے بندے تیرے ہین اور اگر بخش دیگا تو انکو تو بے شک توہی ہی غالب حکمت والا اسیواسطے
کہا ہی کہ کم سے کم قران کی تلاوتمین تدبر کا مرتبہ یہہ ہے کہ ہر خطاب اور ہر قصہ مین اپنی تئین مخاطب جانے
اور اعلی مرتبہ تدبر کا یہہ ہی کہ متکلم کو اور اسکے صفات اور افعال کو اسکلام مین مشاہدہ کرے اور تدبر
کا متوسط مرتبہ یہہ ہی کہ اسکلام کو حضرت حق جلشانہ سے بلاواسطہ سنے اب اسجگہہ پر جاننا چاہیے کہ سلوک
الی اللہ اسکی حضوری اپنے نزدیک طلب کرنیکو کہتے ہین لیکن جو حقتعالی جسمیت سے اور جسمیت کے لوازمات
سے پاک ہی تو اسکی حضوری ان تین طریقونمین سے ایک سے ہوسکتی ہی پہلا طریقہ تصور ہی جسکو
شرع کے عرف مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین اسکو مراقبہ کہتے ہین اور نگرانی
بہی بولتے ہین اور دوسرا طریقہ ذکر ہی اور تیسرا طریقہ تلاوت کلام اللہ ہی اور جو پہلا طریقہ حقیقت مین
ذکر اور یاد قلبی ہی اسلئے کبہی ذکر کو بہی اسی طریق کے شامل کر دیتے ہین اور اسکی حضوری طلب
کے طریقونکو دو ہی امر مین منحصر جانتے ہین یعنی ذکر اور تلاوتمین لیکن ذکر لسانی اور قلبی دونونکو شامل ہے
سو جو لفظ اس ذات پاک پر بواسطہ یا بیواسطہ دلالت کریگی وہی مدرکہ کے التفات کا اس ذات پاک
کیطرف سبب ہوگی اور جب وہ ذات پاک مُلتَفَت الیہ ہوئے یعنی اسکی طرف التفات کیا گیا تو گویا
حاضر ہوئی اور جب اسطرح کے استحضار کا دوام حاصل ہوتا ہی تو ہم صحبتی اور ہم نشینی کا حکم پیدا کرتا ہے
اور اس ذات پاک کی صفتین بشریت کی صفتونپر غالب ہو جاتی ہین اور اس خالق کے فعل بندے کے
فعلونپر حاکم ہو جاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ لَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ

حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بی وبصرہ الذی یبصر بی ویدہ
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا یعنی حقتعالی فرماتا ہی کہ ہمیشہ بندہ میرا نزدیکی چاہا کرتا ہے
میری طرف نفلوں سے یعنی نفل عبادتونکے واسطے سے یہانتک کہ چاہنے لگتا ہون مین اسکو پہر جب مین نے
چاہا اسکو تو ہو جاتا ہون مین کان اسکا جس سے وہ سنتا ہی اور انکہہ اسکی جس سے وہ دیکہتا ہی اور ہاتہہ اسکا
جس سے وہ پکڑتا ہی اور پانون اسکا جس سے وہ چلتا ہی یعنی جب بندہ کثرت عبادت سے حقتعالی کا
مقبول ہوا تو اسکے سب اعضا کا حقتعالی خود محافظ ہو جاتا ہی اور اسکے ہاتہہ پانون کان انکہہ سب
خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہین اسکی بے مرضی نکچہہ دیکہے نکچہہ سنے سو یہہ مرتبہ نفل عبادتکی کثرت سے
ہوتا ہے اسواسطے کہ فرض کے اوقات مقرر ہین اسمین کثرت ممکن نہین ہی فقط لیکن یہہ تقرب کا طریقہ
خاص اس ذات پاک کا ہی اگر کوئی چاہے کہ اس طریقہ سے کسی مخلوقات سے تقرب پیدا کرے
سو یہہ ممکن اور مجاز نہین ہی اور وجہہ اسکی یہہ ہی کہ اس قسم کے تقرب مین دو چیز کا پایا جانا متقرب
الیہ مین ضروری ہی یعنی جسکی نزدیکی اسکو منظور ہی اسمین دو چیز کا ہونا ضرور ہی ایک تو یہہ کہ
اسکا علم محیط ہو ذاکرونکے قلبی اور لسانی اذکار کو اگرچہ ذاکر مختلف مکانون مین اور زمانون مین پائے جاوین
یعنی ایک مشرق مین ہو اور دوسرا مغرب مین اور ایک صبح کو یاد کرے اور دوسرا شام کو اور
اسیطرح مدرکہ اور زبانین بہی مختلف ہون سو یہہ اسکے علم کا محیط ہونا اسواسطے شرط ہی تاکہ ہر ذاکر کے
قلبی اور لسانی ذکر کو دریافت کرے دوسری چیز یہہ ہی کہ ذاکر کے مدرکہ مین در آنے کی اور اسکو
پر کرنے کی اور اسکے صفت کا حکم پیدا کرنیکی قدرت رکہتا ہو جسکو شرع کے عرف مین دنو اور تدلی اور
نزول اور قرب کہتے ہین سو یے دونون صفتین اسی ذات پاک کا خاصہ ہین کسی مخلوق مین یہہ بات
پائی نہین جاتی ہان بعضے کافر اپنے معبودونکے حقمین یہی صفت ثابت کرتے ہین اور اہل اسلام کے
فرقے سے بہی بعضے پیر پرست اپنے پیرونکے حق مین بہی ایسا ہی اعتقاد رکہتے ہین اور اسی اعتقاد کے
سبب سے احتیاج کیوقت مین انکو پکارتے ہین اور انسے مدد چاہتے ہین لیکن یہہ بات ہرگز روا نہین ہے
بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ وے لوگ بڑے دہوکے مین پہنسے ہین اور بڑے شبہہ مین گرفتار ہین مگر یہہ مقام اس

شبہہ کے بیان کا نہین سوانہی دو چیزونسے سلوک کا کارخانہ تمام ہوتا ہی والا ہرگز ممکن نتہا کہ بندہ رب
نزدیک ہوا اور انہی دو چیزونکی طرف اشارہ ہی اس حدیث صحیح مین جسکو محدثین کتاب سلوک اور
تقرب الی اللہ کے اوّل مین لاتے ہین اور وہ حدیث شریف یہہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حقتعالی کیطرف سے حکایت کیطور پر بیان فرمایا ہے کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا
ذَكَرَنِی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالی جلشانہ فرماتا ہی کہ مین اپنے بندیکے
گمان اور اٹکل کے قریب ہون پہر جیسا گمان میرے ساتہہ رکہے اور مین اپنے بندیکے ساتہہ
ہون جب مجہکو یاد کرتا ہی اور دوسری صحیح حدیث یہی ہی جو محدثونکے کتاب سلوک کی سردفتر
ہی سو یہہ ہی کہ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا
تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً یعنی جو نزدیکی چاہتا ہی مجہسے ایک
بالشت نزدیک ہوجاتا ہون مین اسکی طرف ایک ہاتہہ اور جو نزدیکی چاہتا ہے مجہسے ایک ہاتہہ تو نزدیک
ہوجاتا ہون مین اسکی طرف ایک باع اور باع کہتے ہین دونون ہاتہہ کی لنبائی کو جسکو یہان بام کہتے
ہین اور اگر آتا ہی میری طرف چلتے ہوے تو مین آتا ہون اسکی طرف گہٹنو نسے دوڑتے ہو
یہہ مثال آدمیونکے سمجہانیکو والا حقتعالی ہاتہہ پانون گہٹنونسے پاک ہی بس یہہ حقتعالی کی ذات پاک
کا خاصہ ہی کہ اپنے یاد کرنیوالے کیطرف خود نزدل فرماتا ہی اور اسکے نزدیک ہوتا ہی اور ا
مدرکہ کو پر کرتا ہی اور اسکے باطنی لطیفونپر غالب ہوتا ہی اور ساتہہ اس تدلی واقعی حقیقی کے روح
کا حکم اسکی روح لیتی ہی اور جو نسبت روح کو بدنکے ساتہہ ہے وہی نسبت اس تدلی کو اسکی ارواح
کے ساتہہ حاصل ہوتی ہی اور جتنے مخلوق ہین اگرچہ روحانیات ہون اوّل تو علم محیط نہین رکہتے
ہین تاکہ ہر ذاکر کے ذکر پر مطلع اور خبردار ہون دوسرے ذاکر کی روح پر استیلا دائمی نہین کرسکتے ہین
یعنی ہمیشہ اسپر غالب اور اسکے حال سے واقف نہین ہوسکتے اسواسطے کہ یَشْغَلُھُمْ شَانٌ عَنْ شَانٍ
سب مخلوقات کی شان ہی یعنی یہہ مخلوقات کا خاصہ ہی کہ جب ایک طرف توجہہ ہوا تو اسوقت
دوسری طرف متوجہہ نہین ہوسکتے اور لَا یَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ حقتعالی کا خاصہ ہی یعنی

ح

ح

اس ذات پاک کا ایک طرف متوجہ ہونا دوسریطرف کے توجہ کو مانع نہین ہی سو کلام الہی کی تلاوت اسواسطے اسکے قرب اور نزدیکی کا سبب پڑتی ہی کہ اس کلام کی لفظین اسکی معانی پر دلالت کرتی ہین اور وے معانی حقتعالی کے علم مین ایک مدت دراز تک کلام نفسی کی خلعت پہن کے ایک صفت اسکی ذاتیہ صفتون سے بن کے رہی ہین سو وے لفظین ایک صفت کو حقتعالی کی صفتون ذاتیہ سے تلاوت کرنیوالے کے مدرکہ کے قریب کردیتی ہین اور اس آمیزش اور اتحاد کے سبب سے وہ صفت ذاتیہ ایک طرح سے پڑہنے والے کی صفت ہوجاتی ہے اسواسطے کہ وے معانی باترتیب اس پڑہنے والے کے مدرکہ مین قایم ہوتی ہین چنانچہ اسکلام الہی کی لفظین بہی اسیطرح سے پڑہنے والے کی لفظین ہوجاتی ہین اور اس قسم کا تقرب کچہہ حقتعالی کی ذات پاک کے ساتہہ مخصوص نہین ہی بلکہ ہر شخص کے کلام مین یہہ بات پائی جاتی ہی یعنی جسکے کلام کو ہر وقت پڑہا کرو اور اسکی معنونکا خیال ہر وقت ذہن مین موجود رہے وہ بہی اسی قسم کے قرب کا سبب پڑتا ہی اور اس متکلم کے بعضے اثار اس پڑہنے والے مین پاے جانے لگتے ہین جسطرح مثنوی مولانا روم کی اور دوسری ملفوظات نظم اور نثر اولیاء اللہ کے بلکہ عوام اور فاسقونکے اشعار مین بہی زیادہ تکرار سے یہی بات پائی جاتی ہی یعنی وہی مضمون اسکے دل پر چہا جاتا ہے حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اگر وہ کلام بہتر ہی تو اسکی اچہائی کی تاثیر اور اگر برا ہی تو اسکی برائی کی تاثیر پڑہنے والے مین پائی جاتی ہے لیکن کلام الہی اور کلام مخلوق مین اتنا فرق ہے کہ کلام الہی کی مزاولت اور تکرار مین اس کیفیت کے سواے اسکی ذات پاک کا دنو اور قرب بہی حاصل ہوتا ہی اور دوسرے مخلوق کے کلامونمین سواے اس کیفیت کے جو کلام کے پردہ مین ظاہر ہوتی ہی اور اس پڑہنے والے کیطرف منتقل ہوتی ہی اور کچہہ حاصل نہین ہوتا اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ حقتعالی کا علم محیط ہے اور دنو اور تدلی اور قرب کی قدرت بہی وہ رکہتا ہی سو جو کچہہ ذاکرین کے حقمین وہ اپنی عنایت اور مہربانی فرماتا ہی تو تلاوت کرنیوالے کے حقمین بطریق اولی عنایت اور مہربانی فرماویگا اسیواسطے کلام اللہ کی ترتیل کو اس سورتمین ذکر پر مقدم لائے ہین اور یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت حقتعالی کے ذکر سے خالی نہین ہی چنانچہ یہہ بات غور اور فکر سے معلوم ہوتی ہی پس قرآن

شریف کی تلاوت مین ذکر کا بہی فایدہ حاصل ہی اور پیر اور مرشد اور استاد کا بہی اسواسطے
کہ الٰہیۃ کی صفت سے متصف ہونا اور حبل المتین الٰہی کا تمسک اور اعتماد کرنا تو سر دست قران
شریف کی تلاوت مین موجود ہی اتنا البتہ ہی کہ قران شریف کی لفظونکو نحو اور صرف اور معانی اور
بیان اور بدیع اور دوسرے فنونکی آمیزش سے جو حقیقت کیطرف التفات کرنے سے مانع ہین مجرد
اور جدا کرنا بہت مشکل ہی بعد مدت کے یہہ بات حاصل ہوتی ہی بخلاف ذکر کی لفظون کی صورت
مگر یہ کے ساتہہ کہ وے اسقدر تجرید کے محتاج نہین ہین آب اس بیان سے حضرت سلطان المشایخ
نظام الدین اولیا قدس سرہ کی بات کا مطلب ظاہر ہوگیا یعنی لوگون نے ایکدن اُنسے پوچہا
کہ قران شریف کی تلاوت مین مشغول رہنا بزرگی رکہتا ہی یا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا آپ نے فرمایا
کہ ذاکر اپنے مطلب کو جلدی پہنچتا ہی لیکن اسکو زوال کا خوف ہی اور کلام الٰہی کی تلاوت کرنیوالے
کا مطلب دیر مین حاصل ہوتا ہی لیکن حصول کے بعد اسکو زوال کا خوف نہین ہی انتہی کلامہٗ
اور پیغمبرونکو کلام الٰہی کی تلاوت مین بہت بڑا ایک فایدہ ہی وہ یہہ ہی کہ اُنکے علم غیب سیکہنے کی استعداد
کو بہت بڑی مدد کرتی ہی اور اسکے سُننے کی مزاولت اور ہمیشگی جو بار بار زبان سے کانکو پہنچتی ہی
اور کان سے دلکو سو وحی کے نزول کے صدمہ کو اُنپر ہلکا کر دیتی ہی جسطرح کسی شخص کو نفع
یا نقصان پہنچنے مین کوئی بڑا صدمہ پہنچا ہو تو اب جسقدر اُس نفع اور نقصانکو تکرار کریگا اُسقدر اُسپر
وہ صدمہ ہلکا ہوتا جائیگا اور بہید اسکا یہہ ہی کہ نزول وحی کا استخدام کیطور پر ارواح ملکیہ کی کیفیت
کو متفرق مکانون سے ہمراہ لاتا ہی اور وہ کیفیت ملی ہوئی یکایک پیغمبر کے قلب اور اعضا پر آپڑتی
ہی اور پیغمبر بشریت کے تقاضے سے اسکا تحمل کر نہین سکتے ہین اسواسطے بیہوش ہو جاتے ہین
اور پسینا بہی نکل آتا ہی پہر جب دوسرے مرتبے اس کلام کی تلاوت کرتے ہین تو پہر بہی وہی کیفیت
ملی ہوئی دل اور اعضا پر آتی ہی اسیطرح تیسرے مرتبے پہر چوتہے مرتبے یہانتک کہ اس کیفیت کے
تحمل کے خوگر ہو جاتے ہین یعنی اس بوجہہ اُٹہانے کی عادت ہو جاتی ہی اور رنج اور صدمہ بہی پہر کم
معلوم ہوتا ہے اور اس مقام مین اسی فائدہ عمدہ کو لحاظ کرکے ترتیل کے حکم کی تعلیل یون ارشاد

ہوتی ہی کہ اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا تحقیق قریب ہی کہ ڈالینگے ہم تجہپر ایسی
بات جو بہت بہاری ہی حاصل مطلب کا یہہ ہی کہ بعد اسکے پے در پے قران کو تمپر نازل کرینگے
سو تمکو چاہئے کہ جسقدر قران تم پر اُترا ہی اُسکی تلاوتمین راتکو مشغول رہا کرو اور اس عبادت
خاص کے انوار سے اپنی تئین متشرف کرکے اُس فیض اعظم کی قبولیت کی استعداد اپنے
مین حاصل کرو اور ابتدا مین قران شریف نازل ہونے کیوقت آپ پر بہت گرانی اور سختی
گذرتی تہی اور اسکا طور یہہ تہا کہ جب وحی کا نزول شروع ہوتا تہا تو پہلے ایک آواز گہنٹے
کیسی آپ سُنتے تہے پہر اُسی آواز مین بدون اعتماد مخارج کے حرف اور کلمے ظاہر ہونے لگتے
تہے اور وُہ آواز تیز اور تند اسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم مین تاثیر کرتی تہی کہ آپ کے
ہواس ظاہری اور باطنی بالکل اس عالم سے منقطع ہوکے اس عالم کیطرف متوجہہ ہوجاتے
تہے اور ایسی حالت آپ پر ظاہر ہوجاتی تہی جسطرح روح بدن سے کہنچتی ہی اور بدنکے تمام اعضا
کی روحین کہنچ کے دماغ کیطرف جو فہم اور حافظہ کی قوت کا محل ہی چڑہ جاتی تہین اور دماغ
مین ان روحونکے جمع ہونے کے سببسے بہت گرمی پیدا ہوتی تہی اور آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ
آجاتا تہا اور آپ بیہوش ہوجاتے تہے اسواسطے کہ ارواح دماغ کو صعود کرتے تہے اس سببسے
سب اعضا بدنکے سست ہوکر ثقل طبعی کیطرف عود کرتے تہے چنانچہ ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت اتنی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر جاڑونمین جسدن بہت ٹہنڈک
ہوتی تہی وحی آتی تہی اور آپکی پیشانی مبارک سے پسینہ نکل آتا تہا اور وحی نازل ہونے کیوقت
اگر آپ اونٹ یا گہوڑے یا کسی جانور پر سوار ہوتے تہے تو وہ جانور گر پڑتا تہا مگر ایک اونٹنی
خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی جسکا غضبا اور قصوا نام تہا وہ گرتی تہی لیکن اپنے پانونکو ٹیڑہا
کرکے زمین سے ٹیک دیتی تہی اور گرتی تہی اور اسکو اسطور کی عادت ہوگئی تہی اور اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم وحی آنے کیوقت کسی کی ران کو تکیہ دئے ہوتے تہے تو اس ران کے ٹوٹنے کا
خوف ہوتا تہا اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوجاتا تہا اور دم چہڑہنے لگتا تہا اسطرح پر کہ دور سے

اسکی آواز معلوم ہوتی تہی اور دوسری گرانی یہہ کہ بدون لکہے کے سب قراء تون اور وجوہ کے اسکو یاد رکہنا چاہیے تیسری گرانی یہہ کہ اُن دشمنون کے سامنے پڑہنا پڑتا تہا جو ہمیشہ ہنسی مسخری کیا کرتے تہے اور قرآن کے مضمونکو جو نیا سنتے تہے ہر مجلس مین بیٹہ کے اسکا ذکر کرتے تہے ہنسی کیطور پر اور بیہودہ اور پوچ باتین بکا کرتے تہے اُن سبکو سُننا چاہیے اور چوتہی گرانی قرآن شریف کے عجائبات اور باریک دقیقے سمجہنے مین اور اسکے اعجاز کے وجوہ دریافت کرنے مین کہ یے چیزین بدون خوب فکر اور غور کرنے کے معلوم نہین ہوتین چنانچہ یے باتین اب بہی بدون شمول فضل الٰہی کے میسر نہین ہین پانچوین گرانی قرآن شریف کی آیتونکی تفریق کرنے مین یعنی محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ اور ظاہر اور ماؤل ان سبکو آپسمین جدا کرنا اور ہر ایک قسم سے جدے جدے حکم استنباط کرنا یعنی نکالنا کہ یہہ بہت مشکل علم ہے چہٹین گرانی مسلمانونکی نسبت سے اسواسطے کہ قرآن شریف بموجب امر اور نہی کرنا نہایت سخت اور مشکل چیز ہی اسکے موافق عمل کرنا بدون تائید الٰہی کے ہرگز ممکن نہین ہی اور یہہ بہی کہا ہی کہ قرآن شریف مین ظاہری بہی حکم ہین اور باطنی بہی اور دونون کو جمع کرنا بہت مشکل اور دشوار ہی ساتوین قرآن شریف کا سُننا کافرونکو بہت سخت اور دشوار تہا چنانچہ اگلی سورتمین آیا ہی کہ کافر قرآن کے سننے سے ایسا ڈرتے ہین جسطرح گدہا شیر کے دیکہنے سے اور اُسکی آواز سُننے سے اور سورہ فُصّلت مین بہی فرمایا ہے کہ فِي أٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى یعنی یہہ قرآن کافرونکے کانونمین بوجہہ ہی اور یہہ انپر اندہاپن ہی یعنی پوشیدہ ہی آٹہوین قرآن شریف کا اُترنا منافقون اور فاسقون پر بہت سخت اور گران تہا اسواسطے کہ اُنکے چہپے عیب اور پوشیدہ باتین اسمین رمز اور اشارہ اور تعریض اور کنایہ کیطور سے بیان کردی جاتی تہین اور حاضران مجلس اپنی ذہن کی تیزی اور قرینے سے بوجہہ جاتے تہے کہ فلانے شخص کا حال ہی پہر وے فضیحت ہوتے تہے چنانچہ سورہ توبہ کے آخر مین اور سورہ قتال مین اور دوسری سورتونمین اُن احوالونکو تفصیل سے بیان فرمایا ہے نوین قرآن شریف کے ہر ہر حرف کا ایک ایک خادم ہی روحانی اور عزیمت پڑہنے والے جب اس کلام کو

دعوت کی سب شرطونکی رعایت سے پڑہتے ہین تو جتنے روحانی اسکے خادم ہین سب حاضر ہوتے ہین پہر اسوقت اُنکے سامنے ثابت اور برقرار رہنا بہت سخت اور دشوار ہوجاتا ہی اور قیامت کے دن بہی جب میزان کہڑی ہوگی اور عمل تولے جاوینگے تو کوئی عمل نیک اسکلام کی برابر نہوگا چنانچہ یہہ بات حدیث شریف مین مذکور ہی اور عجایب تفسیرون سے وہ ہی جو بعضے صوفیہ نے کی ہی یعنی قول ثقیل کی تفسیر مین توحید وجودی کے مسئلہ کو بیان کیا ہی اسواسطے کہ اس مسئلہ کا سمجہنا عوام لوگو نپر بہت بہاری ہی اور یون کہا ہی کہ هُوَ طَوْرٌ وَرَاءَ طَوْرِ الْعَقْلِ یعنی وہ ایک مرتبہ ہے عقل کے مرتبے کے سوا اور بعضے واعظون نے قول ثقیل کی تفسیر شفاعت مطلقہ کرکے کی ہی اور شفاعت کے کلمہ کو اپنی زبان پر جاری کرنا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہی اور دوسرے جتنے انبیا اور رسول ہین سب پر وُہ کلمہ شاق اور گران ہوگا اور قیامت کے دن اس کلمہ کو اپنی زبان پر لانے سے عذر و پیش کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقتعالی اس کلمہ سے گویا کریگا اور یہہ تفسیر سورہ اسرا کی آیت سے مناسبت رکہتی ہی اور وہ آیت یہہ ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا یعنی حقتعالی فرماتا ہی اور تہوڑی رات جاگتا رہ اسمین یہہ زیادتی ہی واسطے تیرے شاید کہڑا کرے تجہکو تیرا رب تعریف کے مقام مین اور جب قران شریف کو نماز تہجد مین ترتیل سے پڑہنے کی وجہہ کے بیان سے فراغت پائی تو اب نماز تہجد پڑہنے کی وجہہ کو بیان فرماتے ہین سو ان کی لفظ ان تینون آیتون مین تعلیل کیواسطے ہی اور ان تینون تعلیلونکے درمیان مین حرف عطف کو نہین لائے اسواسطے کی تعلیل ایک امر کی نہین ہی بلکہ مختلف امرونکی تعلیل ہی جو پہلے کلام سے بوجہی جاتی ہی سو قران کے ترتیل کے حکم کی علت قول ثقیل کا القا ہی اور قیام لیل کے حکم کی علت یہہ ہی کہ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ بے شک وہ عبادت اور تلاوت جو پیدا ہوتی ہی اور اُٹہتی ہی رات کو اور ناشی لغت مین اس چیز کو کہتے ہین جو نئی پیدا ہوئی ہو اور نئی اُٹہی ہو عرب مین بولتے ہین سَحَابٌ نَاشِئٌ یعنی بدلی نئی پیدا ہوئی اور نَشَأَتِ الرِّيحُ یعنی اُٹہی ہوا اَشَدُّ وَطْأً وہ بہت سخت ہی

نفس کے روندنے مین اور اسکی تاریکی کے دور کرنے مین دو وجہہ سے اول یہہ کہ راتکا اُٹھنا اور
قران کو بلند آواز سے پڑہنا اور وضو کرنا اور وضو کے اسبابکو تلاش کرنا جیسے لوٹا پانی مسواک
پہر نماز مین کہڑا ہونا اور مسجد مین جانا یے چیزین نفس پر بہت سخت اور بہاری ہین اسواسطے کہ رات
چین اور آرام اور ٹہرنے اور خاموش رہنے کا وقت ہی اور آدمی کی پیدایشی یہہ بات ہے کہ رات کو
چلنے پہرنے جاگنے بات کرنے کو بالطبع دوست نہین رکھتا خصوصًا جسوقت جورو بغل مین ہو اور بچے پیارے
پاس ہون اور نرم فرش ہو اور گرم لحاف اوڑہے ہو اور چپی والے بدنکو مل رہے ہون ایسے وقت
مین ان سب لذتونکو چہوڑنا اور ایسی بے چینی اور محنت مین اپنی جانکو ڈالنا ان سب باتونکو سوچنا چاہیے
کہ کیا نفس پر قیامت برپا ہوتی ہی اور اگر گرمی کا موسم ہی تو دن بہر دہوپ کی سوزش اور گرمی کی
حرارت بدن اٹہائے ہوئے راتکو ٹہنڈک مین آرام سے بدن ہوتا ہی پہر اس آرام کو چہوڑنا اور مشقت
مین پڑنا خیال کیا چاہیئے کہ کیسی مشکل بات ہے دوسری وجہہ یہہ ہی کہ حقیقت مین وہ وقت انوار اور برکات
لاہوتیہ اور ملکوتیہ کے نزول کا وقت ہی پہر جب ایسی عمدہ عبادت ایسے عمدہ وقت مین پائی گئی اور
قران کا نور اور ایمان کا نور ان تجلیون کے ساتہہ ملکے ایک ستون نورانی بنکے قایم ہوا پہر نفس کی تاریکی
کیا مجال رکہتی ہی جو وہان ٹہر سکے یا باقی رہے حدیث شریف مین آیا ہی کہ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَيَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ
لَهٗ مَنْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُلِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ یعنی اترتا ہی یعنی
متوجہہ ہوتا ہی ہمارا پروردگار بزرگ اور برتر ہر راتکو دنیا کے آسمانکی طرف جب باقی رہتی ہے پچہلی تہائی
راتکی پہر فرماتا ہی کون پکارتا ہی مجہکو کہ اسکی پکار کو پہنچون کون مانگتا ہی مجہسے کہ دیون مین اسکو
کون مغفرت طلب کرتا ہی مجہسے کہ بخشون مین اسکو یہانتک کہ ہوجاتی فجر اور یہہ بہی حدیث صحیح مین آیا ہی کہ
اِنَّ فِي اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ یعنی تحقیق راتمین ایک ساعت ہی نہین موافق ہوتا ہے کوئی بندہ
مسلمان اس ساعت کو کہ مانگے اللہ تعالیٰ سے جو چیز بہتری دنیا اور آخرت کی مگر دیتا ہی اللہ تعالیٰ وہ چیز

اسکو اور یہہ امر ہر راتکو ہوتا ہی سو وہ وقت خاص اپنے مالک کے دربار کا ہی نوکر کے حق مین
اور معشوق کے جلوہ کا وقت ہی عاشق کے حق مین اور بیع و شرا کی گرمی بازار کا وقت ہی تاجر کے حق مین
اور صنعت اور مزدوری کر وقت کا وقت ہے ہر پیشہ والی کے حق مین کہ تہوڑی محنت مین بڑا عمدہ مطلب حاصل ہوتا ہے
اور تہوڑی ڈہیل اور سستی مین بڑا مطلب ہاتہہ سے جاتا ہی حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی قدس
اللہ سرہ سے منقول ہی کہ بعضے لوگون نے بعد انکی وفات کے انکو خواب مین دیکہا اور پوچہا کہ کیا حال
گذرا اسکے جواب مین یہہ کہا کہ طَاحَتِ الْعِبَادَاتُ وَفَنِيَتِ الْاِشَارَاتُ وَمَا نَفَعَنَا اِلَّا رَكَعَاتٌ
رَكَعْنَاهَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ یعنی بیکار ہو گئین عبادتین اور نیست ہو گئین اشارتین اور نہ کام آیا کچہہ مگر
دو رکعتین جو آدہی راتکو پڑہتا تہا مین اور پچہلی راتکو خاص تجلی اور توجہہ ہے اسواسطے خاص کیا ہی کہ آدمی
کی روح اصل مین عالم پاک سے تہی دنیا کی نجاستون سے کچہہ بہی آلودگی نرکہتی تہی پہر اس عالم قدس اور
پاکیزہ سے اس گندہ بازار مین اسکو کمال کے حاصل کرنیواسطے بہیجا اس سبب سے اُس عالم قدس سے
دور پڑا اور اُس عالم مین جو قرب اسکو حضرت پروردگار جلشانہ سے حاصل تہا وہ اسکے ہاتہہ سے جاتا رہا
سو اس قرب کی لذت کو یاد دلانیکے واسطے بالضرور خود بدولت کا توجہہ ہوتا ہے اور اپنے بندے مسکین
غریب کے جہوپڑیکو نور قدوم کی تجلی سے منور فرماتے مین سو اس عنایت اور نوازش کیواسطے ایسا وقت
چاہیے کہ اس روح کو اپنی حالت اصلی کا قرب حاصل ہوا اور وہ وقت عالم قدس سے مشابہت رکہے
سو دنیا مین ایسا وقت کوئی نہین ہے مگر یہی پچہلی آدہی رات کا وقت اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ
دن جو اسکی مشغولی کا وقت کہ ہر حواس اپنے اپنے کام مین مشغول رہتا ہے جیسے باصرہ دیکہنے مین اور
شامہ سونگہنے مین اور سامعہ سننے مین اور ذائقہ چکہنے مین اور لامسہ ٹٹولنے مین اور اسیطرح حواس
باطنی اپنے کام مین مشغول ہوتے ہین اس سبب سے آدمی کی فکر تشویش میں آتی ہی اور دنیا ہی کے
کارخانہ کا خیال ہر وقت رہتا ہی اور اسباب اور مال اور دنیا کی عزت اور آبرو کے حاصل کرنے
مین اور جورو بچونکی محبت اور مالک اور آقا کی خدمت مین دن بہر گنوایا ہے اور اس سبب سے نہایت
دوری اس عالم قدس سے حاصل ہوتی ہی اور پہلی راتکو تمام دن کی محنت اور کہانے پانی

پیٹ بہر لینے کے سبب سے سست ہوجاتا ہی اور غافل ہوکے بے حواس مردونکے مانند پڑتا ہے
اور غذا کے ردی بخارات اسکے دل اور دماغ کو پریشان کردیتے ہین اور غذا کا فضلہ اور بدبو
کی ہوا ہر ساعت اسمین سے باہر نکلتی ہی اس حالت مین آدمی چارپائے کے مانند ہوتا ہی عالم انسانیت کی
طہارت کے مرتبے سے منزلو دور ہوجاتا ہی عالم ارواح کی طہارت کے مشابہ ہوتا تو بہت دور سے
پہر جب پچہلی رات ہوتی ہی تو یے سب رنج اور کدورتین دور ہوجاتی ہین اور دن کے فاسد خیال
بہی غفلت کی نیند حایل ہونے کے سبب سے اُسکے ذہن مین نہین رہتے گویا روح اپنی خالص اصل
کو پہنچی اور اپنے عالم اصلی کو یاد کیا ایسے وقت مین اس روح کو اُن قرب کی لذتون سے چکہا کے
سروار کرنا جو اُس عالم مین خوگر ہورہی تہی بہت مناسب ہوا اَقْوَمُ قِیْلاً اور بہت مضبوطی
کی بات کے کہنے مین حاصل کلام کا یہہ ہی کہ قران شریف کی تلاوت کرنا پچہلی راتکو تدبر اور معانی
بوجہنے کیواسطے بہت بہتر ہی دوسرے وقتونکے نسبت سے اسواسطے کہ اسوقت مین ذہن صاف ہوتا
ہی اور غذا کے بخارات بہی کم ہوجاتے ہین اور غل اور شور باہر کا بہی حواس کو منتشر نہین کرتا ہے
تاکہ دل اسطرف متوجہ ہو اور معنونکے بوجہنے سے غفلت کرے اور رات کی تاریکی کے سبب سے آنکہہ
بہی اپنے کام سے بیکار ہوجاتی ہی اور رنگا رنگ چیزون اور روشنیونکے دیکہنے کے سبب سے دل کو
مشوش نہین کرتی ہی یہی وجہہ ہی کہ اسوقت مین علما کو کتاب بینی مین اور شاعرونکو شعر کہنے
مین جو مطلب سوجہتا ہی وُہ صواب کے قریب ہوتا ہی اور یہی وجہہ ہی کہ پچہلی پہر کی خواب اکثر سچی
ہوتی ہی چنانچہ حدیث شریف مین بہی آیا ہے کہ اَصْدَقُ الرُّؤیَا بِالْاَسْحَارِ یعنی بہت سچی خواب
سحر کی ہی اور انہی خصوصیتونکے لحاظ سے جو رات کیواسطے حاصل ہین حدیث صحیح مین آیا ہی کہ
عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَابُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَقُرْبَۃٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَۃٌ لِلسَّیِّاٰتِ
وَمَنْہِیَاتٌ عَنِ الْاِثْمِ یعنی لازم پکڑو اور عادت ڈالو رات کے اُٹہنے کی اسواسطے کہ یہہ عادت
صالحینونکی ریاضت ہی قدیم سے یعنی اسوقت کو بہتر وقت سمجہہ کے اُٹہنے اور عبادت کرنے کی
اپنی عادت ڈالتے ہین اور اللہ تعالی کی نزدیکی کا سبب ہے اسواسطے کہ اسوقت تجلی الہی کا نزول آسمان

دنیا کیطرف ہوتا ہی اور تمہارے گناہونکا کفارہ بھی ہی اسواسطے کہ اسوقت کے انوار قران مجید
اور نماز کے انوار وضو سے مل کر بُرے عملونکی تاریکیونکو دور کر دیتے ہین وے تاریکیان جنہون نے تمہارے
نفس کو تاریک کر رکہا ہی اور تمکو گناہونسے بہی مانع ہوگا اسواسطے کہ لطیفہ عقل کا دوسرے مدرکات
سے خالی ہونیکے سبب سے قران شریف کے معنونمین خوب تدبر کرتا ہی اور نصیحت اوچہڑکی کامل اسکو حاصل
ہوتی ہی اور لطیفہ قلب کا اس صفائی کے سبب سے جو اسوقت اسکو حاصل ہوتی ہی ساتہہ کیفیت
نورانی انس اور مناجات کے لبریز ہوجاتا ہی اور وہ کیفیت پورا رسوخ حاصل کرتی ہی اور وہ رسوخ
گناہونپر دلیر ہونے نہین دیتا اور نفوس کامل اور ارواح پاک حضرات انبیا علیہم السلام کو انکی
استعداد کی صفائی کے لحاظ سے ایسے منافع اور فواید کے حاصل کرنے مین اگرچہ دن رات برابر ہے
لیکن اُنکے دلکے اوقات دوسریطرح طرحکی عبادتون اور قسم قسم کی طاعتونسے معمور اور پر رہتے ہین
خالص ایک کیفیت یا ایک حالت کا پایا جانا اسوقت متصور نہین ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی اِنَّ
لَکَ فِی النَّھَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا بے شک تجھکو دنمین بہت تیرنا ہی یعنی بہت کام کرنا ہے اور طرح طرح
کی عبادتونمین مشغول رہنا ہی دنکو اتنی فرصت تمکو نہین ہی کہ مصاحبت اور مکالمت کی مجلس کو گرم
کرو اور مناجات اور سرگوشی سی اپنی تئین مشرف کرو اسواسطے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
دن اکثر اسطور سے گذرتا تہا کہ بعد فجر کے اشراق تک نماز کے مکانمین ذکر اور فکر مین مشغول رہتے
تہے اور آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اسوقت اور عصر کے بعد سے افتاب کے غروب ہونے تک
مسبعات عشر پڑہنے کو حکم بہی فرمایا ہی پہر بعد اشراق کے چاشت تک دوسری قسم کی عبادتونمین
آپ مشغول رہتے تہے جیسے مریضونکی عیادت کرنا اور مسلمانونکے جنازونکے ساتہہ جانا اور غریب
مسکین مسلمانونکی حاجت روائی کرنا اور طالب علمونکو علم تعلیم کرنا اور مسترشدونکو خدا کی راہ کے
سلوک کے قاعدے ارشاد فرمانا او فتوا پوچہنے والونکو فتوی دینا اور آپسمین جہگڑے قصونکا فیصل کرنا
اور کافرونکے ساتہہ جہاد اور قتال کے سامانکی درستی اور تدبیر مین رہنا اور دوسرے اسی قسم کے کامونمین
مشغول رہتے تہے پہر چاشت کے بعد گہر مین تشریف لیجاتے تہے اور اپنے اہل اور عیال کی خاطرداری

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارات شریف کا بیان

اور تسلی فرماتے تہے کہ یہہ بہی ایک قسم ہی عبادت کی پہر کہانا کہاکے تہوڑا قیلولہ کرتے تہے
پہر جب آفتاب ڈہلتا تو آپ اٹہتے اور پایخانے اور پیشاب سے فراغت کرکے وضو یا غسل کرتے اور
چار رکعتین ایک سلام سے فی الزوال پڑہتے پہر جب ظہر کی اذان ہوتی تو آپ باہر تشریف فرما ہوتے
اور ظہر کی نماز مسجد مین پڑہتے اور ظہر کے بعد سے عصر تک پہر دعوت اور تعلیم اور ارشاد اور افتا
اور فیصلے مین جہگڑونکے مشغول رہتے تہے پہر نماز عصر کی پڑہتے پہر قبلے کیطرف مونہہ کرکے بیٹہتے
اور ذکر اور فکر مین مغرب تک مشغول رہتے پہر مغرب کی نماز پڑہ کے گہر مین تشریف لیجاتے پہر
اہل وعیال کی تسلی اور دلاسے مین اور مہمانون اور مسافرونکے کہانا کہلانے مین خود متوجہہ ہوتے
اور اگر دُنیا کے مال کی قسم سے کُچہہ گہر مین ہوتا تو اُسکو اُسیوقت مستحقونکو عنایت فرماتے کہ دُنیا کا مال
آپکے گہر مبارک مین راتکو نرہے پہر اُسکے بعد آپ کہانا نوش جان فرماتے اور جانورونکے دانے چارے کی
خود آپ خبر گیری لیتے تاکہ ایسا نہو کہ کوئی جانور بے زبان بہوکہا پیاسا رہ گیا ہو پہر اسکے بعد
استنجا وغیرہ کرکے وضو کرتے اور مسجد مین تشریف فرما ہوتے اور نماز عشا کی ادا کرتے اور وترکو
رہنے دیتے پچہلی راتمین پڑہنے کیواسطے پہر سونے کے لئے تشریف گہر مین لیجاتے اور چار رکعتین نفل کی
پڑہتے پہر تسبیح اور تکبیر اور تحمید بجالاتے پہر قران شریف کی کئی سورتین پڑہتے جیسے سورہ زمر اور سورہ اسرا
اور دوسرے چہہ مسبحات یعنی سورہ حدید اور سورہ حشر اور سورہ صف اور سورہ تغابن اور سورہ
جمعہ اور سورہ اعلی اور سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ اور معوذتین اور سورہ مُلک غرض کہ یہ سب
سورتین پڑہ کے آپ آرام فرماتے تہے پہر جب اسطرح کے اوقات معمور اور بند ہے ہوے ہون تو اس
قسم کے مجاہدہ عظیم کی گنجایش کہان ہی کہ اتنی دیر تک اس امر مین مشغول رہین اسیواسطے حقتعالی نے
فرمایا ہی کہ دنکو اگرچہ طرح طرحکی عبادت تو نہین تم مشغول رہتے ہو لیکن اسوقت کو یعنی پچہلی پہر کو بہی عبادت
سے خالی مت رکہو اسواسطے کہ اسوقت کا مجاہدہ حجابون کے دور کرنے اور قرب اور نزدیکی کے حاصل
کرنے مین اکسیر اعظم ہی کوئی عبادت اور کوئی شغل اسکو نہین پہنچتا بلکہ جتنے شغل اور جتنی عبادتین
ہین سبکو یہہ مجاہدہ اور رونق دیتا ہی سو ایسے وقت کو ہرگز مفت نکہو یا جائے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی کیطور پر ہر وقت اور ہر شغل مین اور ہر عبادت مین خواہ اوّل
خواہ آخر خواہ میانین اُس عبادت کے اور یاد خواہ زبان سے ہو خواہ دل سے خواہ روح سے خواہ
بطور سر کے خواہ خفی کے خواہ اخفی کے اور خواہ نفس سے دِنکو ہو یا راتکو اور ذکر لسانی جہر سے ہو
خواہ خُفیہ ہو اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ ہو یا اسماء حُسنی مین سے
کوئی نام ہو جو سالک کے نفس اور حال اور وقت سے مناسبت رکہتا ہو چنانچہ حضرت شیخ ابو النجیب
سُہروردی بغدادی قدس سرہ سے منقول ہی کہ جسوقت کوئی اِس راہ کا طالب انکے
پاس آتا تو پہلے اسکو ایک چلے یا دو چلے کرنے کا حکم فرماتے بعد اسکے اپنے سامنے اسکو لے بیٹہتے
اور نود و نہ نام پاک کو اسکے سامنے آپ پڑہتے اور اپنی انکہہ اسکی انکہہ سے لڑاتے رہتے اگر ان
اسماء الٰہیہ سے کسی نام پر اسکا چہرہ متغیر ہوتا اور کانپ اُٹہتا یا اچہل پڑتا تو آپ اسکو فرماتے کہ تیرے
کام کی کشایش اسی اسم سے ہوگی اور اُس نام کے ذکر کا طریقہ اسکو تعلیم کرتے اور اگر کسی اسم سے
اِن اسماء الٰہیہ سے اُسکا چہرہ متغیر نہوتا اور کسی طور کی جنبش اسکے بدن مین نہ پائی جاتی تو آپ اُسے
کہدیتے کہ تجہمین قرب اور جذب کی راہ کے سلوک کی استعداد نہین ہی تجہکو ابرار کے طریق کو اختیار کرنا
چاہیے اور تجارت یا زراعت یا کسی اور پیشہ مین مشغول ہونا چاہئے اور اسم پروردگار کا خواہ تنہا ہو
خواہ تہلیل کے ضمن مین یعنے نفی اور اثبات مین خواہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور لاحول یا دوسرے مسنون
ذکرونکے ضمن مین ہو اور ذکر کی کیفیت بہی خواہ ایک ضربی ہو خواہ دو ضربی خواہ اُس سے بہی زیادہ ہو
اور حبس دم کیطور پر ہو خواہ بے حبس ہو اور برزخ سے ہو خواہ بدون برزخ کے اور خواہ سہ رکنی ہو
خواہ ہفت رکنی اور خواہ شرایط عشرہ کے ساتہہ ہو خواہ بدون اُس شرایط کے اور شرایط عشرہ
عبارت ہی شد اور مد اور تحت اور فوق اور محاربہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواعظ اور تعظیم اور حرمت
سے اور سوا اسکے دوسری خصوصیات بہی ہین جنکو اس طریقہ کے ماہرون نے نکالا ہے اور معین کرنا
ایک کا دوسے اِن خصوصیات مذکورہ سے شیخ اور مرشد کی راے پر مفوض ہی جس چیز کو جس طالب
کے حال کے موافق اور اصلح جانے وہی چیز اسکو تلقین فرماوے اور پہر ایک خصوصیت سے دوسری خصوصیت

اُسطرف انتقال کرے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا ہی کہ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پہر پوچہو ذکر والون سے یعنی علماسے اگر تمکو نہین معلوم ہی اور بہت عمدہ چیز اس مقدمے مین یہہ ہی کہ کسی لحظہ اور کسی دم غافل نرہے اور کوئی عمل اور کوئی شغل ہو لیکن اس یادکو چھوڑنے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا ہی لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یعنے نہین روکتی ہی اُن لوگونکو سوداگری اور نبیع شرا اللہ تعالی کی یاد سے اور اگر خوف اسبات کا ہو کہ فلانے عمل یا فلانے شغل کے سبب سے یاد الٰہی سے غفلت ہوجائیگی تو لازم ہی کہ اُس شغل اور اُس عمل کو چھوڑ دیو ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ اور کاٹ اور علیحدہ ہو اس عمل سے جو تجھکو یاد الٰہی سے مانع ہو اور اپنے پروردگار کیطرف رجوع کر۔ تَبْتِیْلًا کاٹنا اور علیحدہ ہونا ایک طریق سے یعنے اس عمل اور اس شغل کے علاقہ کو اپنی طرف اور اپنے اختیار سے کاٹ ڈالنا چاہیے اسواسطے کہ بدون قطع کرنے اس عمل اور اُس شغل کے علاقہ کے آپ سے علیحدہ ہوجانا کبہی ظلم کا سبب پڑتا ہی اور خلاف شرع ہوتا ہی جیسے نوکر کہ بدون نوکری چھوڑے اپنے گہر آپ سے بیٹھہ رہے یا مرد بغیر قطع کرنے نکاح کے علاقہ کی جورو سے علیحدہ ہوجاوے اور اسکی صحبت اور اسکی خاطرداری سے اور نان نفقہ کی خبرگیری سے علیحدہ ہوکر بیٹھہ رہے تو یہہ بات ظلم صریح ہی اور خلاف شرع کے اسی طرح دوسری چیزونکو قیاس کرلینا چاہئے اور اسی قید کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے تبتیلا فرمایا اسواسطے کہ اُس قسم کے انقطاع کا بیان کرنا منظور ہی جسکے قطع کرنے سے کسیطرح کا علاقہ حاصل نہو انقطاع کی تاکید منظور نہین ہی والا تبتلا فرماتے اور اس قطع اور تبتل کے بہت فائدے ہین پہلا فائدہ عین ذکر مین ہی یعنے ماسوے اللہ کے خطرے دلمین نہ آوین تاکہ جو ذکر سے غرض ہی وہ حاصل ہووے اور جب خطرے دلمین آئے تو ذکر ذکر نہین رہتا ہی اور مذکور کیطرف خالص توجہہ کا سبب بہی نہین پڑتا ہی تاکہ نزدیکی اور کشش اُسے حاصل ہووے دوسرا فائدہ ذکر کے اثر باقی رہنے مین ہی اسواسطے کہ کسی چیز کیطرف متوجہہ ہونے سے پہلی چیز کیطرف توجہہ کا اثر مٹ جاتا ہی اور دوسرے خطرونکی طرح یہہ توجہہ بہی بیفائدہ ہوجاتا ہی تیسرا فائدہ یہہ ہی کہ تمام عبادتونمین فارغ البال ہونا شرط ہے

اور مخلوق کیطرف علاقہ رکہنا فراغ بالی کو مانع ہی چوتہا فایدہ یہہ ہی کہ بہت گناہوں سے مخلصی حاصل
ہوتی ہی جیسے زنا او غیبت اور بدعت اور خوشامد اور منہیات و بدعات کا دیکہنا اور بُری صحبت کا اثر
ہونا پانچوان فائدہ یہہ ہی کہ ماسوائے اللہ کی محبت کو نفی کرتا ہی جسطرح ذکر الہی محبت الہی کو دلمین زیادہ
کرتا ہی بس تبتل تنقیہ کے حکم مین ہی دوائی کے استعمال کرنے سے پہلے تو جسطرح قبل استعمال دوائی
کے تنقیہ شرط ہی اسیطرح قبل ذکر کے تبتل بہی شرط ہی یہانپر جاننا چاہیے کہ دنیاوی علاقون سے
علیحدہ ہونا اور انکے محبت کے رشتہ کو اپنے دل سے کاٹنا ذکر الہی اور سلوک الی اللہ کی ابتدامین
شرط ہی یعنے ضروری ہے بدون اس انقطاع کے کچہہ فائدہ نہین ہوتا لیکن انتہامین یعنے جب استغراق
اور اختلاط ان کے جمع کی قوت حاصل ہوئی تب شرط نہین ہی بلکہ اسوقت مین اختلاط تبتل سے بہتر ہوتا ہے
اسواسطے کہ اسکے سبب سے سکہلانا اور سیکہنا اور ادب دینا اور ادب لینا اور ہدایت اور نصیحت
اور حقوق کی رعایت ہوتی ہی اور اُن عبادتونکے ثواب حاصل کرنے کا سبب بڑیکا جو اختلاط پر موقوف
مین جیسے مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتہہ جانا اور محتاجونکی مدد کرنا اور اپنے خویش اور
اقربا کے ساتہہ سلوک اور عاجزی کرنا اور صبر کرنا اور خلق اللہ کی زیادتی کو سہ لینا اور مسکینونکی
خدمت کرنا اور مہمانداری کرنا اور حلال طریق سے مال حاصل کرنا تاکہ اسکو صدقونمین اور واجب
نفقونمین اور مسجدونکی تعمیرونمین اور مسافرخانونکے بنانے مین صرف کرے اور بعضے فقہا فی فاذکر اسم
ربک کو تکبیر تحریمہ پر اور تبتل کو رفع یدین پر حمل کیا ہی اسواسطے کہ دونون ہاتہہ ابتداء نماز مین اٹہانا
اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ مین دونون جہان سے ہاتہہ اُٹہا کے خدا کی یاد مین مشغول ہوا ہون
اور بعضے صوفیہ نے تبتل کو ذکر کے وقت نفی ماسوی اللہ پر حمل کیا ہی اور طریقہ اس تبتل کا یہہ ہی کہ تاریک
مکانمین بیٹہے اور سر اور مونہہ کو کپڑے سے لپیٹ لے اور آنکہین بند کرے اور زبانکو سوائے ذکر کے نہ ہلاوے
اور یہہ اسوقت کرے جب معدہ خالی ہو اور بہونکہہ ہو لیکن بہونکہہ کا غلبہ نہو اور کم کہانا اور کم سونا اختیار
کرے اسواسطے کہ ان دونون چیزونکو دل کے منور کرنے مین بڑا دخل ہی اس وجہہ سے کہ کم کہانا دل کے
خونکو کم کرتا ہی اور جاگنا دل کی چربی کو پگہلاتا ہی اور کسی شخص کو مقرر کرے کہ ضروریات کی خبر گیری

رکہے جیسے کہانے پینے کی اور کپڑیکی اور کہانے مین بڑی احتیاط کرے کہ حلال وجہہ سے ہوا اور فرض اور سنت
کے ادا کرنے مین اور ذکر دایم مین مشغول رہے لیکن قبلہ رو ہو کر طہارت سے اور حضور دل سے اوّل زبان سے
ذکر کرے یہان تک کہ زبان حرکت سے رہجاے اور بے اختیار ساتہہ ذکر کے جاری ہو پہر اسکے بعد
دلمین خیال کرنے سے ذکر کرے یہان تک کہ حرف بہی درمیانمین نرہین فقط معنے ذہن مین جم جاوین پہر
اسکی گنتی اور شمار نہین رہتا ہے بلکہ ذکر بہی ایک حالت ہو جاتا ہے اسکی دوسری حالتون سے پہر اسوقت
اسکو شدت کی محبت پیدا ہوتی ہے اور مذکور کو یعنے جسکو یاد کرتا ہے اسکو کسی وقت بہول نہین سکتا
بموجب قول شاعر کے شعر دن تو اُسکے ہی تصور مین گذر جاتا ہے ؎ راتکو خواب مین بہی دو ہی نظر
آتا ہے پہر اُسکے بعد سب چیزون سے ظاہری ہون یا باطنی غیبت حاصل ہوتی ہے یہان تک کہ اپنے نفس سے
اور نفس کی صفات سے بہی غایب ہو جاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام قُرب ہے پہر اُسکے بعد تو یہہ نوبت
پہنچتی ہے کہ ذکر سے بہی غیبت ہو جاتی ہے فقط مذکور اور محبوب کا شہود اور حضور باقی رہتا ہے اور یہہ رتبہ
فنا کی سرحد ہے پہر بعد اسکے اسکو ایسا اتصال اپنے محبوب کے ساتہہ حاصل ہوتا ہے جسکی نہ کیفیت
بیان ہو سکے اور نہ وہ قیاس مین آوے اور یہہ رتبہ ولایت کا ہے اس رتبہ والے کو شاہ اور ولی اور واصل
کہہ سکتے ہین اور اسکے ماقبل کے رتبہ والونکو طالب اور مرید اور شوقین اور جویا کہتے ہین یہان تک
تبتل کے طریقہ کا بیان ہو چکا اور جو اسجگہہ پر ایک شبہہ کا گمان تہا کہ شاید کسی کی خاطر مین آوے کہ
دُنیاوی علاقونکو قطع کرنا کسطرح متصور نہین ہے اسواسطے کہ دار الحیوۃ تو دُنیا ہے اور جبتک دُنیاوی
علاقونسے تعلق باقی ہے تبتک ماسوے اللہ سے غفلت کلی اور بالکل متوجہہ ہونا حضرت مولی جلشانہ کیطرف
کسطرح ممکن نہین ہے سو اس شبہہ کے دفع کیطرف متوجہہ ہو کے ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا مین افعال
الٰہی کیطرف خوب نظر کرکے دیکھو کہ دنیاوی علاقونکے ساتہہ تعلق رکہنا اور پہر انہی علاقونکو انقطاع
کرنا ہر دن اور راتمین موجود ہے اسواسطے کہ حقتعالی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ پروردگار مشرق کا
بہی ہے اور مغرب کا بہی اور اُسنے مشرق کو دنیاوی علاقونکے یاد دلانے کیواسطے بنایا ہے جسطرح
مغرب کو دنیاوی علاقونکے قطع کرنے کیواسطے مقرر کیا ہے یعنے جسوقت صبح ہوئی اور آفتاب کی

روشنی مشرق سے نمود ہوئی بس دوکانداروںکو بازارمین دوکانکا علاقہ یاد آیا اور کاریگرونکو اپنے
پیشونکے ہتیار اور نوکرونکو اپنے آقا کا دربار اور کسان کو اپنا ہل اور بیل اور کہیت اور مالی کو اپنے
لگائے ہوے درخت اور مان باپ کو اپنی اولاد اور لونڈی غلام کو اپنا مالک اور جوروکو خاوند اور
خاوندکو جوروکا علاقہ یاد آیا اور ہر علاقہ کے حکم ظاہر ہونے لگے چنانچہ مسافرونکو راہ چلنے کی فکر پیدا
ہوئی کرایہ والونکے ساتہہ خشکی کے ہون یا تری کے اور ساتہیون اور ہمراہیونکے ساتہہ معاملہ کرنے لگے
اور کسب والونکو اپنے کسب کرنے کی طمع دلمین پیدا ہوئی اور تاجرونکو اپنے مال بیچنے کی فکرنے سرگردان
اور پریشان کیا یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا پہر یے جتنے علاقے ہین آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگے کسان
کہیتون سے اور دوکاندار بازارون سے اور مسافر راہون سے اور نوکر نوکریون سے بہاگ بہاگ کے اپنے اپنے
گہرون اور ٹہکانون پر آگئے تو اُسوقت باہر کے علاقے منقطع ہوئے مگر گہر کا اور گہر والونکا علاقہ
باقی رہا پہر جب کہانے پینے سے فراغت ہوئی تو گہر کی اکثر چیزون سے بہی علاقہ منقطع ہوا مگر جورو بچون سے
باقی رہا پہر جب بچہونے پر لیٹے تو بچون سے بہی علاقہ گیا فقط جورو سے علاقہ باقی رہا یہان تک کہ نیند آئی اور
سوگئے تو وہ علاقہ بہی جاتا رہا بلکہ روح کا علاقہ بہی ظاہر بدن سے منقطع ہوگیا اپنے اعضا کی جنبش اور حرکت
بہی روح کے اختیار مین نرہی پہر دوسری چیزکو کون پوچہتا ہی پہر اسوقت مین تم ای محمد اس
مالک الملک کی ربوبیت کی شان کا تماشا کرو اور دیکہو کہ ان سبکو حقتعالی دنیا مین زندہ رکہتا ہے
اور ایک وقت ہر روز ایسا ہوتا ہی کہ کسی چیز سے علاقہ نہین رکہتے ہین سو تم اپنی تئین عمر کی
ہر ساعت اور ہر وقت مین اسیطرح کا بے اختیار سمجہہ لو اور کسی چیز سے علاقہ مت رکہو اسواسطے
کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہین ہی کوئی معبود تمہارا ذکر اور عبادتمین مگر وہی حقتعالی کہ قطع کرنا علاقونکا
اور ثابت رکہنا انہین علاقونکا اسکی ایک شان ہے ربوبیت کی شانون مین سے پہر جب تمکو وہی
تبتیل اور قطع علایق کا حکم فرماتا ہی تو پہر تمکو کیا فکر اور اندیشے کی جگہہ ہی بموجب اس مصرع کے
ع خدا خود میرسامان است سرکار توکل را اور بعضے عارفون نے اس آیت کے معنے یون کہے
ہین کہ اگر تمکو دنیا کے ظاہری اسباب اور وسائط کے دیکہنے سے تبتیل اور قطع کرنا علاقونکا

دشوار معلوم ہووے تو تمکو حقتعالی کیطرف نظر کرنا چاہئے جو رب ہے مشرق کا اور مغرب کا
کہ اسکو اشیا مین ظہور بہی ہی اور بطون بہی ہی اسواسطے کہ اگر اسکو ظہور اور بطون معًا اشیا مین نہوتا
تو اشیا کا وجود کسی طرح ممکن اور متصور نتہا اسواسطے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنے موجود حقیقی سواے اسکے
کوئی نہین ہی پہر اگر اشیا مین وہ خود ظاہر نہوتا تو اشیا کا وجود بہی ظاہر نپایا جاتا اور اگر بالکل خود
ہی ظاہر ہوتا تو بہی اشیا کا موجود ہونا محال تہا اسیواسطے ظہور کو بطون کے ساتہہ ملدیا ہے سو جسطرح
سایہ بدون افتاب کے پایا نہین جاتا اور آفتاب کے ساتہہ بہی نہین ہوتا بلکہ آفتاب کو سایہ کے وجود
مین دونون وجہہ سے دخل ہی ظہور کی راہ سے بہی اور بطون کی راہ سے بہی اسیطرح اسباب اور
وسایط کا اگرچہ ظلی وجود ثابت ہے لیکن بدون حقتعالے کے کوئی اپنا وجود فی حد ذاتہا نہین رکہتے پہر اس
بات کے ملاحظہ سے تمہارے نزدیک بہی اسباب اور وسایط کیواسطے استقلالی وجود نہوا اور
جب اسباب اور وسایط درمیان سے اٹہہ گئے اور علاقے بالکل منقطع ہوگئے فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پہر
اپنے پروردگار کو کارساز اور اپنے ضروری کامونکو اسی پر چہوڑ دے اور تو بے پروا ہوکے
بیٹہہ اور تمام علاقونکو اپنے سے منقطع کرنے کے سبب سے تشویش مین مت رہ اور فے کلمہ جو تعقیب
بلا مہلت پر دلالت کرتا ہی اسجگہہ پر لانا اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ علاقونکے قطع کرنے کے بعد
جہٹ پٹ یہہ کام کرنے لگو اور اللہ تعالی پر بہروسا کرو انتظار تجربہ اور امتحان کا ہرگز مت کرو اسواسطے
کہ عیان ہونے کے بعد تجربہ اور امتحان کی کچہہ احتیاج نہین ہی اب باقی رہا یہا پر ایک شبہہ قوی اور
وہ یہہ ہی کہ متوکلون کے نزدیک توکّل کے تین مرتبے ہین اوّل مرتبہ یہہ ہی کہ بندہ کو اپنے پروردگار
پر ایسا اعتماد ہو جاے جیسا موکل کو وکیل پر بہروسا ہوتا ہی کہ اسکی شفقت اور خیر خواہی کی بہی اسکو یقین
ہوتی ہی اور اپنے کام کے سرانجام دینے کی قدرت کا بہی اسکو اعتقاد ہوتا ہی اور اپنی ضروری
حاجتونکا خوب طرح سے اسکو واقف اور دانا بہی جانتا ہی دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ بندہ کو اپنے
پروردگار پر اسطرح کا اعتماد ہو جاے جسطرح بچہ کو اپنی مان پر ہوتا ہی اور یہہ مرتبہ اوّل کے مرتبہ سے
اعلی ہی اسواسطے کہ اوّل کے مرتبہ مین تہوڑا التفات اپنے اعتماد پر بہی ہوتا ہی اور موکل کے دل مین

ایسا آتا ہی کہ یہہ کام جو مین نے فلانے شخص کو سپرد کیا ہی تو اسکام کو ضرور وہ سرانجام کو
پہنچاویگا کچہہ اسکی احتیاج نہین ہی کہ مین خود اسکام پر متوجہہ ہون بخلاف بچہ کے کہ اسکو ما نپر اسطرح کا
اعتماد اور بہروسا ہوتا ہی بلکہ اسمین آیسا مستغرق ہوتا ہی کہ اپنے اعتماد سے بالکل غافل ہوتا ہے
یہی سبب ہی کہ موکل اسکام کی تدبیر اپنے دلمین بہی سوچتا ہے اور بچہ تدبیر بہی نہین کرتا اور کسی
اسباب سے بہی کام نہین رکہتا تیسرا مرتبہ توکل کا یہہ ہی کہ اعتماد اور استغراق کا بہی درمیان مین
لحاظ نہو بلکہ اپنی تئین ایسا جانے جیسے مردہ غسال کے ہاتہہ مین جسطرح چاہے اسطرح پہیرے اسکو کچہہ بہی
دخل نہو یہانتک کہ اس مرتبہ مین سوال بہی کر نہین سکتا ہی بخلاف دوسرے مرتبہ کے کہ وہان سوال
کا دروازہ کہلا رہتا ہی جسطرح بچے کی عادت ہوتی ہے مانسے سوال کرنے کی سو یہہ مرتبہ توکل کا یعنے
تیسرا مرتبہ جو سب سے اعلی ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو عنایت ہوا تہا یہی وجہہ تہی کہ جسوقت
کافرون نے آپکو آگ مین پہینکا تہا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے درمیان مین آپ سے کہا کہ حق تعالے
سے کچہہ کہنا ہو تو کہو تاکہ تمکو اس بلا سے نجات حاصل ہو آپ نے فرمایا حَسْبِی مِنْ سُؤَالِی عِلْمُہٗ
بِحَالِی یعنے بس ہی مجہکو سوال کرنے سے آگاہی اسکی میرے حال پر یعنے میرا حال اسپر ایسا روشن
ہی کہ کچہہ کہنے کی احتیاج نہین ہے سو ایسے اولوالعزم پیغمبر کو اسجگہہ پر پہلا مرتبہ توکل کا کیون بتلایا یعنے
یون حکم ہوا کہ فاتخذہ وکیلا دوسرے جو اعلی مرتبے تہے انکو کیون نہ بتلایا سو اس شبہہ کا جواب یہہ ہے
کہ اس سورت مین ابتدا سے انتہا تک سلوک الی اللہ کے مقام اسطور کے بیان کئے گئے ہین جو مبتدی اور
منتہی دونونکے کام آوین اور دونون کا مطلب حاصل ہو چنانچہ اوپر بیان ہو چکا ہی اور اگرچہ یہان
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہین لیکن منظور امت کو حکم کرنا ہی اور جو توکل کا پہلا ہی
مرتبہ ہی اس مرتبے سے ترقی کرکے آہستہ آہستہ اُن دونون مرتبونکو پہنچتے ہین اسواسطے
پہلے اسی مرتبے کو بتلایا کہ اس مرتبے کی ہمیشگی کے سبب سے وے دونون مرتبے خود بخود
حاصل ہو جاوینگے اور یہہ بہی ہی کہ حضرات انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کا کمال ہوشیاری سے
ہی اور تمام عالم کے احوال کو ملاحظہ کرنا اور خبردار رہنا تاکہ اسباب اور مسببات کے کارخانے کو

اور تولیت الہی کو وکالت کیطور پر اپنی نظر مین رکھین اور اپنے محبوب کے بندون کے ارادے
موافق انکے مطالب اور مرادونکے جاری کرنے مین کوشش کرین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے
اور اگر خوب غور کر کے دیکھو تو کمال حقیقی اسی مرتبے مین ہی اور دوسرے دونون مرتبون مین سکر
اور بیہوشی کے سوائے دوسری کوئی زیادتی نہین ہی جسمین نظام واقعی نفس الامری بہی بے خبری
اور بے پرواہی ہوتی ہی ہان یہہ مرتبہ ولایت کے کمالات مین البتہ معتبر ہی نبوت کے کمالون سے
نہین ہی اور یہی وجہہ ہی کہ بچّہ کے اعتماد کو جو ماںسے رکھتا ہی اور اپنے مردہ کو غسال کے ہاتہہ مین
دینا عاقلونکے نزدیک اسقدر اعتبار نہین رکھتا بخلاف سپرد کرنے موکّل کے اپنے کامونکو وکیل مطلق
کی تئین اور حضرت خلیل صلواۃ اللہ علیہ نے جو حسبی من سوالی علمہ بحالی فرمایا یہہ تدبیر کے ترک پر نہین
دلالت کرتا ہی بلکہ یہہ تسلیم کا طور ہی اور انکا قول علمہ بحالی صراحۃً توکل کے اوّل مرتبہ پر دلالت
کرتا ہی چنانچہ یہہ بات پوشیدہ نہین ہی اور جب راہ خدا کے سلوک کی شرطون اور خرقہ پوشی کے
لوازم کے بیانسے فراغت پائی تو اب یہہ حکم ہوتا ہی کہ باوجود ایسی ریاضت اور مجاہدہ اور تبتّل کے
ہمنے تمکو خلق کی دعوت کرنیکو طرف حق کے اور ناقصونکی تکمیل اور گمراہونکی ہدایت اور طالبونکی رہنمائی
کیواسطے مقرر کیا ہی اور اسیطرح اُن لوگونکو جو تمہاری نیابت اور وراثت کیطور پر اس منصب کے
ذمہ بردار ہون سو تمکو اور انکو سبکو چاہیئے کہ تحمل کو لازم پکڑو اور خلق کی زیادتی اور ظلم کو اُٹھاؤ
اور بردباری کو اپنا پیشہ کرو اور تبتّل مین جو ان کامونسے باز رہتے ہین سو تم بازمت رہو اور
اس طریقہ والیکو اکثر لوگ طعن اور تشنیع کیا کرتے ہین اور دشمنی سے پیش آتے ہین اور جو جی
مین آتا ہی کہہ بیٹھتے ہین غرض کہ ہر طرح سے ایذا پہنچاتے ہین سو تمکو چاہیئے کہ انکی ایذا کو اُٹھاؤ
اور تحمل کو اختیار کرو وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اور صبر کرو اُسپر جو منکرین اور معاندین تمہارے کہا
کرتے ہین پہر وے خواہ کافر ہون یا منافق ہون یا فاسق ہون اسواسطے کہ یے سب اس راہ سے بالطبع نفرت
رکہتے ہین اور اس راہ پر چلنے والونکو چاہتے ہین کہ لوگونکے نزدیک انکو حقیر اور ذلیل کر دیجیے
اور یون لوگونکو سکہلاتے ہین کہ یے لوگ ظاہر مین ایسی باتین کرتے ہین ریا اور مکّاری سے انکی

نیتین خراب ہین انکے دلونمین دنیا کا لالچ بہرا ہوا ہی اگرچہ ظاہر مین اپنی تئین تارک دنیا کہتے ہین علی الخصوص اس شخص کو جوانسے قطع علایق کرکے کچہہ انکی پروا نہین رکہتا اسکو زیادہ تر مطعون خلایق کرتے ہین بلکہ اسکے خویش اور اقربا اور دوست اور حق والے بہی اُسّے نفرت کرنے لگتے ہین اور کبہی بے مروتی اور خودغرضی کو اور کبہی عاجزی اور سستی کو اور کبہی غرور اور تکبر کو اسکی طرف نسبت کرتے ہین غرض کہ اسقسم کی تہمتین لگایا کرتے ہین سو ایسونکی زبانی ایذارسانی پر صبر کرنا تبتل کے لوازم اور شرایط سے ہی یہانپر جان لیا چاہیے کہ دشمنون اور حاسدون کی زبانی ایذا تین قسم کی ہوتی ہی اوّل یہہ کہ اسکے معبود اور پیر اور استاد اور مرشد کے حقمین زبان طعن کی دراز کرنا سو ایذارسانی مین یہہ قسم بہت سخت ہے دوسری قسم یہہ ہی کہ خاص اُسی شخص کے حقمین طعن کی زبان دراز کرنا تیسری قسم یہہ ہی کہ اسکے بچّون اور یار دوستون اور اسکی جورو کے حق مین طعن کرنا اسواسطے کہ ان علاقونکے سبب سے انکی طعن بہت رنج اور ملال کا سبب ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو تینون قسمونکی ایذا اپنی امت کے بدمذہبون اور منافقون اور کافرون سے انتہا درجیکی پہنچی بخلاف دوسرے نبیونکے کہ اسمین سے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا مین مبتلا ہوتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کی تفصیل یہہ ہی کہ قسم اول کی ایذا یہہ تہی آپ کے رنج دینے کیواسطے حقتعالی جلشانہ کی جناب مین کافرون نے اسطرح کی بے ادبیان کین کہ جسکے سُننے سے رونگٹے بدنپر کہڑے ہوتے ہین چنانچہ بعضون نے کہا کہ حقتعالی جورو ولڑکے رکہتا ہی اور بعضون نے کہا کہ شیطان خدا پر غالب ہی اور خلق کو گمراہ کرتا ہی اور بعضے طعن کیطور سے کہتے تہے کہ محمّد کا خدا کہتا ہی کہ میرے محتاج بندونکو کہانا کہلاؤ اور زکوۃ دیو تو اِسّے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہی اور ہم غنی ہین اور سوا اسکے بہت سے کفر کے کلمے بکا کرتے تہے اور قران شریف کے بہی حقمین عجیب عجیب طرح کے فاسد احتمال اور جہوٹہے خیال باندہا کرتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دین مین اور شریعت کے حکمونمین واہی شبہے نکالا کرتے تہے چنانچہ بعضے کہتے تہے لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً یعنے یون کہتے تہے کہ اگر یہہ قران خدا کا کلام ہی تو ایک ہی مرتبے کیون نہین اُتارا گیا شعر کی

زبانی ایذا تین قسم کی ہوتی ہی

آنحضرت صلعم کو جو کافرون نے ایذا دی اسکی تفصیل

فکر کیطرح کہ کسی دن کوئی غزل اور کسی دن کوئی رباعی اور کسی دن کوئی قطعہ تیار ہوکے کیون اُترتا ہی اور بعضے کہتے تہے کہ لَن نُّؤمِنَ بِھٰذَا القُرآنِ وَلَا بِالَّذِی بَینَ یَدَیہِ یعنے ہرگز نمانینگے ہم اس قرآنکو اور نہ اگلی کتابونکو اور بعضے کہتے تہے سحر ہی اور بعضے کہتے تہے کسی کاہن کا کلام ہی اور بعضے کہتے تہے اپنی طرف سے جہوٹہہ باندہ لیا ہے اور بعضے کہتے تہے کہ یہہ شخص مجنون ہے بیفائدہ ہذیان بکا کرتا ہی اور مذبوح کی حلت اور میتہ کے حرمت مین تکرار کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ اپنے ہاتہہ سے مارے ہوے کو کہانا اور خدا کے مارے ہوے کو نکہانا یہہ بات بے معنی ہی اور دوسرا اسی قسم کے واہیات بکا کرتے تہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حق مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُستادیکا منصب رکہتے تہے انواع انواع کی بے ادبیان یہودی کیا کرتے تہے اور رافضیون کے فرقون سے ایک فرقہ ہی جو غرابیہ کرکے مشہور ہی وے حضرت جبرئیل علیہ السلام پر لعن کرنا جایز رکہتے ہین اس سبب سے کہ وے کہتے ہین کہ وحی علی کیواسطے آئی تہی جبرئیل نے محمد کو پہنچائی اسی فرقے مین سے ایک شخص نے اپنے اعتقاد کے بموجب یہہ شعر کہا ہی شعر جبرئیل کہ آمد ز برِ خالق بیچون ۔ در پیش محمد شد و مقصود علی بود ۔ جبرئیل کو مولا نے علی پاس تہا بہیجا ۔ پہنچائی محمد کو وحی جا کے اُنہون نے ۔ اور دوسری قسم کی ایذا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق تہی وہ یہہ تہی کہ آپکو ساحر اور شاعر اور جہوٹہا اور دیوانہ کہا کرتے تہے اور آپکی ہجو کرتے تہے اور اسمین آپ کیطرف بُرائیونکی نسبت کیا کرتے تہے اور آپکا نام ابی کبشہ رکہا تہا یعنے اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہی اُسیکی خو بو اختیار کی ہی اپنے باپ دادا کے طریقے سے پہر گیا ہی تو گویا انکی اولاد ہی سے نہین ہے اور یہہ بہی کہتے تہے کہ اگر یہہ پیغمبر ہی تو فقیر اور مفلس کیون ہے چنانچہ حقتعالی انکے قول کو نقل فرماتا ہے مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأكُلُ الطَّعَامَ وَيَمشِي فِي الأَسوَاقِ لَولَا أُنزِلَ إِلَيهِ مَلَكٌ لَولَا أُلقِيَ إِلَيهِ كَنزٌ أَو تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأكُلُ مِنهَا یعنے کیا حال ہی اس رسول کا کہ کہانا ہی کہانا اور چلتا ہی بازارونمین کیون نہ اتارا گیا اسکے ساتہہ کوئی فرشتہ کیون نہ ڈالا گیا اسکی طرف خزانہ یا ہوتا اسکا کوئی باغ کہ اُسمے کہایا کرتا اور اگر وحی آنے مین چندروز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے

رافضیونکے فرقہ غرابیہ کے اعتقاد کا بیان

اور یون کہتے کہ وَ دَعَهُ وَ تَبَّهُ وَ قَلاهُ یعنے رخصت کیا اسکو رب اسکے نے اور بیزار ہوا اور آپ کی ہجو مین شعرین کہتے تہے اور گانیوالیوں اور ناچنے والیونکو سکہلا دیتے تہے تاکہ کافرونکی مجلسونمین اور محفلونمین طبلے سارنگی پر گایا کرین اور لوگ مسخریان کیا کرین اور تیسری قسم کی ایذا جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اور عیال سے متعلق تہی وہ یون تہی کہ مدینہ کے منافق اور فاسق اور خیبر اور فدک اور نضیر اور قریظہ کے یہودی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش اور اقربا اور اصحاب کے حقمین طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تہے یہانتک نوبت پہنچی کہ آپ کے حرم محترم کے حقمین بے ادبیان کین اور آپکی زوجہ طاہرہ مطہرہ طیبہ کو زنا کی تہمت لگائی نعوذ باللہ من ذلک اور آپکی وفات کے بعد اس امت کے گمراہون اور منافقون نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اور اصحاب کے حقمین کوئی بات اٹہا نہین رکہی طماع اور لالچی اور خودغرض اور دنیا طلب اور ظالم اور غاصب سب کچہہ کہہ لیا اگر ان سب بدمذہبونکی باتین جمع کرکے خوب غور کرکے دیکہئے تو بموجب انکے قولونکے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ آپ کے بعد جتنے اہل بیت اور اقربا اور صحابہ اور متوسل باقی تہے سب کے سب حق راہ سے پہر گئے اور باطل کو اختیار کیا اور دنیا کی طلب مین دین کو چہوڑا بلکہ ایک قلم مرتد اور کافر ہوگئے معاذ اللہ من ذلک حقتعالی ان لوگونکو ہدایت نصیب کرے پس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صادق ہوا کہ مَا اُوذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوذِیْتُ یعنے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی اتنی ایذا نہین دیا گیا جتنی ایذا مین دیا گیا لیکن انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ظلم اور زیادتی کا تحمل کیا اور خلق کی دعوت سے طرف حق کے اور انکی ہدایت اور رہنمائی اور خیرخواہی سے باز نرہے تمام عمر شریف اسمین صرف کی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِهٖ یعنے ای خدا رحمت بہیج انپر اور جزا دے انکو ہماری طرف سے بہتر اس چیز کا جو جزا دی ہو تونے کسی نبی کو اسکی امت کیطرف سے اور وہ جو مشہور ہے کہ اَلرَّسُوْلُ خَبِیْ خواہ دشمنان یہہ مثل گویا ہمارے رسول مقبول کے حال کا بیان ہے اور عجب باتین جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور مین آئین یہہ حقتعالی کے امر کی اتباع کے سبب سے ہوا یعنی صبر کے مامور تہے

اور بدلہ لینے اور دلمین کینہ رکہنے سے ممانعت تہی یہانتک کہ حکم ہوا تہا کہ اگر انکی ایذا رسانی کے سبب سے انکی صحبت مین تم رہ نسکو اور اختلاط ممکن نہو تو انکی صحبت سے تمکو چاہئے کہ کنارہ کرو

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا اور چہوڑ انکی صحبت کو لیکن اچہی طرح کا چہوڑنا کہ اسمین تین چیزین ہووین اول یہہ کہ ظاہر مین انکی صحبت کو ترک کرنا نہ باطن مین بلکہ باطن مین انکی صحبت کی طرف میلان رکہہ اور انکے حال سے خبردار رہ کہ کیا کرتے ہین اور کیا کہتے ہین اور مجہکو کسطور سے یاد کرتے ہین دوسری یہہ کہ انکی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نکرنا اور عوض لینے مین انکے عیبونکو ظاہر نکرنا اور انکے ساتہہ گفتگو اور مقابلے کیوقت کج خلقی اور بدزبانی نکرنا تیسری شرط یہہ ہی کہ باوجود جدائی اور مفارقت کے انکی نصیحت مین قصور نکرنا اور انکی دشمنی کی بات موہنہ سے مت نکالنا اور انکی دشمنی مت کرنا بلکہ جسطرح سے ہوسکے انکی ہدایت اور رہنمائی مین قصور نکرنا علما نے کہا ہی کہ ہجر جمیل اسیکا نام ہی جسمین یے تینون صفتین پائی جاوین اور اگر ایک صفت بہی ان تینون سے نپائی جاوے تو ہجر جمیل نہوگا اگرچہ دو صفتین پائی جاوین اور یہہ بات بہت دشوار ہی اور جس شخص نے سیرت مطہرہ اور خصلت طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سیر کی کتابونمین دیکہین ہین اسکو خوب معلوم ہوگا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ کے منکرونسے حسن خلق اور خیرخواہی کیا کرتے تہے کسی بشر کی طاقت نہین ہی کہ اسطرح کرسکے یہی وجہہ ہے کہ آپکے اس عمل کی برکت سے انہین سے بہت لوگ صلاحیت پر آگئے اور اس امر کا انکو یقین کلی ہوگیا کہ اس شخص کو ہرگز نفسانیت اور انانیت نہین ہی جو کچہہ کرتے ہین قدکرتے ہین حقتعالی کے حکم کے بموجب اسکے حکم مین سر موافقت نہین کرتے آخرکو لاچار ہوکے آپکی فرمانبرداری اختیار کی اور آپکی خدمت گذاری پر دل اور جان سے مستعد ہوگئے اور اگر شاید تمہارے خیال مین اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آوے کہ ان منکرونکی زبانی ایذا رسانی پر صبر کرنے کا اور ان سے علاقونکے قطع کرنے کا جو حکم ہوا ہے وہ تو مین نے دل اور جان سے قبول کیا لیکن یے منکر بدذات اسطرح کے شریر ہین کہ دوسرونکو بہی اس راہ پر آنے نہین دیتے اور اگر کوئی ارادہ آنے کا کرتا ہی تو اسکو زبانی بہی سمجہاتے ہین اور اپنی مجلس مین بٹہا کے اپنا حال بہی دکہلاتے

ہجر جمیل کا بیان

مین اور تن پروری اور دنیا کی مزیداری اور نفس کو راحت دینے کی رغبت دلاکے اس راہ سے
اسکو پہیر دیتے مین سو ان لوگونسے بدعا کرکے بدلا اور عوض نہ لون مین اور انکی ہلاکی کی دعا
نکرون تو یہہ طریقہ ہرگز رایج نہوگا اور کوئی اید ہر رخ نکریگا اور مجاہدہ ظاہری اور باطنی کیطرف
جو نفس پر بہت شاق ہی اور شیطان کے فریب اور بریکوا چہاکر دکہلانے کے سبب سے اور بہی نفس کو
شاق ہوگیا ہی کوئی پہٹکے گا بہی نہین پہر میری نبوت کا فائدہ کچہہ بہی نہوگا اور میری سعی اور کوشش
اس راہ مین بالکل بیفائدہ ہوجائیگی مجہکو اس گروہ شقاوت پژوہ سے بدلا لینے کا حکم ہو تو بہتر ہے
کہ انپر بدعا کرکے انکو ہلاک کردون اسواسطے کہ یے اس راہ کے مخل ہین اس طریقے کو ہرگز جاری
نہونے دینگے فقط میرے ہی موذی نہین ہین کہ مین صبر کئے بیٹہا رہون سو حقتعالی اس خیال کے
جواب مین فرماتا ہے کہ اس امر مین بہی تم دخل مت دو بلکہ اسکو بہی ہمی پر چہوڑ دو وَ ذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ
أُولِي النَّعْمَةِ اور چہوڑ دے مجہکو اور اس راہ کے منکرونکو جو نازنعمت کے اور عیش و آرام کے لوگ ہین
اور تن پروری اور عیش و عشرت کی محنت کے سبب سے رات کا اوٹہنا اور یاد الہی مین اپنی عمر کو گذارنا
اُنسے ہو نہین سکتا اور لوگونکو اپنے حال اور قال سے فریب دیکے عیش اور عشرت کی طرف رغبت
دلاتے ہین سو انکے واسطے بہی تم کچہہ مت کہو اور بددعا مت کرو اسواسطے مین مالک دو جہانکا ہون
سو جسطرح اس جہانمین بعضے لوگ ایسے ہین کہ مجاہدہ اور ریاضت مین اور رنج اور مشقت مین مشغول
ہین اور اپنے جسم نازپروردہ کو خدا کی راہ مین نیست اور نابود کر رہے ہین اسیطرح اُس جہانمین بہی بعضے
لوگ وہانکی رنج اور مشقت مین مبتلا ہونیکو چاہئے پہر اگر یے یہان عیاشی نکرین تو وہانکی رنج اور مشقت
کون اوٹہاوے اور اگر اس جہانمین سب لوگ مجاہدے اور ریاضت پر کمر باندہین تو اُس جہانمین چاہئے
کہ سب لوگ چین اور آرام مین رہین تو دونون جہان متغیر اور تباہ ہوجاوین اسواسطے کہ دونون
جگہہ رنج بے راحت اور راحت بے رنج پایا جاوے اور خالی ہونا ہر جہانکا احد المتقابلین سے اُس جہانکے
نقصان کا سبب ہے اور ہم تو جامع المتقابلات اور کامل علی الاطلاق ہین تو ہمسے ایسے نقصان کی
درخواست مت کرو اور اس امر کی بہی درخواست نکر کہ ان لوگونکو جلدی اور شتابی ہم اُس جہانکے

عذاب

عذاب مین مبتلا کردین اور اس جہانکی آرام اور چین سے انکو محروم رکہین بلکہ فرصت دینا چاہیے
وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا اور مہلت دے انکو کہ اس جہانکی آرام اور چین مین تہوڑی تاکہ اُس جہانکی
رنج اور مشقت کہینچنے کی استعداد پیدا کرین اسواسطے ہم حکیم ہین استعداد اور لیاقت کے پہلے کسی کو
کسی کام مین مشغول نہین کرتے ہین والا حکمت مین نقصان پایا جاوے اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا بیشک
ہمارے پاس تیار ہین بہاری زنجیرین جو انکے پاؤن مین ڈالین گے اسکی عوض مین جو یے دنیا کے
علاقون مین پابند ہوکے اُس سے دست بردار ہونے اور قطع کرنیکو انکا جی نہین چاہتا تہا اور اسکی راحت
مین ایسے مشغول ہو گئے تہے کہ رات کو اُٹہہ کے نماز مین کہڑے ہونے سے دل چراتے تہے وَجَحِيمًا
اور آگ ہی دہکتی ہوئی اہل مجاہدہ اور ذکر کے شوق اور عشق کی سوزش کے عوض مین جسطرح وے
دنیا مین اپنی تئین اس طپش مین جلاتے تہے اور اپنے دلکو اس آگ کی گرمی سے اوٹاتے تہے اور یے
منکر مزے اور چینین اُڑاتے تہے وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور کہانا گلا پکڑنیوالا عوض مین اس
مشقت اور رنج کے جو اہل مجاہدہ اور اہل ذکر دنیا مین کہینچتے تہے چنانچہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور
تہجد مین قران شریف کی تلاوت کرنا اور ذکر اور قرأت کی تکرار مین اور اسمین شد اور مد اور وقف
اور تحت کی رعایت کرنے مین بلغم گلے مین اگر اٹکتا تہا اور آواز کو بند کر دیتا تہا اور انکو ایذا پہنچاتا
تہا بلکہ کبہی خون بہی تہوکنے لگتے تہے اور اسکے بہی عوض مین جو دنیا مین یے منکر اچہے اچہے عمدہ
کہانے کہاکے اور خوب ٹہنڈے اور میٹہے خوشبودار شربت پی کر اُسکے خمار مین مست ہوکر نرم بچہونون
پر غفلت کی خواب مین پڑے سویا کرتے تہے وَعَذَابًا اَلِيمًا اور عذاب دکہہ دینیوالا یہہ دوسری
قسم کا عذاب ہی جسمین بہت دکہہ ہی جیسے دوزخ کے موکلونکی مار پیٹ یہہ عوض مین اس مشقت
اور رنج کے جو مجاہدہ اور ذکر والے دنیا مین کہینچا کرتے تہے جیسے پنجوقتہ جماعت مین جانا اور جمعہ مین
اور ذکر کے حلقون مین اور قران اور حدیث اور علم اور واعظ کی مجلسون مین گرتے پڑتے اُٹہتے بیٹہتے جانا
اور لوگونکے اژدہام اور ہجوم کے صدمے اُٹہانا سو اُس راہ کے منکرونکو اسکی عوض مین وہان دیا
جائیگا اور طعن اور تشنیع اور طنز اور کنایہ جو مجاہدونکے ساتہہ مخالف اور منکر کیا کرتے تہے اور انکی

عوض مین دوزخ کے سانپ اور بچھو انکے ڈنک ہونگے اور وہان اس عذاب مین مبتلا کئے جاوینگے پہر اگر انکو دنیا مین مہلت نہ دین ہم تاکہ طرح طرح کی چین اور آرام جی بہر کے کرلین تو ایسے رنج اور مشقت کہینچنے کی لیاقت اور استحقاق کہانسے پیدا کرین پہر اس عالم کے رنج اور مشقت کے اسباب جو ہمنے تیار کر رکہین ہین وے سب معطل اور بیکار رہ جاوین سو تمکو چاہیئے کہ ہماری خدائی کے کارخانہ مین دخل مت دو چنانچہ حافظ کہتے ہین ؎ رموز مملکت ملک خسروان دانند ٭ گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش تمکو لازم ہی کہ بموجب حکم الہی کے اسکی یاد مین اور علاقونکے قطع کرنے مین اور طالبونکی ہدایت مین دل اور جانسے مشغول رہو چنانچہ اس مضمونکو بہی حافظ نے بخوبی ادا کیا ہی ؎ سخن از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ٭ که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را ٭ ہان اتنا البتہ تمکو معلوم کر لینا چاہیئے کہ ان منکرونکی گرفتاری کا وقت اسوقت ہوگا جب دنیا مین اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نرہیگا اور راہ ولایت کی بالکل بند ہوجائیگی اور غیبیہ سب خدمتین معطل اور بیکار ہوجاوینگی جیسے غوثیت اور قطبیت اور ابدالیت اور اوتادیت ہی اور قطب مدار زمین سے مفقود ہوجائیگا اور ابدال اور اوتاد سب اٹہا لئے جاوینگے اسواسطے کہ باوجود باقی رہنے ان لوگونکے دنیا کو خراب کرنے کی کوئی وجہہ نہین ہی اسواسطے کہ دنیا جامع ہی دوام ذکر اور مجاہدہ مین اور عیش و عشرت اور آرام اور چین مین اور دونون بازارین اسکی گرم ہین اگر ایک بازار خراب ہوجاوے تو احد المتقابلین سے اس عالم کا خالی ہونا لازم آوے اسواسطے دوسرے عالم کے پیدا کرنے کیطرف متوجہہ ہونا ضرور پڑیگا اور دنیا سے راہ ولایت کے مسدود ہوجانے کی اور دوام ذکر اور مجاہدہ کے منقطع ہوجانیکی علامت یہہ ہے کہ ولایت کا بیج جسکا نام ایمان ہی جہان مین نرہیگا پہر جب ایسا ہوگا تو ولایت کے وجود کا احتمال بہی باقی نرہیگا اور یہہ علامت پائی نجاویگی مگر يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ جسدن کانپے گی زمین اور پہاڑ قطب اور اوتاد اور ابدال کی موت کے سبب سے جنکی برکت کے سبب سے عالم کا قیام اور ثبوت تہا وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا اور ہوجائینگے پہاڑ ریت کے تودے کیطرح بہلتے گویا انکے جوڑون اور جزونمین پکڑ باقی نہین رہی اسجگہہ پر عربیت کے قاعدے جاننے والے ایک سوال

کرتے ہین کہ جبال جمع جبل کی ہی تو اُسکی خبر مین کثیباً مہیلۃً فرمانا چاہئے تہا لیکن اسکا جواب تفسیر سے
معلوم ہوا کہ سب پہاڑ ملکر ریگ کے ایک تودہ کیطرح ہو جائیگے جدائی اور امتیاز انمین نرہیگی اگر
ہر ہر پہاڑ اپنی اپنی جگہہ پر ریگ کے تودے کیطرح ڈہیر ہوکے رہ جاتے تو تودے بہت ہوتے اور
جمع کا لانا صحیح ہوتا اور اس صورتمین جمع کا لانا بلاغت کے خلاف ہی جسطرح اگر کئی نہرین ملکر ایک جگہہ
پر بہین تو اسجگہہ یہہ نہین کہتے کہ صَارَتِ الْاَنْهَارُ كُلُّهَا اَنْهَارًا عَرِيْضَةً بلکہ نَهْرًا عَرِيْضًا
کہینگے اسیطرح یہانپر بہی بوجہہ لینا چاہئے اور جو قرب اور وصال کی راہ کے سلوک کی تعلیم سے
اور اسکی شرطونکے بیانسے فراغت پائی ایسی شرطین جو صبر اور تحمل اور رضا اور تسلیم اور تمام امور
کو حکمت الہی پر مفوض کرنے کیطرف منجر ہوئی تہین تو اب اس راہ کے منکرونکو خطاب عتاب ہوتا ہے
کہ یہہ امر اور نہی جو ہمنے اپنے پیغمبر کو کی ہی اور تمہارے اوپر بددعا کرنے سے اور عوض لینے سے
انکو منع کیا ہی اسسے یہہ مت سمجہنا کہ یہہ پیغمبر فقط قاصد تہا آیا پیغام پہنچایا اور چلا گیا اسکی نافرمانی
مین ہمکو کچہہ ضرر نہپہنچیگا بلکہ یہہ پیغمبر فقط قاصد تہا اسکا عرض معروض اور گواہی تمہارے حقمین سنی
جائیگی اگر کہین اس پیغمبر نے تمہارا گلہ شکوہ حقتعالی کی درگامین کیا تو غضب اور انتقام کا دریا جوش
مین آجائیگا اور دنیا مین بہی بلاؤن اور آفتون اور قحط اور وبا اور فقر اور رنج مین گرفتار ہو جاؤگے
جسطرح اگلے پیغمبرونکے منکرون پر بہی اسیطرح کی آفتین اور مصیبتین ہوتی رہی ہین اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ
رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ بے شک ہمنے بہیجا ہی تمہاری طرف رسول کو تاکہ گواہ رہے تمپر اور
ہمسے عرض کرے کہ فلانے شخص نے اس طریقہ کو قبول کیا اور فلانے شخص نے اُسسے انکار کی تاکہ اسکے
اظہار کے موافق ہر ایک منکر اور فرمانبردار سے اسیطور کا معاملہ کرین ہم كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ
رَسُوْلًا جسطرح بہیجا تہا ہمنے فرعون کیطرف بہی اسی قسم کا ایک پیغمبر تاکہ اس پیغمبر کی گواہی اور عرض
اسکے حقمین قبول ہووے اور وے رسول حضرت موسی علیہ السلام تہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے
ذکر کی تخصیص اس مقام پر اسواسطے ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کا تشریف لیجانا فرعون کیطرف بعضے
تاریخ والونکے گمانمین فقط پیغام بری اور ایلچی گری کیطور پر تہا اسواسطے کہ وے پیغمبر بنی اسرائیل کے تہے

اور فرعون قبط کے قبیلے کا تہا اور حضرت موسی علیہ السلام کے بہیجنے سے فرعون کیطرف یہہ بہی منظور تہا
کہ بنی اسرائیل قید سے خلاصی پاوین ہدایت اور رہنمائی فرعون اور قبطیونکی انکی اصل نبوتمین داخل تہی
بلکہ بنی اسرائیل کے رسمونکی اصلاح اور انکے دلونکو منور کرنا مقصود تہا اور بس بخلاف دوسرے انبیاؤنکے
کہ جس قوم کیطرف سفیر اور رسول کر کے بہیجے جاتے تہے تاکہ انکو پیغام الہی پہنچاوین تو اُس قوم کیطرف بہی
پیغام پہنچانا مقصود ہوتا تہا اور دوسرے طالبونکی بہی ہدایت اور رہنمائی اور حقتعالی کے قرب کا طریقہ تعلیم
کرنا اور انکے دلونکا منور کرنا بہی مقصود ہوتا تہا سو وے فقط رسالت رکہتے تہے اور حضرت موسی علیہ السلام
فرعون کی نسبت سے فقط قاصد اور ایلچی تہے لیکن باوجود اس فقط ایلچی گری کے انکی عرض فرعون اور قبطیونکی
ہلاکی کے مقدمہ مین قبول ہوئی اور دنیا کے عذابمین بہت جلدی مبتلا کئے گئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ پہر نافرمانی کی فرعون نے اس اپنے رسول کی فَاَخَذْنٰہُ اَخْذًا وَّبِیْلًا
پہر پکڑا ہمنے اُس فرعونکو دنیا ہی مین ایسا پکڑنا جو بہت وبال رکہتا تہا اسواسطے کہ اسکو دریا مین تمام
اسکی فوج اور لشکر کے ساتہہ غرق کیا ہمنے اور اسکی سلطنت اور ملک اور مال اور مکانات اور باغات اور
جواہرات اور سوا اسکے جتنے اسکے عیش وعشرت کے سامان اور اسباب تہے سب ایکدم مین اسکے دشمنونکے
حوالے کر دئے ہمنے اب اسکو سوچو کہ فرعون کسطرح کی عظمت اور بزرگی رکہتا تہا لیکن اپنے وقت کے
رسول کی نافرمانی کے سبب سے ایسے وبال اور عذاب مین گرفتار ہوا تم تو اسکا عشر عشیر بہی مرتبہ
نہین رکہتے ہو پہر تم کیون اپنے پیغمبر کو اسطرح رنجیدہ کرتے ہو اور اسکے حکم کو قبول نہین کرتے
اگر بالفرض اس پیغمبر کے کمال حلم اور بردباری کے سبب سے جو حضرت موسی علیہ السلام کی بہ نسبت مین
آسمان کا فرق ہے اور آگ اور پانی کا تفاوت ہے اس دنیا کے عذاب سے تم بچ گئے اور اسکی بددعا سے
محفوظ رہے فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ پہر کیونکر بچوگے اور اپنی تئین عذاب سے محفوظ رکہوگے اِنْ کَفَرْتُمْ
اگر کافر ہی رہے تم اور اپنے رسول کا کہا کسیطرح نمانا تمنے یَوْمًا جسدن بے گناہونسے پوچھہ پاچھہ اور
تکرار ہوگی اس سبب سے کہ گنہگارونکے ساتہہ کچہہ علاقہ رکہتے تہے اور بے گناہونکے دلونمین بہی دہشت
بیٹہہ جائگی یہانتک کہ یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا کردیگا وہ دن چہوٹے بچونکو بڈہا سفید بال کا

یعنے اسقدر خوف کہاینگے کہ اُنکے بال سفید ہوجاینگے اور اُسدن بچونکے بال سفید ہوجاینگی وجہہ یہہ ہوگی کہ اپنے مان باپ بہائی بہنونکی گریہ اور زاری اور بیقراری اور گرفتاری دیکہہ کر رنج اور غم اور فکر کا اُنپر غلبہ ہوگا اور یہہ غلبہ اُنکے دلمین روح کے محتبس اور بند ہوجانیکا سبب پڑیگا اور حرارت غریزی ضعیف العمل ہوجائیگی اور خلط فجاجت پیدا کرینگے یعنے خامی اور بلغم متکرج یعنے سڑا بہبندی لگا ہوا غالب ہوکے مساموںکی راہ سے یعنے بال نکلنے کی جگہونسے باہر نکل آویگا اور اس قسم کا رنج اور الم جو اُسدن بچونکو ہوگا کچہہ جزا اور عذاب کی راہ سے نہوگا جسطرح معتزلہ اپنی غلط فہمی سے یہی سمجہے اور پہر اسکا انکار کیا ہے اور کلام کو تمثیل اور کنایہ پر حمل کیا ہے بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ یہہ رنج اُس عالم کے حکمون سے تبعیت کیطور پر ہوگا اور اسکا ہونا ضروری ہے جسطرح درد اور رنج بچونکو دنیا مین ہوتا ہے لیکن بعضے تفسیرونمین یہہ بہی مذکور ہے کہ یہہ رنج خاص کافرونکے بچونکو ہوگا نہ مسلمانونکے بچونکو سو ظاہر مین اسکی وجہہ ایسی معلوم ہوتی ہے کہ کافرونکی گریہ اور زاری اور بیقراری بہت ہوگی یہانتک کہ اُنکے بچونکو بہی اُنکی تاثیر ہوگی بخلاف مسلمانونکے کہ یے چیزین اُنپر اگر ہونگی تو بہت ہلکی اور خفت کے ساتہہ ہونگی اور جلدی اُنسے اُٹہالی جاوینگی اور باوجود اسکے ایک فرق دوسرا بہی ہے کہ مسلمانونکے بچونکو اپنے مان باپ اور خویش و اقربا کا خلاص کرانا عذاب سے ممکن ہے اسواسطے کہ وے سب ایماندار ہین اور شفاعت اور عفو کی شرط بہی ایمان ہے سو بچونکو رنج اسیقدر بات کا ہوگا کہ اپنے مان باپ اور خویش اقربا کو عذاب مین مضطر اور بیقرار دیکہینگے پہر انکی شفاعت کرانے مین اور انکی بخشش کے طلب کرنے مین مشغول ہونگے اور حقتعالی انکی عرض اپنے فضل اور کرم سے قبول کریگا اور اُن سبکو عذاب سے نجات بخشیگا چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے تین بچے نابالغ دنیا مین مرے ہونگے دوزخ مین جانا اسپر حرام ہوگا اسواسطے کہ وے بچے قیامت کے دن اسکو دوزخ مین نجانے دینگے اور حقتعالی اپنی رحمت قدیم اور عمیم سے اُنکی دعاؤنکو قبول کریگا بخلاف کافرونکے بچونکے کہ اپنے مان باپکا عذاب مین گرفتار ہونا دیکہینگے اور اُنمین ایمان کے نہونے کے سبب سے انکی شفاعت کیواسطے عرض بہی نکرسکینگے اسواسطے کہ ایمان شرط ہے

شفاعت کا سو لاچار ہو گے اسی رنج اور غم مین مبتلا رہین گے یہان تک کہ جب وے بہشت مین جائینگے
اور بہشتیونکی خدمت گاریکا عہدہ انکو ملے گا پہر بہشت مین جانیکے بعد سب خویش او اقربا کا غم بہول
جاوین گے اور بعضے مفسرون نے ایسا کہا ہے کہ بال کی سفیدی اُسدن حرام زادگی کی علامت ہوگی
یعنے جو بچے زنا سے پیدا ہوے ہین وے اُسدن کے ہول اور دہشت مین گرفتار ہونگے اور انکے سوا
دوسرے بچے اس آفت سے محفوظ رہین گے لیکن اس تخصیص کیواسطے کوئی سند صحیح ضرور ہے
اور سوا اسکے بے گناہ کی گرفتاری توجیہ طلب ہے اسواسطے کہ گناہگار زانی اور زانیہ ہین بچہ جو زنا سے پیدا
ہوا وہ بیگناہ ہے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ اُسدن کا خوف تہوڑے بہی گناہ کے علاقہ سے
غالب ہوگا یہان تک کہ گنہگارونکے مکانات بہی ڈہا دئے جاوین گے اور جس مکان اور جس زمین مین
گناہ ہوا ہوگا وے سب خراب ہو جائینگے بلکہ السَّمَاءُ آسمان بہی باوجود اسکے کہ آسمان مین
کوئی گناہ نہین ہوا اور وہانکے رہنے والے بہی سب معصوم اور پاک ہین لیکن جو گنہگارونکا رزق
وہانسے نازل ہوتا تہا اور ستارونکی روشنی اور آسمان کی گردش سے بہی گنہگارونکو فائدہ
ہوتا تہا اس سببسے وہ بہی منقلب ہوگا بلکہ اسطرح کا برباد اور خراب ہو جائیگا کہ آسمان آسمان
نرہیگا تاکہ اسکی صفت مین تانیث کی لفظ بولی جاوے اسواسطے کہ ہر چیز کی تانیث اسکی صورت
ذہنیہ کے لازمے سے ہے جو لفظ کے واسطے سے ذہن مین اُس صورت پر دلالت کرتی تہی یہی وجہ
ہے کہ جسوقت کسی لفظ سے کوئی معنے تعبیر کرتے ہین تو تذکیر اور تانیث مین اُس صورت کا اعتبار
ہے جو اُس لفظ سے ذہن مین حاصل ہوئی ہے نہ وہ صورت جو حقیقت مین پائی جاتی ہے جیسے
مرد کو نفس یا جان کرکے تعبیر کرین گے تو مونث ہے اور عورت کو اگر آدمی کرکے تعبیر کرین گے تو مذکر ہے
سو جب یہہ آسمان درہم برہم ہو گیا تو جو صورت کہ آسمانکی لفظ کی مدلول تہی وہ ذہن مین نرہی تو اب
جو نہایت اسکے حق مین کہا جاوے وہ یہہ ہے کہ آسمان شَئٌ مُنْفَطِرٌ بِهِ ایک چیز ہے پہٹی ہوئی اُسدن کے
صدمہ کے سببسے اسیواسطے منفطرۃ نفرمایا باوجود اسبات کے کہ آسمان مونث ہے گویا یہہ اشارہ
اسبات کیطرف کہ آسمانکو اسوقت آسمان نچاہئے کہنا اور نچاہئے بوجہنا جسطرح گہر کو اسکی دیوارین

اور پہٹ ڈہانے کے بعد کہہ نہین کہتے بلکہ پڑا ہوا ہیدان کہتے ہین پہر جب آسمان آسمان نرہا تو تانیث بہی کسواسطے رہے اور یہہ بہی ہی کہ یہان مناسب نمعلوم ہوا کہ آسمانکی بقا پر اسکی تانیث دلالت کرے اور اگر اسجگہہ پر کسی کے دلمین یہہ سوال گذرے کہ اگر ایسا تہا تو اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ مین کیون نہ اسبات کا اعتبار کیا اور وہان تانیث کیون لائے اسکا جواب یہہ ہی کہ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ یہ دونون جملے فعلیہ ہین اور فعل حدوث اور تجدد پر دلالت کرتا ہی اور ابتدا انفطار اور انشقاق مین آسمان آسمان تہا اور اسکے جو جو صورت کے لازمے تہے تانیث وغیرہ وے سب برقرار تہے تو اسواسطے تانیث کی علامت اُن فعلونمین ضرور ہوئی بخلاف اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ کے کہ یہہ فقط جملہ اسمیہ ہے اور یہہ استمرار اور ثبوت پر دلالت کرتا ہی اور دوام اور ثبوت کسی چیز کا بعد تمام ہوتے اس چیز کے ہی اور انفطار کے تمام ہونیکے بعد آسمان نرہا تا کہ اسکی صورت سمائیہ کے لازمے قابل اعتبار کے ہین اور وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ مین وجہہ یہہ ہی کہ ابتداء انشقاق مین جو مدلول انشقت کا ہی اسوقت آسمان اپنے حال پر آسمان تہا اتنا البتہ تہا کہ اسکے جزونمین انشقاق شروع ہوا تہا اور باقی جزو ڈہیلے اور بودے ہوکے پہٹنے کے قریب ہوے ہونگے سو وہی کیوقت کہ سستی اور بودے پن کو کہتے ہین صورت سمائی آسمان سے جدا نہوئی تہی تا کہ اس صورتکے لوازمات کو اعتبار نکرین چنانچہ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا کا مضمون آسمانکی بقا پر صراحتہً دلالت کرتا ہی اور اگر منکر لوگ یہہ کہین کہ اسطرح کا دہشتناک دن جو تم بیان کرتے ہو ایسا دن ہونا بہت بعید ہے عقل سے اور اگر فرض کیا کہ ایسا دن ممکن ہی یعنے ہوسکتا ہے لیکن ہر ممکن سے خوف مین رہنا اور اسکی دفع کی فکر مین پڑنا اور اپنی چین اور آرام کو کہونا عاقل کا کام نہین ہی اور اگر بالفرض اُسدن کا ہونا اور ایسی بلاؤنکا اُسدنمین پایا جانا ہو بہی اس لحاظ سے کہ جزا اور سزا اور ہر کام کا بدلا ضروری ہے لیکن پہر بہی وہ بلا متوقع اور موعود ہی یعنے اسکے آنے کا وعدہ کیا گیا ہی اور یہہ مثل مشہور ہے کہ ؎ مترس از بلائے کہ شب درمیانست یعنے ایسی بلا سے ڈرنا نچاہیے جسکے درمیان مین رات ہے یعنے اتنی دیر مین خدا جانے کیا ہو پہر ہم کسواسطے اپنا چین اور آرام اس وہمی خوف سے

برباد کرین تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ یہہ تمہاری سمجھہ کی غلطی ہی اسواسطے کہ جس بلا کا وقوع ہونا ضعیف یعنے اور بودی نشانیون سے عقل کے نزدیک ثابت ہوتا ہی یا اُس بلا کا عام ہونا اور سبکو شامل ہونا ہر شخص کو معلوم نہو ایسی بلاون سے نڈرنا اور اسکی پروا نرکہنا اگر ہووے تو کچھہ چندان مضایقہ نہین ہی لیکن جس بلا کا وقوع ضروری اور یقینی ہو اور علی العموم سبکو شامل ہو تو ایسی بلا سے ڈرنا اور اسکے بچاؤ کی تدبیر کرنا البتہ چاہئے عقل ہرگز ایسی باتکو نچاہے گی کہ ایسی بلا سے نڈرا اور بے پروا ہوکے بیٹھہ رہئے اور اُسسے بچاؤ کی کچھہ بہی تدبیر نکیجئے اور وہ قیامت کا دن اسی قسم کا ہی اسواسطے کہ کَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ہی وعدہ اُسدن کا البتہ ہونیوالا اور عمل مین آنیوالا اسواسطے کہ یہہ حقتعالیکا وعدہ ہی اور حقتعالی کے وعدیمین خلاف ہونا محال ہے سوا اُسدن کے آنیکو اگرچہ اُسدن کے لحاظ سے کہہ سکتے ہین کہ ممکن الوقوع ہی لیکن حقتعالی کی حکمت اور عدل کے لحاظ سے اور اسکے وعدیکی سچائی کے لحاظ سے واجب الوقوع ہی اور موافق وعدیکے ہر سختی اور مصیبت اس روز کی عام ہے یعنے ہر شخص کو اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنا چاہئے فقط اب جاننا چاہئے کہ اس سورت کی ابتدا سے یہانتک جو سلوک الی اللہ کے ضروریات تہے اور جو اس راہ باصفا کے موانع تہے انکے دفع کرنیکے طریقے واضح دلیلونسے بیان فرمائے اور ظاہر مین خاص آنحضرت صلی اللہ وسلم ہی کیطرف خطاب فرمایا تہا سو اب ارشاد ہوتا ہی کہ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ بے شک یہہ سورت اور اس سورتکے مضمون حقتعالی کے قرب کی راہ حاصل کرنے کیواسطے یاد دہی ہی ہر عاقل ذی روح کیواسطے کچھہ خاص پیغمبر ہی کیواسطے یہہ حکم نہین ہی فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ پہر جو چاہے لے اپنے پروردگار کے قرب کیطرف کی سَبِيْلًا ایک راہ کو ان راہون سے اپنی استعداد اور خواہش کے موافق یعنے اگر چاہئے مجاہدہ نفس اور ہمیشگی کے ذکر اور تبتل کی راہ کو اختیار کرے اور اگر چاہے اختلاط اور دعوت اور نصیحت اور رہنمائی اور صبر کے طریقے کو اختیار کرے اور اس بیان کو تذکرہ یعنے یاد دلا دینا اسواسطے کہا ہی اگرچہ یاد دلا دینا اسجگہہ پر کہتے ہین کہ کوئی چیز پہلے سے معلوم تہی لیکن اب بہول گئی کہ روح بدن سے متعلق ہونے کے پہلے اُس عالم قدس اور پاک مین رہتی تہی اور اسکو اُس عالم مین تہوڑا سا قرب حضرت جلشانہ سے

حاصل تہا دنیاوی علاقون اور محتاجگی سے اور غذائی نجاستون سے اور جانورون کیسی عادتون سے
پاک اور صاف تہی سو اب جو بدن سے متعلق ہی اور ان چیزونکی قید مین گرفتار ہی تو اُس قرب کی لذت
کو بہول کے دنیاوی معاش کی تدبیر مین پہنس گئی ہی وہ قرب اور صفائی بالکل اسکی یاد سے جاتی
رہی سو اس سلوک کے طریقے کو بیان فرماکے اس اصلی حالت کو اسکو یاد دلاتے ہین اور اسی اصلی
ٹہکانیکا اسکو لالچ دلاکے مشتاق کرتے ہین چنانچہ کسی عارف باللہ نے کہا ہی ع میل ہر عنصر بو
سوئے مقرِ اصلیش ٭ جذبۂ اصل است سرِ شورش مستانہ ام ٭ یعنی ہر عنصر کی خواہش اپنی اصل کیطرف
ہوتی ہی چنانچہ آگ کی خواہش اوپر کو اور خاک کی خواہش نیچے کو سو ہمارے شورش مستانہ کا سبب
بہی کشش ہی اپنی اصل کیطرف یعنے وہی قرب الہی کیطرف اسجگہہ پر جانا چاہئے کہ اصل مین یہہ سورت
اسی آیت پر تمام ہوئی تہی چنانچہ مفسرون نے حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ اور دوسرے صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کی ہی کہ اس سورت کے اوّل مین جو شب بیداریکی بالکل ریاضتین
اور مجاہدے اور تہجد کے اداکرنیکو بیان کیا ہی اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے
آپکے رفیق صحابہ نے سلوک الی اللہ مین انتہا درجیکی کوشش کرنا شروع کیا بلکہ اس قسم کی عبادتکو
اپنے اوپر لازم کرلیا اور ہمیشہ اسمین مشغول رہتے تہے یہان تک کہ بعضون نے تورات کا سونا چہوڑدیا
اس خوف سے کہ مبادا کہین زیادہ ہم سو جاوین اور اس مدت معین مین جو ہمپر مقرر ہوی ہی یعنے
آدہی رات یا کچہہ اس سے تہوڑی کم یا زیادہ مین خلل واقع ہوجاوے اور زیادہ سونے اور آگے پیچہے اُٹہنے
کے سبب سے اس مدتکو پورا نکر سکین اور ہم تقصیروار ٹہرین چنانچہ اُن لوگونکو بہت محنت اور مشقت ہوئی
آخر کو اُن لوگونکے پاؤن پر ورم آگیا اور رنگ اُنکے زرد ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی
یہی حال تہا اور باقی ماندہ صحابہ بہی اسی خوف مین رہتے تہے کہ ایسا نہو اس مدت مقرری مین ہمسے
قصور واقع ہووے اور عہدیکی ذمہ برداری سے ہم پاک نہووین چنانچہ یہہ حکم اور اسی قسم کی محنت
اور مشقت پورے ایک سال تک یعنے بارہ مہینے تک رہی پہر بعد ایک سال کے حقتعالی نے یہہ
اگلی آیت اس سورت پر زیادہ کرکے نازل فرمائی سو اس آیت کے نزول کے سبب سے مدت کی تعین

معاف ہوئی لیکن اصل تہجد کی نماز اور شب بیداری بغیر تعیین مدت کے اور بغیر تعیین عدد رکعتوں اور بغیر تعیین قرائت کی قدر کے باقی رہی بلکہ سنت موکدہ ہوی پہر اس آیت کے نزول ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور دوسرے اصحاب کو بہی حکم کرنا مختلف رہا جیسی جسکی قوت اور استعداد آپ دیکہتے تہے ویسا آپ حکم فرماتے تہے اور وقت کی کمتی زیادتی دل کے لگنے پر موقوف رہی یعنے اگر دل زیادہ لگے تو زیادہ جاگنا اور عبادت مین مشغول رہنا بہتر ہی اور اگر دل بےچین اور بےآرام ہووے تو تہوڑے پر کفایت کرلینا چاہئے اسمین کچہہ نقصان نہین ہی اور یہی آپ کا بہی طور رہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا تہا کہ تہجد کی نماز مین ایک ختم ہر مہینے مین کیا کرو تو ہر راتکو ایک سپارہ کی قدر قرائت قران شریف کی ہوا کرے گی اور بعضی روایتونمین ختم قران شریف کا چالیس راتمین بہی آیا ہی پہر جب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی قوت اور رغبت اس امر مین زیادہ بیان کی تو آپ نے ایک ہفتہ انکے واسطے مقرر کیا یعنے ہر ہفتہ مین ایک ختم کیا کرو پہر اکثر صحابہ نے بہی اپنا یہی طور معمول کرلیا تہا اور قران شریف کے سات حصہ اسطور پر مقرر کر لئے تہے کہ جمعہ کی راتکو تین سورتین اور شنبہ کی راتکو پانچ سورتین اور یکشنبہ کی راتکو سات سورتین اور دوشنبہ کی راتکو نو سورتین اور سہ شنبہ کی راتکو گیارہ سورتین اور چہارشنبہ کی راتکو تیرہ سورتین اور پنجشنبہ کی راتکو سورہ قاف سے آخر قران تک اور اسکو فَمِی بِشَوْقٍ کا ختم کہتے ہین یعنے پہلے دن سورہ فاتحہ سے سورہ مائدہ تک پہر وہانسے سورہ یونس تک پہر وہانسے سورہ بنی اسرائیل تک پہر وہانسے سورہ شعرا تک پہر وہانسے سورہ والصافات تک پہر وہانسے سورہ قاف تک پہر وہانسے سورہ ناس تک اور حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی شب کو سورہ مائدہ بہی تمام کرتے تہے اور شنبہ کی شب کو سورہ ہود کے آخر تک اور یکشنبہ کی شب کو سورہ مریم کے آخر تک اور دوشنبہ کی شب کو سورہ قصص کے آخر تک اور سہ شنبہ کی شب کو سورہ صاد کے آخر تک اور چہارشنبہ کی شب کو سورہ رحمن کے آخر تک اور پنجشنبہ کی شب کو قران شریف ختم کرتے تہے اور اس ختم کو اَحزاب کہتے ہین اور بعضے صحابہ جیسے عبداللہ بن مسعود وغیرہ آیتونکا شمار کرتے تہے اور ہر راتکو ہزار آیتین پڑہتے تہے چنانچہ اس سورۃ مین بہی

ساتوین شب کو ختم ہوتا ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص تہجد کی نماز مین دس آیتین دو رکعتون مین
پڑہتا ہی اسکو غافلون مین نہین لکہتے ہین اور جو شخص سو آیتین کئی رکعتون مین پڑہے اسکو عابدون مین
لکہتے ہین اور جو شخص ہزار آیتین پڑہے اسکو عمدہ زرداروں سے لکہتے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جو
شخص قران شریف کی پچاس آیتین تہجد مین پڑھتا ہی تو قیامت مین قران شریف اسکے ساتھ مخاصمہ
اور جھگڑا نکریگا اور نہین تو اُس سے جھگڑیگا کہ تو نے مجھکو ضایع کیا اور میری تلاوت کا حق ادا نکیا اور بعضی
حدیثون مین آیا ہی کہ جو شخص دو آیتین سورہ بقرہ کے آخر کی تہجد کی نماز مین پڑھے تو اسکو کافی ہین
اور یہہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمسے
نہین ہوسکتا ہی کہ تہائی حصہ قران شریف کا ہر راتکو پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول تہائی حصہ قران
شریف کا ہر راتکو پڑہنا بہت مشکل ہی یہہ کس سے ہوسکتا ہی پھر آپنے فرمایا کہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ ثواب مین تہائی حصہ قران شریف کی برابر ہی اگر اسکو تم پڑھا کرو تو تہائی حصہ قران شریف کا
ثواب تمکو ملا کریگا اسیواسطے اکثر مشایخون نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو تہجد کی نماز مین پڑھنے کی عادت ڈالی
ہی اور اسکے کئی طور ہین پہلا طور یہہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت مین تین مرتبے اس سورتکو پڑھا کرے
دوسرا طور یہہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد بارہ مرتبے اس سورت کو پڑہے پھر ہر رکعت مین
ایک ایک مرتبے کمتی کرتا جاوے یہانتک کہ آخر رکعت مین کہ بارہوین ہوگی ایک مرتبہ پڑھنا ہوگا تیسرا
طور یہہ ہی کہ پہلی رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے ایک مرتبہ پڑہے پھر ہر رکعت مین ایک ایک مرتبہ زیادہ
کرتا جاوے تاکہ بارہوین آخر رکعت مین بارہ مرتبے پڑہنا ہوگا لیکن فقہا کے نزدیک یہہ طور بہتر نہین ہے
اسواسطے کہ اس صورت مین ہر دوسری رکعت پہلی رکعت سے دونی ہوگی اور یہہ ترک اولی ہے
اور بعضے مشایخ ہر رکعت مین سورہ مزمل کو سورہ اخلاص کے ساتھ ملا کے پڑھا کرتے ہین اور حضرت خواجہ
عزیزان قدس سرہ سے جو گروہ نقشبندیہ کے سر حلقہ ہین ایسا منقول ہی کہ اپنے یارون اور مریدونسے
تہجد کی نماز مین سورہ یسین پڑھنے کو فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تین دل جمع ہوتے ہین تو مطلب جلدی
حاصل ہوتا ہی ایک دل رات کا کہ آدھی رات کے بعد سے اور دوسرا دل قران شریف کا کہ سورہ یسین ہے

اور تیسرا دل ایماندار آدمی کا کہ ایمانسے پُر ہی حاصل کلام کا اس اخیر آیت کے نازل ہونے کے سبب سے
نماز تہجد کیوقت کے اندازے مین اور اسکی کیفیتون اور خصوصیتونمین بڑی وسعت ہوگئی اور حقیقت مین
بہی یہہ نماز متبرک اسی وسعت کے قابل ہی اسواسطے کہ وہ وقت نیند کے غلبے کا اور اسباب کے
نہ پائے جانے کا اور کمتی زیادتی رات کے نمعلوم ہونیکا وقت ہی اگر اسمین اتنی وسعت نہوتی تو اسکا
ادا کرنا بہت مشکل ہوتا چنانچہ باوجود اس وسعت کے بہی اس نماز کا ادا کرنا بہت دشوار ہی بدون غیبی توفیق
اور تائید کے مداومت اور ہمیشگی اس نماز پر ہو نہین سکتی اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِہٖ فقط اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ
تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ بے شک پروردگار تیرا جانتا ہی کہ تہجد کی نماز مین تم کہڑے رہتے
ہو کبہی دو تہائی رات کے قریب وَنِصْفَہٗ اور کبہی آدہی رات وَثُلُثَہٗ اور کبہی تہائی رات سو تم
ہمارے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہو اور جو ہمنے کہا ہی اسکو بجالاتے ہو اور قلیلا کی لفظ کا مطلب جو
ہمنے ارشاد کیا تہا کہ اَوِانْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْزِدْ عَلَیْہِ اسکو تم خوب سمجہے کہ نقصان اور قلت
کی حد کو چہٹین حصہ تک پہنچایا اور یہی اس لفظ سے ہماری ادا تہی اسواسطے کہ اگر چہٹین حصہ سے کچہہ زیادہ
ناقص یا زاید کرتے تو نہوتا مگر ربع یعنے چہارم حصہ اور چہارم حصہ آدہے کا آدہا ہی اور آدہی چیز پر
تہوڑیکی اطلاق نہین ہوتی ہی یعنے اسکو تہوڑا نہین کہتے ہین وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ
اور اسیطرح کہڑے رہتے ہین ایک گروہ اُن لوگونسے جو تمہارے ساتہہ اور تمہاری رفاقت مین
سلوک الی اللہ پر مستعد ہین اور تمہارے عمل اور تمہاری بوجہہ کی اتباع اور پیروی ہر کام مین کرتے
ہین اور اُن لوگونکو جو تمام رات جگا کرتے تہے اور عبادت الہی مین مشغول رہتے تہے یہان ذکر
نفرمایا اسواسطے کہ وے ایک وجہہ سے قابل تعریف کے ہین یعنے عمل احتیاط پر کرتے ہین اور ایک
وجہہ سے عتاب کے سزاوار ہین یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بوجہہ کی پیروی نکی اور اس اندازے
مقرریکو تحقیق معلوم کر لینا تمسے اور تمہارے پیرو لوگونسے ہرگز ممکن نہین ہی اسواسطے کہ زیادتی
اور نقصان رات کا تمہارے ہاتہہ اور اختیار مین نہین تہے وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ اور اللہ
تعالی وہی جو اندازہ کرتا ہی اور مقدار بخشتا ہی رات اور دنکو چنانچہ چہہ مہینے تک ہر روز رات

کم ہوتی جاتی ہی اور دنین زیادتی ہوتی جاتی ہی اور پہر چہہ مہینے تک دن سے کمتی ہوتی جاتی
اور راتمین زیادتی ہوتی جاتی ہی سو کوئی رات سالمین دوسری رات کے بالکل کبہی برابر نہین ہوتی
ہی پہر جب ایک رات پوری دوسری پوری رات سے برابر نہوی تو اسکا نصف بہی دوسری کے نصف
برابر نہوگا پہر اسی پر ایک تہائی اور دو تہائی اور چہٹے حصہ کو بہی خیال کر لو کہ وہ بہی برابر ایک دوسرے
نہوگا اسواسطے کہ ہر چیز کے متفرق جز بہی زیادتی اور کمتی مین اسی چیز کے تابع ہوتے ہین پہر تمکو سال بہر راتکا
نصف پہچاننے مین بہت محنت اور مشقت ہوگی پہر گہڑی اور گہڑیال کے اور علم ہیئت کے سیکہنے کے اور
ہر سال کی تقویم زیچ سے نکالنے کے اور آسمانی حرکتونکا حساب درجے اور دقیقے اور ثوانی اور ثوالث
پر کرنے کے محتاج ہوگے اور اس کام مین زیادہ مشغول ہونے کے سبب سے ملت حنیفیہ سے دور ہو جاؤگے
اسواسطے کہ امّی ہونا اس ملت کے لازمے سے ہی اور صابئین اور ہنود اور یونانیون اور دوسرے
کافرونکے گروہ کیطرح تقویمونکے استخراج مین اور پترے لکہنے مین تمہاری امت بہی مشغول ہوجائیگی
اور یہہ بات بڑے دو فسادونکا سبب پڑیگی پہلا فساد یہہ کہ مقصد کو چہوڑ کے وسیلہ مین مشغول ہونا ہی
اور اسی امر نے ایک عالم کو خراب کر رکہا ہی چنانچہ علم نحو اور صرف اور منطق اور معانی اور کلام اور اصول
مین اسقدر توغل کرتے ہین کہ اصل مقصد سے محروم رہتے ہین پہر تبتل اور ریاضت اور رفع حجاب تو انسے
مسافتون اور منزلون دور رہتے ہین دوسرا فساد یہہ ہی کہ یہہ شغل انکو رفتہ رفتہ اسپر لاویگا کہ ستارونکی
حرکات اور اتصالات اور انصرافات اور قرانات ہی کے تعمق مین رہا کرینگے اور اسی مین غور اور فکر
کیا کرینگے پہر ستارونکی تاثیر کا اعتقاد ہوویگا اور انکے سعد اور نحس ہونے کے معتقد ہوجاینگے آخر کو
شرک کی حد کو پہنچینگے پہر بہی ہر دن اور رات کی زیادتی اور نقصانکا علم انکو تقریبی رہیگا تحقیقی ہرگز
حاصل نہوگا اسواسطے کہ حقتعالی نے ازل ہی مین عَلِمَ اَنْ لَنْ تُحْصُوْهُ جان لیا ہی کہ تم کوئی اس
مقدار معین کو گہیر نسکوگے اسمین پیغمبر ہون خواہ امت انکی تو شب بیداری کیواسطے مدت معین کی تمکو
تکلیف دینا تکلیف مالایطاق ہی یعنے تمہارے اختیار سے یہہ بات باہر ہی اسواسطے مدت مین وسعت
رکہی اور معین نکی اب باقی رہے یہانپر دو سوال جواب طلب پہلا سوال یہہ ہے کہ اگر شب بیداری کی مدت

تعیین ساعتون اور دقیقون مستویہ اور برابر سے فرماتے تو ہوسکتا تہا اسواسطے کہ اُسپر مطلع
ہونا چندان مشکل تہا اور دریافت کرنا اور احاطہ کرنا اسکا ممکن تہا پہر مدت کی تعیین کو کیون موقوف
کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر ہر اقلیم کے ایک سال کی پوری مدتو نمین اور مختلف موسمونمین خیال کیجئے اور
پہر ساعتون اور دقیقون مستویہ کو دیکہئے تو معلوم ہوجاوے کہ کیا کیا نسبتین گوناگون پیدا ہوتی ہین
بعضے اقلیمونمین بعضی فصلونمین جو ساعتین اور دقیقے آدہی رات کے اندازسے پہنچتے ہین وہی دوسرے
ملک مین دوسری فصل مین چہارم کے اندازسے بلکہ اُسّے بہی کم ہوتے ہین سو اسطرح کا فاحش اختلاف
عام کی تکلیف مین کسیطرح مناسب نہین ہے اور باوجود اسکے جو جو مفسدے اور خرابیان شب کے اجزأ
شایعہ متفرقہ کی تکلیف مین لحاظ کئے گئے ہین وہی خرابیان یہان بہی موجود ہین چنانچہ لا یعنے اور بیفائدہ
علمونمین توغل کرنا اور مقصد کو چہوڑکے وسیلونمین مشغول ہونا اور نجوم کی تاثیرونکے اعتقاد کا خوف
ہونا یے سب باتین یہان بہی موجود ہین پہلی تکلیف کو ترک کرنا اور اس تکلیف کو باقی رکہنا اور بجالانا
ایسی مثل ہوئی جیسے عرب مین مشہور ہے کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ یعنے پانی سے
بہاگا اور پرنالے کے نیچے جا کہڑا ہوا دوسرا سوال یہہ ہے کہ اگر یہہ تکلیف ایسے مفسدونکو شامل تہی
بلکہ تکلیف ما لا یطاق تہی تو اول سورتمین کیون نہ ذکر فرمایا اور پہلے سے اسطرح کی وسعت کیون نہ کردی
اور ایکسال بہر برابر کسواسطے پیغمبر کو اور انکے یارونکو محنت اور مشقت مین ڈالا اسکا جواب یہہ ہے کہ علم الٰہی مین
اس امت مرحومہ کے حال کیواسطے یہی وسعت اصلح تہی لیکن صاحب امر اور نہی کا دستور ایسا ہے کہ
جب کوئی مشکل کام کسی سے کرانا منظور ہوتا ہے تو پہلے اُسّے زیادہ مشکل کام کا حکم فرماتے ہین
اور تہوڑے دنون اُسکو اُس رنج اور مشقت مین رکہتے ہین پہر بعد اسکے وسعت اور تخفیف کردیتے ہین
تاکہ اس تخفیف کے نعمت کی قدر پہچانے اور یہہ وسعت اسکے دلمین عظمت پیدا کرے اور اسکام کی محنت
اور مشقت اسکے حوصلے کے سامنے ہلکی ہوجاوے اور یہہ بوجہہ کہ وہ کام جسطرح منظور تہا جیسے ہوسکا
اسواسطے تخفیف ہوگئے تو ہمیشہ شرمندگی اور خجالت اسکے پیش نظر رہے گی اور صاحب امر اور نہی
کے لطف اور کرم کا ہر وقت امید وار رہے گا سو اگر پہلے سے اسی کام کو جو مطلوب ہے حکم فرماتے تو

یہہ سہولت اور اسانی ہرگز حاصل نہوتی اور رات کے جاگنے اور نماز تہجد کے ادا کرنے مین باوجود اس
وسعت اور تخفیف کے پہر بہی جو گرانی اور مشقت ہی کچہہ چہپی نہین ہی اگر پہلے ہی سے اسی امر مخفف
کی تاکید ہوتی تو لوگو نپر بہت شاق اور گران ہوجاتا اور اگر کوئی شخص اس تمام محنت اور مشقت کو اٹہاکے
اسکو ادا بہی کرتا تو تکبر اور غرور کے مرض مین مبتلا ہوجاتا سو ان سب آفتون سے بچاؤ اسی صورت مین تہا
کہ پہلے انکو مدت معین کی تکلیف دیجاوے پہر جب وے ایک سال تک اس مدت معین کے دریافت مین رنج
اور محنت اٹہالین اور راتکے انقلابکو ہر موسم اور ہر فصل کے الٹ پہیر مین دریافت کرلین کہ کبہی چہوٹی ہوجاتی
اور کبہی بڑہ جاتی ہی اور اپنی عاجزی اور ضعف کے قایل ہون کہ مدت معین کی دریافت اور ماموربہ پر
اقامت جیسے کہ حق ہے نہین ہوسکی تب مستحق اسبات کے ہوئے کہ ہم پر تخفیف اور وسعت کیجاوے اور معراج کی
حدیث مین جو تواتر سے ثابت ہے کہ پہلے پچاس نمازونکا حکم ہوا تہا پہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض معروض
سے آہستہ آہستہ تخفیف کرکے پانچ نمازونکا حکم مقرر ٹہرا اسکا بہید بہی اس تقریر سے کہل گیا اور اگر کوئی شخص
دنیاوی معاملات مین جیسے بیع اور شرا اور خراج کی تحصیل اور قرض خواہون اور حق والون سے صلح کرنے
مین تامل اور غور کرے تو اسکو اسباتکا یقین حاصل ہوجاوے کہ اپنے ما فی الضمیر کو اول مرتبے
کہول کے کہہ دینا اکثر انکار کا سبب پڑتا ہی اور مقابل والا تیزی پر آجاتا ہی اور معاملہ خراب ہوجاتا ہے چنانچہ
عامل اور تحصیلدار زمیدارون اور کسانون سے پہلے زیادہ طلب کرتے ہین پہر تہوڑے پر راضی ہوتے ہین
اور اسیطرح سوداگر اپنی چیز کی پہلے قیمت زیادہ کہتے ہین پہر تہوڑے پر راضی ہوتے ہین اور اسیطرح ہر
مدعی پہلے زیادہ دعوی کرتا ہی پہر آخر کو تہوڑے پر صلح کرتا ہی اور جو یہہ طور انسانکی جبلی اور پیدایشی چیز ہے
چنانچہ عرب مین مثل مشہور ہی کہ خُذ بِالْمَوْتِ حَتّٰی یَرْضٰی بِالْحُمّٰی یعنے پکڑ موت پر تاکہ راضی ہو
بیماری پر سو تکلیف کے مقدمے مین حقتعالی کے معاملے بہی بندونکے ساتہہ اسی طور پر ظہور کرتے ہین جب
اس ہندی مثل کے سے ہر کیسے جیسے تیسے اسیواسطے حقتعالی فرماتا ہے کہ تمہاری عاجزی اور نادانی
جبنے دریافت کرکے تمپر رحم کیا فَتَابَ عَلَیْکُمْ پہر سہولت اور اسانی کی تمپر اور شب بیداری اور تہجد
گذاری اور قران خوانی کی مدت کی تعیین کو تمسے بالکل معاف کردیا اور لغت مین توبہ کے معنے رجوع کرنیکے

ہین عارضی حالت سے اصلی حالت کیطرف اور یہہ لفظ جب بندونکے حقمین بولی جاتی ہی تو گناہ سے
بندگی کیطرف رجوع کرنا اسسے بوجہا جاتا ہی چنانچہ اسجگہہ پر بہی یہی مراد ہی اور جب سہولت اور آسانی
تمسے مقصود ہوئی تو فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پہر پڑہو جو آسان ہو تمپر قران سے رات کو
جاگ کے تہجد کی نماز مین اور کم سے کم دس آیتین دو رکعت مین پڑہنا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ رَكْعَتَانِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا یعنے دو رکعتین پڑہنا پچہلی آدہی راتکو بہتر
ہین دنیا سے اور جو کچہہ دنیا مین ہی اور بہت بہتر اور اعلے طور یہہ ہی کہ ساتوان حصہ قران شریف کا تیرہ
رکعتونمین پڑہے اگر وتر باقی ہو نہین تو بارہ رکعتونمین پڑہے اور بعضون نے تیسرا حصہ یعنے دس سیپارہ
تک ایک راتکو پڑہنا جایز رکہا ہی اسسے زیادہ نہین بہتر ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ
جس نے قران شریف کو تین دنسے کم مین ختم کیا تو وہ بڑا کم فہم اور نادان ہی اسواسطے کہ قران شریف
کی تلاوت سے مطلب یہی ہے کہ اسکے معنونمین تدبر اور تعمق کرکے بوجہنا اور تین دنسے کم مین اکثر لوگونکو
یہہ بات حاصل ہونا مشکل ہی اور سوا اسکے ترتیل اور تجوید تو بالکل فوت ہو جاتی ہی پہر قران
قران نہین رہتا ہی اور اگر تمہارے دلونمین ای کامل ایمان والو جو ریاضت اور مشقت پر حریص ہو ایسا
خیال گذرے کہ شب بیداری کیواسطے مدت کی تعیین خواہ اجزاء شایعہ سے ہو خواہ معینہ سے ہو
البتہ تکلیف مالایطاق کی سبب تہی اور جو جو مفسدے کہ مذکور ہوے ہین انکے پائے جانیکا بہی سبب
تہی لیکن مدت کی تعیین قران شریف کی قرأت کی قدر تو ہمارے واسطے بہت مناسب تہی اور اسمین
کوئی مفسدہ بہی نتہا پہر مدت کی تعیین کو بالکل کیون موقوف کر دیا اگر قران شریف کے جزون اور
حزبون پر اس مدت کو منطبق کرکے مقرر کر دیا ہوتا تو کیا اچہی بات تہی یعنے یون ارشاد ہوتا کہ مثلاً
پانچ سیپارے یا چار سیپارے یا ہزار آیتین یا پانچ سو آیتین یا چار چار رکوع ہر رکعت مین پڑہا کرو
تو اس خیال کا جواب حقتعالی دیتا ہی کہ ازل الآزال مین حقتعالی نے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ
مَّرْضٰى جان لیا ہی کہ البتہ ہونگے تم مین سے بیمار اور بیماریان بہت مختلف ہوتی ہین چنانچہ بعضی بیماری
ایسی ہوتی ہی کہ اسمین ایک آیت پڑہنے کی طاقت نہین ہوتی ہی ایک سیپارہ یا ایک سورت

پڑہی جاتی ہی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور کتنے دوسرے ہونگے جو سفر مارین گے
زمین مین اور بڑے دور دراز سفر کرینگے لیکن وے سفر ایسے نہین ہین جو ممنوع اور حرام کر دئیے
جاوین اسواسطے کہ اُن سفرونمین یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ طلب کرتے اور ڈہونڈھتے ہونگے
فضل خدا جلشانہ کا یا ظاہری فضل جیسے رزق کی تلاش اور نوکری اور تجارت وغیرہ یا باطنی فضل
جیسے طالب علمی اور حج اور عمرہ اور صلحا اور اولیا کی زیارت تاکہ انکی صحبت سے دل کو روشنی حاصل ہووے
اور یہہ امر ظاہر ہی کہ سفر مین ماندگی غالب ہوتی ہی اور آدمی تہک جاتا ہی ایک ساعت کہڑا ہونا
اور ایک سورہ پڑھنا اسے دشوار ہوتا ہی پہر سو آیتین اور ہزار آیتین کس سے پڑہی جاتی ہین وَاٰخَرُوْنَ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور کتنے دوسرے ہونگے کہ لڑائی اور جہاد کرین گے اللہ تعالی راہ
مین دین کے دشمنون سے سو ان لوگونکو اگر قران شریف پڑہنے کی تعداد مقرر کرکے تکلیف دین
ہم تو قتال اور جہاد مین قصور واقع ہو اور یے تینون عذر جو بذکور ہوے ہین اعتبار کے قابل ہین اسواسطے
کہ بیمار ہونا اپنے اختیار مین نہین ہی حقتعالی کے ارادے سے متعلق ہی اور روزی کی طلب زندگی اور بدنکے
قیام کیواسطے اور علم کی طلب دین کی تکمیل کیواسطے آدمی کو ضروریات سے ہی اور جہاد کرنا اور دین
کے دشمنون سے لڑنا عقیدون اور عملونکی اصلاح کیواسطے اور اپنے بنی نوع کی تکمیل کیواسطے بہی ضرور ہے
اور ان تینو عذرونکا اس ترکیب سے بیان کرنا ہی اسی وجہہ سے ہے جو ہر ایک مین بیان ہوتی یعنے
جو عذر کہ اپنے اختیار مین نہین ہے وہ سب پر مقدم ہی خصوصًا وہ چیز جو بدن سے علاقہ رکہتی ہو جیسے
بیماری اسواسطے کہ بدن آلہ اور واسطہ ہی عبادت کا اور جو عذر کہ اپنی ذات کی معاش اور معاد کی
تکمیل سے متعلق ہی وہ مقدم ہی اُسسے جو بنی نوع کی تکمیل سے علاقہ رکہتا ہی اور جو تم مین سے
بعضونکو یہہ عذر درپیش ہونا ضروری ہین اور واجبۃ الاعتبار ہین اس سبب سے قران شریف کے ورد
تعین کی علی العموم تکلیف دینا مناسب نہوا فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ سو پڑہو جتنا آسان ہو تمپر قران
بدون تعیین قرأت کے جسطرح پہلی تخفیف مین قرأت کی مدت کی تعیین کو موقوف کیا تہا ہمنے اور اگر اس
شب بیداری اور تہجدگذاری کی مدت کی تعیین موقوف ہوجانے مین تمکو خوف اسبات کا ہوا کہ ایسا نہو

ہماری ریاضت اور مجاہدہ میں قصور اور فتور واقع ہوئے اسواسطے کہ آدمی کا نفس بدون دریافت کئے عمل کی مدت کے کسیکام میں مقید نہیں ہوتا ہے تم یہہ خوف مت کرو اور خوب سوچو کہ حقتعالی نے جو چیز معین کرکے تمپر فرض کردی ہیں وے بہت ہیں انہی کے ادا کرنے میں جہانتک ہوسکے کوشش اور سعی کرو وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ اور قایم رکھو نماز کو جو پانچ وقت گنتی کی رکعتیں تمپر فرض ہیں اور نماز کا قایم کرنا بڑا مجاہدہ ہے اسواسطے کہ اقامت کے معنے راست کرنے کے ہیں اور نماز اسوقت راست ہوتی ہے جب کسیطرح کا خلل اسکے دل اور زبان اور اعضا کے عمل میں واقع نہو پھر خواہ وہ عمل فرض ہو یا سنت ہو یا مستحب ہو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور دیتے رہو زکوۃ کو جو سال گذرنے کے بعد تمہارے مال میں ایک اندازہ مقرر کردیا ہے اور زکوۃ کا ادا کرنا بہی بہت بڑا مجاہدہ ہے اسواسطے کہ مال کی محبت کو دور کرنا نفس پر بڑا شاق ہے اور اس سے بہی ایک بڑا مجاہدہ جو نفس پر بہت بہاری اور شاق ہے وہ بہی ہم تمکو بتلاتے ہیں وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور قرض دو حقتعالی کو اچھی طرح کا قرض دینا حاصل کلام کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے محتاج بندونکو قرض حسنہ دو اور سود اور فائدہ اُنسے مت لو اور مانگنے کے وقت سختی اور تنگ طلبی مت کرو اور اگر اُنسے سب نہو سکے اور کچھہ کم دیوین یا وعدہ سے دیر ہوجاوے تو ان سب باتونکو اُنسے قبول کرو اور بار بار تقاضا پر منت اور احسان مت رکھو یہی وہ قرض ہے جسکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی راتکو بہشت کے دروازے پر لکہا ہوا دیکہا کہ جو خدا کی راہ میں ایکدرم خیرات کرے اسکے واسطے دس درم کا ثواب لکہا جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالی کیواسطے ایکدرم قرض کسیکو دیوے تو اسکے واسطے اٹہارہ درم کا ثواب لکہا جاتا ہے آپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچہا کہ قرض دینے کے ثواب کی زیادتی کی کیا وجہہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جو شخص خدا کی راہ پر دیتا ہے تو کبہی اسکا دینا محتاج کو پہنچتا ہے اور کبہی غیر محتاج کو اور آدمی قرض نہیں مانگتا ہے مگر محتاج ہونے کے سبب سے اس سبب قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہوا پہا نہر جاننا چاہئے کہ اسطرح کا قرض دینا نفس پر بہت بہاری اور دشوار ہے اور بڑا مجاہدہ چاہتا ہے اسواسطے کہ آدمی کی پیدایش یہہ بات ہے

کہ اپنے مالکو بدون لالچ نفع کے خرچ نہین کرتا ہی پہر وہ منفعت دنیا کی ہو یا آخرت کی اور اسطور
قرض دینے مین کسیطرح کی منفعت اس دینے والے کے خیال مین نہین آتی ہی اسواسطے کہ یہہ صدقہ بہی
نہین ہی تاکہ صدقہ کا ثواب اسکو ملیگا اور یہہ بدلا بہی نہین ہی تاکہ اس مال کی عوض مین کوئی دوسری
چیز اسکی برابر یا اسسے زیادہ اسکو حاصل ہوگی بلکہ ظاہر مین اپنے مال کو بے وجہہ قید مین ڈالنا اور پہنسانا
ہی سو اسی وجہہ کے سبب سے اس قرض کے ثوابکو صدقہ کے ثواب سے دونا کیا اور اسکے دونے ہونے کی
توجیہہ یہہ ہی کہ صدقہ دینے مین ایک درمکا دس گنا ثواب ہوتا ہی اور یہان ایک درم تو قرض دیا ہے
اور وہ درم جو قرض ہی تو اس تک پہر کے بہی آویگا اسواسطے کہ اسکا مطالبہ بہی باقی ہی تو ایکدرم قرض
حسنہ دینے مین گویا نو درم صدقہ دیئے اور نوکو جو دونا کرو تو اٹہارہ ہوتے ہین واللہ اعلم باسرار افعالہٖ
یعنے حقتعالی اپنے فعلونکے بہید سے خوب واقف ہی وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ اور جو آگے بہیجوگے اپنی ذات
کے نفع کیواسطے تاکہ عاقبت کا ذخیرہ ہووے مِنْ خَيْرٍ بہتر سے کسی جنس کی ہو خواہ نقل نماز ہو خواہ نفل روزہ
ہو اور خواہ نفل صدقہ ہو اور خواہ شب بیدار ہو یا دوسری کوئی عبادت بدنی ہو یا مالی ہو تَجِدُوْهُ
عِنْدَ اللّٰهِ البتہ پاؤگے اسکے اثر کو اللہ تعالی کے پاس هُوَ خَيْرًا وہ اثر بہتر ہوگا تمہاری ان نیکیوں سے
جنکو دنیا مین تمنے کیا ہوگا اسواسطے کہ وہ اثر قرب الہی کا مزا تمکو چکہا دیگا وَاَعْظَمَ اَجْرًا اور بہت بڑا
ہوگا ازروے ثواب کے آخرت مین کمیت مین بہی اور کیفیت مین بہی اور بقا و عدم فنا مین بہی سو تمہارے واسطے
نفل اور تطوع کی عبادت مین بڑی گنجایش ہے نفس کے مجاہدہ اور مشقت کیواسطے اور اگر باوجود ان
طاعتونکے پہر بہی تمکو گناہونکا خوف اور دہشت ہووے تو اسکا علاج بہی ہم تمکو بتلائے دیتے ہین کہ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اور بخشش طلب کرو اللہ تعالی سے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک
اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی تمہاری تقصیرونکو بندگیونکے ضمن مین بخش دیگا اور ان بندگی اور
عبادتونکے ثوابکو کامل اور پورا کرکے تمکو عنایت کریگا اور گناہونکی تاریکیونکو تمسے بالکل دہو ڈالیگا
اور دور کر دیگا بس اتنا بوجہہ لینا چاہئے کہ استغفار تنقیہ دائمی کے قایم مقام ہی یعنے جسطرح تنقیہ
بدنکی صحت اور مرض سے بچاؤ کیواسطے اکسیر اعظم ہی پہر جو ہمیشہ تنقیہ کئے جاتا ہی اسکو ریاضت

اور ورزش کی بدنکی تندرستی کیواسطے کچھ احتیاج نہین ہے تو دیکھو اسکا بدن صحیح رہیگا اور مرض پاس نہ آویگا اسی طرح جو شخص استغفار کی مداومت کریگا وہ گناہون کی آلایش سے ہمیشہ پاک اور صاف رہیگا

سُورۃُ المُدَّثِّر

یہہ سورت مکی ہے اسمین چھپن آیتین اور دوسو چھپن کلمے اور ایک ہزار دس حرف ہین اور اس سورتکا اول ابتداء نبوت مین اور قران شریف کے نزول کے شروع مین نازل ہوا ہے کہتے ہین کہ سورہ اقرا کی اول آیتونکے بعد اسی سورتکی اول آیتین نازل ہوئی ہین اور بعضونکے نزدیک سورۂ نون والقلم اس سورت پر مقدم ہے نزول مین اور اس سورت کے اترنیکا سبب یہہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ اقرا کے نازل ہونے کے بعد کمال اشتیاق قران شریف کے نزول کا پیدا ہوا لیکن باوجود اشتیاق کی زیادتی کے ایک مدت گذری کہ وحی نہ آئی اور اس مدتکو فترۃ الوحی کی مدت کہتے ہین اور وحی کے نہ آنیکے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج اور الم رہتا تہا چنانچہ کئی مرتبے آپ اس ارادے سے گہر سے باہر نکلے کہ کسی پہاڑ پر چڑہکے اپنی تئین نیچے گرا کے ہلاک کیجے اور اکثر حرا پہاڑ پر جو اول سے آپکی عبادت اور اعتکاف کا مکان تہا جاتے اور وہان خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کرتے ایک روز حرا پہاڑ سے لوٹتے ہوئے آپ گہر کو تشریف لاتے تہے راہ مین ایک آواز آسمانکی طرف سے آپ کے گوش مبارک مین آئی آپنے نظر اوپر کو اٹہائی دیکہا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا مین آپکے پاس آیا تہا آسمان اور زمین کے درمیان مین زرین کرسی پر بیٹہا ہے اور اتنی بڑی شکل ہے کہ تمام کنارے آسمان اور زمین کے اُس سے بہر گئے ہین اور چہہ سو پر اُسکے ہین اور اُن سب پر موتی اور یاقوت لٹکے ہوئے ہین یہہ حال دیکہتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غش آگیا اور زمین پر آپ گر پڑے تہوڑی دیر مین جو ہوش آیا تو جسطرح بنا اپنی تئین گہر تک پہنچایا اور اپنی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے آپنے فرمایا کہ مجھکو لرزہ و جاڑے سے معلوم ہوتا ہے کچھہ کپڑا اوڑہا دو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپکو

انکی کپڑے اُتارنے اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان سے نزول فرمایا اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہڑے ہوکر یہ آیتین پڑہین کہ یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ
فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ پہر بعد اسکے وحی کا آنا پیدرپے شروع ہوا اور اس سورتکے
ربط کی وجہ سورۂ مزمل سے ظاہر اور کہلی ہوئی ہے اتنا فرق ہے کہ اُس سورتکے اول مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سلوک راہ خدا کے لازمے اور نفس کا مجاہدہ اور حقتعالی کی نزدیکی حاصل کرنیکو فرمایا
ہی اور اس سورتمین خلق اللہ کی رہنمائی اور ہدایت کے لازمے کو فرمایا ہی اور مرتبہ کمال کا مقدم
ہی تکمیل کے مرتبے پر اسیواسطے سورۂ مزمل کو اس سورت پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقدم لکہا ہی اور
کلام کی روش اور لفظین مستعمل اور مضمون متفرق دونون سورتونکے آپسمین بہت مناسبت رکہتے
ہین اُس سورتکے اول مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزمل کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے
اور اس سورت مین مدثر کے خطاب سے اور یہ دونون خطاب معنونکے لحاظ سے آپسمین قریب
ہین اور اُس سورتمین فرمایا ہی قُمِ اللَّيْلَ اور اس سورتمین فرمایا ہی قُمْ فَاَنْذِرْ لیکن اُس سورتمین اٹہنا
راتکا اپنے نفس کو کامل کرنے کیواسطے ہی اور اس سورتمین خلق اللہ کو کامل کرنے کیواسطے ہی اور اُس سورتمین
فرمایا ہی وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور اس سورتمین فرمایا ہے وَلِرَبِّكَ
فَاصْبِرْ اور اُس سورتمین فرمایا ہی وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا اور اس
سورتمین ہی ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا اور اُس سورتمین قیامت
کے دن کے اوصاف مین یون ارشاد ہوا ہے کہ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ ط وَيَوْمًا
يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا اور اس سورتمین اُسی قیامتکے دنکے اوصاف مین ایسا ارشاد ہوا ہے
فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ اور اُس سورتمین قرآن شریف
کی آیتونکے حقمین یون ارشاد ہوا ہی کہ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ اور اس سورتمین بہی قرآن شریف
کے حقمین یون ارشاد فرمایا ہی کہ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ اور اُس سورتکی تمامی اس آیت
پر واقع ہوئی ہی کہ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا گویا

مسلمانونکو ان عملونکی وصیت فرمائی ہی اور اس سورتمین جو قیامت کے دن ان عملونکے ترک پر حسرت اور افسوس کرکے کافر کہین گے سو انکے قول کو حکایت کیطور پر نقل فرمایا ہی کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ اور اُس سورتکو اس مضمون پر تمام فرمایا ہے کہ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اس سورتکو بہی اُسی مضمون پر تمام فرمایا ہی کہ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور اس سورتکا نام سورۂ مدثر اس سبب سے رکہا ہی کہ اس سورتکے اول مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدثر کرکے خطاب فرمایا ہے اور مدثر عرب کی لغت مین اس شخص کو کہتے ہین جو ایک کپڑا لباس چہوڑ کر کپڑونکے اوپر سے اوڑہ لے جیسے دوہر یا رضائی یا چادر یا کمل تاکہ وہ کپڑا سردی اور لرزہ کو دفع کرے سو یہہ دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ وحی الہی کا نزول اسقدر عظمت اور بزرگی رکہتا ہے کہ جو شخص تمام مخلوقات سے قوی تہا اور کسی چیز سے نہین ڈرتا تہا اور شجاعت اور دلاوری اور حوصلہ کی کشادگی اسکی تمام جہان مین مشہور تہی بلکہ اس بات مین سب لوگ اسکی مثال دیتے تہے سو وہ شخص اس وحی کے نزول سے اسقدر خوف مین آگیا کہ اُسکا بدن تہرتہرانے لگا اور اُسنے یہہ خوف سنبہالا نگیا پہر جو لوگ چاہتے ہین کہ ہمارے اوپر وحی نازل ہووے بلکہ یون کہتے ہین کہ اگر حقتعالے کو ہماری ہدایت اور رہنمائی منظور ہی تو ہمارے ہر ایک کے پاس وحی کیون نہین بہیجتا اور یون کیون نہین کرتا اور وون کیون نہین کرتا سو اُن لوگونکو کیا وحی کی عظمت معلوم نہین ہی کیون اپنے دل کے بودے ہین اور اپنی بے صبریکو جان بوجہہ کے چہپائے ڈالتے ہین اور دیکہہ بہال کے اندہے بنے جاتے ہین چنانچہ اس سورتکے آخر مین ان لوگونکی بیہودہ گوئی کا بیان آویگا یعنے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً اور ارشارہ اسبات کی طرف بہی ہی کہ جو شخص جس منصب کی پوشاک پہنتا ہی تو اُس منصب کے لوازمات کو بجالانا اُسپر ضروری ہوجاتا ہی جیسے مشیخت کا خرقہ اور جُبہ اور قضا اور افتا کی چادر اور احتساب کی خلعت اور سوا اُسکے دوسری جو شرعی خدمتین ہین اور اگر پوشاک کسی منصب کی پہنے کے اُسکا حق ادا نکرے تو وہ شخص جہوٹہا دغاباز مکار ہی اللہ تعالی پناہ دے ہم سبکو ایسی بُری چیز سے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وحی کے فرشتہ کو دیکہہ کر دہشت اور خوف کہا کر گہر مین

تشریف لائے اور بالا پوشش کو اوڑہا اور پہلے بہی اسی قسم کا معاملہ ہو چکا تہا تو گویا آپ
اہلبیت کے نزدیک آپکا بالا پوشش کا اوڑہنا وحی کے نزول کا نشان ہو گیا اور انہون نے دریافت
کر لیا کہ جب بالا پوشش آپ طلب کرین تو جان لینا چاہئے کہ وحی کا نزول آپ پر ہوا ہے
حقتعالی کا حکم ہوا کہ اب تو تم اس علامت سے مشہور ہو گئے کہ بار بار تمپر وحی آتی ہے اور اس وقت
بالا پوشش تم اوڑہتے ہو تو اب تمکو چاہئے کہ اس خدمت کا حق ادا کرو اور اپنے کام پر مستعد
اور تیار ہو جاؤ اور یہہ بہی ہے تا کہ محبوبیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردگار کی حضور مین
خلایق کے نزدیک ثابت اور مشہور ہو جاوے اور جو شخص اس سورتکو پڑہے یا سُنے تو انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کے کمال کے درجے کو دریافت کر لے یعنے دنیا مین جسطرح کسی
عاشق کو اپنے معشوق کی اگر کوئی وضع یا ادا اچہی معلوم دیتی ہے اور دلپر کہپ جاتی ہے
تو اسی وضع کر کے اسکو یاد کرتا ہے اور پکارتا ہے جیسے ع او دامن اُٹہا کے جانیوالے یا
او سرخ پگڑیوالے یا او بڑی زلفون والے سو اسیطرح سے حقتعالی جلشانہ کو یہہ لباس اور یہہ
وضع اپنے محبوب کا بہت پسند آیا اسیواسطے اسی وضع کر کے آپکو مخاطب کر کے بار بار فرماتے ہین
یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ واللہ اعلم بحقیقت الحال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ای شخص بالا پوشش اوڑہے ہوے وحی کے فرشتے کے آنے کے ڈر سے
تمکو ڈرنا اور خوف کرنا نچاہئے بلکہ تمہارا حق اور تمہارے سزاوار تو یہہ بات ہے کہ تم دوسرونکو
ڈراؤ اور حقتعالی کا خوف انکو دلاؤ قُمْ فَاَنْذِرْ اُٹہو اور ڈراؤ لوگونکو حقتعالی کے عذاب سے
اور نبوت کا منصب اگرچہ دونون چیزونکو چاہتا ہے یعنے خوف دلانا اور خوشخبری سُنانا لیکن
جو ڈرانا عام ہے اسواسطے کہ کوئی فرد انسان کی تقصیر سے خالی نہین ہے بخلاف بشارت کے کہ وہ
متقی اور نیکو کارونکے واسطے خاص ہے اور جس کام کا فایدہ عام اور سبکو شامل ہوتا ہے وہ بہت

ضروری ہوتا ہی بخلاف احکام کے جو خاص ہوتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو خوف کہا گئے تہے تو ڈرانے کا حکم بہی بہت مناسب ہوا اور یہہ بہی ہی کہ جسوقت مین یہہ سورت
نازل ہوئی تہی اُسوقت تمام جہان کفر اور برائیون سے بہرا ہوا تہا خوشخبری کی لیاقت کوئی نہین رکہتا
تھا بو تہا وہ ڈرانے ہی کے لایق تہا ان باتونکے لحاظ سے اسجگہہ فقط انذار ہی پر اکتفا فرمایا
اور جو حقتعالی کے عذاب سے لوگونکو خوف دلانا بغیر بیان کرنے اس عذاب کی عظمت کے ممکن نتہا اور
اسیطرح اُس عذاب کا متحمل ہونا یا اسکے دفع کی کوئی تدبیر کرنا بہی ممکن نہین ہی اور اُس عذاب کی
عظمت اور لاعلاجی بغیر بیان کرنے عظمت اس ذات پاک کے جو عذاب کریگا متصور نہین ہی سب یعنے
اسکی قدرت کی برابر کوئی قدرت نہین رکہتا اور اسکے علم کی برابر کسیکا علم محیط نہین ہی پہر اُسسے
بہاگنا اور پوشیدہ ہونا اسطور پر کہ اُسے معلوم نہو یہہ کسیطرح ممکن نہین ہی سو تمکو ایک اور چیز بہی کرنا
چاہئے وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور اپنے رب کو بزرگی اور عظمت سے یاد کرو اور ان لوگونکو بہی خوب طرح
سمجہا دو کہ کوئی شخص اسکے علم کے محیط ہونے مین اور اسکی قدرت کے عام ہونے مین اسکی برابری نہین
کرسکتا اور کوئی چیز چہوٹی ہو یا بڑی اسکی ذات سے باہر نہین ہی اور کیسی ہی مشکل چیز ہو لیکن اسکی
قدرت کے سامنے بے حقیقت محض ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اِس تکبیر سے نماز کی تکبیر مراد ہی جو
ابتداء تحریمہ سے نماز کے آخر تک ہر انتقال مین اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی
کہ اُسوقت اہل اسلام کے عرف مین تکبیر کہنا خوشی اور شادی کی علامت تہی سو گویا یون ارشاد ہوتا ہی
کہ اب خوش ہوا اور خوف مت کرو کہ ایسا بڑا منصب ہمنے تمکو عنایت کیا اور پیغمبری کی خلعت تمکو پہنائی
اور اِس تفسیر کو تائید دیتا ہی وہ مضمون جو بعضی روایتون مین آیا ہی کہ حضرت جبریل علیہ السلام
سے جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت سنی تو آپنے پکار کر کہا اللہ اکبر پہر آپکی زبان سے سنکر
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بہی تکبیر کہی پہر تمام آپکے گہر والون نے آپکی متابعت سے تکبیر کہی
اور سب خوش ہوے اور جانا کہ یہہ لرزہ اور خوف وحی کے نازل ہونے کے سبب سے تہا کوئی خوف
کی بات نتہی پہر اُسوقت سے مسلمانون مین تکبیر کہنا خوشی اور شادی کی علامت ٹہر گئی یہی وجہہ ہی کہ

عیدین اور حج اور تشریق کے دنونمین تکبیر واجب کردی گئی کہ ہر نماز فرض کے بعد پکار کر تکبیر کہا کرو اور تکبیر کا اُن دنونمین اور پنجوقتہ ہر نماز کے اوّل مین واجب ہونا اور تسبیح اور تحمید کا کسی وقت واجب نہونیکا بہید یہہ ہے کہ یہہ ذکر خاص اہل توحید اور اہل اسلام کا ذکر ہی اسواسطے کہ حقتعالی کے ساتھہ کسی کمال کی صفت مین کسیکو برابر نجاننا خاص ایماندارون اور موحدونکا اعتقاد ہی بخلاف تسبیح اور تحمید کے مضمونکے کہ تمام بنی آدم کے گروہ اسکے معتقد ہین اور جو شخص حدیث کی کتابونکو اور صحابہ کے سِیَر کو تتبع کریگا تو اسکو اسبات کا یقین ہوگا کہ انکی کوئی مجلس اور کوئی نشست تکبیر سے خالی نہین رہتی تہی ہر نعمت پر تکبیر کہتے تہے اور ہر خوشی مین اسی کلمہ کو بلند آواز سے کہتے تہے اور لڑائی اور دشمنونکے مقابلہ کیوقت بہی اِسی کلمہ سے اپنے خاوند کی عظمت اور مقابل والونکی حقارت بیان کرتے تہے اور خوف کیوقت بہی اسی ذکر کی برکت سے استعانت اور مدد طلب کرتے تہے جیسے آگ لگنے کیوقت اور جن یا بہوت یا دوسری بلاؤنمین پہنس جانے کیوقت چنانچہ اذان اور اقامت مین بہی اسی کلمہ کو سر دفتر کیا ہی سو اس امر الہی کے مضمون پر عمل کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اسقدر اس امت مرحومہ مین رواج پایا تہا کہ حد اور حساب سے باہر تہا لیکن افسوس کہ چنگیز خانیون اور ترکونکے ملک اسلام پر غالب ہونے کے سبب سے اس امر کا رواج بلکہ تمام اسلام کی رسمونکا کم ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اب اِس زمانے مین ان باتونکا نشان بہی باقی نہین ہی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کیوقت مین قُسْطُنْطِیْنِیَۃَ کے قلعہ کو مسلمانونکی جماعت اِسی کلمہ کے زور سے فتح کرینگے اور اُس قلعہ کی شہر کی دیوار اُن مسلمانونکی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے گر پڑیگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوقت کی فتحونکے حال مین مذکور ہی کہ اصطخر کے قلعہ کی دیوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانونکی تکبیر کی آواز کے صدمہ سے جڑ سے گر پڑی تہی اور اسقدر اِس کلمہ نے تاثیر کی تہی کہ جب اُس دیوار کو اُٹہاتے تہے تو غیب سے تکبیر کی آواز آتی تہی اور اُس آواز کے صدمہ سے وہ دیوار جڑ سے گر پڑتی تہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اس کلمہ کے مضمونکو ہر وقت خیال کے سامنے رکہنا شرط

کی سب وجہونسے نجات بخشتا ہی اسواسطے کہ حقتعالی کی برابر کوئی چیز اسکی نظر مین نہین ٹہریگی اور مصیبتون اور آفتون کے ہلکا کر دینے مین اور خوفناک چیزونکی وحشت دل سے دور کرنے مین بہی یہہ کلمہ بڑے کام آتا ہی لیکن اس کلمہ کا مضمون ہر وقت اُسکے سامنے جب رہتا ہی کہ طہارت ظاہری اور باطنی دونون اُس شخص کو حاصل ہووین اسواسطے کہ پاک چیز کی عظمت اور ناپاک خیال دونون دلمین جمع نہین ہوسکتے تو اس کلمہ کا فایدہ حاصل کرنیکواسطے طہارت ظاہر اور باطنی ضرور ہوئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور اپنے کپڑے سو خوب پاک کر واسواسطے کہ پہلے آدمی کے کپڑے ہی پر نظر پڑتی ہی پہر اُسکے بعد بدن پر اور جب کپڑا پاک ہوا تو بدن جو کپڑے سے چہپا ہی بطریق اولی پاک ہوگا یہی وجہہ ہے کہ بدن کی طہارتکو پہانپر ذکر نہین کیا اسواسطے کہ بدنکی پاکی بالضرور بوجہی جاتی ہی یعنے کپڑیکو جو بدنسے علاقہ رکہتا ہی جب پاکی کا حکم ہوا تو بدن کہ جو مقصود بالذات ہی ضرور پاک رکہنا چاہئے اب اسجگہہ پر جاننا چاہئے کہ عرب کے استعمال مین ثیاب کی لفظ دو قسم پر بولی جاتی ہی ایک ثیاب ظاہری پر اور ایک ثیاب باطنی پر اور طہارت بہی دو قسم کی ہی ایک طہارت ظاہری اور ایک طہارت باطنی سو اس کلمہ کی تفسیر مین چار احتمال ہوسکتے ہین اور ان چارو احتمالونکو اکٹہا مراد لینا چاہیے اگرچہ عموم مجاز کیطور سے سبہی سو پہلا احتمال یہہ ہی کہ اپنے ظاہر کپڑونکو نجاستون اور پلیدیون سے پاک رکہو اسواسطے کہ ایماندار آدمی کو نماز فرض یا نفل مین یا ذکر الہی مین ہر وقت مشغول رہنا چاہئے اور ملائکہ اور پاک روحونسے مناسبت حاصل کرنا اسواسطے کہ اُستے یہی منظور اور مقصود ہے اور یہہ بات بغیر اپنا ظاہر پاک رکہنے کے حاصل نہین ہوسکتی ہی اگر اسمین کچہہ فرق ہی تو اتنا ہی کہ یہہ پاکی نماز مین فرض ہے اور نماز کے سوا فرض نہین ہی اور جن چیزونسے کپڑا پاک رکہنا چاہئے وے چیزین یے ہین پیشاب اور غلیظ اور منی اور مذی اور ودی اور قی اور خون اور پیپ اگر ہتہیلی کی برابر یا زیادہ ان چیزون سے کپڑا بہرا ہو تو اُس کپڑیسے نماز نہین درست ہے جبتک تین مرتبے دہو یا پہاڑ نلے اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اپنے ظاہری کپڑونکو معنوی نجاستونسے پاک رکہو اور معنوی نجاستین یے ہین جیسے غضب اور

چوری اور خیانت سے اور دوسرے حرام کسب سے وہ کپڑا نہ آیا ہو اور وے چیزین جنکا استعمال
حرام ہے وے بھی نہو وین جیسے مرد کو ریشمین کپڑا پہنا یا کپڑا تیار کرنے مین اسراف کرنا جیسے
کے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے رکھنا کہ یے سب چیزین ممنوع ہین ان سب سے بچنا اور پاک رہنا ضروری ہے اور تیسرا
احتمال یہہ ہے کہ کپڑے سے صفتین اور خلق مراد ہوں اسواسطے کہ عرب کے لوگ کبھی کپڑے سے اُس شخص
کی ذات مراد لیتے ہین اور کبھی آبرو اور کبھی نام اور مرتبہ اس شخص کا چنانچہ بولتے ہین کہ اَلْکَرَمُ فِی
بُرْدَیْہِ یعنے کرم کی صفت اسکے پاس ہے اور یون بہی بولتے ہین کہ فَلَانٌ طَاهِرُ الذَّیْلِ یعنے
فلانا شخص پاک دامن ہے و فلان نَقِیُّ الثَّوْبِ وَنَقِیُّ الْجَیْبِ یے سب مثالین اچھی صفتون پر دلالت
کرتی ہین اور اسمین مناسبت کی وجہہ یہہ ہے کہ کپڑا آدمی کے سب بدنکو لپیٹ لیتا ہے اور دور سے وہی کپڑا
دکھلائی دیتا ہے اور کپڑے ہی کے سبب سے ایک آدمی کی دوسرے آدمی سے امتیاز اور پہچان
حاصل ہوتی ہے تو گویا اسکی ذات اور اسکی خاص صفتون کے حکم مین ہوا تو اس احتمال سے اس آیت کے معنے
یون ہونگے کہ اے پیغمبر تم اپنی ذات اور اپنی آبرو کو بد صفتون اور بد خُلقون کی آلودگی اور بری تہمتون سے
بچائے رکھو اور چوتھا احتمال یہہ ہے کہ کپڑے سے مراد وہ بدن ہو جو استنجے کا اور دوسرے اعضاء مستورہ
کا محل ہے اور تطہیر سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہو اور پیشاب اور غلیظ کو خوب طرح سے دہونا اور
تمام بدنکو ہر ناپاکی اور گندہ چیز سے پاک صاف رکہنا الغرض ہر طرح سے ظاہر کی پاکی کو باطن کی
پاکی مین بڑی تاثیر ہے اور کپڑے کی صفائی دل کی صفائی کی ابتدا ہے خصوصًا اس شخص کی جسکی
عظمت اور بزرگی دلونمین بیٹہالنا اور اسکے کہنے کو واجب القبول کرنا منظور اور مقصود ہوتا ہے
تو اسکے کپڑے اور بدنکی پاکی مین زیادہ تر کوشش کرنا چاہیے تاکہ لوگونکے نزدیک گندگی کے
سبب سے حقیر نہو جاوے اور اسکے کہنے کا کوئی اعتبار نکرے لیکن اسجگہہ پر کپڑے کی پاکی بیان کرنا
منظور ہے جو ایماندار کو عبادت اور اعتبار کیواسطے ضروری ہے نفیس اور گران قیمت کپڑا ہونا مراد نہین ہے
اسواسطے کہ یہہ بات ایماندار کے منافی ہے مگر حقتعالی کی نعمت کے اظہار کیواسطے اور اسکے شکر کے ادا
کرنیواسطے کہ اس نیت سے پوشاک نفیس پہنا مستحب ہوجاتا ہے اور جب ظاہری اطہار کے بیان سے

کرہی مقدم ہی فراغت پا ہی تو اب باطنی طہارت کو جو مقصود بالذات ہی بیان فرماتے ہیں
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور جتنے پلیدی اور گندگی کی قسم ہین سو سب کو چہوڑ جیسے فاسد اعتقاد اور بد
خلق اور جہوٹہہ بات اور سب برے کام اور دوسری معنوی نجاستین جو کسی لذت کے ساتہہ دل کے
متعلق ہونے سے پیدا ہوتے ہین اور آدمی کی روح کو گندہ کرتی ہین اور اگر ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ سے
بموجب بعضے اُسکے احتمال کے باطن کی طہارت مین ان امور انکو بہی شامل کر دیجیے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
تو اس صورتمین اِس آیت کے مضمون او اُس آیت کے مضمون مین فرق یہہ ہوگا کہ اُس آیت مین اُن
باطنی امرون سے اجتناب منظور ہی جو ابہی حاصل نہین ہوے ہین چنانچہ فاهجر کی لفظ اسپر صریح دلیل ہے
اور یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ رجز سخت پلید کو کہتے ہین سو اُس آیت مین اُن کامونسے احتراز اور دوری منظور
ہی جو کبہی کبہی صادر ہوتے ہین اور انکی عادت نہین ہوئی اور اِس آیت مین بہی اُنہی کامونسے احتراز
منظور ہی لیکن جب اُنکی عادت ہو جاوے جسکو ہندی مین کہتے ہین کہ لت لگ گئی یا اُسکے قریب ہو جاوین
غرض کہ ہر طرح سے آدمی کو طہارت ظاہری اور باطنی عالم قدس علوی کے مناسب کر دیتی ہی اور اُس
عالم کے فیض کو حاصل کرنا انکی کمال مناسبت کے سبب سے ہوتا ہی اور اُس فیض سے مخلوقات کو فیضیاب
کرنا بہی آسان ہو جاتا ہی اور جو روح کی گندہ کرنیوالی چیزونسے جو باطن کو بالکل خراب کر دیتی ہے
دنیا کی طمع ہی اسیواسطے خاص کرکے بیان فرماتے ہین کہ وَلَا تَمْنُنْ اور احسان مت رکہو کسی پر
نہ قرآن کی تعلیم کا اور نہ احکام الہی کی تبلیغ کا اور نہ کار روائی اور حاجت برآری کا اور نہ کچہہ دینے کا
تَسْتَكْثِرُ اس غرض سے کہ شاگرد اور مرید بہت سے ہو جاوین اور اس سبب سے بڑا نام اور بڑا مرتبہ
حاصل ہووے اور پہر اِس سبب سے بہت مال ہاتہہ آوے بلکہ کوئی چیز کسی کو اس نیت سے مت دو کہ اسکی
عوض مین وہ زیادہ کرکے تمکو دیوے اسواسطے کہ یہہ بہی ایک قسم طمع کی ہی جو باطن کے گندہ کر دینے مین
نجاست کا حکم رکہتی ہے اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ اس آیت کے معنے یون ہین کہ احسان کیوقت بہی
کسی پر احسان مت رکہو اُس احسانکو بڑا احسان جانکے کہ مین نے فلانے شخص کے ساتہہ ایسا اور ایسا
کیا اسواسطے کہ احسان رکہنا ثواب کو مٹا دیتا ہے تمکو چاہیے کہ اُس احسان کی کچہہ بہی حقیقت مت جانو

بلکہ لینے والے کا احسان اپنے اوپر جانو کہ اس بے حقیقت چیز کو ہمسے قبول کیا اور ہمکو اجر اور ثواب کا مستحق کیا چنانچہ حضرت امیر المومنین مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب کوئی فقیر آپکے پاس سوال کرنیکو آتا تھا تو اسکو فرماتے تھے مَرْحَبًا بِمَنْ يَحْمِلُ زَادَنَا بِلَا آجِرٍ یعنے خوش آیا تو تاکہ اوٹہاوے ہماری آخرت کے توشہ کو بے مزدوری سو یہہ تیرا احسان ہے ہمپر اور جب ادمی کو یے سب چیزین یعنے حقتعالی کی عظمت اور ظاہر اور باطن کی طہارت اور دنیا سے بے طمعی حاصل ہوئی تو مشیخت اور ارشاد کی لیاقت اسمین پیدا ہوئی لیکن اس شخص کو باوجود ان سب چیزونکے حوصلہ کی فراخی ضرور ہے تاکہ خلق اللہ کی جفاؤنکا تحمل کرنا اور انکی ایذاؤنکو اوٹہانا اور انکی بدگوئی کو اپنے حقمین سننے کو گوارا کرے اور نفسانیت کو غالب نہونے دے والا انکی صحبت کو چہوڑ کے بہاگیگا اور بیابانون اور صحرا نشینونکی طرح سے اکیلا اور تنہا ہوکے بیٹہے گا مشیخت اور ارشاد کا کام سرانجام نکر سکے گا اسیواسطے اس امر کی بہی وصیت ارشاد ہوتی ہے کہ وَلِرَبِّكَ اور اپنے پروردگار کی رضامندی کیواسطے نہ خلقت کی خاطر داری کیواسطے فَاصْبِرْ سو صبر کر اور انکی ایذاؤنکو اوٹہاؤ اور باوجود رنج اور ایذا پہنچنے کے انکی صحبت سے کنارہ مت کرو تاکہ ارشاد اور رہنمائی کی خدمت سرانجام کو پہنچے اور ان دونون صبرونمین یعنے ایک حقتعالی کی رضامندی کیواسطے اور دوسرا خلق اللہ کی خاطر داری کیواسطے صبر کرنا انمین فرق کی علامت یہہ ہے کہ اگر غریبون اور مسکینونکی ایذا کا تحمل ویسا ہی کرلیجے جیسا کہ حکومت والون اور تونگرونکی ایذا اور حقارت کا تحمل کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ صبر اور تحمل حقتعالے کی فرمانبرداری کیواسطے ہے اور اگر غریبوں اور مسکینونکی ایذا کا تحمل کم کرتا ہے حکومت والون اور تونگرونکی نسبت سے تو معلوم ہوا کہ یہہ صبر اللہ تعالی کیواسطے نہین ہے بلکہ انہی کی خاطر داری کیواسطے ہے اور اگر یہہ خیال دلمین گذرے کہ یہہ کافرونکی ایذا کو اٹہانا اور اسپر صبر کرنے کا جو حکم ہوا تو بڑی سخت مصیبت مین ہم پہنسے اسواسطے کہ ہمکو نہ بدلا لینے کا حکم ہے اور نہ بہاگ کر علیحدہ ہوجانیکا حکم ہے بلکہ کافرونکو ہمپر غالب اور دلیر ہوجانیکی بات ہے اور ہماری مخالفت اور دشمنی اور ایذا رسانی انپر بہت آسان ہے تو اس خیال کے جواب مین حکم ہوتا ہے کہ یہہ سختی تمپر اور آسانی ان پر

دنیا کی زندگی کے چندروز ہی ہے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ پھر جب پھونکا جائیگا نقارے مین اورکوچ کی آواز ہوگی اور آخرت کا سفر آن پہنچیگا فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ سو وہ پھونکنا اورکوچ کی آواز دینا اس دن کے واقعون سے گویا يَوْمٌ عَسِيْرٌ ایک دن مستقل ہے جو نہایت سخت اور دشوار ہے اور اگرچہ اسدن ایکہی آواز ہوگی لیکن وہ آواز سختی اور شدت مین پورے دنکا حکم رکہیگی اسواسطے کہ اثر اسکا دیر تک باقی رہیگا اور اسدنکے واقعون مین سے کوئی واقعہ اُس سے زیادہ سخت نہوگا اور بعضے مفسرون نے ناقور کو صور پر حمل کیا ہے دور کی تشبیہ کے سبب سے اسواسطے کہ صور مین بلکہ جتنی چیزین دم کشی کی ہین اُن سب مین پھونکنے سے آواز نکلتی ہے اور جتنی چیزین کہال سے مڑہی ہوئی ہین جسطرح دف اور طبلہ اور دہول اور اسیطرح جتنی چیزین تار والی ہین جیسے ستار اور طنبورہ اور بین سو ان سب مین نقرا اور پھونکنے کے سبب سے آواز نکلتی ہے اور پہلے نفخ کو نقر کے ساتھہ تشبیہ دیتی تھے پھر اسکے بعد صور کو ناقور کے ساتھہ جو منقر فیہ کے معنو مین ہے سو اب نقر فی الناقور کے معنے یہ ہو کہ نفخ فی الصور لیکن کافرونپر سختی اور دشواری موت کیوقت سے شروع ہوتی ہے نہ نفخ صور کی ابتدا سے سو اس عبارتکا حمل موتکے آنے پر تمثیل کیطور پر یعنے موتکی تمثیل لشکر کے کوچ کے ساتھہ جنگ اور قتال کیواسطے مناسب معلوم ہوتی ہے اور حلیمی کتاب منہاج مین لایا ہی کہ نفخ صور کے سواے نقر دوسری چیز ہے اسواسطے کہ اخبار مین آیا ہے کہ ارواحونکے عدد کے موافق صور مین سوراخ ہین سو نفخ صور کا تو بیہوش کرنے اور مارنے کیواسطے ہوگا اسیواسطے نقر اور صور دونون کرینگے تاکہ آواز شدت اور سختی پیدا کرے اور عالم کی خرابی اور بلاکی کا سبب پڑے اور جب نفخ صور کا یعنے دوسری مرتبے ہوش مین لانے اور زندہ کرنے کیواسطے ہوگا تو اسوقت فقط نفخ ہوگا اسواسطے کہ غرض اس نفخہ سے ارواح کا پہونچانا انکی بدنونکی طرف ہی اور یہہ بات فقط نفخ سے حاصل ہوسکتی ہے لیکن اس کلام مین بہی خدشہ ہے کہ نقر جو نفخہ اولی کا مقارن اور ملا ہوا ہے توکافرونپر شدت کا سبب کسواسطے ہوگا اسواسطے کہ کافر موتکو راحت جانینگے بلکہ اسکی آرزو کرینگے اور کہینگے يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ اور اگر کافرونپر سختی اور شدت ہوگی تو دوسرے نفخہ سے ہوگی اسواسطے کہ زبردستی انکو محشر مین کہینچ لاوینگے

اور حساب کتاب مین گرفتار کرینگے مگر یون کہا جاوے تو ہوسکتا ہی کہ وہی نفخۂ اولی کی شدت اس
شدت کا مبدأ ہی تو گویا شدت اور سختی کی ابتدا اسیوقت سے شروع ہوگی غرض کہ ہرطرح سے
خواہ موت اور برزخ کی شدت مراد ہووے اور خواہ قیامت کے ہولونکی شدت اور سختی مراد ہووے
لیکن حقتعالی کی عنایت سے ایماندارونمین اثر نکریگی بلکہ اُسدن کی شدت اور سختی عَلَى الْكَافِرِينَ
کافرونپر ہی فقط اسواسطے کہ اوّل وہلے مین اگرچہ ایماندار اور نیک بہی اس سختی مین گرفتار ہونگے
لیکن ایمانکی تاثیر سے اور پیغمبرون اور قران کی شفاعت سے وہ سختی آسانی سے بدل جائیگی بخلاف
کافرونکے کہ اُسدن اُنپر دمبدم سختی کی زیادتی ہوتی جاویگی غَيْرُ يَسِيرٍ ہرگز آسان ہونیوالی نہین
ہی جسطرح ایماندارونپر اُسدن آسانی ہوجاویگی یا جیسے دنیا مین کافرونپر آسانی ہوجاتی تہی
چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آخرت کے سفر کی اوّل منزل قبر ہے جسنے اوّل منزل مین شدت
دیکہی اور رنج کہینچا تو اسکو آگے چلکے شدت اور سختی اور زیادہ ہوتی جاویگی اور جسنے اس پہلی منزل
مین اس سختی سے نجات پائی تو اسکو اگلی منزلونمین اُسسے زیادہ آسانی ہووگی سو جب یہہ بات
معلوم کرلی تمنے کہ شدت اور سختی کا وقت کافرونپر اور ہمارے قہر کا ظہور ان کافرونسے عوض
لینے کیواسطے اس جہان سے گذرجانیکے بعد یعنے موت کے بعد ہی نہ دنیامین اور اس جہانکی زندگی مین اسواسطے
کہ اگر اس جہانمین بہی کافر شدت اور سختی مین گرفتار کئے جاوین تو ان کافرونکو برائی کرنے کی فرصت
اور مال اور اسباب اور دوسری دنیاوی فائدونسے نفع حاصل کرنیکی قدرت حاصل نہووے اور امتحان
اور آزمایش کے معنے ہی نپائی جاوین تو اب تمکو چاہیئے کہ انسے عوض طلب کرنے مین اور کفر کی
سزا انکو پہنچانے مین جلدی مت کرو بلکہ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا چہوڑ دے مجہکو
اور اسکو جسکو پیدا کیا ہمنے اکیلا کہ اسوقت نہ فوج رکہتا تہا نہ لشکر نہ جورو رکہتا تہا نہ اولاد اور قوت
رکہتا تہا نہ کپڑے اور نہ مال رکہتا تہا نہ اسباب وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا اور کردیا ہمنے
اسکے واسطے بہت سا مال کہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے علمانے کہا ہی کہ جو مال روز بروز زیادہ ہوتا
جاتا ہی وہ تین قسم کا ہوتا ہی اوّل زراعت اور کہیتی کا مال دوسرے مواشی کا مال تیسرے تجارت کا

مال اسواسطے کہ ان تینون قسمونمین جو کچھہ کہ حاصل ہوتا ہے خرچ سے زیادہ ہوتا ہے بخلاف دوسرے
مالونکے اور اس آیت مین ملک کافر خاص کیطرف اشارہ ہے جو مال اور اسباب کی کثرت سے قریش مین
مشہور تہا اسکا نام ولید بن مغیرہ تہا اسکو حقتعالی نے تینون قسمونکا مال دیا تہا چنانچہ طایف مین
باغات اور کہیتیان اسکی بہت تہین ہر فصل کے میوے اسکے باغونمین افراط سے پائے جاتے تہے اور
ہر قسم کی کہیتی بہی اسکے یہان ہوتی تہی اور مواشی بہی بہت رکہتا تہا انکے دودہ دہی گہی پشم
نسل سے بہت کچھہ حاصل ہوتا تہا اور ہر قسم کی تجارت بزازی سے لیکر موتی تک اسکے یہان ہوتی
تہی اور غلام بہی بہت رکہتا تہا وے غلام اور گماشتے ان کامونپر معین اور مقرر کر دیئے تہے کہتے ہین
کہ ایک لاکہہ دینار یعنے اسوقت کے چلن کی اشرفی اور دس لاکہہ درم یعنے اسوقت کے چلن کا روپیہ
اسکے گہر مین موجود تہا اور جو اسقدر مال کی کثرت بدون اولاد کے کچھہ لطف نہین رکہتی ہے اور خوشی حاصل
نہین ہوتی اور نعمت نہین رہتی بلکہ رنج اور غم کا سبب پڑتی ہے اور عیش کو منغص کر دیتی ہے سو اس
نعمت کے پورا کر دینے کیواسطے اسکو اولاد بہی دی ہمنے وَبَنِيْنَ شُهُودًا اور کر دئے ہمنے
اسکے واسطے بیٹے جو اولاد مین بہتر قسم مین پہر وے بیٹے ہمیشہ اسکے پاس رہتے کبہی اس سے غایب
علیحدہ نہوتے یعنے مال کی کثرت اور بے پروائی کے سبب سے روزی کی طلب کیواسطے سفر بہی نہین
کرتے تہے تا کہ انکی مفارقت اور جدائی کا رنج اسکی عیش کو منغص کرے بلکہ ہر وقت اسکے سامنے رہتے تہے
اور انکے دیکہنے سے ہمیشہ وہ خوش رہتا تہا اور زراعت اور تجارت کی خبر گیری کیواسطے بہی انکو نہین
بہیجتا تہا اسواسطے کہ غلام ہوشیار اور گماشتہ امانتدار موجود تہے بیٹونسے کچھہ کام نہ تہا اور ہر وقت
اور ہر مجلس مین اسکے ساتہہ رہتے تہے اور اسکی عیش عشرت کے شریک بلکہ خود سبب پڑتے تہے اور مجلس کی
زینت اور ہر جلسہ کے اسکے مونس تہے بعضون نے کہا ہے کہ شُہُودًا کی لفظ شہادت سے مشتق
ہے اور شہادت گواہی کے معنونمین ہے یعنے اسکے بیٹے اسکی ہر باتکو سچی ہو یا جہوٹہی ثابت کرتے تہے
اور اسکے سخن کی تصدیق کرتے تہے اس سبب سے اسکی بات ہر مجلس اور ہر مقام پر سر سبز رہتی تہی اسواسطے
کہ اگر اولاد باپ کی مرضی کے موافق نہین ہوتی ہے اور ہر کام مین باپ سے علیحدہ رہتی ہے اور اسکے

ولید کا حال

شریک رنج و راحت کے نہین ہوتی ہے اور اسکی بات کی تصدیق نہین کرتی ہے تو ایسی اولاد باپ پر وبال ہو جاتی ہے اور روحی رنج باپکو حاصل ہوتا ہے اور حقیقت مین ایسی اولاد اولاد ہی نہین رہتی اور اس ولید کے اولاد بہی بہت تہی چنانچہ انمین سے سات شخص بڑے نامور مشہور ہین ولید بن ولید اور خالد اور عمارہ اور ہشام اور عاص اور قیس اور عبد الشمس اور انمین سے چار شخص دولت ایمانسے مشرف ہوئے تہے یعنے ولید اور خالد اور عمارہ اور ہشام اور تین شخص کفر کی حالت مین مرے اور جو مسلمان ہوے تہے انمین سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسقدر جہاد کیا اور کافرونکو مارا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی امیر الامرائی کا منصب انکو ملا اور آپ نے انکو سیف اللہ کا خطاب دیا تہا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول کے خلافت مین بہی اُسی منصب پر بحال رہے اور ملک شام اور عراق انہی کے ہاتہہ سے فتح ہوا اور اکثر مرتدونکی مہمونکا سرانجام انکے ہاتہہ سے ہوا اور ولید بن ولید کو انکے باپ و بہائیون نے مکہ مین روکا اور قید کیا تہا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونے نپاوین اور ہجرت کرنے نپاوین اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی خلاصی کیواسطے فجر کی نماز مین قنوت بہی پڑہاتے اور پکار کر آپ یہہ دعا مانگتے تہے اَللّٰھُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَعَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ وَسَلَمَۃَ بْنَ ھِشَامٍ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ آخر کو ان ظالمونکے ہاتہہ سے چہوٹہے کے شرف صحبت فیض موہبت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل کیا اور آپ ہی کے قدمونپر اپنی جانکو فدا کیا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملبوس خاص مین یعنے قمیص مبارک مین کفنا کے دفن کیا چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکے وفات کیوقت یہہ ندبہ فرمایا ہے ع اَبْکِیْ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ بْنِ الْمُغِیْرَۃ اَبْکِیْ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ فَتَی الْعَشِیْرَۃ اور انکے عجائبات معاملونسے ایک یہہ ہے کہ کافرونکی زبردستی سے جنگ بدر مین جاکے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے مقابل مین کہڑے ہوئے تہے جسوقت کافرون نے شکست کہائی اور مسلمانون نے کافرونکو پکڑ کے قید کیا اور فدیہ لیکر چہوڑا اسوقت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بہی پکڑے گئے تہے یہ بہی روپیہ دیکر چہوٹے پہر اپنا اسلام ظاہر کیا لوگون نے کہا کہ فدیہ دینے کے

پہلے کیون نہ اسلام ظاہر کیا انہونے جواب دیا کہ مین نے اندیشہ کیا کہ اگر فدیہ کے ادا کرنے کے پہلے مین اپنے اسلام کا اظہار کرتا ہون تو لوگ ایسا سمجہین گے کہ فدیہ کے معاف کرانیکے واسطے اسلام کا اظہار کیا ہی نہ حقتعالی کی رضامندی حاصل کرنیکے واسطے اور جب مین نے فدیہ کو ادا کیا تو یہہ وہم جاتا رہا پہر بے دغدغہ اور دہشت کے اظہار اسلام کا کیا مین نے حاصل کلام کا ولید کی اولاد سب اسیسے قابل اور کام والے اور جوان خوشرو اور خوش شکل تہے کہ تمام قریش کے قبیلے مین انکی مثال دی جاتی تہی اور جو مال کی کثرت اور اولاد کی بہتایت بدون ریاست اور حکومت کے رونق نہین رکہتی ہی اسیواسطے اسکو ریاست اور حکومت اور عزت بہی انتہا درجیکی دی ہمنے وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا اور تیاری کی ہمنے اور مضبوط کی ہمنے اسکے واسطے مسند ریاست کی اچہی طرح کی تیاری چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام مین اسیکی طرف رجوع کرتے تہے اور اسکو اپنا حاکم جانتے تہے یہان تک کہ قریش کے قبیلے مین وہ دو لقب کرکے ملقب ہوا تہا ایک تو وحید اسواسطے کہ اپنے اوصاف کمال مین یکتا تہا اور قابلیت کے فنون مین جیسے شعر وغیرہ بڑا کمال رکہتا تہا اور اسکو ریحانہ قریش بہی کہا کرتے تہے یعنے قریش کا گل اسکی خوش اخلاقی اور خوبصورتی کے سبب سے لیکن باوجود اسقدر کثرت نعمت اور ثروت کے اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر تہا کہ کبہی شکر کا کلمہ اسکی زبان سے نہ نکلا اور سوا بت پرستی اور لات اور عزی کی پرستش کے دوسری چیز کچہہ بہی نہین جانتا تہا اور ہمیشہ مال کی زیادتی کی فکر مین مصروف رہتا تہا اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اسکے سامنے بہشت اور اسکی نعمتونکا ذکر فرماتے تو سنکے کہتا تہا کہ یہہ شخص اگر بہشت کی تعریف مین سچا ہی تو یقین کامل ہی کہ حقتعالی نے اس گہر کو میرے واسطے پیدا کیا ہی اسواسطے کہ میرے سوائے کوئی شخص اس نعمت کا مستحق نہین ہی ع ایسی اسکی ناشکری اور حرص کیطرف اشارہ ہوتا ہی کہ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ پہر باوجود ان نعمتونکے جو وہ رکہتا ہے اور اسکا شکر بہی ادا نہین کرتا ہی پہر بہی امید اور طمع رکہتا ہی کہ ہم اسکو دنیا اور آخرت کی نعمتین زیادہ کرین گے كَلَّا ہرگز یہہ طمع اسکو رکہنا نچاہیے اسواسطے کہ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا بے شک وہ ہی ہماری واضح آیتون سے عناد کرنیوالا اور ہمارے کلام سے دشمنی رکہنے والا اور ہمارے کلام سے دشمنی گویا ہمین سے دشمنی ہی

معنی کفر کی قسمونکا بیان

اور اپنے منعم اور محسن سے دشمنی رکھنا پہلی نعمتونکے زوال کا موجب ہی پھر زیادتی نعمتونکی امید رکھنے
کا کیا ذکر ہی تاریخ اور سیر والون نے لکھا ہی کہ ان آیتونکے نازل ہونیکے بعد پی درپی اسکے مال
اور اسباب مین نقصان ہونا شروع ہوا یہان تک کہ فقیر ہوکے مرگیا اور عناد کے معنے کفر مین یے
ہین کہ جان بوجھہ کے حقکو باطل کرے اور حق بات کی خرابی کے پیچھے پڑے اور کفر کی قسمونمین سخت تر
قسم یہہ ہے اسواسطے کہ کفر کی قسمین چار ہین ایک تو کفر شک کا ہی چنانچہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے کے کافر اسی قسم کے تہے اور انہی کے حقمین یہہ آیت قران شریف کی نازل ہوئی ہی بَلْ هُمْ
فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي یعنے بلکہ وے لوگ شک مین ہین میرے ذکر سے اور دوسرا کفر جہل اور
نادانی کا جو حق کو حق نجانے چنانچہ اکثر مکہ کے مشرک اسی قسم کے تہے اور انہی کے حقمین قران شریف
مین آیا ہی وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَأَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَجْهَلُونَ
یعنے حقتعالی فرماتا ہی کہ اکثر انکے بوجہتے نہین ہین اور اکثر لوگ نہین جانتے ہین اور بلکہ وے قوم
نادان ہین اور تیسرا کفر جحود اور انکار کا کہ جان بوجھہ کے اقرار نکرے اور اسکو نمانے چنانچہ اہل کتاب کے
حقمین ارشاد ہوا ہی کہ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ
وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنے حقتعالی فرماتا ہی کہ جن لوگونکو دی
ہی ہمنے کتاب وے پہچانتے ہین اس رسول کو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنے بیٹونکو اور بے شک ایک فرقہ
انہین سے ہر آینہ چہپاتا ہی حقکو اور حال یہہ ہے کہ وے جانتے ہین اور فرعون اور اسکی قوم کے
حقمین بہی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے کہ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا
یعنے انکار کی اس معجزیکے اور یقین جانا اسکو جانو انکی نے ظلم اور تکبر کے سببسے اور چوتہا کفر
عناد ہی جو باوجود پہچانے حق کے اسکی انکار پر اڑ جاوے اور اسکے باطل کرنیکے پیچہے پڑے اور
واہی تباہی شبہے نکال کے سچی دلیلونکو اڑا دیوے اور بالکل حق کے مقابلہ مین آجاوے اور ولید
پلید کا بیان یہہ ہے کہ ایک روز مکہ معظمہ کی مسجد مین یہہ بہی بیٹہا تہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی
تشریف رکہتے تہے اسوقت سورہ حم السجدہ آپ پر نازل ہوئی اور آپ کی عادت شریف ایسی تہی

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قران شریف سننے کے بعد آپ اُسے دُہراتے تہے اسی عادت کے بموجب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورتکو پڑہنا شروع کیا اور جب آپ نے دیکہا کہ ولید بہی سنتا ہے تو آپ نے پہر اس سورتکو اسے سنایا اور بعضی روایتون مین ایسا آیا ہی کہ سورہ حم المومن کو ابتدا سے الیہ المصیر تک اپ نے اسکو سنایا اور اُسنے بہی خوب تامل اور غور کرکے سُنا اور اپنی قوم یعنے بنی مخزوم کے لوگون سے کہا کہ مین نے آج جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا ہے انصاف تو یہہ ہی کہ یہہ کلام نہ آدمی کا ہے نہ جن کا اسواسطے کہ اسکلام مین ایسا لطف اور مزا ہی کہ کسی کلام مین یہہ بات پائی نہین جاتی اور اسکلام پر انوار چمک رہے ہین اور اسکلام کی شاخین میوے سے پر ہین اور اسکلام کی جڑ بڑی موٹی اور مضبوط ہی اور یہہ کلام سب کلامونپر غالب ہی اور یہہ کلام ہرگز مغلوب ہونیوالا نہین ہی پہر جب وہ اس مجلس سے اُٹہہ کے چلا گیا تو یہہ خبر لوگون نے ابوجہل کو پہنچائی اور کہا کہ آج تو ولید کو بہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باتونکا فریفتہ کر لیا اور ولید نے بہی محمد کے دین کیطرف میلان کیا اسبات کے سنتے ہی ابوجہل دوسرے قریش کے کئی رئیسونکو اپنے ساتہہ لیکر ولید کے گہر مین گیا اور کہا کہ مین نے ایک عجب بات سُنی ہی کہ تم بہی محمد کے دین کیطرف جہکے اور روٹی اور شوربا جو ابو قحافہ کا بیٹا یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد اور انکے ساتہیونکے واسطے پکا کر لاتا ہی اور وے سب ساتہہ مل کے کہاتے ہین اسکے کہانے کی رغبت تمہارے بہی دلمین پیدا ہوئی ہے یہہ بات سنتے ہی ولید غصہ مین آیا اور کہنے لگا کہ میری ثروت اور مالداری کا حال تجہکو خوب معلوم ہے کہ محمد اور اسکا یار ابو قحافہ کا بیٹا میرے دروازیکے فقیر کی بہی برابری نہین کر سکتے ہین مجہکو انکے کہانے کی کیا پروا ہی ابوجہل نے کہا کہ اگر حقیقت مین یہی بات ہی اور اپنی باتمین تم سچے ہو تو اسیوقت مسجد مین چلو اور مین سب قریش کے قبیلے کے سردارونکو جمع کرتا ہون تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ مین مشورہ کرین پہر اسیوقت ولید اٹہہ کہڑا ہوا اور ابوجہل کے ساتہہ مسجد مبارک مین آیا اور جتنے قریش کے قبیلے اور اسکے سردار تہے سب جمع ہوئے جیسے ابوجہل اور ابولہب اور ابوسفیان اور نضر بن الحارث اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور یے سب سردار ولید کیطرف متوجہ ہوے اور کہا کہ ہمکو ایک وہ

سخت مشکل درپیش ہوئی ہے اور وہ یہہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعوی کرتے ہین اور
ایک کلام پڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ کلام خداتعالی کیطرف سے مجہہ پر نازل ہوتا ہی اور اب حج کا
موسم آپہنچا ہی ہزارون لوگ ہر طرف کے اس شہر مین آوینگے اور انکے احوال اور انکے دعوے
اور اس کلام کے حال سے ہمسے پوچہینگے سو ہم مین سے بعضے تو اس شخص کو شاعر کہتے ہین اور
اسکے کلام کو شعر کہتے ہین اور بعضے اس شخص کو مجنون اور دیوانہ کہتے اور اسکلام کو ہذیان اور بیہودہ
گوئی کہتے ہین اور ان دونون باتونمین آسمان زمین کا تفاوت ہی اگر اسطرح کا اختلاف لوگ ہمسے
سنینگے تو ہمکو نافہم اور نادان کہینگے ایک باتکو مقرر کیا چاہیے تاکہ جو شخص باہر سے آوے اور
ہمسے پوچہے تو ہر شخص ہم مین سے وہی ایک بات کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سُنکے لوگ فریفتہ
نہو جاوین اور اسکی طرف میلان نکرین اور تمکو حقتعالی نے ہم سب مین بڑا کیا ہی اور عقل اور دانائی
اور تجربہ اور ملکونمین پہرنا اور بستیونکی سیر کرنا ان سب چیزونمین تمکو ہمپر امتیاز دیا ہی اسواسطے
ہم سب نے تمہاری طرف رجوع کی ہی سو اس امر مین جو ایک بات تم ٹہرا دو اسیطرح ہم اس شہر
مکہ مین منادی کردین کہ سوائے اس باتکے کوئی اپنی زبانپر دوسری بات نلاوے سب وہی ایک بات
کہین ولید یہہ بات سُنکے سرنگون ہوا اور چپ رہا پہر تامل کے بعد کہنے لگا کہ اگر تم اسکلام کو شعر اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہوگے تو اسوقت ملزم ہوجاؤگے اسواسطے کہ مین نے عبید بن الابرص اور
امیہ بن ابی الصلت اور دوسرے قدیم شاعرونکے شعر سُنے ہین اور مین نے اسمین خوب غور کیا ہے سو یہہ
محمد کا کلام شعر ہرگز نہین ہی اور محمد کو شعر کہنے کا سلیقہ بہی نہین ہی اور اگر اسکلام کو کہانت
کہوگے اور محمد کو کاہن ٹہراؤگے تو بہی الزام کہاؤگے اسواسطے کہ کاہن کا کلام کبہی سچ ہوتا ہے اور کبہی
جہوٹہہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین کبہی ہمنے جہوٹہہ سُنا ہی نہین اور اگر اسکلام کو ہذیان
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون بتاؤ کہوگے تو بہی خفیف اور ذلیل ہوگے اسواسطے کہ مجنون ہمیشہ بیہودہ
بکا کرتا ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کون سی علامت جنونکی تمنے پائی ہی جو اسکو مجنون کہوگے
اسکے کلام مین تو بالکل حکمت اور نصیحت بہری ہوئی ہے اور اگر اسکلام کو سحر کہوگے اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو ساحر کہو گے تو یہی تمہاری بات بن پڑیگی اسواسطے کہ سحر مین بعضے کلمے مہمل اور بے معنی
ہوتے ہین اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر سے دنیا کا نفع چاہتا ہی اور مال کماتا ہی اور یہہ کلام معنے سے
پر ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مال کی اور دنیا کے نفع کی کچھہ پروا بہی نہین ہے پہر ان سب چیزونکو
بیان کرنے اور باطل کرنیکے بعد بہت غور اور تامل کیا اور داہنے بائین اپنے دیکہا اور نہایت فکر اور رنج
سے غصہ مین آیا آخر کو چپ ہوکے بیٹھہ رہا قریش کے سردارون نے جب اُسکا یہہ کلام سُنا اور اُسکا
یہہ حال دیکہا تو سب کہنے لگے کہ پہر اب تدبیر اسکی کیا ہی ہم لوگونسے کیا کہین ولید پہر ولید نہایت فخر اور
تکبر سے کہنے لگا کہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ یہہ بابل کا جادو ہی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحیح سند سے
پہنچا ہی اور یہہ بابل کا جادو اور جادوؤنکے سوا ہی اور اسکے جادو ہونے پر بڑی قوی دلیل یہہ ہے
کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہی اور انکے کہنے کو سنتا ہے وہ اپنے باپ مان جورو اولاد سے
بیزار ہو جاتا ہی اور سبکو چہوڑ دیتا ہی اور یہی سحر کی خاصیت ہی کہ جورو خاوند مین اور باپ بیٹے
اور مان بیٹی مین جدائی اور تفرقہ ڈال دے جتنے قریش کے سردار تہے اس بات کے سُنتے ہی اُس پلید سے
بہت شادمان اور فرحان ہوے اور اسکی عقل اور دانائی پر تحسین اور آفرین کی کہ خوب ہی بات سوچی
تمنے پہر اسوقت مکہ کے شہر مین منادی کر دی کہ آج سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا کرو شاعر اور
کاہن اور مجنون کوئی مت کہو سو اس قصہ سے معلوم ہوا کہ اُسنے قران کی حقیقت اور اسکے نزول کی
کیفیت کو خوب دریافت کیا تہا لیکن باوجود اس دریافت کرنے کے اسکی حقیقت کے باطل کرنے مین کوشش
کرتا تہا اور جو لوگ اُسسے اسلام کی تدبیر کو پوچہتے تہے انکو کفر کی تلقین کرتا تہا سو باوجود اس عناد
اور دشمنی کے اپنے منعم کے کلام سے اور اسکے رسول سے اُسکی زیادتی نعمت اور بخشش کی توقع کسی
طرح رکہتا ہے سو جسطرح وہ کفر مین ترقی کر کے اعلی مرتبے کفر کو پہنچا ہی یعنے کفر عناد کو جو ابلیس کا
منصب ہی اسیطرح سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا نزدیک ہی کہ دوزخ مین اسکو تکلیف صعود کے
ادہر چڑہنے کی دین گے ہم اور صعود نام ہی دوزخ کے پہاڑ کا جو دہکتی آگ سے بنایا ہے اور حدیث
شریف مین آیا ہی کہ چڑہائی اسکی پچاس برس کی راہ ہی جو کافر معاند ہی اسکو دوزخ موکل فرشتے

زبردستی اوپر اُسکے چڑہاوین گے اور اسکی سوزش کا یہہ حال ہے کہ جو ہین کافر اُسپر ہاتہہ رکہہ کا
بس رکہتے ہی جل کے بہسم ہوجاویگا اور پہر اسیوقت نیا بنے گا اور پہر جلے گا اور اسیطرح انکے پاؤنکا
حال ہوگا کہ اُسپر رکہتے ہی جل جائین گے اور پہر نئے بنین گے اسی تکلیف اور مشقت سے اسکو زنجیروں نسے
فرشتے کہینچین گے پہر جب اس پہاڑکی چوٹی پر پہنچے گا تو اسکو اوپر سے نیچے کو ڈہلکا دین گے کہ نیچے آگرےگا
پہر اسکو مار مار کے اوپر چڑہاوین گے اور پہر گراوین گے اور اسی عذاب مین ابدالاباد تک رہیگا اور اس
معاند کافر کو خاص اس قسم کے عذاب مین مبتلا کرنا اس سبب سے ہوگا کہ وہ یہی اپنی فکر کی حرکت مین درجہ بدرجہ
مطالب سے مبادیکو صعود کرتا تہا اور پہر قرب حق سے اپنی تئین پائین مین گراتا تہا اور اپنی قدیم کی
جہل مرکب مین غوطے کہاتا تہا اور حق پر قایم نرہتا تہا سو اسطرح کا عذاب اسکے افعالونکی موافق سزا ہے
اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ اِنَّهُ فَكَّرَ بے شک اُسنے فکر کرنا شروع کیا قران مجید کے حالمین کہ آیا یہہ
قران حقتعالی کا کلام ہے یا بشر کا کلام ہے وَقَدَّرَ اور اپنے ذہن مین جتنی احتمالین و شقین ہین سبکو جمع
کیا اور اندازہ کیا یعنے کہنے لگا کہ قران شریف ان احتمالونسے خالی نہین ہے یا تو شاعر کا کلام ہے یا
ساحر کا کلام ہے یا کاہن کا کلام ہے یا مجنون کا اور ان احتمالونمین حصر کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ کلام یا کسی بد
فکر اور خیال والے آدمی کا ہے تو احتمال پہلا ہے یا کسی نادان فاسد خیال والے آدمی کا ہے تو احتمال چوتہا ہے
اور یا یہہ کلام جن کا ہے آدمی کا نہین ہے پہر اگر آیندہ کے حادثونکا علم کسی آدمی پر القا کرنا منظور ہے تو تیسرا
احتمال ہے جسکو کہانت کہتے ہین اور اگر کوئی تاثیر عالم مین حادث کرنا منظور ہے تو احتمال دوسرا ہے یعنے
سحر ہے فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ پہر مارا جائیو اور لعنت ہو جیو اُسپر کیسا بے ربط اندازہ کیا کہ واقعی چیز کو
احتمال کیطور پر بہی خاطر مین نہ لایا یعنے یہہ شبہے اور احتمال سے بہی نکہا کہ یہہ کلام کلام الہی ہے آدمی
اور جن کا کلام نہین ہے سو اس احتمال کو چہوڑنا انتہا درجے کے عناد پر دلالت کرتا ہے اور اس احتمال
کے چہوڑنیکے سبب سے لعنت اور پہٹکار کا مستحق ہوا ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ پہر لعنت کی جاوے اُسپر کیسا برا
اندازہ کیا اسواسطے کہ شقونکے بیان کرنیکے مقام مین اور احتمالات کے بیان شروع کرنے مین جو احتمالات
ظاہر الفساد ہین انکو ذکر کرنا فکر اور نظر سے صراحۃً خارج ہے اور یے جتنے احتمال بیان کئے ہین ان سبکا

فساد ظاہر ہے اسواسطے کہ قران شریف مین شعر اور ردی کی علامتون سے قافیہ کا التزام تو البتہ پایا جاتا ہے اور سوائے اسکے کوئی علامت شعر کی اسمین نہین ہے اور متخیلہ مقدمات سے مرکب بھی نہین ہے بلکہ قافیہ کا التزام بھی جو اسمین پایا جاتا ہے سو شعر کے قافیہ کے دستور کے خلاف ہے چنانچہ یہہ بات تامل اور غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے پھر جو علامتین نہین ہین انکی طرف خیال نکرنا اور ایک علامت جو فی الجملہ پائی جاتی ہے اسی کو پکڑ لینا اور اسی احتمال کو ترجیح دینا یا کمال غفلت سے ہے یا کمال عناد سے اور سحر کی علامتون سے اسکلام الہی مین ایک تاثیر تو انتہا درجے کی پائی جاتی ہے اور سوائے اسکے جتنی علامتین سحر کی ہین اُنکا لگاؤ بھی اسمین نہین پایا جاتا ہے چنانچہ شیطانونکے نام لینا اور اُنسے مدد چاہنا اور انکی التجا کرنا جو سحر کے لوازمات سے ہے اسکی بو بھی اسکلام مین نہی ہے اور مہمل اور بے ربط لفظون سے یہہ کلام پاک بالکلی بری ہے سو فقط تاثیر کے لحاظ سے اسکلام اعجاز نظام کو سحر کہنا وہی مثل ہوئی کہ جو سفید ہے سو کپڑا ہے اور جو گول ہے سو طشت ہے بلکہ یہہ کلام پاک تو شیطانونکی برائی اور سحر کی مذمت اور شیطانون سے استعانت کی ممانعت اور انکی اتباع اور پیروی سے اپنی تئین بچائے رکھنے مین پرہے اسکو سحر نکہے گا مگر معاند اور کہانت کی علامتون سے اسکلام پاک مین غیب سے خبر دینا تو البتہ پایا جاتا ہے لیکن کاہن جزئیہ کونیہ سفلیہ معارف سے خبر دیتا ہے اور یہہ کلام اعجاز نظام کلیہ الہیہ علویہ معارف کا نشان بتلاتا ہے اور گذری امتونکے قصے اور حشر اور نشر اور معاد کے واقعون اور احوالونکو بیان کرتا ہے اسکلام کو کہانت کی تہمت لگانا وہی زرباف اور بوریا باف کی حکایت ہے اور مجنونون کے ہذیان کی علامتین اسکلام پاک مین وے امورات جو عقل سے دور ہین البتہ پائے جاتے ہین لیکن اسکلام مین اُن امرونکو جو عقل مین نہین آتے ہین واضح دلیلون اور قوی برہانون سے ثابت بھی کیا ہے اور اسطرح توضیح کی ہے اور ایسی تمثیلین اسکی بیان کین ہین کہ وہ استبعاد اور عقل مین نہ آنا بیخ اور بنیاد سے اُکھڑ گیا ہے پھر بھی اسکلام پاک کو مجنونکا کلام کہنا گل کو خار اور یار کو اغیار جاننا ہے سو ایسے احتمالونکے ذکر سے جنکا بطلان صراحۃً ظاہر ہے پھر دوسری مرتبے لعنت کا مستحق ہوا اور سوائے اسکے اُسنے اسقدر پر بھی اکتفا نکیا بلکہ ثُمَّ نَظَرَ پھر دیکھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال مین کہ ان احتمالونکے لوازمات اُنمین

پائے جاتے ہین جیسے یہہ کلام شعر ہے تو چاہیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عروض اور قافیہ اور شعر کی موزونی کو سیکہے ہووین اور شعر کہنے کی مشق کی ہو اور اس فن کے ماہر ہونیکے پاس برسون آمدرفت رکہی ہو اور انکی شاگردی کی ہو اور اگر سحر ہے تو چاہیے کہ ساحرونکی صحبت مین رہے ہون اور جن اور شیطانونکی تسخیر کے عملونکو اُنسے سیکہا ہو اور اگر کہانت ہے تو چاہیے کہ بتخانونمین اور دوسری شیطانی مجلسونمین آپ نے برسون آمدورفت کی ہو اور عام وخاص کے سوالونکے جواب دیتے رہے ہو اور انکی خبرین کبہی جہوٹہی کبہی سچی ہوتی رہی ہون جسطرح کاہنونکی عادت ہے اور اگر ہذیان جنونکا ہے تو چاہیے کہ سوداوی خلط کا غلبہ اور نادانی اور بے تمیزی اور خبط اور مختلط کلام آپ مین پایے جاتے ہون ثُمَّ عَبَسَ پہر اپنے مونہہ کو بگاڑا اور تیور چڑہائے اس سبب سے کہ ان لوازمات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین کوئی بات نپائی گئی تاکہ اُس احتمال کو مقرر کرکے ترجیح دیو وَبَسَرَ اور چین بر جبین ہوا کہ مجہکو احتمال متروک اختیار کرنا پڑا یعنے اب یہہ کہنا پڑا کہ یہہ کلام حقتعالی کا کلام ہے اور فرشتے کیواسطے سے پہنچا ہے اور یہہ بات اپنے اور اپنی قوم کے مذہب کے خلاف ہے اور جو احتمال والی شقون کے لوازمات کے اثبات سے ناامیدی اور شق متروک کے اختیار کرنے کا رنج ایک ہی زمانے مین تہا اسواسطے ثم کے کلمہ کو عبس اور بسر کے درمیان مین نلائے بلکہ واؤ کو لائے تاکہ اجتماع پر دلالت کرے ثُمَّ اَدْبَرَ پہر پیٹہہ دی اور پہر اُس شق سے جو واقعی اور حق تہی اور اپنی عروجی حرکت سے نزول کیا اور اُنہین احتمالونسے جو اسکے ذہن مین جمے ہوئے تہے اور پہلے انکو باطل کرچکا تہا ایک کو انمین سے عناد اور تعنت کی راہ سے اختیار کرلیا اور رجعت قہقری کی یعنے اُلٹا پہرا وَاسْتَكْبَرَ اور تکبر کیا اسسے کہ کوئی مجہکو اس شق کیطرف رجوع کرنے سے طعن اور تشنیع کریگا اور یہہ کہے گا کہ اپنی باطل کی ہوئی شق کیطرف پہرنا مناظرے والونکے نزدیک بہت معیوب بات ہے سو تم کیون اسکی طرف پہرے اسواسطے کہ مین کسیکی پرواہ نہین رکہتا ہون یا اسسے مراد یہہ ہے کہ تکبر کیا شق حق کے اختیار کرنے سے باوجود اُسکے متعین ہونے کے گویا کہ اُسکے نفس نے تکبر کے سبب سے اسبات کو گوارا نکیا کہ اس شق کو اختیار کرے اور اقرار کرے اسبات کا کہ مین اتنی مدت درازخطا پر تہا بلکہ یہہ ہی نکیا کہ اس باطل احتمال کو تردد کے مقام مین

ذکر کرے اور یہہ کہے کہ ابتک یہہ احتمال اور یہہ شق بالکل میرے دل سے زایل نہین ہوا ہی اسکے ابطال
مجہکو دغدغہ ہی بلکہ اس باطل احتمال مین حصر کا دعوی کر بیٹہا اور حق کے احتمال کیواسطے تصور کی بہی گنجایش
نچہوڑی فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ پہر بولا نہین ہی یہہ کلام مگر جادو نقل کیا گیا بابل سے
یا مجم سے یا دوسرے پہلے ساحرونسے اور یہہ قید اسواسطے بڑہائی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکہکے
اسکی باتکو کوئی جہوٹہلا نڈالے اسواسطے کہ آپ کا حال ساحرونکے مخالف تہا پہر نتیجہ نکالنے کیوقت بہی
حق احتمال کی مطلق نفی کر دی اور کہا کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہین ہی یہہ کلام مگر کہا ہوا آدمی کا نکہ
یون کہتا کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ اَوْ كَلَامُ اِلٰهٍ یعنے نہین ہی یہہ کلام مگر جادو یا اللہ تعالی کا کلام ہے
تو کچہہ بہی بوجہنے بوجہانے کی راہ کہلی رہتی اور اسکو بہی دوسری مرتبے غور اور تامل کرنے مین جو شق کہ
حق ہی اسکی ترجیح ممکن ہوتی اور جو اسنے اس پانچوین شق سے جو حق اور واقع ہی اسطرح کا انکار اور
تکبر کیا تو اس اعراض اور استکبار کی جزا مین بالضرور سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ قریب ہی کہ داخل کرین گے
ہم اسکو دوزخ مین جسکا نام سقر ہی اور یہہ دوزخ کا پانچوان طبقہ ہی اور حقتعالی کے غضب اور قہر کا مظہر
اتم ہی اور غضب الہی کی عظمت کے اثار جو اس طبقہ مین ظہور کئے ہین کسی بشر کو اسکا حال معلوم نہین ہے
وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کیا جانا تمنے اگرچہ تمام مخلوقات سے مظاہر الہیہ کے جمالیہ ہون یا جلالیہ تم اَعْلَم ہو کہ
مَا سَقَرُ کیا ہی سقر انتہا اسکی تعریف اور توصیف مین جو کہہ سکتے ہین وہ اسقدر ہی کہ لَا تُبْقِيْ ہرگز باقی
نہین رکہتی کسیکو جو اسمین ڈالا جاتا ہی یہانتک کہ اسکو بالکل نیست اور نابود کر دیتی ہی وَلَا تَذَرُ
اور نہین چہوڑتی اسکو جلانے کے بعد بہی بلکہ پہر اسکو درست کرتی ہی اور پہر جلاتی ہی ابدالاباد تک یعنے
ہمیشہ یہی کام اسکا ہی جسطرح یہہ معاند یعنے ولید پلید شق باطل کو نہ ثابت کر سکتا تہا اور نہ اسکو چہوڑتا
تہا اور اس سقر مین ایک صفت دوسری یہی ہی کہ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ جلانے والی اور تعرض کرنیوالی
ہی فقط آدمیونکو نہ موکل فرشتونکو اور نہ وہانکے سانپ بچہونکو اور نہ مکہی اور کلنی کو اور نہ سیہنڈکے درخت کو
بلکہ اُنسے کچہہ بہی تعرض نکرے گی اگر ان چیزونکو بہی جلا دیتی تو ان چیزونکے عذاب سے آدمیونکو نجات
ہوتی اور تہوڑی تخفیف عذاب مین ہو جاتی اور لَوَّاحَةٌ کی لفظ ماخوذ ہی عرب کے قول سے یعنے

لاحه

لَاحَدُ الْعَطَشُ سے یہہ اسوقت بولتے ہین جب اندر جل جاوے اور موںہہ سیاہ ہوجاوے
اور بعضے مفسرون نے اسجگہہ بشر کو جمع بشرہ کی کہاہی جو ظاہر بدن کے پوست کے معنو مین ہے
لیکن لَاتُبْقِی وَلَاتَذَرُ کے بعد جلانے اور جلاکے سیاہ کردینے کا ذکر مناسب نہین ہے اسواسطے
کہ قوی تاثیر کے بعد ضعیف تاثیر کو ذکر کرنا بلاغت کے آئین سے دور ہے اور قرآن شریف مین بشر کی
لفظ بشرہ کی جمع مین کہین مستعمل بہی نہین ہوئی ہے نہ یہان نہ دوسری سورتون مین پہر اس لفظ کو غیر
معنو مین مستعمل کرنا بہتر نہین ہے اور ان عذابون کے سوا ایک عذاب مستقر دوزخ مین دوسرا ہے سب سے
زیادہ یعنے دوزخ کے موکلونکی تعدی اور زبردستی کہ آگ کے گرزونسے مارینگے اور آگ کی زنجیرون اور
طوقون سے انکو جکڑینگے اور کبہی گہسیٹینگے اور کبہی ڈہکیلینگے اور اپنی دہشتناک شکلین دکہلاکے انکا دم
ناک مین کرینگے اور ہر وقت اور ہر لمحہ موتکا مزا چکاوینگے اسواسطے کہ عَلَیْهَا اس دوزخ پر داروغہ مقرر
ہین تِسْعَةَ عَشَرَ انیس شخص فرشتونسے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان فرشتونکی انکہین برق
کیطرح چمکتی ہونگی اور انکی آواز تندر رعد کیسی ہوگی اور انکے دانت بارہ سنگہے کے سینگ کیطرح اور انکے
بال اسقدر دراز ہونگے کہ دامن کیطرح زمین پر گہسٹتے ہونگے آگ کے شعلے فوارے کی طرح انکے موںہہ سے
نکلتے ہونگے ایک کاندہے سے انکے دوسرے کاندہے تک ایک سال کی مسافت ہوگی ہتہیلی انکی اسقدر
دراز ہوگی کہ ستر ہزار آدمیونکو ایک مرتبے مٹہی مین لیکر جہان چاہین وہان پہینکدیوین مہربانی اور
نرمی انکے دل سے نکال ڈالی گئی ہے اور ان فرشتون کے انیس ہونیکی وجہہ یہہ ہے کہ دوزخ غضب الہی کے
ظہور کا محل ہے سو جسطرح رحمت الہی کسی امر کے سرانجام پر جسوقت کہ متوجہہ ہوتی ہے تو تمام مخلوقات کی روحانیات
اس رحمت الہی کے کارخانیکو سرانجام دینے کیواسطے خادم ہوجاتی ہین تاکہ مشیت اور خواہش الہی خلعت
ظہور کی پہنکے جلوہ گر ہووے چنانچہ اسی مضمونکو اس قطعہ مین بیان کیا ہے **نظم** ابر و باد و
فلک و شمس و قمر کام مین ہین ٭ تاکہ تو روٹی کو جو پیدا کرے غفلت سے نکہائے ٭ سبہی گشتہ و محکوم
ہے سب تیرے لئے منصفی یہہ نہین جو حکم سے تو یون پہر جائے ٭ اسیطرح جب غضب اور قہر الہی کسیکام کے
جاری کرنے مین متوجہہ ہوتا ہے تو بہی تمام مخلوقات کی روحانیاتکو اس خدمت کے سرانجام سے چارہ نہین

دوزخ کے موکلونکی شکل و صورت کا بیان

سو غضب الٰہی کے کارخانہ کو جو دوزخ ہے کتنے فرشتونکا ہونا اسکے سرانجام کیواسطے ضروری ہوا
سو پہلا فرشتہ وہ ہی جو عرش مجید کی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہی اور اسکا نام مالک ہی کہ تمام عمر اسکو
ہنسی نہین آئی بلکہ اُسکے چہرے پر خوشی کے آثار ہرگز کبھی معلوم نہین ہوے اور یہہ فرشتہ دوزخمین
بادشاہونکے قایم مقام ہے اور دوسرے سب فرشتے اسکے محکوم اور تابعدار مین حکم کرنے کی خدمت
اُسکو سپرد ہی اور دوسرا فرشتہ وہ ہی جو کرسی کی روحانیات سے علاقہ رکھتا ہی اور دوزخ کے طبقونمین
لوگونکو تقسیم کرنا اور عذاب کا اندازہ ہر ایک کیواسطے مقرر کرنا اسکا منصب ہے اور یہہ مالک کے
دیوان اور دفتر والونکے قایم مقام ہے اور تیسرا فرشتہ وہ ہے کہ ساتوین آسمان کی روحانیت سے علاقہ
رکھتا ہی جو زحل کا مکان ہی اور دوزخیونکے بدنونکو محفوظ رکھنا تاکہ دوزخ کے عذابکے صدمہ سے بالکل
نیست نہو جاوین اور اُن بدنونکو ہمیشگی کے وجود کا مستعد کرنا اور ہر ساعت اور ہر لحظہ نیا چمڑا درست کر دینا
اور انکے جلے ہوے بدنونکو ہر وقت نیا کر دینا اسکا کام ہے اور وہ مالک کی میر عمارت کے قایم مقام ہی اور چوتھا
فرشتہ وہ ہے کہ چھٹھین آسمانکی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہی جو مشتری کا مقام ہی اور دوزخیون کے
آپسمین جھگڑا ڈال دینا اور تابع اور متبوعونکو آپسمین لڑا دینا اور ایک کا دوسرے پر لعنت کرانا یہہ اسکا
کام ہی چنانچہ قران شریف مین کئی جگہہ یہہ مضمون مذکور ہے اور وہ مالک کے قاضی کے قایم مقام ہے
اور پانچوان فرشتہ وہ ہی کہ پانچوین آسمانکی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہی جو مریخ کا مکان ہی اور
دوزخیونکو پکڑنا اور باندھنا اور کھینچنا اور مارنا اور زخمی کرنا اسکا ذمہ ہے اور وہ مالک کے کوتوال اور جلاد اور
میر عذاب کے قایم مقام ہی اور چھٹھوان فرشتہ وہ ہے کہ چوتھے آسمانکی روحانیت سے علاقہ رکھتا ہے
جو آفتاب کا مکان ہے اور دوزخیونکے باطل اعتقاد اور بُرے کام کو ظاہر کرنا اور ندامت اور
شرمندگی اُنپر ڈالنا تاکہ عذاب روحانی مین گرفتار ہووین یہہ سب اُسکا کام ہی اور وہ اس عالم کے
میر تعلیم اور اتالیق کے قایم مقام ہے اور ساتوان فرشتہ وہ ہی کہ تیسرے آسمانکی روحانیت سے
علاقہ رکھتا ہی جو زہرہ کا مکان ہی اور دوزخیونکو رونا اور پیٹنا اور چلانا اور واویلا کرانا اور زفیر اور
شہیق یاد دلانا اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے رقاصونکے قایم مقام ہی اور آٹھوان فرشتہ

وہ ہی کہ دوسرے آسمانکی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہی جو عطارد کا مکان ہی اور دوزخ والو
احوال ایک فرقے کے دوسرے فرقے کو پہنچانا اور عذابکی کیفیت ایک کی دوسریکو سنانا تاکہ خویش اور
اقربا اور دوستونکے دل اس احوال کے سُننے سے رنج اور الم اور حسرت مین گرفتار ہووین یہہ سب اسکا
کام ہی اور وہ اُس عالم کے جاسوس اور ہرکارے اور قاصدونکے قایم مقام ہی اور نوان فرشتہ
وہ ہی کہ پہلے آسمانکی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہی جو ماہتابکا سیرگاہ ہی اور دوزخیونکے زخمونکو پکانا اور
پیپ اور خون اور بدبو اسمین پیدا کرنا اور انکو پہوڑکے بہانا اسکا کام ہی اور وہ اس عالم کے جراحونکے
قایم مقام ہی اور دسوان فرشتہ وُہ ہی جو آگ کے کُرہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہی اور دوزخمین
آگ دہکانا اور چنگاریان اُسسے اُڑانا اور دوزخیونکے بدنونکو پکانا اُسسے متعلق ہے اور وہ اُس عالم کے
باورچی کے قایم مقام ہی اور گیارہوان فرشتہ وہ ہے جو ہوا کے کرہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور
دہوین کا اُٹہانا اور دوزخیونکے مساموںمین پہنچانا اور گرم ہوا زہردار کو بہانا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم
فراش کے قایم مقام ہی اور بارہوان فرشتہ جو پانی کے روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور زمہریر کے
طبقہ کو آراستہ اور درست کرنا اور ٹہنڈک اور کپکپی دوزخیونکے بدنونمین پیدا کرنا اسکا کام ہے اور وہ
اُس عالم کی میر سقائی کے قایم مقام ہے اور تیرہوان فرشتہ ہے جو خاک کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے
اور دوزخیونکے بدنوں اور ہر ہر عضو کو بڑا اور بہاری کرنا چنانچہ کافرونکے ہر ہر دانت پہاڑکی برابر اور
اسیطرح ران بڑے پہاڑکی برابر ہو جاویگی تاکہ ہلنا ڈلنا اُنپر دشوار ہو جاوے اور اپنے عضونکو ہلا نسکین
اور جو گالی اور برائی مومنونسے بجا کرتے ہین انکو گرم راکہہ کا سفوف کرکے پہنکانا یہہ سب اسکے ذمہ پر ہے
اور وہ اُس عالم کے پہلوانونکے قایم مقام ہے اور چودہوان فرشتہ جو معدنونکی روحانیت سے علاقہ
رکہتا ہے اور طوق اور زنجیرونکا درست کرنا اور دوسرے لوہے کے اسباب تیار کرنا اور ان سبکو
آگ مین ڈالکے تاؤ دینا اور سونے چاندی کے تختے بنانا اور انکو بہی تاؤ دیکر پیشانی اور پیٹہہ اور پہلو
دوزخیونکو داغ دینا یہہ سب اُسکا کام ہے اور وُہ اس عالم کے لُہارونکے قایم مقام ہی اور پندرہوان
فرشتہ جو پہاڑ اور درختونکی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور سیہنڈ اور دوسرے خاردار اور کڑوے

زہرا گو دہ درختونکو اُگانا اور انکو پرورش کرنا تاکہ دوزخیونکے کہانے مین صرف ہووین یہہ سب اسکا ذمہ ہے اور وہ اُس عالم کے کسانون اور کہیتی والونکے قایم مقام ہے اور سولہوان فرشتہ جو حیوانونکی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور سانپ اور بچہوا اور کلنی اور مکہی اور مچہرونکو دوزخیونپر مسلط کرنا اسکا کام ہے اور وہ اس عالم کے میرشکار کے قایم مقام ہے اور سترہوان فرشتہ کہ لطیفہ طبع کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور اسکا مقام جگر ہے اور بہونکہہ اور پیاس کی دوزخیونپر شدت کرنا تاکہ اس بلا مین گرفتار ہوکے الجوع الجوع اور العطش العطش پکارین اور سیہنڈ کہلانا اور گرم کہولتا پانی پلانا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم کے طبیب کے قایم مقام ہے اور اٹہارہوان فرشتہ دلکے لطیفہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور اُسکا محل مُضغۂ صنوبری ہی اور دلکو رنج دینے والی الیفتین جیسی خوف کی زیادتی اور بہت کہبراہت اور شرمندگی دوزخیونپر ڈالنا اسکا کام ہے اور وہ اُس عالم کے مرشد اور مشایخ کے قایم مقام ہے اور اُنیسوان فرشتہ عقل کے لطیفہ کی روحانیت سے علاقہ رکہتا ہے اور اسکا محل دماغ ہے اور اپنی اپنی خطاؤن اور خونبیر جو علم اور عمل مین کی تہین مطلع اور خبردار ہونا اور امورات حقیہ واقعیہ کو دریافت کرنا اور ان دلیلونکی قوتکو بوجہنا اور اپنے شبہون کے فساد کو دریافت کرنا اور بزرگی اُس چیز کی جسکو حقیر جانتے تہے اور حقارت اُس چیز کی جسکو بزرگ جانتے تہے بوجہنا یہ سب چیزین اسکی تعلیم سے دوزخیونکو حاصل ہونگی اور وہ اُس عالم کے حکیم اور فیلسوف کے قایم مقام ہے اور جو ظاہری اور باطنی عذاب اور قہر الہی کا کارخانہ بدون جمع ہونے ان روحانیات کے سرانجام نہین پاسکتا ہی اس سبب سے ان سبکا جمع ہونا ضرور ہوا لیکن یہ انیسون شخص اس عالم کے رئیسونکے قایم مقام ہین چنانچہ دُنیا مین بہی یہی اُنیسون شخص رحمت الہی کے کارخانہ کو سرانجام دیتے ہین سو دوزخمین انکے خادم اور تابعدار اسقدر ہین کہ کوئی انکی گنتی اور شمار کر نہین سکتا جسطرح دنیا مین ان اُنیسون روحانیات کے لشکر کا شمار محال ہے چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنے اللہ تعالی کے لشکر کی کوئی گنتی نہین جانتا ہے سوائے اُسی ذات پاک کے اور بعضے محققین نے یون بیان کیا ہے کہ دوزخ تو مجمع ہے نحوستون اور برائیونکا سو دنیا مین ہر چیز کی نحوست کا ظہور جانتے ہین اور عالم مین نحوست کے اسباب اُنیس چیزونمین منحصر ہین سات ستارے

اور بارہ برج سوان انیسون چیزونکی نحوست پہنچا نیکے واسطے یے انیسون فرشتے مقرر ہوگئے
جسطرح بہشت کے موکل فرشتے نکوئیان اور برکتین ان انیسون چیزونکی بہشتیون کیواسطے بہشت مین
پہنچاوینگے لیکن جو بہشتیون کے سعادت کے اسباب انہی چیزونمین منحصر نہونگے بلکہ انکے واسطے
ان نکوئیون اور سعادتکے سوائے حقتعالی کی رحمت مخفیہ کے خزانونسے بہت سی سعادتین ظہور کرینگی
اس سببسے بہشت کے موکلونکے عدد انہی انیسونمین منحصر نہوا اور حکمانے یون کہاھے کہ نفس انسانی کے
فساد کی جزا دوزخ ھے اور نفس انسانی کا فساد دو قوتونمین لاحق ہوتاھے ایک قوت نظریۂ اور
دوسری قوت عملیہ اور اس فساد کے سببسے نفس انسانی قوائے حیوانیہ اور طبعیہ کو اپنے اپنے محل مینا
استعمال نہین کرتاھے بلکہ وے قوتئے جنکے واسطے مخلوق ہوئے ہین انکے ضد مین صرف کرتاھے اس سببسے جتنی
قوتین اُسنے ضایع کی ہین ان ہر ہر قوتونکے مقابل مین ایک ایک فرشتہ پیدا ہوگا تا کہ اس قوتکے ضایع
کرنے پر اسکو عذابمین گرفتار کرے اور قوائے حیوانیہ بارہ ہین پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی
حواس اور ایک قوت شہویہ اور ایک قوت غضبیہ اور قوائے طبعیہ سات ہین جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ
اور غاذیہ اور نامیہ اور مولدہ سو یے سب اُنیس ہوین اور فن حساب کے ماہرونے یون کہاہی کہ عدد کی
دو قسمین ہین ایک قلیل اور اسکا اطلاق ایکسے نوتک ہوتاہی اور دوسرا کثیر اور اسکا اطلاق دسسے انتہا
تک سوان فرشتونکے شمار مین عدد قلیل کی انتہا کو یعنے نوکو اور عدد کثیر کی ابتدا کو یعنے دس کو ان دونونکو
جمع کیاھے اور علماء کلام نے یون کہاہی کہ دوزخ کے دروازے سات ہین انمین سے ایک دروازہ ایماندار گنہگار اور
فاسقونکیواسطے ہی اور اس دروازے پر ایک فرشتہ موکل ہی اسواسطے کہ فاسقونکی ایک ہی
سببسے تعذیب ھے یعنے عمل کے ترک کرنے سے فقط اور باقی ہر چہہ دروازون پر تین تین فرشتے
مقرر ہین اسواسطے کہ کافرون پر تین سببسے عذاب ہوگا ایک اعتقاد کے ترک کرنے پر اور دوسرا
اقرار کے ترک کرنے پر اور تیسرا عمل کے ترک کرنے پر اور چہہ کو تین مین ضرب کرو تو اٹہارہ ہوتے ہین
اور ایک ملکے اُنیس ہوئے اور واعظونے یون بیان کیاھے کہ دن کی بارہ ساعتین اور راتکی بارہ
ساعتین سب ملکے چوبیس ہوین انمین سے پانچ ساعتین پانچو نماز کی حرمت کے سببسے معاف ہوگئین رہین اُنیس جنکو

مرضی الہی کی مخالفت مین صرف اور ضایع کیا ہی سو اُن ہرایک کے عوض مین ایک ایک فرشتہ مقرر ہوگا
تاکہ انپر عذاب کرے اور یہہ کلام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور معتبر تفسیرونمین منقول
ہی اور فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے یون کہا ہی کہ اس عدد کی تعیین کا بہید عقل دریافت نہین کر سکتی ہے
جسطرح تمام شرعی توقیفی عدد ہین کہ انکا بہید بہی سواے حقتعالی کے کسیکو معلوم نہین ہی جسطرح آسمانون
کے عدد اور زمین کے طبقونکے عدد اور ستارونکے عدد اور ہفتے کے سات دن اور دوسو درم مین نصاب
زکوۃ کا ہونا اور کفارونکی تعیین اور نماز کی رکعتین بلکہ نماز کا پانچ وقتونپر ہونا یے سب اسی قسم سے ہین
واللہ عالم بالصواب اور معتبر تفسیرونمین مروی ہے کہ یہہ آیت جب نازل ہوئی تو ابوجہل ملعون نے تمام
قریش کے مردونکو دار الندوہ مین جمع کیا اور کہا کہ کچہہ تمنے سنا فقط انیس پیادونکے بہروسے پر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگونکو قیامت سے خوف دلایا کرتا ہے اور تم لوگ تو اسقدر جماعت کثیر ہو اور
اپنی شجاعت اور بہادری کی برابر کسیکو سمجہتے بہی نہین ہو سو کیا تم لوگو نسے اسقدر بہی نہو سکے گا کہ دس دس
آدمی ایک ایک پیادے سے چمٹ جاوین اور اسکو مغلوب اور عاجز کرین ایک پہلوان انمین بڑا نامی مشہور
تہا اسکو ابو الاسدین کہا کرتے تہے وہ اُٹہہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ سترہ شخصونکو تنہا مین کفایت
کرونگا باقی رہے دو اُن دونونکا تمہارا ذمہ ہے سو حقتعالی جلشانہ نے انکی اس مسخری کے جواب
مین اس آیت کو نازل فرمایا کہ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحَابَ النَّارِ اور نہین کیا ہی ہمنے دوزخ والونکو
یعنے جنکے حوالہ مین دوزخ ہے اور لوگونکو دوزخمین ڈالنا اور نکالنا انہی کا ذمہ ہے اور صاحب جسطرح
ہمنشین کو کہتے ہین اسیطرح مالک اور متصرف کو بہی کہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ صاحب گہر کا اور صاحب
مجلس کا فلانا شخص ہے اور اسجگہہ پر صاحب انہی معنونمین مستعمل ہی اِلَّا مَلٰٓئِکَۃً مگر فرشتونکو
اور فرشتونکا زور اور قوت تمکو خوب معلوم ہی اسواسطے کہ اُنہی مین سے ایک فرشتہ وہ ہے جسکا
نام عزرائیل ہے یعنے ملک الموت کہ ہزارونکی جانین ایک لمحہ مین قبض کر لیتا ہی اور اسکے مقابلہ کی طاقت
بڑے بڑے لشکر بلکہ تمام جہان والے نہین رکہتے ہین اور دوزخ پر فرشتونکو مقرر کرنے کی وجہہ ایک یہہ
بہی ہی کہ ہم جنس ہونے کے سبب سے آدمیون اور جنونپر مہربانی نکرین اور انکے دل رقت اور نرمی نکرین

جسطرح دنیاکے بادشاہونکو جب کسی شہر والونکو یا کسی فرقہ کو انتقام اور سزا دینا منظور ہوتا ہی تو
اس شہر اور اس فرقے کے غیر جنس کے حاکم کو انپر مسلط کرتے ہین تا کہ جنسیت اور مناسبت کیطرف میلان
کرکے انتقام مین سستی نکرین اور یہہ بہی ہے کہ فرشتونکو اللہ تعالی نے معصوم پیدا کیا ہی گناہ اُنسے ہو
نہین سکتا ہے سو انکو جن اور انس کے گناہ گارونکی سزا دینے کیواسطے مقرر کیا ہی اسواسطے کہ اُنسے
حکم مین خلاف نہوگا اور اگر جنات یا انسان مین سے جو گنہگار ہین انکو دوزخیونکی تعذیب کیواسطے مقرر فرماتے تو
ان گنہگارونکی سزا اُن گنہگارونکو نہ پہنچتی اور اگر انکو بہی دوزخ مین معذب رکہتے تو انکی تعذیب کیواسطے دوسرے لوگ مقرر ہوتے پہر
یہہ سلسلہ بڑہتا تو تسلسل لازم آتا اور اگر دوزخیونکی تعذیب کیواسطے نیکونکو مقرر کرتے تو باوجود انکی بیگناہی کے اور خطاؤنکے عفو ہوجانیکے
انکی تعذیب لازم آتی اسواسطے کہ آدمی اور جن کا جسم آگ کی نزدیکی کو ہمیشگی کیطور پر متحمل ہو نہین سکتا ہے اور سوا اسکے اپنے ہمجنسون اور اپنے
قریبون اور دوستونکا عذاب دیکہہ کے جسمانی عذاب سے زیادہ تر روحانی عذاب مین گرفتار ہوتے
بلکہ ان لوگونسے ہرگز ہو نسکتا کہ اپنے خویش اور اقربا بہائی بندونکو اسطرح کی سختی اور تکلیف مین گرفتار
کرین بلکہ یہہ تکلیف مالایطاق اُنپر لازم آتی بخلاف فرشتونکے کہ یے چیزین اُنمین پائی ہی نہین جاتین
اور اگر کسی کی خاطر مین یہہ شبہہ گذرے کہ دوزخ کے امورات کی کاربرداری اور سرانجام جب فرشتونکو
سپرد ہوا اور اُسکام پر فرشتے مقرر ہوے اور فرشتونکی قوت معلوم ہو چکی کہ ایک فرشتہ تمام جہانکے
ہلاک کر دینے کیواسطے کافی ہی پہر انیس فرشتونکو مقرر کرنے کی کیا حاجت تہی تو اسکا جواب ارشاد ہوتا
ہی کہ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اور نہین مقرر کی ہمنے گنتی ان فرشتونکی کہ انیس ہین اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ
كَفَرُوا مگر واسطے جانچنے اور عذاب کرنے کے کافرونپر جو کفر کی حالت مین مرے ہین تا کہ ہر قسم کے عذاب
مین گرفتار ہووین اور اگر ایک یا دو یا تین شخصونکو دوزخ پر مقرر کرتے ہم تو وے ایک قسم یا دو قسم یا
تین قسم کا عذاب کرسکتے سو انیس کا مقرر کرنا اسواسطے ہی کہ انیس قسم کے عذابکو سرانجام دیوین اور عذاب
کی قسمین بہی اُنہی انیس مین منحصر ہین چنانچہ انحصار کی وجہہ اوپر گذر چکی ہے تو گویا جتنی عذابکی قسمین ہین
سب دوزخیونکے حقمین ثابت ہو چکین اور فرشتے کی قوت عملونکی کثرتمین ازروے کمیت کے اور عملونکی
شدتمین ازروے کیفیت کے اگرچہ وفا کرسکتی ہے یعنے ہزارون مشکل کام کرسکتا ہی اور ایک

فرشتہ جو کلام لا کہون آدمیون سے نہوسکے کر سکتا ہے لیکن ایک فرشتہ تمام اعمال مختلفہ کی قسمونکو
سرانجام نہین دے سکتا ہے بلکہ ایک فرشتہ دو قسم یا تین قسم کا کام بہی سرانجام نہین کرسکتا ہے چنانچہ
ملک الموت علیہ السلام ماںکے پیٹ کے اندر کے بچہ مین جان نہین ڈال سکتے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی نہین
برسا سکتے ہین اور حضرت میکائیل علیہ السلام وحی نہین لا سکتے ہین جسطرح سے کان دیکہہ نہین سکتا ہے
اور آنکہہ سُن نہین سکتی ہے اگرچہ اپنی قسم کے کام کتنے ہی سخت ہون کر سکتے ہین جیسے کان سے ہوسکتا ہے
کہ ہزارون آوازین سُن لے اور ماندگی اُسے حاصل نہو اور آنکہہ سے ہوسکتا ہے کہ ہزارون رنگ کو دیکہہ لے
اور عاجز نہو سو اسیطرح اگر ایک فرشتہ عذاب کیواسطے دوزخیون پر مقرر ہوتا تو اُسسے ایک
قسم کا عذاب سب دوزخیون کیواسطے ہوسکتا تہا لیکن دوسری قسم کا عذاب جو اُسسے متعلق نہین ہے
وہ اُسسے نہین ہوسکتا اور اسطرح سے ہر ہر قسم کے عذاب مین کافرونکو مبتلا کرنا اور ہر ہر قسم کے عذاب کیواسطے
علیحدہ فرشتہ مقرر کرنا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اسواسطے ہے تاکہ خوب یقین حاصل کرین وے
لوگ جو دیئے گئے ہین کتاب اسواسطے کہ اہل کتابکو معاملات الہیہ کے بہیدونکی بوجہہ اور فرشتون کے
افعال اور احوال پر اطلاع اور انکی قوتونکی دریافت کہ کس کس چیز مین انکو کمال حاصل ہے اور کس چیز مین
نہین ہے اور کامل علی الاطلاق اور قوی اور متین حقیقی سوائے ذات پاک باری تعالی عز اسمہ کے کوئی نہین ہے
اِن سب چیزونکی خبر انکو بخوبی حاصل ہے اور یہہ بہی ہے کہ اگر اپنی کتابونمین اُس گنتی کو سُنا ہے لیکن اِس عدد کے
منحصر ہونیکی وجہہ کو نہین بوجہے ہین تو اس نکتہ سے بوجہہ لین کہ ان عددون سے عذاب کی سب قسمونکو
گہیرنا منظور ہے اور اس بات کے دریافت کرنے سے انکی خاطر کو تسلی ہوا اور اس عقیدے پر پورا
اطمینان انکو حاصل ہووے اور اس پیغمبر کا اور اس کلام الہی کا جو تازہ اُترا ہے احسان مانین اور دل
اور جان سے اسکو قبول کرین پس لام تعلیل کا جو لِيَسْتَيْقِنَ اور اسکے معطوفات مین پایا جاتا ہے وہ
اُس کلام سے متعلق ہے جو مانا فیہ اور پہلی استثنا سے ذہن مین حاصل ہوا ہے یعنے اِنَّمَا جَعَلْنَا
عِدَّتَهُمْ فِتْنَةً لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ یعنے سوائے اسکے نہین کہ ہمنے
کردی گنتی ان فرشتونکی جانچ کافرون کیواسطے تاکہ یقین کرین جو لوگ کتاب دیئے گئے ہین وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا اور تاکہ زیادہ ہوں وے لوگ جو پہلے سے تمہرا ایمان لائے ہین اپنے ایمانونمین اور
یہہ خوب معلوم کرلین کہ کفر بہت بڑی چیز ہے ہر قسم کے عذابمین گرفتار کا سبب پڑتا ہے اور ایمانمین
کمال پیدا کرین اور کفر سے بہت دور رہین وَلَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
اور نہ شک کرین جو لوگ دیئے گئے ہین کتاب اور ایماندار اُنیس عدد کی تعیین مین اور یہہ بات زبان پر نہ لاوین
کہ اگر ایک فرشتہ سب دوزخیونپر عذاب کرسکتا تہا تو ایک ہی کافی تہا اور اگر ایک سبکے واسطے کافی
نتہا تو کروڑون دوزخیون کے مقابلہ مین انیس سے کیا ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اِس بیانسے انکو معلوم ہو جائیگا
کہ اُنیس کا مقرر کرنا ہر قسم کے عذابکو گہیر لینے کیواسطے ہی نہ عذاب کئے گیونکے مقابلہ کے واسطے
وَلِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور تاکہ کہین وے لوگ جنکے دلونمین جہل کا روگ پیدا ہوا
ہی اور اُس جہل کے سببسے اُنکا ایمان بہی ضعیف اور بودا ہوگیا ہے وَالْکٰفِرُوْنَ اور کافر
بہی کہین جنکے دلونمین ایمانکی بو بہی نہین ہے اور جہل مرکب انمین مضبوط ہوگئی ہے کہ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ
بِهٰذَا مَثَلًا کیا ارادہ کیا ہے اللہ تعالی نے اس گنتی سے جو کافرونکے عذاب کرنیکیواسطے
مقرر کی ہی مَثَلًا مثلاً اسواسطے کہ اگر دوزخیونکا مقابلہ اورانکو مغلوب کرنا ارادہ کیا ہی تو انیس سے
بہی کچہہ نہین ہوسکتا ہے اور اگر تعذیب کے اسبابکو سرانجام کرنا اور لکڑیان اور گندے آگ مین
جلانیکے واسطے جمع کرنیکا ارادہ کیا ہے تو یہہ بہی کام اتنے تہوڑے گنتی کے شخصون سے
ہو نسکیگا اور اگر یون ارادہ فرمایا ہی کہ مین اپنی قدرت کاملہ سے ان فرشتونکے ہاتہون سے
عذاب کرونگا تو فرشتونکا ہونا اور نہونا دونون برابر ہے اور اگر اسباب ظاہری کی رعایت سے انکو
مقرر فرمایا ہے تو ایک یا دو بہی کافی تہے اسقدر ضرور نتہے اور اگر بالغرض عدد ہی معین کرنا منظور
تہا تو دوسرے عدد جو مشہور ہین اور معتبر ہین جیسے دس یا بیس کہ یے عدد کے عقود ہین یا پندرہ یا
سترہ یا بارہ مقرر فرمانا تہا یے عدد یعنے انیس جنکا کسی جگہہ اور کسی فرقے کے نزدیک اعتبار نہین
ہی کسواسطے مقرر فرمائے ہین اور یہہ بہی احتمال ہے کہ مثلاً کی لفظ تمیز واقع ہوئی ہو نسبت
ایقاعیہ سے جو اَرَادَ کیطرف مَاذَا کے ہے یعنے کونسے تمثیل ارادہ فرمائی ہی اِس عدد سے گویا

یون کہتے ہین کہ ظاہر اس عدد کا تو بالیقین مراد نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اس عدد کا ذکر کسی دوسری
چیز کی تمثیل کیواسطے ہی لیکن وہ چیز کیا ہی اسکو بیان کرنا چاہئے تاکہ ہماری خاطر جمعی ہو جاوے
لیکن پہلی توجیہ مین یعنے مثلاً کو جہان فعل محذوف کا مفعول گردانا ہے یعنے مثلث کا سو وہان ایک
اشارہ بہت ہی لطیف اور پاکیزہ حاصل ہوتا ہی یعنے تمام حقتعالی کے معاملات مین اور اللہ تعالی کے
وقایع عجیبہ مین یہ لوگ یعنے ضعیف الایمان اور کافر اسی قسم کے شکوک اور شبہے پیدا کرتے رہتے
ہین اور بحث اور اعتراض کیا کرتے ہین اور اس واقعہ مین دو فرقونکو یعنے مومنین اور اہل کتابکو ہدایت پر
ہدایت زیادہ ہوئی اور دو فرقونکو یعنے ضعیف الایمان اور کافرونکو گمراہی پر گمراہی زیادہ ہوئی سو حقتعالے
لوگونکو عبرت اور نصیحت کیطور پر فرماتا ہے کہ کَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ یَّشَآءُ اسیطرح ہر واقعہ مین
گمراہ کرتا ہی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اِسطور سے کہ اُس واقعہ کے بہید سے اسکی نظر کو بند کر دیتا ہے
اور اسکے ظاہر ہی پر اس شخص کے فہم کو قاصر رکہتا ہے آخر کو یا شک یا تردد مین پڑ جاتا ہی یا اُسکی
انکار کر بیٹھتا ہے اور اسکے ساتھہ مسخری کرنے لگتا ہی اور ضلالت اور گمراہی کی بہنور مین پڑ کے ہلاک ہوتا ہے
وَیَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اور راہ دکہلاتا ہی اور مطلب کو پہنچاتا ہے جسکو چاہتا ہی اسطور سے کہ اسکی نظر کو
اس واقعہ کے بہید کو پہنچاتا ہے اور اسکی حقیقت کو وہ دریافت کر لیتا ہے اس سبب سے اُسکا اطمینان اور چین
روز بروز بڑہتا جاتا ہے وَمَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور نہین جانتا ہی تیرے پروردگار کے لشکر
کو کوئی مگر وہی چنانچہ اُسکے لشکر ونسے بعضے وے ہین کہ تن تنہا لاکہون کروڑونکو کافی ہین جیسے ملک الموت
اور جیسے آفتاب اور ماہتاب دنیا مین روشنی کیواسطے اور بعضے وے ہین کہ دو دو مل کے کام کرتے
ہین جیسے کرام کاتبین اور دو آنکہین اور دو کان اور بعضے وے ہین کہ تین تین مل کے کام کرتے ہین جیسے
موالید ثلثہ یعنے نباتات اور جمادات اور حیوانات اور بعضے وے ہین کہ چار چار مل کے کام کرتے ہین جیسے
عناصر اربعہ اور بعضے پانچ پانچ جیسے حواس خمسہ اور خمسہ متحیرہ یعنے آفتاب اور ماہتاب کے سوا پانچون
ستارے یعنے زحل اور مشتری اور مریخ اور زہرہ اور عطارد اور بعضے چہہ چہہ جیسے چہہ طرفین اور بعضے سات
سات جیسے ساتون آسمان اور ساتون ستارے اور بعضے آٹہہ آٹہہ جیسے آٹہہ مزاج اور آٹہہ بہشتین اور علی

ہذا القیاس سوا ایماندار کو مجمل اتنا اعتقاد کرنا ضرور ہے کہ دوزخ کا کارخانہ اللہ تعالی کی حکمت مین بدون
جمع ہونے انیس کے تمام نہین ہوتا ہے اس سبب سے اس عدد کو حقتعالی نے دوزخ کے کارپردازونکے
واسطے مقرر فرمایا ہی اور حقتعالی کی حکمتونکی تفصیل جو ہر قول اور ہر امر مین مرعی اور مقصود ہے بیان کرنیکے
لایق نہین ہی اسواسطے کہ اکثر عوام کے فہم سے باہر ہی اور جو غرض کہ قرانمین دوزخ کے ذکر سے اور
پیغمبرونکے بیان سے منظور ہی وہ اس کی حکمت کے بیانپر موقوف بہی نہین ہے وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى
لِلْبَشَرِ اور نہین ہی وہ دوزخ مگر عبرت اور پند آدمیون کیواسطے تاکہ اسکا احوال سنکے غضب اور قہر الہی سے
ڈرین اور اسکی نافرمانی نکرین اور اگر کافر یون کہین کہ اس عدد مقرری کی حکمت اگرچہ ہمارے فہم مین نہین
آسکتی ہے لیکن اس عدد کا خلاف حکمت ہونا ظاہر ہے اسواسطے کہ یے عدد بہت قلیل ہین اور عدد قلیل
عبرت اور خوف کے سبب نہین ہوسکتے ہین تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ كَلَّا اس عدد کو ہرگز تہوڑا
مت جانو وَالْقَمَرِ قسم کہاتا ہون مین ماہتاب کی جسکا نور تمام مہینے مین انیس رات خوب معلوم ہوتا
ہی اسواسطے کہ آفتاب سے مجتمع ہونیکے وقت مین اسکا نور ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے اور اس اجتماع
کے پہلے بہی چار دن ضعیف النور رہتا ہے چنانچہ دوسرے ستارونمین اور اسمین چندان امتیاز نہین رہتا ہے
اور اس اجتماع کے بعد بہی ہلالیت کے دنونمین کچہہ اوپر تین دن اسی طرح کا رہتا ہے باقی رہین انیس راتین
کہ انہی راتونمین چاند کی روشنی کی تاثیر کفایت کرتی ہی اور تمام جہانکو اپنے نور سے بہر دیتی ہے چنانچہ
ہزارون میوے اسکی تاثیر سے بڑھتے ہین اور ہزارون لاکہون دانے کہیتونمین مغز سے پر ہوجاتے
ہین اور دریاؤنمین اور اُگنے والی چیزون مین اور حیوانونکے جسمونمین اور اُنکے خلطون اور دماغون
اور گوشتون اور چربیونمین رطوبتونکی زیادتی اسیکے سبب سے حاصل ہوتی ہے سو اب یہان انیس عدد
کی تاثیر کو دیکہو کہ کسقدر عظمت اور بزرگی رکہتی ہے جسنے تمام جہانکو آباد کر دیا اور ایسے بڑے کارخانہ
کو سرانجام دے دیا وَاللَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ اور قسم کہاتا ہون رات کی جب کہ پیٹہہ دیکے بہاگتی ہی آفتاب
کی روشنی قاہرہ کے سبب سے اگرچہ آفتاب اسوقت افق کے نیچے ہوتا ہے اور مخروط ظلی زمین مین اور
قرص آفتاب مین انیس درجہ کا فاصلہ ہوتا ہے سو آفتاب کے نور نے اس انیس درجہ کے ضمن مین اسقدر

تاثیر قوی کی کہ زمین کے ظل مخروط کو جو آدہی جہانپر غالب ہو کے متصرف ہوا تہا اپنے ایک ایک پاؤنسے شکست دی اور بہگا دیا اور تمام جہانکو تاریکی سے خلاصی دیکر روشن کر دیا اور بڑے عمدہ کارخانے سرانجام پایا اور گویا موت کے بعد زندگی کی صورت نمود ہوئی وَالصُّبۡحِ اِذَآ اَسۡفَرَ اور قسم کہاتا ہون صبح کی جسوقت کہ روشن ہوتی ہے اور اپنے نور سے تمام جہانکو منور کر دیتی ہی اور قوت باصرہ کو بیکار ہو جانے کے بعد پہر کام مین لگاتی ہے اور یہہ بہی آفتاب کے نور کی تاثیر کے سبب سے ہی اگرچہ ابتک انیس درجہ افق کے نیچے واقع ہے سوان عمدہ تین کارخانونکے ساتہہ جو انیس عدد کی تاثیر سے زمانے اور مکانمین سرانجام کی صورت قبول کرتے ہین ہم دلیل پکڑتے ہین اسپر کہ اِنَّهَا لَاِحۡدَى الۡكُبَرِ بے شک وہ دوزخ بہی ایک عمدہ کارخانہ ہے خدائی عمدہ کارخانونسے کہ حقتعالی کی عدالت اور انتقام کا ظہور اسی کارخانہ مین ہے سو یہہ کارخانہ بہی اگر انیس فرشتون سے سرانجام پاوے تو کچہہ عجب نہین ہے اسواسطے کہ اسکی قدرت کے بہت سے عمدہ کارخانے اسی عدد سے سرانجام پائے ہین نہایت امر یہہ ہے کہ دوزخ نَذِيۡرًا لِّلۡبَشَرِ ڈرانیوالی ہے آدمیون کیواسطے یعنے آدمی اسکے اوصاف جو سنتے ہین تو وہ سنا انکے خوف کا سبب پڑتا ہی بخلاف دوسرے کارخانونکے جیسے ماہتاب کے نور کی تاثیر اور رات کا جانا اور صبح کا آنا انمین سے کوئی چیز انکے خوف کا سبب نہین پڑتی ہی سو اس کارخانے کے خوف کے سبب سے اسکے حال مین تامل نہین کرتے ہین اور اسکی حقیقت کو دریافت نہین کرتے ہین بلکہ انکار کر بیٹہتے ہین اور دوسرے کارخانونمین جو تہوڑے سے نفع کی امید ہے تو اسطرف رغبت سے تامل اور غور کرتے ہین اور اسکے اسبابکو بہی خوب بوجہتے ہین بلکہ حکمت اور ہیئت کی کتابونمین لکہہ چہوڑتے ہین اس سبب سے اُن کارخانونمین تعجب اور انکار نہین کرتے ہین اور اُن کارخانونمین اگر کچہہ خوف اور ڈر بہی ہوتا ہے تو خاص بعضے آدمیونکو ہوتا ہے جسطرح چور کہ چاندکی روشنی اور رات کے جانے اور صبح کے آنے سے خوف کرتے ہین اور چورونکے سوا کوئی خوف نہین کرتا ہے بخلاف دوزخ کے خوف کے اسواسطے کہ وہ عام ہے لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّتَقَدَّمَ ہر شخص کے واسطے تم مین سے سو جو چاہے آگے بڑہے بہتری مین یا برائی مین اَوۡ يَتَاَخَّرَ یا چاہے پیچہے ہٹے اچہائی مین

یا برائی مین اسواسطے کہ برے کام مین آگے بڑھنے سے دوزخ کا خوف لاحق ہوتا ہے اور اچھے
کام مین تاخیر کرنے سے بہی دوزخ کا خوف ہوتا ہے اور ہر کار خیر مین آگے بڑھنے والا اور ہر
برے کام سے پیچھے ہٹنے والا بہت کمیاب اور نادر الوجود ہوتا ہے والنادر کالمعدوم مثل مشہور ہے
اور اکثر بنی آدم کا حال یہہ ہے کہ اگر ایک برے کام کو چہوڑتے ہین تو دوسرے کو پکڑتے ہین اور
اسیطرح اگر ایک نیک کام مین پیش قدمی کرتے ہین تو دوسرے نیک کام سے تاخیر ہوتی ہے
اسی سبب سے دوزخ کا خوف سبکو لاحق ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ دوزخ کی دہر پکڑ قیامت کے دن
عام ہوگی اسواسطے کہ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ہر جان بدلے مین اُسکے جو کمایا ہے برائی کے کرنے سے
اور نیکی کے نکرنے سے رَهِينَةٌ گرو ہوگی دوزخ مین اور دوزخ کے موکلونکے ہاتہہ مین اور جو حاصل کرنیکے
الات اور اسباب ہر نفس مین اُنیس چیزین ہین دو ہاتہہ اور دو پانؤن اور زبان اور دل اور پیٹ
اور پاپخانے کا مقام اور پیٹ اور پیٹہہ اور حواس خمسہ یعنے باصرہ سامعہ لامسہ ذایقہ شامہ
اور فکر اور عقل اور شہوت اور غضب اسی سبب سے دوزخ مین انیس فرشتے اسپر عذاب کرین گے
اور ایذا پہنچاوین گے اور کوئی شخص ان چیزونکی استعمال مین بے قصور نہین بچا ہے ہر شخص تقصیر وار
ہے یا ان چیزونکے غیر محل مین صرف کرنے سے یا اسکے محل مین صرف نکرنے سے یہی سبب ہے کہ دوزخ
کے موکلونسے کسی شخص کو خلاصی بہی متصور نہین ہے إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ مگر داہنی طرف والے جو
میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تہے اور دنیا مین بہی سیدہی
چال چلے تہے اور موقف مین بہی عرش کے داہنی طرف جیدہر بہشت ہے کہڑے ہوے تہے اور اُسیطرف
روانہ بہی ہوے اور انکے نامہ اعمال بہی داہنے ہاتہہ مین آئے تہے سو اُن لوگون نے تو البتہ اپنے
حقوق واجباتکو اداکرکے اس گرو سے خلاصی حاصل کی اور آپ بری الذمہ ہوے اور دوزخ کے
موکلونکے ہاتہہ سے نجات پاکے داخل ہوے فِي جَنَّاتٍ باغونمین اس سبب سے کہ انکی روحانیت
غالب آئی اور انکو دوزخ کے موکلونکے ہاتہہ سے چہڑا لائی اور یہ لوگ ان باغونمین اسقدر
بیخوف اور فارغ البال اور چین مین ہونگے کہ آپسمین يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ پوچہین گے

گنہگارونکے حال سے کہ وے لوگ کہان گئے اور کیا ہوے جو نظر نہین آتے ہین گویا انکو کچہہ بہی انکے حال کی خبر نہین ہے کہ وے لوگ کس بلا اور مصیبت مین گرفتار ہین آور جب سنین گے کہ گنہگارونکو دوزخمین داخل کیا اور آگ مین جہونکا تب اُن گنہگارون کیطرف متوجہ ہوکے توبیخ سے یا تعجب سے خطاب کرین گے اور پوچہین گے کہ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ کون سی چیز لائی تمکو دوزخمین باوجود عقل اور کمال دانائی کے تمسے اتنا نہوسکا کہ دوزخ کیطرف کہینچنے والی چیزونکو اپنے سے دور کرو یعنے قواے حیوانیہ اور طبعیہ کی خواہشونکو اپنی قوت روحانیت کے زور سے اپنے سے دفع کرو تاکہ تمکو دوزخ کے موکل فرشتے کہ وے بہی مثل ان قوتونکے ہین کہینچ کر دوزخ مین نہ لیجاتے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ اصحاب الیمین سے مراد اس آیت مین ایماندارونکے بچے ہین جو دنیا سے بیگناہ گئے ہین اور دوزخ کے موکلونکی گرو اور قید مین نپڑین گے اور بعضے مفسرون نے اس قول کی تاکید مین یون کہا ہے کہ یہہ اُنکا سوال کرنا یعنے ما سلککم فی سقر خود انکے بچے ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ دوزخمین داخل ہونے کے سبب کو ابتک نہین پہچانتے ہین اور یہہ بہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وے بچے جب کافرونکا جواب سنین گے کہ ہم اس سبب سے دوزخمین پڑے کہ نماز نہین پڑہتے تہے اور فقیرون مسکینونکو کہانا نہین کہلاتے تہے اور جنکی صحبت مین بیٹہتے تہے اور لایعنے بیہودہ شغل مین اپنا دن گذارتے تہے اور قیامت کے دن کی انکار کرتے تہے تب وے بچے کہین گے کہ ہم بہی یہی کام کرتے تہے لیکن قیامت کا انکار ہم نہین کرتے تہے سو معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کی انکار سے تم اس بلا مین گرفتار ہوے حاصل کلام کا یہہ ہے کہ اگر اصحاب الیمین سے مراد نیک بخت ہین چنانچہ قرآن مجید کا عرف بہی یہی چاہتا ہے تو یہہ سوال یا تعجب کی راہ سے ہوگا یا توبیخ کی راہ سے اور اس سوال کے جوابمین گنہگار دوزخ سے یون قَالُوا کہین گے کہ ہمسے علمی اور عملی قوے کو عالم علوی کیطرف جذب کرنا اور کہینچنا نہوسکا اسواسطے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ نتہے ہم نماز پڑہنے والونسے اگرچہ نماز کی فرض رکعتین دن اور رات مین کل انیس تہین دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین مغرب کی اور

چار عشا کی یے سترہ رکعتین فرض اصلی ہین اور دو رکعتین رات کی نماز سے جسمین طاق کی رعایت کے سبب سے ایک رکعت اور زیادہ کرکے وتر نام رکہا ہے اس سبب سے بیس ہو گئین سو اگر ہم نماز پڑھنے والونسے ہوتے تو وے اُنیس رکعتین آج کے دن ہمارے کام آتین اور اِن اُنیسون دوزخ کے موکلونسے ہمکو خلاص کرتین اور یہہ بہی ہے کہ دن اور رات کی ساعتین چوبیس ہین انمین سے پانچ ساعتین نماز کیواسطے مقرر ہین تاکہ باقی انیس ساعتونکی یے پانچو ساعتین کفارہ ہو جاوین اور جو ہمسے ان پانچ ساعتونمین نماز ادا نہوئی تو باقی انیس ساعتونکا کفارہ بہی ہمکو حاصل نہوا اسیواسطے ہر ساعت کی غفلت کی عوض مین ایک ایک موکل دوزخ کا ہمپر مسلّط ہوا اور یہہ بہی ہے کہ نماز کے ارکان اور شروط سب مل کے انیس چیزین ہین بدن کی طہارت اور کپڑے کی طہارت اور حدث اصغر اور اکبر سے طاہر ہونا استقبال قبلہ کا ستر عورت قیام رکوع سجود قعود تکبیر تحریمہ رفع الیدین کے ساتہہ قرأت اذکار کی تسبیح سے ہو یا تکبیر سے تشہد درود اور دُعا حضوری دل کی نیّت سلام ہر رکن مین اطمینان کلام اور عمل منافی کو ترک کرنا داہنے بائین التفات کو ترک کرنا اور جو ہم نے نماز کو ترک کیا تو یے انیس چیزین بہی ہمسے ترک ہو گئین سو اس سبب سے اُنیس موکلون نے ہمکو گرفتار کیا وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ اور نہ کہانا کہلاتے تہے ہم فقیر محتاج کو اسواسطے کہ اگر ایک وقت بہی پیٹ بہر کے مسکین کو کہانا کہلاتے ہم تو اُسوقت سے اُنیس ساعت تک خاطر جمعی سے اسکو گذرتی اور حیوانیہ اور طبعیہ اُنیسون قوتین اسکی اُنیس ساعت تک زندہ اور تازہ رہتین اور اگر ان اُنیس ساعتونمین ان اپنی اُنیس قوتونسے کوئی بہتر کام کرتا تو ہمارے نامۂ اعمال مین اُسکا ثواب لکہا جاتا اسواسطے کہ ہم ہی اسکے باعث پڑے تہے اور یہہ بہی ہے کہ پکار کر کہانا کہلانا تب اجر کامل کا باعث ہوتا ہے جب یے اُنیس چیزین پائی جاتی ہین ہل جوتنا بیج جہٹکانا سینچنا کہیتی کی محافظت کرنا جانورون سے اور کاٹنا اُسکا اور منڈہی کرنا اور دانے کو بہوسے سے علیحدہ کرنا اور کہر مانکو بچانا اور غلہ کو کہیت سے اُٹہا کر آبادی یا گہر مین لانا اور پیسنا اور چلنی سے چہاننا آٹے کا اور خمیر کرنا اور پکانا اور نمک ڈالنا اور روٹی کے ساتہہ کیواسطے سالن بہم پہنچانا اور اس کہانیکو

مسکین کو کہانا کہلانیکا ثواب
ان انیس چیزون پر موقوف ہے

اُٹھا کے عزت اور حرمت سے مسکین کے سامنے جا رکہنا اور اسکو پیٹ بہر کے کہانے دینا جلدی نکرنا
اور پہر عزت اور حرمت سے اس فقیر کو رخصت کرنا اور اسکا احسان اسکے اوپر نہ کہنا اور بار بار اسکو
یاد بہی نکرنا سوا کر ایک فقیر کو بہی اسطرح سے کہانا کہلاتے ہم تو وے انمیں جنہین یہان ان انمیں مولون
سے ہمکو بچاتین اور ہمارے کام آتین وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ اور تہے ہم دہنستے بد صحبتونمین
ساتہہ دہنسنے والونکے اور ان صحبتونمین اُنیس آفتین اور برائیان تہین پہلی برائی بیہودہ بکنا جیسے عورتونکے
حسن کا ذکر کرنا اور دولتمندونکی عیش اور بادشاہونکے تکبر اور انکی شان اور تجمل کے اسباب اور
صحابہ کی آپسمین جنگ و جدل کی گفتگو اور باطل مذہبونکا چرچا اور فاسقونکے فسق کا بیان کرنا دوسری
برائی آپس کے کلام مین نکتہ گیری اور عیب چینی کرنا اور اسکلام کے عیب کو بیان کرنا تیسری برائی
تعصب کی راہ سے مذہبونمین اور مذہب کے قولونمین لڑائی جہگڑا اور اپنی سخن پروری کرنا اور
شریعت کے حکم سے زیادہ اپنے حقوق کے لینے مین جہگڑا کرنا چوتہی برائی کلام کو وزن اور قافیہ
اور استعارہ اور خوش تقریر سے آراستہ کرنا اور اچہائی کی ہجو اور برائی کی تعریف کے اشعار
پڑہنا اور اس مضمون سے لذت حاصل کرنا پانچوین برائی فحش بکنا جماع یا پیشاب یا پاخانے کے مقام
کے ذکر سے یا پردہ نشین عورتونکا نام لیکر چہٹین برائی آپسمین سخت گوئی کرنا جیسے بے حیا احمق جاہل
وغیرہ کسیکو کہنا ساتوین برائی گالی دینا اور کسیکی آبرو لینا آٹہوین برائی لعنت کا استعمال کرنا خصوصًا
غیر مستحق پر نوین برائی ہنسی مسخرکی زیادتی کرنا ہنسی کے اندازہ سے جو دوسرےکے رنج اور ملال کا
سبب پڑے دسوین برائی تہمت اور بہتان لگانا اور بے گناہ کیطرف برائی کی نسبت کرنا گیارہوین
برائی مسلمانونکے حرکات اور سکنات پہ ہنسنا مسخرکی راہ سے اور مسلمانونکے عیب بیان کرکے دوسرونکو
ہنسانا بارہوین برائی وعدہ خلافی کرنا تیرہوین برائی جہوٹہہ بکنا پہر اسپر مبالغہ کرنا چودہوین برائی
آدمیونکے چہپے بہید ونکو کہولنا اور لوگونکے گہر کے چہپے باتونکو سب کے سامنے ظاہر کرنا پندرہوین
برائی بد دعا کرنا سولہوین برائی نیت بد کرنا سترہوین برائی ادہر کی ادہر لگانا اٹہارہوین برائی
منہہ پر کسیکی تعریف کرنا اُنیسوین برائی اپنا اور اپنی قوم کا اور اپنے بزرگونکا فخر زور شور سے

صحبت کی آفتونکا بیان جس سے مسلمانونکو بچنا ضرور ہے

قیامت کے واقعونکا بیان

بیان کرنا سوان انیس آفتون نے ہمکو ان انیس بلاو ٔن مین ڈالنا یعنے دوزخ مین انیس موکلونکے ہاتہہ مین گرفتار ہوے وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ اور تہے ہم جہو ٹہلاتے قیامت کے دنکو اور قیامت مین انیس واقعہ بہت سخت اور کٹہن ہین انمین چہہ وے ہین جو نفخہ اوّل کے بعد واقع ہونگے چنانچہ پہلا واقعہ آسمانکا پہٹنا اور دوسرا زمینکا بہونچال اور تیسرا ستارونکا منتشر ہونا اور تہرجانا چوتہا چاند سورج کا بے نور ہوجانا پانچوان پہاڑونکا اُڑنا چہٹان دریا مین آگ لگ جانا اور تیرہ واقعہ وے ہین جو نفخہ ثانی کے بعد واقع ہونگے چنانچہ پہلا مردونکا زندہ ہونا اور دوسرا گروہ گروہ کرکے انکو محشر کے میدان کیطرف ہانکنا تیسرا دہوپ کا زیادہ ہونا یہان تک کہ سب موقف والونکو گہیر لیگا چوتہا دوزخ آفتاب کی گرمی سے لوگونکے بدنون سے پسینے کا دریا بہنا پانچوان سایہ کا کہین نہونا چہٹان موقف مین کہڑا رہنا ساتوان قہر الہی کی تجلی کا ظہور آٹہوان سوال حساب کا نوان عملونکو وزن کرنا دسوان نامہ اعمال کو دیا سید ہے ہاتہہ مین یا اُلٹے مین گیارہوان روانہ ہونا موقف سے بہشت یا دوزخ کیطرف بارہوان پل صراط سے گذرنا تیرہوان داخل ہونا جنّت مین یا دوزخ مین سو جب ہمنے قیامت کے دن کی انکار کی تو گویا ان انیسون چیزونکی انکار کی ہمنے سو ہر واقعہ کی انکار کی سزا مین ایک دوزخ کا موکل ہمارے پیچہے پڑا اور ہمکو اس بلا مین گرفتار کیا کاشکے ابتدائے عمر مین اِن چیزونکی انکار کرکے پہر آخر عمر مین توبہ کی ہوتی ہمنے تاکہ اُس پہلی انکار پر ہمسے مواخذہ نہوتا لیکن ہم اپنی شامت سے ان بُرے کامونکو عمر بہر کرتے رہے حَتّٰۤی اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ یہان تک کہ آن پہنچی ہمکو موت پہر موت کے بعد خبردار ہونا اور پچہتانا کچہہ ہمارے کام نہ آیا اسواسطے کہ عمل اور توبہ کرنیکا وقت نرہا اور حقتعالی فرماتا ہے کہ ان لوگون نے نہ اپنی خلاصی کی فکر آپ کی نہ کہین

قیامت کے دن شفاعت نہ ہونیکا بیان

دوسری طرف سے انکو مدد اور اعانت کی اُمید باقی رہی فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ پہر نہ نفع کرے گی انکو شفاعت شفاعت کرنیوالونکی اسواسطے کہ شفاعت کرنیوالے یا بدنی عمل ہین یا مالی سو بدنی عملونمین سردار نماز ہے اور مالی عملونمین سردار مسکینونکو کہانا کہلانا ہے پہر جب یے دونون عمل انکے دشمن ہونگے اور انسے عوض لینے کو مستعد اور تیار ہونگے سفارش کا کیا ذکر ہے

اور پہر جب یے سردار کینہ کشی پر مستعد ہونگے تو دوسرے بدنی اور مالی عملونکی کیا طاقت ہے
کہ اس مقدمہ مین دم مارسکین اور یا شفاعت کرنیوالے پیغمبر ہین یا قران مجید سو قیامت کی انکار
کرنے کے سبب سے جو پیغمبرون اور قران مجید کا عمدہ مطلب ہے پیغمبر اور قران شریف انکی صورت
سے بیزار ہونگے پہر انکی سفارش کرنے کا کیا ذکر ہے اور یا شفاعت کرنے والے اولیا و علما اور
شہدا ہین سو ان لوگونکے بد صحبتون مین بیٹہنے کے سبب سے اور بیہودہ گوئی اور حرام چیزون کے
مرتکب ہونے اور لعن اور طعن کرنے اور نیک بختونکے آئین اور وضع سے مخالفت کرنے کے سبب سے
اولیا اور علما اور شہدا بہی انسے بیزار او رمتنفر ہونگے اسواسطے کہ دنیا مین کبہی انکی صحبت کیطرف
میلان نکیا اور انکی نصیحت کو نہ سنا بلکہ انکی وضع اور آئین کی مخالفت ہی مین عمر بہر گذرانی سو جب اس
قسم کا دن آفت اور مصیبت بہرا ہوا انکے سامنے ہے اور اعانت اور مدد کی کسی سے توقع بہی
اسدن انکو نہین ہے تو انکو چاہئے کہ اسدن کی سختیونکی تدبیر پوچہین اور جو شخص انکو اسدن
کی سختیون اور مصیبونکا علاج بتلاوے تو اسکا احسان مانین اور پند اور نصیحت کی تلاش مین اپنے
مقدور بہر سعی اور کوشش کرین فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ پہر کیا ہوا ہے انکو جو قران
شریف کی پند اور نصیحت سے اعراض کرنیوالے ہین اور منہہ پہیرنیوالے اور یہہ اعراض انکا انتہا درجہ کو
پہنچا اسواسطے کہ امر خیر سے اعراض کرنا کبہی بے فہمی اور نادانی کے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ
بچے کا اعراض کرنا علم کی تحصیل سے اور کبہی طبیعت کے نفرت کرنے سے ہوتا ہے اگرچہ اسکی
نفع اور مصلحت پوجہتا ہے جسطرح بیمار کا اعراض کرنا مفید دوا کے کہانے سے اور کبہی وہمی نقصان کے
خوف سے ہوتا ہے اگرچہ عقل اسکو یقین نہین کرتی ہے لیکن عقل وہم کی مغلوب ہو جاتی ہے
اور اس چیز سے بہاگتی ہے چنانچہ مریض کا خوف کرنا فصد اور پچہنے کے لگانے سے ہلاکت کے خوف
سے وہم کے غلبے کے سبب سے سو ان لوگون نے ان تینون قسم کے اعراض کو جمع کیا ہے اس نصیحت
اور پند کے نہ سُننے کے سبب سے كَأَنَّهُمْ گویا کہ یے نادانی اور حمق اور نفرت طبعی اور خوف وہمی مین
قران شریف کی پند سے حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ گدہے بہاگے ہوے ہین بڑے شیر

قوی ہیکل کے دیکھنے سے اور اسکے نعرہ کی آواز سُننے سے کہ ہرگز اپنا پیچھا پہر کے نہین دیکھتے ہین اور کچہہ بہی احوال کی تحقیق نہین کرتے ہین بہاگے ہی چلے جاتے ہین اور یہہ انکے اعراض اور بہاگنے کا سبب یہہ ہی کہ انکا تکبر اور غرور اس بات کو گوارا نہین کرتا ہے کہ دوسرے پر نازل ہوی پند کو قبول کرین اور اس سے مستفید اور منتفع ہووین بَلْ یُرِیْدُ کُلُّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ بلکہ چاہتا ہی ہر ہر واحد انکا اَنْ یُّؤْتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَةً یہہ کہ دیا جاوے اللہ تعالی کیطرف سے صحیفے کہلے ہوے بادشاہونکے فرمانون کیطرح نہ انکے لپٹے ہوے شُقّون کیطرح اس واسطے کہ لپٹے ہوے شُقّے بادشاہونکے بہت اعتبار اور شکوہ کے قابل نہین ہوتے ہین بخلاف کہلے ہوے فرمانون کے کہ ایسے فرمان جسکے نام پر صادر ہوتے ہین تو اسکی عزت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہے اور اسکا مرتبہ بلند ہوتا ہی اور یہہ انکی درخواست ایسی ہی جیسے کسان اور گنوار دیہاتی چاہین کہ انکے ہر ایک کے نام پر علیحدہ علیحدہ بادشاہ کا فرمان آوے اور اسمین کسی صوبہ دار فوجدار کا واسطہ نہووے اور یون کہین کہ جبتک ہمارے ہر ایک کے نام پر جدا جدا بادشاہی فرمان معتبر ایلچیونکی معرفت سے نہ آویگا تبتک ہم اس صوبہ دار اور اس فوجدار کی اطاعت نکرین گے اور اسکی کچہری مین حاضر نہوین گے اور اسکی بات کو ہرگز نسنین گے مفسرین نے روایت کی ہی کہ مکہ معظمہ کے کافر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تہے کہ ہم ہرگز تمہاری پیروی نکرین گے اور تمہاری بات کو نسنین گے جبتک ہمارے ہر ایک کیواسطے ایک ایک فرمان آسمان سے تمہارے واسطے کے نازل نہووے اور صبح کیوقت ہمارے ہر ایک کے سرہانے سے ظاہر ہووے اور اسکے لفافہ پر سرنامہ کیطور پر لکہا ہووے کہ یہہ فرمان رب العالمین کیطرف سے ہی فلانے شخص فلانے کے بیٹے کیطرف اور اُس نامہ مین تمہاری اطاعت اور پیروی کا حکم ہووے تو البتہ ہم قبول کرین اور پیروی تمہاری کرین سو حقتعالی اس انکی باطل فرمایش کے رد مین فرماتا ہے کہ کَلَّا ہرگز ایسی خواہش نکرین اور اس مقصد کو طلب نکرین اس واسطے کہ جب کسی بلا اور آفت سے اپنی جان کی خلاصی کی فکر پڑتی ہے تو اسوقت تکبر اور غرور کچہہ کام نہین آتا ہے چنانچہ بیمار قریب المرگ نہین کہتا ہی کہ ہمارا مزاج نہین چاہتا ہی کہ ہم طبیب کی دوا کرین اور طبیب کے کہے پر عمل کرین بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ

بلکہ یے لوگ نہین ڈرتے ہین آخرت سے اور ہرگز یقین نہین کرتے ہین اس بات کا کہ اُس عالم مین انکے
بدفعلونکی سزا انکو ملے گی تاکہ اسکی خلاصی کی فکر کرین اور اسکی تدبیر کسی سے پوچھین اور کسی کی نصیحت
سنین پہر حکم ہوتا ہی کہ اس انکے کلام مین ایک خلل دوسرا ہے کَلَّا ہرگز ایسا نہو جیسا سمجھین کہ یہہ نازل
ہوئی نصیحت انکے غیر کیواسطے ہی بلکہ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ بےشک یہہ قران نصیحت عام ہے کسی ایک
کیواسطے مخصوص نہین ہی کہ فقط اسکے واسطے ہو بلکہ جو ڈرے اسیکے واسطے ہی اسواسطے کہ یہہ
آدمی کا کلام نہین ہی بلکہ کلام الٰہی ہی اپنے بندونکی ہدایت اور رہنمائی کیواسطے بہیجا ہے حضرت پیغمبر
اور حضرت جبرئیل علیہما السلام اور دوسرے قاری اور استاد بیچ مین واسطہ پڑے ہین سو یہہ قران سراسر
تذکرہ حقتعالی کا ہے جسطرح قاضی ایک شہر کا تذکرہ لکھہ دیتا ہی پہر جس قاضی پاس اُسے لیجاؤ اُس
زمانے مین یا آگے چل کے وہ اسپر عمل کریگا فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ سو جو چاہے یاد کرے اس قران کو
اور اسکے معنونمین غور کرے اور اسپر عمل کرے وَمَا يَذْكُرُوْنَ اور خوب یاد نہین کرتے ہین
اس قرانکو باوجود اسقدر وسعت اور کہلی ہوجہہ کے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر جسوقت چاہے گا اللہ تعالی
حاصل کلام کا یہہ ہی کہ بعضے ان لوگونسے جب خوب لڑ جہگڑ لین گے اور جنگ اور قتال کر لین گے
اور اس قران کے امر و نہی کی مخالفت کرنے سے خوب طرح سے خرابی اور ذلت حاصل ہوئیگی
اور کنبہ اور قبیلہ قتل ہولے گا اور مال اور عزت کا نقصان قرار واقعی اس نعمت عظمی اور عطیہ کبری کی
انکار اور کفران کی شامت سے ہولے گا تب اس نعمت کی قدر جانین گے اور اسکو یاد کرین گے اور اسکے
پند اور نصایح پر عمل کرین گے اور اُسسے نفع حاصل کرین گے لیکن وُہ ایسا غفور رحیم ہے کہ اُسوقت
بہی انکے اقرار کو اور اس قران کی نصیحت پر چلنے کو اُسنے قبول کریگا اور انکو ہدایت کریگا اور انکے
پچہلے گناہ معاف کریگا اسواسطے کہ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وُہ اللہ تعالی لائق ہے
کہ ہی اُسسے تقوی کرنا چاہئے اور وہی آمرزش اور کرم کے لایق ہے یعنے آدمی کتنے ہی گناہ کرے
اور عمر بہر حقتعالی کی نافرمانی کرے اور اسکی خلاف مرضی چلے لیکن جب تقوے کی راہ چلے گا اور
اسسے ڈریگا تو وُہ اسکے سب گناہ بخش دیگا اور اسکی رجوع کو قبول کریگا اور یہہ اسکی نہایت لطف

اور رحمت کا سبب ہے انس بن مالک آپکے خادم خاص اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے حضرت رب العزت تعالی شانہ
وجل سلطانہ سے اس مقام پر حاشیہ منہیہ کیطور پر ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی ہے
اُسکے الفاظ یے ہین قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰی فَلَا یُشْرَكُ بِیْ شَیْئٌ
فَاِذَا اتَّقَانِی الْعَبْدُ فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ یعنے مین قابل اسکے ہون کہ مجھسے ڈرے بندہ
اور میرے ساتھہ کسیکو کسی کام مین شریک مقرر نکرے اور جب بندہ مجھسے ڈرا اور شرک سے پاک ہوا
تو مین قابل اور سزاوار اسبات کے ہون کہ اسکے گناہونکو مین بخش دون اور حاصل اس منہیہ کا
دفع دو دخل مقدر کا ہے جو سننے والے کی خاطر مین گذرتے ہین اول کا مضمون یہہ ہے کہ
قابل تقوے کے وہ شخص ہے جسکا غضب اور دبدبہ غالب ہو اور قابل مغفرت کے وہ شخص ہے کہ رحمت اور
لطف اسکا غالب ہو سو ان دونون صفتونکا جمع ہونا اگر ہر ہر بندہ کی نسبت سے خیال کیجئے تو
اجتماع ضدین کا لازم آتا ہے اور اگر سب بندونکی نسبت سے ہے یعنے ایک جماعت سے تقوی طلب
کرتے ہین اور غضب اور دبدبہ اپنا دکھلاتے ہین اور ایک جماعت سے بخشش اور عفو کا معاملہ کرتے ہین
اور اسکے گناہ اور اسکی برائیان معاف کرتے ہین تو یہہ بات یا خلاف حکمت کے ہوگی یا خلاف عدل
اور انصاف کے اور یہہ معاملہ جزا کا جزافی ہوجائیگا اسواسطے کہ ایک قاعدے پر نرہا سو اس منہیہ
مبارکہ سے اس پہلے دخل کا جواب ایسا بوجہا گیا ہے کہ ہر بندہ کی نسبت سے ایک ہی معاملہ ہے
اسطور سے کہ پہلے اُس سے تقوی طلب کرتے ہین اور جب اُسنے تقوی پر کمر باندہی اور جو
گناہونمین بڑے تہے یعنے شرک اُسے چہوڑا اور حقتعالی کے حکمونکی فرمانبرداری اور مناہی سے دوریکو اختیار
کیا اور دل اور جان سے اسپر مستعد ہوا تب اُسکے ساتھہ لطف اور کرم کا معاملہ کرتے ہین پہر اسکی
تقصیرون سے درگذرتے ہین اور اسکے گناہونکو معاف فرماتے ہین اور بندونکا مختلف ہونا مغفرت
کے استحقاق مین اور عدم استحقاق مین مغفرتکی شرط تحصیل کرنے کے اختلاف سے ہی اور وہ شرط
تقوے پر مستعد ہونا اور شرک سے بچنا ہے تو یہہ معاملہ جزافی نہوا اور حکمت اور عدالت سے

مخالف بہی نہوا اور دوسرے دخل کا مضمون یہہ ہے کہ جب ایک شخص نے تقوی کیا تو مغفرت کی
احتیاج اسکو نرہی اسواسطے کہ تقوی اسیکا نام ہے کہ گناہ سے بچارہے اور اسکے امر کو بجالاوے اور
اگر اُسنے تقوی نکیا تو اسکو مغفرت کا مژدہ دینا گویا گناہ پر دلیر کرنا ہے اور وہ مغفرت کے لائق بہی نرہا
اور اس دوسرے دخل کا جواب بہی اسی منہہ مبارک سے ایسا بوجہا گیا کہ تقوے کے مرتبے بہت متفاوت
ہین اصل تقوی کا جو شرط اور مدار مغفرت کا ہے وہ اسی قدر ہے کہ شرک اور کفر سے بچارہے
اور اسکے اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے اجتناب کا قصد مصمم کرے اگرچہ بہت سی تقصیرین
مغفرت کی احتیاج اسکو ہنوز باقی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ

سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃ

یہہ سورت مکی ہے اسمین چالیس آیتین اور ایکسو ننانوے کلمے اور چہہ سو دو حرف ہین اور اس سورت
کے ربط کی وجہہ سورہ مدثر سے یہہ ہے کہ سورہ مدثر مین قیامت کے ظاہری واقعہ کی ابتدا مذکور ہے
یعنے صور کا پہونکنا چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ اور اسکی انتہا بہی مذکور ہے
یعنے سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ اور کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ فِیْ جَنّٰتٍ
یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ اور اس سورت مین قیامت کے باطنی واقعہ کی ابتدا
مذکور ہی جو عقل اور روح کو متحیر کر دیگا چنانچہ حقتعالی فرمایا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور
اسکی انتہا بہی مذکور ہے یعنے وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ
تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ پس وہ سورۃ قیامت کے ظاہر کے بیان مین ہے اور یہہ سورت قیامت کے
باطن کے بیان مین ہے اور یہہ بہی ہے کہ قیامت کے واقعون سے اُس سورت مین جو اول مذکور ہی وہ نقر ناقور
یعنے آواز نقاری کی جو اول کان پر آویگی پہر کانسے دل پر رنج پہنچاویگی اور متحیر کر دیگی اور اس سورت مین
قیامت کے واقعون سے جو اول مذکور وہ برق بصر ہے جو اول آنکہہ پر آویگا پہر آنکہہ سے دل پر پہنچ کے
دلکو گہبراہٹ کے بہنور مین ڈال دیگا اور ظاہر کی تقدیم باطن پر اور کان کی تقدیم آنکہہ پر اسکلام اعجاز

نظام مین جابجا رعایت کی گئی اور منظور ہی اور یہہ بہی ہی کہ قیامت کے دن پہلے صور کی آواز تمام عالم کو زیر وزبر کر ڈالیگی پہر اسکے بعد نور الہی کی قہری تجلی گنہگارون سے بدلا لینے اور نیکونپر انعام کرنیکے واسطے ظہور کریگی تو وقوع کے اعتبار سے بہی اُس سورت کے مضمونکو اس سورت کے مضمونپر تقدیم حاصل ہی اور باوجود اسکے کلام کی روش اور مستعمل لفظین دونون سورتونکی بہی آپسمین مشابہت رکہتی ہین چنانچہ اُس سورتمین ایک کافر کے حقمین دنیا مین فرمایا ہے کہ عَبَسَ وَبَسَرَ اور اِس سورتمین کافرون کے حقمین قیامت کے حالمین ارشاد ہوتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تو گویا ترش روئی اور تیوری چڑہانا اس جہانکا سزا ہے اس جہانکی ترش روئی اور تیوری چڑہانے کی جو قرآنکی آیتونکو سنکے منہہ بنایا کرتے تہے اور اُس سورت مین فرمایا ہے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً اور اِس سورتمین فرمایا ہے بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ اور اُس سورتمین کافرونکا حسرت کرنا قیامت کے دن ایمان ترک کرنے پر اور نیک عملونکے ترک کرنے پر جیسے نماز اور روزہ اس عبارت سے مذکور ہے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ اور اِس سورتمین کافرونکو ضرر پہنچنا موت کے بعد ایمان اور نیک عمل کے ترک کرنے کے سبب سے اِس عبارت سے مذکور ہی کہ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اور اُس سورتمین کافر کی لعنت اس تکرار اور اس عبارت سے مذکور ہے کہ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ اور اِس سورتمین وہی معنے اِس تکرار اور اِس عبارت سے ارشاد ہوے ہین کہ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى اور اُس سورت مین لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ فرمایا ہے اور اِس سورتمین يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ اور سوا اسکے بہت سی مناسبتین لفظی اور معنوی ان دونون سورتونمین پائی جاتی ہین اگر تہوڑا بہی تامل اور فکر اسمین کیا جاوے تو معلوم ہوجاوے اور کیا اللہ تعالی کی عنایت اور احسان تہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پر جو اسطرح کی عقل اور دانائی اور سمجھ انکو عنایت ہوئی تہی کہ ان سب مناسبتونکو ترتیب کیوقت پہلی ہی نظر مین دریافت کر لیا کیا اچہا علم تہا اور کیا خوب سمجہہ تہی انکی اور اِس سورتکا نام سورۂ قیامت ہونے کی وجہہ یہہ ہے کہ اس سورتمین قیامت کے آنیکو

ایسی واضح دلیلون سے بیان فرمایا ہے جسکا بوجہنا بہت آسان ہی اور ہر شخص کو عام ہو یا خاص جب اپنے دلکی طرف رجوع اور اندک فکر اور تامل کرے تو یہہ بات اسکی سمجہہ مین آسکتی ہے
اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ آدمی کا معمول ایسا ہے کہ جب کسی کام کرنیکا ارادہ اسکے دلمین آیا
اور اسکا شوق پیدا ہوا اور رغبت صادق اسکے واسطے پائی گئی اور اسکو اچہا جانکے اُسنے کرنا
شروع کیا پہر اسوقت کتنا ہی اسکو سمجہاؤ اور اسکے انجام کی قباحتین بیان کرو کہ اس قسم
کی برائیان اسکے پیچہے لگی ہوئی ہین لیکن وہ شخص ہرگز نہین سمجہتا ہے اور ایسا اسمین ڈوب جاتا ہے
کہ اسکا آگا پیچہا بایان داہنا کچہہ بہی نہین دیکہتا ہے سب طرف سے اندہا ہوکے اسمین مشغول
ہوتا ہے پہر یکایک جب اسکی برائی پر مطلع ہوا اور اسکام کے نقصان اور ضرر اسکے سامنے
آئے اور ہر طرف سے اسکی برائیون نے آگہیرا تو اسوقت ایسی ایذا اسکو ہوتی ہے اور ایسا رنج اسکو
پہنچتا ہے کہ گویا روحانی قیامت اسپر قایم ہوتی ہے پہر اپنی تئین آپ لعنت ملامت کرنے لگتا
ہی اور اپنے ہاتہہ پاون آنکہہ ناک کان پر غصہ کرنے لگتا ہے خصوصاً وے اعضا جنسے وہ
کام کیا تہا اُنکا خود دشمن بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین ان اپنے اعضا کو سزا دون اور
یون کہنے لگتا ہے کہ کیا کرون آنکہہ کو پہوڑ ڈالوں اور ہاتہہ کو کاٹ ڈالون کچہہ بن نہین پڑتی ہے
اور اس اپنے کمبخت دلکو کیا کرون جسنے ایسی حرکت کرواکے مجہکو اس مصیبت مین پہنسایا
سو اسسے معلوم ہوا کہ آدمی کے کام خود آدمی کو فریب دیتے ہین اور کبہی برے کام اپنے کو
اچہا کرکے دکہلاتے ہین اور کبہی اچہے کام ایسی بری شکل سے اسکے سامنے نمودار ہوتے
ہین کہ وہ اُنکی صورت سے بہاگتا ہے اور قیامت کے معنے یہی ہین کہ اچہے اور برے عمل اپنی اپنی
حقیقیہ صورت پر سامنے آکے اپنا بدلا اور انتقام لین گے اور جزا کیواسطے سب اعضا اور آلات کا
پہر بناکر حاضر کرنا ضروری ہوا اور اعضا کیواسطے پہر بدنکا بنانا بہی ضروری ہوا اور بدن کیواسطے
روح کا داخل کرنا بہی ضروری ہوا فرق اتنا ہے کہ دنیا مین ادمی لعنت ملامت اور ندامت
اپنے دلمین جو پاتا ہے سو ایک ایک کام پر ہوتی ہی اور مرنیکے بعد جتنے عمر بہر کے کام ہین

ان سب پر ملامت اور ندامت حاصل ہوگی اسیواسطے موت کو قیامت صغرا کہتے ہین اور حشر اور نشر
کے دن نوع انسان کے جتنے کام ہین سب پر اسیکو ندامت حاصل ہوگی اور تمام آولین اور آخرین نوع
انسانی کی فردین اور ہرایک کے ملامت کے اسباب ہرایک کی جزا دینے کیواسطے اسدن ضرور جمع
ہونگے اسیواسطے اسکو قیامت کبری کہتے ہین سو آدمی قیامت کی انکار مین اسقدر غفلت رکہتا ہی کہ اپنے
وجدانیات سے بہی غافل ہوجاتا ہے اور کچہہ بہی اسمین فکر اور تامل نہین کرتا اور یہہ نہین بوجہتا ہی کہ ہر لحظہ اور
ہر لمحہ قیامت کا نمونہ مجہہ مین موجود ہے اور اسکا سبب دو چیزین ہین ایک تو حق اور واقع چیز کے دریافت
کرنے کی استعداد کا پایا جانا بعضے وقتونمین اور دوسری اُس دریافت مین خطا واقع ہونا بعضے وقتونمین
سو یون بوجہنا چاہئے کہ یہہ دونون چیزین میرے ذاتی خاصہ سے ہین بخلاف دوسری مخلوقات کے
اسواسطے کہ اُنمین سے بعضے وے ہین جو اس دریافت کی استعداد نہین رکہتے ہین جیسے حیوانات اور
جمادات اور بعضے وے ہین جنکے اِدراک مین خطا پائی نہین جاتی جیسے فرشتے سو میرے واسطے قیامت
کا ہونا ضرور ہے والا اپنی ذاتیات سے مین نکال ڈالا جاون بلکہ انسان نرہون اور اس سورت کے
سورہ قیامت نام رکہنے کی وجہہ یہہ بہی ہے کہ اسمین قیامت صغری اور قیامت کبری دونون بیان
ہوئی ہین چنانچہ اول سورت سے کَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ تک قیامت کبری کا بیان ہے اور کَلَّآ
اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ سے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى تک قیامت صغری کا بیان ہی
اس سبب سے اس سورت کو سورہ قیامت کہنا اولی اور انسب ہوا اسواسطے کہ یہہ سورت تمام اقسام قیامت
کو محیط ہی اور خوب واضح دلیلونسے اسکو ثابت کرتی ہے
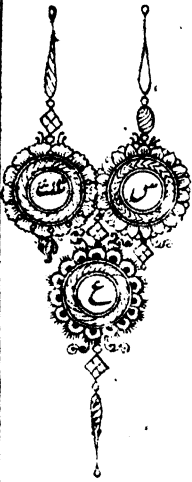
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ قسم نہین کہاتا ہومین قیامت کے دن کی اپنی تقصیر پر آدمی کو حسرت واقع
ہونے پر اسواسطے کہ یہہ حسرت آدمی کو دنیا مین لاحق ہوا کرتی ہے اور متحیر کردیتی ہے وَلَآ اُقْسِمُ
بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور قسم نہین کہاتا ہون مین آدمی کے نفس ملامت کرنیوالے کی قیامت کے واقع ہونے پر

ایسا نفس جو قیامت کے قایم ہونے کا سبب ہی اسواسطے کہ آدمی اپنے نفس کی حقیقت سے بے خبر
اور غافل ہے یہہ نہین جانتا ہی کہ یہہ نفس مجھکو قیامت کے دن گرفتار کروایگا اور برائیونکی جزا چکھنے
کا یہی سبب پڑیگا اور قسم کہانے کیواسطے ایسی چیز چاہیے کہ مخاطب کی نظرمین وہ چیز اپنے لوازمات اور
ثمرات سے ظاہر اور نمایان ہو تاکہ اسکی دلیل پکڑکے مقسم علیہ کے مضمونکو سچا جانے مفسرین کو نفس
لوامہ کے معنومین اختلاف ہے سو جو مفسرونمین محقق ہین انہون نے یون بیان کیا ہے کہ آدمی کا نفس
ایک چیز ہی لیکن اسکی تین حالتین ہین اگر عالم علوی کیطرف مایل ہوا اور عبادت اور فرمانبرداری مین اسکو
خوشی حاصل ہوئی اور شریعت کی پیرویمین اسکو تسکین اور چین ہوی تو اس نفس کو مطمئنہ کہتے ہین
اور اگر عالم سفلی کیطرف اسنے میلان کیا اور دنیا کی خواہشون اور لذتونمین اور عار اور ننگ اور انتقام
اور کینہ کشی کیطرف رغبت کی اور شریعت کی پیروی سے بہاگا اسکو نفس امارہ کہتے ہین اسواسطے
کہ روح کو برائی کا حکم کرتا ہے اور اگر کبہی عالم سفلی کیطرف میلان کرتا ہے اور شہوت اور غضب مین مبتلا ہوتا ہے
اور کبہی عالم علوی کیطرف میلان کرتا ہے اور شہوت اور غضب کو برا جانتا ہی اور اس سے دور بہاگتا ہی
اور شرمندہ ہوتا ہی اور اپنی تئین آپ ملامت کرتا ہے اس نفس کو لوامہ کہتے ہین اور بعضے مفسرونے
یون لکہا ہی کہ ہر آدمی کے بدنمین تین نفس ہین اول نفس مقدس جسکو روح الہی بہی کہتے ہین اور نَفَخْتُ
فِیْہِ مِنْ رُوْحِیْ یعنے پہونکا ہمنے اسمین اپنی روح کو اسیکی شانمین وارد ہے اور قُلِ الرُّوْحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّیْ بہی اسیکا بیان ہے یعنے کہہ تو کہ روح ہمارے پروردگار کا حکم ہی اسیکا بیان ہی اور وہ ہمیشہ یاد الٰہی مین
مطمئن ہے اور اسکی محبت مین مستغرق اور اسکے حکم کا فرمانبردار ہے اور دوسرا نفس منطبعہ ہی
جو بدنکی تدبیرمین ہمیشہ رہتا ہے اور جو جو شہوت اور غضب کی خواہش کرنیوالی چیزین ہین انکو بالطبع
چاہتا ہی اور روح کو انہین لذتون کے حاصل کرنے کیواسطے باربار حکم کرتا ہے اسی سبب سے اسکو
امارہ کہتے ہین اور تیسرا نفس ناطقہ ہے کہ ظاہری اور باطنی حواس سے علم اور ادراک کو جمع کرنا
اور روح کے ہمسامنے انکو عرض کرنا اسکا کام ہے اور اسیکو نفس لوامہ کہتے ہین اسواسطے کہ نفس امارہ
سے جب کوئی امر نامناسب واقع ہوتا ہے تو اسکو یہہ ملامت کرتا ہی اور کامونکی نیکی اور بدی نفس امارہ

ادمی کے انفس ثلثہ کا بیان

کو سوجہاتا ہی اور اسکو ملہمہ بہی کہتے اسواسطے کہ روح کے وسیلے سے جو امور حقہ اور صادقہ مین وسے اسپر الہام ہوتے ہین اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر نفس لوامہ ہوگا اور اپنی تئین ملامت کریگا اسواسطے کہ اگر نیک ہے تو اسپر اپنی تئین ملامت کریگا کہ نیکی زیادہ اور کیون نہ کی اور بعضے اپنے وقتونکو بیفایدہ کیون گنوایا اور اگر بد ہوگا تو اپنی تئین اسپر ملامت کریگا کہ کیون برائی کی مین نے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنت والونکو کسی چیز کی حسرت نہوگی مگر ایک چیز کی جو دنیا مین کوئی ساعت بے یاد الہی کے گذاری ہوگی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا مین بہی ایماندار آدمی کا یہی نشان ہی کہ ہمیشہ اپنی ملامت مین رہے اسواسطے کہ کوئی آدمی تقصیر سے خالی نہین ہے پہر وہ تقصیر معرفت الہی اور اسکے مبادی مین ہو یا عبادت اور تقوی مین یا اسکے شرایط اور آداب مین ہوا اور بعضون نے یون فرق بیان کیا ہی کہ نفس مطمئنہ نفس انبیا اور اولیاء کاملین کے ہین جنہون نے حقتعالی کی یاد اور اسکی محبت مین چین اور اطمینان پیدا کیا اور وسوسون اور خطرونکے کشمکش سے خلاصی پائی ہے اور نفس ملہمہ صالح ایماندارون اور ابرارونکا نفس ہے اور نفس لوامہ گنہہ گارون تائب اور تقصیر وارون نادم کا نفس ہے اور نفس امارہ کافرونکا نفس ہے اور اُن فاسقونکا جو فسق پر اڑ گئے ہین اور بعضون نے یون کہا ہے کہ نفس لوامہ متقیونکا نفس ہے جو دنیا مین گنہہ گارونکو ملامت کیا کرتے ہین اور آخرت مین بہی ملامت کرینگے اور حق یہہ ہے کہ آدمی کے نفس کی پیدایشی یہہ بات ہی کہ ملامت اور ندامت کرتا ہے کیطرح کا ہوا اچھا ہو یا برا چنانچہ اوپر تفسیر مین گذر چکا ہی اور جب یہہ بات ثابت ہوی کہ اُس حسرت اور ندامت جو قیامت کے دن ہوگی اسپر کچہہ قسم کہانے کی احتیاج نہین ہے اور اسیطرح کافرونکی غفلت کے سببسے قیامت کے آنے پر ساتہہ نفس لوامہ کے قسم کہانا بہی مفید نہین ہے تو اب فرماتے ہین کہ ان دونون قسمونکو جو مطلب کے ثابت کرنے مین عمدہ دلیل تہین چہوڑ کے قیامت کے آنے مین کافرونکے شبہے کو دور کرتے ہین اور انسے پوچہتے ہین ہم کہ اَیَحسَبُ الاِنسَانُ کیا گمان کرتا ہی آدمی باوجود عقل اور فہم کے جسکے سببسے تمام مخلوقات سے ممتاز ہی اور نظر اور فکر کو اور ایک چیز کو دوسری

ح

چیز پر قیاس کرنے کو اپنا خاصہ جانتا ہے اور اس سبب سے اپنے تئین بڑا جانتا ہے اور اسپر ناز کرتا ہی اور باوجود اس عقل اور دانائی کے ایسا اعتقاد کرتا ہے اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ اسبات کا کہ ہرگز جمع کرینگے ہم سڑی جہلکی ہوئی ہڈیان اسکی قیامت کے دن دوبارہ زندگی دیکر قیامت مین مفسرون نے کہا ہے کہ اس سورت کے نازل ہونیکا سبب یہہ تہا کہ عدی بن ربیعہ اخنس بن شریق کا داماد جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ مین بستا تہا اور آپ کو بہت ایذا پہنچاتا تہا چنانچہ اُن دونونکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ دعا کی تہی کہ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ جَارَيِ السُّوْءِ یعنے ای بار خدایا کافی ہو مجہکو تو میرے بُرے ہمسایہ سے اسواسطے کہ اسنے مجہکو بہت ایذا پہنچائی ہی سو وہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ تم جو ہمکو قیامت کے آنے سے ڈرایا کرتے ہو بہلا اسکا کچہہ حال تو مجہسے بیان کرو مین سنون دیکہون میری عقل مین آتا ہے یا نہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہہ قیامت کا حال اُسسے بیان فرمایا کہ جتنے مردے ہین اُسدن زندہ کئے جاوینگے اور جو کچہہ دنیا مین کیا ہے سب کا حساب دینا پڑیگا اس کمبخت نے کہا کہ یہہ ایسی بات ہے کہ اگر مین اپنی آنکہہ سے دیکہون تو بہی یقین نکرون اور اسکو سچا نجانون بلکہ یون کہون کہ یہہ سب نظربندی اور خیال ہین حقیقت مین کچہہ بہی نہین ہے اسواسطے کہ میری عقل ہرگز اسباتکو تجویز نہین کرتی ہے کہ ہزارون سال کے مردونکی ہڈیان جو تمام جہان مین پہیل گئی ہین انکو اللہ تعالی جمع کرکے زندہ کریگا سو یہہ سورت اسکے اس امر کے تعجب اور بعید جاننے کی رد کیواسطے نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ بَلٰى البتہ ہم جمع کرینگے آدمیونکی سڑی ہوئی ہڈیونکو اور آدمیونکی منتشر ہڈیان جمع کرنا ہماری قدرت کے نزدیک کیا چیز ہے ہم تو اسسے بہی زیادہ تعجب کی چیزین کرینگے چنانچہ ہر ہر عضو اور فرد کو یعنے گوشت اور پوست اور ٹوٹی چورہ ہوئی ہڈیونکو ہم درست کرینگے قَادِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ قادر ہین ہم اسپر کہ برابر اور درست کرین انگلیونکے پورونکے جوڑونکو جسکو حکیمون اور طبیبون نے سب انسانکے اعضا مین اعدل اور متوسط عضو ٹہرایا ہے اور اسکا درست کرنا بدون اعادہ اُس اعتدال کے جو حقیقی اعتدال کے قریب ہی

سورہ قیامت کے نازل ہونیکا سبب

ممکن نہین ہے اور یہہ بہی حکما کہتے ہین کہ آخر اس چیز کا جس پر خلقت انسانکی تمام ہوتی ہے یہی چمڑا ہی اور انسان کے بدنکے سب چمڑیمین یہہ سب سے نازک ہے اور اسکے حس اور دریافت کی قوت بہت زبردست ہی اسیواسطے طبیعت اپنے خالق کے اذن سے برودت اور حرارت اور رطوبت اور یبوست کی کیفیت کے دریافت کرنے مین اسیکو حاکم کرتی ہے اور اسکے حکم کے موافق کام کرتی ہی اور یہہ بہی ہے کہ انسانکے بدنکے طبقونمین انتہا درجے مین یہہ طبقہ واقع ہوا ہے اور ہڈیونسے کئی مراتب اس طرف ہے اسواسطے کہ چمڑیکے اور ہڈیکے درمیانمین گوشت اور چربی ہے اور ہمدوقت جانکی رگین اور اروے اور بالطات اور پٹہے اور عضلہ اور بعد اسکے ہڈی ہوتی ہے سو جب ہماری قدرت کسی کام کے بنانے پر متوجہ ہوتی ہے تب اسکے نزدیک ہڈیونکا جمع کرنا کیا چیز ہے بلکہ اسّے جو سخت اور مشکل اور عمدہ کام ہین وہ سرانجام دے سکتی ہے اور اس دعویکی دلیل ظاہر اور کہلی ہے اسواسطے کہ جس شخص نے مشکل اور باریک کام ایک مرتبے کیا اُسّے دوسرے مرتبے وہ کام بہت آسانی سے ہوسکتا ہے بس معلوم ہوا کہ آدمی جو قیامت کے آنے کی انکار کرتا ہے اور مردونکے زندہ کرنے پر اللہ تعالی کے قادر ہونے کو محال جانتا ہے سو یہہ انکار اس راہ سے نہین ہے کہ یہہ مسئلہ بہت مشکل ہی اور اسکا ماخذ بہت دقیق ہے اور اسکی دلیل پوشیدہ ہی اس سبب سے اسکی سمجہہ مین نہین اتا ہے

بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ بیباک ہوکے فسق فجور کرے اپنی اگلی عمر مین جو باقی ہے اسواسطے کہ اگر قیامت کا اقرار کرے اور اسدنمین اعمال کے حساب کتاب کا خوف اپنے دلمین بٹہاوے تو اسقدر بیباکی اور ڈہٹہائی فسق و فجور مین اُسّے نہوسکے سو فسق فجور کی محبت کے سبب سے نہین چاہتا ہے کہ قیامت کی بات سُنے یا اسکے ماخذ اور دلیل مین کچہہ غور اور فکر کرے اسی سبب سے اسکی طرف خیال ہی نہین کرتا ہے اور بے غور اور فکر کئے اُس خیال کو اپنی خاطر مین آنے نہین دیتا ہی تاکہ اس خیال سے اسکی عیش منغص نہوجاوے اور لذت مین خلل پڑے اسیواسطے تعنت اور سینہ زوری کی راہ سے يَسْأَلُ پوچہتا ہی پیغمبرون اور واعظون اور نصیحت کرنیوالونسے جو اسکو قیامت کے آنے سے ڈرایا کرتے ہین اور ہمیشہ اسکو سمجہایا کرتے ہین کہ اس

دلیل مین غور کرو اور اس چیز کو دیکھو اور فکر کرو تا کہ قیامت کے آنے کی تصدیق تمکو حاصل ہووے
اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کب ہوگا قیامت کے دن کا آنا اسواسطے کہ جبتک تم تاریخ کی قید اسکو بیان نکروگے تبتک مین ہرگز یقین نکرونگا اور کسی دلیل مین بہی غور اور تامل نکرونگا سو یہہ سوال بہی اسکا تعنت اور سینہ زوری کی راہ سے ہے کہ کہتا ہی جبتک اسکے آنے کا وقت بیان نکروگے تبتک مین اسکو سچا نجانونگا اور خوف والی چیز کا یقین آنا اسکے آنے کے وقت دریافت ہونے پر موقوف نہین ہوتا ہے چنانچہ یہہ بات ظاہر ہی اور یہہ اسکی بوجھہ کی غلطی سے ہے جو کہتا ہی کہ شہرون اور لشکرون کی خبرین اگر بے قید تاریخ کے بیان کرتے ہین تو چندان قابل اعتبار کے نہین ہوتی ہین اور اگر تاریخ اور وقت کی قید کے ساتہہ ہوتی ہین تو البتہ اکثرونکے نزدیک اعتبار کے قابل ہوتی ہین سو اس خبر کو بہی اسی پر قیاس کرکے تاریخ اور وقت سے سوال کرتا ہے اور یہہ نہین بوجہتا ہے کہ تاریخ اور وقت کی قید اُن چیزونمین ہوتی ہے جو گذر چکی ہین اسواسطے کہ یہہ قید اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ یہہ خبر دینے والا اس واقعہ سے خوب خبردار ہی اور اس خبر دینے والے کے صدق اور کذب کی تحقیق آسان ہوجاتی ہے بخلاف ان چیزونکے جو آگے چل کے ہونیوالی ہین اسواسطے کہ اُنکا ظہور ابتک ہوا نہین ہے جو وقت معلوم ہووے اور ایسی خبرمین تاریخ اور وقت کے معین کرنیکی تکلیف دینا محض بیجا ہے ایسی چیزونکے صدق اور کذب کی تحقیق مین دلیل کی قوت اور خبر دینے والے کے علم کے ماخذ کی قوت پر اعتماد کرنا چاہیئے چنانچہ اطبا کی خوف دلانیوالی باتین اور نجومیونکی باتین ہونیوالی چیز کے دریافت مین اسی طور سے تحقیق کرتے ہین حاصل کلام کا یہہ سوال انکا خواہ تعنت کی راہ سے اور خواہ انکی بوجھہ کی غلطی اور نادانی کی راہ سے ہوا ہے قیامت کے دن یہہ حاصل ہوگا کہ اُسدن ایسا سوال کرنیوالا متحیر ہوکے اور گہبرا کے اس سوال کا اُلٹا سوال کرنے لگیگا جو وہان بالکل بیجا اور بیفایدہ ہوگا اور اُسدن کی سختیونکو دیکھہ کے اپنی مخلصی کا طریق اور بہاگ بچنے کی جگہہ کو پوچہیگا چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ پہر جب چُندہلانے لگے گی آدمی کی بینائی جیسے دنیا مین بجلی کی چمک دیکھہ کے انکھہ چندہلاتی ہے سو اُسدن آدمی کو

یہہ چند ہلا نا حقتعالی کی قہری تجلی کی روشنی کی چمک سے ہوگا جو کافر اور فاسق کی بینائی کی قوت
کو متحیر اور مقہور کر دیگی چنانچہ سورہ زمر مین حقتعالی نے فرمایا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا
یعنے اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور بے نور کر دیا جائیگا چاند اور پنیر کی ٹکلیکی
کیطرح ہو جائیگا تجلی الہی کی چمک کی شدت سے نہ اسکے اور آفتاب کے درمیانمین زمین یا کسی دوسری
چیز کے آجانے کے سببسے جیسا کہ دنیامین ہوا کرتا ہے اور اس سبب سے گہن پڑا کرتا ہے اسواسطے
کہ یہہ بے نوری جو چاند کو لاحق ہوگی وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ایسے حال مین ہوگی کہ جمع کئے گئے
ہونگے آفتاب اور ماہتاب ایک جگہہ پر اور انکے درمیانمین کوئی چیز حائل نہوگی تاکہ وہ چیز آفتاب
کی شعاع کے انعکاس کو ماہتاب مین مانع ہووے سو ایسے وقت ماہتاب کا بے نور ہونا صریح دلیل ہے
اسبات پر کہ آفتاب بہی بالکل بے نور ہوگا جیسے پنیر کی ٹکلیکی اور اگر ایسا نہوتا تو آفتاب کے نور سے
ماہتاب البتہ روشن ہوتا اسواسطے کہ ماہتاب کا جسم صیقلی ہے اور کوئی درمیانمین حایل بہی
نہین ہے اور دنیا مین آفتاب اور ماہتاب جب ایک برج اور ایک درجہ مین جمع ہوتے ہین تو اسوقت
چاند مین گہن کسیطرح ممکن نہین ہے ہان محاق اسکو البتہ طاری ہوتا ہے یعنے چاند کی روشنی کم
ہو جاتی ہے اسطور سے کہ اسکی چمکتی طرف آفتاب کیطرف ہوتی ہے اور جو طرف بے نور ہے
وہ زمین کی طرف ہوتی ہے یہہ نہین ہے کہ اسکا نور بالکل جاتا رہتا ہے سو دنیا مین جتنے نور کے
اسباب تہے وے سب خراب ہو جائنگے اور اپنے اعمال کی شامت سے اور بینائی کے چندہلانے
سے روشنی کو آدمی دیکہہ نسکیگا آخر کو لاچار ہوکے بہت متحیر ہوگا پہر اسوقت يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
يَوْمَئِذٍ کہیگا آدمی اس دن جب اُس نور قاہر کی روشنی کو جسنے اسکو متحیر کر دیا ہے ہر مکانمین
شایع اور پراگندہ دیکہیگا اَيْنَ الْمَفَرُّ کسطرف ہے بہاگ بچنے کی جگہہ کہ وہان پہنچ کے اس حیرت اور
دہشت سے خلاصی پاؤنین پہر اسوقت وہ دنیا کا سوال جو کہا کرتا تہا کہ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اُلٹا
ہو جائیگا اور اسدن سے خلاصی کی راہ پوچہنے لگیگا اور جسطرح دنیا مین کمال تعنت اور عناد کے
سببسے ساتہہ لفظ اَيَّانَ کے قیامت کے وقت سے سوال کرتا تہا اور یہہ لفظ ایسی ہے کہ ایسے

امور مشکل غیر متوقعہ سے استفہام کرتے ہین سو اسدن اپنے بہاگنے کی جگہہ کو آین کی لفظ سے
استفہام کریگا جیسے وے امور جنکا حصول آسان ہے اور انکا وقوع متوقع ہے پوچہتے ہین اور
حال یہہ ہے کہ قیامت کا وقوع متوقع اور یقینی تہا اور قیامت کے دن بہاگ بچنے کی جگہہ کا حاصل ہونا
کسیطرح ممکن نہین ہے سو حیرت اور دہشت کے سبب سے اسکے کلام مین خبط واقعہ ہوا ہے چنانچہ دنیا
مین نہایت لعنت اور عناد کے سبب سے خبط کرتا تہا اور یہہ بہی ہے کہ پیغمبرون اور واعظون سے انکے
الزام دینے کیواسطے سوال اور اعتراض کیطور پر قیامت کیوقت سے پوچہا کرتا تہا اور قیامت کے دن
انکہہ کے چندہیا جانے اور عقل کے متحیر ہونے کے سبب سے پناہ کی جگہہ کا پتا بتلانیوالا کسی کو نپاویگا
تو خود بخود ہذیان کیطور پر بکنے لگیگا کہ اَیْنَ الْمَفَرُّ اَیْنَ الْمَفَرُّ اور جب انسانکا حال حیرت اور اضطراب
سے اس مرتبے کو پہنچیگا کہ ہذیان کیطور پر بکنے لگیگا تب اسکو کہا جاویگا کہ کَلَّا ایسا سوال بیجا
مت کر اور ایسی پوچہہ پاچہہ لایعنی سے باز آ وَلَا وَزَرَ نہین ہے پناہ کہین بلکہ جس چیز سے تو
بہاگتا ہے اسی جگہہ تجہکو جانا پڑیگا اِلٰی رَبِّكَ تیرے رب کی تجلی قہریکی طرف یَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ
اسدن جاے قرار ہے اور کوئی شخص اس تجلی کی نزدیکی کی حضوری سے مخالفت نہین کر سکتا ہے
یا اپنی ہنسی خوشی جائیگا یا بال کہینچتے ہوے زبردستی اسکو لیجائینگے اور جب چار ناچار آدمی اسجگہہ
حاضر ہوگا تو حیرت اور دہشت دوسری اسپر زیادہ کرینگے یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ خبردار
کیا جائیگا آدمی اُسدن بِمَا قَدَّمَ ساتہہ اُس چیز کے جو آگے بہیجا تہا اعمال کی قسم سے ہون یا
افعال کی قسم سے پہر وے اعمال اور افعال لایق تقدیم کے تہے جیسے وضو کرنا نماز کے پہلے اور نماز
پڑہنا وزیکی تلاش سے پہلے اور زکوۃ کا ادا کرنا مال پر سال گذرنے کے پہلے اور عمرہ حج کے پہلے اور
سنت فرض کے پہلے اور اپنے اہل وعیال کو صدقہ دینا غیر فقیرونسے پہلے اور درود پڑہنا دعا سے
پہلے اور قرض کو ادا کرنا وصیت جاری کرنے سے پہلے یا وے اعمال اور افعال لایق تقدیم کے نتہے
جیسے وقت آنے سے پہلے نماز پڑہنا اور رمضان کے پہلے شک کے دن روزہ رکہنا اور عیدالاضحی کو نماز
کے پہلے قربانی کرنا اور عشا کے پہلے وتر کی نماز پڑہنا اور قرض اور اپنے اہل عیال کے ضروری حق ادا

کرنا

ادا کرنے کے پہلے صدقہ دینا اور والدین کی خدمت اور اہل وعیال کی خبرگیری کے پہلے جہاد کا
یا نفل حج کا یا نقل علم کی طلب کا سفر کرنا اور عدت گذرنے کے پہلے نکاح کر لینا اور علی ہذا القیاس وَاَخَّرَ
اور جو پیچھے چھوڑا تھا اپنے اعمال اور افعال سے پھر وے لایق تاخیر کے تھے جیسے حقتعالی کے فرض ادا
کرنیکے بعد والدین کی خدمت کرنا اور اپنی ضروری حاجتونکے پورا کرنے کے بعد خیرات کرنا اور اپنے خویش
واقربا کے احسان کرنے کے بعد غیر ونپر احسان کرنا یا لایق تاخیر کے نتھے جیسے وقت گذر جانے کے بعد
نماز پڑھنا اور سال گذر جانے سے مدت کے بعد زکوۃ ادا کرنا اور توبہ کا وقت پاکے توقف کرنا اور
علی ہذا القیاس اور جب آدمی کو اسکے عملونکی تقدیم اور تاخیر پر اعمال نامے دیکر اور آسمان اور زمین
اور دن اور رات کے گواہونکو کھڑا کرکے خبردار کرین کے تب حیرت مین ہوگا اور اسباتکو سوچے گا
کہ جب اس ترتیب اور تقدیم اور تاخیر کو نہین چھوڑا ہے اور خبر دینے کیواسطے اسکو لکھ رکھا ہے
اور یہان باتونکو پوچھتے ہین اور اسپر جزا دیتے ہین تو میرے اصل عمل اور فعل نیکی اور بدی سے جو ہین
کیونکر نہ لکھے ہونگے اور اُنسے کیونکر نہ پوچھین گے اور اسپر کیونکر نہ جزا دین گے اِس سوچ سے بڑی دہشت
اسپر غالب ہوگی اور اپنے دلمین کہے گا کہ بہت وقت بے ڈھب ہے اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہے
کہ مَا تَقَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو کر چکا ہے خواہ وے نیک ہون یا بد ہون اور مَا اَخَّرَ
سے مراد وے عمل ہین جو نہین کئے ہین خواہ وے عمل نیک ہون خواہ بد ہون اور بعضون نے
یون کہا ہے کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وہ مال ہے جو نقد دیا اور عاقبت کے ذخیرے کے واسطے آگے
بھیجا اور مَا اَخَّرَ سے وہ مال مراد ہے جو وارثون کیواسطے پیچھے چھوڑا ہے اور بعضون نے
یون کہا ہے کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو آپ کر گیا ہے خواہ نیک ہون یا بد اور مَا اَخَّرَ
سے مراد وہ رسم اور طریقہ ہے جو اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے اور لوگ اس رسم اور طریقے پر چلتے
ہین اور کام کرتے ہین پھر خواہ وہ رسم نیک طریقے کی ہو اور اُس شخص کے قیامت تک اجر
اور ثواب کی سبب بڑھے یا بد ہو جو قیامت تک اس شخص کے عذاب اور رنج کی سبب بڑھے
چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص نیک طریقہ یا نیک رسم لوگونمین رایج کرتا ہے تو جتنے

ح

اُس رسم اور اُس طریقے پر چلتے ہین اُن سب کی برابر ثواب اُس شخص کو بہی ملے جاتا ہے بدون اسکے کہ اُن عمل کرنیوالونکے ثواب مین کچہہ نقصان ہووے اور جو شخص بد طریقہ اور بد رسم لوگون مین رایج کر جاتا ہے تو اسکو اُن سب کی برابر وبال ہوتا جاتا ہے جو اسپر چلتے ہین بدون اسبات کے کہ اُن لوگونکے وبال سے کُچہہ کم ہووے اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دنیا مین ناحق خون کرتا ہے تو اسکا وبال قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بہی لکہتے ہین اسواسطے کہ پہلے اُسینے اِس کام کو کیا تہا اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مَا قَدَّمَ سے مراد وے عمل ہین جو جوانی اور ابتداء شباب مین کئے ہین اور مَا اَخَّرَ سے مراد وے عمل ہین جو بُڑہاپے اور آخر عمر مین کئے ہین حاصل کلام کا ہر طرح سے آدمی کو ہر حرکت اور سکون اور ہر قول اور فعل پر آگاہ کرین گے تاکہ اسکے موافق اسکو جزا دیوین اگرچہ یہہ خبردار کرنا اور نامہ اعمال دکہلانا اور گواہونکو گذراننا اسکے حقمین کُچہہ حاجت نہین ہے بَلِ الْاِنْسَانُ بلکہ آدمی خود بخود اپنے سب عملونپر مطلع اور خبردار ہو جائیگا اسواسطے کہ وُہ آدمی عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ اپنی جانپر حجت کامل اور گواہ عادل ہے اسواسطے کہ اپنے کئے ہوے عملون کی شکلین اسکے نفس مین راسخ اور ثابت ہین اور اُس عالم مین جو اسکی دریافت قوی اور صاف ہوگی اس سبب سے ان سب عملونکی شکلونکو دریافت کریگا بلکہ اپنے وجدان اور دریافت کیطرف رجوع کی احتیاج بہی نہوگی اسواسطے کہ عالم روح کے شایع اور پراگندہ ہونیکے سببسے وے شکلین خود بخود ظہور کرینگی اور اعضا کی صفتین اور صورتین ہو جائینگی بعضی چہریکی تاریکی اور مونہہ کی سیاہی پیدا کرینگی اور بعضی چہریکی رونق اور سرخروئی پیدا کرینگی اور اسیطرح تمام اعضا اور اجزامین ظہور کرینگی چنانچہ وضو کرنیوالونکے چہرے اور ہاتہہ پانوٗن روشن اور چمکتے ہونگے اور زیور پہنے ہوئے لاوینگے اور خیانت کرنیوالونکو جس چیز کی خیانت کی ہے اسکو اسکی گردن اور کاندہے پر لادے ہوے لاوینگے اور شہیدونکو خون سے رنگین لاوینگے اور زانیونکو اُنکی شرمگاہونسے پیپ بہتا ہوا بدبو آتی ہوئی لاوینگے یہانتک کہ ہر ہر عضو آدمی کا جس سے جو گناہ کیا ہے وہ خود گواہی دیگا اور آپ بولیگا پہر سوائے اقرار کرنے کے آدمی کا کُچہہ بس نہ چلیگا وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ اگرچہ

لاڈالے گا ترکش بہکے تیرونکی طرح تمام اپنے عذر اور بہانے کو حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کو قیامت کے دن اپنے اپنے عملونپر مطلع اور خبردار ہونا تین مرتبے ہوگا پہلے مرتبے ہر ایک کے نامہ اعمال فرشتے پڑہکے ہر ایک کے ہاتہہ مین دینگے اور کہین گے کہ اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا یعنے پڑہ اپنی کتاب تو آپ کافی ہے اپنی جان کیواسطے آج کے دن اپنے اوپر حساب لینے والا اسوقت آدمی اپنے برے کامونکی انکار کرین گے اور کہین گے کہ ہمنے ہرگز یے کام نہین کئے ہین یہہ ہمپر جہوٹہہ لکہہ دیا ہے پہر دوسرے مرتبے آسمان اور زمین اور دن اور رات اور ہر ہر عضو اسکا اُن کامونپر گواہی دیگا اور انکے ذمہ پر وے چیزین ثابت کرین گے اور انسے کہین گے کہ تمنے یے کام کئے ہین پہر اسوقت یے بہی اقرار کرین گے اور کہین گے کہ ہان ہمسے یے کام ہوے لیکن عذر درپیش کرینگے اور کہین گے کہ فلانا کام ہمسے اس سببسے ہوا اور فلانا کام اس سببسے اور اکثر انکے عذر نادانی اور جہالت ہوگی اور یہہ کہ ہمارے پیشوا ہمارے واسطے دین اور آئین اور رسم اور طریقہ مقرر کرگئے تہے سو ہم انکی تقلید اور پیروی سے اس بلا مین گرفتار ہوے چنانچہ قران شریف مین جا بجا اسی قسم کے عذر نامسموع انکی زبانسے حکایت کیطور پر حقتعالی نے بیان فرمائے ہین اور جب انکے عذرونکو بہی باطل اور نامسموع کردین گے پہر تیسرے مرتبے یہہ حکم ہوگا کہ ہر ایک کے نامہ اعمال اگر اچہا ہے تو سیدہے ہاتہہ مین اور اگر برا ہے تو اُلٹے ہاتہہ مین دیکر اپنے اپنے ٹہکانونکو انکو پہنچاؤ تب فرشتے نیکونکے نامہ اعمال انکے سیدہے ہاتہہ مین دیکر موقف کے داہنی طرف جو بہشت کا راستہ ہے روانہ کرین گے اور برونکو اُلٹے ہاتہہ مین دیکر موقف کے بائین طرف جو دوزخ کا راستہ ہے مار مار کے اور گردنوئین ہاتہہ دیکر ہانکین گے اور بعضونکو زنجیرون اور طوق سے جکڑکے لیجائینگے اور بعضونکو مونہہ کے بہل گہسیٹتے ہوے لیجائین گے اور جب آدمی کی غفلت کے بیان سے فراغت پائی یعنے آدمی ایسا غفلت مین پڑا ہوا ہے کہ قیامت کے آنے کی انکار کرتا ہے اور واہی نامعقول شبہے اسمین نکالتا ہے اور پہر قیامت کے دن تجلی قاہر الہی کے نور کے ظہور کیوقت حسرت اور افسوس کریگا اور اسکے خوف سے مضطر اور بیقرار ہویگا اور

تقدیم اُس چیز سے جسکی تاخیر ضروری تہی اور تاخیر اُس چیز سے جسکی تقدیم ضروری تہی خبردار
کیا جائیگا اور ان سب چیزونکی اُسنے پرسش ہوگی تو اب بات مین بات نکل آنے کے طور پر اپنے پیغمبر
سے حکم ہوتا ہے کہ اس بیانسے تمکو یہہ بات معلوم ہوچکی کہ جسکی تقدیم ضروری ہے اسکو موخر
کرنا اور جسکی تاخیر ضروری ہے اسکو مقدم کرنا مذموم اور بُرا ہے اگرچہ جو کام خیر کے ہین انمین ہو
تمکو لازم ہے کہ اپنی تئین ان دونون چیزونسے بچائے رکہو خصوصًا قران شریف اور اسکی تفسیر کے
سیکہنے مین اسواسطے کہ اس علم کا جو نہایت شوق تمکو ہے اور اسپر بہت حریص ہو اس سبب سے یے
دونون چیزین تمسے صادر ہوتی ہین اور تم یہہ سمجہتے ہو کہ اس علم کے سیکہنے مین جسقدر عجلت اور شتابی
ہو وے بہتر ہے اسواسطے کہ خوف بہول جانے کا لگا ہوا ہے سو تمکو چاہیے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ
لِسَانَكَ مت ہلاؤ اس قران کے پڑھنے مین اپنی زبانکو جسوقت جبرئیل علیہ السلام پڑہتے ہین لِتَعْجَلَ بِهِ
تا کہ جلدی کرو اس قرانکی لفظ کی یاد رکہنے مین اس خوف سے کہ اول سبق سے آخر سبق سننے
تک ایسا نہو کہ بعضے الفاظ تمہاری یاد سے جاتے رہین اور جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبے پڑہ کے
چلے جاوین اور تمکو وے الفاظ بہول جاوین اور اس ممانعت کی وجہہ یہہ ہے کہ سبق کے سُننے
مین ایسی جلدی اور شتابی کرنا یعنے آپ بہی پڑھنے لگنا سبق کے سُننے مین خلل ڈالتا ہے نہ اول
اچہے طور سے سُنا جاتا ہے نہ آخر اسواسطے کہ دل دوسری طرف یعنے پڑھنے کیطرف متوجہہ
ہوتا ہے تو سُننے سے رہجاتا ہے سو اگر تمکو بہولجانے کا خوف ہے اس سبب سے ایسی جلدی کرتے
ہو تو اس خوف کو دل سے نکال ڈالو اور خاطر جمع رکہو اسواسطے کہ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ
بے شک ہمارے ذمے پر ہے جمع کرنا تمام سبق کا تمہارے سینے اور حافظے مین اور اول سے آخر
تک پڑھنا اسکا تمہاری زبانسے فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پہر جب پڑھنے لگین ہم اسکو تعلیم اور سُنانے کیواسطے
جبرئیل کی زبان سے جو ہمارا ایلچی اور بہیجا ہوا ہے اور اسکا پڑہنا گویا ہمارا پڑہنا ہے فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ
پہر پیروی کرو اسکے پڑہنے کی یعنے پہلے چپ بیٹہے اسکا پڑھنا سُناکرو پہر جب وے پڑہ چکین تب تم
پڑہنا شروع کرو انہی مخرجونسے اور اسی شد اور مد سے تا کہ اسطور کے پڑھنے سے یعنے جبرئیل کے

پڑہنے کو سننے سے اور تمہارا پڑہنا جبرئیل کے سننے کے سبب سے تمہارا سبق پکا ہوجاوے اور بعضی لفظونکے بہول جانے کا یا کسی حرف کے رہجانیکا یا مخرج سے ادا نہونے کا یا شد اور مد کے رہجانیکا یا وصل اور وقف کی رعایت نہونے کا خوف بالکل جاتا رہے اور تمہاری خاطر جمع ہووے سو اسکو بوجہو کہ جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کے درمیانمین قران کو پڑہنے لگنا وہ چیز ہے جسکی تاخیر واجب ہے اور تم اسکو مقدم کرتے ہو اور جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کو سننا اور اسیطرف کان رکہنا وہ چیز ہے جسکی تقدیم واجب ہے اور تم اسکو موخر کرتے ہو اور دوسرے یہہ بہی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کے درمیانمین قران کے مشکل معنے تم پوچہنے لگتے ہو اور اسکی تحقیق کرنے لگتے ہو اور تم ایسا سمجہے ہو کہ اگر جبرئیل علیہ السلام قران پڑہنے سے فراغت پاکے چلے جاٴمینگے اور مجہکو اس سبق کی تفسیر معلوم نہوگی تو تبلیغ کیوقت اگر مجہسے اسکے معنے لوگ پوچہینگے تو مین انکو کیا جواب دونگا سو ارشاد ہوتا ہے کہ اس امر سے بہی تم خاطر جمع رکہو اسواسطے کہ ثُمَّ قرانکی لفظونکی تعلیم کے بعد اور حرفونکے مخرج اور شد اور مد اور فصل اور وصل کی تصحیح کے بعد اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ بے شک ہمارا ذمہ ہے انکے معنونکے بیان کرنیکا بہی سو اسکو بہی بوجہو کہ قرانکے پڑہنے کیوقت اسکے معنونکو جبرئیل علیہ السلام سے پوچہنا ایسی چیز ہے جسکی تاخیر واجب ہے اور تم اسکو مقدم کرتے ہو اور قرانکی لفظونکی تصحیح کیطرف متوجہ ہونا ایسی چیز ہے جسکی تقدیم واجب ہے اور تم اسکو موخر کرتے ہو کَلَّا ایسا مت کرو یعنے قران کے سیکہنے اور سکہلانے کیوقت جس چیز کی تاخیر واجب ہے اسکو مقدم اور جسکی تقدیم واجب ہے اسکو موخر مت کیا کرو اور اسیطرح جتنی بہتر چیزین ہین انمین یہہ بات مذموم اور بری ہے اسواسطے کہ یہہ بات قرانکے اصل علم کے سیکہنے مین نقصان لاتی ہے اور اس سبب سے استاد اور شاگرد دونون کا ذہن منتشر ہوجاتا ہے اسیواسطے اِس آیت سے استنباط کیا ہے یعنے اِس حکم کو نکالا ہے کہ علم کے پڑہنے کا طریقہ یہہ ہے کہ کتاب کی عبارت پڑہنے کیوقت جو استاد کے قایم مقام ہے سننے والونپر لازم ہے کہ سوائے سننے کے دوسری طرف مشغول نہووین اور قاری کے ساتہہ پڑہنے نلگین پہر قاری کے پڑہنے کے بعد اگر چاہیں تو اسکو دوہرالیوین پہر جب استاد یا قاری ترجمہ تحت اللفظ بیان کرنے لگے تو اسوقت بہی مالہ

اور ما علیہ کی تحقیق کرنے لگین پہر جب لفظ کی صحت یعنے عبارت صحیح قاری پڑہ چکا اور لفظی ترجمہ بہی بیان ہوچکا پہر اسوقت مالہ اور ما علیہ کی تحقیق شروع کرین یعنے اس عبارت مین یہہ لفظ مناسب تہی اور فلانی لفظ پر یہہ اعتراض ہوتی ہے اور اسیطرح بحث کے درمیانین اعتراض سے متعرض نہووین بلکہ بحث کے تمام ہونے کے بعد اگر کچہہ شبہہ باقی رہے تو اسکی تحقیق کرلین اور یے سب چیزین آدمی کی طبعی عجلت کے سبب سے ہین یعنے آدمی کی خلقت اسیطرح پر ہوئی ہے چنانچہ قران شریف مین دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنے پیدا کیا گیا ہے آدمی عجلت سے سو یہہ امر فقط تمہارا خاصہ نہین ہے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ بلکہ تم سب اے آدمیو دوست رکہتے ہو جلدی والے نفع کو جو جلدی ہاتہہ مین آوے اور شتابی حاصل ہووے سو یہہ بات بشری جبلت کے تقاضے سے ہے اور اس چیز مین سب آدمی برابر ہین اتنا فرق ہے کہ نیک لوگ اُس جلدی حاصل ہونیوالی منفعت کو دوست رکہتے ہین جو نیک ہے اور بُرے لوگ اس شتابی حاصل ہونیوالی منفعت کو دوست رکہتے ہین جو بد ہے حضرت عبد اللہ بن عباس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت آئی ہے کہ ابتدا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے سبب سے بہت تکلیف کہینچتے تہے اس سبب سے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے تہے اور قران شریف کی آیتونکو پڑہنا شروع کرتے تہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے کے ساتہہ اپنی زبان اور لبونکو آہستہ آہستہ جنبش دیتے تہے تاکہ ایسی آواز بلند نہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پڑھنا آپکی سماعت مین نہ آوے اور آپکو یہہ بہی خیال رہتا تہا کہ ہر ہر لفظ جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کے مطابق اپنی بہی زبان سے نکلے اور اسیطرح یاد رہے تو آپ کو یہہ دونون مختلف کام یعنے سُننا اور پڑہنا ایک ہی وقت مین بہت بہاری معلوم ہوتے تہے سو حقتعالی جلشانہ نے اس تکلیف اور رنج کے دفع کرنے کیواسطے اس چیز کو منع فرمایا ہے کہ اس تکلیف مین مت پڑو اور خاطر جمعی بہی آپکی فرما دی کہ تمکو بدون اس رنج اور تکلیف کے قران یاد رہے گا اور اچہی طرح تمسے پڑہا جاویگا پہر اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رب العزت عز اسمہ کے ارشاد کے بموجب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑہنے کیوقت چُپ رہتے تہے اور کان دہر کے اُنکی قرأت کو سُنا

کرتے تھے اور جب حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑھ چکتے تھے تب بعینہ اسی عبارت کو بے تفاوت و بجزا
کے انکو سنا دیتے تھے سو اس آیت سے یعنے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ سے اسی امر اور نہی کو تمام
امورات خیر مین تقدیم اور تاخیر کی رعایت پر متفرع فرمایا ہے اور پھر اسے منافع عاجلہ کی حب کیطرف
انتقال فرمایا ہے اور حاصل مطلب یہہ ہے کہ کتنا ہی امر نیک ہو لیکن اسکے حاصل کرنے مین بہت جلدی
نچاہیے کرنا اس خوف سے کہ ایسا نہو اس جلدی سے کوئی دوسرا امر بہتر فوت ہو جاوے چنانچہ لوگ
دنیا کی محبت مین آخرت سے غفلت کرتے ہین اسی سبب سے اس عبارت مین تمام آدمیونکی طرف خطاب فرمایا
ہے کہ تم سب منافع عاجلہ کی یعنے دنیا کی منفعت کی محبت مین گرفتار ہو وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ اور چھوڑتے
ہو آخرت کو اور اسکی فکر کچھہ بھی نہین کرتے ہو اسواسطے کہ تم اسکو دور سمجھتے ہو اور دنیا کے منافع کی محبت
اور آخرت کے منافع سے غفلت کرنا بڑے فساد کا باعث ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ
حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ یعنے دنیا کی محبت اصل ہے سب برائیونکی اور بڑی مشکل یہہ ہے کہ ان
دونون چیزونکی محبت ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین بلکہ ایک کی محبت دوسری چیز کے بغض کا سبب ہوتی
ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ فَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ
بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى یعنے جس شخص نے دوستی کی دنیا سے تو نقصان کیا اپنی آخرت کا
اور جس نے محبت کی اپنی آخرت سے اسنے نقصان کیا اپنی دنیا کا پھر چاہیئے کہ اختیار کرو اس چیز کو جو باقی
رہنے والی ہے اسپر جو فانی ہونیوالی ہے اور حضرت امیر المومنین مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِيَتْ اَحَدُهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰى یعنے
دنیا اور آخرت دونون سوتین ہین اگر ایک ان دونومین سے راضی ہوئی تو دوسری ناراض ہوگی
اور اسی نکتہ کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ کو تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ پر عطف
ملازمت فرمایا ہے وَلَا تُحِبُّوْا الْاٰخِرَةَ نفرمایا گویا یون حکم ہوتا ہے کہ اس عاجلہ کی محبت اس
دوسری کی محبت کے ترک کا سبب ہے اور حال یہہ ہے کہ آخرت کی منفعت اور مضرت ہزارون درجے
اس دنیا کی منفعت اور مضرت سے بڑھگئے ہے یہان تک کہ ان دونومین کچھہ نسبت نہین ہے اسواسطے

ح

ح

کہ وُجُوہٌ کتنے چہرے یَوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اسدن تر و تازہ اور روشن اور چمکتے ہوئے ہون گے
اس سبب سے کہ انکے نیک اعتقادونکا نور اور نیک عملونکی روشنی انکے چہرونپر ظہور کریگی اور انکے
باطن کا نور انکے ظاہر پر نمودار ہوگا اور اُس نور کے قوت کے سبب سے جو انکی آنکہہ کی روشنی کی مدد
کریگا اِلٰی رَبِّہَا اپنے پروردگار کے نور کی تجلی کیطرف نَاظِرَۃٌ نظر کرنیوالے اور بڑی لذت پانے والے
ہونگے اور انکی آنکہہ اُس تجلی کے دیکھنے سے ہرگز نہ چُندہیاویگی اور متحیر اور خوفناک نہی نہوگی وَوُجُوہٌ
اور کتنے چہرے یَوْمَئِذٍ اسدن حیرت اور دہشت مین پڑے ہونگے اگرچہ اس تجلی کے سامنے
کہڑے ہونگے لیکن اسکو دیکہہ نسکینگے پہر اسکے دیکھنے سے چین پانا اور لذت اٹہانا تو بہت دور رہا
اسواسطے کہ وے چہرے اپنے حال مین گرفتار ہونگے بَاسِرَۃٌ اداس رونی شکل کے ہونگے سو یہہ
ظاہر انکا ایسا خراب ہوگا اور انکے دلمین عجب طرح کا رنج اور غم غالب اور بہرا ہوگا کہ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ
بِہَا فَاقِرَۃٌ یقین رکہتے ہونگے کہ کیا جائیگا انکے ساتہہ معاملہ پیٹہہ کی ہڈی توڑنیوالا اور اس خیال سے
انکے حواس بجا نہوگے تاکہ تجلی الٰہی کے نور کی رویت سے بہرمند اور مشرف ہون چنانچہ حدیث صحیح
متواتر مین جسکو بہت صحابیون نے روایت کیا ہے آیا ہے کہ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ
لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَیْسَ دُوْنَہٗ حِجَابٌ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم دیکہوگے اپنے
پروردگار کو یعنے قیامت کے دن جسطرح دیکہتے ہو چودہوین رات کے چاند کو ایسے وقت مین کہ اسوقت
بدلی یا دہوان یا غبار تمہارے اور چاند کے درمیانمین حایل نہو اور حقتعالی کے دیدار سے مشرف
ہونے مین آپسمین ایک دوسریکا مزاحم اور مانع بہی نہوگا جسطرح چاند کے دیکہنے مین ایک دوسریکی
اُوٹ نہین ہوتا ہے اور یہہ بہی حدیث صحیح مین آیا ہے کہ تم لوگ حقتعالی کے دیدار سے مشرف
ہوگے لیکن اگر ہوسکے تو فجر اور عصر کی نماز کو بہت احتیاط سے اپنے وقت پر ادا کرتے رہو اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ان دونون نمازونکا نور حقتعالی کی دیدار مین مدد اور اعانت کریگا اب یہانپر جاننا
چاہئے کہ یہہ آیت صریح دلیل ہے اسبات پر کہ قیامت کے دن حقتعالی کا دیدار نیک لوگونکو نصیب ہوگا
اور حدیث صحیح متواتر جسکو بہت صحابیون نے صحیح اسنادون سے روایت کیا ہے وہ بہی اس نص کے

ح

ح

اللہ تعالی کی رویت کی
تحقیقت کا بیان

مضمونکی

مضمون کی تاکید بڑہتی ہے تو حقتعالی کی رویت کا اعتقاد ہر مسلمانکو لازم اور فرض ہے اور حقتعالی کی دیدار کے منکر اس آیت کے معنونمین بہت گہبرائے ہین اور ہاتہہ پاؤن مارے ہین اور عجیب اور غریب باتین کی ہین کہ اکثر وے باتین کتاب اللہ کی تحریف کو پہنچی ہین اور مفسرون پر تحریف کا رد واجب ہے اس سبب سے ان چیزونکا ذکر اس مقام پر کرنا ضرور ہوا والّا اس تفسیر کے طرز کے لحاظ سے اِس گفتگو کا لانا اسجگہہ مناسب نتہا لاچاری سے ذکر کیا جاتا ہے اور اُس ذکر کے پہلے ایک مقدمہ ضروری بیان ہوتا ہے اسکو کان رکہہ کے سُنا چاہیے اور اُس مقدمہ کا حاصل یہہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر اسکو کہتے ہین کہ تین چیزونکی رعایت اسمین پائی جاوے اوّل یہہ کہ ہر کلمہ کو قران شریف کے اسکے حقیقی معنونپر حمل کرنا چاہیے یا مجاز متعارف اور مشہور پر دوسری یہہ کہ اُس کلمہ کے سیاق اور سباق کو اور کلام کے نظم کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ کرنا اور نگاہ رکہنا چاہیے تا کہ کلام بے نسق اور بے ربط نہو جاوے تیسری یہہ کہ نزول وحی کے گواہونکا فہم اُس تفسیر کے مخالف واقع نہوا اور وے گواہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہین پہر اگر ان تینون چیزونسے ایک فوت ہوجاوے اور دو دوسری باقی رہین تو اسکو تاویل کہتے ہین سو اگر پہلی فوت ہوجاوے لیکن دوسری اور تیسری باقی رہین تو اسکو تاویل قریب کہتے ہین اور اگر دوسری فوت ہوجاوے لیکن پہلی اور تیسری باقی رہین یا تیسری فوت ہوجاوے لیکن پہلی اور دوسری باقی رہین تو ان دونون صورتونکو تاویل بعید کہتے ہین اور اگر یے تینون فوت ہوجاوین تو اسکا نام تحریف اور مسخ ہے معاذ اللہ من ذلک پہر جب یہہ مقدمہ معلوم ہوچکا تو اب جانا چاہیے کہ اللہ تعالی کی رویت کے منکرونکے کلام مین جسکو وے بہت عمدہ جانتے ہین اور اُس گروہ کے مفسر اسپر ناز اور فخر کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ نَاظِرَۃٌ کو مُنْتَظِرَۃٌ کے معنونمین کہتے ہین چنانچہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاوِيْلَهٗ و اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ مین واقع ہوا ہے یعنے نہین منتظر ہین مگر اسکی تاویل کے اور مہلت دو ہمکو کہ ہم بہی سلگالین تمہاری روشنی سے اور اِلٰی کو کہتے ہین کہ یہہ حرف جر کا نہین ہے بلکہ نعمت کے معنونمین ہے اٰلاء کا مفرد ہے اصل مین اِلًی تہا تنوین کے ساتہہ

جب ربہا کیطرف اسکو مضاف کیا تو تنوین جاتی رہی الی رہ گیا اس سبب سے حرف جر سے مشابہ
ہو گیا تو اب انکے نزدیک اس آیت کے معنے یون ہوئے کہ اپنے پروردگار کی نعمت کے منتظر
ہونگے تو انکے نزدیک اس آیت نے رویت پر دلالت نکی سو اب اس آیت کے معنونمین تامل اور غور
کرنا چاہئے کہ اول تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے یہ معنے مخالف ہین
بلکہ اس کہنے والے کے پہلے جتنے زمانے گذرے ہین ان سب لوگونکے یہہ قول مخالف ہی کسی شخص کو
یہہ بات نہ سوجہی سوائے اس شخص کے اور دوسرے یہہ ہے کہ قران شریف کے استعمال کے بہی مخالف
اسواسطے کہ دو جگہہ تو اسی سورتمین الی کی لفظ واقع ہے چنانچہ اِلیٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ
اور اِلیٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ اور سوائے اسکے اگر تمام قران شریف مین یہہ لفظ تلاش کی
جاوے تو ہزار جگہہ سے زیادہ نکلے گی چنانچہ اِلیٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا اِرْجِعِي اِلیٰ رَبِّكِ اِرْجِعْ اِلیٰ
رَبِّكَ اِلیٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ اِلیٰ رَبِّهِمْ يُرْجَعُونَ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور سوائے اسکے
بہت جگہہ پر واقع ہے لیکن کسی جگہہ ان ترکیبونمین الی نعمت کے معنونمین مستعمل نہین ہوا ہے بلکہ
الی کی لفظ تمام قران شریف مین نعمت کے معنونمین واقع نہین ہوئی ہے اور خالص عرب کے
کلام مین بہی یہہ لفظ ان معنونمین مستعمل نہین ہے اور اکثر اہل عربیت نے اس لفظ کو تحقیق کیا ہے اور کہا ہے
کہ اٰلاءَ کا مفرد اَلیٰ ہے ہمزہ کے فتحہ سے قَفَا کی وزن پر نہ اِلیٰ مِعیٰ کی وزن پر اور یہہ جو کہتے ہین کہ
اعشی نے اپنی شعر مین اس لفظ کو اسی وزن اور اسی معنونمین استعمال کیا ہے چنانچہ اسکا شعر
یہہ ہے اَبْيَضُ لَا يَرْهَبُ الْهُزَالَ وَلَا يَقْطَعُ رَحِمًا وَلَا يَخُوْنُ اِلیٰ یعنے گورا رنگ نہین خوف
کرتا ہے لاغری کا اور نہین قطع کرتا ہے رحم کو اور نہ خیانت کرتا ہے نعمت مین سو یہاں پر کس دلیل سے
ثابت ہوا ہے کہ اِلیٰ اس شعر مین ہمزہ کے زیر سے ہے زبر سے نہین ہے تاکہ دلیل درست ہووے
اور سوائے اسکے اگر ایک شاعر نے اپنی شعر مین ایک نادر کلمہ کو استعمال بہی کیا تو وہ کلمہ وحشت اور
غرابت سے نہ نکل جائیگا والا جرشی ومسرج کی لفظ بہی وحشی اور غریب نجائیے ہوا اور کلام اللہ
جو انتہا درجہ کی فصاحت اور بلاغت مین واقع ہے سو اسکو غریب وحشی کلمونکے استعمال پر مشتمل

کرنا اسکی فصاحت اور بلاغت مین بٹا لگانا ہے خصوصاً ایسے مقام پر جہان رایج اور مشہور ترکیب کے استعمال کا گمان غالب ہووے بلکہ یقین ہووے وہان وحشی غیر مستعمل کیطرف پہیرنا گویا قران شریف پر چیستان اور پہیلی کی تہمت لگانا ہے حَاشَا كَلَامُ اللهِ مِنْ ذٰلِكَ یعنے بہت دور ہے کلام الہی ایسی چیزون سے قران شریف کا نزول تلبیس اور اشتباہ کے دفع کرنیکیواسطے ہے نہ فریب دینے اور غلطی مین ڈالنے کیواسطے سوالی کے معنے حقیقی نعمت کے کہنا مجاز اور کنایت سے ہزارون مرتبے بعید ہے بلکہ الی کو اپنی اصل سے خارج کرنا ہے یعنے حرفیت سے نکال کے اسمیت مین داخل کرنا ہے اور جسطرح غیر حقیقی اور غیر متعارف معنونپر کسی کلمہ کو حمل کرنا تاویل کے مرتکب اور دلیر ہونیکا سبب ہے اسیطرح کسی کلمہ کو ایسے معنونپر حمل کرنا جسکے سبب سے وہ کلمہ اپنی اصالت سے نکل جاوے جیسے حرفیت سے جو رایج اور مشہور ہے نکل کے اسمیت یا فعلیت مین داخل ہووے جو غیر متعارف اور غیر مشہور ہے یہہ بہی تاویل کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ یہہ تحریف ہے مثل زَيْدٌ وَ جَارِيَةٌ مِنْ بَطْنِ عُصْفُورٍ اور باوجود ایسی مخالفون کے اس کلام کی ابتدا سے یعنے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ سے اس آیت کے آخر تک کوئی لفظ نہین

ہی جو ان معنونکو ردکرے اور جس غرض کیواسطے یہہ کلام لایا گیا ہے سو یے معنے اس غرض کے بالکل منافی اور مخالف ہین اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ کا مضمون اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ تم لوگ ناکارہ چیز کو دوست رکہتے ہو اور عمدہ چیز کو ترک کرتے ہو سو آیندہ کلام مین آخرت کی عمدگی کیواسطے اگر ایسی چیز جو مخصوص آخرت کیواسطے ہو اور دنیا مین نہ پائی جاتی ہو بیان نکرین تو یہہ دعوے درست نہوا اور جب یہہ بیان فرمایا کہ بہت لوگونکو قیامت کے دن حقتعالی کا دیدار نصیب ہوگا اور یہہ ایسی چیز ہے کہ کوئی نعمت اور کوئی ترقی اس سے بڑہ کے آدمی کے وہم اور خیال مین نہین آسکتی ہے تو آخرت کی عمدگی ثابت ہوئی اور اگر نعمت الہی کی انتظار کو بیان کرین تو اس غرض کے منافی اور مخالف ہوجاوے اسواسطے کہ حقتعالی کی نعمت کا انتظار دنیا مین بہی حاصل

ہے بلکہ بہ ونکو نیکو نسے زیادہ حاصل ہے اسواسطے کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ
یعنے دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کا باغ ہے اسواسطے کہ چہرونکی تازگی اور رونق اور چمک اور دمک
رنگ کی جتنی کافرونکو حاصل ہے ایماندارونکو ہرگز میسر نہین ہے تو آخرت کی زیادتی دنیا پر کیا ہوی
جسکے واسطے دنیا کی محبت پر اور آخرت کے ترک پر ملامت فرماتے ہین بلکہ اسوقت مین تو بدونکو کہنے کی جگہہ
ہی کہ ہم لوگ دنیا کو اس سببسے دوست رکہتے ہین اور آخرت کی فکر کچہہ بہی نہین رکہتے کہ چہرونکی
بشاشت اور تازگی اور گوناگون نعمتونکا انتظار ہمکو دنیا مین حاصل ہے اور دنیا کی نعمتین نقد اور
نزدیک ہین اور آخرت کا حال معلوم نہین ہے کہ یے نعمتین ہمکو وہان حاصل ہون یا نہون اور سواے
اسکے آخرت موعود اور نسیہ ہی پہر بعد اسکے وجوہ کی لفظ مین قیاس کرنا چاہیے کہ اگرچہ وجوہ کی
لفظ سے اسجگہہ ذاتین اور اشخاص مراد ہین لیکن بلاغت والونکا یہہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی چیز کو
ساتہہ کسی لفظ کے تعبیر کرتے ہین تو جو کچہہ اُس لفظ کے مناسب ہوتا ہے لاتے ہین جیسے اسکی صفتین
یا اسکے کام چنانچہ وَجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ اور وَجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَۃٌ اور قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ
وَّاجِفَۃٌ مین واقع ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ وُجُوْہٌ کا کام نظر کرنا اور دیکہنا ہے نہ انتظار کرنا
نعمتونکا اسواسطے کہ یہہ قلب کا کام ہے سو اگر انتظار مراد ہوتی تو یون کہنا تہا کہ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ
مَّسْرُوْرَۃٌ لِنِعْمَۃِ رَبِّہَا مُنْتَظِرَۃٌ یعنے بہتسے دل اُسدن خوش ہونگے اپنے رب کی نعمت کے منتظر پہر
یَوْمَئِذٍ کی لفظ مین تامل کرنا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز کہ خاص اسدن کیواسطے ہی اسیکو یہہ لفظ
چاہتی ہے سو اگر نَاظِرَۃٌ مُنْتَظِرَۃٌ کے معنو مین ہوا ور اِلٰی نعمت کے معنو مین تو یے چیزین اسدنسے
کچہہ خصوصیت نہین رکہتی ہین اسواسطے کہ دنیا مین بہی نعمت الٰہی کی انتظار حاصل ہے اور نضارت اور
تازگی منہہ کی بالیقین دنیا اور آخرت مین مشترک ہے اگر ایسی کوئی چیز بیان نکی جاوے جو اسدن
کیواسطے خاص ہے تو یَوْمَئِذٍ کی لفظ بالکل بیکار ہو جاوے پہر نَاظِرَۃٌ کی لفظ مین غور کرنا
چاہیے کہ چہرہ کی تازگی اور چمک اور دمک لذت کے حاصل ہونے مین ہوتی ہے یا حصول کی
انتظار مین بلکہ لذت کے حصول کا انتظار تو خود ایک عذاب ہے جس سے روحی رنج حاصل ہوتا ہے

پہر یہہ عذاب کسطرح خوشی اور چہرے کی تازگی کا سبب پڑیگا چنانچہ شاعر کہتا ہے ع ہند کی تیغ روم کا خنجر نہ کرے جو کہ انتظار کرے پہر اُسکے مقابلہ مین وُجُوہٌ یَوْمَئِذٍ بَاسِرَۃٌ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِہَا فَاقِرَۃٌ مین تامل کرنا چاہیے اسواسطے کہ یہہ مضمون کمال جدائی پر اُن دونون گروہونکی دلالت کرتاہے پہر اگر اچہے بہی انتظار نعمت کے رنج مین گرفتار ہووین تو رنج مین برونکے شریک ہووین اگرچہ برونکو بلا کا انتظار ہے اور نیکونکو عطا کا اسواسطے کہ انتظار عطا کا بہی رنج کا سبب ہے جسطرح بلا کا انتظار رنج کے حاصل ہونے مین ان دونون مین کچہہ فرق نہین ہے انتہی اور ایک دوسرا فرقہ منکر رویت کا ہے اُسنے یون کہا ہی کہ کسی کیطرف انکہہ کو متوجہہ کرنے کو نظر کہتے ہین پہر خواہ وہ نظر مین اوے یا نہ اوے چنانچہ عرب لوگ بولتے ہین نَظَرْتُ اِلَی الْہِلَالِ فَلَمْ اَرَہُ یعنے نظر کی ہمنے چاند کیطرف پہر نہ دیکہا ہمنے اسکو اور قران شریف مین بہی آیا ہے تَرٰہُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ یعنے تم دیکہتے انکو کہ وے دیکہتے ہین تمہاری طرف اور وے ہرگز نہین دیکہتے تو اب اس تاویل سے اس آیت کے معنے یون ہون گے کہ اپنے پروردگار کیطرف نظر کو متوجہہ کرین گے اگرچہ اسکو نہ دیکہین گے اور وہ دیکہنے مین نہ آوے اب اس انکے کلام مین عاقل کو تامل کرنا چاہیے کہ کیا پوچ بکتے ہین اسواسطے کہ ان لوگون نے انکار رویت کی اسواسطے کی تہی کہ دیکہنے کیواسطے مقابلہ اور جسکو دیکہتا ہے اسکا مکان اور انکہہ سے اشارہ کرنا اسکی طرف اور شعاع کا پہنچنا اس تک ضرور ہی اور یے چیزین اللہ تعالی کے حقمین محال ہین لیکن جب انہون نے نظر کا متوجہہ کرنا حقتعالی کیطرف جو نیک لوگونسے آخرتمین واقع ہوگا جایز رکہا تو گویا یے سب چیزین حقتعالی کے حقمین ثابت کرچکے تو اب انپر وہی عرب کی مثل سچی ہوی کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ یعنے برسات کے بوندونسے بہاگا اور پرنالے کے نیچے جا کہڑا ہوا اور علاوہ اسکے یہہ ہوا کہ کلام الہی نے اس بیحاصل کے تصرف سے رکاکت پیدا کی اسواسطے کہ کسی چیز مرغوب کو ڈہونڈنا اور پہر نہ پانا اسکا نہایت رنج اور بے مزگی کا باعث ہوتاہے پہر ایسی چیز کو نیکونکی تعریف مین بیان کرنا کیا مناسب تہا اور یہہ بہی سمجہا لیکن ان چہرونکی تازگی اور روشنی کی کیا وجہہ اسواسطے کہ باوجود سعی اور تلاش کے انکو حرمان اور ناامیدی حاصل ہے اور یہہ خود ترش روئی اور رنجیدگی کا سبب ہے پہر خوشی

کی کیا وجہہ ہے اور بعضے دوسرے جو رویت کے منکر ہین انہون نے یون کہا ہے کہ اس جگہہ مضاف محذوف ہے اصل مین یون تہا کہ اِلٰی ثَوَابِ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنے اپنے رب کے ثواب کیطرف دیکہنے والے ہون گے یہہ آستے بہی زیادہ پوچ اور بے معنے ہے اسواسطے کہ نعمت کا دیکہنا خوشی اور چہرے کی تازگی کا سبب نہین ہوتا ہے بلکہ نعمت کا حاصل ہونا البتہ ان چیزونکا سبب پڑتا ہے سو چہرونکی تازگی کی وجہہ مین نعمت کے دیکہنے کو بیان کرنا بلاغت کی منافی ہے اور اسیطرح بعضے دوسرے اس فرقے کے یون کہتے ہین کہ نَظَرْتُ اِلٰی فُلَانٍ توقع اور طمع کے معنون مین بہی مستعمل ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ فلانہ فلانے کے ہاتہہ کو دیکہتا ہے یعنے اُسے انعام کی توقع رکہتا ہے اسواسطے کہ طمع اور توقع تشویش اور تردد کے سبب پڑتے ہین نہ خوشی اور سرور کے اور اس لفظ کو اکثر اسجگہہ پر استعمال کرتے ہین جہان اس چیز کے حصول کی یقین بالکلیہ نہین ہوتی ہے چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎ اِنِّیْ اِلَیْكَ لِمَا وَعَدْتَ لَنَاظِرٌ، نَظَرَ الْفَقِیْرِ اِلَی الْغَنِیِّ الْمُوْسِرِ یعنے مین تیریطرف بسبب وعدہ دینے تیرے کے دیکہنے والا ہون یعنے منتظر ہون جسطرح فقیر محتاج دیکہتا ہے غنی تونگر کیطرف اور دوسرے شاعر نے یون کہا ہے ؎ وُجُوْهٌ نَاظِرَاتٌ یَوْمَ بَدْرٍ، اِلَی الرَّحْمٰنِ یَاْتِیْ بِالْفَلَاحِ یعنے بہت موہنہ دیکہنے والے ہین بدر کے دن رحمن کیطرف کہ لاویگا فلاح کو اور عرب لوگ جب کوئی تنگی اور فکر مین پہنس جاتے ہین تو کہتے ہین کہ عَیْنِیْ مَمْدُوْدَةٌ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَا شَاخِصُ الطَّرْفِ اِلٰی فُلَانٍ یعنے میری آنکہہ دراز ہے اللہ تعالی کیطرف یعنے حقیقت مین امید اسی سے ہے اور مین دیکہنے والا ہون فلانے کیطرف سو جتنی یہ مثالین مذکور ہوئی ہین ان سب مین خوف اور رجا کی مزاحمت ہے اور منظور اب اس تاویل سے اس آیت کے معنون مین دوسرا اختلاف پیدا ہوا وہ یہہ ہے کہ ان لوگونکو ابتک اپنے حال کی یقین حاصل نہین ہے کہ ہمارے ساتہہ کیا ہوگا پہر باوجود ایسے بے یقینی کے ان لوگونکے دلکے پیالے کہانسے خوشی اور بے غمی کی شراب سے لبریز اور چہلکتے ہونگے جسکے سبب سے اسطرح کی خوشی اور خورمی اور تازگی اور سرخی رنگت کی انکے چہرونسے پہوٹی نکلتی ہوگی غرض کہ ایسی باتین چیلانا اور ایسا بیہودہ بکنا بلاشبہہ کتاب اللہ کی تحریف کرنا ہے اور حقتعالی کے حکم کو پہیرنا ہے نعوذ باللہ من ذلک اور جو اسکلام مین آدمی کی فہمید کا حال بیان

ہوا کہ اس سبب سے لوگ دنیا کی محبت مین گتھے ہوے ہین اور آخرت کی فکر سے غافل اور بیخبر
ہین کہ دنیا کو نزدیک اور نقد بوجہتے ہین اور آخرت کو دور اور نسیہ جانتے ہین اسواسطے نقد کو چھوڑ کے
نسیہ کیطرف نہین مایل ہوتے سو اب اس فاسد اعتقاد پر زجر اور توبیخ اور جھڑکی ہوتی ہے کہ کَلَّا
آخرتکو ہرگز دور مت سمجہو اسواسطے کہ آخرت اُس سفر کا نام ہے جسمین روح کو اپنے پروردگار کیطرف
مسافرت کرنا ہی اور اُس سفر کی ابتدا موت کا وقت ہے گویا روح اسوقت اپنے گہر سے نکل کے
اس سفر کی منزلیں طی کرنے مین مشغول ہوتی ہے اور انتہا اس سفر کی قیامت کے دن حقتعالی کی
قہری تجلی کی حضوری مین حاضر ہونا چنانچہ اسی سورہ مین اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ کی تفسیر مین بیان
ہو چکا ہے اور سفر کی دوری اور نزدیکی ابتدا سے شمار کرنا چاہیے نہ اسکی انتہا سے اور اس سفر کی
ابتدا بہت نزدیک ہے کہ دنیا کی زندگانی سے ملی ہوی ہے جسوقت یہانسے قدم اُٹہایا بس وہانپر رکہا
سو حقیقت مین آخرت کا شروع اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ اسوقت سے ہی کہ جب پہنچتی ہے آدمی کی
جان اسکے سینہ کی ہڈیو مین جو گردن کے متصل ہے اور اسوقت کو احتضار اور سکرات اور غرغرہ کا
وقت کہتے ہین اور اسوقت روح حیوانی اپنے مسکن اور ٹہکانے سے باہر نکلتی ہے یعنے دل سے اگرچہ
ابتک تمام بدن سے باہر نہین نکلی ہے جسطرح جب مسافر اپنے گہر سے باہر نکلا اگرچہ بستی کے گلی کوچہ سے
نہین نکلا ہے اور شہر کے دروازے سے باہر نہین ہوا لیکن مسافر ہو چکا اور روح حیوانی وہی متعلق نفس
کی ہے اور یہہ روح جبتک بدنمین اپنے مقام پر ہے تبتک زندگانی دنیا کی حاصل ہے اور جب اپنے
ٹہکانے سے بے ٹہکانی ہوی تو زندگی بہی منقطع ہوی چنانچہ ایسے وقت مین اپنے بیگانے سب مایوس
ہو جاتے ہین اور بوجہہ لیتے ہین کہ اس میت کی روح نے آخرت کا سفر کیا وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ اور
اسوقت کہا جاتا ہے کہ کون ہی جہاڑنے پہوکنے والا تا کہ اس روح بے ٹہکانے ہوئی کو اپنے ٹہکانے
پر پہیرے اور ایسے وقت مین حکیمونکی تدبیر سے اور مزاج کی علاج سے ہاتہہ اٹہا لیتے ہین اس
گمان سے کہ یہہ سخت واقعہ غیب سے لاحق ہوا ہے تو شاید ارواح غیبیہ کا توسل جو افسون پڑھنے
سے حاصل ہوتا ہے اس امر کے دفع کرنے مین کچہہ کام آوے اور بعضے مفسرون نے جیسے حضرت عبداللہ

بن عباس اور کلبی اور سوائے انکے رضی اللہ عنہم نے ایسا کہا ہے کہ مَنْ رَاقٍ اُن فرشتونکا کلام
ہے جو ملک الموت کے ساتھہ روح نکالنے کیوقت آتے ہین اور وے سات ہوتے ہین سات اندام کے
عدد کی برابر یا زیادہ ہوتے ہین اور وے اسواسطے ہمراہ آتے ہین تا کہ ملک الموت روح کو قبض
کر کے انکے حوالے کر دین پہر وے فرشتے آپسمین پوچہتے ہین کہ مَنْ رَاقٍ یعنے کون اس مرد کی روح
لے جائیگا رحمت کے فرشتے یا عذاب کے سو اس صورتمین راق مشتق رقی سے ہوگا جو اوپر چڑہنے
کے معنونمین ہے نہ رقیہ سے جو افسونکے معنونمین ہے وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ اور گمان کرتا ہے وہ شخص
خود یہی یعنے جو روح کا صاحب ہے کہ یہہ وقت جدائی کا ہے گہربار سے اہل وعیال سے مال اسباب
سے اور ظن کی لفظ کو جو گمان کے معنونمین ہے اس مقام پر ایک لطیفہ ہے کی کیواسطے استعمال
فرمایا ہے گویا ایما یون ارشاد ہوتا ہے کہ آدمی دنیا کی زندگانی پر اور اسکی لذتونکے
حاصل کرنے پر ایسا شدت سے حریص ہے کہ اس حرص کے سبب سے اس حالت مین بہی موت کے
آنیکا یقین نہین کرتا ہے انتہا درجہ یہہ ہے کہ گمان غالب اسوقت حاصل ہوتا ہے وَالْتَفَّتِ
السَّاقُ بِالسَّاقِ اور لپٹنے لگی پنڈلی پنڈلی سے یعنے اس مرد کی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی
سے لپٹ گئی اسواسطے کہ نیچے کے بدن سے روح کا اثر بالکل منقطع ہو چکا پنڈلیونکا ہلانا اور ایک
کو دوسری سے جدا رکہنا اسکے اختیار مین نرہا اور بعضے مفسرون نے یون کہا ہے کہ عرب کی
اصطلاح مین ساق کی لفظ کنایہ ہے سخت مصیبت سے سو معنے اس آیت کے یون ہین کہ ملی
ایک سختی دوسری سختی کے ساتھہ اسواسطے کہ مردکو اسوقت مین دو سختیان اکٹھی پیش آتی
ہین پہلی شدت دنیا سے جانا اور مال اسباب اہل وعیال اور جاہ وحشم سبکو چہوڑنا اور دشمنون
کی خوشی اور طعنہ زنی اور دوستونکا رنج اور دوسری شدت آخرت کے احوال کی جیسے منکر نکیر کا
سوال اور گور کی تاریکی اور فرشتونکی زجر اور توبیخ یعنے جہڑکی اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ تیرے
پروردگار کیطرف ہے اسدن کہینچ لیجانا جیسے بہاگے ہوئیکو اسکے خاوند کے پیادے کہینچ کر لیجاتے
ہین تو معلوم ہوا کہ آخرت کی ابتدا اسی دن سے شروع ہوتی ہے یعنے موت کے دنسے اگرچہ

انتہا اسکی قیامت کے دن واقع ہوگی جسکا بیان اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ مین گذر چکا
ہے لیکن افسوس کہ آدمی اس آخرت کی نزدیکی کو نہین بوجہتا اور اپنے توشہ کی فکر سے جو سفر
مین کام آوے اور ہدیہ اور سوغات سے جو اپنے خاوند کی حضور مین مشرف ہونے کے بعد اسکی
سرخروئی اور مالک کی خوشی کا سبب پڑے بالکل غافل ہے فَلَا صَدَّقَ سو نہ سچا جانا
قرانکی آیتونکو اور حقتعالی کے رسولونکو تاکہ اس سبب سے اعتقاد تو درست اپنے ساتھہ لیجاتا اور
قران اور پیغمبر اسکے شفیع ہوتے وَلَا صَلّٰى اور نہ نماز پڑہی اسواسطے کہ حضرت رب العالمین کی
حضور مین سب کے پہلے اسی عبادت کی پرسش ہوگی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَوَّلُ مَا
يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهِ الصَّلٰوةُ یعنے پہلے جس چیز سے کہ حساب کیا جائیگا بندہ اپنے
عملونسے وہ نماز ہی اور اس مضمونکو کسی شاعر نے کہا ہے ؎ روز محشر کہ جان گداز بود ٭
اولین پرسش نماز بود ٭ تاکہ فی الفور پہلی ہی پرسش مین خجل اور شرمندہ ہو اور یہہ بہی ہے کہ یہہ
عبادت نشان ہے جدائی کا کافر اور ایماندار مین یعنے اگر نماز پڑھتا ہے تو ایماندارونکے گروہ مین
تو شامل ہوگا اور یہہ بہی ہے کہ یہہ عبادت توجہہ الی اللہ کی صورت ہی اس عبادت کا بجالانا
گویا بہاگنے سے رجوع کرنا ہے جسطرح کوئی غلام اگر اپنے خاوند سے بہاگا ہو لیکن جب اپنے
خاوند کا مکان دیکہتا ہے تو اسکو سلام کر لیتا ہے اور اسکی تعظیم بہی کرتا ہی تو یہہ بات خاوند کے
غضب کے جوش کو کچہہ تہوڑا ہلکا کر دیتی ہی اور اس شخص نے فقط اس عبادت کے نکرنے پر اکتفا
نکیا وَلٰكِنْ كَذَّبَ ولیکن جہوٹہلایا قران کی آیتونکو اور پیغمبرونکی خبرونکو عوض مین سچا جاننے کے
وَتَوَلّٰى اور پیٹہہ دی اور مونہہ پہرا عوض مین اللہ تعالی کی طرف متوجہہ ہونے کے ثُمَّ پہر باوجود
ایسی تقصیرونکے نادم نہوا بلکہ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى گیا اپنے گہر کیطرف اینٹہتا اور اکڑتا ہوا
گویا پیغمبر اور قرانکو جہوٹہلا کے اور نماز کے ترک کرنے مین حقتعالی سے لڑائی اور مقابلہ کرکے جیت آیا
سو اپنی قوت بازو پر پہول رہا ہے اور اکڑتا ہے تو ضرور ایسے شخص سے مرنے کے بعد کہا جائیگا
کہ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى خرابی ہو جیو تیری پہر خرابی ہو جیو یے دونون خرابیان قہر اور غضب کے

عالم مین اسکے واسطے موعود ہین پہلی نہ سچا جاننے اور نماز کے چہوڑنے پر اور دوسری جہوٹہلانے
اور مونہہ پہیرنے پر ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی پہر قیامت کے دن خرابی ہوجیو تیری پہر خرابی ہوجیو
یے دونون خرابیان اسکے واسطے انہی دونون سببون سے قیامت کے دن موعود ہین اور جو
یہان تک بیان کیا گیا کہ آدمی اسطرح قیامت اور موت سے غفلت مین گرفتار ہے کہ ہرگز کسیکے
خبردار کرنے اور نصیحت کرنے سے آگاہ نہین ہوتا اور اس غفلت کی نیند سے ہوشیار نہین ہوتا تو اب
جہڑکی سے اُستے پوچہتے ہین کہ تجہکو ایسی غفلت کس سبب سے ہے کون سے شبہے نے تیرے دل مین
قرار پکڑا ہے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی کیا گمان کرتا ہے آدمی کہ چہوڑ دیا جایگا
جانورون کیطرح کہ جو چاہتے ہین سو وے کرتے ہین اور انسے اسکی پرسش نہین ہے نہ مرنیکے
بعد نہ حشر کے دن سو آدمی کا یہہ گمان غلط ہے اور فساد اسکا ظاہر ہے اسواسطے کہ اگر اپنی خلقت
مین تامل اور غور کرے تو دریافت کرسکتا ہے کہ جب مین مکلّف ہوا یعنے کرنے نکرنے کی مجہکو تکلیف
دی گئی تو مجہکو ہر عمل کی جزا کا چکہنا اور ہر چیز کی پرسش مجہسے ہونا ضرور ہوا نہایت اسکی یہہ ہے
کہ اعمال کی جزا کی پرسش مردونکے مرنے اور بہت مدت انپر گذرنے کے بعد زندہ کرنے پر موقوف ہے
اور یہہ یعنے مدت دراز کا گذرنا اور پہر زندہ ہونا کچہہ تردد اور انکار کی جگہہ نہین ہے اسواسطے
کہ اسکا سچا ہونا ادنے تامل اور غور سے معلوم ہوسکتا ہے اَلَمْ یَكُ کیا نتہا آدمی اپنے باپ کی
پیٹہہ مین نُطْفَةً قطرہ یعنے ذراسا بوند مِنْ مَّنِیٍّ منی کے پانی کا جو چوتہے ہضم کا فضلہ ہے یعنے
باقی ماندہ ہے اور طبیعت اُستے مستغنی اور بے پرواہ ہوچکی ہے اور حیوان کے فضلات حیات کے
قبول کرنے سے بہت دور ہوتے ہین بخلاف اسکے اخلاط کے اسواسطے کہ اسکو طبیعت بدنکا جز کر دیتی
ہے اور زندگانی کی خلعت پہناتی ہے خصوصًا وہ منی کا قطرہ جسّے انسان پیدا ہوتا ہے اور حیوان
کے بدنمین بہی نہین رہتا ہے تاکہ زندگانی کا قبول کرنا اُستے متوقع ہو بلکہ یُّمْنٰی ٹپکایا گیا جماع کی
حرکت کے سبب سے اُنثیین اور قضیب کی راہ سے اور حکمت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کو اسکے معدن
اور ٹہکانے سے جدا کرتے ہین تو پہر معدن کی طبیعت اسکی تدبیر اور پرورش سے دست بردار اور علیحدہ

ہو جاتی ہے جسطرح شاخ درخت سے جدا ہوئی نشو ونما نہین قبول کرتی ہے اِسی سبب سے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ مَا اُبِینَ عَنِ الحَیِّ فَھُوَ مَیتٌ یعنے جو عضو جدا کیا گیا زندیسے وُہ مردیکے حکم
مین ہے اور اسکا کہانا حرام ہی جیسے دُنبہ کی چکتی اور اونٹ کا کوہان کہ اگر انکو انکی زندگی مین کاٹین
تو کہانا حرام ہی اور دودہ کے حلال ہونیکا سبب یہہ ہے کہ اسکو طبیعت بچہ کی غذا کیواسطے پیدا کرتی ہی
یہہ نہ دودہ والی کا جزء ہے اور نہ اُسکا فضلہ ہے جیسے درخت کا میوہ حیوانکی غذا کیواسطے درخت مین پیدا
ہوا اسیطرح دودہ ایک حیوانکی غذا کیواسطے دوسرے حیوانکے بدن مین پیدا ہوا ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً
پہر ہوا وہ ٹپکا ہوا پانی لہو کی پہٹکی سو وہ بہی حیات کی قابلیت نہین رکہتی ہے بخلاف رقیق بہنے
والے لہو کے جسکو دم مسفوح کہتے ہین اور وُہ رو دو نین اور نسونمین دوڑتا پہرتا ہے اور وہ
حیوانکی غذا کے بہی کام آتا ہے اور اسکے بدنکا جزء بہی ہوتا ہے فَخَلَقَ پہر پیدا کیا اسکو اللہ تعالی نے
اگرچہ زندگانی کی استعداد مطلق نرکہتا تہا فَسَوّٰی پہر اسکو برابر مزاج کا معتدل کردیا یہانتک
کہ تمام حیوانونسے اعتدال حقیقی کے یہہ بہت نزدیک ہوگیا اسی سبب سے نفس ناطقہ کے تعلق کی لیاقت
پیدا کی اور ہوسکتا ہی کہ اعضا کی برابری اُن منافع کیواسطے ہو جو منافع اُن اعضا سے مقصود ہین
یا اعضا کے مقدار کی برابری مراد ہو جو قریب قریب ہین یعنے ایک ہاتہہ کو دوسرے ہاتہہ کے ساتہہ اور پاونکو پاونکے
ساتہہ اور آنکہہ کو آنکہہ کے ساتہہ اور کانکو کانکے ساتہہ اور دانتونکو دانتونکے ساتہہ برابر کیا تاکہ بدنما معلوم ہووین اور تصویر
اور تشکیل کی باریکیونکو انسانکی پیدایش مین مرعی فرمایا سو ایک نطفہ سے اتنی چیزین مختلف کہ ہرایک
کے منافع علیحدہ ہین پیدا کین اور وے کام جو انتہا درجے کا اسمین اختلاف رکہتے ہین وے
اس نطفہ سے لئے چنانچہ سُننے اور دیکہنے مین کسقدر تفاوت ہے زمین اور آسمانکا اسیطرح ہر عضو کا
کام دوسرے عضو سے ممتنع الحصول ہے نظم پاؤن سے کب ہوسکے ہے سر کا کام ۔ جیبہ کا
کب لے سکے ہی آنکہہ نام ۔ کان کب دیدار کا پاوے مزا ۔ کیا تیری قدرت ہے اے رب العلاء
بلکہ آدمی کی اصل پیدایش مین کسقدر اختلاف کردیا ہے جسکا کہین ٹہکانا نہین ہے فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوجَینِ
پہر کردیا آدمی کی جنس سے دو قسمین الذَّکَرَ وَالاُنثٰی نر اور مادہ کہ ہرایک کی صورتین جدا ہین اور

اعضا جدا اور صفتین جدا ایک قسم کے کام دوسرے قسم سے ممکن نہین ہوتے مردونکے کام عورتونسے نہین ہوسکتے اور عورتونکے کام مردونسے اور اسطرح کا اسمین تفرقہ اور امتیاز کردیا ہے کہ کسیطرح ایک دوسرے مین مل نہین سکتے اگر ایک قسم والا ہزارون تدبیر کرکے چاہے کہ اپنے تئین دوسری قسم مین ملاوے تو ہرگز اسکی تدبیر چل نہین سکتی اور دوسری قسم مین مل نہین سکتا سو حقتعالی نے یہہ تدبیر عجیب دنیا کے آباد کرنے کے واسطے کی ہے تاکہ عورت خانگی اور جزئی کامونکو سرانجام دیوے جیسے کہانا پکانا اور کپڑیکا قطع کرنا اور سینا اور دہاگے کا بٹنا اور اولاد کو پرورش کرنا اور گہر مین جہاڑو دینا فرش بچہانا اور گہر کے اسباب کو اپنے موقع سے نگاہ رکہنا اور سوائے اسکے اسی قسم کی چیزین بہت ہین اور مرد معاش کی تلاش کرے اور کلی کامونکو سرانجام دیوے جیسے زمین کو کہود کے سونا چاندی جواہرات نکالنا کہیتی کرنا درختونکو لگانا تاکہ میویکی کثرت ہووے نہر اور کوئین کا کہودنا دشمنونسے لڑائی اور قتال کرنا علم کو حاصل کرنا پہر اسکو لکہہ چہوڑنا معاندون اور دشمنونکو مغلوب اور مقہور رکہنا چورون اور لٹیرونکو دفع کرنا اور سوائے اسکے اس قسم کے کام بہت ہین اَلَيْسَ ذٰلِكَ کیا نہین ہے ایسا خالق زبردست جسنے دنیا کی آبادی کیواسطے آدمی کو اس قسم کا پیدا کیا بِقَادِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِىَ الْمَوْتٰى قادر اسبات پر کہ زندہ کرے مردونکو آخرت کی تعمیر اور اُس جہان کی آبادی کیواسطے اور اُس جہان کی زندگانی مین بہی لوگونکو مختلف کرے کسیکو کامل کرے اور کسیکو ناقص بعضونکو دوزخ کے بہرنے کیواسطے اور بعضونکو بہشت کی چین اور مزے اڑانے کیواسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو تلاوت فرماتے تہے بعد اسکے یہہ کلام فرماتے تہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بَلٰى یعنے پاک ذات ہے تیری اے اللہ تعالی اسسے کہ تو اس کام کی قدرت نرکہتا ہو البتہ تو قادر ہے اسی سبب سے ہر قاریکو سنت ہی کہ اس آیت کی تلاوت کے بعد اس دعا کو پڑہے نماز مین ہو خواہ باہر نماز کے لیکن آواز بدل کے اسطرح پڑہے کہ عوام لوگونکو اسطرح کا شبہہ نہو کہ یہہ بہی قرانکی آیت ہے اور اگر نماز مین ہو تو آہستہ اس دعا کو پڑہے

سورۃ الدھر

یہہ سورت مکی ہے اسمین اکتیس ۳۱ آیتین اور دوسو بیالیس ۲۴۲ کلمے اور ایکہزار چار سو ۱۴۰۰ حرف ہین اور اسکا
نام سورہ انسان بہی اور اسکو سورہ دہر بہی کہتے ہین اور سورہ ابرار بہی اور اس سورت کے ربط کی
وجہہ سورہ قیامت کے ساتھہ یہہ ہے کہ سورہ قیامت مین قیامت کی علامتین اور اُسکے وقایع بیان
کرتے کرتے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اسدن آدمی دو قسم پر ہوجاوینگے چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ
وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنۡ يُّفۡعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ
اور دوسری قسم کا احوال یعنے نافرمانونکا تہوڑا اس سورتمین تفصیل کیطور پر بیان ہوا اور پہلی قسم کا
احوال یعنے فرمانبردارونکا باقی رہا تہا سو اس سورتمین پوری تفصیل سے بیان فرمایا اور ان دونون
سورتونکے متفرق مضمونومین بہی مناسبت اور اتحاد موجود ہے چنانچہ انسانکی خلقت اُس سورتمین
اس عبارت سے مذکور ہوئی ہے اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰى ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ
فَسَوّٰى فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰى اور اس سورتمین اس عبارت سے بیان ہوئی
اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًاۢ بَصِيۡرًا اور اس سورت مین
ارشاد ہوا ہے كَلَّا بَلۡ تُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَتَذَرُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ اور اس سورتمین یون ارشاد
ہوا ہے کہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا اور اُس سورتمین
فرمایا ہے وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اور اس سورتمین فرمایا ہے وَلَقّٰهُمۡ نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا
اور اُس سورتمین اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ واقع ہوا ہے اور اس سورتمین اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا
عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا اور سوا اسکے دوسری بہی مناسبتین ہین اور مفسرونکو اس امر مین
اختلاف ہے کہ یہہ سورت مکی ہے یا مدنی اور صحیح یہہ ہے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ
تَنۡزِيۡلًا سے آخر سورت تک بلاشبہہ مکی ہے اور اسکے سوا جو باقی ہے اسمین احتمال اسبات کا
ہے کہ مدنی ہو اور آیت يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ جو قصہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم مین ہے سو اسکے سبب

نزول کی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیتین مدنی ہون واللہ اعلم اور اس سورت کا نام
سورہ انسان اسواسطے رکہا ہے کہ اس سورتکی ابتدا مین وہ فائدہ مذکور ہے جو انسانکی خلقت سے
حضرت رب العالمین کو منظور ہی سو ہر ایک انسانکو چاہئے کہ اپنے مین دیکہے اگر وہ فائدہ اپنے
مین پاوے تو اپنی تئین انسان جانے اور انسانیت پر رہے والا قالین کے شیر اور لکڑی کے
گہوڑیکی طرح فقط نام کو اپنے تئین انسان جانے اور حقیقت مین کچہہ بہی نہین ہے اور انکو یہہ بہی
لازم ہے کہ اپنی ابتداء پیدایش سے انتہا آسایش تک جو بہشت مین پاویگا اپنی ترقیات کو ملاحظہ کرے
اور جان لے کہ حقیقت مین انسان وہی لوگ ہین جو اس آسایش اور آرام کو پہنچے ہین اور نہین تو دنیا
مین جو مجمع برائیوں اور رنج کا اور گہر غم اور روگ کا ہی گدہی اور بیل کیطرح رنج اٹہانا اور غم مین مبتلا
رہنا کیا فایدہ اور اگر اس دوڑ دہوپ سے کچہہ لذت چار دنکی ہزارون کدورت اور رنج بہری
حاصل ہوی تو بہی دوسرے حیوانونسے کچہہ امتیاز اور جدائی نہوی اسواسطے کہ وے بہی
اس قسم کی لذتین اٹہاتے ہین اور بازپرس کا خوف نہین رکہتے اور اس سورت کا نام سورہ
دہر اسواسطے رکہا ہی کہ اس سورتکے شروع مین دہر کے عقیدیکو باطل کیا ہے اسواسطے کہ اس
باطل عقیدہ کا حاصل یہہ ہی کہ جو کچہہ اختلاف اور تجدد عالم مین حادث ہوتے ہین وے سب
آسمان اور ستارہ اور زمانے کی گردش سے ہوتے ہین جو عالم سفلی مین تاثیر کرتے ہین بعضی ضعین
ہر دن اور ہر رات مین متبدل ہوتی ہین اور بعضی ہر مہینے اور ہر برج مین اور بعضی ہر فصل مین اور بعضی
ہر سال مین اور بعضی قرانات مین کبیر ہون وے قران یا صغیر ہون وسطی ہون یا عظمی اور طرح
طرح کے انقلاب اور قسم قسم کے تغیر اور تبدل ظاہر ہوتے جاتے ہین اور بعضی وضعین وے ہین
جو بہت قرنونمین متبدل ہوتی ہین جنکو اکوار اور ادوار کہتے ہین سو وے بڑے انقلابونکی سبب ہوتی
ہین اور عجیب اور غریب قسمونکے تولد کی باعث ہوتی ہین چنانچہ دریا کی جگہہ خشکی ہو جاتی ہے اور
خشکی کی جگہہ دریا اور آبادی کی جگہہ ویرانہ ہو جاتا ہے اور ویرانہ کی جگہہ آبادی اور پہاڑ جنگل
ہو جاتے ہین اور جنگل پہاڑ اور انسانکی قسم اور دوسرے تمام حیوانات خود بخود پیدا ہوتے ہین

اور بعضی

اور بعضی نوعین منقطع اور فانی ہو جاتی ہین سو جب ثابت ہوا کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ نوع انسان کا نام بہی نتہا اور کوئی اسکا ذکر بہی نہین کرتا تہا تو یہہ معلوم ہوا کہ اس نوع کا تولد کسی زمانے کی خواہش سے نہین ہے والا وہ وضع کسی وقت مین ان وقتونسے اس نوع کے تولد کو خواہش کرتی اور لوگ اُس نوع کے تولد اور انقطاع کے بعد دوسری مرتبے اسکو یاد کرتے کہ فلانے دور مین یہہ نوع ظاہر ہوکے منقطع ہو گئی تہی بہلا اورنہین جنات اور فرشتے تو ضرور نام اور نشان سے اس قسم کو پہچانتے اور اگر دہریے یون کہین کہ جو وضع اس نوع کے تولد کو خواہش کرتی تہی اسکے پہلے زمانے کی گردش مین نہوی ہو تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ یہہ امر تمہارے مذہب کے خلاف ہے اسواسطے کہ تمہارے نزدیک ہر نوع قدیم ہے ان معنونسے کہ اگلی زمانے کی گردش کی وضعون نے بہی اس نوع کی خواہش کی تہی اگرچہ درمیانمین منقطع ہو گئی ہو اور یہہ بہی ہے کہ زمانے کی گردش کی وضعین تمہارے نزدیک ازل کیطرف انتہا نہین رکہتی ہین تو ضرور ہوا کہ ہر وضع صدہا مرتبے واقع ہوئی ہو اور اپنے آثار اور نشانیونکو خواہش کیا ہو اور وضع جدید کا ظہور جسکے مثل نپائی گئی ہو تمہارے نزدیک محال ہے اور یہہ بہی یقینی معلوم ہے کہ زمانے کی گردش کی وضعین اس قسم کے انقلابونکے وقوع کے وقت مین اور انواع کے تولد اور جمع کثیر کی ہلاکی کیوقت مین تقویم اور زیج کے قواعد کے موافق اسقدر ندرت اور اعجوبہ پن رکہتی نہین کہ وہ وضع یا اسکے مانند یا اُس سے قوی کبہی واقع نہوی تہی تاکہ پہر دوسری مرتبے پائی جاوے بلکہ کثیر الوقوع ہین اور کثیر الثبوت تو معلوم ہوا کہ یے سب چیزین فاعل مختار کے ارادہ اور خواہش کے سبب سے ہین کہ عالم کے حوادث رنگارنگ اور انقلابات گوناگون اسکی قدرت سے وابستہ ہین اور اس سورت کے سورہ ابرار ہونے کی وجہہ ظاہر اور کہلی ہوی ہے کچہہ بیان کی احتیاج نہین ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ کیا گذرا ہے انسان پر کوئی وقت زمانے سے کہ

لم یکن شیئا مذکورا تہا کوئی چیز جو ذکر کی جاتی حاصل اسکا یہہ ہے کہ ایک وقت ایسا تہا کہ انسانکی نوع کا عالم مین وجود تہا بلکہ اسکا نام اور نشان بہی ذہن مین اور زبان پر فرشتے اور جنونکے جاری تہا یعنے وجود ذہنی اور وجود لفظی بہی نرکہتا تہا پہر وجود خارجی کہان سے پایا جاتا اور اصل مین شی ثابت چیز کو کہتے ہین جیسے موجود اور عند الاطلاق یعنے بلا قید جب یہہ لفظ بولی جاتی ہے تو ثبوت اور تحقق خارجی جو اثار کا مبدء ہے بوجہا جاتا ہے اور کبہی قید کے سبب سے وجود ذہنی اور لفظی کو بہی شامل ہوتی ہی جسطرح اس آیت کریمہ مین مذکور کی صفت کے ساتہہ مقید کے ہونے کے سبب سے بوجہا گیا اور نفی قید کیطرف راجع ہوی اور مطلق شیئیت کا سلب جو خارجی ہی وہ تو بطریق اولی بوجہا گیا گویا یون ارشاد ہوا کہ ایک وقت ایسا تہا کہ انسان نہ وجود ذہنی رکہتا تہا نہ لفظی پہر وجود خارجی کا کیا ذکر ہے اور یہہ سلب مطلق علم الہی مین انسانکے تحقق کو منافی نہین ہے اسواسطے کہ علم الہی ظرف ذہن سے بالاتر ہی اور اسیطرح شیون ذاتیہ اللہ تعالی کے مرتبے مین اور اعیان ثابتہ کا مرتبہ بہی اس سلب مطلق کے منافی نہین ہے اسواسطے کہ اس جگہہ وجود انفکاکی کی نفی ہی اور اس مرتبہ مین وجود اتحادی رکہتا تہا اسیواسطے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت سے مروی ہی کہ جب اس آیت کو قاری سے سنتے تہے تو فرماتے تہے یالیتہا تمت یعنے کاشکے یہہ حالت تمام ہووے اور جس مکانسے سفر کرکے آئے ہین ہم وہان پہر جاکے پہنچین اور کثرت وحدت مین متلاشی اور مل جاوے اور حباب کیطرح دریاے بے پایان ازل مین نیست اور نابود ہو جائین ہم اور علماء ظاہر اس روایت کو دوسرے معنونپر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مراد حضرت امیر المومنین کی اسکلام سے یہہ ہی کہ کاش وہی حالت ہمیشہ رہتی اور انسان مخلوق نہوتا تو اس خوف اور رجاکے بہنور مین کاہیکو پہنستا اور اس تکلیف کا بوجہہ کاہیکو اٹہاتا اور اس بلا مین کاہیکو گرفتار ہوتا لیکن عاقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ انسانکے پیدا کرنے مین جو حکمتین الہی ہین وے ایسے عارف کاملونکے یعنے ہر وقت سامنے رہتی ہین پہر ایسی آرزو انسے کسیطرح متصور نہین ہے اور جو جواب اس سوال کا کہ هل اتی الخ کا مخاطبونکو اپنی عقل کیطرف تہوڑا تامل کرنے مین معلوم ہو سکتا تہا اسواسطے جوابکے

ذکر سے عدول فرما کے مقصد کیطرف متوجہہ ہوکے فرماتے ہین کہ انکو ہستی کے پردے
باہر نکال کے ظہور کے تخت پر جلوہ گر کرنیوالے ہم ہین اور ہماری قدرت کے ہاتہہ نے اسکو یعنے اسکے
دلکو آینہ مصفی کیا ہے تاکہ غیب کی شعاعونکا عکس اسمین پڑکے خلافت کبرے کے لایق ہوا اور تمام
موجودات کا خلاصہ اور سب غایتونکی انتہا ہوا اور اگر انسان اپنی نوع کی ابتداء خلقت سے خبر نہین
رکہتا ہی کہ کس کس عالم کی تسخیر کیواسطے اسکو پیدا کیا ہے اور کون کون لطیفہ اسمین تعبیہ کیا ہے
لیکن اسقدر تو ظاہر اور کہلا ہوا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ بے شک پیدا کیا ہمنے آدمی کو جسکی
پیدایش کو تم سب دیکہتے ہوا ور اسکی کیفیت کو خوب پہچانتے ہو مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ باپ ماںکے
نطفے سے جو مختلف اور مرکب ہی یعنے جو ملکے بنا ہی تمام موالید سے یعنے جتنی بڑہنے والی
چیزین ہین اسواسطے کہ نطفہ غذا سے ہوتا ہے اور غذا ماں باپ کی غلہ اور گوشت اور دودہ اور
دہی اور گہی اور نمک او مصالحہ زمین سے پیدا ہوی ہون یا پہاڑ سے یا باغ سے غرض کہ سب
چیزین جمع ہوکے انکے تمام اعضامین ہضم کے مرتبے طی کرکے پہنچتی ہین اور پیدایش کے کارخانے
موکل ہر ہر عضو سے خلاصہ انکا کہینچ کے نطفہ کر دیتے ہین بس معلوم ہوا کہ معادن اور نباتات اور
حیوانات کہ مختلف الطبایع ہین اپنے اجزاء متباینہ سے وے سب مفردات ہین اِس معجون کے اور بسیط
ہین اس مرکب کے اور جو خلاصہ غذا کا تمام اعضامین سیر کرتا ہی تو ہر عضو کی روح اسمین اثر کرتی ہے
اور وہ روح اُس قوت کی حامل ہے جو اُس عُضو کے خاص ہی جیسے تعقّل اور تخیّل اور توہم اور احساس
یعنے دریافت خواہ انکہہ سے ہو یا کانسے یا ناک سے یا زبانسے چکہہ کر یا ہاتہہ سے ٹٹول کر اور یے
قوتین جتنے عالم ہین سبکو محیط ہین خواہ عالم ملک ہو یا ملکوت ہو یا اور اسکے اوپرا اور وہ روح اسکے
حالات مختلفہ کی بہی حامل ہی جیسے شہوتین اور غضب اور حیا اور حلم اور طیش یعنے تُنکے اور محبت اور
خوف اور عشق اور دَلَہ یعنے عشق کی زیادتی مین عقل سے خارج ہو جانا بس وہ خلاصہ ان سبکا انکی
استعداد اور لیاقت پیدا کرتا ہے اور یے امر اس خلاصہ مین ایسے پیچیدہ او لپٹے ہوے ہوتے ہین
جیسے درخت کے اجزا درخت مین پیچیدہ اور لپٹے ہوے ہوتے ہین اور عجیب خواص اسکے کہٹلی اور

بیچ مین ظاہر ہوتے ہین اسی سبب سے وحدت اسکی ایسی کثرت پر مشتمل ہے جسکی انتہا پائی نہین جاتی بخلاف نطفہ دوسرے حیوانونکے کہ نہ انکی غذامین یہہ تمام موالید کا پورا جمع ہونا پایا جاتا ہے اور نہ انکی ارواح اور قوامین اس قسم کا احاطہ تمام عالمونپر یہی سبب ہے کہ علما کی اولاد سے علم کے استعداد کی توقع بہت ہوتی ہے اور اولیا اور مشایخ کی اولاد سے خدا کی درگاہ کا سلوک اور سلوک کے مرتبونکو طی کرنے کی امید زیادہ ہوتی ہے اور جری اور شجاعونکی اولاد سے لڑائی پر جرأت کرنے کی امید زیادہ ہوتی ہے اور تیز طبیعت غیور سے چالاک غیرت والے پیدا ہوتے ہین تو معلوم اور ثابت ہوا کہ اس مخلوق کو جو اشرف اور اجمع تمام موالید کا ہے بے فائدہ اور بیکار نہین پیدا کیا ہے ہمنے بلکہ بڑا فایدہ اسکے پیدا کرنے سے منظور تھی اور وہ فایدہ یہہ ہے نَبْتَلِيهِ آزماتے ہین ہم اسکو اور اس ابتلا اور آزمایش کی حقیقت یہہ ہے کہ ایک چیز کو اختیار اور شعور دیکر نیک کام کا حکم کرتے ہین ہم اور بد کام سے منع کرتے ہین ہم تاکہ دوسرے مخلوقات دیکھین کہ یہہ شخص اپنے اختیار سے کیا کام کرتا ہے پھر اگر موافق ہمارے حکم کے بجالایا تو ثواب اور انعام کا مستحق ہوا اور اگر اسکے خلاف کیا تو ذلت اور اہانت اور عذاب کے لایق ہوا اور اگر ابتلا اور آزمایش سے یہ معنے مراد نہووین تو حضرت عالم الغیب والخفیات کے حقمین امتحان اور آزمایش کچہہ معنے نہین رکہتے ہین اور جو یہہ فایدہ اس مخلوق کی پیدایش سے ہمکو منظور تھا تو جینے اور سمجھنے کے اسباب بہی اسکو دینا ضرور ہوا فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا پھر کر دیا ہمنے اسکو سننے والا دیکہنے والا حاصل اسکلام کا یہہ ہے کہ انکو اسقدر شنوائی اور بینائی مین فراخی اور کشادگی دی ہمنے کہ اسکے مقابلہ مین دوسرے حیوانات گویا شنوائی اور بینائی نہین رکہتے ہین اندہے اور بہرے ہین اسواسطے کہ یہہ مخلوق آواز کے ساتھہ حروف اور لفظونکے مخرجونکے دقیقونکو بہی سنتا ہے اور الحانین تمیز کرتا ہے اور ان لفظونکے معنونکو اور اس الحان کے خواص کو بہی بوجہتا ہے اور ہر لفظ کی مختلف وضعونکو بہی سمجھتا ہے یہی سبب ہے کہ اسکا مرتبہ اس بلندی کو پہنچا کہ جناب حضرت رب العالمین کا مخاطب ہوا اور حقتعالی جلشانہ کے ہمکلامی کی خلعت سے سرفرازی

پانی بخلاف دوسرے حیوانونکے کہ وے سواے آواز محض کے اور کچہہ نہین بوجھتے اور
اسیطرح ہر چیز کی روشنی اور رنگ کے دیکھنے کے ساتہہ اس صنعت اور شکل کے دقیقے اور روشنی
کے مرتبونکو اور رنگ کو خوب غور اور تامل سے دریافت کر لیتا ہے اور خط کے نقشونکو بوجھتا ہے
اور اس سبب سے جو مر چکے ہین انکے علمون سے فایدہ حاصل کرتا ہی اور اگلے زمانے کے لوگونکے
احوال پر جو ہزارون برس اس سے پہلے گذرے ہین مطلع اور خبردار ہوتا ہے اور عجیب اور غریب
استنباط اسنے ہوتے ہین یعنے ایک چیز پر قیاس کرکے دوسری چیز کا حکم اسنے نکالتا ہے
اب اسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ الزام حجت اور تمام نعمت کے مقام مین اکثر جگہہ قران شریف کے
درمیان ان دونون حاسونکا ذکر یعنے سمع اور بصر کا جو آیا ہے تو اسکی وجہہ یہی ہے کہ عالم
امکانی حقایق کے دریافت کا طریقہ اپنے غیر سے اور اس دریافت کو اپنے غیر پر القا کرنا یعنے
دوسریکو سکہلانا یا اس حقایق کا لفظی وجود ہے یا وجود خطی ہی جو لفظونکے مقابلہ مین وضع
کیا گیا ہے اور یہ دونون طریق انہی دونون حاسونسے یعنے سمع اور بصر سے مسلوک اور
روان ہوتے ہین اور یہہ بہی ہے کہ معرفت اور عبادت کا طریقہ یا انبیا اور اولیا اور عارفون اور
عالمونکے کلام سُننے سے ماخوذ ہوتا ہی یعنے نکالا جاتا ہے یا انکے طور اور وضع دیکھنے سے
انکی زندگانی مین یا حدیث کی کتابین اور مشایخونکے ملفوظات اور علما کی ہر فنون مین کتابین جمع
کی ہوئین اور حقایق اور معارف کے رسالے عارفونکے انکے مرنے کے بعد مطالعہ کرنے سے سو یہ
دونون کام بہی انہی دونون حاسونسے یعنے سمع اور بصر سے تعلق رکہتے ہین بخلاف دوسرے
حواسونکے کہ معرفت اور عبادت کی تحصیل مین یہی دونون چیزین ابتلا سے مقصود ہین کہ وے
کچہہ دخل نہین رکہتے ہین اکثر ان حاسون کی انتفاع معاش کے ضروریہ امور کے دریافت مین ہے
سو اس امر مین دوسرے حیوان بہی شریک ہین اسیواسطے کہا ہے کہ دلیل یا نقلی ہی یا عقلی
سو نقلی دلیل دیکھنے سے ہرگز دریافت نہین ہوتی مگر سمع کے حاسہ سے البتہ دریافت ہوتی ہے
اور دلیل عقلی جو معرفت اور عبادت کی راہ کے سلوک کو اکثر مدد اور معاون ہوتی ہے وہ انبیا کے

معجزے دیکھتا ہے یا اولیا کی کرامات دیکھتا ہے اور یے دونون چیزین بینائی کے حاسے سے
علاقہ رکھتی ہین اور حقتعالی کی قدرت کے عجایب اور غرایب مصنوعات کا دیکھنا بھی اسی حاسہ سے تعلق
رکھتا ہے اور نقلی دلیلونپر مطلع ہونا جو اگلے لوگ کتابونمین اور رسالونمین جمع کرکے لکھہ گئے ہین
وہ بھی اسی حاسہ سے حاصل ہوتا ہی سو آدمی کو ان دونون حاسونکے کامل ہونے کے بعد دین کی
معرفت اور راہ خدا کے سلوک مین چندان احتیاج باقی نہین رہتی ہے مگر فہم اور عقل البتہ چاہئے
سو یہہ دلکا کام ہی نہ ہاتہہ پانونکا اور جو اس امر مین نقلی دلیلونسے زیادہ احتیاج ہوتی ہی اور
اور کلام الہی کا سننا اور اسیطرح کلام رسول کا سننا اور واعظون اور ناصحونکا کلام سننا اور
عالمونکی تقریر اور خطیبونکی پند اور ارشاد اور اولیا اللہ کی رمزین اور عارفونکے حقایق اور معارف
ان سب چیزونکو اسکام مین بڑا دخل ہے اور یے سب چیزین سمع کے حاسہ سے علاقہ رکھتی ہین
اور اس حاسہ کو جابجا ہدایت اور ارشاد کی نعمت کے بیان مین بصر کے حاسہ پر مقدم لاتے ہین
چنانچہ اس آیت کریمہ مین بھی یہی طور موجود ہے اور یہہ بھی ہی کہ حاسہ سمع کا ایسی خاصیت رکھتا ہے
جو کسی دوسرے حاسہ مین وہ خاصیت پائی نہین جاتی ہے اور وہ خاصیت یہہ ہی کہ جتنے دوسرے
حاسہ ہین جیسے بصر اور شم اور ذوق اور لمس ان سبکے مدرکات اسی کے توسط سے دریافت
ہوتے ہین بس اس حاسہ کا حکم حواس خمسہ مین ایسا ہے جیسے ہوا کا حکم عناصر اربعہ مین اور عطارد
کا حکم سبعہ سیارہ مین یعنے خود بھی کارآمدنی ہین اور غیر کے احوال کو بیان کرنیوالے بھی ہین چنانچہ
بصر کے مدرکات کو ان لوگونکو جو از روے زمان یا مکانکے اسقدر دور ہین پہنچاتا ہے تو بصر کا کام
بھی بدون اسکے تمام نہی ہی اور وہ یعنے سمع مدرکات بصری کے ادراک کا وسیلہ ہے اور یہہ
قاعدہ کلیہ ہے کہ وسیلہ مقصد پر مقدم ہوتا ہے اور جو دانش اور بینش کے اسباب اس مخلوقات
مین جسکو ازمایش کیواسطے پیدا کیا ہے اسقدر جمع ہوے ہین کہ اگر حقتعالی کی معرفت اور عبادت
کی راہ ان اسباب کے وسیلے سے ڈہونڈہے اور اپنے منعم کے شکر کے ادا کرنے کا طریقہ جانا چاہئے
تو بدون بتلانے کے بھی یہہ بات اسکو ممکن ہے لیکن حقتعالی فرماتا ہی کہ ہمنے ایسا نہین کیا اور

اسیقدر پر اکتفا نہین کی بلکہ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ بے شک ہمنے ہدایت کی اسکو یعنی
بتلادی اسکو اپنی معرفت کی راہ اور اپنے شکر کے ادا کرنے کا طریقہ اور اس راہ کے تجسس
اور تلاش کو اُسی کے ذمہ پر نہین چہوڑا تاکہ اپنے قصور مین بہانے نکرے پہر اپنے رسولونکو
پے در پے بہیجا ہمنے اور انکے ہاتہو نسے معجزے دکہلائے ہمنے اور ایسی کتابین نازل
کی ہمنے جنکی دلیلین واضح ہین اور جو اس کتاب کی مجمل اور متشابہ آیتین ہین اُنسے جو کچہہ مراد
ہے اسکے بیان کو رسولونکی زبانپر حوالے کیا ہمنے اور انکے بعد جو انکے شاگرد رشید ہین
یعنے ہر وقت کے مجتہد عالمونکے بیان پر موقوف رکہا ہمنے تاکہ شنوائی اور بینائی اس
مخلوقات کی بدون رنج اور کلفت اٹہائے کے ہماری عبادت اور معرفت کے کام مین مصروف ہووے
اور ہمنے جو اسکو پیدا کیا ہے اور ہدایت کی ہے اسکا شکر ادا کرے لیکن یہہ مخلوق باوجود ایسی
ہماری نعمتونکے ایک راہ نچلا بلکہ دو قسم پر ہوگیا اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یا شکر ادا کرنیوالا ہے
ہماری خلقت اور ہدایت کی نعمت کا اور اس نعمت کو قبول کرنیوالا اور یا ناشکری اور ناحق
شناسی اور کفران نعمت کرنیوالا ہے اور کبھی راہ پر نہ آنیوالا ہے بلکہ اس راہ کو قبول نہین کرتا
ہے اور اس راہ کے باطل کرنے کیواسطے وہمی شبہے اور شیطانی گمراہی مقابلہ مین لاتا ہے
اور اپنی شنوائی اور بینائی کو ہماری مخالفت اور عناد مین خرچ کرتا ہے اِس لئے اسکے ساتہہ
امتحان اور آزمایش کا معاملہ شروع کرتے ہین ہم اسواسطے کہ اگر اس عناد اور مخالفت پر اسکو
سزا دین ہم تو دوسری مخلوقات کی نظر مین امتحان اور آزمایش کا فایدہ کچہہ بہی ظاہر نہووے
اور ہماری حکمت اور عدالت مین بٹا لگ جاوے اسواسطے بالضرور اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ بے شک
ہمنے آمادہ اور تیار کر رکہے ہین اپنی ہدایت کی نعمت کے ناشکرون کیواسطے سَلَاسِلَ
دنیاوی علاقونکی زنجیرین تاکہ دنیا کی زندگی مین انہی زنجیرونمین مقید رہین اور معرفت اور عبادت
کی راہ ہرگز نچل سکین پہر بعضونکو مال کی محبت کے سلسلہ مین اور بعضونکو عورت اور اولاد کی
محبت کے سلسلہ مین اور کسیکو باغون اور کہیتون کے سرسبز کرنے کی اور نئے عمارت بنانے کی

محبت مین باندہ دیا اور کسیکو فوج اور لشکر کے جمع کرنے کی اور ملکونکو فتح کرنے اور اپنا
حکم جاری کرنے کی محبت مین جکڑ دیا ہے اور بہتونکو وہمی متخیلہ منفعتونکے فوت ہوجانیکے
رنج اور فکر اور غم مین گرفتار کر دیا ہے اور بعضونکو نئی نادر صنعتونکے نکالنے مین اور ریاضی
فن کے عجایب آلات بنانیکی محبت مین اور اسیطرح ہر ایک کو ایک سلسلہ مین گرفتار اور مقید کر دیا ہے پھر
یہی سلسلہ قیامت کے دن اگ کی زنجیرونکی شکل ہوکے ان ناشکرونکے تمام بدنمین لپٹینگے اور یے لوگ ان زنجیرونمین
بگڑ جاوینگے چنانچہ دوسری جگہہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا
فَاسْلُكُوهُ اور جوان چیزونکے ناشکرونکو جو دنیاوی علاقونکی محبت کی زنجیرونمین گرفتار ہین بدون توسل
کسی عمدہ نبی نبی نوع ہے جسکے پاس یے چیزین موجود ہووین یے چیزین میسر نہین ہوسکتی ہین سو لاچار ان
ناشکرونکے واسطے ایک دوسری چیز بھی تیار کر رکہی ہے وَأَغْلَالًا اور طوق بھاری جوانکی گردنونمین ڈالا
ہوئے تا کہ سر اٹھا سکین اور معرفت اور عبادتکی راہ کیطرف التفات بھی نکر سکین بلکہ داہنے بائین بھی اسی
کے دیکھہ سکین سو بعضونکی گردنونمین امیرون اور بادشاہونکی نوکریکا طوق ڈالا ہے اور بعضونکی گردنون مین
ساہوکارون اور مہاجنونکی خوشامد اور چاپلوسی کرکے قرض لینےکا طوق ڈالا ہے اور بعضونکی گردنون مین
قاضیون اور مفتیونکی منت کا اور حیلہ ساز روایت ضعیف نکال دینے والونکی خوشامد کا طوق
ڈالا ہے اور بعضونکی گردنونمین دفتر کے متصدیونکی اور عاملون چکلہ دارونکی حاضر باشی کا طوق
ڈالا ہے اور دوسرونکو اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے یہان تک کہ بعضونکی گردنونمین کنچنیونکی
بندگی اور غلامی کا طوق اور بعضونکی گردنونمین اونٹ گہوڑے خچر گاے بیل کی خدمت کا
طوق ڈالا ہے سو یے جتنے طوق ہین قیامت کے دن سب اگ کے طوق ہوجاوینگے
اور ان لوگونکی گردنونکو گران بار اور بھاری کردینگے اور جو اکثر ناشکرونکو باوجود ان طوقونکے
پہنے اور ان علاقونمین پہنسنے کے بھی مطلب حاصل نہوگا اور اگر کچہہ تہوڑا مطلب حاصل ہوا تو بھی انکی
حرص اور آرزو کے موافق حاصل نہوا سو لاچار انکے واسطے ایک دوسری چیز بھی تیار کی
ہے وَسَعِيرًا اور سوزش اور جلن سینہ کی اپنے مطلب کے نکلنے کے رنج کے سبب سے

تاکہ

تاکہ جبتک دنیامین رہین اسی سوزش مین جلتے رہین جیسے کیمیاکے ہوس اور اگر ایکطرف
سے سوزش کم ہوتی ہی تو دوسری طرف سے اور بہڑکتی ہے سو یہہ ہم انکی لطیف پیدائش
انسانی کو درہم برہم کردیتے ہین یعنے نیچے کا بدن زنجیر سے گرفتار ہے اور اوپر کا بدن
طوق سے گران بار اور بیچ کا بدن یعنے سینہ اور دل سوزش سے بیقرار ہے اور یہہ
وہی سوزش ہی جو قیامت کے دن دوزخمین آگ کی صورت بن کے انکے اندر اور باہر کو
جلاویگی سو اسدن اپنی پیدایش کی نعمت کی اور ہدایت الہی کی نعمت کی سزا چکہین گے اور
اگر یہان پر کسیکے دل مین شبہہ گذرے کہ ان علاقونمین گرفتار ہونا اور ان طوقونکا پہنا اور
دنیاکے مطالب حاصل نہونے کے سبب سے رنج اور سوزش کا ہونا دنیاکی زندگانی کے لوازمات
سے ہی اور حقتعالی کی نعمت کے شکر گذارون کو بہی اسی دنیامین اپنی زندگانی کے دن
کاٹنا ہین اور دنیامین بدون گرفتاری ان علاقونکے اور بدون پہنے ان طوقونکے اور بدون
چکہنے اسی سوزش کے گذر کرنا ممکن نہین ہے پہر ان چیزونکی تخصیص ناشکرونکے ساتہہ ہونکی
کیا وجہہ ہی تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ شاکرونکو اگرچہ ان علاقونکی گرفتاری کے اسباب
اور ان طوقونکے پہننے کے باعث اور ان سوزشونکا چکہنا دنیاکی پیدایش کے تقاضے سے درپیش
ہوگا اور آگے آویگا لیکن انکو زنجیرونکی گرفتاری اور طوق کا پہنا اور سوزش حاصل نہوگی اسواسطے
کہ شاکر لوگ تین گروہ ہین ایک ابرار جنکا اصحاب الیمین بہی لقب ہے اور دوسرے مقربین اعمال
جنکا عباد اللہ اور عباد الرحمن بہی لقب ہے اور تیسرے مقربین احوال جنکو مقربین مطلق بہی کہتے
ہین اور سابقین بہی انکا لقب ہے سو پہلے ہم ابرار کا حال بیان کرتے ہین جو پس خوردہ کہانیوالے
مقربین اعمال کے ہین پہر انکے بعد مقربین اعمال کے حال کے بیان کیطرف انتقال کرینگے ہم تاکہ
مقربین احوال کا حال بطریق اولی اسپر قیاس کرلیا جاوے اِنَّ الْاَبْرَارَ تحقیق نیکوکار
جو ہرگز اپنے مقدور پر کسی کا حق تلف نہین کرتے ہین اور اپنے حقمین اور اپنے دوسرے
بنی نوع کے حقمین احسان منظور رکہتے ہین اور حقتعالی کی تمام امر اور نہی کی فرمانبرداریکا قصد

کرتے ہین جبتک دنیا مین زندہ ہین یشرب یشربون پیتی ہین ایک دو قطرے مین گا مین
اس پیالے سے جو محبت الہی کی شراب سے اور اس جناب کی حضوری کے شوق سے
بہرا ہوا ہی مقربونکے ہاتہہ سے اور اس ایک دو قطرے کے پینے کے سبب سے انکو
بے خودی حاصل ہوتی ہی پہر دنیاوی علاقونکی طرف التفات باقی نہین رہتا ہی لیکن
اسقدر پینا اتنی تاثیر انمین نہین کرتا کہ یہہ حالت ہمیشہ انمین باقی رہے سو تقویت کرنے اور
اس شراب کے جام کے اثر ہمیشہ باقی رہنے کیواسطے کان مزاجہا ہوگی ملونی اسکی
یعنے اس شراب کے پیالے کی جیسے گلاب یا کیوڑا شربت کے اوپر سے ملا دیتے ہین کافورا
کافور جو روح کا بہی مقوی ہے اور دل کا مفرح اور خوشبو بہی اسمین پائی جاتی ہی اور رنگ
بہی نورانی رکہتا ہی اور دنیا کے مطلب حاصل ہونے کے رنج کو اور دنیاوی علاقونکی طرف التفات
کو سرد کر دیتا ہی اور فاسد نیتونکی عفونتونکو اور باطل خطرونکو اصلاح دیتا ہی شیخ بوعلی سینا نے
قانونکے مفردات مین لکہا ہی کہ آدمی کے بدن اور روح مین کافور کی تاثیر ایسی ہی جیسے
عالم مین شمالی ہوا کی تاثیر ہے کہ ہر چیز کے جوش کو بٹہال دیتی ہی اور بدبو کو بالکل دور
کر دیتی ہے اور ہر فساد کی اصلاح کرتی ہے اور روح کے مزاج کو ایسا بارد کر دیتی ہی کہ ہرگز
جوش اور تیزی اسمین نہین رہتی اور یہہ طب کا قاعدہ ہی کہ جس دوا کی منفعت کسی خاص عضو کیواسطے
ہوتی ہے اور چاہتے ہین کہ اس دوا کی تاثیر جلدی اس عضو کو پہنچا وین تاکہ کبدی اور معدی
ہضم مین دیر نکہینچے اور اسکی قوت ضعیف نہونے پاوے تو شراب مین ملا کے دیتے ہین اسواسطے
کہ شراب سرعت نفوذ مین اور مجاری کی تفتیح مین بے مثل ہی اور جو کافور کو شراب مین ملا کے انکو
دینگے تو بہت ہی جلد انکے رگ اور پوست مین پہنچ جاویگی اور اسکا اثر بہت قوی ہوکے روح اور دلکو
پہنچیگا اور تجرد علاقونسے اور دل سرد ہو جانا تمام خواہشونسے اور مطلب کے حاصل نہونے کا
رنج پاس نہ آنا اور سب چیزونکا استقرار اور رسوخ پیدا کریگا لیکن یہہ کافور دنیا کا کافور نہین ہے
جسکی تاثیر فقط ظاہر بدنین اور اعضا اور اخلاط اور ارواح مین خاص ہے بلکہ ہماری مراد اس کافور

عَیْنًا ایک چشمہ ہے عالم روحانی مین کہ انہی کیفیتون اور خواصونسے اسکا پانی بنا آدمی کے باطن مین کہ نفس کے لطیفے اور نفسانی قوتین اسکی ہین تاثیر کرتا ہی یَشْرَبُ بِهَا پیین گے اپنے پیالے بہرسے جہلکتے ہوے اور اس چشمہ کے پانی کی ملونی اسمین ملی ہوی عِبَادُ اللّٰہِ اللہ کے خاص بندے جو کسیکی فرمانبرداریکا طوق اپنی گردن مین نرکہتے تہے اور اپنے ہرکام مین اور ہر حرکت اور سکونمین اپنی نظر کو اللہ تعالی کیطرف رکہتے تہے اور اسکی رضامندی کو چاہتے تہے بلکہ وے اپنے عملونپر بہی اعتماد نرکہتے تہے اور ثواب اور جزا کیطرف بہی انکو التفات تہا یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا جاری کرتے تہے اُن چشمونکو اپنے ہر عمل مین جیسا جاری کرنا چاہئے تو گویا وُہ چشمہ خاص انکی ملک ہی اور انہی کے تصرف مین ہے اور ہر عضو کے عمل اور ہر قوت کے پیدا کرنے مین اُس چشمہ کے پانی کا اثر کہینچ کے لیجاتے ہین اسقدر دنیا کے علاقونسے اور ماسوا اللہ کیطرف التفات کرنے سے دل سرد ہوے ہین کہ انکو اپنے نیک عملونپر اور اپنی نیک عادتونپر ہرگز اطمینان اور دل کی چین حاصل نہین ہے بلکہ اُن عملونکی نامقبولی کا خوف اور اُن عادتونکی غیر اختیاری کا ہراس جناب الہی مین اسقدر انکے دلمین بیٹہ گیا ہی کہ کسی وقت یہہ خیال اُنسے علیحدہ نہین ہوتا چنانچہ اس حال پر یہہ بات انکی گواہ ہے کہ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وفا کرتے ہین نذر کو یعنے جو چیز کہ اپنے ذمہ پر لازم کر لیتے ہین جیسے نفل عبادت اور کوئی وظیفہ اور ورد اور صدقہ اور خیرات سوان چیزونکو جیسا لازم کیا ہے اسیطرح سب شرطونکے ساتہہ آخر عمر تک ادا کرتے ہین پہر جب ایسی چیزین جو حقتعالی کیطرف سے واجب نتہین بلکہ اپنے ذمہ پر خود آپ لازم کرلین تہین انکو اس احتیاط سے ادا کرتے ہین تو وے چیزین جو حقتعالی کیطرف سے انپر واجب ہوی ہین انکو بطریق اولی پورا ادا کیا ہوگا اور باوجود ایسے مستقیم ہونے کے تمام واجبات اصلی اور الزامی ادا کرنے پر پہر بہی ان عبادتون پر چندان اعتماد نہین رکہتے ہین بلکہ ہمیشہ خایف اور ہراسان رہتے ہین وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا اور ڈرتے ہین اُسدن سے کہ ہوگا شر اسکا منتشر اور پہیلا ہوا جیسے طوفان اور ہوا کے دن کی آگ کا لگنا کہ تمام بستی کو

اپنے اپنے گہرونکا خوف ہوتا ہی کہ مبادا ہوا کی شدت سے آگ آید ہر اپہنچے اور ان لوگونکو یہہ خوف اور ہراس اس سبب سے ہو گا کہ شاید واجبات کے ادا کرنے مین کچہہ ہمسے قصور واقع ہوا ہو جیسے سستی اور دل نہ لگنا اور اس سبب سے طبیعت کی تاریکی نے اُس طاعت مین مل کے کچہہ خرابی کر دی ہوا اور آج قیامت کا دن ہے اور اس دن کا شر گنہگارون کی شامت سے اسقدر پراگندہ اور پہیل رہا ہی کہ بے گناہ بہی اس بلا مین گرفتار ہو رہے ہین جیسے آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اور آفتاب اور ماہتاب اور باقی ستارے سو ایسے وقت شاید وُہ طاعت اس تاریکی کے سبب سے قبول نہوا اور عتاب اور عقاب کا سبب پڑے سو اسقدر بے اعتمادی انکو اپنے عملونپر صریح دلیل ہے اسبات پر کہ خوف کا غلبہ انپر بہت ہو گا اور خوف کا غلبہ دل کی سردی کی دلیل ہے جسطرح دل کی گرمی کیوقت مین جرأت اور بے باکی غلبہ کرتی ہی سو یہہ اثر اسی کافور کا ہی جو شراب محبت مین ملا کے نوش کیا ہی چنانچہ شاعر کہتا ہی شعر ازین افیون کہ ساقی در می افکند ٭ حریفانرا نہ سر ماند نہ دستار ٭ ہندی یہہ کیا ساقی نے می مین چیز ڈالی ٭ کہ پیتے ہی ہوئے بدمست و سرشار ٭ اور یہہ چیز اسبات پر بہی دلیل صریح ہی کہ ان لوگونکو اُن عملونکے ساتہہ جو اپنے مطلوب کے شوق مین کئے ہین کچہہ علاقہ نہین رہا اور اُن عملون سے دل سرد ہو گئے ہین تو دنیاوی علاقونسے جو انکے مطلوب کے منافی تہے یقینًا انقطاع کلی رکہتے ہونگے اور یہہ اُس بیخودی کا اثر ہے جو محبت الٰہی کی شراب پینے سے انہون نے حاصل کی ہی اور اس انکے احوال پر دوسرا گواہ یہہ ہی کہ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ اور کہلاتے ہین کہانے کو باوجود اسبات کے کہ نقد دینے سے کہانا پکا کر کہلانا بہت بہاری ہے اسواسطے کہ آدمی کا نفس جو چیز قریب النفع اور حاضر المنفعت ہے اسکے دینے مین بخیلی کرتا ہی بخلاف اس چیز کے جو منفعت مقصودہ سے دور واقع ہوی ہے اسیواسطے غلہ کا دینا اکثر آدمیون کے نزدیک سہل ہی آٹا دینے سے اور آٹا دینا سہل ہے روٹی دینے سے اور کوئی وقت ایسا بہی ہوتا ہی کہ آدمی کہانا دینے مین دلیری کرتا ہی اور نقد یا جنس دینے سے جی چراتا ہی

سو اسکا سبب یہہ ہی کہ کہانے سے اسوقت وہ سیر ہوتا ہے اور بچا کہانا سوا ے کہا لینے کے
اور کسیکام کا نہین ہی اور جلدی بد بو کر اوٹہتا ہے رکہہ چہوڑنے کے قابل نہین ہی بخلاف نقد
اور جنس کے اسواسطے کہ یہہ کام کی چیز ہی اور رکہہ چہوڑنے کے بہی قابل ہے لیکن یے لوگ
کہانا کہلاتے ہین عَلٰی حُبِّہٖ باوجود اس کہانے کی محبت کی بہوکہہ کی شدت اور قوت کی نایابی کے
سبب سے اور ایسے وقت مین سے شلغم پختہ بہ ز نقرہ خام ،، ہوتا ہی یا نفیس اور مزیدار ہونے کے
سبب سے وہ کہانا محبوب ہوتا ہے اور باوجود بے احتیاجی کے بہی اسکو بیفایدہ صرف نہین کرتے
ہین بلکہ رکہہ چہوڑتے مین تاکہ دوسرے وقت اسکو کہاوین یا اس شخص کو کہلاتے ہین جسسے بڑہتی
منفعت کی امید ہوتی ہی اور یے لوگ اس کہانیکو محتاجگی کی حالت مین کہلاتے ہین مِسْكِينًا
مسکین محتاج کو جو قوت کی تحصیل سے خود عاجز ہے اور اُسسے کسی طرح کی منفعت کی توقع بہی
نہین ہے بلکہ اسکو ایکبار کہلانے کے سبب سے اسکی خو پڑگئی اور ہر روز قرض خواہ کیطرح پیچہا نہین
چہوڑتا ہی اور سخت باتین سناکے دلکو مشوش کرتا ہی وَيَتِيمًا اور یتیم کو جو مسکین
سے بہی عاجز زیادہ ہی اسواسطے کہ مسکین بدن مین قوت رکہتا ہی اور عقل بہی کامل رکہتا ہی
اگر ایکوقت اسکو قوت میسر نہوا تو دوسرے وقت کوشش کرکے گلی کوچے پہرکے کچہہ نہ کچہہ تہوڑا
بہت پیدا کرکے اپنی جان تہانبہنے کی تدبیر کرلے گا اور یتیم نہ عقل کامل رکہتا ہی اور نہ بدن قوت والا
اور نہ مانگ کہانے کا وقوف رکہتا ہے اور نہ اسسے کچہہ منفعت کی توقع ہے وَأَسِيرًا
اور قیدیونکو جو کسی کی قید مین گرفتار ہین اور کسی طرح سے قوت کے حاصل کرنے کی قدرت نہین
رکہتے ہین بلکہ اُسسے اتنا بہی نہین ہوسکتا ہی کہ مسکین اور یتیم کیطرح کسیکے سامنے جا کہڑا ہووے
تاکہ وہ شخص اسکا حال دیکہہ کر کچہہ رحم کرے اور اسکو کچہہ دیوے اور باوجود اسبات کے
کہ اس قسم کے لوگونکو اپنی خواہش اور رغبت کے ہوتے ہوے جیسے کہانا کہلانا بڑا احسان ہے اور
خالص عبادت ہی جسمین ریا کا نام بہی نہین ہے لیکن خدا کے خاص بندے اس عمل پر بہی اعتماد
نہین کرتے ہین بلکہ ڈرا کرتے ہین کہ ایسا نہو اس کہانا کہلانے کے سبب سے مسکین یا یتیم یا قیدی

کچہہ ہماری تعریف یا تعظیم یا سلام یا کوئی اور ثنا او صفت کرین اور اس سبب سے ہمارا
نفس خوش ہووے تو پہر وہی طبیعت کی تاریکی اور یہہ عمل بل جاوے اسیواسطے کہانا کہلانے
کیوقت کبہی کے صراحۃً اُنسے کہہ دیتے ہین کہ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ بے شک سوا اسکے
نہین ہی کہ ہم کہلاتے ہین تمکو خالص حقتعالی کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیواسطے
لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً ہم نہین چاہتے ہین تمسے کچہہ بدلا اس کہانے کے بعد جیسے سلام کرنا
یا تعظیم کرنا یا اپنے حق مین ترقی کی کچہہ دعا چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہی کہ جب آپ کچہہ صدقہ کسی کے اہلبیت کو بہیجتی تہین تو وے آنے کے بعد اپنی خادمہ
سے آپ پوچہتی تہین کہ اس صدقہ لینے کے بعد ان لوگون نے کیا کہا تہا اگر خادمہ کہتی تہی کہ اُن لوگون نے
یہہ دُعا آپ کے حقمین کی تہی تو جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا بہی اسکے گہر والونکے حقمین اسیطرح کی
دُعا کرتی تہین اور فرماتی تہین کہ یہہ اسواسطے ہی کہ ایسا نہو انکی دُعا میرے صدقہ کے عوض
مین محسوب ہو جاوے اور میرے صدقہ کے ثواب مین نقصان آجاوے سواسواسطے انکی
دُعا کی عوض مین مینے بہی انکے واسطے دعا کردی تاکہ دُعا کا بدلا دُعا ہو جاوے اور میرے صدقہ
کا ثواب برقرار رہے وَلَا شُکُوْرًا اور نہین چاہتے ہین ہم تمسے شکر گذاری کہ لوگونکے سامہنے
کچہہ ہماری ثنا یا صفت کرتے رہو کہ فلانے نے ہمارے اوپر ایسا احسان کیا اور ایسا کہانا کہلایا
اسواسطے کہ اگر یے چیزین ان کامونسے چاہین ہم تو پہر وہی طبیعت کی تاریکی اسمین در آوے
اور وہی خوف پہر لاحق حال ہووے اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا بے شک ہم ڈرتے ہین اپنے
پروردگار سے یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ایکدن اداسی سخت کو یعنے وہ ایسا دن ہی کہ
اسمین بالکل اُداسی چہائی ہوی ہے اور یہہ کنایہ ہی حقتعالی کی قہری تجلی سے جو اُسدن
ہوگی سو اُس تجلی کے ادب کی رعایت سے اُسدن کو عبوس اور قمطریر کرکے موصوف کیا ہے
اور جسطرح جو شخص عبوس قمطریر ہوتا ہی یعنے غصہ مین بہرا ہوا ذراسی بات مین غصہ مین آجاتا ہے
اسیطرح وہ روز کہ نقیر اور قطمیر کا مواخذہ ہوگا یعنے ذرا ذرا بات پوچہی جاویگی اس سبب سے

وہ دن خوفناک اور دہشت بہرا ہوا ہے اور یہہ انکا عمل کہ خوف شدید سے پرہی دونون چیزون
دلیل صریح ہی یعنے ایک دنیاوی علاقونکا انقطاع اور دوسری دل سردی اور بے اعتمادیکا غلبہ
واجدی اور دوسری تفسیرونمین مذکور ہے کہ حضرت حسنین رضی اللہ تعالی عنہما ایک مرتبے بیمار
ہوے سو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت اور بیمار پرسی کیواسطے تشریف فرما ہوے
اور آپ کے ساتہہ صحابہ کرام بہی بہت آئے اُنمین سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ تمہارے فرزندونکو بہت سخت بیماری ہی تمکو چاہئیے کہ حقتعالی کی نذر اپنے اوپر مقرر
کرو حضرت علی نے کہا کہ مین نے تین روزہ خدا کیواسطے اپنے اوپر نذر مقرر کئے حضرت خاتون جنت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بہی تین روزہ نذر اپنے اوپر مقرر کئے آپ کی لونڈی جسکا فضہ نام تہا
اسنے بہی تین روزہ اپنے اوپر مقرر کئے پہر حقتعالی نے اپنے کرم اور فضل سے دونون صاحبزادونکو شفا دی تو تینون شخص موافق نذر مقرری کے روزہ دار ہوے اُسدن حضرت علی رضی اللہ
عنہ کے گہر مین کہانے کی چیز کوئی نتہی آپ شمعون یہودی پاس جو خیبر کا رہنے والا تہا اور
وہان غلہ بیچا کرتا تہا تشریف لئے گئے اور کچہہ قرض اُسسے طلب کیا اُسنے اسلام کی عداوت
کے سبب سے قرض دینے مین تامل کیا آخر کو بڑی تکرار اور فہمایش سے بارہ سیر جو آپ کو قرض دیئے
آپ نے وے جو گہر مین لا کر دیئے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے اسمین سے چار سیر جو چکی
مین پیسے اور لونڈی نے گہر کے آدمیونکی گنتی کے برابر پانچ روٹیان پکا کر تیار کین پہر افطار کیوقت
وے پانچ روٹیان لا کے اُن سب حضرات کے سامنے رکہین انہون نے چاہا کہ اسمین سے لقمہ
توڑ کے مونہہ مین ڈالین اتنے مین دروازے پر ایک فقیر نے آکر سوال کیا اور کہا کہ حقتعالی کی سلامتی
تم پر ہو جیو اے اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فقیر مسلمان تمہارے دروازے پر آیا ہے
اور اُسکے گہر مین پانچ آدمی ہین کچہہ اسکو کہلاؤ حقتعالی تمکو جنت کے خوانونسے کہلا دیگا ان پانچون
حضرات نے وے پانچون روٹیان اُس فقیر سایل کو حوالہ کردین اور آپ سب پانی پی کر سورہے
پہر صبح کو روزہ رکہا اور اسیطرح اُسدن بہی چار سیر جو پیس کے پانچ روٹیان پکائین افطار کیوقت

ایک یتیم آیا اسکو دے روٹیان دے دین تیسرے دن ایک قیدی آیا اسدن اسکو حوالہ کین چوتھے دن صبح کو جواٹہے تو بہونک کی شدت سے طاقت ہلنی کی نتھی اور مرغ کے چوزہ کیطرح بدن کنپتا تہا اسدن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین کے دیکھنے کو تشریف لاے یہہ حالت سبکی دیکہہ کے آپ کو بہت بیتابی ہوئی پوچہا کہ میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہان ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لے گئے دیکہا کہ پیٹ بیٹہہ سے لگ گیا ہی اور انکہین بہیتر کو گہس گئی ہین یہہ حالت دیکہہ کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہوے اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہہ سورت لیکر نازل ہوے اور کہاکہ لو اے پیغمبر اس سورت کو تمکو اور تمہارے اہلبیت کو مبارک ہو جیو اور یے آیتین پڑہ کے سنائین پہر بعد اُسکے حضرت رب العزت نے ظاہری فتوح عنایت کئے اور پہر کبہی ایسے فقر کی شدت مین مبتلا نہوے ایسا کہتے ہین کہ ان تینون دونین فقیر اور یتیم اور اسیر کی شکل بناکے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تہے اہلبیت کے صبر کے امتحان کیواسطے اسی جگہہ سے کہا ہی کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ملک دنیا کو اپنی سنان سے لیا یعنے نیزہ کی نوک سے یعنے جہاد کرکے اور ملک عقبی کو ۳ نان سے خرید کیا یعنے تین روٹیون سے اب یہان پر جاننا چاہیئے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر کو وفا کرنا واجب ہی اگر وہ نذر گناہ نہو اور اگر کسی گناہ کی نذر کی ہے تو اس نذر کی وفا واجب نہین ہی بلکہ ممنوع ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ مَنْ نَذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَّعْصِیَ اللّٰہَ فَلَا یَعْصِہٖ یعنے جسنے نذر کی اللہ تعالی کی طاعت اور فرمانبرداری کی تو چاہیئے کہ اداکرے اسکو اور جسنے نذر کی گناہ اور خدا کی نافرمانی کی تو چاہیئے کہ چہوڑے اسکو اور اس گناہ مین مبتلا نہو اسواسطے کہ نذر کی حقیقت یہہ ہے کہ جو چیز واجب نہین ہی اسکو اپنے اوپر واجب کرلینا اور اگر وہ چیز گناہ ہوئی اور اسنے اسکو اپنے اوپر لازم کیا تو حکم الہی کی مخالفت کی اور حقتعالی کی مخالفت کرنا نچاہیئے اور اگر بالفرض کسی کے مونہہ سے ایسی بات

نکل گئی اور گناہ کی نذر کی تو اسکو اسیوقت لازم ہی کہ اسّتے توبہ اور استغفار کرے اور اسکو ہرگز ادا نکرے اور یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ نذر اس چیز مین درست ہی جو طاعت کی قسم سے ہی جیسے نفل نماز اور نفل روزہ اور ذکر اور تسبیح اور قرانکی تلاوت اور درود اور حج اور عمرہ اور نیک لوگونکی زیارت اور دینی علم کی طلب اور جہاد اور صدقہ اور خیرات اور وقف اور جو اس قسم سے ہو لیکن جو چیز طاعت کی جنس سے نہین ہے اسمین نذر منعقد نہین ہوتی یعنے کہنے سے لازم اسپر نہین ہوجاتی جیسے فلانا کہانا کہانا اور دہوپ مین بیٹہنا اور کہڑا رہنا اور مونہہ سے نبولنا اور سایہ کے نیچے نہ آنا اور سواے اسکے اور اسمین کچہہ اسکے ذمہ پر لازم نہین ہوتا اور اگر نذر مبہم کی ہے جیسے یون کہا کہ اگر مین یہہ کام کرون تو مجہہ پر نذر ہی پہر وہ کام کیا تو اسپر قسم کا کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہی حکم ہی اس نذر کا جو اسکی طاقت سے خارج ہے اور یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مسکین اور یتیم اور قیدیکو کہانا کہلانا عبادت ہے پہر وہ مسکین اور قیدی اہل اسلام سے ہو یا کافر ہو لیکن زکوۃ اور نذر اور کفاریکو کافر کو دینا درست نہین ہی اور اگر مسکین اور قیدی اور کافر واجب القتل ہون تو بہی انکو کہانا کہلانا باعث اجر کا ہے اسواسطے کہ واجب القتل کو بہونکہا قتل کرنا درست نہین ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت آئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرونکو قید کرکے لاتے تہے اور مسلمانونکو حوالہ کرتے تہے اور فرما دیتے تہے کہ انکے ساتہہ احسان کرنا یعنے کہانے پینے کی تکلیف ندینا بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وے مسلمان اُن قیدیونکو اپنے گہر والونسے بہتر اور زیادہ خوش رکہتے تہے اور آپ سے اچہا کہانا کہلاتے تہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے حقمین قتل کرنے کا یا لونڈی غلام کر رکہنے کا یا مال لیکے چہوڑ دینے کا یا بے لئے چہوڑ دینے کا حکم فرماتے اور یہی حکم ہے جسکے ذمہ پر قصاص واجب ہوا ہو اور قتل کا مستحق ہوا ہو اسکو بہی بہونکہا پیاسا مارنا جایز نہین ہے اور جو ان آیتونمین ذکر کیا گیا کہ حقتعالی کے خاص بندونکو قیامت کے دنکے شر کے پہیل پڑنے سے ہمیشہ خوف رہتا ہے اور باوجود ایسے عمدہ عملونکے

جو آمیزش ریا سے بالکل خالص ہین ہمیشہ ڈراسان اور خوفناک رہتے ہین سو اسواسطے ضرور
ہوا کہ اس خوف کا ثمرہ جو آخرت مین دیکھین گے بیان کیا جاوے پہر اُسکے بعد انکے عملونکی
جزا انکے بیان کیطرف انتقال کیا جاوے سو پہلے انکے خوف کے ثمرکے بیانمین ارشاد ہوتا ہے
کہ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ پہر بچا دیگا انکو اللہ تعالی اُسدن کی بُرائی سے باوجود
اسبات کے کہ شر اُسدن کا پراگندہ اور پہیلا ہوا ہوگا اور اس بچانے کی صورت یہہ ہوگی
کہ وے لوگ صفت رضا کی تجلی سے سرفراز ہوگین اور انکو اس تجلی کے مشاہدہ کے استغراق
مین مشغول کر دیگا چنانچہ سورہ قیامت مین تصریح سے بیان ہوچکا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور فرشتونکے جہنڈ کے جہنڈ انکے پاس آوین گے اور انکو خوشخبریان
سناوین گے چنانچہ سورہ انبیا مین مذکور ہوا ہے کہ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے نہ غمگین کریگا انکو گہبراہٹ بڑا اور
ملاقات کرین گے اُنسے فرشتے اور کہین گے کہ یہہ تمہاری بہتری کا دن ہی جسکا تم وعدہ دئے جاتے
تہے اور حدیث صحیح قدسی ہین واقع ہے کہ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ
يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ یعنے حقتعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ دنیا مین اپسمین دوستی
کرتے تہے ہماری راہ مین انکو قیامت کے دن منبر ہونگین نور کے اسطرح کی عظمت کے کہ رشک
کرین گے انکا حال دیکہکے پیغمبر اور شہید اسواسطے کہ پیغمبرون اور شہیدونکو امت پر گواہی دیکر
انکو موقف سے اور اُسدن کے ہول سے خلاص کرنے کی فکر ہوگی اس سبب سے وے
تشویش مین ہونگے اور ان لوگونکو کسی سے علاقہ نرکہنے کے سبب سے فراغت کلی حاصل
ہوگی اور یہہ سب بزرگی انکو دنیا کے علاقونکو قطع کرنے کے سبب سے حاصل ہوگی وَلَقّٰىهُمْ
اور آگے لا دیگا انکو وہ جو دنیا مین اُسدن کی ترش روئی اور برائی سے خوف کیا کرتے تہے
نَضْرَةً تازگی اور چہرہ کی رونق جو ظاہر انکے بشرے پر نمودار ہوگی وَسُرُوْرًا اور خوشی
دلکی جو انکے باطن مین بہری ہوگی عوض مین اس غم اور اندوہ کے جو اپنے دین کیواسطے دنیا مین

رکہتے تہے اور ہمیشہ آخرت کی فکر مین اپنی اوقات گذارتے تہے اور فقط اسیقدر نعمت پر انکے
حقمین اکتفا نکی جاویگی یعنے اُس دن کے شر کا خوف اُنسے جاتا رہیگا اور امن اور چین انکو حاصل
ہوویگا اسواسطے کہ یہہ تو انکے ترس اور خوف کا پہل ہے بلکہ انکے دوسرے عملونکو بہی رحمت کی
نظر سے دیکہین گے اور انکے سب عملونکا مدار صبر پر پاوین گے وہ صبر جو دنیاوی علاقون اور جسمانی
لذتونکے ترک پر کیا تہا اور طاعتونکی مشقت کے تحمل پر اور آفتون اور بلاؤنکے کہینچنے پر جو صبر کیا تہا
پہر انکے صبر کی جزا منظور ہوگی وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا اور جزا دیگا انکو اُنکے صبر کرنے پر جو فضا کے
مکانات اور دل لگن باغات اور عمدہ عمارتونکے ساتہہ اپنے دلکو متعلق نہین کیا تہا جَنَّةً بہشت کشادہ
اور با فضا جسکا عرض زمین اور آسمانکے عرض کی برابر ہے اور محل اور مکانات منقش اور رنگین وَحَرِيرًا
اور کپڑا ریشمین جو انکی پوشاک مین صرف ہوگا اور فرش فروش مین بہی اور در اور دیوار اور پردے
اور چہت گیری پوشش مین اور ہانڈیون اور جہاڑون اور دیوار گیریونکے غلاف مین اُنکے کام آویگا
اور یہہ اُنکے اُس صبر کی جزا ہی جو دنیا مین پہٹے پرانے پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتے تہے اور
آستین لنبی اور دامن دراز نہین کرتے تہے اور خالص ریشمی کپڑے سے دنیا مین پرہیز کرتے تہے
ان سب چیزونکی عوض مین یہہ حریر اُنکو ملے گا اور بہت سی روایتون مین ایسا آیا ہی کہ ادنے بہشتی کو
ہر صبح اور شام کو ستر جوڑے حریر کے جنکے رنگ مختلف ہونگے اور نفیس اور منقش سوا اسکے خادم
اسکے سامنے لایا کرین گے تاکہ انمین سے جو مرغوب اور خوش معلوم ہووے وہ اسکو پہنے
اور بارکیی مین وے کپڑے ایسے ہونگے جیسے پہول کی پتی مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ تکیہ
دئے بیٹہے ہونگے اس بہشت مین تختونپر اور ریشمین توشکین ان تختونپر بچہی ہونگی اور وے تخت
سایہ دار ہونگے جیسے دنیاکے بادشاہونکے تخت ہوتے ہین اور یہہ جزا ہے اُنکے اس صبر کی
جو دنیا مین تنگ اور تاریک حجرونمین اور خانقاہون اور مدرسونمین چٹائیونپر بیٹہے رہا کرتے تہے
اور علوم دینی کے درس کی مجلسونمین اور ذکر اور توجہ کے حلقونمین سبکے پائین مین بیٹہا کرتے تہے

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا نہ دیکہین گے اس جنت مین گرمی آفتاب کی اور نہ سردی

پہنچے کے جاڑونکی اسواسطے کہ جنت کی ہوا معتدل ہوگی نہ گرمی ہوگی نہ سردی اور افتاب وہان ہوگا
تاکہ اسکے نزدیک ہونے کے سبب سے گرمی زیادہ ہووے یا انکے دور ہوجانے کے سبب سے
سردی کچہہ ضرر پہونچاوے بلکہ عرش معلی کا نور اس عالم کو ہمیشہ روشن رکہے گا اور
جسوقت پردے اُٹہاوینگے تو جانینگے کہ دن ہوا اور سیرگاہونمین نکلینگے اور بازارین قایم
ہونگی اور انمین ایک دوسرکی ملاقات کرینگے اور خدمت کیواسطے لڑکے اور غلمان حاضر ہونگے
اور جب پردے چہوڑ دینگے اور محل اور مکانونکے اندر داخل ہونگے تو معلوم کرینگے کہ رات
ہوئی اور حورین انکی آرام اور صحبت کیواسطے حاضر ہونگی اور یہہ جزا ہے اُنکے اُس صبر کی
جو دنیا مین حقتعالی کی فرمانبرداریمین کیا تہا جیسے روزیکی گرمی اور جمعہ کے دن دوپہر کو جامع مسجد
مین جانا اور حج اور عمرہ اور جہاد و طالب علمی اور بزرگون اور نیکونکی زیارت کیواسطے سفر کرنا اور
انکی صحبت سے ظاہری اور باطنی فیض کو لینا یعنے یے چیزین دنیا مین گرمی کے دنونمین کرکے
اس گرمی پر صبر کیا تہا اور اسیطرح سردیکے دنونمین وضو یا غسل تہجد کیوقت اور فجر یا عشا
کی نماز جماعت سے ادا کرنیکیواسطے اور حج اور عمرہ اور جہاد اور طالب علمی اور بزرگونکی زیارت کا
سفر جاڑونمین کرتے تہے اور اس رنج پر صبر کیا کرتے تہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ هَوَاءُ الْجَنَّةِ
سَجْسَجٌ لَاحَرٌّ وَلَا قَرٌّ یعنے بہشت کی ہوا نہایت اعتدال کی ہے نہ اسمین گرمی ہے نہ سردی
اور زمہریر لغت مین بہت سردی کو کہتے ہین اور ظاہر یہہ ہے کہ میم اور رے اسمین اصلی ہین اسواسطے
کہ اگر کوئی ان دو نون سے زاید ہوتا تو کلام عرب مین اس لفظ کا نظیر نکلتا اور فعلليل کی وزن
بہت پائی جاتی ہے چنانچہ قمطریر جو اوپر بیان ہوچکا ہے اور بہشت کی ہوا کے معتدل ہونیکا
سبب یہہ ہے کہ وہان کے رہنے والون نے دنیا مین اپنے اعمال اور اخلاق معتدل کئے تہے اور بہشت
وہی دنیا کے اعمال اور اخلاق معتدلہ کی صورت ہے افراط اور تفریط نہین ہے یعنے زیادتی اور
کمتی اسمین کسی طرح ممکن نہین ہے وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا اور نزدیک ہوگا انپر سایہ
اس بہشت کے درختونکا اور یہہ اُنکے اُس صبر کی جزا ہے جو غریبون اور مسافرون اور مظلومون

ح

اور بیٹھون

اور یتیمونکو اپنے سایہ دار مکانونمین جگہہ دیتے تہے یا اپنے عدل اور انصاف اور حمایت
اور رحمت کے سایہ مین انکو رکہتے تہے اور اسجگہہ پر مفسرونکی ایک اشکال مشہور ہے اسکا مضمون
یہہ ہی کہ بہشت مین جب آفتاب نہوا پہر سایہ کہانسے ہوگا اسواسطے کہ حقیقت مین مضی بالذات
یا مضی بالعرض کے ثانی ضو کو سایہ کہتے ہین جو روشن کرنیوالے اور روشن ہونیوالے
کے درمیانمین جسم کثیف کے حایل ہونے کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور اسکا جواب یہہ ہے
کہ آفتاب کا نہونا اس باتکو مستلزم نہین ہی کہ دوسرا نور بہی نہووے اور نور سایہ
نہ پیدا کر سکے لیکن یہہ البتہ ہی کہ وہ نور اس جنس سے نہین ہے کہ رنج دیوے اور لوگ اُس سے
سایہ مین بہاگین بلکہ کبہی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹہنا لذت اور آرام لینے کیواسطے ہوتا ہی
نہ گرمی کی اذیت دفع کرنے کیواسطے سو بہشتیونکا درختونکے سایہ کے نیچے بیٹہنا اسی قسم سے
ہوگا اور بعضے مفسرونے یون کہا ہی کہ بہشت کے درخت اسطرح انکی طرف جہکین گے اور ان
درختونکی شاخین اور پتے اور پہل ایسے اُن بہشتیونکے نزدیک ہوجاوینگے کہ اگر بالغرض
آفتاب وہان ہوتا تو سایہ ان درختونکا اُنکے بہت نزدیک ہوتا اور کسی مفسر نے بہشت کے
درختونکا سایہ نزدیک ہونے کے معنے ذکر نہین کئے ہین اور یہہ بات ظاہر ہی کہ اگر سایہ نے
کسی شخص کو گہیر لیا تو نزدیک اور دور دونون برابر ہی اور اگر نہ گہیرا تو وہ سایہ نہ دور ہی
نہ نزدیک بس تحقیق بات یہہ ہی کہ بہشت کے درخت شعور اور ارادہ رکہتے ہین اور جب بہشتیونکو
جو اپنے آراستہ تختونپر مجلسون یا مکانونمین بیٹہے ہونگے وے درخت چاہین گے کہ اپنے پہل
اور پتونسے انکو نفع پہنچاوین تو اس ارادے سے قصداً حرکت کرکے اُن بہشتیونکے نزدیک ہوجاوینگے
اور اپنے پہول اور کلیان انکے سامنے کرین گے تاکہ انکو رغبت ہووے اور انکی طرف دیکہین
اور اپنے پہل اور میوے اُنکے سامنے کرین گے تاکہ انکو توڑکے کہاوین بس وہانکے درختونکے
سایہ کے نزدیک ہونے کے یہی معنے ہین چنانچہ اس آیت کی تمامی اسی بات کو چاہتی ہے کہ
وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا اور تابع کئے گئے میوے اُس بہشت کے بہشتیونکے واسطے جیسا چاہئے

تابع کرنا یعنے پست کردئے گئے خوشے اُسکے جیسے پلا ہوا جانور بار بار اپنے خاوندکے پاس آتا ہی اور سواری یا کہیل یا جو نفع اُس جانور سے اسکے خاوندکو منظور ہے وہ ادا کیا چاہتا ہی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ بہشت کے میوے ایسے نزدیک ہووین گے کہ اگر کہڑا ہوا چاہیے تو اسکے بہی نزدیک اور اگر بیٹہا ہوا چاہئے تو اسکے بہی نزدیک اور اگر لیٹا ہوا چاہے تو اسکے بہی نزدیک ہونگے اسواسطے کہ خودبخود وے میوے بہشتیونکے منہہ مین پہنچین گے اور یہہ انکی اُس صبر کی جزا ہے جو دنیا مین پرہیزگاری اور احتیاط کے سبب سے دنیاکے میوؤنسے احتراز رکہتے تہے کہ شاید میوے والونکے مالونمین کچہہ آمیزش شبہہ یا حرام کی ہو اس سبب سے نکہاتے تہے اور صبر کرتے تہے اور گاجر اور شلغم ہی پر قناعت کرتے تہے اب یہان تک بہشتیون کی وے نعمتین مذکور ہوین جو تمام روح نباتی کی تسخیر سے اور اسکے نفس کے استخدام سے انکے کام کیواسطے پیدا ہونگی اور جسطرح دنیا مین انکو خلافت کبری عنایت ہوئی تہی کہ تمام عالم کے اجزا اور ارکانکو تصرف کرتے تہے اور انسے نفع لیتے تہے اسیطرح بہشت مین بہی اُن اجزا اور ارکان کی روحین اسکے واسطے مسخر اور تابع کردین گے پس وے انکی خادم ہونگی لیکن دنیاوی اور بہشتی تسخیر مین فرق اتنا ہوگا کہ دنیا کی تسخیر قسری اور قہری اور کد اور کاوش پر موقوف تہی اور بہشت کی تسخیر ارادی اور اختیاری ہوگی اسمین بہشتیونکو کچہہ بہی رنج اور محنت نہوگی اور ایک فرق یہہ بہی ہے کہ دنیا کی تسخیر عام تہی مسلمان اور کافر اور نیکوکار اور بدکار سبکو شامل تہی اور بہشت کی تسخیر خاص ایماندار اور نیکوکارون کیواسطے ہوگی اسواسطے کہ وہ جزا امتیاز کیواسطے ہی چنانچہ سورہ اعراف کے آیت مین یہی مضمون ارشاد فرمایا ہے قَالَ اللہُ تعالی

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ

یعنے کہو تم ای محمد کسنے منع کی ہے رونق اللہ تعالی کی جو پیدا کی اُسنے اپنے بندون کیواسطے اور ستہری چیزین کہانیکی تم کہو وہ ہے ایمان والون کیواسطے دنیا کی زندگی مین نری انکی ہی

قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگونکو بوجہہ ہی فائدہ یعنے نعمتین سب مسلمانونکے
واسطے ہین دنیا مین کافر بہی شریک ہوگئے قیامت مین نری انہی کیواسطے ہین ۱۲ اور ریشم اگرچہ
ظاہر مین حیوانی معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ کیڑے کے لعاب سے نکلتا ہی لیکن تحقیق یہہ بات ہے
کہ ریشم کی پیدایش درختونکے پتونکے نچوڑ سے ہی جسکو ریشم کا کیڑا اپنے واسطے مکڑے کے
جالے کیطرح تنتا ہی اور اس کیڑیکو سوا اس تن دینے کے اور کچہہ دخل نہین ہی ریشم اس کیڑیکا جز نہین ہے
تاکہ ریشم حیوانیات مین شمار کیا جاوے بخلاف گوشت اور کہال اور اون اور بال اور دودہ اور گہی
کے کہ یے سب حیوانکے جز ہین اور شہد کا حال بہی اگرچہ مثل ریشم کے ہی لیکن شہد کی مکہی اسکو غذا
کیواسطے مہیا کرتی ہے سو اس راہ سے شہد کا حیوانی ہونا غالب ہوا نباتی ہونے سے اب یہانسے
بہشتیونکے وے نعمتین بیان ہوتی ہین جو معدن کا نفس کاینہ ہین خادم اور مسخر ہوکے مہیا اور موجود
کریگا وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ اور بار بار لائے جاتے ہین انکے سامنے برتن مِّن فِضَّةٍ چاندی
انکے اس صبر کی عوض مین جو دنیا مین استنجے اور غسل اور وضو کیواسطے برتنونمین پانی بہرکے طہارت
کی ہمیشگی کیواسطے بار بار لاتے تہے اور ان برتنونکو نجاستونسے بچاتے تہے اور اگر غسل اور وضو
کا برتن کچہہ مستعمل ہوجاتا تہا تو احتیاط کیواسطے اسکو بدل ڈالتے تہے سو اس سبب سے انکو جیتے
بازار مین پہرنا پڑتا تہا وَأَكْوَابٍ اور ابخورے بغیر ٹونٹی اور دستے کے یہہ انکے اس صبر کی
عوض مین ہوگا جو بار بار پانی کے سرد کرنے کے واسطے مٹی کے ابخورے بازار سے لاکے پانی بہر کے
رکہتے تہے تاکہ گرمیونکے روزوںکے افطار کے وقت کام آوے لیکن انکو بہشت مین جو ابخورے
ملینگے وے نزاکت اور سبکی اور صفائی مین كَانَتْ قَوَارِيرَا ہورہے ہونگے شیشے سے
کہ بیتر کی چیز انکے باہر سے معلوم ہووے اور نظر آوے لیکن حقیقت مین وے شیشے
نہین ہین بلکہ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ وے شیشے چاندی سے بنائے گئے ہین تاکہ سفیدی اور
چمک اور دمک مین چاندی ہووین اور شفافی اور صفائی اور سبکی مین شیشہ ہووین اور انکو چاندی
سے اسواسطے بنایا ہے کہ عوض مین وضو کے برتنونکے انکو دینگے اور وضو کا پانی انکے وضو کے

اعضا کو سفید چمکتے نورانی کردیگا چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اِنَّ اُمَّتِي يَاتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہی کہ بے شک میری امّت کے لوگ آوین گے قیامت کے دن اس شکل سے کہ انکے چہرے سفید اور روشن ہووین گے اور دونون ہاتہہ اور دونون پاؤن بہی سفید اور روشن ہووینگے وضو کے نشان سے پہر جو برتن وضو کے برتنونکی عوض مین انکو دیا جاویگا وہ بہی سفید اور روشن ہوگا لیکن چاندی سے ہوگا نہ سونے سے اور چاندیکے ہونے کی وجہہ یہہ بہی ہی کہ پانی اور جتنی پینے کی چیز ہی جسقدر سفید شفاف برتن مین لطف اور رونق دیتی ہے اسقدر سونے کے برتنونمین رونق نہین دیتی اور سونے کا رنگ پیلا ہی اور چاندی کا رنگ سفید ہے اور زردی شرمندگی اور ندامت کا نشان ہی اور مونہہ کا سفید اور روشن ہونا مطلب حاصل ہونے کا نشان ہی اور دنیا مین سونا جو چاندی سے گران قیمت ہی اسکا سبب یہہ ہے کہ دنیا مین سونے کی کان کمیاب ہی اور چاندی کی کانین بہت ہین اور عالم آخرت مین کسی چیز کی کمیابی نہین ہی تاکہ اس سبب سے سونے کی قیمت بڑہ جاوے اور نفیس ہوجاوے اور انکے آبخورے بہی جنت مین چاندیکے بیان فرمائے ہین اسواسطے کہ اُن آبخورونمین شراب قویّ الاسکار انکو دینا منظور ہے چنانچہ اسکا بیان آگے آتا ہے اور جامع بغدادی مین لکہتا ہی کہ تفریح اور تقویت مین چاندی کا اثر قریب ہی یاقوت کے اثر سے اور شراب جب چاندیکے برتن مین رکہی جاتی ہے تو وہ شراب بہت جلد نشہ کرتی ہی اور اسکے نشہ مین بہت تلذذ اور مزا ہوتا ہی انتہی اور جہان کہین شراب کا پلانا منظور نہین ہے تو وہان سونے کے آبخورے بیان فرمائے ہین چنانچہ سورہ زخرف مین ارشاد ہوا ہے کہ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَاَكْوَابٍ یعنے لئے پہرتے ہین اُن پاس رکابیان سونے کی اور آبخورے اور دُنیا کے آبخورونمین جو خادم شراب بہرکے لاتے ہین تو اُنمین ایک عیب ہوتا ہی کہ پینے والی کی رغبت سے کبہی کم ہوتی ہے اور کبہی زیادہ سو اس عیب کے دفع کیواسطے ارشاد ہوتا ہی کہ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا اندازہ کرکے بنایا ہی اُن

آبخورونکو معادن کی ارواح کے کاریگرون نے اچھا اندازہ کرنا بہت احتیاط سے اسواسطے کہ شیئے آبخورے انکو اُن آبخورونکی عوض مین عنایت ہوے ہین جو مٹی کے آبخورے افطار کیواسطے پانی یا شربت بہر کے رکہتے تہے اور دنیا مین باوجود شدت رغبت کے اسراف سے پرہیز کرتے تہے اور اعتدال کی راہ چلتے تہے سو اسواسطے وہان بہی انکے ساتہہ اعتدال کا معاملہ کیا جاویگا بلکہ وضو کے برتنونمین بہی اعتدال کی رعایت کرتے تہے اور اسباغ کی حد سے کم نکرتے تہے اور اسراف بہی نکرتے تہے سو اُن برتنونمین بہی اعتدال کی رعایت ہوگی وَیُسْقَوْنَ اور پلاے جائینگے وے لوگ ان آبخورونمین جو چاندی کے ہین شفاف جیسے شیشہ کَاْسًا شراب اور کاس کی لفظ اگرچہ اصل مین پیالہ کا نام ہی لیکن اکثر عرب کی اصطلاح مین شراب کے معنو نمین مستعمل ہوتی ہے کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ہوگی ملونی اس شراب کی سونٹہہ جو شراب کو خوش ذایقہ اور مزیدار کر دیتی ہے اور شراب کی ثقالت کو اسکی سوزش ہلکا کر دیتی ہی اور نشہ کی زیادتی اور پاکیزگی کا سبب ہوتی ہے اور بدنمین حرارت پیدا کرتی ہے اور یہہ سونٹہہ کی آمیزش اسواسطے ہی تاکہ دیدار الٰہی کا شوق انپر غلبہ کرے اور اس غلبہ کے سبب سے اُس نعمت دیدار کی آگ بہڑکے اور اس غلبہ مین اُس نعمت سے جو مشرف ہووین تو خوب لذت حاصل کرین اسواسطے کہ جو چیز شوق اور طلب کے بعد حاصل ہوتی ہی تو وہ بہت لذت دیتی ہے لیکن وہ سونٹہہ یہہ دنیا کی سونٹہہ نہین ہی جسکی تاثیر آدمی کے نقط ظاہر بدنمین پائی جاتی ہے بلکہ اُس سونٹہہ سے مراد ہماری عَیْنًا فِیْهَا ایک چشمہ ہی بہشت مین جو تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا نام رکہا جاتا ہے سلسبیل اور اس نام رکہنے کا سبب یہہ ہی کہ اصل وہ چشمہ مقربین احوال کے واسطے خاص ہی اور مقربین اعمال کو ملونی کیطور تہوڑا اسمین سے دیتے ہین اور مقربین احوال جو ہین وے ہمیشہ شوق کے غلبہ مین مستغرق ہین اور انکو ہرگز ٹہہرنا کسی حال اور کسی مقام مین گوارا نہین ہی بلکہ ہمیشہ ترقی کے طالب رہتے ہین اور انکی زبان حال کی ہمیشہ اسکلام کو رٹ رہے ہی اور اس ترانہ سے مترنم ہی کہ سَلْ سَبِیْلًا

یعنے یو جہہ اپنے معشوق کی راہ اس سبب سے اس چشمہ کا نام یہی کہہ دیا تاکہ اشارہ
ہو اسبات کیطرف کہ جو اس چشمہ کا پانی پیتا ہی اُسکو اس راہ کی طلب کا شوق غلبہ کرتا
ہی جسطرح شیراز مین ایک پہاڑ ہی بہت بلند اسکا نام اللہ اکبر کہا ہے اسواسطے کہ جو شخص
اسپر چڑہتا ہی تو اسکی بلندی دیکہہ کے بے اختیار اسکے مونہہ سے اللہ اکبر نکلتا ہی اور
بعضے مفسرون نے یون کہا ہے کہ سلسبیل مشتق ہی سلاست سے جو نرمی اور آسانی کے معنوین
چنانچہ عرب لوگ بولتے ہین مَاءٌ سَلَسٌ وَسَلْسَلٌ وَسَلْسَالٌ وَسَلْسَبِیْلٌ یعنے پانی
شیرین آسانی سے گوارا ہوکے اترجانیوالا حلق اور حلقوم مین سو اب اس صورت مین بے اور یے
زاید ہوگی مبالغہ کیواسطے اور اس زیادتی کے سبب سے یہہ کلمہ خماسی ہوگیا لیکن اس وجہہ مین
ایک خدشہ باقی رہتا ہی وہ یہہ ہی کہ انکے نزدیک بے حروف زواید مین سے نہین ہین غرض
کہ اس تفسیر کے بموجب یہہ کلام یعنے تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا اُس وہم کے دفع کیواسطے ہی جو زنجبیل
کی لفظ سے پیدا ہوتا ہی یعنے جب شراب مین سونٹہہ کی ملونی ہوئی تو گلے کو جلاویگی اور آسانی
سے نہ اُتریگی سو اس وہم کے دفع کیواسطے یہہ کلام فرمایا کہ وہ سونٹہہ اس سونٹہہ کے منافع رکہتی
ہی لیکن اسمین سوزش اور گلوگیری نہین ہے بلکہ اس چشمہ کا نام ایسا ہی جو سوزش اور گلوگیری
کے منافی ہی اور جب معادن کی روح کی خدمت سے جو بہشتیون کیواسطے ہوگی اور وے
فرشتے جو معادن پر مقرر ہین انکی خدمت بہی بہشتیون کیواسطے جو ہوگی اس سب کے بیان سے فراغت
پائی تو اب ان نعمتونکا بیان ہوتا ہے جو آسمانکے ستارونکی وجہ سے انکی تسخیر اور تابعداری سے
انکو نصیب ہوگی اور اس تسخیر کی صورت یہہ ہے کہ ستارونکی روحین انکے جسمونسے جدا ہونگی
پہر انمین جو قوی التاثیر ستارونکی روحین ہین اور نفوس واسعہ اور خیالی قوا وافر اور کثیر محیط
رکہتی ہین وے بہشتیونکی ارواح سے مختلط ہوکے انکی عقل اور خیال اور حرکات اور اعمال مین مدد
کرینگی اور جو ضعیف التاثیر ستارونکی روحین ہین وے اُن ہیکلون انسانی کے لباس مین
در آوینگی جو کم عمر ہونگے اسواسطے کہ اس عمر مین دوڑ دہوپ اور جامہ زیبی اور دلفریبی اور

سادہ پن اور حسن و جمال اور رنگ کی تازگی بہت ہوتی ہے شووے روشن اُن ہیکلومین در آگے بہشتیوںکی خدمت کے واسطے مستعد ہونگی اور انکو اپنی ہم جنسی کے سبب سے انکی خدمت کرنے مین انس اور محبت بہی ہوگی سو اب یہہ مضمون ارشاد ہوتا ہے کہ وَیَطُوفُ عَلَیْهِمْ اور پہرینگے اور آمد و رفت کرین گے انکے حضور مین انکی خدمت کیواسطے جیسے پانی کے آبخورے اور شراب کے جامونکو لانا اور لیجانا وِلْدَانٌ لڑکے خوش رو جو مُخَلَّدُونَ ہمیشہ اُسی لڑکپن کی عمر مین رہنے والے ہونگے کبھی جوان اور بڈھے نہونگے اور انکا حسن اور جمال جوانی کی سختی اور بڈھے پن کی ضعیفی اور سستی سے متغیر اور متبدل نہوگا اور کسی کام مین دیر نہ لگانا اور بہشتیون کے سامنے خوش خورم اٹکھیلی سے دوڑکے جانا اور دوڑکے آنا انسے ہمیشہ ہوا کریگا اسواسطے کہ انکے بدنونکی مدبر ستارونکی روحین ہونگی جو ایک حالت کو بدنمین نور اور ضیا اور فہم اور فراست کی کثرت اور قوت کے ساتہہ ہمیشہ محفوظ رکہہ سکتی ہین اور سیر اور دوڑ بے انتہا اور کہانے پینے سے بے احتیاجی اور جا ضرور پیشاب اور جتنے فضلات حیوانی ہین انسے پاکی اور بدنکو گھٹنے اور پُرانے ہونے اور پھٹنے اور ٹوٹنے اور گلنے اور سڑنے اور جتنی آفتین عنصری مزاجونمین پائی جاتی ہین خصوصًا حیوانی مین اُن سب سے بچائے رہنے مین وے کمال رکہتی ہین اِذَا رَأَیْتَهُمْ جو دیکھے تو اُن نئی عمر کے لڑکونکو کہ باوجود اس حسن اور جمال اور نزاکت اور صفائی اور چمک اور دمک رنگ کے خدمت کیواسطے مستعد ہین ایک جاتا ہی اور دوسرا آتا ہے ایک کسی خدمت کیواسطے ایک طرف کہڑا ہوا ہے اور دوسرا دوسری خدمت کیواسطے دوسری طرف کہڑا ہوا ہے ایک کے چہرہ کا عکس دوسرے کے چہرے مین پڑتا ہے جسطرح ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا گمان کرے تو اُن لڑکونکو جیسے موتی کے دانے چھٹکے ہوئے اور ایک کی روشنی کا عکس دوسرے مین پڑنے سے انکی رنگت کی چمک دونی ہوگئی ہے اور نظر کو ہر طرف سے لذت ملتی ہی بخلاف موتی کے دانون کے کہ انکو لڑیمین گوندہ کے جو رکہتے ہین تو یہہ کیفیت انمین

نہین ہوتی ہے اور یہہ حکمت کا قاعدہ ہے کہ جب لذت کی تجدید منظور ہوتی ہی تو ہر حاسہ
کے مدرکات لذیذہ کو منتشر اور متفرق کر دیتے ہین تاکہ وے مدرکات بار بار حس مشترک پر
وارد ہووین اور اسکے واسطے سے نفس کو ہر لحظہ نیا مزا حاصل ہووے اور جب لذت کا دوام
منظور ہوتا ہے تو اسوقت ہر حاسہ کے مدرکات لذیذہ کو مجتمع اور منتظم کرتے ہین تاکہ خیال اور
حافظہ اس صورت اور معنی کو اپنے مین جگہہ دیکے بار بار نفس پر عرض کرے اور اس لذت کو
یاد دلاوے اور اس مقام مین لذت کی تجدید منظور ہے نہ دوام اسکا وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ
اور اگر دیکھے تون اس مقام کو کہ سلسبیل کا چشمہ اس جگہہ جاری ہی اور مقربین احوال جو اسکے
مالک ہین وے اپنے اپنے مرتبے سے درجہ بدرجہ بیٹھے ہوے ہین رَاَیْتَ دیکھے تون ایک
نعمت کو جسکا وصف ہرگز بیان نہین ہوسکتا اور مقربین اعمال کی جتنی نعمتین اوپر بیان ہوچکین ہین
اُن سب سے بہی بڑہ گے ہین وَمُلْکًا کَبِیْرًا اور دیکھے تون ایک بڑی عمدہ بادشاہت کو
اسواسطے کہ وے لوگ ابرار اور مقربین اعمال پر بہی حاکم ہین اور اپنے اس چشمہ سلسبیل سے
بیواسطہ یا بواسطہ ان لوگونکو ملونی کیواسطے دیتے ہین اگرچہ مقربین اعمال اور ابرار بہی خلافت
کبری کا استحقاق اور حکومت علی الاطلاق رکہتے ہین اسواسطے کہ تمام روحین معادن اور نباتات
اور ستارونکی اور سب فرشتے انکے خادم اور فرمانبردار ہین لیکن ابرار اور مقربین اعمال کا حکم ایسا
ہی جیسے بادشاہونکا حکم ہوتا ہے اپنے اپنے ملکون پر اور مقربین احوال کا حکم ایسا ہے جیسا
شاہنشاہونکا حکم ہوتا ہے ہفت اقلیم پر اور انکو یہہ مرتبہ اسمائی الہی کے تَخَلُّق سے حاصل ہوا
ہی اور اُن اسمائونکے تحقق سے انکے درمیانمین اسطور سے کہ اسماء الہی انکے صفات ہوگئے
ہین بلکہ انکے لباس ہوگئے ہین چنانچہ عَالِیَهُمْ انکے اوپر یعنے جسے بادشاہونکی خلعت عنایت
کی ہوئی کو کپڑونکے اوپر سے پہن لیتے ہین ثِیَابُ سُنْدُسٍ کپڑے ہین ریشم کے چمکتے ہوے
بہت باریک اسواسطے کہ جو اسماء لطیفۃ الظہور ہین انہون نے اُس جامہ کی شکل ہوکے انکو آراستہ
کیا ہے خُضْرٌ سبز رنگ تاکہ انکی سبزی پر دلالت کرین وَاِسْتَبْرَقٌ اور کپڑے ریشم کے

چمکتے ہوے گاڑھے سنگین اسواسطے کہ جو اسماء تامۃ الظہور ہین انہون نے اس جامہ کی شکل ہوکے انکو مزین کیا ہے وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ اور زیور پہنایا جاویگا انکو کنگن بہشتکی چاندی کے جو وہانکے تمام معدنیات سے افضل ہے تاکہ انکی دوستی کی صفائی پر دلالت کرے وہ دوستی جو حقتعالی سے رکہتے تہے اور طبیعت کی خواہشون اور وہم اور دوسری کدورتونسے وہ دوستی صاف تہی وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ اور پلاویگا انکو حقتعالی اپنی ذات پاک اور قدرتکے ہاتہہ سے بغیر واسطہ لڑکون اور غلامون اور فرشتونکے شَرَابًا طَھُوْرًا شراب جو پاک کرنیوالی ہے اندر اور باہر کو اور نفس کا لگاؤ بہی باقی نہین رکہتی ہے تاکہ کسی طرف سے وہ ظاہر ہو یا ہوے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ادنے بہشتی کو ہزار سال کی راہ کی سلطنت دیوینگے اور وہ بہشتی اپنی جگہہ سے اپنے تمام ملک اور خادمون اور عیش اور عشرت کے سامان اور اسبابکو دیکہیگا اور اپنے آخر کے ملک کو ایسا دیکہیگا جیسا اپنے نزدیک کو دیکہتا ہے یعنے دور اور نزدیک یکسان معلوم ہوگا اور کوئی مخلوق بدون اسکی پروانگی کے اسکے ملک کی حدمین قدم نہ رکہیگا اور جو بہشتی کی خاطر مین گذریگا وہ اسیوقت ہوجائیگا اور یہہ بہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہشتی جب کہانے پینے سے اور میوے خوری اور شراب پینے سے فراغت حاصل کرینگے تو آخر کا جام حضرت رب العالمین کی حضور سے انکو عنایت ہوگا وہ ملبب شراب طہور سے ہوگا اسکے پیتے ہی جتنا کہایا پیا ہے سب عرق ہوکے نکل جاویگا اور اس عرق کی خوشبو ایسی ہوگی جیسے مشک کی اور پہر انکے پیٹ خالی ہوجاوینگے اور کہانے پینے کی خواہش پیدا ہوگی اور ان سب نعمتونسے علاوہ اور سب سے بڑہکے ایک نعمت دوسری ہے وہ یہہ ہے کہ بہشتیونکو انکے پروردگار کیطرف سے پیغام پہنچاوینگے کہ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً بے شک یہ سب نعمتین تمہین واسطے تمہارے عملونکی جزا جسکے تم مستحق ہوچکے تہے اس قسم کی یہ نعمتین نہین ہین کہ بے عمل کئے حقتعالی تمکو دیتے ہون اور بخشش محض کی ہو وَکَانَ سَعْیُکُمْ اور ہوئی کوشش تمہاری جو اللہ تعالی کی محبت مین اور اسکے احکام کی عادت ڈالنے مین اور دنیوی علاقونسے صبر کرنے مین اور اسکی راہ کے مقامات اور احوال کی سیر کرنے کی تہی مَشْکُوْرًا

قدردانی کی گئی یعنے ہر ایک عمل نیک تمہارے پر ہزارون ثواب عنایت ہوے اور تمہارے
عمل بہت مقبول ہوے پس اس مژدہ کے سننے سے بہشتیونکو خوشی پر خوشی حاصل ہوگی اور اُن
نعمتونکی لذت دونی ہوجائیگی رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی ذٰلِکَ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ یعنے عنایت کرے
اللہ تعالی یہہ نعمت ہمکو بہی اپنے کرم اور فضل سے یہان پر یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ بہشت مین پینے
کی چیزین جو قران شریف مین جا بجا متفرق مذکور ہین ان سبکی تفصیل یہہ ہے کہ ایک نہر کوثر ہے
بہشت مین اور وہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہی چنانچہ اسکی شرح سورۂ کوثر
مین مذکور ہی اور چار نہرین دوسری ہین متقیونکے واسطے ایک نہر پانی کی اور دوسری نہر
شہد کی اور تیسری نہر دودہ کی اور چوتہی نہر شراب کی چنانچہ سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مین یہ چارون مذکور ہین اور دو چشمہ جاری ہین مقربین مین خوف والون کیواسطے چنانچہ
سورۂ رحمن مین مذکور ہین کہ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ یعنے ان دونون بہشتونمین دو چشمے ہین
بہتے ہوے اور دو چشمے دوسرے ہین اصحاب الیمین کیواسطے جوانمین خوف والے ہین وے بہی
اسی سورتمین مذکور ہین فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ یعنے ان دونون بہشتونمین دو چشمے ہین اُبلتے
ہوے اور ایک شراب رحیق مختوم ہے ابرارون کیواسطے جسکا ذکر سورہ مطففین مین ہے اور
ایک چشمہ تسنیم کا ہے وہ مقربونکا ہے لیکن ابرار کی شراب رحیق مین اسکو بہی ملاوین گے اسکا بہی
ذکر اسی سورتمین ہے اور ایک چشمہ کافور کا ہے جو اس سورتمین عباد اللہ کیواسطے مقرر ہے
اور ابرارکو اسمین ملاکے پلاوین گے اکثر مفسرونکے نزدیک یہہ چشمہ بہشت مین ہے اگرچہ دنیا مین بہی
کمال والونکو اُسسے معنوی حصہ ملتا ہے اور ایک چشمہ زنجبیل کا ہی جسکو سلسبیل بہی کہتے ہین وُہ
عباد اللہ کیواسطے ملونی اور اوپر سے ڈالنے کیواسطے مقرر ہے کہتے ہین کہ اصل اس چشمہ کی
اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اور انکے متوسل مقربین احوال ہین اور شراب طہور بہی
انکے واسطے موعود ہی اور محققون نے یون کہا ہے کہ وُہ شراب صرف شہود ہے غیریت کا
لگاؤ اور دوریکا امکان اسکے کہانے سے باقی نہین رہتا ہے اور گندے وجود کی گندگی سے

تفصیل چیزین پینے کی بہشت مین بیان ہے ... نام

سات مطلب عمدہ جو اس سورت مین ہین انکا بیان

بالکل پاک کرکے وجود قدسی کی سرحد کو پہنچا دیتی ہے اور حق بات یہہ ہی کہ اس شراب کے پینے کے قبل اسکی حقیقت معلوم نہین ہوسکتی ؎ ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی ہندی لذت اِس می کی نہ پہچانوگے جبتک نہ پیوگے ہم قسم کہاکے خدا کی یہہ کہے دیتے ہین **فائدہ** اول سورت سے یہان تک سات مطلب عمدہ بیان ہوے ہین سو اس لحاظ سے کہ ایسا نہوان مطلبو نسے غفلت واقع ہووے اجمال کیطور پر پہر اُن مطلبونکو بتلا دیتے ہین تاکہ بہولنے نپاوین سو پہلا مطلب یہہ ہے کہ انسان معدوم محض تہا پہر اسکو پیدا کیا ہی اور دوسرا مطلب یہہ ہی کہ ہر ایک آدمی کو ایسے نطفے مختلط سے پیدا کیا ہے جو خلاصہ ہی موالید ثلثہ کا اور تیسرا مطلب یہہ ہے کہ آدمی کی پیدایش تکلیف اُٹہانے اور امتحان اور آزمایش کے واسطے ہوی ہے بخلاف دوسرے مخلوقات کے اور چوتہا مطلب یہہ ہے کہ آدمیکو جو امتحان اور آزمایش کیواسطے ضروری تہا وہ سب اسکو عنایت ہوا ہے بلکہ اسکے سلوک کی راہ بہی بتلا دی ہے اسطور سے کہ کسی طرح کا عذر باقی نہین رہا اور پانچوان مطلب یہہ ہے کہ انجام کار آدمی کا دو حالت سے خالی نہین ہے یا شکر ہی یا کفران یعنے ناشکری اور چہٹان مطلب یہہ ہے کہ شکر نیک جزا اور ثواب کا مقتضی ہے اور کفران سزا اور عقاب کا سبب ہے اور ساتوان مطلب یہہ ہی کہ شاکر لوگ اداے شکر کے مرتبے مین مختلف اور متفاوت ہین اور رنگارنگ کمالات رکہتے ہین اور ایسے مرتبے والے ہر ایک قرب اور منزلت مین اللہ تعالی کے نزدیک ایک حد معین رکہتے ہین جو انکے جزا کے اندازے سے ظاہر ہے اور اللہ تعالی کو انسان کی پیدایش سے اور امتحان اور آزمایش کا معاملہ اسکے ساتہہ کرنے سے اُن کمالات کے ظہور کا بیان منظور ہے اِن سب ساتون مطلبونکو مد نظر رکہنا چاہیے اسواسطے کہ اکثر قران شریف مین انہی مطلبونکا شرح اور بسط سے بیان ہے اور اگر اِن مطلبون مین خوب طرح سے غور اور تامل کیا جاوے تو تمام مسئلے مبدأ اور معاد اور وسط کے جنکا نام شریعت اور دین ہے ظاہر اور کہل جاوین وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ یعنے توفیق دینے والا اللہ تعالی ہی مفسرون نے ذکر کیا ہے کہ قران مجید مین جو جنت کی نعمتین بیان ہوی ہین انکو جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرنا اور اپنے لوگونکو سنانا شروع کیا تب کافر اس مضمون سنکے آپسمین بیٹھ کے یہہ مشورہ کرنے لگے کہ اس شخص کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت اور عیش کی لذت پیدا ہوی ہے اسیواسطے بار بار انہی لذتونکا ذکر کرتا ہی اور لوگونکو بہی لذتونکا وعدہ دیکے اُنکے دین اور آئین سے پہراتا ہے سو آؤ انہی لذتونکی طمع اور لالچ اسکو دیکر اسکام سے باز رکہین تاکہ لوگونکو اپنے دین اور آئین سے پہیرنے سے باز آوے اور مطلب کو پہنچے یہہ تدبیر ٹہہاکے دو سردارونکو انمین سے جُنکے اسکام کیواسطے مقرر کیا ایک عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس اور دوسرا ولید بن مغیرہ مخذومی پہر وے دونون سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم تمسے بہت نزدیکی کی قرابت رکہتے ہین اور ہمارا اور تمہارا گوشت پوست سب ملا ہوا ہے کسی طرح کی جدائی ہمارے تمہارے نہین ہی سو خدا کیواسطے ہم تمسے ایک بات کہتے ہین کہ اگر تمکو خوبصورت عورتونکا اور دنیا کی نعمتونکا شوق ہوا ہو جیسے عمدہ کہانے اور پاکیزہ لباس اور موتی اور چاندی اور سونا اور کم عمر لڑکے خدمت کیواسطے جنکا ذکر بار بار کیا کرتے ہو اور ان چیزون کیطرف تمہارے دل نے رغبت کی ہو تو بے تکلف ہم سے کہہ دو کہ ہم سب یے چیزین موجود کر دین چنانچہ عتبہ نے کہا کہ میری ایک بیٹی ہے کہ حسن اور جمال مین اسکا ثانی اس شہر مین نہین ہے وہ لڑکی معہ جہیز اور اسباب بے شمار تمکو مین دیتا ہون اور تمہارے ساتھہ اسکا نکاح کئے دیتا ہون اور ولید نے کہا کہ میری مالداری کا حال تمکو خوب معلوم ہی کہ مکہ معظمہ سے طایف تک تمام باغات اور زراعت اور مواشی میرے ہین اور سوا اسکے مین نے موتیونکی بہی تجارت شروع کی ہے اور غوطہ خورونکو نوکر رکہا ہے سو وے دریا سے عمدہ موتی نکالتے ہین اور مین شام اور مصر کیطرف انکو بہیجتا ہون اور اسمین بے انتہا نفع حاصل ہوتا ہے سو مین آدہا اپنا مال اور موتی تمکو دیتا ہون لیکن اس شرط سے کہ بت پرستی سے لوگونکو منع مت کرو اور ہمارے بتونکی اور ہمارے بزرگونکی برائی ہر جگہہ پر بیٹہہ کے مت کیا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ انکا کلام

سُنکے نہایت متحیر ہوے کہ ان لوگون نے آیات قرانی کی تبلیغ کو کس چیز پر حمل کیا جو
ایسا سوال مجہسے کرتے ہین اب اگر مین انکو کچہہ زجر اور توبیخ کرتا ہون تو بن نہین پڑتی ہے
اسواسطے کہ قرابت کا علاقہ درمیانمین ہے اور اتنا بڑا سردار عمدہ اپنی بیٹی کو کہل کے مجہکو
دیتا ہے اگر قبول نہین کرتا ہون تو اپنے قبیلے کے لوگ مجہکو طعنہ دیوینگے اور اگر قبول
کرتا ہون تو ایک شرط فاسد اسکے ساتہہ لگی ہوی ہے اور ایک جہوٹہی تہمت اسکے
ہمراہ ہے آپ اسی سوچ مین تہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یے آیتین لیکے نازل ہوے
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا بےشک ہمنے نازل کیا ہے تمپر اس قرآنکو آہستہ
تدریج سے تاکہ رفتہ رفتہ آہستگی سے تمکو ملک اور ملکوت کی حقایق پر خبرداری اور ذات
اور صفات کی حقیقت اور معاد اور کاملین کے مراتب کا احوال اور انکے صفات محمودہ پر اطلاع
حاصل ہووے اور اپنے کو تم بہی اُنہی صفتونسے متصف کرو اور جو کچہہ بہشتیونکی نعمتون
اور لذتونکا حال قران شریف مین بیان کیا ہے ہمنے سوجان بوجہہ کے کیا ہے پہر
تمکو اسکی تبلیغ مین عار کی کیا وجہہ ہے اسواسطے کہ تم اپنے پروردگار کا کلام بیان کرتے ہو
اپنی طرف سے کچہہ نہین کہتے ہو تاکہ اس بیان کرنے مین کچہہ تمہاری طمع آن چیزونمین
بوجہی جاوے اور اگر بالفرض یے کافر تمپر اس بات کی تہمت کرتے ہین فَاصْبِرْ تو صبر کرو
انکی اس تہمت اور ظلم پر لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے پروردگار کے حکم کی فرمانبرداری کیواسطے اسواسطے
کہ تابعدار کو اپنے خاوند کے حکم کی فرمانبرداری کرنا چاہئے اگرچہ اسمین طمع اور حرص کی
تہمت بہی ہووے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ گر طمع خواہد زمن سلطان دین ؛؛ خاک بر فرق
قناعت بعد ازین ؛؛ یعنے مالک کو قناعت پسند ہی اسواسطے قناعت کرنا بہتر ہے اور اگر
مالک کو طمع پسند ہو تو پہر جو قناعت کرے وہ بڑا احمق ہے غرض کہ جس شخص کو اپنے
محبوب کی فرمانبرداری کا خیال ہی اسکو معاندون کی طعن اور تشنیع پر صبر کرنا ضرور ہے
؎ ہر انکہ عشق یکے در دلش گرفت قرار ؛؛ روا بود کہ تحمل کند جفاے ہزار ؛؛ یعنے جس کسی کے

دلکو عشق نے چور کیا تو اسکو نازبرداری معشوق کی ضرور ہوئی چنانچہ اسی سورت مین اللہ
کے بندونکے صبر کی جزا سن چکے ہو اور جو کچھہ دنیوی علاقونکو قطع کرنے مین انکو عنایت ہوا
ہی اسکو بہی معلوم کر چکے ہو سو تمکو بہی چاہئے کہ ان لوگونکی قرابت اور دوستی کے علاقو
قطع کرنے پر صبر کرو وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا اور ہرگز تابعداری مت کر یعنے کہا
مت مان انمین سے کسی گنہگار ناشکر کا کہتے ہین کہ مراد اثم سے عتبہ ہے جو فسق وجور مین انتہا
درجیکو پہنچا تہا اور مراد کفور سے ولید ہے جو کفر مین بہت سخت تہا اور باوجود اسقدر بے انتہا نعمتون
کے جو حقتعالی نے اسکو دی تہین ہرگز شکر نکرتا تہا اور حرص اور طمع کی تہمت کو اپنے سے
دفع کرنے کیواسطے ایک کام دوسرا کیا کرو تاکہ اسکے سبب سے یہہ تہمت بالکل تمسے دور ہوجاے
اور ان لوگونکو بالکل یقین ہوجاوے کہ یہہ شخص دنیا کیطرف ہرگز میل اور خواہش نہین رکہتا ہے
اور ان نعمتون اور لذتونکا ذکر محض واسطے تبلیغ قران کے کرتا ہے اور وہ کام یہہ ہے کہ
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا نماز مین خواہ تہلیل اور تکبیر مین اور خواہ
ذکر قلبی مین بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صبح اور شام کو مراد اس سے ہمیشگی ہے جو غیر کی محبت کو دل
سے بالکل قطع کرنیوالی ہی اور دنیوی علاقونکے تعلق کو دل سے نفی کر دینے مین تریاق اعظم
ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ سِيْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ
قَالَ الَّذِيْ خَفَّفَ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے
فرمایا کہ سیر کرو اسواسطے کہ مفرد لوگ سبقت لے گئے صحابہ نے عرض کیا کہ مفرد کون لوگ
ہین آپ نے فرمایا کہ وے لوگ ہین جنکے گناہ اور دنیاوی علاقونکے بوجہہ ذکر الہی نے ہلکے کردیے
یعنے اسقدر ذکر مین مشغول ہوے کہ دنیا اور مافیہا سے غفلت حاصل ہوئی اسیواسطے مشائخ
نے اجماع کیا ہے اسبات پر کہ خدا کی راہ کے سلوک مین جسکا حصول علاقونکے قطع اور خطرات کی
نفی پر موقوف ہی کوئی عمل بہتر ذکر سے نہین ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ اور تہوڑی
رات سے اُٹھہ کے سجدہ کیا کر اپنے پروردگار کیواسطے تاکہ تمکو اس درگاہ کا قرب اور رب الارباب

کی حضوری حاصل ہووے اسواسطے کہ دن بے پردگی اور دوسرے کامونکا وقت ہی حضور سے غیبت کا حکم رکہتا ہے سواسوقت مین ذکر مناسب ہے اور رات خلوت اور بے شغلی کا وقت ہی مجرا اور تعظیم اسوقت مناسب ہی گویا کہ حضوری اسوقت حاصل ہی وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی بہت رات تک اس حکم سے مراد یہہ ہے کہ تہجد کی نماز مین ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ کرنا چاہئے اور اس ترویحہ مین تسبیح مین مشغول ہونا چاہئے اور پہر اس نماز سے فراغت ہونے کے بعد بہی اسیطرح تسبیح مین مشغول ہونا چاہئے اور ان تسبیحون مین دیر تک مشغول رہنا چاہئے اور جب تم دن اور رات ان دونون عملونسے اپنے اوقات کو معمور رکہو گے تو یے لوگ خود بخود تمہاری صحبت سے نفرت کرین گے اور دوستی اور قرابت کا علاقہ جوانسے ہی وہ خود بخود منقطع ہوجائیگا اسواسطے کہ یے لوگ تمہاری دوستی اور قرابت کی لیاقت نہین رکہتے ہین اسواسطے کہ دوستی اور قرابت آدمی اسیواسطے چاہتا ہے کہ اگر کوئی سخت کام یا کوئی مشکل بات کو ارادہ کرے تو دوست اور قرابتی اسمین اسکی مدد کرین سو یے لوگ ہرگز اس قابل نہین ہین بلکہ انکی صحبت ا[illegible] کا سبب ہے اسواسطے کہ اِنَّ هٰؤُلَاءِ بے شک یہہ گروہ یعنے کفار قریش کے جو تمسے قرابت قریبہ رکہتے ہین اور تم ہمیشہ انہی مین رہے ہو اور انکے ساتہہ دوستی اور محبت رکہتے ہو يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ دوست رکہتے ہین دنیا کی لذتونکو اور جو چیز کسی کی محبوب ہوتی ہی اسکا چہوڑنا اسکو مشکل ہوتا ہے علی الخصوص جسوقت اس ترک کے ساتہہ نامرغوب چیز کا متحمل ہونا بہی ہووے چنانچہ یہان ہی کہ دنیا کو چہوڑنا ہے اور نفس سے مجاہدہ کرنا اور ذکر کی مداومت کرنا اور شب بیداری کرنا ہے وَيَذَرُوْنَ اور چہوڑتے ہین وَرَآءَهُمْ پیچہے پیٹہہ اپنی کے يَوْمًا ثَقِيْلًا دن سخت بہاری کو اور ہرگز اسدن کی فکر نہین رکہتے ہین اور حال یہہ ہی کہ اسدنکو اگرچہ یے لوگ پیٹہہ پیچہے ڈالتے ہین لیکن وہ دن آگے آگے انکے آتا ہے نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ ہمنے پیدا کیا ہی انکو چنانچہ اسی سورت کی ابتدا مین

کہا ہی ہمنے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَبْتَلِيْهِ سو انکے استعدادی
مرتبونکو بہی جانتے ہین ہم اور جس چیز کیطرف انکا دل میلان کرتا ہی اور اس چیز کا چھوڑنا
انپر دشوار ہے اسکو بہی جانتے ہین ہم وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ اور ہمنے خوب سخت
اور مضبوط کردی ہی گرفتاری اور پابندی انکی دنیاء فانی کی لذتومین اور دنیا کی عیش اور
عشرتکی محبت مین چنانچہ اس سورت کی ابتدا مین کہہ چکے ہین ہم کہ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ
سَلَاسِلَ وَاَغْلَالًا سو انسے خدا کے دین کی اعانت اور مدد کی امید ہرگز نہین ہے اور ذکر پر
مداومت کرنا اور شب بیداری اور نفس کا مجاہدہ کہ یہی تمہارا کام ہے سو اسکی تقویت کی بہی
اُمید انسے نہین ہی وَاِذَا شِئْنَا اور جب چاہین گے ہم کہ اس تمہارے قبیلہ سے
دین کی مدد اور تمہارے کام کی تقویت اور اعانت کراوین ہم بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ انکے بدلمین
لاوین گے ہم اسی قبیلہ سے اُن لوگونکو جو اسی قسم کے ہونگے حسب اور نسب مین اور ہمت کی
بلندی اور ذہن کی تیزی و فہم کی سرعت مین تَبْدِيْلًا بدل لانا ظاہر مین جنکو ہر شخص دیکہیگا
اور بوجہے گا چنانچہ یہی ہوا کہ حذیفہ بن عتبہ کو عتبہ کی عوض مین لائے ہم کہ وے مہاجرین
اولین سے ہوے اور زہد اور تقوی اور پرہیزگاری اور نفس کے مجاہدین وے ایک
آیت تہے اللہ تعالی کی آیتونسے اور خالد بن ولید کو ولید بن المغیرہ کی عوض مین لائے ہم کہ
صدہا لڑائیان کفار کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور آپ کی وفات کے بعد
اُنکے ہاتہ سے فتح ہوین یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سَيْفٌ مِنْ
سُيُوْفِ اللّٰهِ کرکے مُلقّب کیا اور عکرمہ بن ابوجہل کو ابوجہل کی عوض مین لاے ہم جو جہاد ظاہری
اور باطنی مین اپنا ثانی نرکہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم معاملہ مین بشارت
ہوئی تہی کہ انکے واسطے انگور کے خوشے بہشت مین موجود ہین اور اسیطور سے دوسرے
لوگ اسی قریش کے قبیلے سے پیدا ہوئے کہ دین کے ہر کام کو خود سرانجام دیا اور دوسرے
لوگونکو تلوار کے زور سے مار مار کے اور تقریر اور حجت سے اور وعظ اور نصیحت سے دین کی

راہ پر لاے اور ایک جہانکو انوار ظاہری اور باطنی سے منور کر دیا اور سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر مین جو مذکور ہے کہ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ یعنے اگر تم پہر جاؤگے تو بدلے مین لاویگا اللہ تعالی لوگ سواے تمہارے پہر وے نہونگے تمہاری طرح کے سوا اُسّے مراد یہہ ہی کہ وے تمہاری طرح کے گردن کش اور ناشکر اور نافرمان حق بات نمانّنے والے نہونگے اور مماثلت جو اسجگہہ مذکور ہے اُسّے حسب اور نسب اور نیک خلق اور جوانمردی اور بات کا پورا ہونا اور ذہن کی تیزی کی مماثلت مراد ہی اسواسطے کہ یے چیزین اسی قبیلہ کیواسطے مخصوص ہین بس اسجگہہ پر نقض کا وہم کرنا بیجا ہے اِنَّ ھٰذِہٖ بے شک یے قران کی آیتین تَذْکِرَۃٌ پند اور نصیحت ہین جن مین قرب الہی کے فواید اور اُس درگاہ سے دوری کے نقصان بیان کئے گئے ہین یہہ کچہہ کہانیان یا قصہ اور برادریکا سلوک نہین ہے کہ اپنے قبیلہ سے ہر ایک کو پہونچایا جاہو اس پند اور نصیحت اور ہدایت اور ارشاد کی تقسیم مین استعداد اور رغبت کی رعایت کرنا چاہیے فَمَنْ شَاءَ پہر جو چاہے اپنا ہو یا بیگانہ دور ہو یا نزدیک اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا لے اپنے پروردگار کیطرف ایک راہ ان راہو نسے جسّے اس جناب پاک تک پہنچنا ممکن ہو یعنے خواہ ابرار کی راہ کو اختیار کرے خواہ عباد اللہ کی جو مقربین ہین وَمَا تَشَاءُوْنَ اور تم اپنی خودی سے اس راہ پر نہین چل سکتے ہو اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللہُ مگر یہہ کہ چاہے اللہ تعالی اسواسطے کہ تمہاری مشیت اُسکی مشیت کے تابع ہے لیکن حقتعالی ہر شخص کیواسطے نہین چاہتا ہی کہ اس راہ کے سلوک کی خواہش کرے اسواسطے کہ اِنَّ اللہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا بے شک ہی حقتعالی دانا حکمت والا پہر اگر بے استعدادونکو بہی اس راہ کی خواہش جبر اور قہر سے دیوے تو امتحان اور آزمایش کی حکمت درہم برہم ہوجاوے اسواسطے کہ مجبوری اور بے اختیاری مین امتحان اور آزمایش نہین ہے امتحان اور آزمایش کیواسطے اختیار ضروری ہے اور باوجود اسکے اس کارخانہ کو بیکار بہی نہین رکہا ہی اور مستعد

لوگونکو امداد غیبی سے محروم نہین رکہتا ہی بلکہ یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ داخل کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اپنی رحمت مین یعنے جسکو اس راہ سلوک کا مستعد جانتا ہے تو اسکو اوس راہ کے سلوک کی توفیق عنایت فرماتا ہی اور دمبدم غیب سے الہام خوشی کے اسکو پہنچاتا ہے تاکہ اسکی خواہش قوی ہوتی جاوے اور اُس سلوک کو تمام کرے اور قرب اور وصول کی حد کو پہنچے وَالظّٰلِمِیْنَ اور ظالمونکو جو حقتعالی کی ہدایت اور ارشاد کی نعمت کو تلف کرتے ہین اور اپنے منعم کا شکر بجا نہین لاتے ہین اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا مہیا اور تیار کیا ہی انکے واسطے عذاب دُکہہ دینے والا تاکہ دونون اسکے کارخانے یعنے رحمت اور عذاب کے سرانجام پاوین اور دونون کارخانے بہشت اور دوزخ کے معمور ہووین اور جو چیز آدمی کی پیدایش سے مقصود ہے وُہ ظاہر ہووے

سورۂ مرسلات

یہہ سورت مکی ہے اسمین پچاس آیتین اور ایکاسی کلمے اور آٹہہ سو سولہ حرف ہین اور اِس سورتکے ربط کی وجہہ سورۂ دہر سے یہہ ہے کہ سورۂ دہر کی ابتدا مین کافرونکو سخت وعید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا ہی کہ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا اور اُسی سورتکے آخر مین بہی ظالمون کیواسطے عذاب الیم کا وعدہ کیا ہے سو اُس وعدیکی تحقیق مین کافر اور ظالم لوگ شک کرتے تہے اسواسطے کہ دنیا مین وُہ امر ہونیوالا نہین ہے اور عالم برزخ کو کوئی دیکہہ کے پہرا نہین تاکہ وہانکی تحقیق بات معلوم ہووے سو حقتعالی اُس وعدیکے وقوع کیوقت کو قسم کہا کے فرماتا ہی کہ اسکے وقوع کا وقت یوم الفصل ہی نہ دنیا اور برزخ اور دوسرے متفرق مضمون بہی ان دونون سورتونکے اپسمین مناسبت اور اتحاد رکہتے ہین چنانچہ اُس سورتکی ابتدا مین آدمی کی پیدایش کو اس عبارت سے بیان فرمایا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا اور اِس سورت مین اِس عبارت سے

بیان فرمایا ہے کہ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ آخر تک
اور اُس سورتمین ابرار مقربین کے حقمین جنکا لقب عباد اللہ ہے یون فرمایا ہے کہ لَا يَرَوْنَ
فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا
اور اِس سورتمین متقیونکے حقمین ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ
فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ اور اُس سورتمین قیامت کے دن کے حقمین یون ارشاد ہوا تہی کہ
يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا اور اِس سورتمین اُسدن کے
حقمین یون ارشاد ہوا ہے کہ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ لِيَوْمِ الْفَصْلِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الْفَصْلِ ۝ وَهٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝ پس
اِس سورتمین اُس دن کے عبوست اور ثقل کی شرح بیان ہوئی ہے جو اُس سورتمین مجمل تہی تو
گویا یہہ سورت اُس سورت کے شرح کے حکم مین ہے اور وہ سورت گویا متن کے حکم مین ہے
اور قال اقوال کی ترتیب مین متن کو شرح پر مقدم کرتے ہین اور متن کے پیچہے شرح کو لکہتے
ہین اور اِس سورت کا نام سورہ مرسلات اسواسطے رکہا ہے کہ اس سورت کے اول مین ہوائے
ایسے پانچ کامونکی قسم کہائی ہی کہ ہر ایک کام انمین سے سب بڑا ہی احسانکے منقلب
ہونیکا انتقام کے ساتہہ پس یہہ دلیل ہوئی اسبات پر کہ حقتعالی کا معاملہ بندونکے ساتہہ منقلب
ہوگا اور پرورشس اور رحمت اور احسان سے پہرکے خرابی اور ہلاکی اور انتقام اور غضب کیطرف
رجوع کریگا اور جس کام کو اوّل اِس سورتمین یاد فرمایا ہے اور اسکو مرسلات کرکے تعبیر کیا ہے
وہ اُن پانچونمین زیادہ تر عوام کے فریب کہانے اور غرہ ہونے کا سبب ہے اور سب
اُسکو خیر محض جانتے ہین اور کسی طرح سے وہم بہی نہین آتا کہ اسکام سے کچہہ خرابی یا
برائی ظاہر ہوگی اور جو حقتعالی کے کام آدمیونکے ذہنونمین ہوا سے بہت مشابہت رکہتے
ہین اس لئے کہ افعال الہی ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منقلب ہوہونیکے باعث ہوتے
ہین اسیواسطے بولتے ہین کہ اس زمانے مین جہانکی ہوا پہری ہوئی ہے یا بدلی ہوئی ہے

اور یون بہی بولتے ہین کہ ٹہرو تاکہ ہوا صاف ہو جاوے اور اسوقت کی ہوا کو فلانا دیکہتا سو اسواسطے ہوا کے افعال مختلفہ کرکے دلیل پکڑنا بہت مناسب ہوا تاکہ اس ہوا کے اختلاف سے افعال الٰہی کے اختلاف کیطرف پہونچ جاوین اور حقتعالی کے انتقام کے وعدے کا منکر نہووین اور یہہ سمجہین کہ حقتعالی کی مخلوقات مین ایک ادنی چیز ہوا ہے سو اسمین اسطرح زور اور قوت ہی کہ ایک جہانکے تغیر اور تبدل کا سبب ہوتی ہے پہر حقتعالی کے افعال تو بطریق اولی یے کام کر سکتے ہین اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ عناصر اربعہ مین ہوا بہت لطیف اور بے رنگ ہی اور اسکی کیفیتین اکثر تابع اس چیز کے ہوتے ہین جس چیز پر یہہ گذر کرتی ہی اسیواسطے کہتے ہین کہ اَلرِّیحُ اٰخِذَۃٌ مِمَّا تَمُرُّ بِهِ نَتْنًا مِنَ النَّتْنِ اَوْ طِیْبًا مِنَ الطِّیْبِ یعنے ہوا لیتی ہے اثر اس چیز کا جسپر سے گذرتی ہی بدبو سے بدبو اور خوشبو سے خوشبو سو یہہ اسکے کمال لطافت کے سبب سے ہے بخلاف آگ کے کہ وہ اپنی ذات مین حرارت اور یبوست کی کیفیت غالب رکہتی ہی سوائے جلانے اور ہلاک کرنے کے کچہہ اور اس سے نہین ہوتا اور مرکبات کے مزاج کو درہم برہم کر دیتی ہے بخلاف پانی اور خاک کے کہ یے دونون اپنی کثافت اور بہاری پن کے سبب سے دوسرے مخلوقات کی کیفیات کو متحمل نہین ہو سکتے ہین اور حرکت کرنا اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانا اور ایک مخلوق کی کیفیت دوسرے مخلوق کو پہنچانا اِنسے ممکن نہین ہے اگرچہ پانی اس امر مین خاک کی نسبت سے کچہہ فوقیت رکہتا ہے اور ہوا کے ساتہہ کچہہ مشابہت رکہتا ہے لیکن جو لطافت ہوا مین ہے کہ ہر چیز کے اندر در آسکتی ہے وہ بات اسمین پائی نہین جاتی اسیواسطے حقتعالی نے اس عنصر کو یعنے ہوا کو بعضے مخلوقات کی کیفیتونکو بعضے دوسرونکی طرف پہنچانے کے واسطے تعین فرمایا ہے اور تین حاسہ جو بڑے عمدہ ہین یعنے سمع اور بصر اور شامہ انکے ادراک کا آلہ اسی عنصر کو گردانا ہے اسواسطے کہ سمع کو ادراک نہین ہوتا ہے مگر اصوات کے واسطے سے اور جو کیفیتین اصوات کو لاحق ہین انکو صوت درک نہین کر سکتی ہے مگر ہوا کے تموج اور بہنے سے اور کان تک اس سبب سے

پہنچنے اور اس کیفیت کو کان کے سوراخ تک پہنچانے کے سبب سے اور بصر کو بینائی حاصل
نہین ہوتی ہے مگر شعاع کے خروج کے سبب سے مذہب قوی کے موافق اور شعاع کا حامل
سواے عنصر لطیف بے رنگ کے کوئی نہین ہوسکتا سو ایسا عنصر نہین ہی مگر ہوا اور شامّہ
کا ادراک بہی ہوا کے سبب سے ہی اسواسطے کہ ہر بو والی چیز پر ہوا گذرتی ہے اور اسکی
کیفیت کو ناک کے اندر پہنچاتی ہے یعنے اپنی تئین قوت شم کے محل کے متصل پہنچاتی ہے
اور لمسی احساس مین بہی امداد اور اعانت ہوا کی بہت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی حرارت
اور برودت اور رطوبت اور یبوست کو یہہ خود اٹہا کے جلد کے مسام کے اندر پہنچاتی ہے
بس ہوا دو وجہہ سے لمس کو مدد کرتی ہے اوّل تو یہہ کہ دور کی چیزونکی حرارت اور برودت
اور رطوبت اور یبوست لامس کو دریافت نہین ہوسکتی مگر اسی عنصر کے توسّط سے دوسری
وجہہ یہہ ہے کہ بدن کے اندر کے اعضا کو اس کیفیتونپر اطلاع حاصل نہین ہوسکتی بغیر مسامونکے
اندر ہوا کے درآنے سے اور علاوہ ان سب چیزونکے ہر ذیحیات کے دم کی آمد و رفت اسی
عنصر پر موقوف ہی اور یہہ عنصر گویا روح ہوائی کی پہلی غذا ہے کہ زندگی اسی سے قایم ہے
اسیواسطے کہا ہے **نظم** سُبْحَانَ مَنْ خَصَّ الْقَدِيْدَ بِعِزَّتِهٖ وَالنَّاسُ مُسْتَغْنُوْنَ
عَنْ اَجْنَاسِهٖ وَاَذَلَّ اَنْفَاسَ الْهَوَاءِ وَكُلُّ ذِيْ نَفْسٍ مُفْتَقِرٌ اِلٰى اَنْفَاسِهٖ
یعنے پاک ذات ہی اسکی جسنے خاص کیا گوشت خشک کو ساتہہ عزت کے اور لوگ بے پروا ہین
اسکی جنس کے سبب سے یعنے تازہ گوشت ملنے کے سبب سے اور ذلیل کیا ہوا کے نفسونکو یعنے
ہر ذلیل اور خبیث پر گذرنے کے سبب سے لیکن ہر جاندار محتاج ہے اسکے نفسونکا یعنے بے ہوا
زندگی محال ہے یہی سبب ہی کہ اگر جاندار کو جیتے جی زمین مین دفن کرین یا پانی مین غوطہ
دیوین اسطور سے کہ ہوا اس تک نہ پہنچے تو اسیوقت مرجاتا ہے اور اسکا دم منقطع ہوجاتا
ہی بس ربوبیت الہی کا ظہور حیات کی بقا کیطرف سے اور احساس حواس سے اسی عنصر مین
ہے اور بعض مخلوقات کو بعضے دوسرے مخلوقات کی کیفیت سے فایدہ پہنچانا اسی عنصر کا کام

سو یہہ عنصر اپنے تاثیرات اور افعال مین غیبیہ قدسیہ تاثیر و نکے ساتھہ بہت مشابہت رکھتا ہی اور اسکا انقلاب کہلی ہوی دلیل ہے افعال الہی کے انقلاب کی اسیواسطے اس سورت کی ابتدا مین اس عنصر کے پانچ کامونکی قسم کہا کے اپنے انقلاب کے وعدہ کو حقتعالی نے ثابت کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا قسم کہاتا ہونمین ان ہواؤنکی جو بہیجی جاتی ہین خلق اللہ کے نفع کیواسطے اور خلق اللہ کے نفع جو ہوا کے چلنے مین ہین وے اسقدر ظاہر اور کہلے ہوے ہین کہ انکے بیان کرنے کی کچہہ احتیاج نہین ہے چنانچہ اول ہر جاندار کے دم کی آمد و رفت اسی کے سبب سے ہی دوسرے بدن کو اندر ٹہنڈک پہنچنا اور زمین کے اندر کا بڑہنا اور درخت پر میوہ کا لگنا اور ہر ایک سبزہ کا زمین پر جمنا اور بڑہنا اسیکے سبب سے ہے تیسرے بدلی کا آنا اور پانی کا برسنا اسی کے سبب سے ہی چوتہے سمندر مین کشتیونکا چلنا ہر چار طرف تجارت اور دوسری منفعت کیواسطے اسی کے سبب سے ہے پانچوین وے چیزین جو ہوا کے چلنے پر موقوف ہین وے بہی اسی سے ظاہر ہوتی ہین فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا پہر تند ہونیوالیان اپنے چلنے کیوقت مین زور سے جنکے سبب سے انقلاب عظیم ظاہر ہوتا ہے اور نیکی بدی سے متبدل ہو جاتی ہی اور کہیتی کا غلہ کہلا جاتا ہے اور درخت جڑ سے اکہڑ جاتے ہین اور میوہ خراب ہو جاتا ہے اور آدمیونکے بدنونمین ریاح بخارات کے غلبہ کرتے ہین اور زخم سرِ نو سے تازے ہو جاتے ہین گویا اسوقت صدمہ پہونچا ہے اور پانی کا برسنا بالکل موقوف ہو جاتا ہے اور کشتیان ڈوبنے کے قریب ہو جاتی ہین اور مسافرونکو راہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے اور تمام سبزہ زمین کا خشک ہو جاتا ہے اور درختونکے پتے جہڑ پڑتے ہین تنکے بدن کیطرح وے درخت بے رونق ہو جاتے ہین اور سبزہ کا رنگ زرد اور سرخ رنگ سیاہ ہو جاتا ہی اور جو پہلے ہوا کا بہنا آہستگی سے ہوتا ہی اور اُسسے ہزارون منفعتین

امید ہوتی ہے پہر رفتہ رفتہ وہی ہوا آندہی اور طوفان ہو کے خرابی کر دیتی ہے اسواسطے
فے کی لفظ کو فالعاصفات مین لائے ہین گویا ان دونون کامونکی مل کے قسم کہاتے ہین یعنے
آہستہ آہستہ چلنا ہوا کا اور پہر تند ہو کے چلنا اور ایک حال بدلکے دوسرا حال ہو جانا اسکو سمجہاتے
ہین اور یہہ اشارہ اسباتکی طرف ہے کہ ہوا کے نرم اور آہستہ بہنے پر فریب نکہایا چاہئے اسواسطے
کہ وہی ہوا یہ کام بہی کرتی ہی وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اور قسم کہاتے ہین ہم اُن ہواؤن کی
جو منتشر کر دیتی ہین منتشر کرنا اور ہوا کا عمدہ کام منتشر کرنا ہے اسواسطے کہ ہر چیز کے لطیف
جزونکو لیکے اپنے ساتہہ اُڑاتی ہے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجاتی ہی گویا ہوا
ہر مخلوق کے اجزا کو لوٹنے والی ہی کہ ہر نفیس جنس کو لوٹکے لیجاتی ہے اور ایک بستی سے دوسری
بستی مین پہنچاتی ہے اور یا مثل بنجارے کے ہی کہ ایک شہر کا اسباب خرید کے دوسرے ملک
مین پہنچاتا ہے اور اگر یہہ واسطہ ہوا کا درمیانمین نہو تو ہرگز کوئی مخلوق دوسرے مخلوق کے
اجزا سے بہرہ ور نہووین اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم نہووے اور جمع و تالیف کا کارخانہ
بند ہو جاوے اور کیفیتونکی نقل اور تحویل کا ظہور نہووے ایسی کیفیتین جنکے حامل اجزا
لطیفہ ہر مخلوق کے ہین فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا پہر جدا اور فرق کرنے والیان فرق کرنا کرکے
کیفیت اور کیفیت والی چیز کے درمیانمین لطیف اور کثیف کے درمیانمین ایک ہی چیز کے اجزا سے
اور یہی فرق اور جدائی ہے جسکے سبب سے کہتے ہین کہ فلانی چیز تر خشک ہے اور فلانی چیز گرم
سرد اور فلانی چیز نرم سخت ہی اور دانہ بہوسے سے صاف ہوا اور پانی کا گندلاپن گیا اور جو
متفرع اور مترتب ہین فرق نشر پر ہی اسواسطے ان دونون کے درمیانمین فے کو لائے تاکہ تفرع
او ترتیب پر دلالت کرے اسواسطے کہ فرق اور جدائی ایک مکانمین اجزا جمع ہوئے منتشر
ہو جانے کے سبب سے ہے یعنے جو منتشر ہو گئے وے باقی ماندہ سے متفرق ہو گئے اور
ان دونون فعلونکو بہی ایک ہی قسم مین لائے ہین اور ایک بڑے انقلاب کیطرف اشارہ
فرمایا ہی جو ہر چیز کے اجزا مین ان دونون فعلونسے ملکر واقع ہوگا فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا پہر قسم

کہانے ہین ہم ان ہواؤنکی جو ذکر کو القا کرتی ہین اور یہان ذکر عبارت ہی کلام اللہ کے لفظی وجود سے جسکو قران متلو بہی کہتے ہین چنانچہ قران شریف مین جابجا اسی لفظ سے قرانکو تعبیر کیا ہے اور اصل لغت مین اگرچہ ہر چیز کے لفظی وجود کو ذکر کہتے ہین اور ہوا ہر چیز کے لفظی وجود کے پہنچانے مین یکتا ہی اگر ہوا نہو تو لفظی وجود کسی چیز کا جہان مین ظہور نکرے اسواسطے کہ بات کرنا ایک کیفیت ہے جو آواز کو عارض ہوتی ہی اور آواز ہوا پر سوار ہوکے کان کے سوراخ مین پہنچتی ہے لیکن کلام اللہ کے وجود لفظی کو پہنچانا بڑا عمدہ منصب ہے جو ساتہہ اسی پیک روان کے مخصوص ہی گویا کہ یہہ عنصر سب عنصرون مین حقتعالی کے رسالت کی خدمت کہتا ہی اور کلام اللہ کو ہر شخص کے کانمین پہنچاتا ہے یعنے قران کے احکام اور خطاب کو پہلے سننے والے کے کانمین پہنچاتا ہی پہر بعد اسکے خیال مین پہر خیال کے بعد عقل مین پہر وہانسے دل مین پہر دل اپنی استعداد کے موافق اُسسے اثر قبول کرتا ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے بس یہہ عنصر گویا ایک شعبہ ہے حقیقت جبرئیلی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے شعبونسے اب اسجگہہ سے بہید اسبات کا ظاہر ہوگیا کہ حقیقت جبرئیلی کو اس عنصر کے ساتہہ کیا مناسبت ہی جو شرع شریف مین وارد ہوا ہی کہ جِبْرَئِیلُ مُوَکَّلٌ عَلَی الرِّیَاحِ یعنے جبرئیل موکل ہین ہوا پر اور سامع کے کانمین کلام الہی کے پہنچنے کے سببسے ایک انقلاب عظیم اسکی روح مین پیدا ہوتا ہی پہر اس سببسے یا خیر کیطرف میلان کرتا ہے اور ابدی سعادت حاصل کرتا ہی یا شر کی طرف جہکتا ہی اور ہمیشگی کے زیان مین پڑکے خرابی حاصل کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے عُذْرًا عذر کرنے کو یعنے کلام الہی عذر کرنے کیواسطے ہے تاکہ اعمال کی بازپرس کیوقت اس شخص کیواسطے عذر اور دستاویز ہووے کہ مین نے یہہ کام حقتعالی کے حکم کے بموجب کیا اور اسکام کو اسکے حکم کے بموجب ترک کیا سو یہہ اس صورت مین ہی کہ کلام الہی حکمون اور امر اور نہی کو متضمن ہووے یا صحیح اعتقادونکو متضمن ہووے ذات اور صفات کے مبحث سے یا نبوت اور معاد کے مبحث سے اَوْ نُذْرًا یا ڈرسنانے اور خوف دلانے کیواسطے ہے اور یہہ اُس صورت مین ہی جب

کلام الہی اگلے امتونکے قصص اور اخبار کو متضمن ہووے یا قبر اور حشر اور نشر اور
عملونکی وزن اور صراط سے گذر کرنا اور بہشت کی نعمتون اور دوزخ کے ہول اور عذاب کے
بیانکو متضمن ہووے اسواسطے کہ بیان ان چیزونکا فقط خوف اور ڈرا کیواسطے ہی اور بشارت
کا بیان اسجگہہ پر نظر بایا اسواسطے کہ اس سورتمین خاص کفار مخاطب ہین اور کفار بشارت کے
قابل نہین ہین اور یہہ بہی ہے کہ عذر دونون چیزونکو شامل ہے یعنے عذاب سے نجات
پانا اور عمدہ مرتبونکو پہنچنا اسواسطے کہ احکام الہی پر عمل کرنا ان دونون چیزونکے طلب کی
دست آویز ہی جس سبب سے آدمی قیامت کے دن یہ دونون چیزین طلب کریگا اب یہانپر
یہہ بہی جان لینا چاہئے کہ ہواؤنکی پہلی صفت یعنے والمرسلات عرفا یہہ ایک شعبہ ہے
میکائیلی حقیقت کے شعبونسے جس سے بدنونکی پرورش اور کہیتی کی اصلاح اور رزقونکا پہنچانا متعلق ہے
اور دوسری صفت یعنے عاصفات یہہ ایک شعبہ ہے عزرائیلی حقیقت کے شعبونسے کہ بدنونکی
خرابی اور منتظم چیزونکا بگاڑنا اور ملے ہوے چیزونکو جدا کرنا اسی سے علاقہ رکہتا ہے
اور تیسری اور چوتہی صفت یعنے ناشرات اور فارقات یہہ ایک شعبہ ہے اسرافیلی
حقیقت کے شعبونسے کہ صور کا پہونکنا اور ارواحونکا منتشر کرنا تاکہ اپنے اپنے بدنون مین
درآوین پہر فرق کرنا ہر مذہب اور ملت والونمین اور ہر طریقے اور ہر خلق اور ہر عمل والونمین
انہی کا کام ہی جسکا وعدہ کیا گیا ہے اور دنیا مین بہی ارواح کا منتشر کرنا تاکہ پیٹ کے
اندر کے بچہ کے بدنمین درآوے اور فرق اور امتیاز کرنا روحونکے درمیانمین کہ اس روح کو
فلانے بدنمین متعلق کرنا چاہئے اور اس روح کو فلانے بدنمین یہہ سب انہی کا کام ہے اور
پانچوین صفت یعنے فالملقیات ذکرا عذرا او نذرا یہہ ایک شعبہ ہے حقیقت جبرئیلی
کے شعبونسے کہ پہنچانا احکام الہی کا اور ڈرا اور خوف کا کلام حقتعالی کیطرف سے اسکے رسول
کے دل پر القا کرنا تاکہ وہانسے لوگونکے کانونمین پہنچے یہہ سب انہی کا ذمہ ہی اور جو یہہ صفت
بہت عالی قدر اور بلند مرتبہ ہی تو اسواسطے فے تعقیب کی اسپر لائے گویا یون ارشاد ہوا

کہ پہلی چارون صفتونکے بعد اس صفت کی قسم کہاتے ہین ہم بخلاف اُس نے تعقیب سے کے جو
فالعاصفات اور فالفارقات مین لائی گئی ہے اسواسطے کہ وہ نے فعل کی تعقیب کیواسطے
ہے پہلے فعل پر نہ واسطے تعقیب قسم کے قسم پر سو اس کلام مین تین قسم حقیقت مین مذکور ہین اور ہر قسم
ساتھہ دو فعل کے ہے چنانچہ پہلی قسم ہوا کے نرم بہنے اور تند بہنے پر اور دوسری قسم ساتھہ نشر
اور فرق کے اور تیسری قسم ساتھہ عذر دینے اور خوف دلانے کے لیکن تیسری قسم کو پہلی اور دوسری
قسم پر بیے کے ساتھہ عطف کیا ہے تاکہ قسم مین ترقی پر دلالت کرے اور پہلی اور دوسری قسم کے
دونون فعلونکو بہی ساتھہ حرف فے کے عطف کیا ہے تاکہ دلالت کرے اسبات پر کہ ایک متفرع ہے
دوسرے فعل پر اور تیسری قسم کو مجمل ایک ہی کلمہ سے بیان کرکے حرف او کے ساتھہ تقسیم کیا ہے
تاکہ خبردار کرے اسبات پر کہ یہہ ذکر ان دونون قسمونپر منقسم ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ کَلَامِہٖ
یعنے اللہ تعالی خوب جانتا ہے اپنے کلام کی تہ کو اور مفسرونکو ان پانچون فعلونکے ماصدق علیہ
کی تعیین مین بڑا اختلاف ہے بعضون نے ان پانچونکو ہواؤنپر حمل کیا ہی اس تفصیل سے کہ مرسلات
عرفا وے ہوائین ہین جو بدن کو اچہی معلوم ہوتی ہین اور عاصفات وے تند ہوائین ہین جو
بدن کو نقصان پہنچاتی ہین اور کشتیونکو ڈبوتی ہین اور ناشرات اور فارقات اور ملقیات وے
ہوائین ہین جو پانی برسانے پر مقرر ہین سو پہلے ابر کے مادیکو جوّ مین یعنے آسمان اور زمین کے
درمیان مین منتشر کرتی ہین اور پہر جب بدلی برس کے فارغ ہوتی ہے تو اس بدلی کو چیر پہاڑ کے
ادہر ادہر کر دیتی ہین اور بارش کے سبب سے لوگ ذکر الہی مین مشغول ہوتے ہین سو لوگونکا ذکر
اسوقت مین دو غرض سے ایک کیواسطے ہوتا ہی یعنے یا شکر ادا کرنے کیواسطے اگر برسات بہتر
اور نافع ہوئی تو انکا عذر اس نعمت کے حق کے ادا کرنے مین ہوتا ہے اور یا خوف اور ڈر کیواسطے
ہوتا ہی اگر برسات سے کچہہ ضرر اور نقصان ہوا اور حضرات صوفیہ رح کہتے ہین کہ مرسلات عرفا
سے ربانی دواعی اور الہامات مراد ہین جو سالک کے نفع کے واسطے اسکے دل پر آتے ہین
تاکہ راہ خدا کے سلوک کی اعانت کرین اور عاصفات سے جذب اور کشش کے ریاح مراد ہین جو

سالک کے دلسے ماسوائے صمد کی حب کو دور کرتے ہین اور اسکی شوق کی آگ کو اور بہڑکاتے ہین
اور ناشرات سے اشغال اور اذکار مراد ہین جو اپنے اثار اور انوار ونکو ذاکر اور شاغل کے تمام
جوارح اور اعضا مین منتشر کرتے ہین اور فارقات سے واردات الہیہ مراد ہین جو ناسوتی
وجود کی تقاضا کے سبب پڑتی ہین اور حقیقی اور مجازی جود مین تفرقہ اور جدائی کرتے ہین اور ملقیات
ذکراً سے وے معارف اور علوم مراد ہین جو بعد حاصل ہونے مرتبہ بقا کے فایض ہوتے ہین اور اس
سبب سے مستفید ونکو ذکر حقتعالی کا حاصل ہوتا ہے خواہ محبت کے طریق سے یعنے عذر سے یا
خوف کی راہ سے یعنے نذر سے اور واعظ یون کہتے ہین کہ ان پانچون چیزون سے فرشتونکے
گروہ مراد ہین چنانچہ مرسلات عرفا سے اُن فرشتون کے گروہ مراد ہین جو کسی کام کے سرانجام
کیواسطے بہیجے جاتے ہین اور اس صورتمین عرفا کے معنے اجتماع کے اور کام کیواسطے پے درپے
آنے کے ہونگے چنانچہ عرب کی استعمال مین بولتے ہین کہ جَاؤُ اعُرْفًا اَحَدًا یعنے اکٹہا ہوکے درپے
اور اصل مین یہہ لفظ نکالی گئی ہے عُرْفُ الْفَرَسِ سے جو گہوڑیکے ایال کے معنو نمین ہے اور
گہوڑیکے آیال مین بال بہت سے مجتمع ہوتے ہین اور نظر مین پے درپے آتے ہین جسطرح بہت لوگ
کسیکام کیواسطے شتر قطار کی طرح چلین تو اُن بالونکے مشابہ ہونگے اور جب کسی جگہہ کسیکام کیواسطے بہت لوگ
اژدحام کرتے ہین تو وہان بہی عرب لوگ بولتے ہین کہ هُمْ عَلَیْہِ کَعُرْفِ الضَّبُعِ یعنے انہون نے اسکام پر ایسا
ہجوم کیا ہے گویا گر کے ایال کے بال ہین اور عاصفات سے وے گروہ فرشتونکے مراد
ہین جو کسی کام کیواسطے بہت تیز اور تند چلتے ہین اور یا مرسلات عرفا سے رحمت کے فرشتے
مراد ہین اور عاصفات سے عذاب اور غضب کے فرشتے مراد ہین جو کسی مُلک یا لشکر یا گہر کی
خرابی کیواسطے آتے ہین اور ناشرات سے وے گروہ فرشتونکے مراد ہین جو وحی اور الہام
اور دوسرے حکم الہی کے سُننے کیواسطے اپنے پر کہولکے کہڑے ہوتے ہین یا وے فرشتے
مراد ہین جو رحمت الہی کے اثار اور انوار برکات اور نیک الہامات تمام عالم مین صلحا اور مومنین کے
دلونمین منتشر کرتے ہین اور فارقات سے بہی یہی گروہ مراد ہین یا دوسرے فرشتے جو حق باطل

اور فرمانبردار اور سرکش مین فرق کرتے ہین یا سحر اور معجزہ مین امتیاز اور فرق کر دیتے ہین اور
ملقیات ذکرًا سے وے فرشتے مراد ہین جو انبیاؤن کیطرف وحی کو القا کرتے ہین یعنے لاتے ہین
تاکہ اہل حق کیواسطے عذر ہووے اور نافرمان اور بدمذہبون کیواسطے خوف اور ڈر ہووے
اور بعضے واعظ یون کہتے ہین کہ ناشرات سے وے فرشتے مراد ہین جو قیامت کو مردونکو زندہ کرینگے
اور فارقات سے وے فرشتے مراد ہین جو حشر کے میدانمین ہر ملت اور ہر مذہب والونکو جدا جدا کرکے چلاوینگے
اور قاری لوگ یون کہتے ہین کہ قران شریف کی آیتونکی جو پانچ صفتین ہین وے اسمین مراد ہین یعنے قرانکی آیتین خلق اللہ
کے نفع کیواسطے پے در پے نازل ہوئی ہین اور جتنے باطل ملت اور مذہب والے ہین انپر تندی اور شدت کرتی
ہین اور انکے معتقدات کو جڑ سے اکہاڑ کے پہینک دیتی ہین جیسے طوفانی ہوا کہ پرانی عمارتونکو ڈہا دیتی ہے اور
کہوکہلے درختونکو اکہاڑکے پہینک دیتی ہے اور ہدایت اور حکمت کے انوار کے آثار ونکو عالمون اور مستعدون کے دلون
مین منتشر کرتی ہین پہر حق اور باطل اور خطا اور صواب کے درمیانمین فرق کرتی ہین پہر حقتعالی کی یاد
کو ہر مومن کے دلمین بٹہا دیتی ہین اور یے کام قران کی آیتونکے ہین پہر جو مومن ہین اور اُن
ایتونکے موافق عمل کرتے ہین اور انہی آیتونپر بہروسا کرتے ہین اُنکے واسطے عذر ہین اور جو اُس سے
اعراض کرتے ہین اور نہین مانتے ہین اُنکے واسطے نُذُر ہین اور بعضے ارباب قصص نے یون کہا ہے
کہ اسے انبیا اور مرسلین کی صفتین مراد ہین جو اللہ تعالی کیطرف سے خلق اللہ کے احسان
اور نفع کیواسطے بہیجے گئے ہین اور مخالفون اور معاندونکو غضب اور قہر کرتے ہین اور دعوت
الی اللہ کو تمام خلایق مین منتشر کرتے ہین اور حق اور باطل مین فرق کرتے ہین اور اللہ تعالی کا ذکر
اور توحید لوگونکو القا کرتے ہین تاکہ انکے واسطے عذر ہووے تبلیغ اور رسالت کے حق کے
ادا کرنے مین یا خوف دلانا ہو گنہگارون اور منکرون کو اور بعضے اہل تفسیر نے ان پانچون
صفتون کو کئی موصوفونپر حمل کیا ہے چنانچہ پہلی دونون صفتونکو ہواؤنپر اور پچہلی تینون صفتونکو
فرشتونپر اسواسطے کہ ہواؤن اور فرشتونمین بہت مناسبت پائی جاتی ہے چنانچہ یے
دونون یعنے ہوا اور فرشتے لطافت اور بے رنگی اور نظر نہ آنے مین اور حرکت کی سرعت اور

قوی عملونکے قادر ہونے پر باوجود لطافت بنیہ کے ایک دوسرے کے مشابہ ہی اور عطف کا سیاق کلام الٰہی مین اس حمل کو تائید دیتا ہے یا پہلی صفت کو رحمت کے فرشتونپر اور دوسری صفت کو عذاب کے فرشتونپر اور باقی تینونکو قرانی آیتونپر حمل کرتے ہین حاصل کلام کا جب قسم کی تاکید سے فراغت پائی تو اب مطلب ارشاد ہوتا ہی کہ اِنَّمَا تُوعَدُونَ تحقیق جو کچھہ تم وعدہ دیئے جاتے ہو اپنے نیک اور بد کامونپر جنکو تم ہوائی سمجھتے ہو کہ ان کامونکو کوئی ہم سے نپوچھے گا اور یہ ایسے عرض ہین کہ ہرگز باقی نرہین گے جو کوئی باز پرس کرے اور یہہ نہین سمجھتے ہو کہ یہ اعمال کس انقلاب کے اچھائی یا برائی کے سبب پڑین گے لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونیوالا ہے جسطرح ہوا اچھائی یا برائی کا سبب پڑتی ہے اور بڑا انقلاب کر دیتی ہی اور کسی کے گمان مین نہین آتا ہے کہ ہوا عالم کی اچھائی یا برائی کی کسطرح سبب پڑیگی فَاِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ پہر جب ستارے بے نور کر دیئے جاوین اور جو روح ستارونکے جرمونکی مدبر تہی اور ستارونکا نور اسکی تاثیر سے قایم تہا وہ روح اُن جرمونسے جدا ہو جائے جسطرح بینائی کی روح موت کیوقت جدا ہو جاتی ہے اور انکہون سے کچھہ سوجہہ نہین پڑتا اور اسی حالت سے دوسری جگہہ قران شریف مین اس عبارت سے ارشاد ہوا ہے کہ اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ یعنے جب ستارے میلے ہو جاوین پہر بعد اسکے ستارونکے جرم اپنے اپنے ٹہکانونسے کم زور ہوکے گر پڑین گے اور پراگندہ ہو جاوینگے اور اس حالت سے دوسری جگہہ پر یون ارشاد ہوا ہے وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنے اور جب ستارے جہڑ پڑین اور جو نجوم کی لفظ مین اصل لغت کے بموجب ظہور اور طلوع مفہوم ہوتا ہے اسواسطے طمس اور انکدار کے بیانمین نجوم کی لفظ ارشاد ہوی ہے اور کواکب کی لفظ مین اصل لغت کے بموجب ثبوت اور استقرار بوجہا جاتا ہے اسواسطے پراگندہ ہونے اور گرنے کے بیانکی جگہہ کواکب کی لفظ کو اختیار فرمایا ہے تاکہ حالت لاحقہ اور حالت سابقہ مین منافات روشن اور ظاہر ہو جاوے اور جو کواکب کی روح اُنسے جدا ہو جائیگی تو اس روح کا اثر بنی آدم کے صور مثالیہ کے اظہار اور تنویر کیواسطے انکے عقلیہ اور خیالیہ مدارک پر غالب ہوگا وَاِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ اور جب

آسمان پہاڑا جاوے اور اس حالت کو دوسری جگہہ پر انفطار اور انشقاق کرکے تعبیر فرمایا ہے
اور اس حالت کے پہلے آسمانکو سستی اور جوڑ بند کا ڈھیلا پن لاحق ہوگا جسکو سورہ حاقہ
مین یون بیان فرمایا ہے کہ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ اور نفوس سماویہ جوانکے جرمونسے منقطع
ہوجائینگے اور بنی آدم کے نفوس کے ممد اور معاون ہونگے اس سببسے بہی بنی آدم کی عقلی اور
خیالی دریافت دونی ہوجائیگی بلکہ بہت ترقی قبول کرے گی اور افعال غیر متناہیہ کی قوت بہی
انکو حاصل ہوگی شدت مین بہی اور درازگی مین بہی اور تعداد مین بہی اور ہمیشگی کی جزا کے چکہنے
کے قابل ہونگے وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور جسوقت پہاڑ ہوا مین اُڑاے جاوین عرب
کی بولی مین مِنسف اُس چیز کو کہتے ہین جس سے غلہ کو گہاس اور کوڑے وغیرہ سے پاک
کرتے ہین اور اسکو ہندی بولی مین چہاج کہتے ہین اور پہاڑونکے حقمین قران مجید مین کئی
طرح کی عبارت واقع ہوی ہے چنانچہ سورہ طٰہٰ مین یہی معنے ارشاد ہوے ہین کہ
يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا یعنے پوچہتے ہین تجہسے حال پہاڑونکا سو تو
کہہ کہ انکو بکہیر دیگا میرا رب اُڑا کر اور دوسری سورتونمین دوسری طرح کی عبارت آئی ہے
اُن سب مضمون مختلفہ مین جمع کی وجہہ یہہ ہے کہ پہلے زمین کے زلزلہ کے سببسے پہاڑ آپسمین ٹکرا وینگے
گے چنانچہ سورہ حاقہ مین ارشاد ہوا ہے کہ حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً
اور پہر پہاڑ رنگین اون دہنی ہوی کیطرح ہوجاوین گے چنانچہ سورۂ اَلْقَارِعَۃ مین بیان ہوا
ہے پہر ہباء کے مانند ہوجاوین گے چنانچہ سورہ واقعہ مین واقع ہوا ہے کہ فَكَانَتْ هَبَاءً
مُنْبَثًّا یعنے ہوجاوینگے پہاڑ جیسے گرد اوڑتی پہر ہوا اونکو پہاڑونپر مسلط کرین گے اور
اسی حالت کا نام نَسف ہے اور پہاڑ اپنے اپنے ٹہکانونسے اوڑ جاوین گے پہر جو دور سے
انکو دیکہیگا کہیگا کہ پہاڑ ہین اور جب نزدیک پہنچے گا معلوم کریگا کہ سختی اور ٹہوس پن انکے
جزو نمین باقی نہین رہا ہے بدلی کی طرح ہوا مین اُڑتے پہرتے ہین چنانچہ سورہ نمل مین مذکور
ہے کہ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ یعنے اور دیکہے تو

پہاڑونکو تو جانے تون کہ وے جم رہے ہین اور وے چلین گے جیسے بدلی اور سورہ تساول
مین بہی مذکور ہی کہ وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا پہر جو زمین پہاڑونکے نیچے دبی تہی وہ ظاہر
ہو ویگی چنانچہ سورہ کہف مین مذکور ہے کہ وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً یعنے
اور جسدن ہم چلا دین پہاڑ اور تو دیکہے زمین کہل گئی اور پہاڑونپر یہہ حالت طاری ہونیکے سبب سے
زمین کے اجزا جو سخت ہین وے بہی زمین سے جدا ہوکے بنی آدم کے بدنونمین مختلط ہو جائینگے پھر
انکا بدن ان اجزا کے ملنے کے سبب سے طول اور عرض اور قوت اور سختی مین بہت زیادہ
ہو جائیگا جسکا وصف بیان سو نہین سکتا وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ اور جب رسولونکو وقت مقرر
کر دیا جاوے تاکہ آگے پیچہے اس اپنے وقت مقرر کے موافق اپنی اپنی امتونکے ساتہہ حشر کے
میدانمین آکے حاضر ہووین اور حساب اور عملونکا وزن کرنا اور مظلومونکا حق ظالمونسے پورا دلانا
اور پل صراط سے پار اتارنا رسولونکی حاضری اور گواہی سے ظہور پاوے اور جن لوگونے
رسولونکے پیغام کو قبول کرکے اسکے موافق عمل کیا تہا وے جدا ہو جاوین اُن لوگون سے
جنہون نے رسولونکے کہے کو نمانا تہا اور اسپر عمل نکیا تہا غرض کہ جو جس لایق ہے اور جس چیز کا
مستحق ہی ویسا ہی معاملہ اسکے ساتہہ کیا جاوے گا اور اذا جو حرف شرط کا ہی اسکی جزا
محذوف ہی اور محذوف پر قرینہ ماسبق کا دلالت کرتا ہے یعنے جب یے امور واقع ہونگے
تو وہ وعدہ بہی واقع ہوگا اور اگر قیامت کے جو منکر ہین وے پوچہین کہ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ
کسدن کیواسطے ان چیزونکی تاخیر کی ہے اسیوقت کیون نہین یے چیزین واقع ہوتی ہین تاکہ
جزا کا وعدہ بہی ثابت ہو جاوے اور ہمارا شک اور انکار بہی وقع ہو جاوے تو اسکے جواب
مین چاہئے کہنا کہ لِیَوْمِ الْفَصْلِ واسطے آنے روز فصل کے اِن چیزون کی تاخیر کی گئی ہے
اور فصل کا دن اسطرح کا نہین ہی کہ اسکے تاخیر کے بہید کو آسانی سے بوجہہ لو چنانچہ سورۂ
تساول مین اُسدنکے تاخیر کی بعضی وجہین مذکور ہین وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ اور کیا
جانا تونے کہ کیا ہی دن فصل کا اسواسطے کہ عقل اسکی دریافت سے عاجز ہی اور اگر غیب

کیطرف سے اسکو بیان کرین تو اسکا بیان نہوگا مگر انہی عظیم حادثون کے ساتھ جو اسمین واقع
ہونگے سو پہر یے کہین گے کہ ان حادثونکو کسواسطے اس روز پہ موقوف رکہا ہے اسواسطے
یہی اولی اور انسب ہے کہ اس روز سے خوف دلایا جاوے اور کہا جاوے کہ وَیلٌ یَومَئِذٍ
لِلمُکَذِّبِینَ بڑی خرابی ہے اسدن جہٹہلانے والونکو اب سمجہہ رجانا چاہیئے کہ قیامت کے
منکرونکو اس واقعہ کے واقع ہونے کیوقت دس طرح سے سختی آگے آوے گی پہلی سختی یہہ
جس چیز کی امید نتہی وہ یکایک آن پہنچی اور اُسکے آنے سے مدہوش اور متحیر ہو جاوین گے
اور یہی وہ سختی ہے کہ ہر ایک قیامت کے منکر کو قیامت کے آنے کیوقت لازم ہے اور سخت
مصیبت سے جو اس آیت مین مذکور ہے یہی سختی مراد ہے اور اسکے بعد دوسری نو سختیان
جو قیامت کے منکرون کیواسطے خاص ہین اور انکے آگے آوین گی سو اس سورت کے آخر تک
بیان فرمائی ہین اور اُن سختیونکے اسباب کیطرف بہی اشارہ کیا ہے پس اس آیت کو اس سورت مین
فقط تاکید کیواسطے مکرر سمجہنا تامل اور فکر کے قصور سے ہے سو دوسری اور تیسری اور چوتہی سختی
کی وجہہ یہہ ہے کہ منکر لوگ اپنے جہل مرکب پر اور مقدمات مزخرفہ کے فساد پر یکایک مطلع اور
خبردار ہووین گے جن مقدمات کے سبب سے قیامت کے انکار پر بہت اصرار کرتے تہے سو اسوقت
اپنی غلط فہمی اور قصور دانش پر آگاہ ہووین گے اور معلوم کرین گے کہ ہمکو ذات اور صفات الہی
کے عقاید دنیا مین ہرگز متیقن نتہے اور حقتعالی کی قدرت اور اسکی تاثیر سے بالکل بے خبر رہے
ہم پس دوسری وجہہ اس سختی کی یہہ ہوگی کہ وے لوگ دنیا مین حقتعالی کو ایسا قادر
نجانتے تہے کہ کروڑون بے انتہا آدمیونسے بدلا لے سکیگا اور کہتے تہے کہ یوم الفصل کے
آنے کو انبیا اور رسول بعد بالکل ہلاک ہو جانے نوع انسانکے بیان کرتے ہین اور یہہ بات
کسی کی عقل مین نہین آتی ہے کہ تمام نوع انسانکی ایک وقت مین فنا ہو جاوین اور ہلاک
ہو جاوین اسواسطے کہ جو حادثہ دنیا مین واقع ہوتا ہے تو اُس سے بعضے لوگ اپنی قوت کے
زور سے یا مکانکی مضبوطی سے یا کسی تدبیر اور حیلہ سے نجات پاتے ہین کبہی دنیا مین ایسی کوئی

آفت نہین آئی کہ سب کے سب اس آفت مین گرفتار ہو کے ہلاک ہو جاوین سو حقتعالی اُنکے اس
شبہہ کے جوابمین ایک تمثیل بیان فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اسبات کا سمجہنا اور
شبہہ کا دفع کرنا تمپر بہت آسان ہے اسواسطے کہ ہلاک کرنا ایک آدمی اور ہزار آدمی کا برابر ہے
اور جو تمنے لاکہون کروڑون آدمیونکا مرنا مختلف زمانونمین دیکہا اور سُنا تو اسی پر قیاس کرلو
کہ تمام نوع انسانکی ایک وقت مین روح سلب ہوسکتی ہی چنانچہ دوسری جگہہ پر فرمایا ہے
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ یعنے نہین ہی پیدا کرنا تمہارا اور نہ مار کے
پہر جلانا تمہارا مگر جیسے ایک جان کا مارنا اور جلانا اور اگر تمکو لاکہون کروڑونکے ہلاک مین
جو مختلف زمانے مین ہلاک ہوے ہین کچہہ شبہہ ہووے تو ہم کہتے ہین کہ اَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ
کیا نہین ہلاک کیا ہمنے پہلونکو کہ حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے ابتک سب مسلوب الروح
اور ہلاک ہوچکے ہین ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ پہر انکے پیچہے لیجاتے ہین ہم پچہلونکو اسواسطے
کہ ہر وقت مین مردے مرتے چلے جاتے ہین اور جب ہلاکی اسقدر انبوہ کثیر کی مختلف زمانونمین ثابت
ہوئی تو ثابت ہوا کہ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ایسا ہی کرین گے ہم گنہگارونکے ساتہہ پہلے
مرتبے صور کے پہونکنے کیوقت یعنے سب کی روح ایک ہی وقت مین سلب ہوگی اور اسکے
پہلے سب نوع انسانکی روح جو ایک وقت مین سلب نہین ہوتی ہے سو اسکا سبب یہہ ہے کہ
انمین بیگناہ بہی بہت ہوتے ہین اور گنہگار نیک نطفہ کو اپنی پیٹہ مین رکہتے ہین اور اسکی
نسل سے معرفت اور عبادت کی اُمید ہے اور جسوقت نفخ صور کا ہوگا اسوقت سب گنہگار
ہونگے اور سلسلہ توالد اور تناسب کا منقطع ہوجائیگا اسواسطے کہ چالیس برس پہلے سے
بنی آدم مین عُقم لاحق ہوگا یعنے سب عورت مرد بانجہہ ہوجائیگے نیک اولاد کی امید بہی نرہیگی
اس سبب سے سب قابل ہلاک کے ہونگے چنانچہ صحیح حدیثونمین یہہ مضمون موجود ہے کہ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ اللهَ اللهَ یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ نہ قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی جو کہے گا اللہ اللہ یعنے

اللہ تعالی کا نام لینے والا کوئی باقی نرہیگا ویل یومئذ للمکذبین بڑی خرابی ہے
اُسدن جھٹلانیوالونکو اپنے عقیدونکے فساد پر اور اپنے شبہونکے بطلان سے خبردار ہونے پر جسکو
اگر دنیا میں چاہتے تو ادنے تامل سے دور ہوسکتا تہا سو نکیا اور وہان اپنے ہاتہونکو ندامت سے
کاٹینگے لیکن کچہہ فائدہ نہوگا اور تیسری سختی کی وجہہ اُسدن یہہ ہوگی کہ کافر دنیا میں یہہ
اعتقاد نہین رکہتے ہین کہ حقتعالی مردونکو زندہ کریگا تو گویا حقتعالی کی دوام ربوبیت کے اپنے
نزدیک منکر ہین اور کہتے ہین کہ تم لوگ آخرت کے انتقام کو دنیا کے انتقام پر قیاس کر کے
کہتے ہو اور اس سبب سے آخرت کے انتقام کو ثابت کرتے ہو لیکن یہہ قیاس مع الفارق ہی اسواسطے
کہ دنیا مین انتقام زندونسے ممکن ہے کہ انکو رنج اور دکہہ پہنچا سکتے ہین بلکہ ہلاک بہی کر سکتے
ہین لیکن مرے ہوؤنسے کسطرح عوض لینا ممکن نہین ہے مگر دوبارہ کے زندہ کرنیکے بعد
اور زندگی کیواسطے شرط ہے کہ مادّہ قابل زندگانی کے ہووے لکڑی اور پتہر کو زندہ کرنا
ممکن نہین ہے اور مردونکا بدن قیامت کے آنے تک سڑگل کے ریزہ ریزہ ہوکے منتشر
ہوجائیگا اور زندگی کے قبول کرنے سے بہت دوری پیدا کریگا پہر زندگانی کا اعادہ اُسمین
کسطرح تصور کیا جاوے سو حقتعالی انکی اس غلط فہمی اور انکی کوتہ نظری پر انکو خبردار کرتا ہے
کہ یہہ عقیدہ تمہارا باطل ہے قیامت کے دن اس عقیدہ کا فساد اور اس شبہہ کی سستی تمکو
معلوم ہووگی اسواسطے کہ اپنی پیدایش کی ابتدا کو خوب جانتے ہو کہ کیسی گندہ بدبو چیز سے
ہوئی ہے الم نخلقکم من ماء مھین کیا نہین پیدا کیا ہمنے تمکو ایک پانی حقیر بے قدر سے
اور وہ نطفہ ہے کہ پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے اور بدن اور کپڑا اسکے سبب سے نجس ہوجاتا ہے
اور اسکی بدبو دماغ کو پریشان کرتی ہے اور وُہ اسطرح کا بیقدر ہی کہ جتنے مرتبے ہضم کے ہین
انکو طی کر کے آخر ہضم کا فضلہ ہوا ہے اور طبیعت نے اپنے خالق کے اذن سے اسکو ایک
عضو سے کہیچ کے خصیتین کی راہ سے نازکیکے سوراخ سے باہر ڈالا ہی اسواسطے کہ بدنکی
غذا کے قابل اسکو نپایا سواستے بے پرواہوکے پایخانہ اور پیشاب کیطرح اسکو باہر ڈالدیا اور یہہ

بات ظاہر ہی کہ اگر طبیعت اسمین کچھہ بھی زندگی کی قابلیت پاتی تو اسکو اسطرح ذلیل کرکے پہینکنے مین بخل کرتی جسطرح خون اور دوسرے فضلون مین کرتی ہی کہ انکو ہرگز اس حقارت سے نہین پہینکتی ہے فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پہر کردیا ہمنے اس بیقدر پانی کو اپنی عنایت سے ایک ٹہراؤ کی جگہہ محفوظ مین جو مکان ہونے کی قابلیت رکھتی ہے یعنے مان کا رحم جسکو ہندی مین بچہ دان کہتے ہین اور وہ ایک عضو ہی عصبانی اسکا طول بدون حمل کے بارہ انگلیونکی برابر ہوتا ہے اسی شخص کی انگلیون سے اور معدے کے متصل مثانہ کے نیچے آنتونکے اوپر مستقیم آتھے اور اسمین دو خانہ بنائے ہین توأمین کے تولد کیواسطے اگر اتفاق پڑے اور ہر خانہ اسکا ایک سوراخ رکہتا ہے ناف کیطرف چہاتیون تک کہ بچے کی غذا کیواسطے خون اور حیض اسی راہ سے آتا ہے اور جب بچہ اسمین پیدا ہوتا ہی تو طول اور عرض مین اس بچہ کے جسم کی برابر وہ بھی بڑہتا ہے اور اس عضو کی پیٹھ رباطات سے مضبوط باندہ دی ہے سوانہی رباطات کے سبب سے بچہ جننے کیوقت پیٹ یعنے پیٹھ سے نکل آتا ہے اور اسکا مونہہ فرج کے سوراخ کے متصل ہی اور مرد کا تازہ جماع کیوقت اسمین داخل ہوتا ہے سو نطفہ ایسے محفوظ مکان مین کہ پیٹ کے اندر اعصاب کی طنابون سے مضبوط بندہا ہوا ہی جیسے سنگین حویلی ناف شہر کے محلہ مین اور کوچہ غیر نافذہ مین سب آفتون سے بچی ہوی ہوتی ہی ایسے جگہہ اسکو رکہا ہمنے اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ایک مدت معین تک کہ اکثر وہ مدت نو مہینے کی ہوتی ہی کمی بیشی اسمین بہت کم ہوتی ہے فَقَدَرْنَا پہر اندازہ کیا ہمنے اتنی مدت مین ہر چیز کا یعنے جو شرطین اور لوازمات اسکی زندگی کے کمال مین مطلوب اور ضرور تہے فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ پہر کیا اچہا اندازہ کرنیوالے ہین ہم اسواسطے کہ اتنی مدت مین کوئی چیز ضروری رہ نہین جاتی ہی اور کوئی چیز زاید اور بیکار پیدا نہین ہوتی ہے بخلاف دوسرے اندازہ کرنیوالونکے کہ جب کسی مہم کی برآورد کرتے ہین تو اسمین بعضی ضروری چیزین رہ جاتی ہین اور بعضی زاید اسمین مل جاتی ہین اسیواسطے جب اسکام سے فراغت ہوتی ہے تو برآورد اور واقع مین بڑا

تفاوت ظاہر ہوتا ہے اور پھر جمع اور خرچ کے تغیر اور تبدل کیطرف محتاج ہوتے ہین
اُس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ جب بچہ دان عورت کا معتدل منی سے پُر ہو جاتا ہی تب اسکا
موہنہ بند ہو جاتا ہی پھر کوئی چیز اسکے اندر جا نہین سکتی تاکہ اُس منی کو فاسد نکر دیوے
پھر اُس منی سے جو بچہ دانکے اندر کی جلد سے ملی ہوئی ہوتی ہے اسکو باریک چمڑے کی صورت
کر دیتے ہین جسکو عربی مین غشا اور ہندی مین جھلی کہتے ہین تاکہ اسمین جانکی رگین در آسکین اور
انکے در آنے کے سبب سے خون کا پہنچانا آسان ہووے اور اُس جھلی کو عرب لوگ مشیمہ کہتے
ہین اور ہندی لوگ جھڑ کہتے ہین اور اس جھلی کے اندر ناف سے مثانہ تک ایک پردہ دوسرا
اسیطرح کا ٹن دیا جاتا ہے تاکہ فضلات کو دفع کرتا رہے اور پھر اسکے اندر ایک پردہ اور
رطوبات کی محافظت کیواسطے بنایا جاتا ہے اور فی ظلمات ثلث جو سورہ زمر مین واقع ہوا
ہی اُس سے یہی تینون پردے مراد ہین اور جو اس منی کا خلاصہ ہوتا ہے وہ بچہ دانکے اندر کے
خانون مین جو اسکے موہنہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین چپک جاتا ہی اور آہستہ آہستہ جمنا شروع
ہوتا ہی اور اس جمنے کے وقت مین اس مکانی حرارت کے سبب سے جوش بھی مارتا ہی پھر
اس جوش کے سبب سے کف نکلتا ہی اور وہ کف اسکے بیچ مین ٹھہر جاتا ہے وہی دل ہوتا ہے اور یہہ
کف منی کے رحم مین جانیکے بعد تیسرے دن ظاہر ہوتا ہے پھر چوتھے روز ایک سیاہ نقطہ
اسکے اوپر ظاہر ہوتا ہے وہ دماغ ہوتا ہے پھر چھٹین روز ایک نقطہ دوسرا پیدا ہوتا ہے
داہنی طرف اُس کف کے جسنے بیچ مین قرار پکڑا ہے اور یہہ جگر ہوتا ہی سو اس مدت تک
کہ اکثر ایک ہفتہ ہوتا ہے اُس نطفہ منی کو رغوہ اور کف کہتے ہین پھر اس ہفتہ کے گذر جانیکے
بعد رگونکے خط کھینچے جاتے ہین اور اکثر دسوین روز یہہ امر واقع ہوتا ہی اور رنگ منی کا اسوقت
مین سرخی پر آتا ہی غرض کہ پندرہوین دن خوب سرخ ہو جاتا ہی پھر اسوقت اسکو علقہ کہتے
ہین یعنے خون جما ہوا اسواسطے کہ سوائے اُن تینون جھلیونکے باقی سب سرخ ہو جاتا ہے
اسیواسطے بعضے ماہر طبیبون نے کہا کہ وے تینون پردے خاص عورت کی منی سے ہوتے ہین

مردکی

مرد کی منی سے نہین ہوتے اور جب ستائیسوان دن اتا ہی تب وہ خون بستہ جسکا نام علقہ ہی
سخت ہونے لگتا ہے اور دماغ دونون کاندہون سے جدا ہوجاتا ہی اور آہستہ آہستہ اعضا کا دول
پڑنے لگتا ہے یہان تک کہ ایکتالیسوین دن مختلف اعضا کی صورتین نمودار ہوجاتی ہین پہر اسوقت
اعضاء رئیسہ سے اعضاء خادمہ جمتے ہین اور شرائین یعنے رگین جانکی پیدا ہوتی ہین اور اُن پر دو نمیدرآ
کے رحم کی شرائین مین چپک جاتی ہین اور پہر تین سُستہ دن گذرنے کے بعد خون سے غذا لینا
شروع کرتا ہی اور دموی اعضا جیسے گوشت وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوتے ہین اور
اسکے اُروُدہ ماکے اُرودہ سے مل کے خون چوسنا شروع کرتے مین یہان تک کہ تہتر روز تمام
ہونے کے بعد اسکا تمام بدن گوشت اور پوست کی پوشش سے تیار ہوجاتا ہی اسکا مونہہ ماکی
پیٹہہ کیطرف ہوتا ہے اور دونون ہتہیلیان اسکے ہاتہہ کی اسکے دونون زانون پر اور دونون
طرف دونون پاؤن اور دونون پاؤنکے درمیانین سر کو جہکاکے بیٹہتا ہی اور جسقدر روز
بڑہتا جاتا ہی اسیقدر بچہ دان بہی کشادہ ہوتا جاتا ہے اور روح طبعی اور حرارت اسکے بڑہانے
مین مشغول ہوتی ہی پہر منی کے وقوع سے نوّے دن گذرنے کے بعد حیوانی قوتین اسمین پیدا
ہوتی ہین سو پہلے مہینے مین معادن کا حکم رکہتا تہا کہ کسی طرح حرکت کر نسکتا تہا پہر دوسرے
مہینے مین مانند گہاس کے تہا کہ بڑہنے اور غذا کرنے کی حرکتین اُسسے بے ارادے ظاہر ہوتی تہین
پہر تیسرے مہینے مین حیوان کا حکم پیدا کیا پہر جب سَو دن پورے ہوتے ہین تو اسکی حیوانی قوت
دماغ کو پہنچتی ہی اور حرکت ارادی ضعیف سی اسمین پیدا ہوتی ہے جسطرح کوئی نقیہہ یا ضعیف
کہ ہلنی ڈلنی کے قوت نرکہتا ہو اور پہر ایک سَو دس دن کے بعد اس شخص کے مانند ہوتا ہی
جو کچہہ جاگتا اور کچہہ سوتا ہوتا ہی یہان تک کہ ایک سو بیس دن کے بعد قوت حیوانی اسمین کامل
ہوجاتی ہے اور جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چلہ گذرنے کے بعد بچہ مین روح آتی ہی اور
جہان پڑتی ہے سو اُسی حالت کی طرف اشارہ ہے کہ بعد گذرنے ایک
سو بیس روز کے روح انسانی اسمین آتی ہے اسواسطے کہ حقیقت مین روح وہی ہے اور پہلے

اسکے ایک حیوان تہا دوسرے حیوانون کی طرح کا اور جب اس حد سے تجاوز کرتا ہی تو
حرکت اسکی پیٹ کے اوپر سے معلوم ہوتی ہی یہان تک کہ سات مہینے مین ہمیشہ اسکے ہلنے ڈُلنے
کے سبب سے اُسکے اعضا سخت ہو جاتے ہین اور کچہہ قوت پکڑتے ہین گویا کہ
اتنے دنون اُسنے ورزش اور محنت لیتے تہے پہر بعد اسکے جہلی کے تینون پردے پہاڑنے
قادر ہوتا ہے اور اپنی رگونکو ماکی رگونسے جدا کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے پہر چاہتا ہی
کہ کسیطرح مین اس تنگ مکانسے نکلون یہان تک کہ نوسے مہینے حقتعالی کے حکم سے باہر آتا ہے
اور نجومی لوگ یون کہتے ہین کہ جب تک نطفہ پانی کی شکل جما ہوا رہتا ہے تب تک زحل اور
مشتری کی تربیت مین رہتا ہی زحل کی برودت اور مشتری کی رطوبت کی تاثیر سے اور جب سرخی
پکڑتا ہی اور خونکا سا رنگ ہوتا ہے تب مریخ اسپر غالب ہوتا ہے اور یے تینون ستارے لنبا دور کرنیوالے
ہین پہر انکے بعد جن ستارونکا دور نزدیک ہے وے اسکی تربیت کرتے ہین اور وسے ستارے
افتاب اور زہرہ اور عطارد ہین اور جب اسمین روح پہونکی جاتی ہے تب چاند کی تربیت مین آتا ہے
پہر زحل کی تربیت مین آتا ہی اسواسطے کہ وہ نوان گہر نقل اور حرکت کا ہی اور یہہ اندازہ معین
جو بیان کیا گیا ہے یہہ اس صورت مین ہی کہ کوئی دوسری خصوصیات اسکو لاحق نہو وین
جیسے والدین کے مزاج کی حرارت یا منی کی حرارت یا موسم گرمی کا ہووے یا شہر جنوبی ہووے
یا ان سبکی ضد ہووین تو ان سببونسے اس بچہ کے بچہ دان مین رہنے کی مدتمین کمتی زیادتی لاحق
ہوویگی اور اسکا قاعدہ یہہ ہی کہ فعل اور تاثیر مین برودت سے حرارت قوی اور زبردست ہے
اور تاثر یعنے اثر کے قبول کرنے مین رطوبت یبوست سے اقوی ہی سو اگر مان باپ اسکے جوان
ہونگے اور انکا مزاج بہی محرور ہوگا اور منی بہی شہد یا دوسری کوئی گرم چیز سے پیدا ہوی
ہوگی اور گرمیونکے دنونمین نطفہ ٹہرا ہوگا اور شہر بہی گرم ہوگا تو اسمین حرارت اور یبوست
بہت ہوگی اور اسکے عکس مین برودت اور رطوبت کا غلبہ ہوگا سوان چارون کیفیتون سے
دو کیفیتون کے جمع ہونے سے حمل کی مدت مین تفاوت ہو جائیگا لیکن چہہ مہینے سے کم اور دو

دو سال سے زیادہ اور بعضی روایت مین چار سال سے زیادہ کبہی واقع نہین ہوا ہے اور جو
زندہ کرنا نطفہ کا باوجود اس حقارت اور ناچیزیکے اور بوے بد اسمین آنے کے اللہ تعالی کے نزدیک
کچہہ حقیقت نہین رکہتا ہے بلکہ کس مرتبے اور کمال کو اسکو پہنچاتا ہے پہر مُردونکی سڑی ہوی
ہڈیان اور گلے ہوے اجزائونکو مدت دراز گذرنے کے بعد زندہ کرنا اسکے نزدیک کیا چیز ہے
اسواسطے کہ نطفہ کا حال بہی مردونکے بدن اور ہڈیونسے کم نہین ہے پہر نو مہینے پیٹ مین
رہنے سے کسقدر کمال کو پہنچتا ہے پہر اسیطرح مردونکے بدن بہی کچہہ مدت زمین مین رہکے
اگر انتہا درجیکے کمال کو پہنچین تو یہہ بات کچہہ عقل کے خلاف نہین ہے سو جب یہہ بات ظہور
پاوے گی بس وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہین اسدن اس قدرت کے منکرونکی
کہ باوجود اس قدرت کے آثار دن رات دیکہنے کے کہ ہمیشہ لوگ پیدا ہوتے جاتے ہین پہر بہی
متنبہ اور خبردار نہین ہوتے ہین اور جو بہی وجہہ اسدن کی سختی کی منکرونپر یہہ ہے کہ یہ لوگ
افعال الٰہی کو اپنے اسباب مالوفہ کا مقید بوجہتے ہین اور اس مالک الملک علی الاطلاق کو اپنی
طرح اسباب اور آلات کا مقید جانتے ہین گویا کہ اسبابکو تاثیر مین اسکا شریک گردانتے ہین
اور بدون اسباب کے اسکو عاجز سمجہتے ہین یہی وجہہ ہے جو کہتے ہین کہ نطفہ کا مانکے پیٹ مین
جانا اور کامل ہوکے نکلنا بچہ دان کی خاصیت سے ہے اسواسطے کہ اگر نطفہ کو زمین پر ڈال دیوین تو
آدمی کی پیدایش اُسسے کسیطرح متصور نہووے سو حقتعالی اُنکے اس عقیدہ کو بہی باطل کرتا ہے
اور اشارہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اس اپنے عقیدے پر بہی بہت افسوس کرینگے اور اپنی
غلط فہمی اسدن بوجہینگے کہ ہمنے دنیا مین کچہہ بہی غور اور فکر نکی اور یہہ نبوجہے کہ زمین بہی
مانکے بچہ دان کی خاصیت رکہتی ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا کیا نہین کیا ہمنے زمین کو جمع کرنیوالی
اَحْيَاءً بہت سے زندونکو جیسے حشرات کہ بغیر مانکے بچہ دان کے پیدا ہوتے ہین وَاَمْوَاتًا
اور بہت سے مردونکو یعنے جمادات کو جو اپنی خوش وضعی اور خوش رنگی مین اور مرغوب اور
محمود ہونے مین کچہہ زندہ آدمیونسے کم نہین ہین جیسے یاقوت اور الماس اور زمرد اور نمک کی کانین

اور دوسری کانی چیزین جو تاثیر مین تمام نباتات سے بہتر ہین سو جب زمین کی تربیت سے
ایسی چیزین ظاہر ہوتی ہین پہر اگر مردونکی سڑی ہوی ہڈیونکو تربیت کرکے زندہ نکالے تو
کیا عجب ہے اور اگر منکر لوگ یون کہین کہ زمین اگرچہ تربیت زندون اور مردونکی کرتی ہی جیسے
حشرات اور کانی چیزین کہ یے البتہ پیدا ہوسکتی ہین لیکن انسانکا تولد اسکی تربیت سے کسیطرح ممکن
نہین ہی اسواسطے کہ انسانکا جسم ایسی چیزونسے مرکب ہی جو آپسمین بڑا اختلاف رکہتی ہین
چنانچہ بعضی چیزین نہایت سخت اور کرخت اسمین واقع ہین جیسے ہڈیان اور بعضی بہت ہی لطیف اور
باریک ہین جیسے ہوائی روح اور بعضی ان دونوںکے درمیانمین ہین منعقد اور جمی ہوی جیسے دوسرے
اعضا اور بعضی بہنی والی اور جاری ہونیوالی ہین جیسے خلط اور فُضلات یعنے پیشاب اور غلیظ وغیرہ
سو زمین بے شعور کی طبیعت سے اس قسم کے افعال مختلف اور تصویرین رنگارنگ کسطرح یقین کرین ہم
کہ زمین ایسی چیز پیدا کرسکتی ہی تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ ہان زمین باوجود اسکے بے شعوری
اس قسم کے عجائبات پیدا کرسکتی ہے جسطرح بچہ دان عورت کا اسواسطے کہ بے شعوری مین دونون
برابر ہین دونومین افعالونکا رنگ برنگ ہونا ہمارے ارادے اور خواہش سے ہے وَجَعَلْنَا فِيهَا
رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ اور کردئے ہمنے زمین مین پہاڑ بہت بلند جنکی سختی اور بلندی انتہا کو پہنچی اور
ان پہاڑونکے نیچے نہرین اور چشمے جاری کئے ہمنے وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا اور پلایا ہمنے
تمکو انہی پہاڑونکے دامن سے پانی بہت میٹھا جو تمہاری پیاس کو بجھاتا ہے تو معلوم ہوا کہ زمین کی
تربیت سے بہی بعضی چیزین بہت سخت جیسے پتھر اور بعضی بہت نرم اور لطیف جیسے پانی پیدا کرنا
ممکن ہی پہر جب یہہ ثابت ہوا تو وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ بڑی خرابی ہی اسدن جہٹلانیوالونکی
جو آدمی کے زندہ ہونے کو زمین سے انکار کرتے ہین اور یہہ نہین بوجہتے ہین کہ زمین مین لطیف اور
کثیف دونون قسم کی چیزین موجود ہین اور ہر ایک چیز انمین سے زمین کی طبیعت کی خاصیت سے دوسری
قسم کا لباس پہنتی ہے پہر کیا تعجب ہی کہ مردونکے بعضے جزنطفہ ہونے کی لیاقت پیدا کرین
اور بعضے لطیف ہوکے روح ہوائی ہو جاوین اور بعضے کثیف اور غلیظ ہوکے اعضا اور ہڈیون اور

رنگ پتہونکی شکل ہوجاوین اور پہر صور کا پہونکنا ارواح مجردہ کا بدلونکے ساتہہ متعلق ہوجانیکا سبب بنیگا جسطرح پیٹ کے بچہ کے اندر روح پہونکی جاتی ہے اور پانچوین وجہہ اسدنکی سختیکی منکرون کیواسطے یہہ ہوگی کہ آفتاب کو اسدن نزدیک لاوینگے اور دوزخ کی گرمی اور اسکے بخارات اُٹہے ہوے یے سب جمع ہوکے حشر کے میدان کو تنور کیطرح دہوین اور چنگاریون سے پُرکردینگے اور لوگ اس گرمی سے تنگ ہوکے سایہ کے ڈہونڈہنے کو ادہراودہر دوڑینگے اور کہین سایہ کا نشان نپاوینگے تاکہ کچہہ آرام پاوین اور جو مومن کامل الایمان ہونگے وے حقتعالی کے عرش کے سایہ مین جگہہ پاوینگے اور کافرونکے سامنے عذاب کے فرشتے آگ کے گرزلے کے خوفناک شکلونسے نمودار ہونگے اور کہینگے کہ اِنطَلِقُوا اِلیٰ مَا کُنتُم بِہٖ تُکَذِّبُونَ آؤ چلو اس چیز کیطرف جسکی تم انکار کرتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ ہرگز ہونیوالی نہین ہے اور وہ چیز جدائی اور امتیاز اور تفرقہ ہے نیکون اور بدونکے درمیانمین اور پہلی چیز امتیاز اور جدائیکی آج کے دن تم دونون فرقونمین یہہ ہے کہ نیک لوگ کیسے عمدہ سایہ مین ہین جسکے سبب سے جناب رب العالمین کا قرب انکو حاصل ہے اور تم لوگ اس بلامین مبتلا ہوا اور تمہارے واسطے جو سایہ مقرر ہوا ہے اسکا حال چلکے دیکہو اِنطَلِقُوا اِلیٰ ظِلٍّ ذِی ثَلٰثِ شُعَبٍ چلو سایہ تہ تارے کیطرف جسکی تین شاخین ہین قتادہ اور دوسرے مفسرون نے روایت کی ہے کہ کافرون اور بدکارونکے سایہ کیواسطے ایک دہوان دوزخ سے اُٹہیگا کہ ہر شخص کو انمین سے تین طرف سے گہیریگا ایک ٹکڑا اسکے اوپر سایہ بان کیطرح ٹہریگا اور ایک ٹکڑا داہنے اور ایک ٹکڑا بائین ہوجائیگا اور تمام حساب سے فراغت ہونے تک وے لوگ اسی سایہ کے نیچے رہینگے اور ایماندار نیک کردار عرش معلی کے سایہ کے نیچے آرام سے کہڑے ہونگے اور محققین عاقلون نے یون کہا ہے کہ وہ آگ کا دہوان جو منکرونکو گہیریگا وہ انکے بُرے عملونکی صورت مثالی ہوگی جو اس تاریک شکل سے ظاہر ہوکے انکو تین طرف سے آگہیریگی جسطرح دنیامین انکے نفس کو انہی تینون طرف سے گہیرا تہا چنانچہ ایک شیطانی قوت کی تاریکی اور اُسسے وہ عقل مراد ہے جو وہم مین پہنسی ہوئی ہے اور اسکا منشا

دماغ ہی جو سب بدنکے اوپر ہے اور دوسری غضبیہ قوت جسکا منشا دل ہے جو بدن کے
بائین طرف واقع ہے اور تیسری شہویہ قوت جسکا منشا جگر ہے جو بدنکے داہنی طرف واقع ہی
اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک قوت غضبیہ اور شہویہ دونون دلمین ہین لیکن قوت
غضبیہ داہنی طرف دل کے متعلق ہی اور قوت شہویہ بائین طرف دل کے متعلق ہے اس
سبب سے جو دہوان کہ قوت غضبیہ کی تاریکی سے اُٹہے گا وہ بدنکے داہنی طرف ٹہریگا اور جو
دہوان قوت شہویہ اور حرص کی تاریکی سے اُٹہے گا وہ بدن کے بائین طرف ٹہریگا اور ابو مسلم
اصفہانی نے کہا ہے کہ ذی ثلث شعب کے معنے یہ ہین کہ وہ دہوان تین صفتین رکہتا
ہوگا ایک صفت اسکی لَا ظَلِیْلٍ اور دوسری صفت اسکی لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّھَبِ اور تیسری
صفت اسکی اِنَّھَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ لیکن اس صورتمین انہا کی تانیث کیواسطے کوئی وجہہ
چاہئے اسواسطے کہ لفظ ظل کی جو اسکا مرجع ہے وہ مذکر ہی لیکن یون کہہ سکتے ہین کہ
ظل کو جو ذی ثلث شعب کرکے موصوف کیا تو ان صفتونکے سبب سے جمع کے معنے اسمین پائے گئے
تو معنونکی رعایت سے وہ لفظ مونث ہوئی اسواسطے کہ جو جمع ہی وہ مونث کے حکم مین ہے
اور بعضون نے یون کہا ہے کہ انہا کی ضمیر شعب کیطرف راجع ہی ظل کیطرف نہین ہے فقط
اور جو ظل کا حال بیان فرمایا کہ ہرگز راحت اُسسے حاصل نہوگی اور آگ کے شعلونکو دفع نکریگا
اور اسکی تعلیل کے مقام مین ترقی کے طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ اسکے تینون شعبے بڑی بڑی
چنگاریان پہینکین گے پہر ایسے سایہ سے نفع کی امید کسطرح رکہا چاہئے غرض کہ ہر طرح سے
کافرونکا سایہ اسدن مومنون کے سایہ کے خلاف ہوگا چنانچہ لَا ظَلِیْلٍ نہ منع کریگا یعنے
نروکے گا وہ سایہ آفتاب کی گرمی کو یہہ مشتق ہے ظل ظلیل سے جو عرب کا قول ہے یعنے سایہ بہت
انبوہ کا ہی اور اسمین سوراخ ہین جنکی راہ سے آفتاب کی شعاع پہنچتی ہے اور سایہ کے فائدہ
مین نقصان کرتی ہی وَلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّھَبِ اور نہ دفع کریگا آگ کے شعلوںسے کچہہ یا بہتیرکی طپش کو
جو پیاس کے غلبہ سے ہوگی اور سایہ مین انہی دو چیزونکا فائدہ ہے یعنے اُوپر کی گرمی کو

بچانا اور بہتر کی سورش کو تسکین دینا پہر جب یے دونون چیزین اسمین نہوین تو گویا وہ سایہ ہی نہین ہے بلکہ دوزخ کی اگ کا دہوان ہے جو بدلی اور سایہ بانکی صورت دور سے نمودار ہوگا اسواسطے کہ اِنَّھَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ بے شک وہ دوزخ پہینکیگی بڑی بڑی چنگاریان کہ ہر ایک چنگاری اسکی طول اور عرض مین کَالْقَصْرِ جیسے بادشاہون اور امیرونکا محل کہ دنیا مین بہت عمدہ سایہ انہی کے محل کا ہوتا ہے اور ہوا کی گرمی کیوقت کافر اکثر ایسے محلون اور مکانونکی آرزو کیا کرتے تہے سو اسوقت انکی وہ آرزو اس شکل سے سامنے آویگی اور جلدی اور پے درپے جا لگنے مین وے چنگاریان کَاَنَّہٗ گویا کہ وے چنگاریان جِمٰلَتٌ صُفْرٌ زرد رنگ کے اونٹونکی قطار ہین کہ ایک کے بعد ایک جلدی چلے جاتے ہین اور دنیا مین کافر جب جنگل مین یا سفر مین ہوتے تہے تو یہہ بہی آرزو کرتے تہے کہ کاشکے بادشاہون اور امیرونکی طرح ہمارے ساتہہ بہی اونٹونکی قطار ہوتی اور اسپر خیمے اور نمگیرے اور سایہ بان لدے ہوئے ہوتے کہ جہان چاہتے ہم وہان اُترتے اور انکے سایونمین آرام کرتے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ پہاڑ اور بن مین عاجز صاحب نعمت نہین ہرگز ‌ ۔ بنالے خوابگہ خیمے سے اپنے جائے وہ جس جا ۔ سو یہہ آرزو بہی اُسدن اِس صورت سے اُنکے آگے آویگی اور دونون قسم کا سایہ یعنے سفری اور مقامی اُنکے واسطے اس دہوین مین موجود ہوگا اور جمال جمل کی جمع ہے جمع کے معنونکی تاکید کیواسطے تے کو زیادہ کرکے استعمال کرتے ہین اور جمالہ کہتے ہین چنانچہ حجارۃ جو حجر کی جمع ہے اسمین بہی تے کو زیادہ کیا ہے اور جو قیامت کے دن پہلا تفرقہ اور امتیاز نیک و بد مین بہی ہوگا اور جس جس چیز کے وقوع کا اسدن وعدہ دیا گیا تہا اسکا وقوع اور ظہور شروع ہوگا وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہے اُسدن منکرونکے حال پر اسواسطے کہ اوّل اسطرح کا رنج اور غم دیکہینگے اور دوسرے اسباب کو بوجہہ لینگے کہ جو کچہہ اُسدن کی سختی اور مصیبت اور دہشت اور نیکون اور بدون مین جدائی کا احوال ہم سنتے تہے وہ سب واقع ہونیوالا ہے گویا اسوقت تک اسدنکی انکار کی حسرتمین اور اپنے معتقدات کے بطلان مین سختی اور مصیبت کہینچی تہی

اور اب اُسدن کے وقایع اور حادثونکی فکر جو بہت ہی سخت اور مشکل ہے انکے گریبان حال کو پہاڑ لیگی اور سختی پر سختی زیادہ کریگی چہٹہین اُسدنکی سختی کی وجہہ منکرونکے حق مین یہہ ہوگی کہ جب کوئی شخص یکایک کسی مصیبت مین پہنس جاتا ہے اور یہہ بہی گمان ہوتا ہے کہ اِسکے بعد دوسری مصیبت اِس سے بہی سخت اور آنیوالی ہے تو سب کامو نسے پہلے اس مصیبت کے دفع کرنے مین اور آنیوالی کے روکنے مین دل و جان سے متوجہہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی گناہ یا کسی چوری مین پکڑا جاتا ہی تو پہلے چاہتا ہے کہ کسی تقریر سے اُسکی اِنکار کرون اور کوئی بات بناکے اس الزام کو اپنے اوپر سے دور کرون پہر جب دیکہتا ہی کہ انکار بن نہین پڑتی تو عذر درپیش کرتا ہے کہ مجہسے تقصیر ہوئی تاکہ اسکے مواخذہ سے درگذر کرین اور اپنی چرب زبانی سے اس بلا سے خلاصی پاوے سو ہر شخص پہلے اسیطور سے دفع کرنا چاہتا ہے اسواسطے کہ یہہ طور دفع کا آسان ہے اور اسمین دوسرے کیطرف استعانت کی حاجت نہین پڑتی ہی سو کافر بہی جب قیامت کی آمدنی دیکہینگے بلکہ اسکی نشانیان بہی بعضی دیکہین گے جیسے سایہ کی تقسیم کہ ایماندارونکے واسطے یہہ عزت ہوی اور انکے واسطے ایسی کالی بلا درپیش ہوئی تو ارادہ کرین گے کہ اپنے گناہون کیواسطے کوئی عذر درپیش کرین اور بعضے گناہونسے انکار کر بیٹہین سو انکو اس تدبیر ذہب آمیز سے بہی مایوس کئے دیتے ہین کہ هٰذَا یہہ دن جسکا اسکلام فیض انجام مین مذکور ہے اور اسیواسطے اُسدن کو حاضر قرار دیکے ساتہہ صیغہ اشارہ کے جو قریب متوسط کیواسطے ہی متعین فرمایا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ایسا دن ہی جسمین ہرگز دم نمارین گے اور بات نکرسکین گے کہ ہمسے ایسی کونسی تقصیر صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ہمکو اس دہوین کے سایہ مین لئے جاتے ہین اور طرح طرح کے رنج اور عذاب ہمکو دیکہلاتے ہین نافع بن الازرق نے جو خارجیونکے علما سے ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ اس آیت مین حقتعالی ارشاد فرماتا ہی کہ کافر اس دن بات نکرسکین گے اور دوسری آیتون مین اسکے خلاف ارشاد ہوا ہے چنانچہ سورہ انعام مین ارشاد ہوا ہے کہ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ یعنے کہین گے

کافر کہ قسم ہی اللہ تعالی کی جو ہمارا رب ہی کہ نتہے ہم مشرک اور سورہ زمر مین یون فرمایا ہی کہ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنے پہر تم ای کافرو حقتعالی کے روبرو آپسمین جہگڑوگے تابع اپنے پیشوائونکو ملامت کرینگے اور پیشوا اُنکے اپنے تابعدارون سے بیزار ہونگے اور دوسری آیتونمین بہی کافرونکا بات کرنا اور جہوٹہے عذر پیش کرنا بہت مذکور ہے پہر ان آیتونکے مختلف مضمونمین تطبیق کسطرح سے ہوسکتی ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت کے دن مقامات مختلف اور مجلسین متعدد درپیش ہونگی سو بعضی جگہون اور بعضی مجلسونمین کافرونکو بات کرنیکی ممانعت نہوگی سو ان جگہونمین کچہہ بیہودہ گوئی کرینگے اور بعضی جگہون اور بعضی مجلسونمین انکو بات کرنیکا حکم نہوگا سو وہان لب بہی نہلا سکینگے بس ان مضمونکا اختلاف زمانے اور وقتونکے اختلاف کے سبب سے ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اُس خارجی کے جواب مین ایسا کہا ہے کہ جو کافر اور بدکار دلیل مضبوط اور عذر سُننے کے قابل نلاوینگے تو انکا بات کرنا اور نکرنا دونون برابر ہوا اور اسطرح عذر نامسموع کا پیش کرنا نکرنا دونون برابر ہے سو کسی جگہہ پر انکی ظاہر بیفائدہ گفتگو کے لحاظ سے انکو بولتا ٹہرایا ہے اور انکی واہیات اور پوچ باتین بیان فرمائی ہین اور بعضی جگہہ پر حقیقت اور اصل معنون پر لحاظ فرماکے انکو گونگا اور ساکت ٹہرایا ہے تو اب ان دونون مضمونمین تناقص اور اختلاف نرہا وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ اور نہ پروانگی دی جاویگی انکو اپنے گناہونکے عذر کے بیان کرنے کی اسواسطے کہ یہہ تو اوّل سے معلوم ہے کہ یے لوگ کوئی عذر قابل سُننے کے اپنے پاس نہین رکہتے ہین کچہہ بیفائدہ بکینگے فَيَعْتَذِرُوْنَ پہر عذر بیان کرین اسواسطے کہ عذر صحیح مسموع انکے پاس نہین ہے اور عذر واہی نامسموع وہان کوئی نہ سُنیگا یہان پر موافق عربیت کے قاعدہ کے ایک اشکال مشہور ہے وہ یہہ ہی کہ فَيَعْتَذِرُوْا کیون نفرمایا یعنے نون کو نصب کے سبب سے ساقط کیون نکیا تا کہ نفی کا جواب ہوسکتا جسطرح وَلَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا مین واقع ہوا ہی اور اِس اشکال کا حل یہہ ہے

کہ اگر نون کو حذف کر کے ارشاد ہوتا تو معلوم ہوتا کہ اُنکا عذر نہ کرنا اسی سبب سے تہا
کہ انکو اجازت نہوئی والا عذر معقول اور مسموع انکے پاس موجود تہے وہ درپیش کرتے
اور حال یہہ ہی کہ حقیقت مین ایسا نہین ہے بلکہ اُنکے پاس حقیقت مین کوئی عذر نہین ہوگا تا کہ
اسپر اعتماد کرین اور اسکو درپیش کرین سو کلمہ فے کا فَيَعْتَذِرُوْنَ مین فقط عطف کے
واسطے ہی بدون سببیت کے پہر جب سبب کا ثبوت نہوا تو نفی کا جواب بہی نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ نفی کے جواب کیواسطے سببیت ضروری ہے حاصل کلام کا اُسدن کافر اس قسم کی
چاپلوسی اور بات بنانے سے اور حیلہ اور فریب سے بہی عاجز ہونگے وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہی اسدن منکرونکی اسواسطے کہ اسدن انکی مصیبتین دفع کرنیکیواسطے
کوئی حیلہ اور تدبیر بہی نپاوین گے بلکہ بالکل مایوس ہونگے آورساتوین وجہہ اُسدن انکی
سختی کی منکرونکے حقمین یہہ ہوگی کہ جب سخن سازی اور حیلہ بازی سے بہی مایوس ہوئےنگے
اور کسیطرح اُسدن انکی مصیبتون اور سختیونسے اپنا بچاؤ نہ دیکہین گے تب لاچار ہوکے اپنے
ہم جنس اور بنی نوع کیطرف جہکین گے اور اس بلا سے نجات کی تدبیر اُنسے پوچہین گے اور یہہ
خیال کرین گے کہ جسطرح دنیا مین سخت مصیبت اور شدت مین پہنس جانے اور اسکی خلاصی کی
کوئی تدبیر نہ سوجہنے کیوقت جو بڑے دانا اور زور آور ہوتے تہے انسے التجا کر کے اسکی
خلاصی کی تدبیر پوچہکے اس مصیبت سے بچاؤ کی کوئی تدبیر کر لیتے تہے اسیطرح یہان بہی
شاید اس مشکل کی کشایش اس حیلہ سے ہوسکے سو حقتعالی انکو اس تدبیر سے بہی مایوس
اور ناامید کر دیگا اور فرشتونکی زبانسے انکو یہہ حکم پہنچیگا کہ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ یہہ
دن فصل اور جدائی کا ہے برے لوگون اور اچہونسے سو ہر چیز مین ہم جدائی اور امتیاز
کرین گے اِن دونون مین اور فصل اور جدائی بغیر نیکون اور بدونکے ایک مکان اور ایک
زمانہ مین جمع کرنے کے متصور اور ممکن نہین ہے اسواسطے کہ جو معاملہ الٰہی کسی کے حقمین
واقع ہووے اسکو سب خاص و عام دیکہہ لیوین اور یہہ بہی ہے کہ بعضے نیکون اور بدونکے حقوق

آپسمین ایک کے دوسرے پر ثابت اور متحقق ہین اور حقدار کا حق دوسرے سے دلوانا بدون حاضر
ہونے مدعی اور مدعی علیہ کے حاکم کی مجلس مین ممکن نہین ہے اور یہہ بہی ہے کہ بعضے نیکون اور بدونکا
علاقہ مضبوط اور زبردست دوسرے شخصون سے ثابت ہے اور وے لوگ اس علاقہ کے سبب سے
بڑی بڑی امیدین اعانت اور شفاعت کی دوسرون سے رکہتے ہین جیسے قرابت نسبی اور سسرالی
اور دوستی اور پیری اور مریدی اور استادی اور شاگردی اور پیشوائی اور پیروی اور سوا
اسکے اور جسطرح کے علاقے اپنے ہم عصرون سے رکہتے ہین اسیطرح اپنے اگلون سے بہی رکہتے ہین
بلکہ نسبی علاقہ اپنی نوع کی اول فرد سے یعنے حضرت آدم علیہ السلام سے متحقق ہے اور اسی علاقہ کے
سبب سے امداد اور اعانت کی امید رکہتے ہین اسیواسطے اول وہلہ مین تمام مخلوقات حضرت آدم
علیہ السلام کی طرف رجوع کرینگے اور کہینگے کہ تم ہمارے سبکے باپ ہو اور ہم سب اس
بلا مین مبتلا ہین ہماری خلاصی اور رہائی کی کوئی تدبیر کرو کہ اس بلا سے ہمکو نجات ملے چنانچہ یہہ
مضمون صحیح حدیث مین ثابت ہے سو بدون جمع کرنے اولین اور آخرین کے ایک مجلس اور ایک
مکان اور ایک وقت مین نیکون اور بدون مین ایسی جدائی اور فصل کہ پہر وہ حکم کسی کی سعی اور
سفارش اور عرض معروض سے تغیر اور تبدل نپاوے ممکن اور متصور نہین ہے سو اسواسطے
جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ جمع کیا ہمنے تمکو اور اگلونکو اسواسطے کہ بلا مین پہنسنے اور اسکے دفع
سے عاجز ہونے کے وقت تم اپنے اگلونکو ضرور یاد کرتے کہ اگر ہمارے پیشوا اسوقت مین ہوتے
تو وے کسی تدبیر سے ہماری اس مصیبت اور مشکل کو ٹالتے اور اسوقت مین ہمارے کام آتے چنانچہ
بادشاہ اپنے ملک کے بندوبست سے عاجز ہونے کے وقت سکندر اور تیمور کو یاد کرتے ہین اور
وزیر لوگ ارسطو اور بزرجمہر کو اور پہلوان رستم اور اسفندیار کو اور طبیب لوگ جالینوس
اور بقراط کو اور نجومی ابوریحان اور ابومعشر کو اور اسیطرح ہر فرقہ اپنے اگلونکو جنکے کمال کے
معتقد ہین اپنی عاجزی کیوقت یاد کرتے ہین اور ہر مشکل کو انکی قدرت اور کفایت پر حوالہ
کرتے ہین یعنے یون کہتے ہین کہ افسوس اسوقت فلانے نہوے تاکہ اسکام کو بخوبی سرانجام کو

پہنچاتے سو حقتعالی گویا فرماتا ہے کہ ہمنے تمہارے سب اگلو اور پچھلونکو اسوقت تمہارے
سامنے اکٹھا کیا ہے تاکہ اسدنکی مصیبتو نسے خلاصی کی تدبیر کے لئے اگر انکی طرف رجوع کرنا
ہو تو کرو اور سب مل کے مشورہ کر کے کوئی بات نکالو فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کَیْدٌ پہر اگر ہووے
واسطے تمہارے یعنے تمہارے پاس کوئی مکر اور حیلہ جسکے سبب سے آج کی سختی تمسے دور ہو جاوے
فَکِیْدُوْنِ پہر وہ حیلہ یا مکر ہمارے ساتھہ کرو اور دیکہو کہ وہ پیش جاتا ہے یا نہین سو جب
کافر اسمین دوڑ دہوپ کے اس قسم کے حیلہ اور تدبیر سے بہی عاجز ہو جاوینگے تو وَیْلٌ
یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہے اسدن منکرونکی کہ اسدنکی مصیبتین دفع کرنیکے واسطے
ہر حیلہ اور تدبیر سے عاجز اور مایوس ہونگے اور اٹھوین وجہہ اسدنکی سختی کی منکرونکے
حقمین یہہ ہوگی کہ جتنے انکے مخالف اور دشمن تہے اُن سبکو انکے سامنے طرح طرح کی عنایات
اور مہربانی سے نوازینگے اور انکو یعنے کافرونکو کہینگے کہ دیکہو اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ
بے شک جو لوگ ڈرتے تہے حقتعالی سے اور قیامت کے دن سے اور اس خوف کے سبب سے
جتنے گناہ اور بری چیزین ہین سب سے پرہیز کرتے تہے اور بندگی اور عبادت مین ہمیشہ لگے رہتے تہے
سو وے آج کے دن فِیْ ظِلٰلٍ عمدہ سایونمین ہین پہلے تو یعنے حشر کے میدانمین ربّ العالمین
کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے پہر پل صراط سے گذرنے کیوقت اپنے اپنے صدقون اور
خیراتونکے سایہ کے نیچے ہونگے یہانتک کہ اگر کسی نے آدہا خرما خدا کی راہ مین دیا ہوگا تو اُسدن
وہی آدہا خرما اسکے کام آویگا اور دوزخ کی آگ کی لپٹ سے اُسکے واسطے ڈہال ہو جاویگا
اور اسکو بچاویگا پہر جب بہشت مین داخل ہونگے تو طوبی اور دوسرے بہشت کے درختونکے
سایہ کے نیچے ہونگے پہر جب اپنے اپنے ٹہکانون اور مکانونمین داخل ہونگے تو وہان اپنے
محلونکے اور غرفونکے اور تختونکے سایہ مین ہونگے وَّعُیُوْنٍ اور جاری چشمونمین ایسے
چشمے کہ کسیمین سے کافور کی خوشبو آتی ہے اور کسی مین سونٹہہ کا مزا ہوگا اور کسی کا نام
تسنیم ہوگا سوان چشمونکے سبب سے انکو ہرگز پیاس نہوگی بخلاف تمہارے کہ آگ کے دہوین کا

سایہ تمہاری تشنگی اور سوزش کو اور بہی زیادہ کر رہا ہے وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ
اور میوؤنمین اس قسم کے جنپر انکے دل رغبت رکہتے ہین کہٹے اور میٹہے سرد اور گرم سردسیری
اور گرم سیری یہا ںکے اور خزان کے گدر اور پکے سب وہان موجود ہونگے تاکہ اُن میوؤن کے
سبب سے بہونک کی گرمی انکے باطن مین بہی اثر نکرے بس انکی ہوا اور انکا پانی اور انکے میوے
پر ایک انکی گرمی کے دفع کرنے کیواسطے ایک دوسرے کے مدد اور معاون ہین بخلاف تمہارے
کہ میوؤنکی عوض مین دوزخ کی آگ کے انگارے ہین اور اندر اور باہر سے گرمی اور جلن کی زیادتی
ہی اور یہہ سب تفرقہ اور جدائی اسواسطے ہے کہ تم لوگون نے اسد نکے شک اور انکار کی گرمی
کو اپنے دلمین جگہہ دی اور ان لوگون نے یعنے مومنین نے یقین کی ٹہنڈک سے اپنے دل کو
چین مین رکہا سو اب یہان ہر شخص کو وہی پیش آیا جو اُسنے اختیار کیا تہا اور متقیونکے حقمین
علاوہ ان سب باتونکے یہہ زیادتی ہوگی کہ مہمانونکی طرح تکریم اور تعظیم انکی ہوگی اور بار بار
کہانے اور پینے کیواسطے تاکید اور تحریص کرینگے اور کہینگے كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا کہاؤ اور
پیو گوارا ہو جیو اور پچ جائیو تمکو بخلاف دنیا کے کہانے اور پینے کے کہ وہان ثقل اور بدہضمی
اور ہیضہ کا خوف پیچہے لگا ہوا تہا اور یہہ کہانا اور پینا تمہارے واسطے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
عوض مین اُسکے ہے جو تم عمل کرتے تہے چنانچہ گرمیونمین روزے رکہتے تہے اور خدا کیواسطے
روزے کے دنونمین بہونکے پیاسے رہتے تہے اور اچہے اچہے کہانے اللہ تعالی کی راہ مین فقیرون
محتاجونکو کہلاتے تہے اور ٹہنڈا میٹہا پانی مسکین روزہ دارونکو پلاتے تہے اور وے عمل تمہارے
دنیا مین اگرچہ چند روز تہے انکی عوض مین اسقدر جزا تمہارے خیالمین نہین آتی تہی لیکن ہماری عادت
ایسی ہی کہ جسکو جزا کی منفعت پہنچایا چاہتے ہین ہم تو اسکو اسی طرح وہ چیز جسمین نقصانکا
نام بہی نہووے اور کمال کے ایسے اعلی مرتبے کو پہنچے کہ اُسنے زیادہ متصور نہووے عنایت کرتے
ہین ہم إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ بے شک ہم اسیطرح بدلا دیتے ہین نیکو کارونکو کہ ایک کے
عوض مین دس بلکہ سات سو تک بلکہ اسنے بہی زیادہ عنایت کرتے ہین ہم اور فانی چیز کے

عوض مین جو باقی اور دایم ہے اور ناقص کی عوض مین کامل عنایت فرماتے ہین ہم ان باتونکے
سننے کے سبب سے متقیونکو خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی اور اکرام عقلی ساتھہ اکرام حسی کے جمع
ہوگا اور انکو یقین ہوگا کہ ہمارے سب کام مقبول ہوے اور اُسکا یہہ ثمرہ ظاہر ہوا اور جو اس حال
کے منکر لوگ دور سے اس حال کے دیکہنے سے یا اس کلام ارشاد نظام کے سُننے سے معلوم
کرینگے تو وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہے اُسدن منکرونکی اس سبب سے کہ انکو
معلوم ہوگا کہ متقی لوگ روز جزا کے معتقد ہونے کے سبب سے اس نوازش سے سرفراز
ہوے اور ہم لوگ اِس روز کے انکار سے اس رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوے اور نوین وجہہ
اُسدن کے عذاب کی منکرونکو یہہ ہوگی کہ دنیا مین قیامت کے انکار کرنے کے سبب سے طرح طرح
کے کہانے اور پینے کی لذتونکے مزے اوڑاتے تہے اور اس امر مین بہت اسراف اور بے باکی
کرتے تہے اور جب متقی پرہیز کارونکو دیکہتے تہے کہ قیامت کے خوف سے دنیا کی اچھی مزیدار
چیزون سے کنارہ کش ہین اور اسکی لذت سے فائدہ نہین اوٹہاتے ہین تب اپنے دلمین کہتے
تہے کہ اسی عقیدے نے ان لوگونکو دنیا کی لذتونسے محروم رکہا ہے سو یہے بڑے نادان ہین ہم لوگ
بہت خوب سوچے ہین کہ اس عقیدے کے معتقد ہی نہین ہین بلکہ اِس سے ہم بیزار ہین اسی سبب سے
دنیا کی نعمتونکی لذتین اڑاتے ہین اور خاطر خواہ چینین کرتے ہین سو قیامت کے دن اُنسے
کہا جاویگا كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا کہاؤ اور فایدہ لو دنیا کے حرام اور حلال سے بے باک اور بے دہشت ہو
اور صیغہ امر کا اسجگہہ پر ماضی کے معنونمین ہے اور یہہ عرب کا قاعدہ ہے کہ جب فعل ماضی کو ایسے
مقام مین ذکر کرتے ہین جہان اسبات کا بیان کرنا منظور ہوتا ہے کہ یہہ کام امر اور نہی کی لیاقت
رکہتا ہے تو اسکو امر اور نہی کے صیغے سے بیان کرتے ہین چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے
اِخْوَتِیْ لَا يَبْعُدُوْا اَبَدًا ؞ وَبَلٰى وَاللّٰهِ قَدْ بَعُدُوْا یعنے بہائی میرے نہ دور ہوو ین یعنے
نہ دور ہوئے کبہی اور بتحقیق واللہ کی تحقیق دور ہین حاصل کلام یہہ ہے کہ دنیا مین تمنے کہایا
اور پیا اور فایدہ لیا قَلِيْلًا تہوڑے دنون یعنے اپنی عمر بہر سو وہ تمہارا کہانا اور پینا اور

بہر ۵ مسند

بہرہ مند ہونا ایماندار متقیوں کی نسبت سے کچہہ بہی حقیقت نہین رکہتا ہے اسواسطے کہ انکے
بہرہ وری کے زمانے کی امید کیطرف انتہا نہین ہی اور منتہی ہونیوالی چیز کو غیر منتہی کے ساتہہ کیا
نسبت ہے سو تمنے قدر قلیل فایدہ کو جو خالص اور کامل بہی نتہا عوض مین ایسے عمدہ منافع کے اختیار
کیا جو کامل اور دایم اور غیر متنہا ہے اور ایسی عمدہ چیز کو ہاتہہ سے دیکر ایسی ناقص کو خرید کیا
اسیواسطے کہا جاتا ہی کہ اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ بے شک تم لوگ گنہہ گار ہو چنانچہ اُس کہانے اور
پینے اور فائدہ لینے کو بہی تمنے گناہ مین صرف کیا سو یہہ اور بہی عذاب کی زیادتی کا سبب پڑا اور
جب کافرونکو اسباتکی خبر ہوگی کہ قیامت کے انکار کرنے کے سبب سے دنیا کا کہانا پینا اور عیش
عشرت کرنا سب ہمارے حقمین زہر قاتل ہوگیا اور جو کچہہ ہمنے کہایا اور پیا تہا وہ سب فاسد
خلط ہو کے آگ کی صورت ہوگیا تو وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہی اسدن منکرونکی
جب اپنے معاملہ کے نقصان اور زیان پر مطلع ہونگے اور بوجہین گے کہ ہمنے اپنے پاؤن مین آپہی
کلہاڑی ماری اور کالے ناگ کو پہولونکا ہار سمجہہ کے اپنی گردنمین ڈالا جسکے سبب سے اس مصیبت
مین گرفتار ہوے اور اُس ادنی منفعت کو جو حقیقت مین مضرت تہی اختیار کرکے اِن منافع حقیقیہ دائمہ
کو اپنے ہاتہہ سے کہو دیا سو یے سب چیزین انکو اچہی بات نہ سُننے کے سبب سے حاصل ہونگی
اسی سبب سے دسوین وجہہ کافرونپر اسدنکی سختی کی یہہ ہوگی کہ اچہی بات نہ سُننے پر اپنا ہاتہہ آپ
کاٹین گے اور افسوس کرینگے اسواسطے کہ ان کافرونکی عادت دنیا مین یہی ہے کہ پیغمبرونکے فرمودہ کو
ہرگز نہین سُنتے ہین اور مرشدون اور واعظونکا کہنا ہرگز نہین مانتے ہین بلکہ ضد سے انکے کہنے کا
اُلٹا کرتے ہین یہان تک کہ اگر کوئی سہل کام کا بہی انکو حکم کرتے ہین تو بہی یے قبول نہین کرتے وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا اور جب کہا جاتا ہے اِن کافرونکو کہ رکوع کرو اپنی عبادت مین تاکہ مسلمانونکے
گروہ مین داخل ہوا سواسطے کہ رکوع خاصہ ہے مسلمانونکی عبادت کا اور سوائے مسلمانون کے
دوسرونکی عبادت مین قیام ہے اور سجدہ رکوع نہین ہی اور حقیقت مین رکوع دل کے انقیاد کا
نام ہی لطاعت الہی کے بوجہہ کے اُٹہانے کیواسطے اسیواسطے اس شکل کو یعنے رکوع کو اس شریعت

مین عبادت گردانا ہے تاکہ رکوع کرنا اسبات کیطرف اشارہ ہووے کہ ہمنے امانت الہی کے بوجہہ
کو اپنی پیٹہ پر لادلیا ہے باوجود اسبات کے کہ اُسنے ہمکو مستقیم القامت پیدا کیا ہے لیکن جو اس
بوجہہ اُٹہانے کا ہمکو حکم کیا تو ہمنے اپنے قد سید ہاہونے پر غرور نکیا بلکہ گہوڑے خچر اونٹ
بیل کیطرح اپنی پیٹہ کو اسکے سامنے ٹیڑہا کر دیا ہے ہمنے تاکہ وہ جو چاہے ہمارے اوپر لاد دیوے اسیواسطے
قران شریف مین دوسری جگہہ پر فرمایا ہے کہ اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ
پس رکوع کرنا نماز مین مسلمانی کی علامت ہے اور کافر اگر اس چیز کو دنیا مین کرتے رہتے تو
یہی قیامت کو جو جدائی اور امتیاز کا دن ہے اس علامت کے سبب سے اہل اسلام کے گروہ مین
شمار توکئے جاتے لیکن یے لوگ لَا یَرْکَعُوْنَ ہرگز رکوع نہین کرتے ہین بلکہ اپنی تئین مسلمانونکی
مشابہت سے دور رکہتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب رئیس لوگ بنی ثقیف کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین آکر حاضر ہوئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا آپ نے انکو نماز پڑہنے کا
تقید فرمایا اور نماز پڑہنے کا طور انکو تعلیم کیا تب اُن لوگون نے کہا کہ ہم سب ارکان نماز کے بجالاوینگے
لیکن رکوع نکرینگے اسواسطے کہ یہہ فعل نہایت ننگ اور عار کا سبب ہے یعنے بنی آدم باوجود
قد کی راستی کے جانورونکی طرح اپنی پیٹہ کو ٹیڑہا کرکے اوندہا ہووے تب آنحضر صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْہِ رُکُوْعٌ یعنے کچہہ بہی بہتری نہین ہے اُس دین
مین جسمین رکوع نہووے اسواسطے کہ دین کی تحقیق انسانیت کے معنو مین ہے اور انسانیت
اسی بات کو چاہتی ہے کہ اپنے خاوند کے حکمونکو یعنے امر اور نہی کو ہنسی اور خوشی رضا
اور رغبت سے قبول کرلیوے اور اُس بوجہے کے اُٹہانے کیواسطے اپنی پیٹہ کو ٹیڑہا کردیوے اسواسطے
کہ عرف عام مین تعظیم اور سلام کے مقام پر اپنی پیٹہ کو ٹیڑہا کر دیتے ہین گویا اشارہ کرتے ہین
اسبات کی طرف کہ تمہارے احسان کا بوجہہ اپنی پیٹہ پر رکہا ہمنے اور حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن ہوویگا اسواسطے کہ تجلی الہی سے کشف
ساق کا ہوگا اور سب لوگونکو حکم ہوگا کہ سجدہ کرو پس ایماندار اسیوقت سجدہ مین گرپڑینگے

اور

اور منکرونکی گردن اور پیٹھ ایک لوہے کا تختہ ہو جاویگی کہ اس سبب سے ہرگز پیٹھ ٹیڑہی نکرسکین
گے چنانچہ سورہ نون مین گذرچکا ہی لیکن اس تفسیر مین دو خدشہ بڑی قوی اور زبردست وارد
ہوتے ہین پہلا خدشہ یہہ ہے کہ اس سورۃ مین رکوع کا ذکر ہی اور سورہ نون مین سجود کا ذکر آیا ہے
سو رکوع اور چیز ہے اور سجدہ اور چیز ہی اُسکا حل اسطرح ہوسکتا ہے اور دوسرا خدشہ
یہہ ہی کہ لَا یَرْکَعُوْنَ سے بوجہا جاتا ہے کہ کافر اپنے اختیار سے رکوع نہین کرتے ہین اور سورہ
نون مین لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ مذکور ہے اُس سے یہہ بوجہا جاتا ہی کہ کافر نکرنے مین بے اختیار اور مجبور
ہین حاصل کلام کا قیامت کے دن رکوع اور سجدہ کرنیوالونکی جب بزرگی اور نوازش دیکہین گے
تب یاد کرین گے کہ ہمکو بہی دنیا مین اس آسان کام کا حکم ہوتا تہا جسکے سبب سے یہ نوازشین اور
سرافرازیان ہوئی ہین لیکن ہمنے نصیحت کرنیوالونکا کہنا نمانا اور انکی بات کو نسنا اور ایسی چین
اور آرام کو اپنے ہاتہہ سے مفت کہو دیا وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ بڑی خرابی ہے اسدن منکرونکو
جو اپنی الٹی بوجہہ پر اسدن افسوس کرینگے اور ہاتہہ ملین گے کہ ہمنے کیسی آسان چیز کے نکرنے سے
ایسی عمدہ چیز اپنے ہاتہہ سے کہو دی اور نخریدکی اور جب یہ کافر اسطرح کے گدہے اور احمق
ہین کہ ایسے آسان حکم کو یعنے رکوع کو بجا نہین لاتے ہین اور اپنی پیٹھ ٹیڑہی نہین کرتے ہین
فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ پہر اب کونسی بات پر بعد اسکے ایمان لاوینگے اور کون کون
تکلیف الہی کو اپنے اوپر قبول کرینگے اسواسطے کہ یہہ ذراسی بات لنسے ہو نہین سکتی ہے
بس یے شریر جانور کیطرح کے ہین جو اپنی پیٹھ کو ٹیڑہا نہین کرتا ہے پہر دوسرے بوجہہ اٹہانے
کی امید اس سے محال ہی اور بعضے مفسرون نے کہا کہ بعدہ کی ضمیر قران کیطرف راجع ہی اگرچہ
اسکا مذکور اوپر نہین ہوا ہے لیکن قران شریف کی تلاوت کیوقت ہر شخص کا ذہن اُسی قران ہی کیطرف
دوڑتا ہے یعنے جب قران شریف کے آنیکے بعد بہی یے کافر ایمان نہ لائے باوجود اسبات کے
کہ قران کا بیان واضح ہے اور کتب الہیہ کا خاتم ہے کہ اسکے بعد پہر آسمان سے کوئی کتاب
نازل ہونے کی اُمید باقی نہین ہے اسپر بہی نمانا اور قایل نہوے پہر اب اس قران کے بعد

کونسی بات کے منتظر ہین جسپر ایمان لاوینگے اسواسطے کہ اب کوئی دوسری کتاب آسمانی نازل ہونیوالی نہین ہے اور دنیا مین دوسری کتابین جو آدمی لکہتے ہین اُس کلام مین یہہ تاثیر پائی نہین جاتی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص اس آخر کی آیت کو پڑہے نماز مین یا نماز کے باہر اُسکو لازم ہے کہ اِسکے بعد کہے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یعنے ایمان لایا مین اللہ تعالی کا جو ایک ہے اور واحد لاشریک ہے

الحمد للہ کہ یہہ نسخۂ متبرکہ یعنے تفسیر فتح العزیز جو تصنیف کی ہوی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین افضل العلمأ واکمل الفضلا سند المحدثین سلطان المفسرین حضرت مولنا حافظ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کی فارسی زبان مین تہی اُسمین سے سپارۂ تبارک کا ترجمہ حسب الارشاد محسن دوران منبع جود والامتنان قدردان غربا و شرفا جناب نا خدا محمد علی صاحب بن محمد حسین روگہے ادام اللہ حسناتہم کے ہندستانی زبان مین معمورہ بندر منبی مین ہوا اور جناب ممدوح کے حکم کے بموجب عاصی پر معاصی عبد الملک بن مولوی محمد صادق مرحوم نے مطبع محمدی مین جو واقع بندر مذکور مین ہے چہاپ کر ستائیسوین تاریخ شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ مقدسہ کی اختتام کو پہنچایا اللہ تعالی بانی اس امر خیر کو اور مترجم کو اور کاتب کو اور قاریکو اپنے فضل اور کرم سے توفیق خیر کی عنایت فرماوے آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

قطعہ تاریخ از نتایج فکر قاضی علی مہدی صاحب

تاریخ

کیون گل نہون خجلت سے نم آلودۂ تشویر — یک باغ تبارک و گلستان یہہ تفسیر ہے — حاصل بگلدست یہان سیر چمن ہے
یا طرۂ دستار ہے گلدستۂ تقریر — مُصحف ہے گویا خالِ رخِ نازہ اسکے — کیون بوسہ گہ خلق نہو صفحۂ تحریر
جیون زلف پر چہرہ عبارات مسلسل — ہے بہر خرد تاب زدہ حلقۂ زنجیر — شیرینی مضمون روان بخش و طرب خیز
ہے غیرت دریای وجوی نم شیر — الفاظ متین موج زن معنی رنگین — جون ساغر مینا ہین پُر از بادۂ شبگیر ۲

نظم متضمن تاریخ وفات خاقان اقالیم تحقیق قہرمان ممالک تدقیق قدوۂ مقیمان درگاہ لاہوتی زبدۂ واقفان بارگاہ جبروتی مجمع کمالات انسانیہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ مستند علماء زمان پیشوائے فضلای دوران رئیس المفسرین و سند المحدثین مروج احکام دینیہ قامع منکرات سیئہ مصنف تفسیر فتح العزیز حضرت مولینا شاہ عبد العزیز بن العارف الکامل حضرت مولینا شاہ ولی اللہ دہلوی سقاہما اللہ شرابا طہورا ولقّیہما نضرۃ وسرورا

جو رفت سوی ارم زین جہانِ پر آشوب — عزیز صانع بیچون مفخر فضلا
جناب اقدس عبد العزیز والا قدر — کہ بود محو رضائی خدائے بے ہمتا
فقیہ بے بدل و عالم عدیم المثل — ولیّ کامل و استاد مرشد دانا
مفسری کہ نظیرش کسی نداده نشان — محدثی کہ شده مستند ہمہ علما
معبری کہ بہ تعبیر خواب پایۂ او — قریب بود بیوسف بنزد اہل حجا
مہندسی کہ اگر زنده بودی اقلیدس — شدی ازو متمتع بدانش والا
مدبّری کہ باقلیم دانش و حکمت — جزا و نبود کسی راعمل زسر تا پا
امام جملہ دبیران نکتہ سنج و فصیح — قوام جملہ ادیبان موجد انشا
معین اہل ورع مقتدای دینداران — ظہیر شرع پسندان صاحب تقوی
مطاع و مرشد و شاہ جہان اولادش — ملاذ مرجع میر و وزیر و شاہ و گدا
بجستم از خرد خرده کار تاریخش — ہزار نالہ کشید و بسر زد و گفتا
بس از وضو و طہارت نویس این مصراع — نہفت زیر زمین مہر دین و ماه ہدی

۱۲۳۹

بنده بارگاہ لم یزلی و نیازمند درگاه وانسند جل وعلی محمد علی بن ناخدا محمد حسین روگھے عفی اللہ عنہ و عن والدیہ سب مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ تفسیر فتح العزیز جو جامع التفاسیر ہے لیکن فارسی ہونے کے سبب سے اکثر شایقان کامل اپنی کم فہمی کے سبب سے اس فیض سے محروم تھے سو اس عاجز نے کئی دیندار عالموں کو تکلیف دی تاکہ اس تفسیر کا ترجمہ ہندی زبان میں درست ہوا اور اس فن کے اکثر شائقین کی تہدیستی کے

تتمہ
کیا تھا لیکن [illegible] سلیس نہ تھی اسکی تعبیر
بیچیدگی [illegible] نقصان مضمون کا ہوتا
جا بجا [illegible] کی کمی [illegible] اظہار ہوتی
اور اس فقیر نے بغرض اسکے مستفیض ہوویں اور
جو [illegible] بسبب [illegible] اور فضل
حسب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
نفع دین و دنیا اور [illegible]
اسکا قبول فرماوے اور [illegible]
دنیا اور آخرت کی [illegible]
و ہو علی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر
نعم المولی و نعم النصیر [illegible] یا ارحم الراحمین
تمت

تصحیح الاغلاط ترجمہ تفسیر فتح العزیز سیپارہ تبارک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	پچنا	چِنا	۴۰	۱۴	جانو	جانور	۷۶	۱۹	گیا	کیا
۵	۵	رَجوما	رُجوما	〃	〃	مجہلی	مچھلی	۷۷	〃	اعماد	اعتماد
۶	۷	ہوئےہین	ہین	۴۱	۴	لفرت	نصرت	۷۹	۱۶	ظہو	ظہور
۷	۱۶	پڑین	پڑے	۴۵	۱۱	نہی	نہین	۸۰	۹	پر گئے	پڑ گئے
۸	۲۰	حلوص	خلوص	〃	۱۸	دوڑ	دور	〃	۸	پہنور	بہنور
۹	۳	تحارت	تجارت	۴۷	۲	لگاتا	لگانا	۸۱	۲	او	اور
〃	۴	یحتاج	محتاج	〃	۲۰	حاکروب	خاکروب	〃	۲۱	اثاژ	اثار
〃	۸	ہین	ہین	۴۹	۸	بحسکریکا	بخشگیریکا	۸۴	۲۱	مگر	مکر
〃	۲۰	حقیت	حقیقت	〃	۱۷	مسوی	مُستوِی	۸۵	۴	دینگے	دینے کے
۱۱	۸	زند	زنده	۵۱	۱۹	چھو	جھو	〃	۱۴	درجیوکو	درجے کو
۱۳	۴	کہدہری	کہدیری	۵۲	۳	مچھہ	مجھہ	۸۶	۷	نہ نانیکے	نانینگے
۱۴	۶	سلہ	ہنگ	۵۳	۸	اگھڑ	اکھڑ	۸۷	۱۴	اووه	اور وه
۱۶	۱۴	کرتا	کرنا	〃	۱۱	رگھو	رکھو	۸۹	۷	پچہاز	جہاز
۱۸	۲	پہرجائنگی	پہرجائیگی	〃	〃	اگرم	اکرم	۹۱	۶	متی	مٹی
〃	۱۲	بڑا	بڑه	۵۴	۱۱	بہب	بہت	〃	۸	بہور	پہوڑ
〃	۲۱	فرما	فرمان	۵۵	۴	ہوایک	ہواایک	〃	۲۰	گا	گاه
〃	۶	قصو	قصور	〃	۵	باوجو	باوجود	۹۲	۲	گہڑے	کہڑے
۱۹	۳	گرینگے	گرنے کے	۵۷	۸	بزدگونکے	بزرگونکے	〃	۱۵	پڑی	بڑی
۲۰	۱	پوچہتے	بوجہتے	〃	۹	شریف	شریف ہین	〃	۲۰	او	اور
〃	۵	کرنی	گرتی	۵۸	۵	لعُومی	لقَومی	۹۳	۷	کناه	گناه
〃	۹	اورجو	اور	۶۸	۱۸	سینگون	سیکون	〃	۱۶	چہاڑ	جہاڑ
۲۴	۴	بہجے	بہیجے	۶۹	۱۱	گرنبکا	کرنیکا	۹۴	۱۰	بڑہنا	پڑہنا
۲۵	۱	اور	اوڑ	〃	۱۶	حسنعالی	حقتعالی نے	〃	۲۱	عتات	عتاب
۲۶	۹	او	اور	〃	۱۷	جولوک	جولوگ	۹۵	۵	بیٹہے	بیٹھتے
۲۸	۱۸	سجا	سچا	۷۰	۸	پرہتا	بڑہنا	〃	۸	بیقر	بیقرار
۳۴	۱	بڑہتا	پڑہتا	۷۱	۹	اپ	اب	۹۶	۱۸	مدت	مدد
〃	۵	پوچہی	بوجہی	〃	۱۵	کہتی	کہیتی	۱۰۶	۱۳	گہر	کہڑا
۳۵	۲۰	اب	آپ	۷۳	۱۳	سجا	سچا	۱۱۱	۷	دانون	دنون
۳۹	۱۶	گوہان	کوہان	۷۴	۱۸	پرورکار	پروردگار	〃	۱۴	دونو	دنو
〃	۲۱	پہرنی	بہرتی	۷۵	۱۱	چنگیر	چنگیز	۱۱۵	۵	مکات	مکانات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۷	۱	بہیٹے	بیٹھنے
؍؍	۵	چلانا	جلانا
۱۲۲	۱۶	رحون	روحون
۱۲۴	۱۲	سقلی	سفلی
؍؍	۱۵	مضبوتی	مضبوطی
۱۲۶	۱۱	مراذ	مرد
۱۳۸	۱	مدت	مدد
۱۴۲	۸	پچوا	پنچوا
۱۴۴	۱۷	نقول	تقول
؍؍	؍؍	مستز	مستتر
۱۴۶	۱۲	پرورگار	پروردگار
۱۴۷	۱۴	لیک	ایک
۱۴۸	۳	سوت	سورت
۱۵۰	۱۴	احمق	حمق
۱۵۶	۱۷	پچا	پچاس
؍؍	۱۹	ین	ہین
۱۵۹	۱۲	ہے	ہین
۱۶۳	۲	بڑ	بڑا
۱۶۴	۲	ووزی	روزی
۱۶۶	۴	کرتے	کرتا
؍؍	۱۱	اِلَیّ	اُلَیّ
۱۶۷	۳	حرض	حرص
۱۷۱	۳	بیصرون	بیصبرون
۱۷۳	۴	اپنا اپنا	اپنا
۱۷۶	۱۱	سزوار	سزاوار
۱۸۶	۸	کا	کار
۲۰۰	۲۱	پوہنچی	پہنچی
۲۰۱	۱۳	حاوصل	حاصل
۲۰۳	۱۳	نفطہ	نطفہ
؍؍	۲۱	پوچھا	بوجھا
؍؍	۱۹	اوراور	اور
۲۰۴	۸	بہیے	بڑے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۹	نئوب	خوب
۲۰۸	۱۸	تقضاضے	تقاضے
۲۱۰	۱۵	والوانکی	والونکی
۲۱۳	۸	لولون	لوگون
۲۲۰	۳	کہا	کہانا
؍؍	۸	غوام	عوام
۲۲۴	۱۶	حیقت	حقیقت
۲۲۷	۲۰	تیروی	پیروی
؍؍	۲۱	پیدیشی	پیدائشی
۲۲۹	۵	گفارا	گفّارا
؍؍	۸	رسو	رسول
۲۳۰	۱	ند	نذر
؍؍	۲۱	مذکو	مذکور
۲۳۸	۱۲	بیا	بیان
۲۴۱	۶	دیکہے	دیکہتے
؍؍	۱۱	مودت	مودب
۲۴۳	۱۶	اونیا	انبیا
۲۴۴	۸	نسر	نثر
۲۴۶	۱۹	او	اور
؍؍	۲۱	ٹہر	ٹہرا
۲۵۱	۲	کرنے	کرنے کے
۲۵۲	۲۰	موف	موقوف
۲۵۴	۳	رشورت	رشوت
؍؍	۵	اوراور	اور
۲۵۵	۱۷	کردین	کرین
؍؍	۲۱	روسناش	روشناس
۲۵۶	۱۹	وبار	دربار
۲۵۸	۱۹	گوہ	کہو
؍؍	۲۱	دوازہ	دروازہ
۲۶۳	۹	گہڑا	کہڑا
۲۶۵	۱۱	کتات	کتاب
۲۶۶	۱۲	روسنی	روشنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۵	۳	ملات	ملاقات
۲۷۶	۲	بہنکا	بہکا
۲۸۶	۱۳	یاد	یا
۲۸۹	۱۴	فکریہ	فکرینہ
۲۹۲	۱۸	پر	بر
؍؍	؍؍	پر	بر
۲۹۶	۱۴	قصو	قصور
۳۰۱	۲	نیدنبد	زیرزبر
؍؍	۷	بندے تیرے بندے	بندے تیرے
۳۰۹	۱۷	ماگتا	مانگتا
؍؍	؍؍	دیون	دو
؍؍	۱۹	حراے	خیبا
۳۱۶	۱۱	مدت	مدد
۳۱۹	۹	سایط	وسایط
؍؍	۱۰	سایط	وسائط
؍؍	۱۲	بہہ	بیٹھہ
۳۲۰	۱۱	وسئولی	سوالی
۳۲۳	۱۵	رضاعی	وضاعی
۳۲۶	۱۳	ہین	کہین
۳۲۹	۱	جمع جبال	جمع جبل
۳۳۳	۵	لے	کے
۳۳۶	۲۱	سورت	صورت
۳۴۶	۱	نجو	بخود
۳۶۲	۱۲	شوبا	شوربا
۳۶۴	۲۱	دوزخ	دوزخکے
۳۶۶	۷	مدت	مدد
؍؍	۱۹	ذکرکنے	ذکرکرنے
۳۶۷	۵	ہو	ہون
۳۷۰	۲۰	لمحے	لمحہ
۳۸۳	۱۷	بکار	بکا
؍؍	۱۸	جہکانا	چہکانا
۳۸۵	۱	ڈانا	ڈالا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۲	یومٌ	یومِ
۳۸۷	۱۷	البیہ	البتہ
۳۸۸	۱۸	اھلَ	اھلُ
۳۹۴	۱۹	اثارہ	آثارہ
۳۹۷	۶	روق	عروق
〃	۱۹	منغس	منغص
۴۰۰	۱۴	یَنبؤ	یُنبؤ
۴۰۲	۱۱	ہووے	ہوے
۴۰۴	۱۹	ہمار	ہمارا
۴۰۷	۹	غفلف	غفلت
۴۰۸	۱	وَجوہ	وُجوہ
〃	۴	پروزکار	پروردگار
〃	۱۱	ہوگی	ہونگے
〃	۱۶	دوسریکا	دوسریکا
۴۱۲	۱۱	وَجوہ	وُجوہ
〃	۱۲	وَجوہ	وُجوہ
〃	۱۸	تاہ گی	تازگی
۴۱۳	۳	گروہوگی	گروہونگی
〃	۱۱	ندنگینگے	ندیکھینگے
〃	۲۰	تازگی	تاریکی
۴۱۴	۷	یاتہہ	ہاتہہ
۴۱۶	۷	یار	بار
۴۲۱	۲	ایکہزاز	ایکہزار
〃	۱۵	وَجوہ	وُجوہ
۴۲۲	۸	برائیو	برائیون
〃	〃	روگونکا	روگونکا
۴۲۳	۲۰	اَلدَّھَر	اَلدَّھرِ
۴۲۸	۸	بند	پند
〃	۱۰	جانا	جانا
۴۳۱	۲۰	پہ	بہر
۴۳۲	۱	گاسِن	گاسِن
〃	۸	جاتی	جاتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳۴	۱۳	گئے	گے
۴۳۵	۱۰	پیچہا	پیچہا
۴۳۶	۱۷	پروزکار	پروردگار
〃	〃	اداسی سخت	اداسی کی سخت
۴۳۷	۱۲	بیجا	بیچا
〃	〃	لئے	لے
۴۳۹	۳	نقل	نقل
۴۴۰	۶	ہوگین	ہونگے
〃	۷	وَجوہ	وُجوہٗ
〃	۹	تتلقّہم	تتلقّہم
〃	۱۳	النَّبیّوُنَ	النَّبیّوُنَ
〃	۱۴	گین	گے
۴۴۱	۵	ترگ	ترک
〃	۱۹	چتایونپر	چتایونپر
〃	۲۱	ندیکہین	ندیکھین
۴۴۲	۸	حفتعالی	حقتعالیکی
۴۴۴	۴	گہڑا	کہڑا
۴۴۵	۱۰	بَانیہٖ	بَانِیۃٍ
۴۴۶	۲۰	سپنے	سپنے
۴۴۷	۱۵	دیتی	دیتی
۴۴۸	۲۱	دور	دَوڑ
۴۵۰	۱۸	جسے	جیسے
۴۵۱	۱۹	حزا	جزا
۴۵۳	۱۳	شاگر	شاکر
۴۵۵	۱۲	پروردکا	پروردگارکا
〃	۱۵	پروردکا	پروردگار
۴۵۶	۵	جور	فجور
〃	۱۵	خفّف	خفّف
۴۵۷	۵	تسبیح	تسبیح
۴۵۸	۹	ناعانت	اعانت
۴۶۱	۷	یوم	یوم
〃	۱۷	بانچوپس	پانچوین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۴	۸	من لطیب	من الطیب
〃	۲۰	کنفیین	کیفیتین
۴۶۴	۵	ث	تِ
〃	۸	کو	کے
〃	۲۰	سنگے	سنگے
۴۶۹	۱	ماسوئے للہ	ماسوئے اللہ
〃	۷	فرشتونکے	فرشتونکے
۴۷۰	۹	دلور	دلون
۴۷۲	۲۱	تحسبہا	تحسبہا
۴۷۳	۳	الجبالَ	الجبالَ
۴۷۴	۱۲	پریگا	پڑیگا
۴۷۵	۱۷	تناسب	تناسل
۴۷۶	۱۶	تخلقلم	تخلقکم
〃	۱۷	کپرا	کپڑا
۴۷۷	۱۳	اعصاب	اعصاب
〃	۱۴	بچی	بچی
۴۷۸	۱۹	سدہروس	پندرہوین
۴۸۰	۶	نوے	نوین
۴۸۲	۱۳	بہار	پہاڑ
۴۸۳	۲	بچہ	بچے
۴۸۶	۲	جب	جب
۴۸۸	۳	نہین	نہین
〃	۱۱	ندکہین	ندیکہین
〃	۱۳	خلاضی	خلاصی
۴۹۰	۴	حسلہ	حیلہ
۴۹۱	۱۶	محتاجونکو	محتاجونکو
۴۹۳	۲	پہرورینگے	بہرورینگے